

تدوین غزلیاتِ میر تقی میر

دیوانِ اوّل تا ششم

تحقیقی مقالہ برائے پی ایچ۔ ڈی



★ نگران ★

ڈاکٹر فرمان فتح پوری

پی ایچ۔ ڈی، ڈی۔ لیٹ (ستارہ امتیاز)
صدر نشین اردو لغت بورڈ، کراچی

پروفیسر ڈاکٹر روبینہ ترین

صدر نشین شعبہ اردو
بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان

★ مقالہ نگار ★

محمد ساجد خان

اسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو
بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان

بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان

صداقت نامہ

اس امر کی تصدیق کی جاتی ہے کہ یہ مقالہ اس سے پہلے پی ایچ ڈی کی
ڈگری کے لیے کسی بھی ادارے میں پیش نہیں کیا گیا۔

نگران مقالہ

Hatchpeter

ڈاکٹر فرمان فتح پوری

صدر نشین اردو لغت بورڈ، کراچی

Rubeen Tarcen

پروفیسر ڈاکٹر روبینہ ترین

صدر نشین شعبہ اردو

بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان

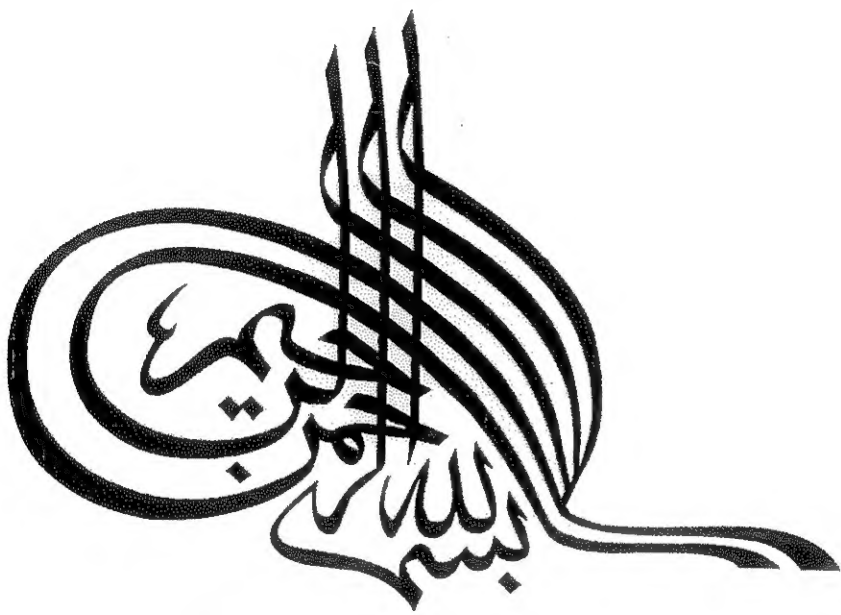
مقالہ نگار

ساجد خان

محمد ساجد خان

اسٹنٹ پروفیسر شعبہ اردو

بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان



فہرست

81۲۱

مقدمہ غزلیات میر

82

اشاریہ: غزلیات و اشعار میر تقی میر (ردیف وار)

صفحہ نمبر

اشعار کی تعداد

مصرع مطلع غزل

غزل نمبر

ردیف الف دیوان اول

85	10	تھا مستعارُ حسن سے اُس کے جو نور تھا	1
85	7	کیا میں بھی پریشانی خاطر سے قریں تھا	2
86	9	نکلے ہے چشمہ جو کوئی جوش زناں پانی کا	3
86	3	جامہ مستی عشق اپنا مگر کم گھیر تھا	4
86	7	اس عہد میں الہی محبت کو کیا ہوا	5
87	5	شب، جبر میں کم نظم کیا	6
87	14	الٹی ہو گئیں سب تدبیریں، کچھ نہ دوانے کام کیا	7
87	7	چمن میں گل نے جو کل دعویٰ جمال کیا	8
88	7	فلک نے آہ تیری رہ میں ہم کو پیدا کر	9
88	7	دیکھے گا جو تجھ رو کو، سو حیران رہے گا	10
88	8	تا گور کے اوپر وہ گلی اندام نہ آیا	11
89	7	جس سر کو غرور آج ہے یاں تا جوری کا	12
89	5	وہ اک روش سے کھولے ہوئے بال ہو گیا	13
90	5	بے تاب جی کو دیکھا، دل کو کباب دیکھا	14
90	9	دل بہم پہنچا بدن میں تب سے سارا تن جلا	15
90	4	حالِ دل میر کا رورو کے سب اے ماہ، سنا!	16
91	9	جب جنوں سے ہمیں تو تسل تھا	17
91	8	آگے جمال یار کے معذور ہو گیا	18
91	5	فرہاد ہاتھ تیشے پہ ٹک رہ کے ڈالتا	19
92	9	گل شرم سے بہ جائے گا گلشن میں ہو کر آب سا	20
92	9	مر رہتے جو گل بن تو سارا یہ خلل جاتا	21
93	5	سنیو! جب وہ کبھو سوار ہوا	22
93	7	مانند شمع مجلس شب اشک بار پایا	23
93	12	مارا ز میں میں گاڑا، تب اس کو مہر آیا	24
94	18	شکوہ کردوں میں کب تک اُس اپنے مہرباں کا	25

94	7	ہمارے آگے تراجب کسوں نے نام لیا	26
95	12	سیر کے قابل ہے دل صد پارہ اُس پتھر کا	27
95	6	شب درد و غم سے عرصہ مرے جی پہ تنگ تھا	28
96	5	دل میں بھرا ز بس کہ خیال شراب تھا	29
96	11	کیا طرح ہے، آشنا گا ہے، گہنا آشنا	30
96	7	گل کو محبوب ہم قیاس کیا	31
97	4	مفت آبروئے زائد علامہ لے گیا	32
97	9	اے تو کہ یاں سے عاقبت کار جائے گا	33
98	5	کیا کہوں، کیسا ستم غفلت سے مجھ پہ ہو گیا	34
98	9	مت ہو دشمن اے فلک مجھ پائمال راہ کا	35
98	9	ایسی گلی اک شہر اسلام نہیں رکھتا	36
99	9	خوبی کا اُس کی بسکہ طلب گار ہو گیا	37
99	9	تیر جو اُس کمان سے نکلا	38
99	7	گرمی سے میں تو آتشِ غم کی پکھل گیا	39
100	12	سنا ہے حال ترے کشتگاں بے چاروں کا	40
100	5	دل سمجھانہ محبت کو کچھ اُن نے کیا یہ خیال کیا	41
101	9	گزر رہا بنائے چرخ سے نالہ پگاہ کا	42
101	5	دل سے شوقِ رخِ نکونہ گیا	43
101	5	گل و بلبل بہار میں دیکھا	44
101	8	کئی دن سلوک و داع کا مرے درپے دلِ زار تھا	45
102	7	مہر کی تجھ سے توقع تھی، ستم گر نکلا	46
102	9	رہے خیال تنگ ہم بھی روسیاہوں کا	47
103	9	اُس کا خرام دیکھ کے جایانہ جائے گا	48
103	10	ایسا ترارہ گزرنہ ہوگا	49
104	9	غم اُس کو ساری رات سنایا تو کیا ہوا	50
104	3	گر چہ سردار مزدوں کا ہے امیری کا مزا	51
104	5	دل جو تھا اک آبلہ پھوٹا گیا	52
104	4	یاد آیا م کہ یاں ترکِ شکیبائی تھا	53
105	8	اے دوست کوئی مجھ سار سوانہ ہوا ہوگا	54
105	10	عالم میں کوئی دل کا طلب گار نہ پایا	55
105	7	کیا مرے آنے پہ تو اے بت مغرور گیا	56
106	5	خواہ مجھ سے لڑ گیا اب خواہ مجھ سے مل گیا	57
106	7	تا بہ مقدور انتظار کیا	58

106	5	شب تھا نالاں عزیز کوئی، تھا!	59
106	9	پھوٹا کیے پیالے، لٹھتا پھر اقرار ابا	60
107	5	دکھ اب فراق کا ہم سے سہا نہیں جاتا	61
107	11	سمجھتے تھے میر، ہم کہ یہ ناسور کم ہوا	62
108	6	دل و دماغ ہے اب کس کو زندگانی کا	63
108	12	موا میں سجدے میں پر نقش میرا بار رہا	64
108	10	جیتے جی کوچہ دلدار سے جایا نہ گیا	65
109	8	دل کے تیں آتش ہجر اس سے بچایا نہ گیا	66
109	8	گل میں اس کی سی جو بو آئی تو آیا نہ گیا	67
110	9	ادھر آ کر شکارا فگن ہمارا	68
110	7	گلیوں میں اب تلک تو مذکور ہے ہمارا	69
110	9	سحر گہ عید میں دور سبوتھا	70
111	5	راہ دور عشق میں روتا ہے کیا	71
111	5	رونا تک اک تھا تو غم بے کراں سہا	72
111	7	بے کسانہ جی گرفتاری سے، شیون میں رہا	73
112	12	غمرے نے اُس کے، چوری میں دل کی، ہنر کیا	74
112	5	ناکسی سے پاس میرے یار کا آنا گیا	75
112	5	ہاتھ سے تیرے اگر میں ناتواں مارا گیا	76
113	7	محبت کا جب روز بازار ہوگا	77
113	7	اشک آنکھوں میں کب نہیں آتا	78
113	8	کب تک تو امتحان میں، مجھ سے جدار ہے گا	79
114	6	جو یہ دل ہے تو کیا سر انجام ہوگا	80
114	5	خواب میں تو نظر جمال پڑا	81
114	4	نہ پوچھ خواب زلیخانے کیا خیال لیا	82
115	7	نقاش دیکھ تو، میں کیا نقش یار کھینچا	83
115	4	یہ حسرت ہے مروں اُس میں، لئے لبریز پیمانہ	84
115	7	بارہا گور، دل جھکا لایا	85
116	7	کیا عجب، پل میں اگر ترک ہو اُس سے جاں کا	86
116	5	ہر دم طرف ہے دل سے مزاج کرخت کا	87
116	9	ہم عشق میں یہ جانا غم ہی سدا رہے گا	88
116	12	بھلا ہوگا کچھ اک احوال اس سے یابز ہوگا	89
117	7	یاں نام یار کس کے در و زباں نہ پایا	90
117	5	پھر شب نہ لطف تھا، نہ وہ مجلس میں نور تھا	91

118	10	بے حال جائے گریہ، جان پر آرزو کا	92
118	7	میں بھی دنیا میں ہوں، اک نالہ پریشاں، یک جا	93
118	8	فلک کا منہ نہیں اس فتنے کے اٹھانے کا	94
119	14	کل شب ہجراں تھی، لب پر نالہ بیمار اندھ تھا	95
119	9	پیغامِ غم جگر کا گلزار تک نہ پہنچا	96
120	7	اس کا خیال چشم سے، شب، خواب لے گیا	97
120	9	کب تلک یہ ستم اٹھائے گا	98
121	9	دل پہنچا ہلا کی کوئیٹ کھینچ کسالا	99
121	7	پل میں جہاں کو، دیکھتے میرے ڈبو چکا	100
121	12	دیرو حرم سے گزرے، اب دل ہے گھر ہمارا	101
122	9	غم رہا، جب تک کہ دم میں دم رہا	102
122	7	چوری میں دل کی وہ ہنر کر گیا	103
123	10	واں وہ تو گھر سے اپنے پی کر شراب نکلا	104
123	5	دامان کوہ میں جو، میں دھاڑ مار رویا	105
123	11	اُس چہرے کی خوبی سے عبث گل کوختایا	106
124	16	دل جو زیرِ غبار اکثر تھا	107
124	12	تیرا رخ مخطّطِ قرآن ہے ہمارا	108
125	8	کب مصیبت زدہ دل، مائل آزار نہ تھا	109
125	4	جی اپنا میں نے، تیرے لیے خوار ہو، دیا	110
125	7	خطِ منہ پہ آئے جاناں خوبی پہ جان دے گا	111
126	4	ہوتا ہے یاں جہاں میں ہر روز و شب تماشا	112
126	6	کل چمن میں گل و سمن دیکھا	113
126	5	جدا جو پہلو سے وہ دلبر یگانہ ہوا	114
126	7	کیا دن تھے وے کہ یاں بھی دل آرمیدہ تھا	115
127	8	کثرتِ داغ سے دل رشکِ گلستاں نہ ہوا	116
127	8	تیرے قدم سے جا لگے جس پہ مرا ہے سر لگا	117
127	7	قابو خزاں سے ضعف کا گلشن میں بن گیا	118
128	13	لختِ جگر تو اپنے یک لخت روچکا تھا	119
128	6	سرِ دور فلک بھی دیکھوں اپنے زور و ٹوٹا	120
129	10	آنکھوں میں جی مرا ہے ادھر یار دیکھنا	121
129	9	غلط ہے عشق میں اے بوا لہوس اندیشہِ راحت کا	122
129	7	جو اس شور سے میرا روتا رہے گا	123
130	3	نئی طرزوں سے مے خانے میں رنگِ مے جھلکنا تھا	124

130	5	تجھ سے ہر آن مرے پاس کا آنا ہی گیا	125
130	7	دل عشق کا ہمیشہ حریفِ نبرد تھا	126
130	4	گئے قیدی ہو ہم آواز جب صیاد آٹوٹا	127
131	9	برقع اٹھا تھا رخ سے مرے بدگمان کا	128
131	3	مُغلاں مجھ مست بن پھر خندہ ساغر نہ ہووے گا	129
131	3	مجھے زہنِ ہار خوش آتا نہیں کعبے کا ہمسایا	130
131	5	نقش بیٹھے ہے کہاں خواہشِ آزادی کا	131
132	10	کام پل میں مرا تمام کیا	132
132	9	رات پیاسا تھا میرے لوہو کا	133
132	5	آیا تھا خانقہ میں وہ نورِ دیدگاں کا	134
133	5	صحرا میں سیلِ رشک مرا جا بہ جا پھرا	135
133	5	کس شام سے اٹھا تھا مرے دل میں درد سا	136
133	5	ترے عشق میں آگے سودا ہوا تھا	137
133	3	آہ کے تئیں دل حیران و خفا کو سو نپا	138
134	9	گلہ نہیں ہے ہمیں اپنی جاں گدازی کا	139
134	10	کیا کہیے کہ خواباں نے اب ہم میں ہے کیا رکھا	140
134	5	کام میرا بھی ترے غم میں کہوں ہو جائے گا	141
135	5	سینہ دشمنوں سے چاک تانہ ہوا	142
135	4	یارِ عجب طرح نگہ کر گیا	143
135	15	آہِ سحر نے سوزشِ دل کو مٹا دیا	144

ردیف الف دیوان دوم

136	11	ہر ذی حیات کا ہے سببِ جو حیات کا	145
136	10	جلوہ نہیں ہے نظم میں حسنِ قبول کا	146
137	9	جو معتقد نہیں ہے علیؑ کے کمال کا	147
137	16	لذت سے نہیں خالی جانوں کا کھپا جانا	148
138	9	پائے خطاب کیا کیا، دیکھے عتاب کیا کیا	149
139	11	دامن و سبع تھا تو کا ہے کوچِ شتم ترسا	150
139	9	تیغِ شتم سے اُس کی مرا سر جدا ہوا	151
139	10	رفتار و طور و طرز و روش کا یہ ڈھب ہے کیا	152
139	12	بھمکی دکھا کے طُور کو جن نے جلا دیا	153
140	12	بہتوں کو آگے تھا یہی آزارِ عشق کا	154
140	9	ستم سے گو یہ ترے، کشتہٴ وفانہ رہا	155
141	10	کرتے ہی نہیں ترک بتاں طورِ جفا کا	156

141	9	رہتا ہے ہڈیوں سے مری جو ہما لگا	157
142	10	خط سے وہ زور صفائے حسن اب کم ہو گیا	158
142	5	کیفی ہو کیوں تو ناز سے پھر گرم رہ ہوا	159
142	7	مذکور میری سوختگی کا جو چل پڑا	160
143	10	دل فرط اضطراب سے سیماب سا ہوا	161
143	9	دیکھ آری کو یار ہوا محونا زکا	162
143	9	غم ابھی کیا مستر مشہور کا	163
144	12	نظر میں طور رکھ اس کم نہما کا	164
144	9	وہ ترک مست کسو کی خبر نہیں رکھتا	165
145	7	گیا میں جان سے وہ بھی جو ٹک آتا تو کیا ہوتا	166
145	9	میں غش کیا جو خط لے اُدھر نامہ بر چلا	167
146	5	وہ شوخ ہم کو پاؤں تلے ہی ملا کیا	168
146	10	اس موج خیز دہر میں تُو ہے حباب سا	169
146	9	کب لطف زبانی کچھ اُس غنچہ دہن کا تھا	170
147	7	یہ روش ہے دلبروں کی نہ کسو سے ساز کرنا	171
147	15	اک آن اس زمانے میں یہ دل نہ وا ہوا	172
147	12	اس کام جان و دل سے جو کوئی جدا ہوا	173
148	10	کل آ زردہ گلستاں سے گزر ہم نے کیا	174
149	10	اس قدر آنکھیں چھپاتا ہے تُو اے مغرور کیا	175
149	9	جوں ابر قبلہ دل ہے نہایت ہی بھر رہا	176
149	5	دل دفعۂ جنوں کا مہیا سا ہو گیا	177
150	5	دل کی واشد کے لیے کل باغ میں میں ٹک گیا	178
150	13	پھرتا ہے زندگی کے لیے آہ خوار کیا	179
150	9	غنچہ ہی وہ دہان ہے گویا	180
151	13	ان نختیوں میں کس کا میلان خواب پر تھا	181
151	7	تیغ لے کر کیوں تُو عاشق پر گیا	182
152	11	جی رُک گئے اے ہم دم، دل خون ہو بھر آیا	183
152	9	یار ہے میر کا مگر گل سا	184
152	7	تہن میں جا کے جو میں گرم وصف یار ہوا	185
153	5	ایک دل کو ہزار داغ لگا	186
153	10	تیغ کی اپنی صفت لکھتے جو کل وہ آ گیا	187
153	7	دل عشق میں خوں دیکھا آنکھوں کو گیا دیکھا	188
154	5	ناگہ جو وہ صنم صنم تم ایجاد آ گیا	189

154	7	گرم مجھ سوختہ کے پاس سے جانا کیا تھا	190
154	11	دار گلشن غزل خواں وہ جو دلبریاں ہوا	191
155	9	آیا ہے ابر جب کا قلعے سے تیرا تیرا	192
155	12	یاں اپنی آنکھیں پھر گئیں پر وہ نہ آ پھرا	193
156	9	پھر یے کب تک شہر میں، اب سوئے صحرا و کیا	194
156	9	عاشق ترے لاکھوں ہوئے مجھ سانہ پھر پیدا ہوا	195
157	7	تمام روز جو کل میں پیے شراب پھرا	196
157	11	لے رنگ بے ثباتی یہ گلستاں بنایا	197
157	9	اُس کام جان و دل نے عالم کا جان مارا	198
158	9	یہ میر ستم کشتہ کس وقت جواں تھا	199
158	10	عشق کو بیچ میں یارب تو نہ لایا ہوتا	200
159	9	مکت طالع دیکھ، وہ ایدھر کو چل کر رہ گیا	201
159	11	طریق خوب ہے آپس کی آشنائی کا	202
160	12	یہ فکری بھی ہوتی ہے، جی ہی چلا گیا	203
160	10	سوز دروں سے آخر بھسمنت دل کو پایا	204
161	7	نکتہ مشتاق و یار ہے اپنا	205
161	5	زُروش ہوا جو شب وہ بالائے بام نکلا	206
161	5	کیا کہیں، کچھ کہا نہیں جاتا	207
161	7	کئی اُس کی جو میں جتنا نے لگا	208
162	5	اللہ رے غرور و ناز تیرا	209
162	3	نظر میں آوے گا جب جی کا کھونا	210
162	3	اُس آستان داغ سے میں زریا کیا	211
162	9	آنسو مری آنکھوں میں ہر دم جو نہ آ جاتا	212
163	12	بالقوہ ملک دکھائیے چشم پر آب کا	213
163	7	خندہ دنداں نما کرتا جو وہ کافر گیا	214
163	10	اُس بدزیاں نے حرف سخن آہ کب کیا	215
164	5	اب چھائی کے جلنے نے کچھ طور بدل ڈالا	216
164	7	طوفان میرے رونے سے آخر کو ہو رہا	217
164	5	لعل پر کب دل مرا مکمل ہوا	218
165	15	کوئی فقیر یہ اے کاش کہ دعا کرتا	219
165	12	بندھارات آنسو کا کچھ تار سا	220
166	7	جیراں ہے لحظہ لحظہ طرز عجب عجب کا	221
166	9	سیکڑوں بے کسوں کا جان گیا	222

167	7	ہنگام شرح غم جگر خامہ شق ہوا	223
167	7	کل میں کہا، وہ طور کا شعلہ کہاں گرا	224
167	5	آتے ہی آتے تیرے یہ ناکام ہو چکا	225
167	10	سنبل تمہارے کیسوؤں کے غم میں لٹ گیا	226
168	5	سینے میں شوق، میر کے سب درد ہو گیا	227
168	9	کیا تو، نمود کس کی، کیسا کمال تیرا	228
168	7	فروا تا نہیں سرناز سے اب کے امیروں کا	229
169	11	ہوئیں رسوائیاں جس کے لیے چھوٹا دیا اپنا	230
169	9	ربط دل زلف سے اس کی جو نہ چسپاں ہوتا	231
170	9	جس پہ اس موج سی شمشیر کا اک وار کیا	232
170	5	شب رفتہ میں اُس کے در پر گیا	233
170	9	بے طاقی میں تُو تو اے میر مر رہے گا	234
171	11	پند گو مشفق عبث میرا نصیحت گر ہوا	235
171	12	ٹپکتی پلکوں سے رومال جس گھڑی سر کا	236
172	10	حلقہ ہوئی وہ زلف، کہاں کو چھپا رکھا	237
172	7	میں جوانی میں مے پرست رہا	238
173	7	چمن بھی ترا عاشق زار تھا	239
173	4	دل گیا مفت اور دکھ پایا	240
173	4	چاک کر سینہ دل میں پھینک دیا	241
173	7	اندوہ غم کے جوش سے دل رک کے خوں ہوا	242
173	10	منہ پر اس آفتاب کے ہے یہ نقاب کیا	243
174	5	اے نکلیے یہ بھی کہاں کی ادا	244
174	7	رہا میں تو عزت کا اعزاز کرتا	245
174	3	عید آئندہ تک رہے گا گلا	246
175	12	یہ چوٹ کھائی ایسی دل پر کہ جی گنوا	247
175	4	سندر کا میں کیوں احساں سہوں گا	248
175	4	رکھتا تھا ہاتھ میں سر رشتہ بہت سینے کا	249
175	2	عشق سے دل یہ تازہ داغ جلا	250

ردیف الف دیوان سوم

176	5	میر۔ مالک نے مرے حق میں یہ احسان کیا	251
176	7	دین و دل کے غم کو آساں نا تو اس میں لے گیا	252
176	5	میرا ہی مقلد مل تھا	253
177	7	کرتا جنوں جہاں میں بے نام و ننگ آیا	254

177	10	دل اگر کہتا ہوں تو کہتا ہے وہ یہ دل ہے کیا	255
177	9	ان دلبروں سے رابطہ کرنا ہے کام کیا	256
178	7	چال یہ کیا تھی کہ ایدھر کو گزرا نہ کیا	257
178	9	وہ دل نہیں رہا ہے تعب جو اٹھائے گا	258
179	5	وہ جو گلشن میں جلوہ ناک ہوا	259
179	7	کیا رویئے، ہمیں کو یوں آن کر کے مارا	260
179	9	گیا حسن خوبانِ بدراہ کا	261
179	7	چشم سے خوں ہزار نکلے گا	262
180	9	اعجاز منہ تنکے ہے ترے لب کے کام کا	263
180	7	ہوں نشان کیوں نہ تیر خوباں کا	264
180	9	جس خشم سے وہ شورش چلا آج شب آیا	265
181	10	کیا کام کیا ہم نے، دل یوں نہ لگانا تھا	266
181	9	سہل ایسا نہ تھا آخر، جی سے مرا جانا تھا	267
182	7	تد اُس بہشتی رو سے یہ خلطہ بہم کیا	268
182	5	اب کے جو گل کی فصل میں ہم کو جنوں ہوا	269
182	9	رات سے آنسو مری آنکھوں میں پھر آنے لگا	270
183	5	ضبط کرتے کرتے اب جوں کو میں نے داکیا	271
183	7	سینہ کو لی ہے پیش سے غم ہوا	272
183	7	ہجر کی اک آن میں دل کا ٹھکانا ہو گیا	273
184	9	یاد خط میں اُس کے جی پھر آ کے گھبراتا رہا	274
184	7	میں گلستاں میں آ کے عبث آشیاں کیا	275
184	5	وفا تھی، مہر تھی، اخلاص تھا، تلافی تھا	276
185	7	جنوں میں، ساتھ تھا کل لڑکوں کا لشکر، جہاں میں تھا	277
185	5	گل بھی ہے معشوق لیکن کب ہے اُس محبوب سا	278
185	3	کبھو وہ توجہ اِدھر کر رہے گا	279
185	5	میر کل صحبت میں اس کی حرف سر کر رہ گیا	280
186	10	مجھ زار نے کیا گرمی بازار سے پایا	281
186	7	جب گل کہے ہے اپنے تئیں یار کے رُوسا	282
186	5	اگر وہ ماہ نکل گھر سے نکلا ادھر آتا	283
187	9	وہ کم نما دل ہے شائقِ کمال اُس کا	284
187	5	زار رکھا، بے حال رکھا، بے تاب رکھا، بیمار رکھا	285
187	7	دل رات دن رہے ہے سینے میں عشق ملتا	286
188	7	بوسہ اُس بت کا لے کے منہ موڑا	287

188	9	ہے عشق میں صبر ناگوارا	288
188	5	دل عجب چرچے کی جاگہ تھی، سو دیرانہ ہوا	289
189	12	کیا کہے حال کہیں دل زدہ جا کر اپنا	290
189	7	کیا میر دل شکستہ بھی وحشی مثال تھا	291
189	7	اُن نے کھینچا ہے مرے ہاتھ سے داماں اپنا	292
190	5	دل عجب شہر تھا خیالوں کا	293
190	7	احوال نہ پوچھو کچھ، ہم ظلم رسیدوں کا	294
190	5	سطح جو ہاتھوں میں تھا اُس کے رخ گل قام کا	295
191	7	کل رات رو کے صبح تنک میں رہا گرا	296
191	7	چاہت کے طرح کش ہو کچھ بھی اثر نہ دیکھا	297
191	7	کیا ہے عشق جب سے میں نے اُس ترک سپاہی کا	298
192	7	آنکھوں میں اپنی رات کو خوں ناب تھا سو تھا	299

ردیف الف _____ دیوان چہارم

192	11	کرتا ہوں اللہ اللہ، درویش ہوں سدا کا	300
193	7	واجب کا ہونہ ممکن مصدر صفت ثنا کا	301
193	10	قصہ کہیں سو کیا کہیں ملنے کی رات کا	302
193	7	تجاہل، تغافل، تساہل کیا	303
194	7	رفیقہ عشق کیا ہوں میں اب کا	304
194	7	میں جو نظر سے اس کی گیا تو وہ سرگرم کا راہنا	305
194	9	اے کاش مرے سر پر اک بار وہ آجاتا	306
195	9	مستانہ اگرچہ میں طاعت کو لگا جاتا	307
195	5	یہ دل نے کیا کیا کہ اسیر بلا کیا	308
195	5	در پر سے ترے اب کے جاؤں گا تو جاؤں گا	309
196	5	دیوانگی میں مجنوں میرے حضور کیا تھا	310
196	7	دل کو گل کہتے تھے، درد و غم سے مرجھایا گیا	311
196	3	ہم مست عشق جس کے تھے، وہ روٹھ کر گیا	312
196	10	شاید جگر حرارت عشقی سے جل گیا	313
197	7	عشق رسوائی طلب نے مجھ کو سرگرداں کیا	314
197	5	دل سنبھالے کہیں میں کل جو چلا جاتا تھا	315
197	7	ترک لباس سے میرے اُسے کیا، وہ رفتہ رعنائی کا	316
198	5	پھرے ہے وحشی سا گم گشتہ عشق کا تیرا	317
198	3	صورت شیریں کے آگے کام اپنا کر گیا	318
198	5	کیا عشق سو پھر مجھے غم رہا	319

198	8	ملے گیا، مدینے گیا، کر بلا گیا	320
199	2	عشق کی ہے بیماری ہم کو، دل اپنا سب درد ہوا	321
199	7	عشق کیا کیا آفتیں لاتا رہا	322
199	7	اوصافِ مومن کے شعر سے الجھاؤ پڑ گیا	323
200	10	جان اپنا جو ہم نے مارا تھا	324
200	5	خوب کیا جواہلِ کرم کے جود کا کچھ نہ خیال کیا	325
200	7	ہم کوئے مغال میں تھے، ماہِ رمضان آیا	326
201	7	خون نہ ہوا دل چاہیے جیسا گواہ کام سے جاوے گا	327
201	3	بہار آئی، چلو چمن میں، ہوا کے اوپر بھی رنگ آیا	328
201	7	دل کو کہیں لگنے دو میرے، کیا کیا رنگ دکھاؤں گا	329
202	5	اگرچہ جہاں میں نے سب چھان مارا	330
202	7	جگر خوں کیا، چشمِ نم کر گیا	331
202	5	یاری کیے کسوکا، کا ہے کونا نام نکلا	332
203	3	نے ہم سے کچھ، نہ اُس ستم ایجاد سے ہوا	333
203	5	زار کیا، بیمار کیا، اس دل نے کیا آزار کیا	334
203	3	سینے کا سوز بہت بھڑکا جلاتن مارا	335
203	3	پیری میں بے دندان ہو بیٹھے، پر افسوس یہ ہم کو رہا	336
204	5	چاہت کا اظہار کیا، سواپنا کام خراب ہوا	337
204	3	تھا محبت سے کبھو ہم میں، کبھو یہ تم میں تھا	338
204	5	وفاداری نے جی مارا ہمارا	339

ردیف الف _____ دیوان پنجم

204	5	دل رفتہ جمال ہے اُس ذوالجلال کا	340
205	7	ہے حرفِ خامد دل زدہ حسن قبول کا	341
205	7	عشق تو دینِ رسوائی عالم باعث ہے رسوائی کا	342
205	6	دور بہت بھاگو ہو ہم سے، سیکھے طریقِ غزالوں کا	343
206	7	اگر ہنستا اُسے سیرِ چمن میں اب کے پاؤں گا	344
206	5	رسوائے شہر ہے یاں حرفِ سخن ہمارا	345
206	5	منہ اپنا کبھو وہ ادھر کر رہے گا	346
206	5	خنِ مشتاق ہے عالم ہمارا	347
207	9	کیا پوچھو ہو کیا کہیے میاں دل نے بھی کیا کام کیا	348
207	9	عشق ہو حیوان کا یا اُنس ہو انسان کا	349
207	8	عشق ہمارے خیال پڑا ہے خواب گئے آرام گیا	350
208	5	طوفِ مشہد کو کل جو جاؤں گا	351

208	3	ہر جا پھر اغبار ہمارا اڑا ہوا	352
208	3	خیال چھوڑ دے واعظ تو بے گناہی کا	353
208	4	پہلو سے اٹھ گیا ہے وہ ناز میں ہمارا	354
209	9	آج ہمارا دل تڑپے ہے، کوئی ادھر سے آوے گا	355
209	6	شیخ حرم سے لڑکے چلا ہوں اب کہے میں نہ آؤں گا	356
210	5	کیسی سچی حوادث نے کی آخر کار ہلاک کیا	357
211	3	بعد ہمارے اس فن کا جو کوئی ماہر ہووے گا	358
211	3	رکھے تھا ہاتھ میں سر رشتہ بہت سینے کا	359
211	7	ناگاہ جس کو عشق کا آزار ہو گیا	360
212	3	سندر کا میں کیوں احساں سہوں گا	361
212	4	پھرتے پھرتے اس کے لیے میں آخر دشت نور دہوا	362
212	7	عشق صمد میں جان چلی وہ چاہت کا ارمان گیا	363
212	7	دل تڑپے ہے، جان کچے ہے، حال جگر کا کیا ہوگا	364
213	7	جاذبہ میرا تھا کامل سو بندے کے وہ گھر آیا	365
213	7	اب یاں سے ہم اٹھ جائیں گے، خلق خدا، ملک خدا	366
213	9	اُس کی سی جو چلے ہے راہ تو کیا	367
214	4	بے تاب یوں کے جور سے میں جب کہ مر گیا	368
214	5	دل گیا مفت اور دکھ پایا	369
214	7	بات کہتے جی کا جانا ہو گیا	370
215	7	عشق بلا پر شور و شر نے جب میداں میں خم مارا	371
215	5	چاہ میں جور ہم پہ کم نہ ہوا	372
215	10	گل تلک داغوں سے خوں کے دامن زیں پاک تھا	373
216	5	جدا اُس سیم تن سے کیسا سونا	374
216	3	سر مارنا پتھر سے یا ٹکڑے جگر کرنا	375
216	5	دل کے خوں ہونے کا غم کیا اب سے تھا	376
216	5	عشق کیے پچھتائے ہم تو دل نہ کسو سے لگانا تھا	377
216	7	ناخن سے بواہوس کا گلا یوں ہی چھل گیا	378
217	7	ایک نہ خواہش برآئی، تاجی کا غبار نکل جاتا	379
217	3	کیا کیا عشق میں رنج اٹھائے، دل اپنا سب خون ہوا	380
217	7	آیا سو آب تیغ ہی مجھ کو چٹا گیا	381
218	7	کچھ اندیشہ ہم کو نہیں ہے اپنے حال درہم کا	382
218	5	گل چیں نہیں جو کوئی بھی اس تازہ چمن کا	383
218	1	یہ تو جدائی جوں توں کتنی ہے ملنے کا تو کہیے گا	384

ردیف الف دیوان ششم

218	10	فلک نے پیس کر سرمہ بنایا	385
219	10	اپنے ہوتے تو بابتاب رہا	386
219	10	بے طاقی نے دل کی گرفتار کر دیا	387
220	13	موئے ہم جس کی خاطر بے وفا تھا	388
220	5	سوزِ دروں سے مجھ پہ ستم بر ملا ہوا	389
221	8	جمع اس کے نکلے، عالم ہو گیا	390
221	9	وہ دیکھنے ہمیں تک بیماری میں نہ آیا	391
221	4	باتیں ہماری یاد رہیں، پھر باتیں ایسی نہ سنیے گا	392
222	3	تھا اندوہ گرہ مدت سے دل میں خوں ہو در دہوا	393
222	14	میں رنجِ عشق کھینچے بہت ناتواں ہوا	394
222	9	جس رفتی کو عشق کا آزار ہو گیا	395
223	10	دشمن ہو جی کا گاہک ہوتا ہے جس کو چاہا	396
223	10	بلبل کا شور سن کے نہ مجھ سے رہا گیا	397
224	9	میں ہوں خاک افتادہ جس آزار کا	398
224	7	جو تو ہی صنم ہم سے بیزار ہوگا	399
224	7	دیر بد عہد وہ جو یا را آیا	400
225	9	زمانہ ہجر کا آسان کیا بسر آیا	401
225	8	ہو کوئی اُس بے وفادار سے کیا آشنا	402
225	7	گئے تھے سیرِ چمن کو اٹھ کر، گلوں میں تک جی لگا نہ اپنا	403
226	9	پڑا تھا شور جیسا ہر طرف اُس لا ابالی کا	404
226	7	دل جو ناگاہ بے قرار ہوا	405
226	9	جس ستم دیدہ کو اس عشق کا آزار ہوا	406
227	4	آج اُس خوش پر کار جو اں مطلوبِ حسین نے لطف کیا	407
227	9	اب یار دو پہر کو کھڑا تک جو یاں رہا	408
227	5	خن مشتاق ہے عالم ہمارا	409

ردیف ب دیوان اول

228	8	رکھتا ہے ہم سے وعدہ ملنے کا یار ہر شب	410
228	7	اب وہ نہیں کہ آنکھیں تھیں پر آبِ روز و شب	411
228	5	رویا کیے ہیں غم سے ترے ہم تمام شب	412
229	5	ہوتا نہ پائے سرو جو جوئے چمن میں آب	413
229	11	کس کی مسجد، کیسے بت خانے، کہاں کے شیخ و شاب	414
229	6	دیکھ خورشید تجھ کو اے محبوب!	415

ردیف ب _____ دیوان دوم

230	7	اندوہ سے ہوئی نہ رہائی تمام شب	416
230	3	داغ ہوں، جلتا ہے دل بے طور اب	417
230	9	وہ جو کشش تھی اس کی طرف سے، کہاں ہے اب	418
231	9	شبِ نیم سے کچھ نہیں ہے گل و یاسمن میں اب	419
231	9	جیسا مزاج آگے تھا میرا، سو کب ہے اب	420
232	5	عشاق کے تئیں ہے عجز و نیاز واجب	421
232	13	تا بوقت پر بھی میرے نہ آیا وہ بے نقاب	422
232	10	جو کہو تم سو ہے بجا صاحب	423
233	7	عجب صحبت ہے کیونکر صبح اپنی شام کرے اب	424
233	10	برقع میں کیا چھپیں وے، ہو ویں جنہوں کی یہ تاب	425

ردیف ب _____ دیوان سوم

234	7	ماہِ صیام آیا، ہے قصدِ اعتکاف اب	426
234	5	طاقتِ تعب کی، غم میں تمہارے، نہیں ہے اب	427
234	5	بولا جو موم پریشاں آنکھ میر صاحب	428
234	7	دل پر تو چوٹ تھی ہی، زخمی ہوا جگر سب	429
235	5	شیون میں شب کے ٹوٹی زنجیر میر صاحب	430
235	11	سب آتشِ سوزندہ دل سے ہے جگر آ ب	431
236	7	پڑا ہے فرقِ خور و خواب میں اب	432

ردیف ب _____ دیوان چہارم

236	3	ہوا جو دلِ خوں، خرابی آئی، ہر ایک اعضا میں ہے فتور اب	433
236	7	کیا گئی جان و دل سے تابِ شتاب	434
237	10	بیگار بھی درکار ہیں سرکار میں صاحب	435
237	5	در دسرا کا پہر پہر ہے اب	436
237	7	جوشِ رونے کا مجھے آیا ہے اب	437
238	7	کیا کریں تدبیر، دلِ مقدور سے باہر ہے اب	438
238	3	خلافِ وعدہ بہت ہوئے ہو، کوئی تو وعدہ وفا کرو اب	439
238	4	یار میرا بہت ہے یارِ فریب	440
238	2	کوئی اپنا نہ یار ہے، نہ حبیب	441

ردیف ب _____ دیوان پنجم

239	7	کب سے صحبتِ بگڑی سی ہے کیوں کر کوئی بناوے اب	442
239	5	دلِ خوں ہوا تھا یکسر پانی ہوا جگر سب	443

239	9	عشق و جنوں کی کیا اب تدبیر ہے مناسب	444
240	5	تاب عشق نہیں ہے دل کو، جی بھی بے طاقت ہے اب	445
240	5	سادے جتنے نظر آتے ہیں دیکھو تو عیار ہیں سب	446
240	5	کاوش سے ان پلکوں کی رہتی ہے خلش جگر میں اب	447
241	5	باہم ہوئی ہے ترک ملاقات کیا سبب	448
241	7	دل سے گئے بے کس کہلائے، ایسا کہاں ہدم ہے اب	449
		ردیف ب_____ دیوان ششم	
241	11	ہے عشق میں جو حال بتر تو ہے کیا عجب	450
242	10	آیا ہے شیب سر پہ، گیا ہے شباب اب	451
242	10	منہ دھوتے اُس کے آتا تو ہے اکثر آفتاب	452
243	5	آنسو سا جو کوئی یاں آشنا صورت ہے اب	453
243	9	مارے ہی ڈالے ہے جس کا زندگی میں اضطراب	454
243	9	اُس مغل زائے بھی ہر بات کی تکرار خوب	455
		ردیف ت_____ دیوان اول	
244	5	روزانہ ملوں یا رسے، یا شب ہو ملاقات	456
244	5	سب ہوئے نادم پئے تدبیر ہو، جاناں سمیت	457
244	16	پلکوں پہ تھے پارہ جگر رات	458
245	9	جیتا ہی نہیں، ہو جسے آزار محبت	459
245	5	جی میں ہے یاد رخ و زلف سیہ قام بہت	460
246	7	کیا کہیں اپنی اُس کی شب کی بات	461
246	3	ہر صبح دم کروں ہوں الحاح یا اناہیت	462
		ردیف ت_____ دیوان دوم	
246	7	دیر کچھ کھینچتی تو کہتے بھی ملاقات کی بات	463
246	5	ہم تم سے چشم رکھتے تھے ولداریاں بہت	464
247	9	یاد آیا مے کہ ہنگامہ رہا کرتا تھا رات	465
247	7	کیا پوچھتے ہو آہ مرے جنگ جو کی بات	466
247	10	سنتا نہیں اگر چہ ہمارا نگار بات	467
248	11	ہوتی ہے گر چہ کہنے سے یار و پرانی بات	468
248	7	بے زباں زد جو سکندر ہو چکا لشکر سمیت	469
249	9	دیکھے کب ہو وصال، اب تو لگے ہے ڈر بہت	470
249	5	ملامت گر! نہ مجھ کو کر ملامت	471

ردیف ت _____ دیوان سوم

249	5	شعر کے پردے میں میں نے غم سنایا ہے بہت	472
250	9	عجب نہیں ہے نہ جانے جو میر چاہ کی ریت	473
250	9	جب سے چلی چمن میں ترے رنگ پاں کی بات	474
251	7	مانند مرغ دوست نہ کہہ بار بار دوست	475
251	7	سیر کی ہم نے اٹھ کے تاصورت	476
251	5	وصلِ دلبر نہ نک ہو قسمت	477
252	7	زخم جھیلے، داغ بھی کھائے بہت	478
252	9	کوشش اپنی تھی عبث، پر کی بہت	479
252	5	خدا جانیے ہووے گی کیا نہایت	480

ردیف ت _____ دیوان چہارم

253	5	جب سے آنکھیں لگی ہیں ہماری، نیند نہیں آتی ہے رات	481
253	9	دیر کب رہنا ملے ہے، یاں نہیں مہلت بہت	482
253	6	چشم رہنے لگی پر آب بہت	483
254	7	دل نے کام کیے ہیں ضائع، دلبر ہے دل خواہ بہت	484
254	5	کرتا ہے گر چہ یاروں سے وہ ٹیڑھی بانگی بات	485

ردیف ت _____ دیوان پنجم

254	7	دل کہ تہہ کی کبھی نہیں جاتی، نازک ہیں اسرار بہت	486
255	5	بادِ صبا نے اہل چمن میں اس چہرے کی چلائی بات	487
255	7	زرد ہیں چہرے سوکھ گئے ہیں یعنی ہیں بیمار بہت	488
255	5	جیکے کھڑا ٹکڑے ہوتا ہوں، ساری ہے الفت کی بات	489
255	10	چشم رہتی ہے اب پر آب بہت	490
256	7	اچنتی سے لگی اپنے تو وہ تلوار، یا قسمت	491

ردیف ت _____ دیوان ششم

256	9	جو کوئی اُس بے وفا سے دل لگاتا ہے بہت	492
257	9	منہ پہ رکھتا ہے وہ نقاب بہت	493
257	5	کیا کہیں، ہے حالِ دل درہم بہت	494
257	9	باہر چلنے میں آبادی سے، کر نہ تغافل یار بہت	495

ردیف ٹ _____ دیوان اول

258	4	نہ پایا دل ہوا روزِ سیہ سے جس کا جالٹ پٹ	496
258	9	کیا لڑ کے دلی کے ہیں عیار اور نٹ کھٹ	497

259	3	ردیف ث _____ دیوان سوم	498
		تری جستجو یار! کی ہے عبت	
259	3	ردیف ث _____ دیوان چہارم	499
		نہیں گر چوٹ دل پر، گریہ وزاری کا کیا باعث	
259	5	عہد اُس کا غلط، قرار عبت	500
259	6	ردیف ث _____ دیوان پنجم	501
		دل کو اُس بے مہر سے ہم نے لگایا ہے عبت	
260	5	ردیف ج _____ دیوان اول	502
		آئے ہیں میر منہ کو بنائے خفا سے آج	
260	5	ردیف ج _____ دیوان چہارم	503
		حال بُرا ہے، تم کو ہم سے اتنی غفلت کیا ہے آج	
260	11	ہم تو لب خوش رنگ کو اُس کے مانا لعلِ احمر آج	504
261	9	ردیف ج _____ دیوان پنجم	505
		کس تازہ مقتل پہ کشندے تیرا ہوا ہے گزار آج	
261	10	شہر سے یار سوار ہوا جو سودا میں خوب غبار ہے آج	506
262	2	رنگ یہ ہے دیدہ گریاں سے آج	507
262	9	کہوں سو کیا کہوں، نے صبر و نے قرار ہے آج	508
262	10	ردیف ج _____ دیوان اول	509
		کاش انھیں ہم بھی گنہ گاروں کے بیچ	
263	8	فائدہ مصر میں یوسف رہے زندان کے بیچ	510
263	8	کرنہ تاخیر تو اک شب کی ملاقات کے بیچ	511
264	10	ساتھ ہوں اک بے کسی کے عالم ہستی کے بیچ	512
264	7	ردیف ج _____ دیوان دوم	513
		آگ سا تُو جو ہوا اے گل تر آن کے بیچ	
264	11	عشق میں اے طیب ہاں ٹک سوچ	514
265	9	دل کھو گیا ہوں میں یہیں دیوانہ پن کے بیچ	515
265	11	جھوٹ ہر چند نہیں یار کی گفتار کے بیچ	516
266	7	آتی ہے خون کی بودوستی یار کے بیچ	517
266	7	ردیف ج _____ دیوان سوم	518
		حال کہنے کی کسے تاب اس آزار کے بیچ	
267	7	کل لے گئے تھے یار ہمیں بھی چمن کے بیچ	519

267	9	جانانہ دل کو تھتری زلفِ رسا کے بیچ	520
		ردیف بیچ _____ دیوان چہارم	
267	9	آگے تو رسم دوستی کی تھی جہاں کے بیچ	521
268	8	صورت پھرے نہ یار کی کیوں چشم تر کے بیچ	522
268	8	رنج کیا کیا ہم نے کھینچے دوستی یاری کے بیچ	523
268	5	گل منعکس ہوئے ہیں بہت آب جو کے بیچ	524
		ردیف بیچ _____ دیوان پنجم	
269	7	آج ہمیں بد حالی سی ہے حال نہیں ہے جان کے بیچ	525
269	7	فصل گل میں اسیر ہوئے تھے من ہی کی رہی من کے بیچ	526
269	7	اس کے رنگ کھلا ہے شاید کوئی پھول بہار کے بیچ	527
270	2	اے بوئے گل سمجھ کے ہلکیو پون کے بیچ	528
		ردیف بیچ _____ دیوان ششم	
270	10	لطف جیسے ہیں اُس کی چاہ کے بیچ	529
271	9	وامق و فرہاد و مجنوں کون ہے یاروں کے بیچ	530
271	7	دل یہی نہ جس کو دل کہتے ہیں اس عالم کے بیچ	531
		ردیف بیچ _____ دیوان اول	
271	5	ہونے لگا گزارِ غم یار بے طرح	532
272	8	خاطر کرے ہے جمع وہ ہر بار ایک طرح	533
		ردیف بیچ _____ دیوان دوم	
272	10	آنے کی اپنے کیا کہیں اس گلستاں کی طرح	534
272	11	دور گردوں سے ہوئی کچھ اور سے خانے کی طرح	535
		ردیف بیچ _____ دیوان سوم	
273	11	یاد آ گیا تو بہنے لگیں آنکھیں جو کی طرح	536
		ردیف بیچ _____ دیوان چہارم	
273	9	کیا ہم بیاں کسو سے کریں اپنے بیاں کی طرح	537
274	5	مر گیا فرہاد جیسے، مرتے بارے اُس طرح	538
274	5	پہنچے ہے ہم کو عشق میں آزار ہر طرح	539
		ردیف بیچ _____ دیوان پنجم	
274	5	گھر سے لیے نکلتا ہے تلواری بے طرح	540
274	3	وہ نوباہہ گلشنِ خوبی سب سے رکھے ہے زالی طرح	541

ردیف ح دیوان دوم

275 9 اگر چہ لعل بدخشاں میں رنگ ڈھنگ ہے شوخ 542

ردیف ح دیوان چہارم

275 1 ہے میرے جو سرشک دمام کارنگ سرخ 543

ردیف ح دیوان پنجم

275 3 جھمک سے اُس کے بدن میں ہر ایک جا ہے شوخ 544

275 1 گلبن چمن کے اُس کو جو دیکھتے ہیں گستاخ 545

ردیف د دیوان اول

276 5 کیا ہے یہ جو گاہے آجاتی ہے آندھی کوئی زرد 546

276 7 آدے کی میری قبر سے آواز میرے بعد 547

276 11 نہ پڑھا خط کو یا پڑھا قاصد 548

277 5 ہوں رہ گز میں تیرے ہر نقش پا ہے شاہد 549

277 9 اے گل نودمیدہ کی مانند 550

277 5 قفس تو یاں سے گئے پر دمام ہے صیاد 551

278 16 میرے سنگ مزار پر فرہاد 552

ردیف د دیوان دوم

278 7 رہے بغیر تیرے اے رشک ماہ تا چند 553

279 11 تجھ بن اے نو بہار کی مانند 554

279 9 آواز ہماری سے نہ رک ہم ہیں دعایاد 555

280 9 اسیر کر کے نہ لی تو نے تو خبر صیاد 556

280 9 لڑکے پھر آئے ڈر گئے شاید 557

280 7 بنی تھی کچھ اک اُس سے مدت کے بعد 558

ردیف د دیوان سوم

281 12 زمیں پر میں جو پھینکا خط کو کر بند 559

281 14 ہماری بات کو اے شمع بزم کر یو یاد 560

282 5 عشق لو ہو پی گیا سب تن میں ہے سو درد درد 561

282 3 بہت ہے تن درد پر زرد زرد 562

ردیف د دیوان چہارم

282 5 زردی عشق سے ہے تن زار بد نمود 563

283 3 کب سے ہے باغ کے پس دیوار باش و بود 564

283 9 جاوے جدائی کا یہ آزار، گاہ باشد 565

283	2	تن کو جس جاگہ سے چھیڑوں ہوں، وہاں ہے درد درد	566
283	5	اُس کی دوری ہیں کڑھا کرتے ہیں ہم حد سے زیاد	567
284	5	شعر دیوان کے میرے کر کر زیاد	568
		ردیف _____ دیوان پنجم	
284	3	اُس سے نہ اُلفت ہو مجھ کو تو ہو دے نہ میرا چہرہ زرد	569
284	5	کہتے ہو تم کہ یکسر مجھ میں وفا ہے شاید	570
284	7	رکھتا ہے دل کنار میں صد پارہ درد مند	571
285	5	ہے عشق کا فسانہ میرا نہ یاں زباں زد	572
285	2	کیا کہیے ہوئے مملکت ہستی میں وارد	573
285	1	کچھ تدبیر بتاؤ ہم کو دل اپنا ہے درد آلود	574
		ردیف _____ دیوان چہارم	
285	1	درویشی کی جو سوختگی ہے، سو بھی ہے لذیذ	575
		ردیف _____ دیوان اول	
286	9	او دھرتک ہی چرخ کے مشکل ہے ٹک گزر	576
286	9	غیروں سے دے اشارے ہم سے چھپا چھپا کر	577
286	8	نہ ہو ہرزہ در اُلتا، نموشی اے جس بہتر	578
287	7	دیکھوں میں اپنی آنکھوں سے آوے مجھے اقرار	579
287	9	یہ عشق بے اجل کش ہے بس اے دل اب تو کل کر	580
288	7	کر رحم نک، کب تک ستم مجھ پر جفا کا راس قدر	581
288	9	قیامت تھا سماں اُس خشمگین پر	582
289	26	دل، دماغ و جگر یہ سب اک بار	583
290	11	لبوں پر ہے ہر لحظہ آؤ شرر بار	584
290	7	غصے سے اُٹھ چلے ہو جو دامن کو جھاڑ کر	585
290	9	مرتے ہیں تیری زنگس بیمار دیکھ کر	586
290	11	دیکھ اُس کو ہنستے سب کے دم سے گئے اکھڑ کر	587
291	5	کہتا ہے کون تجھ کو یاں یہ نہ کر، تو وہ کر	588
291	9	شیخی کا اب کمال ہے کچھ اور	589
292	8	دل جو اپنا ہوا تھا زخمی پُور	590
292	7	غیروں سے مل چلے تم مست شراب ہو کر	591
293	5	ہو آدمی اے چرخ، ترک گردش ایام کر	592
293	5	رہنے کا پاس نہیں ایک بھی تارا آخر کار	593
293	5	خط میں ہے کیا سماں پسینے پر	594

293	9	ہم بھی پھرتے ہیں یک چشم لے کر	595
294	4	داڑھی سفید شیخ کی ٹومت نظر میں کر	596
294	8	پشت پاماری بس کہ دنیا پر	597
294	9	جھوٹے بھی پوچھتے نہیں ٹک حال آن کر	598
295	10	آزار دیکھے کیا کیا اُن پلکوں سے انک کر	599

ردیف ر _____ دیوان دوم

295	14	رفتار میں یہ شوخی، رحم اے جواں زمیں پر	600
296	9	کیا کیا نہ ہم نے کھینچے آزار تیری خاطر	601
296	32	اے صبا گر شہر کے لوگوں میں ہو تیرا گزار	602
297	10	آغشتہ خون دل سے سخن تھے زبان پر	603
298	10	کیا کیا نہ لوگ کھیلے جاتے ہیں جان پر	604
298	5	مَت آنکھ ہمیں دیکھ کے، یوں مار دیا کر	605
298	9	طاقت نہیں ہے جان میں کڑھنا لقب ہے اور	606
299	9	آہم نشیں کسو کے مت عشق کی ہوس کر	607
299	9	آئی ہے اُس کے کوچے سے ہو کر صبا کچھ اور	608
299	10	چمکی ہے جب سے برقی سحر گلستاں کی اور	609
300	6	نئے طور سیکھے، نکالے ڈھب اور	610
300	10	آخر دکھائی عشق نے چھاتی فگار کر	611
301	7	جنوں میں اب کے کام آئی نہ کچھ تدبیر بھی آخر	612
301	11	رہ جاؤں چپ نہ کیونکہ راجی میں مان کر	613
302	5	مجھ کو نفس میں تشنیل وریحاں کیا خبر	614
302	10	اب تنگ ہوں بہت میں، مت اور دشمنی کر	615

ردیف ر _____ دیوان سوم

302	8	گرمی سے گفتگو کی کر لے قیاس جاں پر	616
303	3	پیس مارا دل غموں نے کوٹ کر	617
303	9	اے مرغِ چمن صبح ہوئی زمزمہ سر کر	618
303	7	جب ہم کلام ہم سے ہوتا ہے پان کھا کر	619
303	8	پڑتی ہے آنکھ ہر دم جا کر صفائے تن پر	620
304	7	سحر گوش گل میں کہا میں نے جا کر	621
304	5	صاف غلطاں خوں میں ہے خچیر یار	622
304	9	مذہب سے میرے کیا تجھے، تیرا دیار اور	623
305	8	دعویٰ ہے یونہی اس کا ترے حسن گوش پر	624
305	7	کیا جانیں گے کہ ہم بھی عاشق ہوئے کسو پر	625

ردیف ر دیوان چہارم

306	5	مت اس چمن میں غنچہ روش بود و باش کر	626
306	9	مرتے ہیں ہم تو آدم خاکی کی شان پر	627
306	5	کیا صبر ہم نے جو اُس کے ستم پر	628
307	5	تجھ کو ہے سو گند خدا کی، میری اور نگاہ نہ کر	629
307	5	کل سے دل کی کل بگڑی ہے، جی مارا بے کل ہو کر	630
307	7	یہ لطف اور پوچھا مجھ سے خطاب کر کر	631
307	5	جدائی تاجدائی فرق ہے ملتے بھی ہیں آ کر	632
308	7	اس رفتہ پاس اُس کو لائے تھے لوگ جا کر	633
308	7	بزم میں منہ اُدھر کریں کیوں کر	634
308	10	اپنے موئے بھی رنج و بلا ہے ہمایوں کی جانوں پر	635
309	14	کئی داغ ایسے جلانے جگر پر	636
309	10	بھروسہ اسیری میں تھا بال و پر پر	637
310	7	عشق خدا کی خراب ہے ایسا جس سے گئے ہیں گھر کے گھر	638
310	7	بات کہو کیا چپکے چپکے بیٹھ رہو ہویاں آ کر	639
311	7	ترچھی نگاہیں کیا کرتے ہودم بھر کے یاں آنے پر	640
311	9	روزوں میں رہ سکیں گے ہم بے شراب کیوں کر	641
311	9	تڑپے ہے غم زدہ دل لاوے گا تاب کیوں کر	642
312	8	لاوے جھمکتے رخ کی آئینہ تاب کیوں کر	643
312	7	سنا تم نے جو گزرا سانحہ ہجراں میں یاروں پر	644
312	9	اک آدھ دن نکل مت اے ابرادھر سے ہو کر	645
313	5	عشق ہمارا خون کرے ہے جی نہیں رہتا یار بغیر	646
313	6	چندے بجاہے گریہ و اندوہ و آہ کر	647
313	7	شورید سر رکھا ہے جب سے اس آستاں پر	648
314	5	آیا نہ پھر ادھر وہ مست شراب ہو کر	649
314	5	ابریہ قبلے سے اٹھ کر آیا ہے مے خانے پر	650
314	3	سعی سے اس کی ہوا مائل گریباں چاک پر	651

ردیف ر دیوان ششم

314	13	دل گئے آفت آئی جانوں پر	652
315	12	آئے ہو گھر سے اٹھ کر میرے مکاں کے اوپر	653
315	10	آیا جو اپنے گھر سے وہ شوخ پان کھان کر	654
316	9	آیا ہے ابر قبلہ چلا خانقاہ پر	655
316	5	میلانِ دلر باہو کیوں کروفا کے اوپر	656

316	11	زانو پہ سر ہے اکثر مت فکر اس قدر کر	657
317	7	باندھے کمر سحر گہ آیا ہے میرے کیس پر	658
317	9	گل کیا جسے کہیں کہ گلے کا تو ہار کر	659
		ردیف ز _____ دیوان اول	
318	7	آشوب دیکھ چشم تری سر رہے ہیں جوڑ	660
		ردیف ز _____ دیوان اول	
318	9	ہوتا نہیں ہے باب جابت کا واہنوز	661
319	5	خط کرتا نہیں کنارہ ہنوز	662
319	15	مر گیا میں پہ مرے باقی ہیں آثار ہنوز	663
319	4	مجھ کو پوچھا بھی نہ پہ کون ہے غم ناک ہنوز	664
320	5	ہو چکا خون جگر رونا نہیں کچھ کم ہنوز	665
		ردیف ز _____ دیوان دوم	
320	10	اُس شوخ نے سنا نہیں نام صبا ہنوز	666
320	6	ہے میرے لوہور ورنے کا آثار سا ہنوز	667
321	5	کب تک بھلا بتاؤ گے یوں صبح و شام روز	668
		ردیف ز _____ دیوان سوم	
321	7	ہے تند و تیز اُس کی نگاہ اس طرف ہنوز	669
		ردیف ز _____ دیوان چہارم	
321	7	ہے زیر خاک لاشہ عاشق تپاں ہنوز	670
322	7	دیوانگی کی ہے وہی زور آوری ہنوز	671
322	7	گر چہ آتے ہیں گل ہزار ہنوز	672
322	5	وہ مخطط ہے مجھ ناز ہنوز	673
323	3	خاک ہو کر اڑیں ہیں یار ہنوز	674
323	1	دوستاں حسن و خوبی ہے کیا چیز	675
323	7	اس بستر افسردہ کے گل خوشبو ہیں مرجھائے ہنوز	676
323	7	کب سے گیا ہے، آیا نہیں نامہ بر ہنوز	677
324	5	کب سے آنے کہتے ہیں، تشریف نہیں لاتے ہیں ہنوز	678
324	5	کب سے قیدی ہیں پہ ہے نالش بسیار ہنوز	679
324	2	سرکش ہے، تند خو ہے، عجب ہے زباں دراز	680
		ردیف سن _____ دیوان اول	
324	7	اے ابر تر تو اور کسی سمت کو برس	681
325	6	کیوں کہ نکلا جائے بحر غم سے مجھ بے دل کے پاس	682

325	7	مرگیا میں ملانہ یار افسوس	683
		ردیفس _____ دیوان دوم	
326	7	گئے جس دم سے ہم اُس تند خو پاس	684
326	14	جب بٹھادیں مجھے جلا دجھا کار کے پاس	685
327	7	عزت نہیں ہے دل کی کچھ اُس دلربا کے پاس	686
327	7	رہتے تھے ہم وے آٹھ پہریا تو پاس پاس	687
		ردیفس _____ دیوان سوم	
327	7	گلا مت توڑ اپنا اے جس! بس	688
328	5	عشق میں غم نہ چشم تر ہے بس	689
328	10	امیروں تک رسائی ہو چکی بس	690
		ردیفس _____ دیوان چہارم	
328	7	مدت ہجر میں کیا کرے بیاں یار کے پاس	691
329	5	کل ہاتھ جار ہاتھ دل بے قرار پاس	692
329	4	اب نہیں ہوتی چشم تر افسوس	693
		ردیفس _____ دیوان پنجم	
329	9	یار ہم سے جدا ہوا افسوس	694
330	7	کوئی دن کرے معیشت جا کو کامل کے پاس	695
330	5	صد بارہ گلا تیرا ہے کر ضبط نفس بس	696
330	9	آنکھ ٹھلے گئی بہار افسوس	697
330	4	کیا کیا تم نے ہم سے کہا تھا کچھ نہ کیا افسوس افسوس!	698
331	9	گر دسر پھر کے کرتے پہروں پاس	699
		ردیفش _____ دیوان اول	
331	12	ہر جزو مد سے دست و بغل اٹھتے ہیں خروش	700
332	3	دل تو افکار ہے، جگر ہے ریش	701
		ردیفش _____ دیوان دوم	
332	10	گل کو ہوتا صا قراراے کاش	702
333	10	کیا کہیے کیا رٹھیں ہیں ہم تجھ سے یار خواہش	703
333	7	مطلق نہیں ادھر ہے اس دلربا کی خواہش	704
333	7	ہم پر دوا جور کھتے ہو جور و جفا ہمیش	705
		ردیفش _____ دیوان سوم	
334	7	اُس کے در پر شب نہ کراے دل خروش	706

334	7	طرح خموش، ناز خوش، اس کی ادا خوش	707
334	5	فکر میں مرگ کے ہوں سر در پیش	708
334	5	ہوں تو دریا، پر کیا ترک خروش	709
		ردیف ش _____ دیوان چہارم	
335	7	نکلے پردے سے روئے یار اے کاش	710
335	7	اُس کا خیال آوے ہے عیار کی روش	711
335	7	رہتے ہیں بہت دل کے ہم آزار سے ناخوش	712
		ردیف ش _____ دیوان پنجم	
336	7	رکھتے رہے بتوں سے مہر و وفا کی خواہش	713
336	5	رنج و غم آئے نیش تر در پیش	714
336	5	گر کریں ہیں لجوں لطموں کے دڑیڑے سب کے گوش	715
337	7	ادھر آتا نہیں وہ سوار اے کاش!	716
337	5	غصے میں ناخنوں نے مرے کی ہے کیا تلاش	717
		ردیف ص _____ دیوان اول	
337	1	شیخ ہود شمن زن رقص	718
		ردیف ص _____ دیوان سوم	
337	1	ہے دل بے تاب کا بھی دیار قص	719
		ردیف ص _____ دیوان چہارم	
338	1	طاہر دل کی پیش سینے میں جانو تم بکل کا قص	720
		ردیف ص _____ دیوان پنجم	
338	3	شاعری شیوہ ہے شعرا خلاص	721
		ردیف ض _____ دیوان اول	
338	1	سال میں ابر بہاری تجھ سے اک باری ہے فیض	722
		ردیف ض _____ دیوان سوم	
338	1	آج رکھ آیا کمر میں پیش قبض	723
		ردیف ض _____ دیوان چہارم	
338	1	کیا کہوں کیسا ہے دلبر خود غرض	724
		ردیف ض _____ دیوان پنجم	
339	2	عالم علم سے اس عالم میں ہر لحظہ طاری ہے فیض	725

339	2	ردیف ط _____ دیوان اول	726
		سب سے آئینہ نمط رکھتے ہیں خواہاں اختلاط	
339	7	ردیف ط _____ دیوان دوم	727
		عشق کی رہ نہ چل خبر ہے شرط	
339	5	کرتے نہیں ہیں اُس سے نیا کچھ ہم اختلاط	728
		ردیف ط _____ دیوان سوم	
340	5	شاید اُس سادہ نے رکھا ہے خط	729
340	2	ہم نہ سمجھے رابطہ ان نوخطوں سے تھا غلط	730
		ردیف ط _____ دیوان چہارم	
340	2	دل لگے کے تئیں جگر ہے شرط	731
340	1	دل کا لگانا جی کھوتا ہے، اس کو جگر ہے پیارے شرط	732
		ردیف ط _____ دیوان پنجم	
340	5	گل ہو کے برگ برگ ہوئے پھر ہوا ہوئے	733
341	7	عشق کو جرأت و جگر ہے شرط	734
341	3	رکھتا ہے میرے دل سے تمہارا غم اختلاط	735
		ردیف ظ _____ دیوان اول	
341	1	غیر مجھ کو جو کہتے ہیں محظوظ	736
		ردیف ظ _____ دیوان سوم	
341	3	جو وہ ہے تو ہے زندگانی سے حظ	737
		ردیف ظ _____ دیوان چہارم	
342	2	عشق ہمارا جی مارے ہے، ہم ناداں ہیں کیا محظوظ	738
		ردیف ظ _____ دیوان پنجم	
342	3	لطف جوانی کے ساتھ گئے، پیری نے کیا ہے کیا محظوظ	739
		ردیف ع _____ دیوان اول	
342	1	سب پہ روشن ہے کہ شب مجلس میں جب آتی ہے شمع	740
		ردیف ع _____ دیوان دوم	
342	5	تیرے ہوتے شام کو گر بزم میں آجائے شمع	741
343	5	اُس کے ہوتے بزم میں فانوس میں آتی ہے شمع	742
343	5	عشق میں کچھ نہیں دوا سے نفع	743

ردیف ع دیوان سوم

- 343 1 آگے جب اُس آتشیں رخسار کے آتی ہے شمع 744
343 7 ہے مری ہر اک غزل پر اجتماع 745

ردیف ع دیوان چہارم

- 344 1 ایک ہی گل کا صرف کیا ہے میں نے سراپا جیسے شمع 746
344 7 لیے داغ سر پر جو آئی تھی شمع 747

- 344 4 کیا جھمکا فانوس میں اپنا دکھلاتی ہے دور سے شمع 748
344 1 آتی ہے مجلس میں تو فانوس میں آئی ہے شمع 749

ردیف غ دیوان اول

- 345 4 ہم اور تیری گلی سے سفر، دروغ دروغ 750
345 1 شیخ، سچ، خوب ہے بہشت کا باغ 751
345 7 اب اس کے غم سے جو کوئی چاہے سوکھائے داغ 752

ردیف غ دیوان سوم

- 345 5 اب نہیں سینے میں میرے جائے داغ 753
346 5 صحبت کسو سے رکھنے کا اُس کو نہ تھا دماغ 754

ردیف غ دیوان چہارم

- 346 1 ہمارے آگے چمن سے گئی بہار دروغ 755
346 5 دل جگر دونوں پر چلائے داغ 756

ردیف غ دیوان پنجم

- 346 7 غم کھنچا رایگاں دروغ دروغ 757
347 5 ہم کو شہر سے اس مہ کے ہے عزم راہ دروغ دروغ 758
347 5 کیا کہیے میاں اب کے جنوں میں سینہ اپنا یکسر داغ 759

ردیف ف دیوان اول

- 348 7 آج کل کا ہے کو بتلائے ہو گستاخی معاف 760
348 5 غالب ہے تیرے عہد میں بیداد کی طرف 761
348 6 جو دیکھو مرے شعر تر کی طرف 762

ردیف ف دیوان دوم

- 349 9 میلانِ دل ہے زلفِ سیدہ فام کی طرف 763

349	7	ردیف _____ دیوان سوم	764
		کیا پیام و سلام ہے موقوف	
349	5	ردیف _____ دیوان چہارم	765
		آج ہمارا سر پھرتا ہے، باتیں جتنی سب موقوف	
350	5	میں آگے نہ تھا دیدہ پُر آب سے واقف	766
350	5	نظر کیا کروں اُس کے گھر کی طرف	767
		ردیف _____ دیوان پنجم	
350	7	دیکھ نہ ہر دم اے عاشق! قاتل کی تیغ جفا کی طرف	768
351	5	عشق سے ہم کو نگاہ نہیں کچھ ہائے زیاں جاں کی طرف	769
351	7	کیا نیچی آنکھوں دیکھو ہولوار کی طرف	770
351	5	نظر کیوں گئی رود و مو کی طرف	771
351	1	ہنٹے ہی ہنٹے مار رکھا، تھے جو ہم ظریف	772
352	1	بہارِ باغ و گل دلالہ دلربا بن حیف	773
352	1	اے تجھ بغیر لالہ و باغ و بہار حیف	774
		ردیف _____ دیوان اول	
352	2	درد ہی خود ہے، خود دوا ہے عشق	775
		ردیف _____ دیوان دوم	
352	10	اے رشک برق تجھ سے مشکل ہے کار عاشق	776
353	9	کیا کہوں تم سے میں کہ کیا ہے عشق	777
		ردیف _____ دیوان سوم	
353	9	کیا حقیقت کہوں کہ کیا ہے عشق	778
353	7	گر بادِ یے میں تجھ کو صبا لے کے جائے شوق	779
		ردیف _____ دیوان چہارم	
354	5	لوگ بہت پوچھا کرتے ہیں، کیا کہیے میاں کیا ہے عشق	780
354	5	دل کا مطالعہ کر، اے آگہ حقائق	781
354	5	نزدیک عاشقوں کے زمیں ہے قرار عشق	782
		ردیف _____ دیوان پنجم	
355	5	مہر قیامت، چاہتِ آفت، فتنہ فساد بلا ہے عشق	783
355	5	ارض و سما میں عشق ہے ساری، چاروں اور بھرا ہے عشق	784
355	5	بیتاب ہے دل غم سے، نہیٹ زار ہے عاشق	785

ردیف ک دیوان اول

355	5	بے چین مجھ کو چاہتا ہر دم ہے زیر خاک	786
356	9	اب وہ نہیں کہ شورش رہتی تھی آسمان تک	787
356	12	ہیں بعد مرے مرگ کے آثار سے اب تک	788
357	5	میر گم کردہ چمن زمزمہ پرداز ہے ایک	789
357	5	بائیں پہ میری آوے گا تو گھر سے جب تلک	790
357	9	شوق ہے، تو ہے اُس کا گھر نزدیک	791
358	11	کہیں پہنچو بھی مجھ بے پاؤں تک	792
358	5	دست و پا مارے وقت بیکل تک	793
358	5	جاتے ہیں لے خرابی کو سیل آسمان تک	794
359	4	کب دسترس ہے لعل کو تیرے سخن تلک	795

ردیف ک دیوان دوم

359	5	دیکھی تھی تیرے کان کے موتی کی اک جھلک	796
359	7	عزت اپنی اب نہیں ہے یار کو منظور تک	797
360	7	حال آں کہ کام پہنچ گیا کب کا جاں تلک	798
360	5	ہم بے کسوں کا کون ہے ہجر اں میں غم شریک	799
360	7	چلی ہے باغ کی صبا کیا خاک	800
360	7	آج کل سے کچھ نہ طوفاں زا ہے چشم گریہ ناک	801
361	10	سوخوں چکاں گلے ہیں لب سے مری زباں تک	802
361	7	لیا چیرہ دستی سے گر میر سر تک	803

ردیف ک دیوان سوم

362	5	ہر چند صرف غم ہیں لے دل جگر سے جاں تک	804
-----	---	---------------------------------------	-----

ردیف ک دیوان چہارم

362	7	وحشت تھی ہمیں بھی وہی گھر بار سے اب تک	805
362	9	رہا پھول سایا رزہت سے اب تک	806

ردیف ک دیوان پنجم

363	7	اب رنج و در غم کا پہنچا ہے کام جاں تک	807
363	9	دل کی تڑپ نے ہلاک کیا ہے دھڑکے نے اُس کے اڑائی خاک	808
364	7	کیا ہم میں رہا گردش افلاک سے اب تک	809
364	7	شادانیونیوں کا دل غم ناک	810
364	5	اے عشق کیا جو مجھ سا ہوا ناتواں ہلاک	811
365	3	جب رکھی نوبت تم نے، تو گوش ہوش نہ کھولے ٹک	812

ردیفک _____ دیوان ششم

365	7	جب کہتے تھے، تب تم نے تو گوش ہوش نہ کھولے تک	813
365	7	رہے غش و درد و دو پہر تک	814
366	10	وہ تو نہیں کہ اوہم رہتا تھا آشپاں تک	815
366	9	اس کی رہے گی گرمی بازار کب تک	816

ردیفک _____ دیوان اول

367	10	جب سے خط ہے سیاہ خال کی تھانگ	817
-----	----	-------------------------------	-----

ردیفک _____ دیوان دوم

367	11	غانفل ہیں ایسے، سوتے ہیں گویا جہاں کے لوگ	818
368	11	کیا عشق خانہ سوز کی دل میں چھپی ہے آگ	819
368	10	ہے آگ کا سانالہ کا، ہش فزا کارنگ	820
369	7	رو مرگ سے کیوں ڈراتے ہیں لوگ	821

ردیفک _____ دیوان سوم

369	5	قتل گہ میں دست بوس اس کا کریں فی الفور لوگ	822
369	9	چاکِ دل ہے انار کے سے رنگ	823

ردیفک _____ دیوان چہارم

370	10	اس رنگ سے جو زرد، زبوں زار ہیں ہم لوگ	824
370	8	کیا چلے جاتے ہیں جہان سے لوگ	825

ردیفک _____ دیوان پنجم

371	3	رات کی بات کہیں کس سے، بے تہیاں اکثر ہیں لوگ	826
371	7	رہتے ہیں اس سے لاگ پہ ہم بے قرار لگ	827
371	5	وہ نہیں ملتا ایک کسو سے مرتے ہیں اودھر جا لوگ	828

ردیفک _____ دیوان اول

372	9	فصل خزاں میں سیر جو کی ہم نے جائے گل	829
372	7	گل کی جفا بھی جانی دیکھی وفائے بلب	830
372	5	کیسا چمن، اسیری میں کس کو اودھر خیال	831
373	8	سیر کر غنڈ لیب کا احوال	832
373	5	جانیں ہیں فرش رہ تری مت حال حال چل	833
373	3	شرط یہ ابر میں ہم میں ہے کہ روویں گے کل	834
373	11	مند ہے اختلاط کا بازار آج کل	835
374	2	کرو تم یاد گر ہم کو، رہے تم میں بھی اکثر دل	836

		837	رہتا نہیں ہے کوئی گھڑی اب تو یار دل
1			ردیف _____ دیوان دوم
		838	مار بھی آسان ہے دشنام بہل
4	5	839	پوشیدہ کیا رہے ہے قدرت نہائی دل
5	7	840	مدت تو دوا ہوا ہی نہیں غنچہ وار دل
15	12	841	بہت مدت گئی ہے اب تک آمل
76	9		ردیف _____ دیوان سوم
		842	اب کے ہزار رنگ گلستاں میں آئے گل
376	13	843	نہ تک واشد ہوئی جب سے لگا دل
377	7	844	نہ خوشہ یاں، نہ دانہ یاں، جلا نا گھاس کیا حاصل
377	7		ردیف _____ دیوان چہارم
		845	بلبل نے کل کہا کہ بہت ہم نے کھائے گل
377	5	846	عشق کے چوٹیں پے در پے جو اٹھائی گئیں، گھائل ہے دل
378	7	847	غم کا مضمون نہ خاطر میں، نہ دل میں درد، کیا حاصل
378	3	848	دل تو گداز سب ہے، کس کو کوئی کہے دل
378	9	849	حال تو حال زار ہے تا حال
379	7	850	کھینچتا ہے اُس طرف ہی کو بے اختیار دل
379	5	851	مت کرو شور و فغاں سے طائر آزار دل
379	2		ردیف _____ دیوان پنجم
		852	دل دل لوگ کہا کرتے ہیں، تم نے جانا کیا ہے دل
380	7	853	آئی بہار، نکلے چمن میں ہزار گل
380	3	854	صد ہزار افسوس آ کر خالی پائی جائے گل
380	7	855	رنگارنگ چمن میں اب موسم گل میں آئے گل
381	3	856	ہر لحظہ ہے کدورت خاطر سی بار دل
381	7	857	رکھتا نہیں ہے مطلق تاب عتاب اب دل
381	5	858	مدت سے اب وہی ہے مرا ہم کنار دل
381	5		ردیف _____ دیوان ششم
		859	چپ رہ اب نالوں سے اے بلبل نہ کرا آزار دل
382	6	860	زنہار گلستاں میں نہ کر منہ کو سوئے گل
382	5	861	طریق عشق میں ہے رہنما دل
382	13		

ردیف م _____ دیوان اول

383	6	کیا کہوں کیا رکھتے تھے تجھ سے ترے پیار چشم	862
383	7	کیا بلبل اسیر ہے بے بال و پر کہ ہم	863
383	9	آئے تو ہو طیپیاں، تدبیر گر کرو تم	864
384	9	جانا کہ شغل رکھتے ہو تیر و کماں سے تم	865
384	7	کرتے نہیں ہیں دوری سے اب اُس کی باک ہم	866
384	10	نہ پھر رکھیں گے تیری رہ میں پا ہم	867
385	7	اگر راہ میں اُس کی رکھا ہے گام	868
385	8	گر چہ آوارہ جوں صبا ہیں ہم	869
386	5	حذر کہ آہ جگر تفتگاں بلا ہے گرم	870
386	7	کرتے ہیں گفتگو سحر اٹھ کر صبا سے ہم	871

ردیف م _____ دیوان دوم

386	11	کچھ نہ پوچھو بہک رہے ہیں ہم	872
387	9	ہے تہ دل بتوں کا کیا معلوم	873
387	7	مجھے تو درد سے اک اُنس ہے وفا کی قسم	874
387	9	اب سوکھی ہی جاتی ہے سب کشت ہوس ظالم	875
388	10	محرم سے کسور و بردہوں کاش کے اب ہم	876
388	11	مشتاق اُن لبوں کے ہیں سب مرد و زن تمام	877
388	13	بخت سید کی نقل کریں کس سے چال ہم	878
389	9	کون کہتا ہے منہ کو کھولو تم	879
389	10	موئے جاتے تھے فرط الفت سے ہم	880
390	9	کب تک رہیں گے پہلو لگائے زمیں سے ہم	881

ردیف م _____ دیوان سوم

390	9	جی کے تئیں چھپاتے نہیں یوں تو غم سے ہم	882
391	3	سر زبر پر ہیں دپر سے اے ہم صغیر ہم	883
391	7	جو رہے یوں ہی غم کے مارے ہم	884
391	9	گئے عشق کی راہ سر کر قدم	885
392	6	میر آج وہ بد مست ہے، ہشیار رہو تم	886
392	7	آنک شتاب، جاتے ہیں ورنہ جہاں سے ہم	887
392	9	بیاری دلی سے زار و زار ہیں ہم	888
393	7	ہر بحرین پہ اب تو کرتے ہو گفتگو تم	889

ردیف م _____ دیوان چہارم

393	1	شور سے طائر گلزار کے بیزار ہیں ہم	890
393	5	بن میں، چمن میں جی نہیں لگتا، یار و کیدھر جاویں ہم	891
393	7	شاید ہم سے صدر رکھتے ہو، آتے نہیں تک ایدھر تم	892
394	7	پوشاک تنگ پہنے بارے کہاں چلے تم	893
394	7	یارب! اُس محبوب کو پھر یک نظر دیکھیں گے ہم	894
394	4	صبر کیا جاتا نہیں ہم سے، رہ کے جدانہ ساؤ تم	895
395	5	ظلم ہوئے ہیں کیا کیا ہم پر، صبر کیا ہے کیا کیا ہم	896
395	6	اک آدھ دن سنو گے سنا کے رہ گئے ہم	897
395	7	حال زخمِ جگر سے ہے درہم	898
395	5	تجا ہے حیرتِ عشقی سے گفتگو کو ہم	899
396	5	عشق بتوں سے اب نہ کریں گے، عہد کیا ہے خدا سے ہم	900
396	7	چاہیے یوں تھا، بگڑی صحبت آپ ہی آ کے بناتے تم	901
396	5	صبر بہت تھا ایک سمیں میں جا سے اپنی نہ جاتے ہم	902

ردیف م _____ دیوان پنجم

397	7	عشق ہمارے درپے جاں ہے آئے گھر سے نکل کر ہم	903
397	10	ڈول لگائے بہتیرے، پر ڈھب پہ کبھو نہیں آتے تم	904
397	5	چاہ چھپی بے پردہ ہوئی، اب یارب کیدھر جاویں ہم	905
398	9	ہم تو یہی کہتے تھے ہمیشہ، دل کو کہیں نہ لگاؤ تم	906
398	5	کیا کریں بے کس ہیں ہم، بے بس ہیں ہم، بے گھر ہیں ہم	907
398	7	کہا سنتے تو کاہے کو کسو سے دل لگاتے تم	908
399	3	اس کی گلی میں غش جو کیا، آ سکے نہ ہم	909
399	7	ہم نہ کہا کرتے تھے تم سے دل نہ کسو سے لگاؤ تم	910
399	5	تظلم کہ کھینچے الم پر الم	911

ردیف م _____ دیوان ششم

400	6	کھا گئی یاں کی فکر سو موہوم	912
400	10	عشق کیا ہے اس گل کا یا آفت لائے سر پر ہم	913
400	9	کڑھتے جو رہے ہجر میں، بیمار ہوئے ہم	914
401	9	وے ہم ہیں جن کو کہیے آزار دیدہ مردم	915
401	5	کیا زما نہ تھا کہ تھے دلدار کے یاروں میں ہم	916

ردیف ن _____ دیوان اول

402	4	بے کلی، بے خودی کچھ آج نہیں	917
-----	---	-----------------------------	-----

402	10	وحشت میں ہوں بلا، گروادی پہ اپنی آؤں	918
402	11	سوزشِ دل سے مفت گلتے ہیں	919
403	11	آیا کمالِ نقص مرے دل کی تاب میں	920
403	7	بے زوے و زلف یار ہے رونے سے کام یاں	921
403	9	نہ گیا خیالِ زلفِ سپہ جفا شعاراں	922
404	8	اُس کے کوچے سے جو اٹھ اہلِ وفا جاتے ہیں	923
404	14	کہو قاصد جو وہ پوچھے ہمیں، کیا کرتے ہیں	924
405	10	مستوجبِ ظلم و ستم و جور و جفا ہوں	925
405	5	جنسِ گراں کو تجھ سے جو لوگ چاہتے ہیں	926
406	9	یہ ترک ہو کے شن کج اگر کلاہ کریں	927
406	10	راضی ہوں، گو کہ بعد از صد سال و ماہ دیکھوں	928
407	11	مشہور ہیں دلوں کی مرے بے قراریاں	929
407	7	گر کچھ ہو در و آسنہ یوں چرخِ زشت میں	930
407	11	درد و اندوہ میں ٹھہرا جو رہا، میں ہی ہوں	931
408	10	نکلے ہے جنسِ حسن کی کاروان میں	932
408	9	زباں رکھ غنچہ سہا اپنے دہن میں	933
409	9	جن کے لیے اپنے تو یوں جان نکلتے ہیں	934
409	7	ٹوگلی میں اُس کی جا آ، ولے اے صبا نہ چنداں	935
409	7	کوئی نہیں جہاں میں جو اندوہ گیس نہیں	936
410	7	دعوے کو یار آگے معیوب کر چکے ہیں	937
410	9	جو حیدری نہیں، اُسے ایمان ہی نہیں	938
411	9	ہم آپ ہی کو اپنا مقصود جانتے ہیں	939
411	5	تلوار غرقِ خوں ہے، آنکھیں گلابیاں ہیں	940
411	16	سن گوشِ دل سے اب تو سمجھ بے خبر کہیں	941
412	2	اب کچھ ہمارے حال یہ تم کو نظر نہیں	942
412	7	پلکوں سے ترے شائق ہم سر جو پکتے ہیں	943
412	7	سب خوبیاں ہیں شیخِ مشیختِ پناہ میں	944
413	7	کیا جو عرض کہ دل سا شکار لایا ہوں	945
413	7	جفا میں دیکھ لیاں، بے وفا نیاں دیکھیں	946
413	8	خوش قد اں جب سوار ہوتے ہیں	947
414	9	وے جو حسن و جمال رکھتے ہیں	948
414	7	صبر و طاقت کو کڑھوں یا خوش دلی کا غم کروں	949
415	7	کیا میں نے رو کر فشارِ گریباں	950

415	14	بارہا وعدوں کی راتیں آنیاں	951
416	5	دیکھیں تو تیری کب تک یہ کج ادائیاں ہیں	952
416	10	میں کون ہوں اے ہم نفساں، سوختہ جاں ہوں	953
416	7	اب آنکھوں میں خوں دم بہ دم دیکھتے ہیں	954
417	7	بہت ہی اپنے تئیں ہم تو خوار پاتے ہیں	955
417	5	عام حکم شراب کرتا ہوں	956
417	5	ہم تو مطرب پسر کے جاتے ہیں	957
417	6	آتا ہے دل میں حال بد اپنا، بھلا کہوں	958
418	9	مرے آگے نہ شاعر نام پاویں	959
418	7	مثالِ سایہ، محبت میں جال اپنا ہوں	960
418	9	کھودیں ہیں نیند میری مصیبت بیانیاں	961
419	9	تا پھونکے نہ خرقة طامات کے تئیں	962
419	3	نہ اک یعقوب رو یا اس الم میں	963
419	5	چاہتے ہیں یہ بتاں ہم پہ کہ بیدار کریں	964
420	5	ہجران کی کوفت کھینچی، بے دم سے ہو چلے ہیں	965
420	3	جب درِ دل کا کہنا میں دل میں ٹھانتا ہوں	966
420	9	ملنے لگے ہو دیر، دیکھیے کیا ہے کیا نہیں	967
420	7	خوب رو سب کی جان ہوتے ہیں	968
421	5	تجھ عشق میں تو مرنے کو تیار بہت ہیں	969
421	8	جنوں میرے کی باتیں دشت اور گلشن میں جب چلیاں	960
421	9	ایسے محروم گئے ہم تو گرفتار چمن	971
422	5	بزم میں جو تر اظہور نہیں	972
422	5	دامن پہ تیرے گرد کا کیونکر اثر نہیں	973
422	7	ساقی کی باغ پر جو کچھ کم نگاہیاں ہیں	974
422	10	تجھے بھی یار اپنا یوں تو ہم ہر بار کہتے ہیں	975
423	5	ایک پرواز کو بھی رخصت صیاد نہیں	976
423	12	آجائیں ہم نظر جو کوئی دم بہت ہے یاں	977
424	9	آہ وہ عاشق ستم ترک جفا کرتا نہیں	978
424	7	لیتے ہیں سانس یوں ہم جوں تار کھینچتے ہیں	979
424	5	سمجھنا تک نہ اپنے تو سود و زیاں کو میں	980
425	11	کرنا لہ کشی کب تئیں اوقات گزاریں	981
425	7	یوں ہی حیران و خفا جوں غنچہ تصویر ہوں	982
425	8	کہے ہے کوہ کن کر فکر میری خستہ حالی میں	983

426	12	آہ اور اشک ہی سدا ہے یاں	984
426	5	جہاں اب خارزاریں ہو گئی ہیں	985
426	11	خوش نہ آئی تمہاری چال ہمیں	986
427	9	نہ کیوں کے شیخ تو کل کو اختیار کریں	987
427	8	یہ غلط کہ میں پیما ہوں قدح شراب تجھ دن	988
428	7	تکلیف باغ کن نے کی تجھ خوش دہاں کے تئیں	989
428	9	موئے سہتے سہتے جفا کاریاں	990
428	5	دن نہیں رات نہیں صبح نہیں شام نہیں	991
429	8	کیا ظلم کیا تعدی کیا جو رکھا جفا میں	992
429	7	آرزو میں ہزار رکھتے ہیں	993
429	8	گزر جان سے اور ڈر کچھ نہیں	994
430	3	نالہ قید نفس سے چھوٹ اب یک دم نہیں	995
430	9	تری ابرو تیغ تیر تو ہم دم ہیں یہ دونوں	996
430	10	لب ترے لعل ناب ہیں دونوں	997

ردیفن _____ دیوان دوم

431	5	مدعی مجھ کو کھڑے صاف برا کہتے ہیں	998
431	7	کیا کیا جہاں اثر تھا سواب و ایں عیاں نہیں	999
432	9	نہ نکلا دوسرا دیا جہاں میں	1000
432	9	نہیں تب خال لعل دل رہا میں	1001
432	7	مر مر گئے نظر کراؤں کے برہنہ تن میں	1002
433	10	کن نے لمبے پال دکھلائے ترے مانی کے تئیں	1003
433	9	جانا ادھر سے میر ہے دیا ادھر کے تئیں	1004
434	9	کیا کہوں اول بہ خود تو دیر میں آتا ہوں	1005
434	5	مدت ہوئی کہ بیچ میں پیغام بھی نہیں	1006
434	7	دم بہ دم اس ڈھب سے رونا، دیر کر آیا ہمیں	1007
435	15	اشک کے جوش سے ہوں شام و سحر پانی میں	1008
435	9	جوشش اشک سے ہوں آٹھ پہر پانی میں	1009
436	9	رکھا کر اشک افشاں چشم فرصت غیر فرصت میں	1010
436	10	کس کئے جاؤں الہی! کیا دوا پیدا کروں	1011
436	5	کیا کوفتیں اٹھائیں جبراں کے درد غم میں	1012
437	9	عشق میں جی کو صبر و تاب کہاں	1013
437	7	یارو مجھے معاف رکھو، میں نشے میں ہوں	1014
437	5	کاش کے دل دو تو ہوتے عشق میں	1015

437	9	کرتے ہیں جو کہ جی میں ٹھانے ہیں	1016
438	10	آپ اُس جنس کے ہیں ہم بھی خریداروں میں	1017
438	9	امید دل دہی تھی جن سے وے آزار کرتے ہیں	1018
439	5	کرتا نہیں قصور ہمارے ہلاک میں	1019
439	7	محمل نشیں ہیں کتنے خدام یار میں یاں	1020
439	9	آج ہمارے گھر آیا تو کیا ہے یاں جو نثار کریں	1021
440	7	گر کوئی اعلیٰ کہے کچھ، پر کہاں وہ تو کہاں	1022
440	9	بیگانہ وضع برسوں اس شہر میں رہا ہوں	1023
440	9	کوچے میں تیرے میر کا مطلق اثر نہیں	1024
441	12	گو جان کر تجھے سب تعبیر کر رہے ہیں	1025
441	9	یوں قیدیوں سے کب تیں ہم تنگ تر رہیں	1026
442	5	دل کو لکھوں ہوں آہ وہ کیا مدعا لکھوں	1027
442	13	جب سے ہے اُس کی ابروئے خم دار درمیاں	1028
442	9	اتفاق ایسا ہے کڑھتے ہی سدا رہتے ہیں	1029
443	11	باغ گو سبز ہوا، اب سر گلزار کہاں	1030
443	10	اے مجھ سے تجھ کو سولے، تجھ سانہ پایا ایک میں	1031
444	9	اگر چہ اب کے ہم اے ابر خشک مڑگاں ہیں	1032
444	6	جو رکھا کیا، جفا میں کیا کیا ہیں	1033
444	7	فراق، آنکھ لگنے کی جا ہی نہیں	1034
445	9	دل لے کے کیسے کیسے جھگڑے مجا دلے ہیں	1035
445	9	محبت نے کھویا کھپایا ہمیں	1036
445	9	جنوں نے تماشا بنایا، ہمیں	1037
446	21	کیا عبث مجنوں نے حمل بے میاں	1038
447	11	لذت سے درد کی جو کوئی آشنا نہیں	1039
447	9	کیا کہیں آتش ہجراں سے گلے جاتے ہیں	1040
447	9	کیا کہیں پایا نہیں جاتا ہے کچھ تم کیا ہومیاں	1041
448	7	معلوم نہیں کیا ہے لبِ سرخ بتاں میں	1042

ردیفن _____ دیوان سوم

448	7	ٹھنڈی سانسیں بھریں ہیں، جلتے ہیں کیا تاب میں ہیں	1043
449	12	کہے تو ہم نشیں رنگِ تصرف کچھ دکھاؤں میں	1044
449	11	روچکا خونِ جگر سب، اب جگر میں خون کہاں	1045
450	7	عشق نے خوار و ذلیل کیا، ہم سر کو بکھیرے پھرتے ہیں	1046
450	9	جمع ہوتے نہیں حواس کہیں	1047

450	6	جانیں تو جانیں کہاں، جو گھر رہیں کیا گھر ہیں	1048
451	5	کہاں کے لوگ ہیں خواہاں، محبت ان کو نہیں	1049
451	10	ظلم و ستم کیا، جو رو جھا کیا، جو کچھ کہیے اٹھاتا ہوں	1050
451	7	کبھو ملے ہے سو وہ یوں کہ پھر ملانہ کریں	1051
452	7	شعر میں نے کچھ کہے بالوں کی اُس کے یاد میں	1052
452	11	درویشوں سے تو اُن نے ضدیں نکالیاں ہیں	1053
453	11	رفتگاں میں جہاں کے ہم بھی ہیں	1054
453	7	نئی گردش ہے اس کی ہر زماں میں	1055
453	7	تیغ کی نوبت کب پہنچے ہے اپنے جی کے غارت میں	1056
454	7	تری پلکیں چھتی نظر میں بھی ہیں	1057
454	9	نہ کر شوق کشتوں سے جانے کی باتیں	1058
454	7	کیا کروں سودائی اُس کی زلف کی تدبیر میں	1059
455	9	کہتے ہیں بہار آئی، گل پھول نکلتے ہیں	1060
455	7	دل عجب جنس گراں قدر ہے، بازار نہیں	1061
455	11	چمکنا برق کا کرتا ہے کار تیغ ہجراں میں	1062
456	10	تھا شوق مجھے طالب دیدار ہوا میں	1063
456	7	جلا از بس تمہارے طور سے اے جامہ زیبایاں! ہوں	1064
457	11	عشق وہ خان و ماں خراب ہے میاں	1065
457	5	گرفتہ دل ہوں، سر ارتباط مجھ کو نہیں	1066
457	9	جوشِ غم اٹھنے سے اک آندھی چلی آتی ہے میاں	1067
458	5	چنگاریاں گریں ہیں، جب پلکیں ہلتیاں ہیں	1068
458	7	بہار آئی، کھلے گا پھول شاید باغ، صحرا میں	1069
458	7	شہروں، ملکوں میں جو یہ پیر کہاتا ہے میاں	1070
459	7	جائے ہے جی نجات کے غم میں	1071
459	7	جس کا خواہاں خیال لیتے ہیں	1072
459	9	دُور اس سے جی چکے ہیں ہم اس روزگار میں	1073
460	7	کیسی وفا و اُلفت، کھاتے عبث ہوتے ہیں	1074
460	9	روتے ہیں، نالہ کش ہیں، یارات دن جلے ہیں	1075
460	7	شر سے اشک ہیں اب چشم تر میں	1076
461	11	اثر ہوتا ہماری گرد عا میں	1077
461	9	نچیں جبہ، عاشق اگر دست پائیں	1078
461	5	اب کے ماہِ رمضان دیکھا تھا پیمانے میں	1079
462	5	میں نالہ کش تھا صبح کو یاد حبیب میں	1080

462	5	انیوں ہی کے تو دل شدہ ہم روسیہ ہیں	1081
462	6	مجھ کو داغ و صفِ گل و یاسمن نہیں	1082
462	6	ہجرتا چند، ہم اب وصل طلب کرتے ہیں	1083
463	7	مدت ہوئی کہ کوئی نہ آیا ادھر سے یاں	1084
463	5	مصرع کوئی کوئی کبھو موزوں کروں ہوں میں	1085
463	7	تا چند وہ ستم کرے، ہم درگزر کریں	1086
464	5	تیکے میں اپنے دل کا ہم غم کیا کریں ہیں	1087

ردیف ن _____ دیوان چہارم

464	7	ضعفِ دماغ سے کیا پوچھو ہو، اب تو ہم میں حال نہیں	1088
464	5	ہے وضع کشیدہ کا جوشور اُس کی، جہاں میں	1089
464	5	دل کے گئے بیدل کہلائے، آگے دیکھیے کیا کیا ہوں	1090
465	5	کچھ قدر عافیت کی معلوم کی نہ گھر میں	1091
465	10	خوبی رو چشم سے آنکھیں اٹک گئیں	1092
465	7	ہم سے اُسے نفاق ہوا ہے وفاق میں	1093
466	7	صبح ہوئی، گلزار کے طائر دل کو اپنے ٹٹولیں ہیں	1094
466	9	غزل میر کی کب پڑھائی نہیں	1095
466	3	دل کی لاگ بُری ہے ہوتی، چنگے بھلے مر جاتے ہیں	1096
467	5	دل کی کچھ تقصیر نہیں ہے، آنکھیں اُس سے لگ پڑیاں	1097
467	7	بھلا ہوا کہ دل مضطرب میں تاب نہیں	1098
467	9	ہم کو کہنے کے تئیں بزم میں جادیتے ہیں	1099
467	5	جی مارا بے تالی دل نے، اب کچھ اچھا ڈھنگ نہیں	1100
468	7	وہ نہیں اب کہ فریبوں سے لگا لیتے ہیں	1101
468	9	تھکے چارہ جوئی سے، اب کیا کریں	1102
468	9	ہجر میں روتا ہوں ہر شب میں تو اس صورت سے یاں	1103
469	7	داغِ فراق سے کیا پوچھو ہو، آگ لگائی سینے میں	1104
469	5	اب ہوس ناک ہی مردم ہیں ترے یاروں میں	1105
469	9	عالمِ علم میں ایک تھے ہم وے حیف ہے اُن کو گیان نہیں	1106
470	7	یوں ناکام رہیں گے کب تک، جی میں ہے اک کام کریں	1107
470	3	پھر امیں صورتِ احوال ہر یک کو دکھاتا یاں	1108
470	7	کس سے مشابہ کیجئے اُس کو، ماہ میں دیسا نور نہیں	1109

ردیف ن _____ دیوان پنجم

471	9	تاروں کی جیسے دیکھیں ہیں آنکھیں لڑائیاں	1110
-----	---	---	------

471	9	رساتے ہی آتے ہواہل ہوں میں	1111
472	7	غم ہجراں میں گھبرا کر اٹھا میں	1112
472	5	فریاد سے کیا لوگ ہیں دن ہی کو بچ میں	1113
472	7	اُس کو دل سامکان دیتے ہیں	1114
472	7	پلکیں پھریں ہیں کھینچی بھویں ہیں تر چھی تیکھی نگاہیں ہیں	1115
473	5	صبر کیا ہے برسوں ہم نے رات سے بے طاقت سے ہیں	1116
473	7	ہر چند میرے حق میں کچھ اُس کا ستم نہیں	1117
473	7	دل جلتے کچھ بن نہیں آتی، حال بگڑتے جاتے ہیں	1118
474	7	عشق نے ہم کو مار رکھا ہے جی میں اپنے تاب نہیں	1119
474	7	آنکھیں سفید، دل بھی جلا انتظار میں	1120
474	5	طلب ہے کام دل کی اُس کے بالوں کی اسیری میں	1121
475	7	دل کی تہ کی کہی نہیں جاتی کہی تو جی ماریں ہیں	1122
475	9	حسن کیا جنس ہے جی اس پہ لگا بیٹھے ہیں	1123
475	7	منہ کیے او دھر زرد ہوئے جاتے ہیں ڈر سے سبک ساراں	1124
476	5	حاکم شہر حسن کے ظالم کیوں کہ ستم ایجا نہیں	1125
476	9	تدبیر کوئی بتا دے جو آپ کو سنبھالیں	1126
476	3	مے کشی صبح و شام کرتا ہوں	1127
476	1	ملنے کے دن جب یاد آتے ہیں سدھ بدھ بھولے جاتے ہیں	1128
		ردیفان _____ دیوان ششم	
477	7	سر سے ایسی لگی ہے اب کہ چلے جاتے ہیں	1129
477	5	ایسے دیکھے ہیں اندھے لوگ کہیں	1130
477	10	رابطہ باہم ہے کوئی دن کا یاں	1131
478	10	اُس سے گھبرا کے جو کچھ کہنے کو آ جاتا ہوں	1132
478	5	تری راہ میں گر چاے ماہ ہوں	1133
478	9	بہار آئی، مزاجوں کی سبھی تدبیر کرتے ہیں	1134
479	5	طلب ہے کام دل کی اُس کے بالوں کی اسیری میں	1135
479	10	اب دیکھیں آہ کیا ہو ہم دے جدا ہوئے ہیں	1136
479	2	بریکار مجھ کو مت کہہ، میں کارآمد ہوں	1137
480	9	اسرار دل کے کہتے ہیں پیرو جوان میں	1138
480	9	آئے ہیں میر کا فر ہو کر خدا کے گھر میں	1139
480	7	آنکھ لگی ہے جب سے اُس سے، آنکھ لگی زہار نہیں	1140
481	13	طرفہ، خوش رُودم خوں ریز، ادا کرتے ہیں	1141
481	5	نا آشنا کے اپنے، جیسے ہم آشنا ہیں	1142

481	6	دم ہے مہلت شیب میں جائے گاب یہ غم کہاں	1143
482	12	گر روزگار ہے یہی بجرانِ یار میں	1144
482	10	گو کہ بت خانے جا رہا ہوں میں	1145
ردیف و دیوان اول			
483	20	فلک نے گر کیا رخصت مجھے سیرِ بیاباں کو	1146
483	10	نسیمِ مصر کب آئی سوا دشیر کنہاں کو	1147
484	9	قد کھینچے ہے جس وقت تو ہے طرفہ بلاؤ	1148
484	7	خط لکھ کے کوئی سادہ نہ اس کو ملول ہو	1149
484	9	کہتے ہوا اتحاد ہے ہم کو	1150
485	13	مباد کینے پہ اس بت کی طبع آئی ہو	1151
485	13	اے چرخِ مت حریفِ اندوہ بے کساں ہو	1152
486	9	گر چہ کب دیکھتے ہو، پر دیکھو	1153
486	12	آرام ہو چکا مرے جسمِ نزار کو	1154
487	5	اچھی لگے ہے تجھ دن گلِ کشتِ باغ کس کو	1155
487	7	دن گزرتا ہے مجھے فکر ہی میں، تا کیا ہو	1156
487	14	ویسا کہاں ہے ہم سے، جیسا کہ آگے تھاؤ	1157
488	8	خوبی یہی نہیں ہے کہ انداز و ناز ہو	1158
488	16	نالہ مرا اگر سببِ شور و شر نہ ہو	1159
489	9	ہم سے تو تم کو ضد سی پڑی ہے، خواہ خواہ رلاتے ہو	1160
489	12	وہی جانے جو حیا کشتہ و فار کھتا ہو	1161
490	10	مت پوچھو کچھ اپنی باتیں، کہیے تو تم کو ندامت ہو	1162
490	12	شیخِ جی آؤ، مصلے کرو جامِ کرو	1163
491	7	کون کہتا ہے نہ غیروں پہ تم امداد کرو	1164
491	9	دل صاف ہو تو جلوہ گہ یار کیوں نہ ہو	1165
492	8	عاشق ہوئے تو گو غمِ بسیار کیوں نہ ہو	1166
492	10	ایسا ہی ماہ، گو کہ وہ سب نور کیوں نہ ہو	1167
492	7	ہر دم وہ شوخ دست بہ شمشیر کیوں نہ ہو	1168
493	6	دیکھتا ہوں دھوپ ہی میں جلنے کے آثار کو	1169
493	11	جو میں نہ ہوں تو کرو ترکِ ناز کرنے کو	1170
493	7	کرتے پیاں، جو ہوتے خریدار ایک دو	1171
494	7	حالِ دل میر کا اے اہلِ وفا مت پوچھو	1172
494	7	نالہ شب نے کیا ہے جواثر، مت پوچھو	1173
494	7	اُس کی طرزِ نگاہ مت پوچھو	1174

495	5	محرماں بے دمی کا میری سبب مت پوچھو	1175
495	7	فرصت نہیں تنگ بھی کہیں اضطراب کو	1176
495	6	کیا ہے، گر بدنامی و حالت تباہی بھی نہ ہو	1177
496	6	اُجرت میں نامے کی ہم دیتے ہیں جاں تلک تو	1178
496	2	آنکھوں سے دل تلک ہیں چُنے خوانِ آرزو	1179

ردیف و _____ دیوان دوم

496	7	اتنا کہانہ ہم سے تم نے کھو کہ آؤ	1180
496	5	نہ مائل آری کارہ، سراپا درد ہو گا تو	1181
497	9	سب حال سے بے خبر ہیں یاں تو	1182
497	9	ملفت ہوتا نہیں ہے گاؤ تو	1183
497	7	اب اسیری سے بچیں تو دیکھیں گے گلشن کبھو	1184
498	11	گل برگ سے ہے نازک، خوبی پا تو دیکھو	1185
498	7	بدزباں ہو جیسے خوش اسلوب ہو	1186
498	11	منعقد کاش مجلسِ مل ہو	1187
499	11	نہ میرے باعثِ شور و فغاں ہو	1188
499	10	برسوں میں کھواید ہر تم ناز سے آتے ہو	1189
500	15	ہر صبح شام تو پئے ایذائے میر ہو	1190
500	10	ٹک لطف سے ملا کر، گو پھر کھو کھو ہو	1191
501	9	رکھیے گردن کو تری تیغِ ستم پر، ہو سو ہو	1192
501	9	ظالم ہو میری جان پہ، نا آشنا نہ ہو	1193
501	11	خدا کرے کہ بتوں سے نہ آشنائی ہو	1194
502	12	تا چند انتظار قیامتِ شباب ہو	1195
502	7	سب سرگزشت سن چکے، اب چپکے ہو رہو	1196
503	10	لا لاق نہیں تمہیں کہ ہمیں ناسزا کہو	1197
503	5	مت سگِ یار سے دعوایے مسادات کرو	1198
503	11	جو غنچہ میرا تنے نہ بیٹھے رہا کرو	1199
504	7	لا میری اور یارب! آج ایک خوش کمر کو	1200
504	9	مطرب نے پڑھی تھی غزل اک میر کی شب کو	1201
504	11	ملا یارب کہیں اُس صیدا فکن، سر بسر کیوں کو	1202
505	10	کیا چہرے خدا نے دیے ان خوش پسروں کو	1203
505	9	عنائت ازلی سے جو دل ملا مجھ کو	1204
506	5	ہوتی کچھ عشق کی غیرت بھی اگر بلبل کو	1205
506	9	یوں کب ہوا ہے پیارے پاس اپنے تم بلا لو	1206

ردیف و دیوان سوم

506	10	قتل کیے پر غصہ کیا ہے، لاش مری اٹھوانے دو	1207
507	10	گردش میں وے مست آنکھیں ہیں جیسے بھرے پیمانے دو	1208
507	7	دوست رکھتا ہوں بہت اپنے دل بیمار کو	1209
508	7	تم بن چمن کے گل نہیں چڑھتے نظر کبھو	1210
508	5	یہ سرا سونے کی جاگہ نہیں، بیدار رہو	1211
508	7	کرنا شعار خوب ہے عجز و نیاز کو	1212
509	7	سر کاٹ کے ڈلوادیئے، انداز تو دیکھو	1213
509	5	آرسی اُس کے سامنے دھر لو	1214
509	7	کھینچنا رنج و تعب کا دوستاں! عادت کرو	1215
509	9	بہر فردوس ہو آدم کو الم کا ہے کو	1216
510	5	غریب شہر خوباں ہوں مرا کچھ حال مت پوچھو	1217
510	5	بارے دنیا میں رہو غم زدہ یا شاد رہو	1218
510	5	زلفوں کو میں چھو اسو غصے ہوئے کھڑے ہو	1219
511	7	زخموں پہ اپنے لون چھڑکتے رہا کرو	1220
511	7	سر پہ عاشق کیے نہ یہ رو ز سید لایا کرو	1221
511	9	کہتا ہے کون میر کہ بے اختیار رو	1222
512	9	رکھو مت سر چڑھائے دلبروں کے گوندھے بالوں کو	1223
512	10	رہتا ہے پیش دیدہ تر آہ کا سبھاؤ	1224
513	10	سب کھا گئی جگر تری پلکوں کی کاؤ کاؤ	1225
513	2	گر قصد ترک سر ہے، کہو! شرم مت کرو	1226
513	7	دل کہے میں ہوں تو کا ہے کو کوئی بے تاب ہو	1227
514	7	آج ہمارا جی بے کل ہے، تم بھی غفلت مت کریو	1228

ردیف و دیوان چہارم

514	7	دیتی ہے طول بلبل کیا شورش فغاں کو	1229
514	7	نہیں ہے تاب تنگ تم بھی مت عتاب کرو	1230
515	5	وہ گل سارو سراہوں، یا تیج دار مسو کو	1231
515	9	عجب گرتیری صورت کا نہ کوئی یار عاشق ہو	1232
515	9	تو وہ نہیں، کسوکا تیرے دل سے یار ہو	1233
516	5	دل اُس کے مٹو سے لگ کے پریشاں ہو انہ تو	1234
516	5	کیا کروں میں صبر کم کو اور رنج بیش کو	1235
516	7	ناز کی کوئی یہ بھی ٹھسک ہے، جی کا ہے کو کڑھاتے ہو	1236

516	3	آج ہمارا سر دکھتا ہے، صندل کا بھی نام نہ لو	1237
517	9	کیا کیا جھمک گئے ہیں رخسار یا رونا	1238
517	5	کام کیے ہیں شوق سے ضائع صبر نہ آیا یاروں کو	1239
517	5	جی زکاڑ کئے سے پرے کچھ تو	1240
518	5	رفتن رنگین گل رویاں سے کیا ٹھہراؤ ہو	1241
518	7	جی کی لاگ بلا ہے کوئی، دل بسنے سے اٹھا بیٹھو	1242
518	3	صبر کہاں جو تم کو کہیے، لگ کے گلے سے سو جاؤ	1243

ردیف و _____ دیوان پنجم

518	7	دل کھلتا ہے واں جت رندانہ جہاں ہو	1244
519	5	اپنے حسن رفتی پر آج مت مغرور ہو	1245
519	6	عاشق ہو تو اپنے نہیں دیوانہ سب میں بناتے رہو	1246
520	7	کیا فرض ہستی کی رخصت ہے مجھ کو	1247
520	5	کیا غیرت سے دل پر تنگ رنج و غم نے دنیا کو	1248
520	10	کیا کچھ ہم سے ضد ہے تم کو، بات ہماری اڑا دو ہو	1249
521	5	کہتے نہ تھے ہم تم سے دل ہاتھ سے مت دیجو	1250
521	5	بات کہوں کیا چپکے چپکے دیکھو ہو آئینے کو	1251
521	5	صوفیاں خم وا ہوئے ہیں ہائے آنکھیں وا کرو	1252
521	8	موسم گل آیا ہے یارو کچھ میری تدبیر کرو	1253
522	11	کیونکر مجھ کو نامہ نمط ہر حرف پہ پہنچو تاب نہ ہو	1254
522	5	تم کو ہم سے آگ لگی ہے روتے ہیں تو ہنستے ہو	1255
522	7	راہیں رکے پر اُس سے ملاقات ہو تو ہو	1256
523	3	مڑہ وا کرو تمہیں غش ہے کیا، کبھو حال پر بھی نظر کرو	1257

ردیف و _____ دیوان ششم

523	9	زمانے نے دشمن کیا یار کو	1258
523	9	کن نے کہا کہ مجھ سے بہت کم ملا کرو	1259
524	7	کیوں کے نیچے ہاتھ کے رکھا دل بے تاب کو	1260
524	6	چھوڑا جنوں کے دور میں رسم درہ اسلام کو	1261
524	8	اگلے سب چاہتے تھے ہم سے وفاداروں کو	1262
525	8	ہاتھ بے سحر تک رہا نہ کبھو	1263
525	7	نک نقاب التو مت عتاب کرو	1264
525	6	بس اب بن چکے رو دموائے سخن بو	1265
526	5	لکھے ہے کچھ تو کج کر چشم دا برو	1266

526	9	چاہت میں خوب رویوں کی کیا جانے کیانہ ہو	1267
526	5	رہے عمر بھر دیکھتے سادگاں کو	1268
ردیفہ _____ دیوان اول			
527	7	سوظلم کے رہتے ہیں سزاوار ہمیشہ	1269
527	7	جگر لو ہو کو تر سے ہے، میں سچ کہتا ہوں دل خستہ	1270
527	12	ہم ہیں مجروح، ماجرا ہے یہ	1271
528	9	دل پر خوں ہے یہاں، تجھ کو گماں ہے شیشہ	1272
528	14	جی چاہے مل کسو سے یا سب سے تو جدارہ	1273
529	14	اب حال اپنا اُس کے ہے دل خواہ	1274
529	5	جو ہوشیار ہو، سو آج ہو شراب زدہ	1275
530	7	جز جرم عشق کوئی بھی ثابت کیا گناہ	1276
530	5	کہتے ہیں اُڑ بھی گئے جل کے پر پروانہ	1277
530	14	ہم سے کچھ آگے زمانے میں ہوا کیا کیا کچھ	1278
531	11	کیا موافق ہو دو عشق کے بیمار کے ساتھ	1279

ردیفہ _____ دیوان دوم

531	13	یاد جب آتی ہے وہ زلفِ سیاہ	1280
532	9	ظالم یہ کیا نکالی رفتار رفتہ رفتہ	1281
532	5	پیدا نہیں جہاں میں قیدِ جہاں سے رستہ	1282
533	9	نک پاس آ کے کیسے صرفے سے ہیں کشیدہ	1283
533	7	پھرتی ہیں اُس کی آنکھیں آنکھوں تلے ہمیشہ	1284
533	7	لطف کیا ہر کسو کی چاہ کے ساتھ	1285
534	7	ہم سے کیوں الجھا کرے ہے، آسمجھ اے نا سمجھ	1286
534	10	کھینچتا ہے دلوں کو صحرا کچھ	1287
534	8	بود نقش و نگار سا ہے کچھ	1288
535	7	آوے کہنے میں، رہا ہو غم سے گرا حوال کچھ	1289
535	10	اب تو صبا چمن سے آتی نہیں ادھر کچھ	1290

ردیفہ _____ دیوان سوم

536	5	میں کیا کہوں، جگر میں ابو میرے کم سے کچھ	1291
536	7	کہتے تو ہیں کہ ہم کو اُس کی طلب نہیں کچھ	1292
536	7	رستے سے چاک دل کے ہو آگاہ	1293
537	9	ہے تمنائے وصال اُس کی مری جان کے ساتھ	1294
537	7	جانے دے، مت اس قدر اب زلف و خط و خال دیکھ	1295

537	7	آنکھیں جو ہوں تو عین ہے مقصود ہر جگہ	1296
538	7	وے دن اب سالتے ہیں جن میں پھرے یار کے ساتھ	1297
538	7	نہ باتیں کرو سرگرائی کے ساتھ	1298
538	5	کب تک رہیں گے یارب! ہر دم ہم آب دیدہ	1299
539	7	ادھر مت کر نگاہ تیز، جا بیٹھ	1300
539	7	کیا کریں پیچی نظر کرنے سے غصہ کھائے وہ	1301

ردیفہ _____ دیوان چہارم

539	6	یار، صد حیف کہ بیگانہ رہا اپنے ساتھ	1302
540	11	گرمی سے عاشقی کی آخر کو ہورہا کچھ	1303
540	6	حیرت طلب کو کام نہیں ہے کسو کے ساتھ	1304
540	12	سر تو بہت بکھیرا، پر فائدہ کیا نہ	1305
541	1	غم فوت سے بندے آزاد رہ	1306
541	7	چاہ میں دل پر ظلم و ستم ہے، جو رو جفا ہے کیا کیا کچھ	1307

ردیفہ _____ دیوان پنجم

542	9	ہائے ستم ناچار معیشت کرنی پڑی ہر خار کے ساتھ	1308
542	11	اب کچھ مزے پہ آیا شاید وہ شوخ دیدہ	1309
543	8	ہم جانتے تو عشق نہ کرتے کسو کے ساتھ	1310
543	5	جان چلی جاتی ہے ہماری اُس کی اور نظر کے ساتھ	1311
543	7	گل گل شگفتہ مے سے ہوا ہے نگار دیکھ	1312
544	7	بندہ ہے یا خدا نہیں اُس دل ربا کے ساتھ	1313
544	5	عز و وقار کیا ہے کسو خود نما کے ہاتھ	1314

ردیفہ _____ دیوان ششم

544	7	ہر چند جذب عشق سے تشریف یاں بھی لائے وہ	1315
544	7	اب دل خزاں میں رہتا ہے جی کی رکن کے ساتھ	1316
545	9	مرتے ہیں ہم تو اُس صنم خود نما کے ساتھ	1317
545	7	نظر آیا تھا صبح دُور سے وہ	1318
545	8	آزار کش کو اُس کے آزار ہے ہمیشہ	1319
546	7	دل ہے میری بغل میں صد پارہ	1320
546	10	مکتوب دیر بھیجا ہر دو طرف سے سادہ	1321

ردیفہ _____ دیوان اول

547	7	دل کو تسکین نہیں اشکِ دمام سے بھی	1322
-----	---	-----------------------------------	------

547	7	تابِ دل صرف جدائی ہو چکی	1323
547	3	آخر ہماری خاک بھی برباد ہو گئی	1324
547	7	یہ چشم آئینہ دارِ روتھی کسوی	1325
548	6	ہے غزل میر یہ شفا کی	1326
548	7	آہ میری زبان پر آئی	1327
548	5	بات شکوے کی ہم نے گاہ نہ کی	1328
549	9	کل میر نے کیا کیا کیے کے لیے بے تاب	1329
549	9	ہمیں آمدِ میر کل بھاگئی	1330
549	11	یک سو کشادہ روئی، پُر چیں نہیں جیں بھی	1331
550	9	گئی چھاؤں اُس تیغ کی سر سے جب کی	1332
550	5	کیسے قدم سے اُس کی گلی میں صبا گئی	1333
551	7	خبر نہ تھی تجھے کیا میرے دل کی طاقت کی	1334
551	8	فکر ہے ماہ کے جو شہر بدر کرنے کی	1335
551	6	خرابی کچھ نہ پوچھو ملکِ دل کی عمارت کی	1336
552	7	میں نے جو بے کسانہ مجلس میں جان کھوئی	1337
552	7	الم سے یاں تیں میں مشقِ ناتوانی کی	1338
552	5	لا علاجی ہے جو رہتی ہے مجھے آوارگی	1339
553	7	گیسو سے اُس کے میں نے کیوں آنکھ جا لگائی	1340
553	5	دودن سے کچھ بنی تھی، سو پھر شب بگڑ گئی	1341
553	5	کچھ موج ہوا پچاں اے میر نظر آئی	1342
553	5	ہو گئی شہرِ رسوائی	1343
554	7	تُو گلے ملتا نہیں ہم سے تو کیسی خرمی	1344
554	7	اب ضعف سے ڈھتا ہے بے تابیِ شتابی کی	1345
554	7	مجھ سا بے تاب ہووے جب کوئی	1346
555	9	آگے ہمارے عہد سے وحشت کو جانہ تھی	1347
555	5	چھن گیا سینہ بھی، کلیجا بھی	1348
555	7	گرم میں شور سے تجھ حسن کے بازار کئی	1349
556	5	میری پرشش پہ تری طبع اگر آوے گی	1350
556	6	کیا کروں شرحِ خستہ جانی کی	1351
556	9	ہے یہ بازارِ جنوں، منڈی ہے دیوانوں کی	1352
557	7	ملا غیر سے جا، جفا کیا نکالی	1353
557	10	رہی نہ گفتہ مرے دل میں داستانِ میری	1354
557	7	اب کے بھی سیرِ باغ کی جی میں ہوس رہی	1355

558	8	آج کل بے قرار ہیں ہم بھی	1356
558	9	غفلت میں گئی آہ مری ساری جوانی	1357
558	9	کل بارے ہم سے، اُس سے ملاقات ہو گئی	1358
559	7	بنییر دل کے یہ قیمت ہے سارے عالم کی	1359
559	9	غم سے یہ راہ میں نے نکالی نجات کی	1360
560	7	اب دل کو آہ کرنی ہی صبح و مسالگی	1361
560	9	کس حسن سے کہوں میں اُس کی خوش اختری کی	1362
560	9	دیکھ تو دل کہ جاں سے اٹھتا ہے	1363
561	7	کلی کہتے ہیں اُس کا سادہ بن ہے	1364
561	10	گل گشت کی ہوس تھی سو تو بگیر آئے	1365
561	11	کب سے نظر لگی تھی دروازہ حرم سے	1366
562	9	یہا ہونا نہیں امکان ان ترکیب والوں سے	1367
562	10	گئے جی سے، چھوٹے بتوں کی جفا سے	1368
563	7	کبکوں نے تیری چال جو دیکھی ٹھٹک گئے	1369
563	9	زندگی ہوتی ہے اپنی غم کے مارے دیکھیے	1370
563	9	کس طور ہمیں کوئی فریبندہ لٹھالے	1371
564	7	برنگ بوائے گل اس باغ کے ہم آشنا ہوتے	1372
564	9	چمن یار تیرا ہوا خواہ ہے	1373
564	5	ڈھب ہیں تیرے سے باغ میں گل کے	1374
565	7	عشق میں نے خوف و خطر چاہیے	1375
565	9	ہستی اپنی حباب کی سی ہے	1376
565	5	شمع صفت جب کبھو مر جائیں گے	1377
566	8	اب جواک حسرت جوانی ہے	1378
566	9	قیامت ہیں یہ چسپاں جامے والے	1379
566	5	اب ظلم ہے اس خاطر تا غیر بھلا مانے	1380
566	7	دل کے معمورے کی مت کر فکر، فرصت چاہیے	1381
567	8	بے یار شہر دل کا ویران ہو رہا ہے	1382
567	9	تیری گلی سے جب ہم عزم نہ کر لیں گے	1383
567	9	آنکھیں لڑا لڑا کر کب تک لگا رکھیں گے	1384
568	9	تجھ سے دُچار ہوگا جو کوئی راہ جاتے	1385
568	6	ہوں عاجز کہ جسم اس قدر زور سے	1386
568	7	مت ہو مغرور اے کہ تجھ میں زور ہے	1387
569	10	غیر سے اب یار ہوا چاہیے	1388

569	5	یاں سرکشاں جو صاحب تاج ولوا ہوئے	1389
569	7	اس اسیری کے نہ کوئی اے صبا پالے پڑے	1390
570	7	رنج کھینچے تھے، داغ کھائے تھے	1391
570	5	گرے نحر بلا مژگان تر سے	1392
570	7	خوب ہی اے ابر، اک شب آؤ، باہم رویے	1393
571	5	نیلا نہیں سپہر، تجھے اشتباہ ہے	1394
571	5	نہیں وہ قید الفت میں، گرفتاری کو کیا جانے	1395
571	7	جوش دل آئے بہم دیدہ گریبان ہوئے	1396
571	11	یارب کوئی ہو، عشق کا بیمار نہ ہووے	1397
572	10	برقع کو اٹھا چہرے سے وہ بت اگر آوے	1398
572	11	جب نام ترا لیجیے تب چشم بھر آوے	1399
573	9	لگوائے پتھر اور برا بھی کہا کیے	1400
573	9	کروں جو آہ زمین و زمان جل جاوے	1401
574	5	گزار خوش نگاہاں جس میں ہے، میرا بیباں ہے	1402
574	10	اپنا شعار پوچھو تو مہرباں وفا ہے	1403
574	7	حرم کو جائیے یادیر میں بسر کریے	1404
574	9	مشہور چمن میں تری گل پیڑنی ہے	1405
575	6	اب کر کے فراموش تو ناشاد کرو گے	1406
575	7	خوش سر انجام تھے دے جلد جو ہشیار ہوئے	1407
575	7	ترا اے ناتواںی جو کوئی عالم میں رسوا ہے	1408
576	9	گزار ابراب بھی جب کبھو ایدھر کو ہوتا ہے	1409
576	7	ہم تو اُس کے ظلم سے ہمد چلے	1410
576	7	غیر نے ہم کو ذبح کیا، نے طاقت ہے، نے یارا ہے	1411
577	9	بند قبا کو خوباں جس وقت واکریں گے	1412
577	9	ہم ہوئے، تم ہوئے کہ میر ہوئے	1413
577	4	توجہ تیری اے حیرت مری آنکھوں پہ کیا کم ہے	1414
578	3	جب کہ پہلو سے یارا اٹھتا ہے	1415
578	8	کیا مرے سر و رواں کا کوئی مائل ایک ہے	1416
578	7	جب تک کڑی اٹھائی گئی، ہم کڑے رہے	1417
579	5	شش جہت سے اس میں ظالم ہوئے خوں کی راہ ہے	1418
579	5	مشکل ہے ہونا روکش رخسار کی جھلک کے	1419
579	5	تا چند ترے غم میں یوں زار رہا کبھی	1420
579	5	طاقت نہیں ہے جی میں، نے اب جگر رہا ہے	1421

580	5	قرار دل کا یہ کا ہے کوڑھنگ تھا آگے	1422
580	7	تجھ بن خراب و خستہ، زبوں خوار ہو گئے	1423
580	9	تنگ آئے ہیں، دل اس جی سے اٹھا بیٹھیں گے	1424
581	8	نالہ تا آسمان جاتا ہے	1425
581	5	مرہی جاویں گے بہت ہجر میں ناشادر ہے	1426
581	9	جب رونے بیٹھتا ہوں تب کیا کسر ہے	1427
582	11	نالے کا آج دل سے پھر لب تلک گزر ہے	1428
582	9	ڈھونڈھانہ پائیے جو اس وقت میں، سوز رہے	1429
582	7	شب شمع پر پتنگ کے آنے کو عشق ہے	1430
583	7	جب سے اُس بے وفانے بال رکھے	1431
583	5	یاں جو وہ نونہال آتا ہے	1432
583	7	پیری میں کیا جوانی کے موسم کو روئے	1433
584	10	شب گئے تھے باغ میں ہم ظلم کے مارے ہوئے	1434
584	10	کرے کیا کہ دل بھی تو مجبور ہے	1435
584	7	اب میر جی تو اچھے زندیق ہی بن بیٹھے	1436
585	5	نہ تھا داغ تو سینے پہ میرے اک چمن نکلے	1437
585	9	قصد گرا امتحان ہے پیارے	1438
585	15	کل وعدہ گاہ میں سے جوں توں کہ ہم کو لائے	1439
586	8	قبر عاشق پر مقرر روز آنا کیجیے	1440
586	5	مہ و شاں پوچھیں نہ نک ہجراں میں گر مر جائیے	1441
587	9	غالب کہ یہ دل خستہ شب ہجر میں مر جائے	1442
587	8	ہم نے جانا تھا سخن ہوں گے زباں پر کتنے	1443
587	4	آہ جس وقت سراٹھاتی ہے	1444
587	11	طاقت نہیں ہے دل میں، نے جی بجا رہا ہے	1445
588	7	تڑپنا بھی دیکھا نہ بکل کا اپنے	1446
588	8	جب تک کہ ترا گزر نہ ہووے	1447
589	3	رات گزری ہے مجھے نزع میں میں روتے روتے	1448
589	7	یعقوب کے نہ کلیہ احزاں تلک گئے	1449
589	8	جن جن کو تھا یہ عشق کا آزار، مر گئے	1450
589	4	تمام اُس کے قد میں سناں کی طرح ہے	1451
590	3	محمل کے ساتھ اُس کے بہت شور میں کیے	1452
590	9	کہاں تک غیر، جاسوسی کے لینے کو لگا آوے	1453
590	3	گوئنگ اس کو آوے ہے عاشق کے نام سے	1454

591	4	اچنبھا ہے، اگر چپکار ہوں مجھ پر عتاب آوے	1455
591	12	موئے ہی جاتے ہیں ہم دردِ عشق سے یارو	1456
591	3	بس کہ دیوانگی حال میں چالاک ہوئے	1457
591	10	صید افکنوں سے ملنے کی تدبیر کریں گے	1458
592	9	دل کی طرف کچھ آہ سے دل کا لگاؤ ہے	1459
592	10	جہاں میں روز ہے آشوب اس کی قامت سے	1460
593	12	رنق ایک جانِ وبال ہے، کوئی دم جو ہے تو عذاب ہے	1461
593	9	سینہ ہے چاک، جگر پارہ ہے، دل سب خوں ہے	1462
594	5	کہنا ترے منہ پر تو نیٹ بے ادبی ہے	1463
594	7	دوسو پ دو دل کو، میرا کوئی نشان ہے	1464
594	5	ہمسایہ چمن یہ نیٹ زار کون ہے	1465
595	5	مجھ سو ز بعد مرگ سے آگاہ کون ہے	1466
595	6	دیکھا کروں تجھی کو منظور ہے تو یہ ہے	1467
595	10	کوئی ہوانہ روکش تک میری چشم تر سے	1468
596	5	وعدہ و عید پیارے کچھ تو قرار ہووے	1469
596	3	رہی نہ پختگی عالم میں، دور خامی ہے	1470
596	7	انجامِ دل غم کش کوئی عشق میں کیا جانے	1471
596	11	ہنستے ہو، روتے دیکھ کر غم سے	1472
597	19	نالہ عجزِ نقصِ الفت ہے	1473
597	11	پھر اُس سے طرح کچھ جو دعوے کی سی ڈالی ہے	1474
598	10	نازِ چمن وہی ہے بلبل سے، گوخراں ہے	1475
598	10	تیرا خرام دیکھے تو جا سے نہ ہل سکے	1476
599	11	خورشید تیرے چہرے کے آگوندہ آسکے	1477
599	5	کیا غم میں ویسے خاکِ قنادہ سے ہو سکے	1478
599	9	آتش کے شعلے سر سے ہمارے گزر گئے	1479
600	8	دل کو نہیں ہے چین، نہ ہے خوابِ شب مجھے	1480
600	6	کاتب کہاں دماغِ جواب شکوہ ٹھائیے	1481
600	7	مرے اس رک کے مرجانے سے وہ غافل ہے کیا جانے	1482
601	9	کب تلک جی رکے، خفا ہووے	1483
601	10	کچھ تو کہہ، وصل کی پھر رات چلی جاتی ہے	1484
602	7	منصف جو تُو ہے، کب تیں یہ دکھ اٹھائیے	1485
602	12	نہیں وسواس جی گنوانے کے	1486
602	16	کم فرصتی گل جو کہیں نہ مانے	1487

603	10	تن، بجر میں اس یار کے رنجور ہوا ہے	1488
603	6	چل قلم، غم کی رقم کوئی حکایت کجے	1489
604	12	دل جو پڑے قرار رہتا ہے	1490
604	10	دہر بھی میر طرفہ مقتل ہے	1491
605	12	جاں گداز اتنی کہاں آوازِ عود و چنگ ہے	1492
605	7	خنجر بکف وہ جب سے سفاک ہو گیا ہے	1493
606	3	ساقی گھر چاروں اور آیا ہے	1494
606	13	فقیرانہ آئے، صدا کر چلے	1495
606	7	اپنا سر شوریدہ تو وقفِ خم چوگان ہے	1496
607	6	خوب تھے وہ دن کہ ہم تیرے گرفتاروں میں تھے	1497
607	7	جس جگہ دورِ جام ہوتا ہے	1498
607	7	بے تابیوں میں تنگ ہم آئے ہیں جان سے	1499
607	10	چاک پر چاک ہوا، جوں جوں سلایا ہم نے	1500
608	5	ظالم کہیں تو مل کبھو دار پیے ہوئے	1501
608	9	کرو تو کل کہ عاشقی میں نہ یوں کرو گے تو کیا کرو گے	1502
609	7	بوکہ ہو سوئے باغِ نکلے ہے	1503
609	9	ہے خاک جیسے ریگِ رواں سب، نہ آب ہے	1504
610	9	کیا کیا بیٹھے بگڑ بگڑ تم، پر ہم تم سے بنائے گئے	1505
610	5	ادھر سے ابراٹھ کر جو گیا ہے	1506
611	5	عمر بھر ہم رہے شرابی سے	1507
611	5	دن دوری چمن میں جو ہم شام کریں گے	1508

ردیف می سے _____ دیوان دوم

611	7	ہم سے دیکھا کہ محبت نے ادا کیا کیا کی	1509
612	9	کچھ کر دگر مجھ دوانے کی	1510
612	13	میر دریا ہے سے شعر زبانی اُس کی	1511
612	9	کی سیر ہم نے سینہ یکسر فگار کی	1512
613	7	پٹے بازی سے چرخِ گرواں کی	1513
613	7	رکھا گنہ و فاکا، نصیر کیا نکالی	1514
613	5	جی رشک سے گئے جو ادھر کو صبا چلی	1515
614	7	آج کچھ بے حجاب ہے وہ بھی	1516
614	5	دُزدیدہ نلکہ کرنا، پھر آنکھ ملانا بھی	1517
614	11	یارِ بنِ تلخ زندگانی تھی	1518
615	7	وہ رابطہ نہیں، وہ محبت نہیں رہی	1519

615	16	عشق میں ذلت ہوئی، خفت ہوئی، تہمت ہوئی	1520
616	13	قوت کو پیرانہ سردی میں حیرانی ہوئی	1521
616	11	بتوں سے آنکھ کیوں میں نے لڑائی	1522
617	13	مطرب سے غزل میر کی کل میں نے پڑھائی	1523
617	11	تجھ کئے بیٹھے گھٹھا جاتا ہے جی	1524
618	10	متاع دل اس عشق نے سب جلادی	1525
618	3	صبح ہے، کوئی آہ کر لیجے	1526
618	5	یک مژہ اے دم آخر مجھے فرصت دیجے	1527
618	7	گرناز سے وہ سر پر لے تیغ آنہ پہنچے	1528
619	11	اک شور ہو رہا ہے خوں ریزی میں ہمارے	1529
619	5	میر ایک دم نہ اُس بن تو تو جیا پیارے	1530
620	5	سیر کی ہم نے ہر کہیں پیارے	1531
620	9	اسیر زلف کرے، قیدی کند کرے	1532
620	11	آہ روکوں جانے والے کس طرح گھر کے ترے	1533
621	7	مت سہل سمجھو ایسے ہیں ہم کیا ورے دھرے	1534
621	7	بوکیے کھلائے جاتے ہو، نزاکت ہائے رے	1535
621	11	وہی سوزش موئے پر بھی ہے اب تک ساتھ یاں میرے	1536
622	7	بہار آئی ہے، غنچے گل کے نکلے ہیں گلابی سے	1537
622	9	کعبے میں جاں بہ لب تھے ہم دوری بتاں سے	1538
622	7	کرتا ہے کب سلوک وہ اہل نیاز سے	1539
623	12	تابوت مرادیر اٹھا اُس کی گلی سے	1540
623	7	کیا خور ہو طرف یار کے، روشن گہری سے	1541
623	11	برسوں ہوئے گئے ہوئے اس مہ کو بام سے	1542
624	10	وہ کہاں دھوم جو دیکھی گئی چشم تر سے	1543
624	9	مرادل پیر مرشد ہے، مجھے ہے اعتقاد اس سے	1544
625	11	برا کیا مائیے اب چھیڑ سے یا اُس کی گالی سے	1545
625	5	کھینچے جہاں تو تیغ جلادت کے واسطے	1546
625	3	دیوانگی میں گاہ بنے، گاہ رو چکے	1547
626	5	بے خودی جو یہ ہے تو ہم آپ میں اب آچکے	1548
626	9	خوبی کی اپنی جنت کیسی ہی ڈینگیں ہانکے	1549
626	9	دل خوں ہوا ہمارا، ٹکڑے ہوئے جگر کے	1550
627	10	کتنے روزوں سے نہ سونے کے ہیں نے کھانے کے	1551
627	11	اس باغ بے ثبات میں کیا دل صبا لگے	1552

628	5	غیر کو دیکھے ہے گرمی سے نہ کچھ لاگ لگے	1553
628	9	کب تلک احوال یہ، جب کوئی تیرا نام لے	1554
628	9	سختیاں کھینچیں سو کھینچیں پھر بھی جو اٹھ کر چلے	1555
629	9	یا پہلی وے نگاہیں، جن سے کہ چاہ نکلے	1556
629	10	جیسے اندوہ محرم، عشق کب تک دل ملے	1557
629	10	بے مہر و وفا ہے وہ، کیا رسم وفا جانے	1558
630	9	الہی! کہاں منہ چھپایا ہے تو نے	1559
630	9	ویسا ہے یہ جو یوسف شب تیرے ہوتے آوے	1560
630	7	یابادہ گل گوں کی خاطر سے ہوس جاوے	1561
631	9	درو نے کو کوئی آہوں سے یوں کب تک ہوا دیوے	1562
631	10	اُس شوخ ستم گر کو کیا کوئی بھلا چاہے	1563
632	9	دوری میں اُس کی گور کنارے ہم آ رہے	1564
632	12	یک عمر دیدہ ہائے ستم دیدہ، تر رہے	1565
632	13	یاں ہم برائے بیت جو بے خانماں رہے	1566
633	13	ایک سے تم ہم فقرا سے اکثر صحبت رکھتے تھے	1567
633	9	مجنون و کوہ کن کو آزار ایسے ہی تھے	1568
634	10	اب ہم فقیر جی سے دل کو اٹھا کے بیٹھے	1569
634	7	ہے جنبش لب مشکل جب آن کے وہ بیٹھے	1570
635	7	اب سمجھ آئی، مرتبا سمجھے	1571
635	6	اب اپنے قدرِ راست کو خم دیکھتے ہیں ہائے	1572
635	3	جاگنا تھا ہم کو، سو بیدار ہوتے رہ گئے	1573
635	11	گل گئے، بوٹے گئے، گلشن ہوئے برہم گئے	1574
636	7	ہم نہ کہتے تھے رہے گا ہم میں کیا یاں سے گئے	1575
636	10	دل شتاب اس بزمِ عشرت سے اٹھایا چاہیے	1576
636	9	انکھڑیوں کو اُس کی خاطر خواہ کیونکر دیکھیے	1577
637	7	گرداب واریا ترے صدقے جائیے	1578
637	7	ٹک ٹھہرنے دے تجھے شوخی تو کچھ ٹھہرایے	1579
637	5	پر نہیں جو اڑ کے اُس در جائیے	1580
638	7	ان دلبروں کو دیکھ لیا، بے وفا ہیں یے	1581
638	10	شوق ہم کو کھپائے جاتا ہے	1582
638	5	کبھو تیرا طرف آ کر جو چھاتی کوٹ جاتا ہے	1583
639	3	چمن کو یاد کر مرغِ غنص فریاد کرتا ہے	1584
639	7	جب نسیم سحر اُدھر جا ہے	1585

639	9	کچھ بات ہے کہ گل ترے رنگیں دہاں سا ہے	1586
640	7	تپش سے رات کی جوں توں کی جی سنبھالا ہے	1587
640	13	چھاتی جلا کرے ہے، سوزِ دروں بلا ہے	1588
640	16	دل بے تاب آفت ہے، بلا ہے	1589
641	10	شور میرے جنوں کا جس جا ہے	1590
641	5	کئی برسوں جگر کا ہی لہوا پنا پیا ہے	1591
642	9	کس غم میں مجھ کو یارب یہ بتلا کیا ہے	1592
642	10	باریک وہ کمر ہے ایسی کہ بال کیا ہے	1593
642	9	دل مرا مضطرب نہایت ہے	1594
643	7	گرمی سے میری ابر کا ہنگامہ سرد ہے	1595
643	8	جانے میں قتل گہ سے ترا اختیار ہے	1596
644	10	جنوں کا عبث میرے مذکور ہے	1597
644	5	زلف ہی درہم نہیں، ابرو بھی پر خم اور ہے	1598
644	7	رشتہ کیا ٹھہرے گایہ، جیسے کہ مونا زک ہے	1599
645	10	مستی میں جاوے جامدِ نظر کہاں ہے	1600
645	9	کیا کہیے کلی ساوہ دہن ہے	1601
645	10	ہم مست بھی ہو دیکھا، آخر مزا نہیں ہے	1602
646	10	کیا تین نازک ہے جاں کو بھی حسد جس تن پہ ہے	1603
646	4	یہ رات ہجر کی یاں تک تو دکھ دکھاتی ہے	1604
646	13	نہ گلشن میں چن پر اُن نے بلبل تجھ کو جادی ہے	1605
647	11	کیا حال بیاں کرے، عجب طرح پڑی ہے	1606
647	7	کس فتقہ قد کے، ایسی دھوم آنے کی پڑی ہے	1607
648	5	آنکھیں نہیں یاں کھلتیں ایدھر کو نظر بھی ہے	1608
648	11	کوفت سے جان لب پہ آئی ہے	1609
648	10	اُس شوخ سے ہمیں بھی اب یاری ہو گئی ہے	1610
649	9	کہاں یار و قیس اب جو دنیا کرے ہے	1611
649	19	کیا پوچھتے ہو عاشق راتوں کو کیا کرے ہے	1612
650	13	ربطِ دل کو اُس بہت بے مہر، کینہ در سے ہے	1613
650	10	کارِ دل اُس مہ تمام سے ہے	1614
651	15	جل گیا دل مگر ایسی جو بلا نکلے ہے	1615
651	11	عبرت سے دیکھ جس جا یاں کوئی گھر بنے ہے	1616
		ردیف کی _____ دیوانِ سوم	
652	9	تدبیر غم دل کی بستی میں نہ ٹھہرائی	1617

652	7	شور کیا جو اُس کی گلی میں، رات کو ہیں سب جان گئے	1618
653	7	سوز دروں سے آگ لگی ہے سارے بدن میں تب سی ہے	1619
653	11	کیسے شمس دنوں میں یارب میں نے اس سے محبت کی	1620
654	7	کیسے ناز و تختہ سے ہم اپنے یار کو دیکھا ہے	1621
654	11	ناز و ادا کے ساتھ وہ دلبر شکیل ہے	1622
655	5	برسوں گزرے ہیں ملے، کب تئیں یوں پیار رہے	1623
655	7	اب تک تو بھی اچھی، اب دیکھیے پیری ہے	1624
655	15	سوز دروں نے آخر جی ہی کھپا دیا ہے	1625
656	5	ہم چمن میں گئے تھے ورنہ ہوئے	1626
656	7	دیکھیے کیا ہوسا نچھ تلک، احوال ہمارا اتر ہے	1627
656	5	آشوب چشم چشمہ زاب کوہ و صحرا پر بھی ہے	1628
657	5	آنکھوں سے راہ عشق کی ہم جوں نگہ گئے	1629
657	5	میر کیوں رہتے ہیں اکثر ان منے	1630
657	7	ہم پہ رہتے ہو کیا کمر کتے	1631
657	7	سب شرم جبین یار سے پانی ہے	1632
658	7	جی کے لگنے کی میر کچھ کہہ بھی	1633
658	7	کہیں آگ آہ سوز نہ چھاتی میں لگا دیوے	1634
658	7	تیر جوڑے وہ ماہ آتا ہے	1635
659	7	شائستہ غم و ستم یار ہم ہوئے	1636
659	12	کہی میں ان لبوں کی جاں فزائی	1637
660	9	ہوں خاک پا جو اُس کی ہر کوئی سر چڑھاوے	1638
660	7	بہار آئی، نکالومت مجھے اب کے گلستاں سے	1639
660	7	برسوں تک جی کو مار مار رہے	1640
661	5	یوں جنوں کرتے جو ہم یاں سے گئے	1641
661	5	اے نوخط! ایک دن ہے جھگڑا ہمارے تیرے	1642
661	9	دو دیدہ تراپے جو یار کو ہیں تکتے	1643
661	5	غم مرگ سے دل جگر ریش ہے	1644
662	5	گوش ہراک کا اُسی کی اور ہے	1645
662	9	شب اگر دل خواہ اپنے بے قراری کیجیے	1646
662	9	صد گونہ عاشقی میں ہم نے جفا سہی ہے	1647
663	9	کل جوش غم میں آنسو ٹپکے نہ چشم تر سے	1648
663	7	برق و شرار و شعلہ و پروانہ سب ہیں یے	1649
663	5	خوش طرح مکاں دل کے، ڈھانے میں شتابی کی	1650

664	7	کوئی ساحر اس کو کچھ جادو کرے	1651
664	3	حدیث زلفِ دراز ان کے منہ کی بات بڑی	1652
664	7	ہے تماشا حسن و خط حیرت بھی ہے	1653
664	9	چلے ہم اگر تم کو اکراہ ہے	1654
665	9	یار کا جو رستم کام ہی کر جاتا ہے	1655
665	9	ٹھوکر لگا کے چلنا اس رشک ماہ کو بھی	1656
666	9	سنا جاتا ہے اے گھتے ترے مجلس نشینوں سے	1657
666	9	بے تابی جو دل ہر گھڑی اظہار کرے ہے	1658
666	7	دشمنوں کے رو برو دشنام ہے	1659
667	6	دل عجب نسخہ تصوف ہے	1660
667	7	تسکین درد مندوں کو یارب! شتاب دے	1661
667	5	نہ جرات ہے، نہ جذبہ ہے، نہ یاری سخت ہد سے ہے	1662
668	7	کٹ کر کریں گے راہ میں مشتاق، علف سے	1663
668	8	کہو کچھ میر کی وحشت سے ان گلیوں میں آنے کی	1664
668	9	ٹک اپنی پلکوں کو ہے ٹھوکر سے فتنے کے جگانے کی	1665
669	7	کر یہ لشکر ہیئت آن کر ایسی نہیں دیکھی	1666
669	5	دن فصل گل کے اب کے بھی جاتے ہیں باؤ سے	1667
669	12	کیا چال نکالی ہے کہ جو دیکھے سو مر جائے	1668
670	5	بتوں کے جرمِ اُلفت پر ہمیں زجر و ملامت ہے	1669
670	7	خدا کرے مرے دل کو ٹک اک قرار آوے	1670
670	7	نکلے ہے جی کا رستہ، آواز کے رکن سے	1671
671	5	کعبے کے در پہ تھے ہم یادیر میں در آئے	1672
671	5	قصر و مکان و منزل اکیوں کو سب جگہ ہے	1673
671	9	دل کی بیماری سے طاقت طاق ہے	1674
671	9	بات کیا آدمی کی بن آئی	1675
672	7	دست بستہ کام ناخن کر گئے	1676

ردیفی نے دیوان چہارم

672	7	میں تو تنک صبری سے اپنی، رہ نہیں سکتا اک دم بھی	1677
673	3	نقدِ دل غفلت سے کھویا، راہ کھوٹی کر گئے	1678
673	7	اے کاش کوئی جا کر کہہ آوے یار سے بھی	1679
673	9	خوار پھر ایا گلیوں گلیوں، سر مارے دیواروں سے	1680
673	7	زور کش ہیں گے عشق کے ہم بھی	1681
674	7	لطف ہے کیا، انواعِ ستم جو اس کے کوئی بیان کرے	1682

674	7	بے دل ہوئے، بے دیں ہوئے، بے وقربمات گت ہوئے	1683
675	8	باغ میں سیر کھو، ہم بھی کیا کرتے تھے	1684
675	9	حال نہیں ہے دل میں مطلق، شور و فغاں رسوائی ہے	1685
676	9	دنیا کی قدر کیا جو طلب گار ہو کوئی	1686
676	7	ان حسائی دست و پا سے دل لگی سی ہے ابھی	1687
676	5	دیر سے ہم کو بھول گئے ہو، یاد کرو تو بہتر ہے	1688
676	7	مل اہل بصیرت سے کچھ دے ہی دکھا دیں گے	1689
677	10	جنگل میں چشم کس سے بستی کی رہبری کی	1690
677	7	اکثر کی بے دماغی، ہر دم کی سرگرانی	1691
678	7	چلو چن میں جو دل کھلے ٹک، بہم غم دل کہا کریں گے	1692
678	8	سنو سرگزشت اب ہماری زبانی	1693
678	5	چلتے ہو تو چن کو چلیے، کہتے ہیں کہ بہاراں ہے	1694
679	5	ہم اس مرتبہ پھر بھی لشکر گئے	1695
679	7	کب وعدے کی رات وہ آئی، جو آپس میں نہ لڑائی ہوئی	1696
679	5	موسم ہے، نکلے شاخوں سے پتے ہرے ہرے	1697
680	7	ہماری تیری موڈت ہے، دوست داری ہے	1698
680	3	نہ خاطر پرالم تیرے، نہ دل پر کچھ ستم تیرے	1699
680	9	عشق میں کھوئے جاؤ گے، تو بات کی تہہ بھی پاؤ گے	1700
680	7	اب کے سفر کو، ہم سے وہ مہ جدا گیا ہے	1701
681	3	کہو سو کرے فراق اُس کا، توجی کو میرے کھپا گیا ہے	1702
681	7	صبر کر رہ جو وہ عتاب کرے	1703
681	5	افسانہ خواں کا لڑکا کیا کہیے دیدنی ہے	1704
682	3	حال رہا ہو ہم میں کچھ تو حال کسو سے کہا جاوے	1705
682	7	عشق چھپا کر پچھتائے ہم، سوکھ گئے، رنجور ہوئے	1706
682	5	جو بحث جی سے وفا میں ہے سو تو حاضر ہے	1707
682	7	ہوتی نہیں تسلی دل گلستاں سے بھی	1708
683	7	عشق کیا ہے جب سے ہم نے، دل کو کوئی ملتا ہے	1709
683	5	جب سے ستارہ صبح کا نکلا، تب سے آنسو جھمکا ہے	1710
683	3	خواہش دل کی کس سے کہیے، محرم تو ناپیدا ہے	1711
684	7	صبر کیا جاتا نہیں ہم سے، ضعف بھی ہے، بیتابی ہے	1712
684	9	دل کی بات کہی نہیں جاتی، چپکے رہنا ٹھانا ہے	1713
684	3	کلید بیچ اگر رقعہ یار کا آوے	1714
684	5	میں اُس کی جدائی میں تصدیق بہت پائی	1715

685	5	کیا کیا ہم نے رنج اٹھائے، کیا کیا ہم بھی شکایت تھے	1716
685	7	رنج کی اُس کے جو خیر گزرے	1717
685	5	جب سے آنکھیں کھلی ہیں اپنی درد و رنج و غم دیکھے	1718
686	5	خواہش دل سے جی کی تاب گئی	1719
686	5	یارب اُس کا ستم سہا بھی جائے	1720
686	8	اب ترک کر لباس توکل ہی کر رہے	1721
687	3	پھر اب چلو چمن میں، کھلے غنچے رک گئے	1722
687	7	آج ہمیں بے تابی سی ہے، صبر کی دل سے رخصت تھی	1723
		ردیف می ہے _____ دیوان پنجم	
687	15	رات کو تھا کعبے میں میں بھی شیخ حرم سے لڑائی ہوئی	1724
688	3	مجھ کو مارا بھلا کیا تو نے	1725
688	13	آنکھوں کی طرف گوش کی درپردہ نظر ہے	1726
689	10	کیا خانہ خرابی کا ہمیں خوف و خطر ہے	1727
689	7	کیا کہیے کچھ بن نہیں آتی، جنگل جنگل ہو آئے	1728
689	11	جوں ابر بے کسانہ روتے اٹھے ہیں گھر سے	1729
690	5	بس کہ ہے گرد و پاؤں دوں پروردنی	1730
690	9	بسانِ برق وہ جھمکے دکھاوے	1731
691	5	کیا خط لکھوں میں رونے سے فرصت نہیں رہی	1732
691	3	نہ بک شیخ اتنا بھی واہی تباہی	1733
691	7	ادھر مطرب کا دعویٰ رنگ کب طناز آتا ہے	1734
691	7	اُس کے رنگ چمن میں شاید اور کھلا ہے پھول کوئی	1735
692	11	پتا پتا، بوٹا بوٹا حال ہمارا جانے ہے	1736
692	10	جب چل گئے تب ان نے کینے کی ادا کی ہے	1737
693	5	ملو ان دنوں، ہم سے اک رات جانی	1738
693	5	بے اس کے تیرے حق میں کوئی کیا دعا کرے	1739
693	10	عالم عالم عشق و جنوں ہے، دنیا دنیا تہمت ہے	1740
693	5	عشق کیا، سو جان چلی ہے، الفت بھی یا کلفت بھی	1741
694	5	یاری کرے جو چاہے کسو سے، غم ہی غم یاری میں ہے	1742
694	5	دل بھی بھرا رہتا ہے میرا، جی بھی زندہ کچھ جاتا ہے	1743
694	8	اُس مغرور کو کیا ہوتا ہے حال شکستہ دکھائے سے	1744
694	7	گردش دنوں کی کم نہ ہوئی کچھ کڑے ہوئے	1745
695	9	عہد جنوں ہے موسم گل کا اور شگوفہ لایا ہے	1746
695	7	دل کی لاگ بری ہوتی ہے رہ نہ سکے ٹک جائے بھی	1747

696	5	کوئی نام اس کا نہ لو جبر ہے	1748
696	3	ظلم ہے ہیں داغ ہوئے ہیں، رنج اٹھے ہیں درد کھینچے	1749
696	5	عشق اگر ہے مردِ میداں مرد کوئی عرصے میں لائے	1750
696	5	ہم پہ خشم و خطاب ہے، سو ہے	1751
697	5	چلتے ہوئے تسلی کو کچھ یار کہہ گئے	1752
697	10	ہائے جوانی وصل میں اس کے کیا کیا لذت پاتے تھے	1753
697	11	بات ہماری یاد رہے ہے جی بھولا بھولا جاتا ہے	1754
698	5	اس تک کوشش سے بھی نہ پہنچے، جان سے آخر سارے گئے	1755
698	7	عیدیں آئیں بارہا لیکن نہ دے آ کر ملے	1756
698	3	کیسی سعی و کوشش کوشش سے کعبے گئے بت خانے سے	1757
698	5	گئے روزے اب دید وادید ہے	1758
699	5	ہجر میں خوں ہوا تھا سب غم سے	1759
699	11	اٹھکھیلوں سے چلتے طفلی میں جان مارے	1760
699	5	کیا کہیے ویسی صورت گاہے نظر نہ آئی	1761
700	12	داد فریاد جا بہ جا کر ہے	1762
700	3	دو چار روز آگے چھاتی گئی تھی کوئی	1763
700	5	کیا کہیے اپنے عہد میں جتنے امیر تھے	1764
701	11	جو کوئی خستہ جگر، عشق کا آزاری ہے	1765
701	10	درد و غم سے دل کبھو فرصت نہ پائے	1766
702	11	نہ نوشتہ نامہ آیا، یہ کچھ ہمیں لکھا ہے	1767
702	7	دل پہلو میں ناتواں بہت ہے	1768
702	7	صاحب ہو تم ہمارے بندے ہیں ہم تمہارے	1769
703	9	عشق ہمارا درپے جاں ہے کیسی خصومت کرتا ہے	1770
703	10	نالہ جب گرم کار ہوتا ہے	1771
703	11	سخت بے رحم آہ قاتل ہے	1772
704	5	بے کسانِ عشق تھے ہم غم میں کھب سارے گئے	1773
704	5	بے یار ہوں، بے کس ہوں، آگاہ نہیں کوئی	1774
704	5	دیدہ گریاں ہمارا نہر ہے	1775
705	7	عشق بلا انگیز، مفتن، یہ تو کوئی قیامت ہے	1776
705	7	شے پریشاں ربط دیکھیں کب تلک یہ دور ہے	1777
705	11	گردن کش زمانہ تو تیرا اسیر ہے	1778
706	13	ان بلاؤں سے کب رہائی ہے	1779
706	11	گلِ نفس تک نسیم لائی ہے	1780

707	15	یارب کوئی دیوانہ بے ڈھنگ سا آ جاوے	1781
707	14	ترے بندے ہم ہیں خدا جانتا ہے	1782
708	7	یہی عشق ہی جی کھپا جانتا ہے	1783
		ردیفی سے _____ دیوان ششم	
708	5	کہتے ہیں مرنے والے یاں سے گئے	1784
709	3	کچھ نہ کی اُن نے جس کو چاہا ہے	1785
709	7	عشق میں ہم نے جاں کنی کی ہے	1786
709	9	میں ہوں، تُو ہے، درمیاں شمشیر ہے	1787
709	14	جو جنون و عشق کی تدبیر ہے	1788
710	5	دل غم سے خوں ہوا تو بس اب زندگی ہوئی	1789
710	14	یار نے ہم سے بے ادائیگی کی	1790
711	5	زمیں اور ہے، آسماں اور ہے	1791
711	10	کہو تو کب تئیں یوں ساتھ تیرے پیار رہے	1792
711	9	بے لطف یار ہم کو کچھ آسرا نہیں ہے	1793
712	12	لاکھوں فلک کی آنکھیں سب مند گئیں ادھر سے	1794
712	7	کافر بتوں سے مل کے مسلمان کیا رہے	1795
713	10	وہ اب ہوا ہے اتنا کہ جو رو جفا کرے	1796
713	6	مدت سے تو دلوں کی ملاقات بھی گئی	1797
713	9	گل نے بہت کہا کہ چمن سے نہ جائیے	1798
714	9	لے عشق میں گئے دل پر اپنی جان سے	1799
714	7	کہو سو کر بے علاج اپنا، تپیدنِ دل بلائے جاں ہے	1800
714	11	سرِ راہ چند انتظارِ ی رہے	1801
715	9	کیا منہ لگے گلوں کے، شگفتہ دماغ ہے	1802
715	15	طبیعت نے عجب کل یہ ادا کی	1803
716	7	ہم رورو کے در و دلِ دیوانہ کہیں گے	1804
716	10	مدت پائے چنار رہے ہیں، مدت گلِ خانی تابلی کی	1805
717	9	خیم ہوا قد کماں سا، پیر ہوئے	1806
717	9	آؤ کبھو تو پاس ہمارے بھی ناز سے	1807
717	7	ریشکِ شمشیر ابرو کا خم ہے	1808
718	7	جو لوگ آسمان نے یاں خاک کر اڑائے	1809
718	6	ہم کبھو غم سے آہ کرتے تھے	1810
718	9	وے سیہ موئی و گرفتاری	1811
719	10	جمع افگنی سے اُن نے ترکش کیے ہیں خالی	1812

719	7	دوستی نے تو ہماری جاں گدازی خوب کی	1813
719	7	اے عشق بے محابا تو نے تو جان مارے	1814
720	10	اُس سخن رس سے اگر شب کی ملاقات رہے	1815
720	7	کیا عشق بے محابا ستھراؤ کر رہا ہے	1816
720	10	کیا طرح ہے، یاں جو آئے ہو تو شرمائے ہوئے	1817
721	9	چرخ پر اپنا مدار، دیکھیے کب تک رہے	1818
721	7	فلک گرنے کے قابل آسمان ہے	1819
721	7	ہم رہن بادہ جامہ احرام کر چکے	1820
722	7	عشق کیا کوئی اختیار کرے	1821
722	7	سب کام سونپ اُس کو جو کچھ کام بھی چلے	1822
722	10	اب دشت عشق میں ہیں بے تنگ آئے جان سے	1823
723	8	گل برگ سی زباں سے بلبل نے کیا نفاں کی	1824

فردیات

724 81

ضمیمہ۔ غزلیات مشمولہ مثنویات

729	7	شب وہ جو پیے شراب نکلا	1825
729	9	موسم ابر ہو، سبو بھی ہو	1826
730	10	اب کی بہار کیا کیا دریا پہ رنگ لائی	1827
730	7	لالہ کنار دریا نکلا ہے کیا زمیں سے	1828
731	7	رنج کی اُس کے جو خیر گزرے	1829
731	7	ہم وحشیوں پہ کچھ ہو، کاہے کو یار ہے تو	1830
731	9	کیا کشت و خوں پہ ان دنوں میلان یار ہے	1831
732	9	وہ دل شکار آن جو نکلا شکار کو	1832
732	7	حیف اُس شکار پیشہ کو ہم سے خبر نہیں	1833
732	7	وہ کہاں ابرو اگر درے ہوا ہے میر کے	1834
733	10	نہیں خوں بستگی سے چشم تر بند	1835
733	9	جگر خوں کن ہیں خوبان حنا بند	1836
733	9	سبزہ ہے آب جو ہے فصل بہار بھی ہے	1837
734	7	تھی باد بھی آنے کی چمن میں نہ روادار	1838
734	9	بلبل کے بولنے سے آزار دل نے پایا	1839
734	9	ذوق شکار اُس کو ہے اتنا کہ حد نہیں	1840
735	11	جو جو ظلم کیے ہیں تم نے سو سو ہم نے اٹھائے ہیں	1841

735	9	اک دُرج موتیوں کے عوض ہاتھ آگیا	1842
735	9	کر لطف، عارض مت چھپا عاشق سے اے یار اس قدر	1843
736	7	نہ دماغ ہے کہ کسو سے ہم کریں گفتگو غم یار میں	1844
736	13	ہے گی طلب شرطیاں کچھ تو کیا چاہیے	1845
737	9	کب آوے گا کیا جانے وہ سر و قامت	1846
737	8	کرو تا مل کہ حال ہم میں رہا نہیں ہے غموں کے مارے	1847
738	5	ساقیا موسمِ جوانی ہے	1848

مقدمہ غزلیاتِ میر

اُردو شاعری اور تنقید و تحقیق کے دلچسپ واقعات میں ایک یہ بھی ہے کہ ہمارے اہل قلم نے جیسے کسی الہامی دباؤ کے تحت، جس طرح غالب کی شرحیں لکھ لکھ کر ان شروح پر تحقیقی مقالات برائے ڈاکٹریٹ کی راہ ہموار کی، اُسی طرح میر سے اپنی دل بستگی کا اظہار اُن کی غزلوں کے انتخابات کی صورت میں دیا جس میں اولین اور معروف ترین مولوی عبدالحق کا 'انتخاب کلامِ میر' ہے جب کہ آخری اور ہنگامہ خیز شمس الرحمن فاروقی صاحب کا 'شعرِ شور انگیز' ہے۔ ان دونوں کے درمیان معیاری اور غیر معیاری انتخابات کی ایک طویل فہرست ہے حالاں کہ میر نے اپنے سبھی شعروں کو 'انتخاب زدہ' قرار دیا تھا اور یہ بھی کہا تھا کہ

سہل ہے میر کا سمجھنا کیا ہر سخن اُس کا اک مقام سے ہے

میر کی تفہیم بلاشبہ سہل ثابت نہ ہوئی! یہی وجہ ہے کہ شعر و ادب سے وابستہ نہایت پڑھے لکھے افراد بھی اس مغالطے میں غلطیاں دکھائی دیتے ہیں کہ "میر نے خود کو بہت دہرایا ہے اور یہ کہ اُن کے یہاں تکرار اور اعادہ بہت ہے"، اس ادبی نظریے کی پشت پر شیفتہ کی مسخ شدہ رائے بھی کار فرما دیکھی جاسکتی ہے کہ 'پستش بغایت پست و بلندش بسیار بلند' حالاں کہ شیفتہ کا اصل جملہ یوں تھا 'پستش اگر چہ اندک پست است، اما بلندش بسیار بلند است' لیکن میر کی جان کا ہیاں بہت سہل سمجھی گئیں، سبھی نے اگرچہ غزل کے فن میں اُن کو سب سے بڑا شاعر بھی مانا اور خدائے سخن کے خطاب سے تعرض کی جسارت بھی کسی نے نہ کی، لیکن مطالعہ غزلیاتِ میر کے لیے کسی ایک یا دوسرے انتخاب پر ہی تکیہ کیا گیا۔ اس میدان میں اگر تحقیق کر کے ان سب انتخابات کے مجموعی اشعار کو سامنے رکھا جائے تو شاید بہت کم اشعار 'نکلیاتِ غزلیاتِ میر' سے 'غیر منتخب شدہ' باقی بچیں گے اور عین ممکن ہے انتخاب کی

اے نکیلے یہ تھی کہاں کی ادا کھب گئی جی میں تیری باگی ادا
رہا میں تو عزت کا اعزاز کرتا چلا عشق خواری کو ممتاز کرتا
عید آئندہ تک رہے گا گلا ہو چکی عید تو گلے نہ ملا

نسخہ آسی میں یہ غزلیں ص 49-248 پر دیوان دوم کے تحت درج ہوئیں، نسخہ عبادت میں دیوان دوم ص 401 پر، اس کے بعد آسی نے دیوان پنجم کے تحت ص 537 پر اور عبادت صاحب نے اپنے نسخے میں ص 745 پر دہرادی ہیں۔ نسخہ مجلس کے مرتب کلب علی خاں فائق مذکورہ ترتیب میں غزل نمبر ایک کے نقل مکرر سے آگاہ تھے لیکن دوسری اور تیسری غزل انہوں نے خود بھی مکرر درج کی، اس کے لیے اس تدوین کے صفحہ نمبر 209 کا حاشیہ ملاحظہ فرمائیے۔ دیوان ششم میں نسخہ آسی ص 652 اور نسخہ مجلس جلد چہارم ص 242 پر ایک غزل کا مطلع ہے

طلب ہے کام دل کی اُس کی بالوں کی اسیری میں گدائی رات کو کرتا ہوں غلت سے فقیری میں
یہ غزل نسخہ آسی میں دیوان پنجم کے تحت صفحہ 590 اور نسخہ مجلس جلد چہارم ص 111 پر پہلے درج ہو چکی ہیں۔ نسخہ عبادت چونکہ آسی کی من و عن کا پی (معہ اغلاط) ہے اس لیے وہاں بھی یہ سب خرابیاں جوں کی توں موجود ہیں۔ نقل مکرر کی ایک اور مثال دیوان چہارم ردیف کی یہ غزل ہے جس کا مطلع ہے

کب وعدے کی رات وہ آئی، جو آپس میں نہ لڑائی ہوئی آخر اُس اوباش نے مارا، رہتی نہیں ہے آئی ہوئی
آسی کے یہاں دیوان چہارم ص 521 پھر دیوان پنجم ص 616 پر نقل مکرر ہوئی، نسخہ عبادت میں پہلے ص 726 اور پھر ص 828 پر، نسخہ مجلس جلد سوم میں ص 373 غزل نمبر 95 اور پھر جلد چہارم ص 162، غزل نمبر 240 کے تحت دوسری مرتبہ درج ہوئی۔ یہ تو کچھ مثالیں غزلیات میر کے مکرر اندراج کی تھیں، اُن اشعار کی تعداد بھی کلیات میر میں کافی ہے جن میں ایک آدھ لفظی تغیر کے ساتھ مرتبین نے مکرر شامل غزلیات کیا ہے۔

آخری بات یہ کہ اس تدوین غزلیات میر تقی میر میں، میر کی صنف غزل کے تحت کہے گئے تمام اشعار شامل ہیں۔ 1824 غزلیات میر کے چھ دواوین کا مجموعہ ہیں، 81 فردیات کے علاوہ 1825 تا 1848 یعنی کل 24 غزلیں جو میر کی مختلف مثنویوں سے الگ کی گئی ہیں بطور ضمیمہ آخر میں درج کی گئی ہیں۔ ان غزلوں میں درج تمام اشعار کو بار بار پڑھ کر با معنی ہونے کی یقین دہانی کے بعد درج متن کیا گیا ہے اور جن اشعار کے معنی متن کی خرابی کے سبب، سمجھ نہیں آئے اُن کا ذکر حاشیے میں بھی کیا گیا ہے اور اُن کی ایک فہرست اس مقدمے کے آغاز کے صفحات میں غزلوں اور اشعار کے نمبر شمار کے تحت درج کی گئی ہے۔ یوں الحمد للہ غزلیات میر کا یہ نسخہ باعتبار صحت متن ماقبل کے تمام نسخوں پر فوقیت رکھتا ہے۔ ترتیب و تدوین میں جن جدید طریقہ ہائے کار کو ملحوظ رکھا گیا، اُن کے سبب میر کی غزلیات کا یہ دیوان کامل میر کے طالب علموں، نقادوں اور محققین کے لیے نہایت مفید اور کارآمد ثابت ہوگا، انشاء اللہ۔

محمد ساجد خان

شعبہ اُردو، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان

31 دسمبر 2003ء

مقدمہ غزلیات میر

اُردو شاعری اور تنقید و تحقیق کے دلچسپ واقعات میں ایک یہ بھی ہے کہ ہمارے اہل قلم نے جیسے کسی الہامی دباؤ کے تحت، جس طرح غالب کی شرحیں لکھ لکھ کر ان شروح پر تحقیقی مقالات برائے ڈاکٹریٹ کی راہ ہموار کی، اُسی طرح میر سے اپنی دل بستگی کا اظہار اُن کی غزلوں کے انتخابات کی صورت میں دیا جس میں اولین اور معروف ترین مولوی عبدالحق کا 'انتخاب کلام میر' ہے جب کہ آخری اور ہنگامہ خیز شمس الرحمن فاروقی صاحب کا 'مضمر شورا انگیز' ہے۔ ان دونوں کے درمیان معیاری اور غیر معیاری انتخابات کی ایک طویل فہرست ہے حالانکہ میر نے اپنے سبھی شعروں کو انتخاب زدہ قرار دیا تھا اور یہ بھی کہا تھا کہ

سہل ہے میر کا سمجھنا کیا ہر سخن اُس کا اک مقام سے ہے

میر کی تفہیم بلاشبہ سہل ثابت نہ ہوئی! یہی وجہ ہے کہ شعروادب سے وابستہ نہایت پڑھے لکھے افراد بھی اس مغالطے میں غلطیاں دکھائی دیتے ہیں کہ "میر نے خود کو بہت دہرایا ہے اور یہ کہ اُن کے یہاں تکرار اور اعادہ بہت ہے"، اس 'ادبی نظریے' کی پشت پر شیفتہ کی منہ شدہ رائے بھی کار فرما دیکھی جاسکتی ہے کہ ہستش بغایت پست و بلندش بسیار بلند، حالانکہ شیفتہ کا اصل جملہ یوں تھا ہستش اگر چہ اندک پست است، اما بلندش بسیار بلند است، لیکن میر کی جان کا یہاں بہت سہل سمجھی گئیں، سبھی نے اگرچہ غزل کے فن میں اُن کو سب سے بڑا شاعر بھی مانا اور خدائے سخن کے خطاب سے تعرض کی جسارت بھی کسی نے نہ کی، لیکن مطالعہ غزلیات میر کے لیے کسی ایک یا دوسرے انتخاب پر ہی تکیہ کیا گیا۔ اس میدان میں اگر تحقیق کر کے ان سب انتخابات کے مجموعی اشعار کو سامنے رکھا جائے تو شاید بہت کم اشعار 'کلیات غزلیات میر' سے 'غیر منتخب شدہ' باقی بچیں گے اور عین ممکن ہے انتخاب کی زد میں آنے سے بچ رہنے والے یہ اشعار کسی بھی فنی معیار کے مطابق اُن اشعار سے کم رتبہ نہ ہوں جو شامل انتخاب ہوئے!

میر کے دواوین اور کلیات کے جتنے قلمی نسخے دیگر ممالک بالخصوص انڈیا کے کتاب خانوں میں بتائے جاتے ہیں، اُن کی تعداد کسی بھی اور شاعر کے خطوط سے کہیں زیادہ ہے اور یہ میر کی مقبولیت کا بین ثبوت ہے، پھر یہ بھی نہایت اہم واقعہ ہے کہ میر کا بہت حد تک مکمل کلیات اُن کی زندگی کے آخری سالوں میں تیار ہونا شروع ہوا اور وفات کے ایک سال کے اندر ہی نہایت اہتمام کے ساتھ فورٹ ولیم کالج کلکتہ کے کارپردازان نے 1811ء میں شائع کر دیا لیکن اس کے بعد آج تک ایک کلیات بھی ایسا مرتب اور مطبوع نہ ہوا جو 1811ء کے اس نسخے کالج کی اغلاط کو دور کرتے ہوئے صحت متن کی ضمانت فراہم کرتا بلکہ واقعہ یہ کہ کلیات میر کا یہی نسخہ ہے جس میں سب سے کم اغلاط ہیں اور جسے متن میر کا سب سے بہتر نمونہ اور نمائندہ مجموعہ قرار دیا جاسکتا ہے۔ اس حد درجہ حوصلہ افزا آغاز کے بعد ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ چند اہم قلمی نسخوں اور نسخہ کلکتہ (جسے ہم نے اپنے مقالے میں ہر جگہ نسخہ کالج لکھا ہے) کی مدد سے میر کا مستند اور قابل اعتماد متن کلام تیار کر لیا جاتا لیکن ایسا نہ ہوا اور ہر اگلی اشاعت کلیات میر نے ماقبل کے کسی ایک آدھ نسخے کو اپنے اپنے کاتب سے 'صاف' کروا کر شائع کر دیا۔ یوں گذشتہ کلیات کی اغلاط میں ہر نئے

کاتب کی اغلاط اور مرتب کے تصرفات کی کارفرمائی سے متن میر بہتر ہونے کی بجائے، مسخ ہی ہوتا رہا۔ 'تدوین غزلیات میر' کے حوالے سے اپنی کارگزاری عرض کرنے سے پہلے ایک نگاہ کلام میر کی اب تک کی اشاعتوں پر ڈالنا ضروری ہے۔

کلیات میر، نسخہ کلکتہ

11x8 سائز کے 1085، 21 سطر صلیات کا حال یہ کلیات میر 1226ھ بمطابق 1811ء ہندوستانی چھاپے خانے کے مہتمم منشی مدار بخش نے شائع کیا۔ متن کی تصحیح مرزا کاظم علی جوان، مرزا جان طیش، مولوی محمد اسلم اور منشی غلام اکبر نے کی تھی۔ کالج کے ارباب اختیار میں سے کپتان ٹیلر صاحب مدرس ہندی، ڈاکٹر ولیم ہنٹر، کپتان گالیو اور کپتان تاسن روہک صاحب کے اسمائے گرامی، سر ورق کی عبارت میں معہ القابات درج ہیں۔ جن کی مدد و اعانت سے یہ کلیات انطباع ہوا۔ اس کلیات کی ابتدا میں صفحہ 18 تک قصائد منقبت اور دردمدح نواب آصف الدولہ درج ہیں۔ اس کے بعد صفحہ 19 سے 254 تک دیوان اول، 255 سے 437 تک دیوان دوم، 438 سے 537 تک دیوان سوم، 538 سے 610 تک دیوان چہارم، 611 سے 707 تک دیوان پنجم اور صفحہ 708 سے 768 تک دیوان ششم درج ہوئے ہیں۔ فردیات 769 سے 775 تک اور اس کے بعد صفحہ 1069 تک دیگر اصناف شعر معہ مثنویات درج ہیں۔ مراٹھی میر کے علاوہ اس کلیات میں میر کا تقریباً سبھی کلام شامل ہے۔ ہم نے اپنے کام کے دوران سب سے زیادہ معاون میر کے اسی کلیات کو پایا۔ متن میر کی مشکلات حل کرنے میں جتنی مدد اس نسخے سے ملتی ہے، وہ بعد میں شائع شدہ کسی مجموعے سے نہیں ملتی۔

کلیات میر، مطبوعہ نول کشور لکھنؤ

کلیات میر کا دوسرا ہم مطبوعہ ماخذ وہ نول کشور نسخے ہیں جن کی بنیاد اگرچہ نسخہ کالج پر ہے لیکن صحت متن کے اعتبار سے ان کا درجہ اپنے ماخذ سے بھی کم ہے۔ نول کشور پریس نے اگرچہ کلیات میر کے متعدد ایڈیشن شائع کیے، تاہم اولین اشاعت 1868ء میں ہوئی، دوسرا ایڈیشن 1874ء میں چھپا، انہی دونوں نسخوں کو بعد کے مرتبین میر نے نول کشور دوم، سوم کے نام سے موسوم کیا ہے، ان میں بھی میر کے مرثیے شامل نہیں ہیں۔

کلیات میر مرتبہ مولوی عبدالباری آسی، مطبوعہ نول کشور پریس لکھنؤ (نسخہ آسی)

نول کشور پریس کا شائع کردہ یہ کلیات میر کا جدید ترین نسخہ ہے جو 1941ء میں مولانا آسی کے نہایت اہم مقدمے جسے انتقاد میر میں بلند مقام حاصل ہے اور فرہنگ کے ساتھ نہایت عمدہ کتابت کے ساتھ طبع ہوا۔ نول کشور اشاعتوں میں میر کے کلیات کی اس سے بہتر طباعت اور کوئی نہیں ہوئی اپنے وقیع اور مبسوط مقدمے کے آخر میں 'کلیات میر بصورت موجودہ' کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں:

”کلیات میر کے ایڈیشن متعدد مرتبہ شائع ہو چکے ہیں اور سب سے پہلا چھپا ہوا وہ نسخہ ہے جو کلکتہ فورٹ ولیم سے کاظم علی جوان وغیرہ کی تصحیح و نظر ثانی کے بعد غالباً

میر صاحب کی زندگی ہی میں شائع ہو گیا تھا، یا شائع ہونا شروع ہوا تھا۔ یہ نسخہ دوسرے نسخوں سے زیادہ صحیح ہے، مگر ایسا نہیں کہ اس کو معتمد علیہ سمجھا جائے، اس میں اکثر جگہ قبیح غلطیاں رہ گئی ہیں، یہ نسخہ تصحیح کے وقت ہمارے پیش نظر تھا، اس کے علاوہ دوسرا وہ نسخہ جنول کشور پریس ہی سے 1867ء میں بغیر حاشیہ چھپا تھا۔ اس کے بعد بھی جوادر ایڈیشن یہاں سے چھپے وہ بھی موجود تھے، ان کے علاوہ دولہ قلمی قدیم نسخے جو مکمل تو نہ تھے لیکن پھر بھی دونوں کو ملا کر بہت سا کام دے سکتے تھے..... اور اب اُمید ہے کہ یہ کتاب اُن تمام نسخوں سے بہتر ثابت ہوگی جو اب تک کلیات میر کے نام سے شائع ہوئے ہیں۔“ (کلیات میر، مرتبہ آسی، ص 58-57)

دیوان اول کے آغاز سے قبل مطبع کے مہتمم نے ’گزارش‘ کے عنوان سے لکھا:

”مجھے فخر ہے کہ سال ہا سال کی محنت اور کاوش کے بعد کلام الفصحی میر تقی میر بترتیب جدید ناظرین کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔ میر کا کلیات اب تک عام طریقے سے نہایت لا پرواہی کے ساتھ غلطیوں کی نذر ہوتا رہا ہے لیکن اس مرتبہ خصوصیت کے ساتھ متعدد قلمی اور سابقہ مطبوعہ نسخوں سے اس کی تصحیح کا پورا اہتمام کیا گیا جس کو مصور دردمولوی عبدالباری آسی اور جناب مولوی سید جعفر علی صاحب فاضل دیوبند نے نہایت غور و معائنہ نظر کے ساتھ اصل پر نظر ثانی کر کے کئی کئی مرتبہ کاپیوں اور پردوں کو دیکھ کر صحیح کیا اور بعد کو آسی صاحب نے اس پر فرہنگ اور مقدمہ کا اضافہ فرمایا، اس میں جو حواشی دیئے گئے ہیں وہ بھی میر کے کلام کے توازن کے لیے بہت موزوں ہیں.....“ (ص 68)

آسی کا مرتبہ ’کلیات میر‘ 1941ء تک ہی سب سے مفید اور قابل مطالعہ کلیات نہیں تھا بلکہ آج بھی مطالعہ شاعری میر کے لیے بیش از بیش اسی نسخے کو پُرکشش سمجھا جاتا ہے، لیکن اس کے مہتمم اشاعت کا یہ دعویٰ کہ اس نسخے کو بار بار پروف پڑھ کر اغلاط سے بالکل پاک کر دیا ہے، محل نظر ہے۔ آسی کے یہاں متن کے ساتھ ساتھ کتابت کی اغلاط خاصی تعداد میں ہیں، توثیق اُن اشعار کو دیکھ کر کی جاسکتی ہے جن کے نمبر شمار ہم اسی مقدمے میں آگے چل کر پیش کریں گے۔ علاوہ ازیں قطعات کی نشان دہی بہت سے مقامات پر نہیں ہوئی، کچھ ایسے اشعار کو بھی قطعہ درج کیا گیا ہے جو الگ الگ مضمون کے حامل شعر ہیں۔ پھر یہ کہ کم سے کم پانچ غزلوں کی تکرار (تین ردیف الف، ایک ن اور ایک ردیف ی سے) بھی سرزد ہوئی ہے، اُن اشعار کا تو ذکر ہی کیا جو ایک سے زیادہ غزلوں میں شامل ہیں، پھر املا اور پرانی طرز کتابت کے پیدا کردہ مسائل بھی ہیں جو متن کی اغلاط کا ایک بڑا سبب بھی ہیں۔ مثلاً یائے معروف و مجهول کا املا اور کفایت صفحہ کے لیے لفظوں کو ساتھ ملا کر لکھنے کا رجحان، جس کے بعد غلطی اس درجہ دُور نکل جاتی ہے کہ پھر اصل متن کی بازیافت ناممکن سی ہو جاتی ہے۔ یہ اور اسی نوع کی اغلاط جن کی تفصیل حواشی میں ملاحظہ کی جا

سکتی ہے، کی موجودگی میں یہ باور کرنا مشکل ہے کہ آسی صاحب اور مولوی جعفر صاحب نے اس نسخے کے متن پر اتنا ہی غور کیا، جتنا متنی تحقیق میں کرنا چاہیے تھا۔ خاص طور پر ان بزرگوں سے اس کی توقع ان کی شعر جمعی، زبان دانی اور سب سے بڑھ کر قدیم اور اصل ماخذات تک ان کی رسائی کو دیکھتے ہوئے زیادہ سے زیادہ کی جاسکتی تھی لیکن یہ توقعات نسخہ آسی سے پوری نہیں ہوئیں پھر بھی اکبر حیدری کی یہ رائے قدرے سخت ہے: ”آسی نے نسخہ نول کشوری اور اس کے بعد کے مطبوعہ نسخوں سے زیادہ تر استفادہ کیا ہے اور بغیر کسی محنت و کاوش کے کلیات کو محض تجارتی اغراض کے لیے شائع کر لیا۔“ البتہ ان کی اس رائے سے ہم بالکل متفق ہیں کہ ”راقم کی رائے میں نسخہ آسی کے مقابلے میں نسخہ کلکتہ (کالج) درست، معتبر اور مستند ہے، آسی نے بہت سے اشعار غلط لکھے ہیں.....“ (نقوش، میر تقی میر نمبر شمارہ 125، اکتوبر 1980ء، ص 153) اس کے علاوہ تدوین متن کے لیے آسی کے مرتبہ متن سے استفادہ کرنے والے کو اس بارے میں چونکنا رہنے کی ضرورت ہوتی ہے کہ آسی کے یہاں متن میں ’اصلاح‘ دینے اور تصرف کرنے کا رجحان پایا جاتا ہے۔ کلیات کی حد تک پاک و ہند میں اس نسخے نے مطالعہ شعر میر میں بنیادی خدمت انجام دی ہے، ہم نے اس تدوین میں جن تین نسخوں کو بنیادی نسخوں کے طور پر برتا ہے ان میں سے ایک یہی نسخہ آسی ہے۔

کلیات میر مرتبہ ڈاکٹر عبادت بریلوی، ایم اے، پی ایچ ڈی، پروفیسر شعبہ اردو پنجاب یونیورسٹی، لاہور لکھنؤ یونیورسٹی میں ڈی لٹ کی ڈگری کے لیے پیش کرنے کی غرض سے تیار کردہ میر کا یہ کلیات جتنے بڑے دعوؤں کے ساتھ پیش کیا گیا اتنی ہی بڑی جعل سازی یہ ثابت ہوا۔ فرماتے ہیں:

”کلام میر کی ترتیب و تدوین کا یہ کام میں نے آج سے کوئی بارہ سال قبل اپنے شفیق استاد پروفیسر سید احتشام حسین صاحب کے ایما پر شروع کیا تھا۔ ان کی اور میری دونوں کی یہ خواہش تھی کہ اس کو لکھنؤ یونیورسٹی میں ڈی لٹ کی ڈگری کے لیے پیش کیا جائے..... اور اب پورے بارہ سال بعد یہ کام مطبوعہ صورت میں لکھنؤ یونیورسٹی کے سامنے ڈی لٹ کے لیے پیش کیا جا رہا ہے۔“ (کلیات میر مرتبہ عبادت، ص 4، 5)

فروری 1958ء میں اردو دنیا کراچی سے مطبوعہ اس کلیات کے پیش لفظ میں دعویٰ کیا گیا کہ 1811ء کا نسخہ فورٹ ولیم کالج نول کشور کے تمام نسخے بشمول آسی کا کلیات مطبوعہ 1940ء ان کے پیش نظر تھے۔ انہوں نے فرمایا:

”میں نے کلیات میر کے اس نسخے کی ترتیب و تدوین میں ان تمام مطبوعہ نسخوں کو سامنے رکھا ہے اور اس کے علاوہ کلام میر کے تقریباً تمام اہم غیر مطبوعہ نسخوں کو بھی دیکھنے کی کوشش کی ہے، کتب خانہ ریاست رام پور، کتب خانہ سرسار جنگ، کتب خانہ انجمن ترقی اردو اور کتب خانہ محمود آباد کے مخطوطے خاص طور پر میرے پیش نظر رہے ہیں۔ اسی لیے یہ نسخہ اس سے قبل شائع ہونے والے نسخوں سے مختلف ہے اس میں میر صاحب کا تقریباً سارا کلام موجود ہے.....“ (کلیات میر، ص 4)

جب کہ واقعہ یہ ہے کہ عبادت صاحب کا یہ کلیات نسخہ آسی کی ہو، ہو نقل ہے۔ گیان چند کی دو اور خواجہ احمد فاروقی کی ایک دریافت شدہ، تین مثنویات کے اضافے کے علاوہ ڈاکٹر صاحب نے نسخہ آسی کی من و عن نقل تیار کروائی ہے۔ اس میں البتہ یہ اہتمام انہوں نے ضرور کیا جہاں آسی کی اغلاط جوں کی توں موجود رہیں، وہیں اُن کے کاتب کے سہو بھی جگہ قائم رکھے جائیں۔ اکانوے صفحات کے عبادت صاحب کے مخصوص اندازِ تحریر کے حامل مقدمے میں میر کے حالات، واقعات اور رنگ شاعری پر نہایت ڈھیلی ڈھالی گفتگو کی گئی ہے جس کے مندرجات کلام میر کے متن عبادت کی طرح ہی ساقط الاعتبار ہیں، ان پر کلب علی خان فائق اپنے ایک مضمون 'کلیات میر مرتبہ ڈاکٹر عبادت بریلوی پر ایک نظر' مشمولہ صحیفہ، شمارہ 20، جولائی 1962ء میں روشنی ڈال چکے ہیں۔ اس مقدمہ کا، جس کا کلام میر اور اس کی تدوین سے دور کا بھی واسطہ نہیں، آخری جملہ ہے "اور میر صاحب کا یہ کلیات زندگی اور فن کے اسی امتزاج اور ہم آہنگی کی ایک تصویر ہے۔" (کلیات میر، ص 100)

مختصر یہ کہ اس کلیات سے کلام میر کی اغلاط میں اضافہ ہوتا ہے، کی نہیں۔ پورے کلیات میں کسی ایک شعر پر بھی کوئی حاشیہ درج نہیں، کسی ایک جگہ بھی کسی بھی نسخے سے اختلاف یا اتفاقی نسخ کی کوئی بات سرے سے نہیں کی گئی، آسی کی کلیات کی موجودگی میں، اس زیادہ غلط متن کی ضرورت نہیں تھی، لہذا اشاعت اول کے بعد یہ کلیات کبھی دوبارہ شائع نہیں ہو سکا۔

دیوان میر، مرتبہ علی سردار جعفری

ترقی پسند ادیب کی طرف سے غزلیات میر کا پندرہ سو کے لگ بھگ اشعار کا یہ مجموعہ میر کے مقبول انتخابات میں سے ہے جو بمبئی سے اکتوبر 1960ء میں شائع ہوا۔ یہ عربی اور دیوناگری رسم الخط میں چھپا ہے، علی سرداری جعفری صاحب کا نہایت اہم مقدمہ بھی اس مجموعے کی خصوصیت ہے، تاہم یہ انتخاب ہی ہے۔

کلیات میر مرتبہ ظل عباس عباسی، مطبوعہ علمی مجلس دلی

یہ میر کی غزلیات کے چھ دوادین کا مجموعہ ہے، بھارت میں یہی کلیات غزلیات زیادہ تر مروج ہے۔ اس کے مرتب کا دعویٰ بھی یہی ہے کہ اس مجموعہ دوادین میر کی تدوین کے وقت اُن کے پاس نسخہ فورٹ ولیم کالج تھا جب کہ تحقیقی طور پر یہ بات ثابت نہیں ہوتی کیوں کہ اس میں غزلیات کے مقرر اندراج کا سقم تو ہے ہی جو فورٹ ولیم کالج کے دورِ اشاعت سے چلا آتا ہے لیکن اُن اشعار کا متن بھی نسخہ آسی کے مطابق (غلط) درج ہے جو اشعار نسخہ کالج میں درست متن کے حامل ہیں مثال کے طور پر:

نسخہ کالج (کلکتہ)

نسخہ عباسی نسخہ آسی

پھرے ہے کھینچے ہی تلوار مجھ پہ ہر دم تو
شہید ہوں میں تری دشمنی جانی کا
ستم کچھ آج گلی میں تیری نہیں مجھ پر
کب آ کے خون میں میں یاں نہا نہیں جاتا

پھرے ہے کھینچے ہی تلوار مجھ پہ ہر دم تو
کہ صید ہوں میں تری دشمنی جانی کا
ستم کچھ آج گلی میں تیری نہیں مجھ پر
کب آ کے خون میں میں یاں نہا نہیں جاتا

اُس رہزن کے ڈھنگوں سے دیوے خدا پناہ اُس رہزن کے ڈھنگوں سے دیوے خدا پناہ
 اک مرتبہ جو میر جی کا جامہ لے گیا ایک مرتبہ جو میر جی کا جامہ لے گیا
 اس لیے خیال کیا جاتا ہے کہ عباسی صاحب نے بھی آسی کے متن کو ہی تمام تر استعمال کیا ہے۔ تاہم اس مجموعی غزلیات کو بھی مطالعہ شعر میں اعتبار و استناد حاصل ہے۔

کلیات میر، جلد اول تا ششم مرتبہ کلب علی خاں فائق رام پوری، مطبوعہ مجلس ترقی ادب، لاہور
 عبادت صاحب کے کلیات کے بعد پاکستان میں شائع ہونے والا یہ کلیات میر چھ جلدوں پر مشتمل ہے اور مجلس ترقی ادب کے مرتب جناب کلب علی خان نے اسے 1976ء سے 1984ء کے دوران ٹائپ میں جناب احمد ندیم قاسمی صاحب کی زیر نگرانی لاہور سے شائع کیا۔ آسی کا کلیات میر جو یہاں متعدد مرتبہ سنگ میل، لاہور سے ری پرنٹ ہوتا رہا ہے، سب سے زیادہ استفادہ کیا جانے والا کلیات میر ہے، اس کے ساتھ ساتھ ہی مجلس کا یہ نسخہ بھی پڑھا جاتا ہے۔ جلد اول جو دیوان اول پر مشتمل ہے، کئی مرتبہ اشاعت پذیر ہوئی ہے، دیوان اول کی مقبولیت کا پتہ دیتی ہے۔ غزلیات پر مشتمل دیگر تین جلدیں بھی دوسری مرتبہ شائع ہوئی ہیں۔ جلد دوم، دیوان دوم کو محیط ہے جب کہ جلد سوم میں دیوان سوم اور چہارم یک جا ہیں، جلد چہارم میں دیوان پنجم، ششم کی غزلیات مع فردیات شامل ہیں۔ پانچویں جلد، قصائد، مراثی، رباعیات و دیگر اضاف پر مشتمل ہے جب کہ جلد ششم میں تمام مثنویات شامل ہیں۔

فائق صاحب نے تدوین کلام کے حوالے سے کوئی لفظ کسی جلد میں نہیں لکھا، البتہ 'سوانح میر' کے عنوان سے 'ذکر میر' کی پچانوے صفحات کی ایک تلخیص شامل جلد اول کر دی ہے، اس لیے وثوق سے کچھ نہیں کہا جاسکتا کہ فائق صاحب کو کلام میر کی تدوین میں بارہ برس سے کچھ زیادہ لگے یا کم! اور نہ ہی اُن کی جانب سے کوئی ایسا دعویٰ ملتا ہے کہ انہوں نے تمام مطبوعہ کلیات کے ساتھ ساتھ کن کن کتب خانوں کے کون کون سے مخطوطات پیش نظر رکھے۔ تاہم یہ امر یقینی ہے کہ انہوں نے آسی کے علاوہ بھی کچھ نہ کچھ نسخوں پر نگاہ رکھی ہے۔ اُن کے حواشی سے اندازہ ہوتا ہے کہ فائق صاحب نے فورٹ ولیم کالج کانسخہ 1811ء، نول کشور دوم، سوم کو تدوین کے وقت مد نگاہ رکھا ہے، کسی کسی جگہ ایک مخطوطے اور کسی نسخہ 'ف' کا ذکر بھی ہوا ہے۔ بظاہر یہ ایک معرکے کا تدوینی کام دکھائی دیتا ہے لیکن کلام میر کی اغلاط کم نہیں ہوئیں۔ اگر فائق صاحب نے آسی، جس پر اُن کے متن کا بنیادی انحصار ہے، کی کچھ اغلاط کی نشان دہی کی ہے تو زیادہ نہیں تو اسی قدر اغلاط اپنی اور اپنی کتابت سے پیدا کر دی ہیں، لیکن اس امر پر حیران ہوئے بغیر نہیں رہا جاسکتا کہ بہت سے مقامات پر جب انہوں نے آسی کے غلط متن کی نشان دہی بھی کی اور دیگر کسی نسخے میں درست متن کا پتہ بھی چلا لیا، تو پھر اسے شامل متن کرنے سے گریزاں کیوں رہے؟ یوں کہا جائے گا کہ فائق صاحب نے تمام وسائل فراہم ہوتے ہوئے بھی میر کے کلام کا صحت مند متن تیار کرنے میں تساہل برتا اور ایک بہترین موقع کلام میر کی تدوین کا مکمل طور پر کارآمد نہ بنایا جاسکا۔ ٹائپ میں ہونے کے وجہ سے میر کے چھ دیوان 4 جلدوں کے 1633 صفحات تک پھیل گئے، اس بے جا ضخامت کے علاوہ کتابت کی غلطیاں دُور کرنے میں جس تساہل کا مظاہرہ کیا گیا اُس سے بہت سی غلطیاں بے

سبب حصہ متن بن گئیں، بار بار پروف نہ پڑھنے کی وجہ سے اسی کے نسخے سے زیادہ سہوہائے کتابت اس نسخے میں موجود ہیں۔ غزلوں کے اندراج مقرر کے سلسلے میں ردیف الف کی صرف ایک غزل فائق صاحب نے پکڑی، جب کہ اسی کے ساتھ مندرج دو غزلیں خود بھی مقرر درج کیں، اس کے علاوہ بھی غزلوں کی تکرار ہے، جس کا ذکر آئندہ صفحات میں ہوگا۔ غزل میں شامل قطعات کے بارے میں نسخہ اسی کی اغلاط نہ صرف دُر نہیں کیں بلکہ ان پر اور اضافہ ہوا، درجنوں ایسے قطعات ان دونوں کلیات میں موجود ہیں جن کی نشان دہی نہیں کی گئی، دسیوں قطعات ایسے درج ہیں جو قطعہ نہیں ہیں بلکہ الگ الگ مضمون پر مبنی مکمل شعر ہیں۔ مصرعوں کے درمیان وقوف درج کرتے ہوئے مفہوم شعر سے باخبری کا مظاہرہ بہت کم ہوا ہے۔ سب سے زیادہ خرابی غلط اضافتوں کے اندراج یا بہت ضروری مقام پر عدم اندراج کے سبب پیدا ہوئی ہے۔ مختصر یہ کہ بہت زیادہ اغلاط دیکھ کر پتہ چلتا ہے کہ تدوین کلام میر کا یہ کام سرکاری انداز میں سرانجام ہوا اور اس میں اسی طرح خرابیاں راہ پا گئیں جیسے ہر حکومتی اور سرکاری کام میں بالعموم ہوا کرتا ہے۔ نسخہ اسی اور نسخہ مجلس کی فروگزاشتوں اور اختلافات متن و تصحیح کا مفصل احوال معہ مثالوں کے، آئندہ صفحات میں ملاحظہ فرمائیے گا۔

تدوین غزلیات میر۔ دیوان اول تا ششم کا جو نسخہ آپ کے ہاتھ میں ہے، اُس کے بارے میں میں یہ تو نہیں کہوں گا کہ اس کام میں مجھے بارہ برس عرق ریزی کرنا پڑی، البتہ یہ واقعہ ہے کہ اُردو شعر و ادب کی تدریس سے وابستہ ہوئے اٹھارہ سال سے زائد عرصہ ہو چکا ہے، اس تمام عرصے میں میر کی شاعری اور انقاد سے متعلق رہا ہوں۔ اسی لیے 'تدوین غزلیات میر' کا یہ کام اندازے سے بہت کم وقت میں تکمیل پذیر ہو سکا ہے۔ اس حقیقت کا اعتراف کرنے میں بھی مجھے باک نہیں کہ کلام میر کی مثالی تدوین کے لیے جس طرح کی سہولیات اور جن مآخذات تک رسائی لازمی ہے، اُن میں سے میرے حصے میں اتنے وسائل ہی آسکے جتنے وطن عزیز کے ادارے ایک محقق کو فراہم کر سکتے ہیں۔ اس کے باوجود میری خوش قسمتی ہے کہ میرے مقالے کے نگران، مشفق و مہربان جناب ڈاکٹر فرمان صاحب کے کتاب خانے سے نسخہ کالج کا ایک اور نول کشوری اشاعتوں کے سلسلے میں معروف، طبع دوم اور طبع سوم کے نہایت کم یاب نسخے دستیاب ہوئے، تاہم ان کی حالت نہایت مخدوش تھی، بہت سے صفحات کرم خوردہ بھی تھے لیکن اس حالت میں بھی اس قدر قدیم اشاعتوں کا دکھائی دے جانا بھی ایک ناقابل یقین خوش نصیبی ہی قرار دی جائے گی۔ ہم نے اس تدوین کے لیے اسی اور مجلس کی کلیات کو بنیاد بنایا ہے۔ تینوں قدیم نسخوں سے اس متن کا تقابل ہر اس مقام پر کیا گیا جہاں شعر کی تفہیم میں دشواری ہوئی یا متن کی درستگی پر شک ہوا اور اصل بات یہ کہ جہاں تک ان نسخوں کی کہنگی، خستگی اور کرم خوردگی نے اجازت دی، ان کے متن کو پڑھنے کی ہر ممکن سعی کی گئی ہے۔ میر کے معروف انتخابات بشمول انتخاب کلام میر از مولوی عبدالحق، دیوان میر از علی سردار جعفری، انتخاب میر از ڈاکٹر حامد کشمیری، انتخاب میر از ناصر کاظمی اور شعر شورا انگیز از شمس الرحمن فاروقی سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔ ہر مشکل مقام پر کلیات میر از عبادت بریلوی سے بھی راہ نمائی کی سعی کی، لیکن نسخہ اسی کا چر بہ محض (معہ اغلاط ذاتی) ہونے کی بنا پر اس سے ایک شعر کی حد تک بھی مدد نہیں ملی۔ دو چار اشعار اُن لغات کی مدد سے بھی درست ہوئے جن سے اشعار میر کی خواندگی کے دوران مسلسل رابطہ و تعلق رہتا تھا، ان میں نور اللغات، فرہنگ آصفیہ کے علاوہ اُردو لغت تاریخی اصول پر شامل ہیں۔ اس کے علاوہ بھی جن لغات سے استفادہ کیا گیا اُن میں جان پلیٹس، ڈیکن فوربس، جان

شیکسپیر، جان رچرڈسن و فرانس جاسنس، غیاث اللغات، مصطلحات الشعراء، چراغ ہدایت اور فرہنگ عمید شامل ہیں۔ ان لغات سے تحقیق الفاظ میر کے دوران، لفظ و معانی اور کلاسیکی شعر کے مفہیم کے جوامکانات روشن ہوئے، اس کا اندازہ مجھے اس کام کا آغاز کرنے سے قبل بالکل نہیں تھا۔

موجودہ صورت میں غزلیات میر کا یہ مجموعہ، جسے 'دیوان میر' کامل کا نام دیا جائے تو بہتر ہوگا، اب تک مرتب، مدون اور شائع ہونے والے تمام مجموعوں اور کلیات میں بہ اعتبار ترتیب سب سے منفرد، تعداد غزلیات و اشعار کے اعتبار سے سب سے جامع اور صحت متن کے اعتبار سب سے زیادہ مستند اور قابل اعتماد ہے۔ تجارتی مقاصد کے لیے شائع ہونے والے ادھ کچرے انتخابات کے علاوہ میر کا کوئی قابل ذکر مجموعہ غزلیات (کجا کلیات غزلیات) جدید ترین انداز میں نستعلیق کمپوزنگ میں شائع نہیں ہوا۔ کمپیوٹر کی لکھائی کے کچھ اپنے مسائل اور ذمیتیں بلاشبہ ابھی حل طلب ہیں لیکن بہت بڑے متن کو کم سے کم صفحات میں املا اور لکھائی کے کسی اشتباہ اور تسامح کے بغیر ایک سائنسی تناسب کے ساتھ کتابت، کمپیوٹر کمپوزنگ کی وہ عطا ہے جس کی بدولت جتنے اشعار نسخہ مجلس نے چار جلدوں کے 1633 صفحات پر درج کیے اُسے سے زیادہ اشعار ہمارے نسخے میں 625 کے لگ بھگ صفحات میں سمٹ گئے ہیں۔

اب تک میر کے چھ دیوان الگ الگ حیثیت میں کلیات میر کا حصہ بن کر شائع ہوئے ہیں۔ ہم نے اس قدیم انداز تدوین کو یکسر بدل دیا ہے اور میر کے چھ دواوین کی روایتی ترتیب کو توڑ کر ان کا ایک ردیف و اردیوان مرتب کر دیا ہے۔ اس بات کا بھی بہت اہتمام ہوا ہے کہ ہر ردیف کے ساتھ دیوان کا اندراج بھی ہو بلکہ ہم نے ہر صفحے پر دیوان اور ردیف دونوں درج کر دیئے ہیں۔ اس نئی ترتیب کے پس منظر میں محض تبدیلی کی خواہش ہی واحد وجہ نہیں بلکہ میر کی شاعری کے بارے میں اس کلیشے کا استرداد بھی مطلوب ہے کہ میر کی عمدہ ترین غزل کا نمونہ دیوان اول کی غزلیات ہیں۔ دل و دماغ اور زبان مانوسیت کے سبب دیوان اول اور دیوان اول میں بھی ردیف الف کی غزلیات میر میں جس طرح کی روانی پاتے ہیں، ویسے روانی دیگر دواوین کی غزلوں کے بارے میں نہ ہونے کی وجہ بالکل صاف اور سامنے ہے کہ ہم نے انہیں اتنی مرتبہ نہ سنا ہے اور نہ پڑھا ہے، ورنہ صورت یہ ہے کہ جس قسم کا فکر و فن دیوان اول کی تخلیق میں کار فرما ہے وہی فنی شعور، وہی فکری جہت دیوان پنجم اور ششم میں بھی رو بہ کار ہے، ہم نے سوائے اس بات کے کہ بعد کے دواوین میں میر کا شغف طویل بحروں کے ساتھ نسبتاً زیادہ ہوا، کوئی تبدیلی یا نام نہاد ارتقا ان کی شاعری میں نہیں پایا۔ اس انداز ترتیب کا جو فوری فائدہ ہوا وہ یہ کہ ایک ہی زمین کی غزلیں نسبتاً ساتھ ساتھ آگئی ہیں اور اس طرح میر کے یہاں اعداد و تکرار کی خصوصیت کا مشاہدہ قریب سے کرنا ممکن ہو گیا ہے، ردیف و اردیوان کی برکت ہے کہ ہم نے میر کی پانچ غزلیں، تین ردیف الف، ایک ردیف ن اور ایک ردیف ی، اسی اور مجلس کے نسخوں میں دریافت کی ہیں جو وہاں مقرر درج ہوئی ہیں۔ (ملاحظہ ہو حاشیہ غزل نمبر 356، 360، 1135 اور 1764) اس نوعیت کے مقرر اندراجات کے علاوہ اشعار یا شعری پیکروں کے اعداد کے بارے میں جاننا، اس نسخے کی مدد سے نہایت آسان ہو گیا ہے یعنی اب میر کے بستاؤ سے ناخوش ناقدین بھی پچشم خود دیکھ سکتے ہیں کہ بڑا شاعر جب بہ تکرار کسی بات کا 'پھپٹ' لوگوں میں کرتا ہے تو اس بات کے تخلیقی امکانات کی توسیع ہوتی ہے یا ان میں کمی!

اس تدوینِ غزلیاتِ میر میں کل 1848 غزلیات ہیں جن میں اشعار کی تعداد 13781 ہے۔ 81 فردیات اس کے علاوہ ہیں۔ مذکورہ کل غزلیات میں 24 غزلیں بطور ضمیمہ بھی شامل ہیں جب کہ چھ دواوین کی کل غزلیں 1824 ہیں۔ تمام ردیفوں میں تعداد اشعار و غزلیات، الگ الگ دیوان کی وضاحت کے ساتھ ایک جدول کی صورت میں آغاز غزلیات سے قبل شامل کیا گیا ہے۔ میر کی کسی بھی کلیات یا مجموعہ غزلیات میں اس مفید مطلب جدت کا آغاز اس تدوین سے ہوتا ہے کہ اس میں ہر غزل کا نمبر شمار اور تعداد اشعار کا طریقہ کار اپنایا گیا ہے۔ ممکن ہے زیادہ خوش ذوق قاری کو یہ نمبر شماری یا شعر شماری لغو اور بے ہودہ دکھائی دے تاہم اس کی افادیت سے انکار ممکن نہیں اور ہم مدرسین کے لیے تو اس کے فائدے بہت ہیں۔ اگر کسی شاعر کے کسی خاص پہلو، لفظ، مضمون، حسن و قبح کی بات کے لیے پچاس شعروں کو بطور مثال پیش کرنا ہو تو صرف پچاس نمبر درج کرنے سے یہ مقصد حاصل ہو جائے گا اس لیے ہماری تجویز یہی ہے کہ صنفِ غزل کی مخصوص فنی ہیئت کی فراہم کردہ 'کمپیوٹرائزڈ خصوصیات' کو زبان، شاعری اور انقاد کی تدریس کے لیے استعمال کرنا چاہیے اور کم سے کم کلاسیکی شعرائے غزل کے دواوین کو اس انداز میں نمبر شمار کے تحت مرتب اور مدون کرنا چاہیے تاکہ اشعارِ غزل کی مضمون دار درجہ بندی مختلف شعرا اور ادوار کے اعتبار سے کرنا ممکن ہو۔ یہ درجہ بندی مختلف مطالب اور مقاصد کے تحت کی جاسکتی ہے۔ اس طریقہ کار کو اپنا کر ہی ہم صنفِ غزل اور غزل گو شعرا کے گنج ہائے گراں مایہ سے انصاف بھی کر سکتے ہیں اور فیض یاب بھی ہو سکتے ہیں۔ اسی نمبرنگ کی بدولت ہی ہمارے لیے یہ ممکن ہو سکا کہ ہم تدوینِ متنِ میر کے سلسلے میں اپنی کاوش کے سچ جھوٹ کو آپ کے سامنے پیش کر سکیں۔

تدوینِ متنِ غزل کے لیے قدیم ماخذات تک رسائی اور ان کو کام میں لانا بھی یقیناً اہم ہے لیکن اس سے بھی زیادہ اہمیت اُس شے دگر کی ہے جسے غزل کی مزاج دانی اور شعر فہمی کی قدرت و مہارت کا نام دیا جاسکتا ہے۔ مخطوطاتِ قدیم تک عدم رسائی ہی میری تحدیدات کی حد نہیں ہے، مجھے اس اعتراف میں بھی کوئی باک نہیں کہ میر نے فہم و ادراک بھی کچھ ایسے وسعت آشنا نہیں، ان تمام مجبوریوں کے باوجود اس امر کا اظہار میری طمانیت کا باعث ہے کہ اس نسخے میں میر کے تمام اشعار بار بار پڑھ اور سمجھ کر درج کیے ہیں جب کہ دیگر کلیات مثلاً آسی، عبادت اور مجلس کے نسخوں سے ثابت ہے کہ اُن کے یہاں اگر یہ امر ملحوظ رکھا جاتا تو وہ اغلاط سرزد نہ ہوتیں جو اُن نسخوں میں مختلف صورتوں میں کافی بڑی تعداد میں موجود ہیں۔ (ان کی مثالیں آگے آتی ہیں) اور جن اشعار کا مفہوم، کوشش بسیار اور تحقیق لغات کے باوجود سمجھ میں نہیں آیا، اُن کی ایک فہرست بنالی ہے۔ درج ذیل نمبر شمار اُن اشعار کے ہیں جو متن کی کسی خرابی (سہو) کے سبب بامعنی نہیں ہو سکے۔ ان میں وہ اشعار بھی شامل ہیں جن کا مفہوم تو معلوم ہے لیکن پھر بھی تحقیقِ متن کا مزید تقاضا کرتے ہیں۔

257/4، 229/5، 219/6، 203/6، 202/1، 197/4، 174/9، 144/14، 139/5، 63/5، 50/3
 482/2، 391/7، 381/7، 366/5، 342/3، 326/4، 295/2، 270/5، 266/2، 258/9
 796/1، 735/3، 689/1، 686/2، 676/1، 643/6، 637/3، 627/2، 580/6، 504/7
 1009/5، 1004/2، 996/4، 944/4، 939/6، 927/6، 840/11، 808/2، 801/2، 796/4
 1082/2، 1081/4-5، 1073/5، 1057/3، 1052/12، 1041/1، 1028/8، 1017/10
 1680/7، 1659/3، 1508/1، 1369/4، 1223/5، 1146/5، 1131/3، 1130/1، 1083/3
 1802/9، 1767/7، 1690/9

مذکورہ بالا اشعار کا متن کسی سہو، ناقابل حل لغت، غیر موزونیت (بوجہ خرابی متن) کی وجہ سے مزید تحقیق کا مطالعہ کرتا ہے۔ ہماری اس کاوش سے اب ایک فہرست تیار ہو گئی ہے، اگر کبھی ہمسایہ ملک کے اُن کتب خانوں میں جانا ممکن ہو تو ترجیحاً ان اشعار کے متن کو وہاں تلاش کر کے شاید درست کیا جاسکتا ہے۔

تدوین کار کا یہ فریضہ ہے کہ وہ اشعار کا بار بار مطالعہ کرے، بظاہر سبھی ایسا کرتے ہیں لیکن واقعہ یہ ہے کہ سبھی ایسا نہیں کرتے۔ مثال کے طور پر نسخہ آسی اور نسخہ مجلس میں درج ذیل اشعار کو قطعہ نہ سمجھا گیا ہے، نہ درج کیا گیا ہے، حالاں کہ یہ اشعار قطعہ بند ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آسی نے اور اتباع محض کرنے کے سبب نسخہ مجلس کے مرتب نے ان اشعار کو توجہ سے پڑھا ہی نہیں، ورنہ اتنی بڑی تعداد محض سہو اور درج ہونے سے نہیں رہ سکتی، یہاں ہم جو نمبر شمار درج کر رہے ہیں حواشی میں اس سے زیادہ تعداد ہے جنہیں ہم میر کے قطعات نو دریافت کہہ سکتے ہیں۔ بالعموم آسی، عبادت اور مجلس تینوں کی یہ مشترک اغلاط ہیں، تاہم کسی کسی جگہ مجلس کا نسخہ اس گناہ بے لطف میں شامل نہیں، تو کسی جگہ آسی غلطی سے بچ رہے ہیں۔ ان کی تفصیل حواشی میں، یہاں صرف چند نمبر شمار درج ہیں

583/1-2، 546/1-2، 458/12-16، 458/8-9، 193/9-10، 164/6-7، 1/8-9
700/1-2، 637/8-9، 636/11-12، 636/9-10، 621/1-2، 589/7-8، 583/12-13
1201/1-2، 1163/6-8، 1127/2-3، 994/2-3، 975/5-6، 817/7-8، 700/7-11
1588/11-12، 1417/6-7، 1348/2-5، 1346/4-5، 1295/5-6، 1280/11-12
1811/1-2، 1803/14-15، 1803/10-11، 1798/1-2، 1762/10-12، 1708/1-2
اب ایک نظر اُن قطعات پر بھی ڈال لیں، جو ان مرتبین نے غلط طور پر الگ الگ اور مکمل اشعار کو قرار دیا ہے۔
583/18-19، 582/5-6، 581/6-7، 511/6-8، 414/10-11، 414/8-9، 167/8-9
1503/5-6، 1495/12-13، 1398/5-6، 1348/2-5، 1190/14-15

کسی کسی مقام پر یہ بھی ہوا کہ اشعار کی ترتیب کچھ اس طرح درج کی کہ قطعہ بند اشعار کے درمیان ایک یا زیادہ اشعار آگئے اور یوں دونوں شعر اپنی اپنی جگہ نامکمل اور بے معنی ہو کر رہ گئے۔ قدیم نسخوں میں قطعے کے آغاز کی نشان دہی کا رواج تو ہے لیکن اختتام کی وضاحت نہیں کی جاتی، ہم نے نمبر شمار کے اندراج ہی میں یہ انتظام کیا ہے کہ قطعہ بند اشعار کے آغاز اور اختتام کا نمبر شمار ایک ساتھ درج کر کے باقی کے قطعہ بند اشعار کو بلا نمبر رکھا تاکہ قطعے کے خاتمے کے شعر کا علم بھی قاری کو ہو سکے۔

اگرچہ آسی کی مرتبہ کلیات میں بہت سے اشعار نسخہ کالج اور نول کشور دوم، سوم میں مذکور متن سے تقابل کے نتیجے میں، بہتر اور بامعانی اور بعض صورتوں میں موزوں بھی ہوئے ہیں لیکن آسی نے نول کشور سوم کے متن پر بنیادی انحصار کیا۔ اس لیے بہت سے مقامات پر نسخہ کالج کا متن آسی کے اختلاف نسخہ سے مقابلے پر بہتر پایا ہے۔ ہم نے آسی کے متن کو بہت سے مقامات پر بہتر قرار دے کر اختیار بھی کیا ہے، جس کا ذکر حواشی میں کر دیا گیا ہے۔ تاہم اُن بہت سے مقامات پر جہاں آسی نے کوئی نمایاں غلطی سرزد کی ہے، میں سے چند ایک کا شعر نمبر درج کیا جاتا ہے تاکہ اُس شعر کے حاشیہ کو دیکھ کر ایک طرف نسخہ آسی کی اغلاط کو درست اندازہ قائم ہو سکے تو ساتھ ہی تدوین و تصحیح متن کے حوالے سے ہماری کوششیں بھی سامنے آسکیں۔ اغلاط نسخہ آسی:

319/3، 316/3، 246 تا 244، 238/2، 177/5، 174/9، 171/6، 150/2، 102/6، 102/4
623/8، 587/12، 567/1، 562/1، 561/4، 502/1، 493/1، 454/6، 436/1-2، 435/3

،893/1، 892/3، 891/1، 856/3، 842/2، 839/7، 778/4، 711/6، 645/8، 643/1
 ،1002/1-6، 995/2، 993/6، 992/3، 990/6، 989/4، 944/6، 936/2، 928/5، 924/10
 ،1195/8، 1173/4، 1070/6، 1067/1، 9، 1077/10، 1070/5، 1005/3، 1004/1
 ،1447/1، 1438/6، 1414/1، 1398/10، 1361/5، 1338/7، 1245/1، 1242/2، 1237/1
 ،1529/8، 1527/4، 1492/7، 1482/7، 1476/10، 1468/9، 1460/9، 1459/3، 1452/1
 1805/1-3، 1627/3، 1619/1، 1588/1، 1581/3، 1566/6، 1560/7، 1552/7، 1550/3

نسخہ مجلس نے اگرچہ آسی کے متن کا تقابل دیگر نسخوں سے کیا اور بہت سی جگہوں پر آسی کی اغلاط کی نشان دہی بھی کی لیکن بہت سے اشعار میں آسی کے غلط یا کم بہتر متن کو ہی فائق صاحب نے برقرار رکھا ہے۔ نسخہ مجلس میں کتابت اور پردف بہتر نہ کر سکنے سے راہ پانے والی اغلاط بہت زیادہ ہیں اس کے علاوہ بہت مقامات پر اضافت کسرہ نہایت غلط درج ہونے پر شعر کا مفہوم کچھ سے کچھ ہو گیا یا اس کے معنی سمجھنا محال ہو گئے یا پھر بہت سے مصرعوں میں وہاں اضافت درج نہیں ہوئی جہاں اس کے بغیر مفہوم شعر تک پہنچنا مشکل ہے۔ علاوہ ازیں مرتبہ نسخہ مجلس نے مصرعوں کے درمیان وقوف کا اندراج نہایت غلط طور پر کیا ہے اور معنی شعر کو اس باب میں بالکل نظر انداز کر دیا گیا، کچھ مقامات ایسے بھی ہیں جہاں فائق صاحب نے الفاظ کے نہایت غلط معنی درج کر دیئے ہیں، اسی طرح شعر فہمی کے حوالے سے دیگر فروگزاشتیں بھی ہیں، ذیل کی فہرست حواشی میں مذکورہ نسخہ مجلس کی اغلاط کا مکمل اور جامع احاطہ نہیں، پھر بھی نمایاں مثالیں ضرور درج کی جا رہی ہیں۔ اغلاط نسخہ مجلس:

،271/3، 268/5، 258/4، 256/19، 230/10، 217/1، 203/11، 202/5، 175/10، 165/7
 ،339/4، 327/4، 317/15، 315/5، 308/4، 303/3، 298/1، 281/6، 275/5، 272/4
 ،490/10، 488/1، 475/7، 442/5، 416/، 390/4، 387/1-3، 385/8، 379/3، 360، 356
 ،652/3، 624/1، 620/6، 610/1، 590/2، 582/8، 578/8، 529/6، 525/2-5، 501/5
 ،908/7، 902/3، 871/5، 866/6، 830/5، 829/8، 826/1-3، 809/7، 660/1، 653/2
 ،1021/9، 1016/5، 986/9، 982/5، 978/5، 951/8، 948/2، 942/2، 928/10
 ،1155/4، 1146/17، 1126/5، 1124/7، 1116/4، 1088/1، 1069/6، 1032/1، 7، 8
 ،1273/8، 1248/1، 1238/3، 1236/1، 1229/4، 1220/6، 1191/3، 1180/3، 1171/5
 ،1501/3، 1479/2، 1466/1، 1456/9، 1452/2-3، 1362/3، 1360/6، 1342/5، 1338/4
 ،1629/1، 1621/5، 1617/1، 5، 1569/10، 1544/9، 1521/4، 1511/8، 1505/5
 1818/9، 1796/7، 1637/7، 1635/5

مذکورہ بالا نمبر شمار نسخہ مجلس کی تمام اغلاط کو محیط نہیں بلکہ چند مثالیں ہیں، حواشی متن میں ان سے بہت زیادہ تعداد درج ہے، جن کو ایک نظر دیکھ کر نسخہ مجلس میں اغلاط اور ان کی نوعیت کا علم ہوتا ہے، ہم نے نہ صرف یہ کہ مصنوعی طور پر حواشی کی تعداد بڑھانے کی کوشش نہیں کی بلکہ معمولی تصحیحات، جیسے زیر، زبر، پیش کے غلط اندراجات کا حذف اور درست کا درج کرنا، غلط وقوف اور درجہ جیسے تسامحات وغیرہ کا ذکر ہر جگہ نہیں کیا، اس صورت میں حواشی کی تعداد بہت بڑھ جاتی، تاہم کوشش کی گئی ہے کہ کوئی ضروری حاشیہ درج ہونے سے نہ رہ جائے۔

اگرچہ ہم اصولی طور پر کچھ ناقدین شعر و متن مثلاً شمس الرحمن فاروقی صاحب کے ہم خیال ہیں کہ کلاسیکی شعرا کے متن میں اعراب و وقوف کے اندراج سے کثرت معنی کے امکان کا خاتمہ ہوتا ہے، لیکن ہم نے شعر فہمی کے نصب العین کو زیادہ اہم سمجھا اور ہر اس جگہ اعراب اور وقوف درج کیے ہیں جہاں ان کے اندراج سے شعر کے معنی کی ترسیل میں معاونت ہوتی ہو، تاہم یہ کام

بھی نہایت حزم و احتیاط کے ساتھ کیا ہے مثلاً وہاں وقفہ درج کرنے سے گریز کیا جہاں کوئی لفظ، مصرع کے دونوں ٹکڑوں کے ساتھ با معنی ہوتا ہو۔ میر کا اسلوب، کثرت و تولیٰ اضافت سے گراں بار نہیں بلکہ اُن کا واضح رجحان 'اُردو پن' کی طرف ہے اس لیے اضافتیں صرف وہیں درج کی ہیں جہاں ان کے بغیر معنی متباد نہیں ہوتے یا جہاں بہ اعتبار وزن ان کی ضرورت محسوس کی گئی۔ مجلس کے نسخے میں بہت سے مصرعوں کے بعد سوالیہ علامت درج کی گئی ہے، میر کے یہاں اگر ہر مطلوبہ مقام پر یہ علامت درج کی جائے تو یہ پرچہ ابیات کم اور پرچہ سوالات زیادہ دکھائی دے گا، ہم نے مجلس کی اس بد مذاقی کو یک سرختم کر دیا ہے، تاہم فجائیہ اور استعجابیہ علامت (!) کو حسب ضرورت و ذوق اپنایا ہے۔ شعر میں کسی کی گفتار یا مکالمے کو بعض اوقات داوین میں درج کر دیا جاتا ہے، ہم نے اسے بھی قبیح جانتے ہوئے ترک کیا ہے۔ قدیم نسخوں میں اُس، اُن، اِن، اُن، اِدھر، اُدھر کو بالعموم بغیر اعراب کے درج کیا جاتا ہے، ہم نے شعر فہمی کے اپنے گمان کو یقین سمجھتے ہوئے قدرے جرأت مندانہ انداز میں ہر اُس جگہ علامت زیر، زبر، پیش درج کر کے شعر کے درست معنی تک پہنچنے کی راہ ہموار کی ہے، جہاں ضروری سمجھا گیا۔ البتہ اُن مقامات پر لفظ خالی چھوڑ دیا ہے، جہاں ہر دو طرح پڑھنے سے معنی کا کوئی ایک یا دوسرا پہلو روشن ہوتا ہو، یا جہاں اُس، اُن، اِن کے تعین کی لازمی ضرورت نہیں تھی، وہاں بھی معاملہ قاری کے ذوقِ مطالعہ پر موقوف رکھا ہے۔ 'اُس' بالضم کی صراحت پر خاص توجہ اس لیے بھی دی ہے کہ آج کے طالب علم ہر اُس جگہ بھی 'اُس' تلفظ کرتے ہیں جہاں مبرہن طور پر 'اُس' درکار ہو۔

املا کے حوالے سے یہ کہ چونکہ ہم بنیادی طور پر ابلاغ اور ترسیل مفہوم و معنی پر یقین رکھنے کے قائل ہیں، اس لیے غیر ضروری طور پر قدیم املا کو قائم نہیں رکھا گیا لیکن املا میں ایک جگہ بھی ایسی تبدیلی نہیں کی گئی جس سے میر کے طرزِ گفتار اور اسلوب کے رنگ و بو میں فرق آنے کا کوئی امکان ہو، اس باب میں دلچسپ بات یہ سامنے آئی کہ نسخہ کالج کا املا بادِ جود یہ کہ 1811ء کا مکتوبہ ہے، بعد کی نول کشوری اشاعتوں اور یہاں تک کہ 1940ء کے مطبوعہ نسخہ آسی سے بھی جدید ہے، اس سلسلے میں کچھ حواشی اندر کے صفحات پر درج ہوئے ہیں۔ کمپیوٹر کی لکھائی کے جن اسقام پر ہمارا اختیار نہیں، اُن کا اُس وقت تک تحمل کرنا ہوگا جب تک مزید بہتر سافٹ ویئر تیار نہیں ہو جاتے۔ جدید املا اور کمپوزنگ کے سلسلے میں اس اصول کو بہت مقدس سمجھا جانے لگا ہے کہ ہر لفظ لازمی طور پر الگ الگ املا کیا جائے۔ ہم نے اس رواج کو اپنایا ضرور ہے لیکن ہر جگہ نہیں، جہاں لفظ کے مرکب املا سے لفظ کی شکل بہتر ہوتی ہے یا جہاں شعر کے صورتی حسن (نتیجتاً معنی) میں اضافہ ہوتا ہو، وہاں لفظوں کو الگ الگ درج کرنا غیر ضروری سمجھا ہے، عام فہم اور چشم آشنا لفظوں کو بھی اکٹھا ہی درج کیا گیا ہے۔ مشدداً الفاظ پر ہر ممکن سعی سے علامت تشدید درج کی گئی ہے۔

اشعار کی تدوین و طباعت بہت حد تک مچھلیوں کی ثنائی ہو کر رہ جاتی ہے، کہ ترازو میں دو چڑھائیں تو چار گر پڑتی ہیں، اسی طرح ہر تدوین اگر ماقبل کی کچھ اغلاط دُور کرتی ہے تو کچھ نئی پیدا ہو جاتی ہیں اور یہ بالعموم پروف کا دیدہ ریزی سے متعدد مرتبہ مطالعہ نہ کرنے کی وجہ سے ہوتی ہیں، ہم نے کوشش کی ہے کہ تدوین اشعار جنہی محنت پروف دیکھنے میں بھی کی جائے، نسخہ مجلس میں کتابت کے سہو ہمارے لیے نشان ہائے عبرت ثابت ہوئے۔

شعر کی کلیات (بالخصوص مرتبہ مولانا آسی) دیکھنے پر معلوم ہوتا ہے کہ متن سدھارنے پر مامور محقق بعض لمحوں میں کچھ ایسی ذہنی صورت حال میں آ جاتا ہے کہ اُسے اپنا کہا (سوچا) ہو ابھی اتنا ہی مستند دکھائی دینے لگتا ہے جیسے وہ میر کا ہی فرمایا ہوا ہو

ایسے ہی لمحے میں غلطی سرزد ہوتی ہے، ہم نے قیاسی تصحیحات سے ہر ممکن اجتناب کیا ہے اور اپنے خیال کو زیادہ تر حاشیے تک ہی محدود رکھا ہے، البتہ جہاں دستیاب متن میں کوئی معمولی تصرف (معنی شعر اور وزن کو ذہن میں رکھ کر) کیا بھی گیا تو اُس کی وضاحت حاشیے میں ضرور کر دی ہے۔ میر کے بہت سے معروف اشعار برس ہا برس سے (مختلف انتخابات میر اور انتقادی کتب سے حفظ شدہ) جس طرح ہمارے حافظے کا حصہ ہیں، جب ان اشعار کا قدرے تبدیل شدہ متن قدیم اور مستند نسخوں میں ملتا ہے تو قدرے جذباتی دھچکا سا لگتا ہے۔ تاہم میر کا مستند اور صحت مند متن ہماری یادداشتوں اور جذباتی وابستگیوں سے زیادہ اہم معاملہ ہے۔

نسخہ مجلس کے مرتب نے غیر ضروری حواشی بہت درج کیے ہیں، ہم نے قدیم نسخوں سے آسی اور مجلس کے صرف انہی اختلافات متن کو درج حاشیہ کیا ہے جو امکانی طور پر درست بھی ہو سکتے ہیں، مطلب یہ کہ صرف معنی خیز حواشی ہی درج کیے ہیں، کتابت کی معمولی اغلاط جو صاف اور سربلج سہو دکھائی دیں، اُن پر حاشیہ قائم نہیں کیے، ورنہ اشعار میر کے برابر ضخامت ان حاشیوں کی بھی ہو جاتی۔

گزشتہ صفحات میں کیا گیا ہمارا یہ دعویٰ بے دلیل نہ رہ جائے کہ غزلیات میر کا ہمارا تیار کردہ متن اب تک کے تمام قدیم و جدید متون سے بہتر، مستند اور صحت مند ہے، اس کے لیے ہم ذیل میں بطور نمونہ چند نمبر شمار درج کر رہے ہیں، ان اشعار کے حواشی دیکھ کر اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ہم نے میر کی غزلیات کے متن کو کس طرح اور کس حد تک بہتر بنایا ہے۔ یہ اشعار اُن کے علاوہ ہیں جن کا ذکر آسی اور مجلس کے نسخوں کی اغلاط کے ذیل میں گزر چکا ہے۔ بہتری و صحت متن کی چند مثالیں:

74/12، 65/7، 10، 63/5، 62/2، 8، 47/4، 5، 42/1، 40/2، 36/7، 33/8، 9، 32/3، 4،
 145/6، 139/7، 119/9، 103/6، 102/1، 6، 101/12، 84/4، 89/8، 86/3، 77/1، 76/4، 5،
 243/8، 238/2، 219/14، 215/2، 202/5، 187/6، 7، 175/10، 165/7، 164/10، 149/6،
 299/1، 297/4، 286/7، 281/6، 275/5، 272/7، 258/4، 256/9، 251/4، 245، 244،
 425/5، 420/9، 418/2، 402/8، 385/8، 360، 356، 339/4، 329/5، 308/4، 303/3،
 512/1، 3، 505/7، 504/8، 497/6، 489/4، 488/7، 475/1، 442/2، 431/10،
 613/8، 588/5، 560/14، 543/1، 542/1، 537/1، 531/5، 517/11، 513/15، 16،
 716/7، 709/5، 689/3، 657/2، 655/3، 654/7، 651/2، 646/3، 637/1، 619/2،
 847/3، 842/8، 834/2، 824/10، 817/5، 7، 813/3، 6، 811/1، 801/7، 766/5، 756/3،
 1005/13، 924/10، 922/2، 920/11، 919/3، 914/8، 903/7، 881/9، 854/6،
 1065/4، 1057/5، 6، 1051/6، 1048/3، 1047/18، 1046/12، 1038/7، 12، 1032/7، 8،
 1140/5، 1136/7، 1126/9، 1113/4، 1107/3، 1099/6، 1087/5، 1071/2، 1069/1،
 1223/1، 1218/5، 1196/5، 1195/4، 1164/2، 1160/3، 1159/9، 1157/8، 1155/2،
 1313/1، 1307/5، 1282/4، 1266/5، 1262/7، 1257/7، 1246/6، 1229/1، 1228/6،
 1352/2، 1348، 1346/6، 7، 1345/2، 1342/5، 1334/1، 1330/5، 1327/3، 1320/4،
 1408/6، 1401/8، 1399/7، 1388/2، 1380/1، 1378/7، 1372/7، 1369/4، 1359/4،
 1451/1، 1445/3، 1439/14، 15، 1434/5، 1432/3، 1418/2، 1414/2، 1409/4،
 1533/8، 1528/6، 1512/6، 1509/4، 1503، 1492/7، 1491/1، 1486/6، 1484/3،
 1558/9، 1556/4، 1555/5، 1553/1، 1552/7، 1544/3، 1537/15، 1536/1، 1535/4،
 1640/6، 1633/7، 1627/4، 7، 1626/3، 1622/2، 1618/7، 1601/9، 1577/1، 1575/3،
 1830/2، 1797/3، 1782/8، 1735/7، 1715/2، 1656/2، 1652/2

متن کا پروف دیکھتے ہوئے جستہ جستہ یہ نمبر شمار نوٹ کیے تھے، بالعموم یہ وہ اشعار ہیں جن کا متن ہمارے یہاں مروّج نسخوں آسی، عبادت اور مجلس ہر تین میں کسی نہ کسی طرح کے سہو، غلطی کا حامل ہے۔

گزشتہ اوراق میں ہم نے اس تدوین غزلیات میر کے اپنے چھ مطبوعہ مآخذات جن میں نسخہ کالج (کلکتہ) نول کشور طباعت دوم، سوم، نسخہ آسی، نسخہ عبادت اور نسخہ مجلس شامل ہیں، کا تعارف اور ان کے متون کے درجہ استناد وغیرہ پر اجمالاً تبصرہ کیا ہے، تاہم ان نسخوں کا مکمل تعارف، ان سے استفادے کی نوعیت اور افادیت کا مقام و مرتبہ اور خود ان میں اغلاط و بہتری متن کی صورتیں اُس وقت تک واضح کرنا ممکن نہیں جب تک درست اور غلط متن کی نشان دہی آنے سے سامنے رکھے کر نہ کر دی جائے، لہذا ہم ترتیب سے ان اشاعتوں میں متن میر کی صورتِ حال کا جائزہ پیش کرتے ہیں۔

1۔ نسخہ کالج (کلکتہ) مطبوعہ 1811ء

تدوین غزلیات میر و صحتِ متن کا یہ خواب، تعبیر سے محروم رہتا، اگر خوبی طالع سے یہ گوہر گرامی اور نایاب ترین نسخہ کالج ہمارے ہاتھ نہ لگتا۔ بلاشبہ میر کے مروّج متن کی اغلاط دُور کرنے میں اس نسخے سے طلسماتی مدد حاصل ہوئی ہے۔ دورانِ تدوین اس نسخے پر ہمارا اعتقاد و اعتماد اس حد تک بڑھا کہ دیگر نسخوں سے اختلاف نسخ کا حامل ہر لفظ اور مصرع اس نسخے میں درست اور دوسروں میں غلط دکھائی دینے لگا، اور اس امر کا امکان غیر معمولی احتیاط اور غیر جانب داری کے باوجود رہتا ہے کہ بعض مقامات پر ہم نے نسخہ کالج کے متن کو اُس جگہ بھی اپنا لیا ہو، جہاں کسی اور نسخے کا متن زیادہ درست اور معنی خیز ہو۔ اس امر سے محض یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ متن شعر کی تفہیم جب بھی مروجہ متون اور نسخوں سے ناممکن ہوئی، ہماری بالعموم دیکگیری اسی نسخے نے کی۔ چونکہ اس نسخے میں دیگر کے مقابلے میں اغلاط کم اور بہتری متن کی مثالیں زیادہ ہیں اس لیے ہم آغاز اغلاط نسخہ کالج کی نشان دہی سے کرتے ہیں۔

نسخہ کالج میں متن کی سب سے اولین غلطی غزل نمبر سات کے آٹھویں شعر کے مصرعِ اوّل میں 'پھر درج اور شامل ہونے سے رہ گیا ہے۔' کاش اب برقع منہ سے اٹھا دے، ورنہ پھر کیا حاصل ہے۔ غزل نمبر اکیس کے ایک مصرع میں واؤ عطف مذکور ہے، اس غلطی میں نول کشور دوم، سوم بھی شریک ہیں۔ اُس سیم بدن کو بھی کب تاب و تعب اتی۔ ہم نے یہاں آسی کے متن 'تابِ تعب' کو درست اور بہتر خیال کرتے ہوئے اپنایا ہے۔ ایک اور شعر میں اختلاف نسخ کی صورت یوں ہے

گئے جوں، شمع اُس مجلس میں جتنے سبھوں پر حال ہے روشن ہمارا

ہم نے آسی کے مصرع 'گئے جوں شمع اُس مجلس میں جتنے' کو بہتر معانی کا حامل قرار دیا ہے۔ اسی نوع کی غلطی کتابت یہ بھی ہے 'دُشی مزاج از بس مانوسِ بادیہ ہیں'۔ اس نسخے میں 'ما یوسِ بادیہ' درج ہوا ہے جو مطابق مفہوم شعر درست نہیں۔ 'واں رستموں کے دعوے کو دیکھا ہوئے ہیں قطع' کالج کا متن دیکھا ہے ہوئے قطع، اتنا بہتر نہیں ہے، اسی لیے آسی کے مصرع کو شامل متن کیا گیا ہے۔ ایک اور مصرع نسخہ کالج میں یوں مندرج ہے 'ستم کا اُس کے بہت میں ہزار ہوں ممنون، یہاں 'ہزار' کی جگہ دیگر نسخوں میں 'نزار' ہے جو بہتر ہے۔ نادرست متن کی یہ مثال بھی دیکھئے 'رہ میری غریبانہ جاتا تھا چلا روتا، یہاں 'میری' کی جگہ 'میر' درست

ہے۔ ایک اور مصرع نسخہ کالج میں قابل فہم نہیں، پیر مغاں موسو اُس کا بنا خطیرا، اُسی کے یہاں 'خطیرا' بمعنی چار دیواری کا حامل قبرستان، درست ہے۔ 'خواب کون سا جس میں نہ میں خراب پھرا' مصرع معنی سے بے گانہ ہے جب تک 'خواب' کی جگہ 'خوابہ' (آسی کا متن) شامل نہ کیا جائے۔ سہو کتابت کی ایک مثال یہ مصرع بھی کہ ذلیل اُس کی گلی میں ہوں تو ہوں، آزادگی کیسی، یہاں لفظ 'آزادگی' کی جگہ 'آزردگی' ہونا چاہیے۔ ایک شعر نسخہ کالج میں یوں درج ہے

پھرتے پھرتے اُس کے لیے میں آخردشت نور دہوا دیکھ آنکھیں وہ سرمہ گیس میں پھر دنبالہ گرد ہوا

ہم نے آسی کے مصرع کو اپنایا ہے دیکھ آنکھیں وہ سرمہ آگیاں پھر دنبالہ گرد ہوا، دونوں مصرعوں میں 'میں' کی تکرار کو محاسن میں شمار نہیں کیا جائے گا اس لیے آسی کے متن کو فوقیت دی گئی ہے۔ اس سے اگلی ہی غزل میں نسخہ کالج کا مصرع درست نہیں۔ 'میں جو گدایا نہ چلا دراد پر اُس کے نصف شب، آسی و دیگر نسخوں میں گدایا نہ چلایا در پر اُس کے۔۔۔ درست ہے۔ ایک اور مصرع یوں مذکور ہے 'انہیں سنا ہٹوں میں جی جلا تھا، ہم نے 'انہیں' کا جدید املا 'انہی' اور 'جلا' کی جگہ آسی کا متن 'چلا' درج کر کے متن بہتر کرنے کی سعی کی ہے۔ آسی کے یہاں مصرع ہے 'ہم سر نہ کھینچتے تو وہ تیغ کھینچ نہ سکتی' نسخہ کالج میں 'بکھیرتے' موزوں تو ہے لیکن بہ اعتبار مفہوم شعر درست نہیں، اسی طرح ذیل کا مصرع بھی آسی کے یہاں درست ہے۔

پیش کیے نہ کچھ چاہت میں، کافرو مسلم دونوں کی (نسخہ کالج) پیش گئی نہیں کچھ چاہت میں کافرو مسلم دونوں کی (آسی)
'سادگی میری چاہ میں دیکھو میں ڈھونڈوں ہوں چارا آج' آسی کے یہاں یہ مصرع 'چارا' کی بجائے 'دارا' کے قافیے کا حامل ہے، جو بہ اعتبار معنی بہتر ہے اسی طرح نسخہ کالج میں ہے 'داں کی خاک عنبر کی جاگہ رکھ دیں لوگ کفن کے بیچ' آسی کے متن میں 'عنبر' کی جگہ 'عنبر' ہے، جس کی 'کفن' کے ساتھ مناسبت زیادہ ہے، اس لیے اختیار کیا ہے۔ نسخہ کالج ص 725 پر مصرع درج ہے 'دل یہی ہے، جس کو دل کہتے ہیں اس عالم کے بیچ'، آسی کے یہاں 'دل یہی نا' درج ہے، یہ متن بہتر ہے۔ نسخہ کالج کے صفحہ 640 پر 'پر آب درج ہے جب کہ دیگر نسخوں میں مصرع درست ہے، 'ابھرا ہے ہمیشہ نقش بر آب کیوں کر، اسی ردیف میں دیوان ششم کی غزل کا یہ مصرع بھی غلط درج ہوا ہے دیتے نہیں ہی ہیں سونے ٹک آہ و تالے اُس کے، اس مصرع میں 'ہی زائد ہے اور آہ و تالے کی جگہ آہ و تالے' سہو درج ہوا ہے۔ اس نسخے کے صفحہ 643 کا مصرع بظاہر موزوں لگتا ہے لیکن ساقط الوزن ہے، 'سانپ سے لہراتے ہیں بال اُس کے بل کھائے ہنوز، جب کہ مصرع کی درست شکل یوں ہے 'سانپ سے لہراتے ہی ہیں پر، بال اُس کے بل کھائے ہنوز۔ ردیف 'ع' دیوان پنجم کی غزل کے مطلع کا مصرع ثانی ہے 'سحر تک شب اُن نے گھلائی تھی شمع، نسخہ کالج صفحہ 650 پر 'اُن نے ہی کھائی' بجائے 'اُن نے گھلائی' درج ہوا ہے۔ میر کا ایک معروف شعر ہے 'دور پھرنے کا ہم سے وقت ہے' پوچھ کچھ حال بیٹھ کر نزدیک، مصرع اول میں متن بہت غیر موثر ہو کر رہ گیا ہے جب وقت ہے کیا' کی جگہ 'وقت گیا' درج شعر ہوا۔ بہت میر پھر ہم جہاں میں رہیں گے کالج کے نسخے میں بہت میر برہم جہاں میں رہیں گے لکھا ہوا ہے، جو مضمون شعر سے بالکل مناسبت نہیں رکھتا۔ دیوان پنجم ردیف م کی پہلی غزل کا مطلع غلط درج ہوا ہاں متن ہے 'سر پر دیکھا یہی فلک ہے، جاویں چل کر کیدر ہم، حالاں کہ کیدر جاویں چل کر ہم ہونا چاہیے کیونکہ غزل کے قوافی نکل، چل، بل، ڈل، ٹل وغیرہ ہیں۔ یہ گوارائی نہیں پاتے ہیں ہر پانی میں آسی کا متن 'گوارائی' ہے جب کہ کالج کے متن میں 'گوارا ہی' بے معنی ہے۔ میر کا شعر ہے

منظر دیدہ قصر دل اے میر شہرتن میں بھی جائیں کیا کیا ہیں

نسخہ کالج کا متن 'منتظر دیدہ' مفہوم شعر تک رسائی میں حارج ہے۔ اسی طرح 'خراب و خوار ہیں سلطان، شکستہ حال امیر' میں 'شکستہ حال' میر بظاہر ایک الف کے درج نہ ہونے سے مفہوم کافی بدل گیا ہے، 'عشق میں آنکھیں اپنی زور نہیں، یہاں زور نہیں' کا تب کا سہو ہے۔ جس کی ایک اور مثال یہ مصرع 'اظہار کم فراغی ہر دم کی بے دماغی اس میں' کم درج متن ہونے سے رہ گیا ہے۔ اس راہ سے کرتا ہے دل کسپ ہوا گاہے میں گاہے کی جگہ 'کاہے' بھی درست نہیں۔ اس مصرع میں 'کیا مل بیٹھے اُس سے بھلا جو صحبت ہی کا باب نہ ہو، کیا مل' کی جگہ 'گھائل' جس سے مصرع سمجھنا محال ہو جاتا ہے۔ ایک اور دلچسپ غلطی یوں ہے 'دوزخ میں میر ہوں میں، یار بہشت روویں اصل میں یہ یار بہشت زدہ' ہے۔ ایک اور مصرع جس کا درست متن ہے 'ہوں احتضار میں' میں، آئینہ رُشتاب آ، یہاں 'احتضار' کی جگہ کا تب نے 'اختضار' درج کر دیا ہے۔ ایک شعریوں درج ہوا

میر تو عمر طبعی کو پہنچا عشق میں جوں جوان جاتا ہے

آسی کے یہاں 'میر گو عمر طبعی'۔۔۔ سے وضاحت شعر ہوتی ہے۔ اس مصرع میں 'گہے غم اُس دہن کا ہے، گہے فکر اُس کمر کی ہے، گہے' کی جگہ دونوں مرتبہ 'یہی غم' اور 'یہی فکر' سے متن بہت کمزور ہو گیا ہے۔ میر کا مصرع ہے 'اک گردن سے سو حق باندھے، کیا کیا کرے ہوں جوادا، اس میں' کرے کی جگہ کرتے لکھا گیا ہے۔ ایک شعریوں درج ہوا ہے:

عالم شکار ہے وہ اس سن میں میر اُس کو ڈھب جان مارنے کا رکن نے سکھا دیا ہے

یہاں ہم نے آسی کے متن ڈھب جانے مارنے کا۔۔۔ کو بہتر تصور کرتے ہوئے شامل متن کیا ہے۔ اسی طرح ایک شعر ہے

میر کیوں رہتے ہیں اکثر ان مئے کر نہیں بنتی کسو سے جو بنے

یہاں کالج کے متن میں 'گر نہیں بنتی' درست نہیں، کیوں 'کر بننا' یا 'کر بندھنا' محاورہ ہے، آسی کے یہاں درست درج ہوا ہے۔ 'شوق لکھنے قلم جو ہاتھ آئی' یہ مصرع بھی آسی کے متن میں بہتر ہے، 'شوق لکھتے قلم جو ہاتھ آئی'، اسی طرح ذیل کے مصرعوں میں بھی اغلاط پائی گئی ہیں۔

تم جو ابھی بے تاب ہوا ہے، جی سے ہاتھ اٹھاؤ گے (آپ بھی)

ضعیف دماغی جس کو ہووے عشق کے رنج و محنت سے (رنج و محبت)

میدانِ غم میں قتل ہوئی آرزوئے وصل تھی اپنے خاندانِ تمنا میں اک یہی (خاندانِ تمنا)

'کس دن میں نے عدول کیا ہے صاحب کے فرمانے سے'، اس مصرع میں کالج کے متن میں 'عدولِ حکم' ہے جس سے

مصرع ساقط الوزن ہو گیا ہے، نسخہ کالج میں یہ مصرع 'گئے روزے اب دید وادید ہے'، کئی روز اب دید وادید ہے اس لیے بھی درست نہیں کہ دوسرا مصرع ہے 'گلے سے ہمارے ملو عید ہے'، میر کا نہایت معروف شعر ہے

تصوف میں جب ڈال دیتے ہیں بات خدا رس کہیں ہیں یہ توحید ہے

نسخہ کالج میں 'تصوف' کی جگہ 'تصرف' کتابت ہوئی ہے، بہت کم مقامات پر ایسا ہوا ہے کہ کالج کے متن پر کسی اور نسخے کے متن کو فوقیت دی گئی ہو، لیکن جہاں ایسا کیا ہے وہاں حاشیے میں نسخہ کالج کا متن بھی درج کر دیا ہے۔ مثال کے طور پر درج ذیل شعر میں

آسی کا متن ہمارے نزدیک میر کا زیادہ نمائندہ متن ہے، اس لیے اُسے شامل غزل کیا اور کالج کے متن کو حاشیے میں درج کیا ہے۔
 کل میں جو سیر میں تھا کیا پھول پھول بیٹھی بلبل نے لی ہے گویا گل زار سب اجارے (نسخہ کالج)
 کل میں جو سیر میں تھا کیا پھول پھول بیٹھے بلبل لیے ہیں گویا گل زار سب اجارے (نسخہ آسی)
 اس امر پر حیرت (اور مسرت بھی) کم ہونے میں نہیں آتی کہ میر کے اس اولین مطبوعہ کلیات میں اغلاط کا تناسب آٹے میں نمک کے تناسب ایسا ہے جب کہ بعد کی طباعتوں میں متن کی اغلاط مزید کم ہونے کی بجائے، بڑھتی ہی چلی گئیں۔ اس کا اندازہ لگانے میں مدد ملے گی اگر ہم نسخہ کالج کے متن کی مدد سے درست کیے گئے مصرعوں اور اشعار پر ایک نگاہ ڈالیں۔ ذیل میں کچھ مثالیں پیش کر کے ہم اس دعویٰ کو ثبوت فراہم کرنے کی سعی کرتے ہیں۔ یہاں بھی ہم نے ردیف کی ترتیب کو ملحوظ رکھا ہے، غزل نمبر 62 میں ایک قطعے کا تیسرا مصرع آسی کے یہاں اور پھر تتبع میں عبادت اور مجلس کے نسخوں میں بھی یوں ہے 'کائے سرکشاں جہاں میں کھینچا تھا یہی تو سر' جب کہ نسخہ کالج کا متن اس سے کافی بہتر ہے 'کائے سرکشاں جہاں میں کھینچا تھا ہم بھی سر' اس مصرع کے متن کی بہتری کا اندازہ صفحہ 107 پر درج اس مقطع کو دیکھ کر لگایا جاسکتا ہے، بہتری متن کی مزید کچھ مثالیں ملاحظہ ہوں

جن نے سر کھینچا دیا ریشم میں اے بوالہوس وہ سراپا آرزو آخر جواں مارا گیا

آسی، عبادت اور مجلس تینوں متداول نسخوں میں 'جن نے سر' کی جگہ 'دل نے سر' درج ہوا ہے۔ ان تینوں نسخوں میں ایک اور مصرع یوں درج ہے 'عجب کیا ہے ہلاک عشق ہیں فرہاد و مجنوں کے' آسی نے حاشیے میں 'کے' کی جگہ 'کوز' کھنے کی تجویز دی ہے۔ اگر وہ نسخہ کالج کا متن بغور دیکھتے تو وہاں اس بے معنی مصرع کا بامعنی متن درج ہے، صرف مذکورہ مصرع کے 'ہیں' کی جگہ 'میں' رکھ دیں اور مصرع ثانی کے ساتھ ملا کر پڑھیں 'محبت روگ ہے کوئی کہ کم اُس سے جیا ہوگا'۔ ایک اور شعر آسی کے کلیات میں ص 136 عبادت کے یہاں ص 143 اور مجلس کی کلیات میر جلد اول ص 169 پر یوں درج ملتا ہے

فلک کا منہ نہیں اس فتنے کے اٹھانے کا ستم شریک ترا یار ہے زمانے کا

شعر کا مرتبہ زمین سے آسمان پر جا پہنچتا ہے، اگر ہم نسخہ کالج کے متن کے مطابق دوسرے مصرع میں لفظ 'یار' کی جگہ 'ناز' رکھ دیں اور یہی ہم نے کیا ہے۔ نول کشور دوم، سوم اور آسی کے یہاں مصرع ہے 'دوش ہوا پہ رنگ گل یاسن گیا' کالج کے متن میں 'گل و یاسن' ہے جو بہتر ہے۔ ایک مزید غلطی کی نوعیت آسی اور عبادت کے یہاں خاصی دردناک ہے

غم رہا، جب تک کہ دم میں دم رہا دم کے جانے کا نہایت غم رہا

نسخہ کالج کے ساتھ ساتھ طبع دوم، سوم نول کشور میں بھی 'دم نہیں'، 'دل' ہے۔ ان مرتبین نے نہ سوچا کہ دم کے جانے کے بعد، غم کرنے کا امکان بھی رخصت ہو جاتا ہے۔ نول کشور میں تمام نسخوں بشمول آسی اور عبادت و مجلس میں شعر درج ہے

دیر میں، میں خاک بہ سر ہی رہا عمر کو اس طور بسر کر گیا

صرف نسخہ کالج میں 'دیر میں' ہے اور یہی مطابق مفہوم شعر درست ہے۔ ایک اور شعر کا متن ایسا ہی ہے کہ سرسری پڑھنے والا غلطی سے آگاہ ہوئے بغیر، اسی کو درست سمجھے گا جب کہ یہ صریحاً غلط ہے

حال بد میں مرے بہ تنگ آ کر آپ کو سب میں نیک نام کیا

یہی متن طبع دوم، سوم سے مجلس تک سب نے درست سمجھ کر درج کیا ہے حالانکہ میر کا مصرع صرف نسخہ کالج میں مندرج ہے
'حال بد میں مرے تنگ آکر' میر کے مرغوب مضمون غیرت عشق کا حامل شعر ہے

خانہ خراب میر بھی کتنا غیور تھا مرتے موار پر اس کے کبھو گھر نہ جا پھرا

'مرتے موار' کا روزمرہ صرف نسخہ کالج میں درست ہے۔ اسی مجلس نے 'مرنے موار' اختیار کیا ہے۔ تینوں مردج کلیات میں مصرع نہایت بے معنی ہے گو بظاہر غلط دکھائی نہ دے۔ 'بے رنگ بے ثباتی یہ گلستاں بنایا' کالج کا متن دیکھنے پر یہ بے معنی مصرع بامعنی ہے 'لے رنگ بے ثباتی'۔ ایک مصرع یوں ہے 'رتجھے تو اس کے طور پہ مجلس میں شیخ کے' نول کشور دوم، سوم، اسی اور مجلس سب نے یہی درج کیا، کالج کے متن میں 'شیخ جی' ہے اور یہی درست بھی ہے۔ ایک اچھا بھلا مصرع یوں ہے 'کیا پوچھتے ہو دب کے تن منہ سے نہ نکلا، نول کشور دوم، سوم میں نہایت غلط متن یوں ہے 'کیا پوچھتے ہو دیکھے تن منہ سے نکلا' نسخہ آسی کے ساتھ ساتھ طبع دوم، سوم میں یہ مصرع پچاس مرتبہ پڑھنے پر بھی سمجھ نہیں آتا 'جوش غم سے جی جو بولا سودیوانہ ہوا' صرف نسخہ کالج میں 'بولا' کی جگہ 'بولایا' ہے جس کے بعد مصرع درست ہوا ہے۔ نسخہ کالج کا متن نہایت صاف و صریح ہے 'آنکھوں میں اپنی رات کو خوں ناب تھا سو تھا، نول کشور دوم، سوم، اسی اور عبادت سب نے 'آنکھوں' کی بجائے 'دیکھوں' لکھا ہے جس سے مصرع معنی سے کافی دور نکل جاتا ہے۔ مذکورہ چاروں نسخوں میں یہ معروف مصرع نہایت اہم غلطی کے ساتھ درج ہے 'وہی ہے رونا، وہی ہے کڑھنا، وہی ہے سوزش جوانی کی سی، نسخہ کالج میں بجائے 'سوزش'، 'شورش' جو مفہوم شعر کے مطابق نہایت بلیغ ہے۔ اس مصرع میں بھی کالج کا متن ہی لائق ترجیح ہے 'جھک کے سلام کو کو کرنا سجدہ ہی ہو جاتا ہے' طبع دوم اسی اور عبادت کے یہاں 'جھکے سلام کسی کو کرنا' درج ہے۔ 'نہ منہ کو پھیرے پھریاں نہ آؤں گا جو جاؤں گا' آسی کے یہاں 'نہ آؤں گا، نہ جاؤں گا' سے معنوی طور پر کالج کا متن 'جو جاؤں گا' متاثر کا حامل ہونے پر بھی بہتر ہے۔ ایک مصرع نسخہ کالج میں درست متن کا حامل ہے 'بجلی سا وہ چمک گیا، آنکھوں سے پھوئیں پڑنے لگیں، آسی نے 'پھوئیں' بمعنی پھوار، کی جگہ 'بھوئیں' اور طبع دوم نے 'بھوئیں' درج کیا ہے جو درست نہیں۔ اسی طرح یہ مصرع بھی نسخہ کالج کی مدد سے ہی درست اور بہتر ہوا ہے۔ 'دل کے خوں ہونے میں ہمارے' یہی طریق ہے ماتم کا، آسی کے یہاں 'دل کے خون ہوئے ہیں ہمارے' درج ہے جس سے شعر کا مفہوم واضح نہیں ہوتا۔ دیوان ششم کی ردیف الف کا شعر نسخہ کالج کے صفحہ 711 پر یوں ہے

کیا لکھوں مشکل ہوئی تحریر حال خط کا کاغذ رونے سے نم ہو گیا

آسی کے یہاں 'کیا لکھوں' کی جگہ 'کیا کہوں' درج ہے۔ شعر واضح طور پر 'لکھوں' کا تقاضا کر رہا ہے۔ آسی کے یہاں دو غزلوں کے بعد ہی ایک مصرع ہے 'گرد و غبار دشت و وادی گریے سے میرے یک سو ہیں' نسخہ کالج میں 'گرد و غبار دشت و وادی'۔ 'سے متن بہت بہتر ہوتا ہے۔ آسی، عبادت اور مجلس میں مصرع مذکور ہے 'روؤں کیا اپنی سادگی پر میر' ہم نے نسخہ کالج کے متن 'سادگی کو میر' واضح طور پر میر کا لب و لہجہ دکھائی دیتا ہے۔ دیوان پنجم کی ردیف ب کا ایک شعر ہے

دل کی خرابی کے تو درپے ہے اے صنم کیوں اس خانہ خدا کی تعمیر ہے مناسب

نول کشور دوم اور آسی کے یہاں 'اے صنم تو' کی مناسبت مصرع ثانی سے بہت کمزور ہو جاتی ہے۔ نسخہ کالج کے صفحہ 721 پر مصرع ہے 'پیدا ہے روز، مشرق نو کی نمود سے' آسی کے کاتب نے 'زور درج کیا ہے' نسخہ کالج ص 732 پر ردیف ت دیوان ششم کی غزل

کا مطلع ہے

منہ پہ رکھتا ہے وہ نقاب بہت ہم سے کرتا ہے اب حجاب بہت
نول کشور دوم ص 434 اور آسی ص 639 پر مصرع ثانی میں 'اب' کی جگہ بھی 'وہ' درج ہے، ظاہر ہے یہ درست نہیں۔ نسخہ کالج میر
کے زیادہ نمائندہ متن کو سامنے لاتا ہے مثلاً 'میر دل آزرده کو کُن نے ستایا ہے عبث' آسی اور مجلس کے یہاں 'کس' نے 'درج' ہوا
ہے۔ میر کا ایک نہایت اہم اور معروف شعر جس متن کے ساتھ پڑھا اور لکھا جاتا ہے وہ نول کشور طبعاتوں بشمول آسی ہے، یعنی یہ
جیسی عزت مرے دیواں کی امیروں میں ہوئی ویسی ہی اُن کی بھی ہوگی مرے دیوان کے بیچ

لیکن جب یہ شعر نسخہ کالج میں دیکھیں تو بہتری متن کی نہایت روشن مثال سامنے آتی ہے، وہاں مصرع اولیٰ ایک آدھ ادنیٰ لفظی
تبدیلی سے کچھ کا کچھ ہو گیا ہے 'جیسی عزت مری، دیواں میں امیروں کے ہوئی'۔ آسی کا متن اس مصرع میں بھی بدلا ہوا اور کمزور
ہے 'حلقہ گیسوئے خواباں پہ نہ کر چشم وا، اشعار میر سے شغف رکھنے والے جانتے ہیں کہ اگر 'چشم کو دا' کی جگہ 'چشم سیاہ' کا محاورہ
(جو یہاں لغوی طور پر بھی پُر لطف ہے) رکھ دیا جائے تو بالکل میر کی آواز سماعت میں آئے گی۔ آسی کے یہاں ایک اور غلطی بظاہر
معمولی سی ہے کہ 'کیا کہیں ہم کہ گلے ڈالے پھرے مستی میں، یہاں آسی کے نسخے میں 'پھریں' سے مصرع کا زمانہ ماضی سے حال
اور یوں مصرع ثانی سے ربط کمزور پڑتا ہے۔ اسی طرح یہ مصرع نازک بہت ہے تو، کہیں افسردگی نہ آئے، آسی کے ساتھ ساتھ
دوم، سوم میں بھی 'ہے' کی جگہ 'ہیں' درج ہے حالانکہ 'تو' کے ساتھ 'ہے' کی ہی ضرورت ہے خواہ اس کی سند نسخہ کالج سے نہ بھی ملتی
ہو۔ کتابت یا تدوین کی ادنیٰ سی فروگزاشت ایک بامعنی شعر کو کس طرح بے معنی بنا دیتی ہے، اس کا اندازہ آسی، عبادت اور مجلس
کے نسخوں میں درج اس شعر سے لگائیے

نامہ میر کو اڑاتا ہے کاغذ باد گر گیا قاصد

مصرع ثانی کا مفہوم جب تک نسخہ کالج میں نہ دیکھا جائے، سمجھا ہی نہیں جاسکتا۔ وہاں ہے 'کاغذ باد گر گیا قاصد'۔ دیوان اول میں
ردیف دکی غزل (نمبر 550) اے گل نودمیدہ کی مانند۔ تو ہے کس آفریدہ کی مانند، کی ردیف ہم نے نسخہ کالج کی پیروی میں
'کی مانند' اختیار کی ہے، بعد کی اشاعتوں میں ردیف کے مانند درج ہوتی رہی ہے، تاہم ہمارے خیال میں قدامت کی سند کے
علاوہ بھی آج کے قاری کے لیے 'کی مانند' زیادہ مانوس لب و لہجہ کا حامل کلمہ قرار پائے گا، ایک اور شعر

لگتی ہے کچھ سوم سی تو نسیم خاک کس دل جلے کی، کی برباد

یہ متن نسخہ آسی، عبادت اور مجلس کا ہے، اس کے مقابلے میں نسخہ کالج میں 'کی برباد' کی جگہ 'دی برباد' ہر دو اعتبار سے لائق ترجیح ہے کہ
'کی' کی تکرار کا عیب نکل جاتا ہے اور 'بر باد دنیا' محاورہ بھی بکا آتا ہے۔ مروجہ کلیات میر میں یہ شعر بھی بہت خراب متن کا حامل ہے
اگرچہ گنج بھی ہے پر خرابیاں ہیں بہت نہ پھر خرابے میں اے میر خانماں برباد

آسی، عبادت اور مجلس نے مصرع اول میں 'خرابے' یاں ہیں بہت' متن درج کر کے شعر کا خانماں برباد کر دیا ہے۔ اس طرح یاں
بھی صاف اور سیدھے متن میں آسی کا نسخہ خرابی کا ذمہ دار ہوا ہے

یک شب طرف اُس چہرہ تاباں سے ہوا تھا پھر چاند نظر ہی نہ چڑھا جی سے اتر کر

آسی کے یہاں 'کیا شب' درج ہے جب کہ نول کشور طبع سوم میں 'یا شب' بالکل ہی غلط ہے۔ نسخہ آسی، عبادت اور مجلس میں میر کا ایک شعریوں ملتا ہے

تھی جملہ تن لطافت عالم میں جاں کے، ہم تو مٹی میں اٹ گئے ہیں اس خاک داں میں آکر
اس متن کے مطابق شعر معقد ہے کیونکہ 'ہم تو' کا تعلق 'مٹی' میں اٹ گئے ہیں سے قائم ہوتا ہے جب کہ نسخہ کالج میں درست متن ہے جس کے بعد شعر معقد نہیں رہتا اور دونوں مصرعوں کا مفہوم اپنی اپنی جگہ بخوبی طور پر مکمل ہو جاتا ہے وہاں مصرع ہے 'تھی جملہ تن لطافت، عالم میں جاں کے، ہم کو'، مرتے مواپہ ہرگز اودھر پھر انہ جا کر جب کہ نول کشور دوم، سوم کے علاوہ آسی کے یہاں پھر 'مرنے موا' ہی درج ہے۔ بہتری متن کی ایک اور مثال ملاحظہ ہو

یاں میر ہم تو پہنچ گئے مرگ کے قریب
واں دلبروں کو ہے وہی قصد جفا ہنوز
آسی کے یہاں مصرع اول کا متن یوں ہے 'یاں میر ہم پہنچ ہی گئے مرگ کے قریب' شعر کے مضمون و مفہوم کے مطابق متن نسخہ کالج کا ہے، اس لیے آسی کے یہاں 'ہی' بجائے 'تو' کو غلطی قرار دیا جائے گا۔ ردیف ل، دیون سوم کی اولین غزل کا ایک خوب صورت شعر ہے

سویانہ وہ بدن کی نزاکت سے ساری رات
بستر پہ اُس کے خواب کے کن نے بچھائے گل
آسی کے یہاں مصرع اول یوں ہے 'سویانہ ہو۔۔۔' صاف ظاہر اس 'ہو' کے بعد مصرع ناقابل فہم نہیں تو نا کارہ ضرور ہو جاتا ہے۔ نسخہ آسی اور مجلس میں درج ایک شعر دیکھئے

کچھ پاس نہیں یاری کا ان خوش پسروں کو۔ اس دشمن جانی سے عبث یار ہوئے ہم
دونوں مصرعوں میں عدم مناسبت سے بڑھ کر شتر گریگی کا عالم ہے جب کہ کالج کی اشاعت میں دوسرا مصرع بالکل درست مفہوم کا حامل یوں ہے 'ان دشمن جاں ہا سے عبث یار ہوئے ہم'۔ ایک اور شعر نسخہ کالج کی مدد سے درست ہوا

دل اب تو ہم سے ہے بد باز اگر رہے جیتے
کسو سے ہم بھی دلی پھر معاملہ نہ کریں
آسی اور مجلس کے نسخوں میں 'بد باز' کی جگہ 'بدیاز' درج ہے جس کے بعد مصرع اول سے معنی برآمد کرنے میں تکلف کرنا پڑتا ہے۔ اسی طرح تینوں نول کشوری نسخوں میں اس مصرع میں 'کو' کی جگہ 'گو' درج ہوا اور شعر کا مفہوم ہمیشہ کے لیے خبط ہو کر رہ گیا۔ 'گو' دماغ و جگر، کہاں وہ قلب'۔ ایک شعر نسخہ کالج میں یوں درج ہے

کچھ چال میر جی کی آتی نہیں سمجھ میں
ہم بھی سلوک اُن سے اب کم کیا کریں گے
ہم نے آسی اور نول کشور دوم، سوم کے متن کو یہاں رد نہیں کیا، حاشیہ میں درج کر دیا ہے گو متن میں نسخہ کالج کے متن کو ہی رکھا ہے، آسی کے یہاں مصرع اول یوں ہے 'کچھ حال میر جی کے آتے نہیں سمجھ میں'۔ نسخہ آسی میں مصرع ہے 'رساتے ہو، آتے ہو اہل ہوس میں'، جب کہ کالج کا متن بہتر اور رواں ہے 'رساتے ہی آتے ہو اہل ہوس میں'، اسی غزل کا ایک مصرع آسی کے یہاں یوں ہے 'تین زار لاغر میں ظاہر رگیں ہیں'، کالج کا متن 'تین زرد لاغر۔۔۔' اس لیے بہتر ہے کہ یہاں دو الگ الگ لفظ ہیں جن میں سے ایک کا تعلق رنگت سے تو دوسرے کا جسامت سے ہے جب کہ آسی کے یہاں 'زار لاغر' ایک ہی لفظ ہے یعنی باہم مترادف

ہیں۔ میر کے نادر الفاظ و تراکیب کا سب سے بہتر امین بھی نسخہ کالج ہے مثال کے طور پر 'کلک خب' ایک ایسا ہی لفظ ہے، اس سے مراد ایسا نادار و بے خانماں شخص جو سردی کی راتیں عالم بے سرو سامانی میں محض آگ جلا کر گزارتا ہو

۔ کہ خوف کلک خب کی جو سرخ ہیں آنکھیں جلتے ہیں ترو خشک بھی مسکین کے غضب میں

نول کشور دوم میں سہو کا تب نے اسے 'کلک خشت' بنایا، اسی صاحب نے اسے بے معنی پایا تو اپنے متن میں 'گل خشت' اختراع فرمایا اور اس کا اتباع عبادت اور مجلس کے نسخوں میں ہوا۔ ایک اور مصرع نسخہ کالج میں یوں ہے 'جی کچے جاتے ہیں دل اپنے دے جاتے ہیں' طبع دوم میں 'دے' کی جگہ 'دے' لکھا گیا تو اسی نے اسے 'دے' کر کے گویا تصحیح متن کر دی۔ طبع دوم، سوم اور اسی و عبادت میں اس مصرع کے متن پر ہزار غور و فکر کریں۔ تکلفاً بھی معنی برآمد نہیں ہوتے 'صد چشم داغ' وہاں دل پر مرے، میں وہ ہوں۔ اب نسخہ کالج میں درست متن کی صورت ملاحظہ ہو

۔ صد چشم داغ وہاں دل پر مرے، میں وہ ہوں دکھلا رہا ہے لالہ تو اپنا داغ کس کو

ایک مصرع کو تینوں نول کشوری نسخوں نے لکھا ہے 'ہیں یہاں مجھ سے وفا پیشہ نہ پیدا کرو' صرف کالج کا متن درست ہے 'ہیں کہاں مجھ سے۔۔' ایک مزید غلطی جو بظاہر دکھائی نہیں دیتی یوں ہے

۔ لطف شراب ابر سے ہے، سونھیب دیکھ جب لیویں جام ہاتھ میں تب آفتاب ہو

آسی نے نہیں معلوم کہاں سے 'دیکھ' کی جگہ 'کو' درج مصرع فرمایا۔ میر کا نہایت معروف شعر ردیف و دیوان سوم کی پہلی غزل میں یوں ہے

۔ اب کے بہت ہے شور بہاراں ہم کو مت زنجیر کرو دل کی ہوس تک ہم بھی نکالیں، دھو میں ہم کو چمانے دو

مصرع ثانی میں طبع سوم اور آسی نے 'تک' کی جگہ 'کچھ' لکھا ہے۔ 'زخموں پہ اپنے لون چھڑکتے رہا کرو' صرف نسخہ کالج میں 'نون' درست اور فصیح ہے، ورنہ سبھی نے 'نون' درج کر رکھا ہے۔ ایک اور شعر صرف کالج کے نادر و نایاب متن کی مدد سے درست ہوا ہے

۔ باغ نظر ہے چشم کے منظر کا سب جہاں تک ٹھہرو یاں تو جانو کہ کیسا دکھاؤ ہے

مصرع اول میں 'جہاں' کی جگہ 'یہاں' اور ثانی میں 'جانو' کے بدلے 'جاتو' سبھی نے درج کیا ہے۔ مزید مثال

۔ مرنے پر بیٹھے ہیں سنو صاحب بندے ہیں اپنے جی چلانے کے

'جی چلانا' میر کا مرغوب روزمرہ ہے، کبھی مروّجہ متون و نسخے یہاں اور دیگر بہت سے مقامات پر 'جی چلانا' درج کرتے رہے ہیں۔ انہی مروّجہ نسخوں کے نادرست متن کی مزید مثال دیکھیے

۔ سر مار مار بیٹھے تلف جی ہو کب تلک تک اٹھ کے اب نصیبوں کو بھی آزمائیے

قاری اس متن پر ہی قناعت کرے گا، البتہ اگر اس کے سامنے نسخہ کالج کا مصرع اولیٰ ہو تو پھر فرق صاف ظاہر ہو جائے گا۔ 'سر مار مار بیٹھے' تلف ہو جائے کب تک۔ نسخہ کالج ص 531 اور نول کشور دوم، سوم ص 322 پر مصرع یوں ہے 'چچین دن کو ہے نہ شب کو

خواب تک' آسی کے کلیات ص 450 پر خواب کی جگہ 'نیند' درج ہوا ہے۔ 'دل کی لگی حیران ہوں صاحب' کس ڈھب مل کے بچھاؤ گے۔ نول کشور دوم میں 'حیران' صاحب آسی کے نسخے میں 'حیران' ہیں صاحب جب کہ ہوں سب سے بہتر ہے اور یہ متن نسخہ

کالج کا ہے۔ 'عشق ہے بادِ صرصر کویاں اُن کی خاک اُڑانے سے' طبع دوم میں لفظ 'گویا' اور اُسی کے متن میں 'گویاں' کو اگر مصرع میں 'گویاں' کی جگہ رکھ دیں تو پھر اس نہایت معمولی غلطی سے مصرع بے گانہ معنی ہو جاتا ہے۔ اُسی کے متن نے اس مصرع کا مفہوم بالکل الٹ کر رکھ دیا ہے۔ 'پائیزی چمن میں کیا کیا بہار لُوٹی' اب نسخہ کالج میں درست مصرع ملاحظہ ہو، 'پائیزی چمن میں کیا کیا بہار لُوٹی'۔ ان مثالوں سے یہ بات بخوبی روشن ہے کہ نسخہ کالج میر کی اشاعتوں میں سب سے بہتر متن کی حامل اشاعت ہے۔ آئندہ سطور میں جب ہم دیگر نسخوں کی اغلاط اور استفادے کی مثالیں دیں گے تب نسخہ کالج کی اہمیت اور برتری کے مزید نقوش قائم ہوں گے۔

2,3 کلیات میر، مطبوعہ نول کشور طبع دوم، سوم (1868ء 1874ء)

فورٹ ولیم کالج کی مطبوعہ کلیات میر 1811ء کے بعد مطبع نول کشور کی اشاعتوں کا سلسلہ 1868ء سے شروع ہوتا ہے۔ اُسی کی مرتبہ کلیات میر 1941 تک نول کشور نے متعدد مرتبہ میر کا کلام شائع کیا، تاہم مرتبہ میر کے یہاں طبع دوم، سوم کو بطور ماخذ استعمال کیا گیا ہے۔ بعد کی اشاعتیں ان ہی نسخوں کے ری پرنٹ تھے۔ یہ دونوں نسخے، نسخہ کالج کی نسبت بہت زیادہ اغلاط کے حامل ہیں۔ اُسی نے اپنا کلیات میر زیادہ تر ان ہی دو نسخوں اور ان میں بھی بالخصوص طباعت سوم سے زیادہ استفادہ کیا ہے۔ اُسی کے یہاں جس قدر اغلاط طبع سوم سے مشترک ملتی ہیں، اتنا 'اشتراکِ اغلاط' کسی اور نسخے سے نہیں۔ ذیل میں ان دونوں نسخوں کی نوعیتِ اغلاط کا جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

ان دونوں نسخوں کی پہلی غلطی میں ص 15 پر درج یہ مصرع ہے 'کب تک تظلم آہ بھلا مرگ کے تئیں' کاتب نے اسے ساتھ ملا کر لکھا گیا 'نہ ظلم سمجھا اور درج کیا ہے۔ میر کا یہ معروف مصرع 'جس سر کو غرور آج ہے ہاں تاج وری کا' اس متن کے ساتھ ہے چونکہ دوسرے مصرع میں 'کل اُس پہ یہیں' ہے، اس لیے اُسی کے متن 'یاں' کو بہتر سمجھا اور اپنایا ہے۔ ایک مصرع ہے 'اک روگ میں بسا ہا، جی کو کہاں لگایا' طبع دوم، سوم ص 20 پر 'بسا ہا' کے مناسب ترین لفظ کی جگہ 'پھنسیا' درج ہوا۔ اُسی نے اس غلطی کا اتباع نہیں کیا۔ صفحہ 72 پر ان نسخوں میں ایک مصرع، ایک اختلاف اور ایک سہو کے ساتھ مندرج ہے 'جاتی ہے نگہ خس پہ گہہ چشم بریدن' دیگر نسخوں میں 'نگہ' کی جگہ نظر اور 'بریدن' کی بجائے 'پریدن' درست درج ہوئے ہیں۔ میر کے ایک معروف مقطع کا مصرع ثانی زیادہ تر نسخوں میں یوں ملتا ہے۔ 'حرف کا طول بھی جو مجھ سے گھٹایا نہ گیا' طبع سوم ص 31 پر 'مجھ سے' کی جگہ 'میر درج ہوا ہے، دوم، سوم ص 32 پر درج یہ مصرعہ موزوں ہی نہیں 'سو آہ اس طرح سے چلے لو ہو میں نہا' نسخہ کالج اور اُسی کے یہاں درست صورت یہ ہے 'سو آہ اس طرح چلے لو ہو میں ہم نہا'۔ ایک لفظ کی تبدیلی معنی شعر کو کس طرح معکوس کر سکتی ہے اس کی مثال طباعت دوم، سوم کے اس مصرع میں دیکھی جاسکتی ہے 'عشق میں یہ ادب نہیں آتا'، 'میں' کی جگہ 'بن' لگانے سے مفہوم سیدھا ہو جاتا ہے۔ 'کب تک یہ ستم اٹھائے گا' اس مصرع میں قافیہ ہی غلط درج ہے، 'اٹھائیے، جائیے، آئیے' پائیزی وغیرہ کا ہم قافیہ ہے۔ 'چشم بن اشک ہوئی یا نہ ہوئی یکساں ہے' اس مصرع میں ص 45 پر 'بن' کے بدلے 'میں' درج کر کے مصرع غارت کر دیا ہے۔ 'ہے دید چشم دل کے کھلے عین ذات کا' طبع دوم، سوم میں 'دید' کو دیدہ اور اُسی مجلس نے 'چشم دل' کو بلا اضافت درج کر کے مصرع ناقابل فہم

کر دیا ہے۔ 'کھا گیا ناخن سر تیز، جگر، دل دونوں، ان دونوں طباعتوں نے 'کیا کیا' بجائے 'کھا گیا' درج کیا اور یوں شعر کے معانی خبط ہو گئے۔ ایک اور مصرع ان نسخوں کے کاتب کی غلت سے یوں غلط ہوا۔ 'عزت و عشق کہاں جمع ہوئے ہمد' ہوئے اے ہمد کے بعد مصرع صاف ہوتا ہے۔ 'تمام روز جو کل میں پیے شراب پھرا' آسی کا متن 'پے' ہی مطابق معنی شعر ہے۔ اس مشہور شعر کے دونوں مصرعوں میں غلطی دکھائی دی۔

جادو کی پڑی پرچہ ایات تھا اُس کا منہ تکتے غزل پڑھتے عجب سحر بیاں تھا
مصرع اول میں 'پڑی' بجائے 'پڑی' اور مصرع ثانی میں 'تکتے' کی جگہ 'تکے' درج ہوا ہے۔ ایک شعر کا متن یوں درج ہوا ہے
جہاں میں میر ہی کے ساتھ جانا تھا لیکن کوئی شریک نہیں ہے کسو کی آسی کا
یہاں مصرع اول کو 'جہاں میں' کی بجائے 'جہاں سے' نہ کیا جائے، تب تک شعر بامعنی نہیں ہوتا۔ ایک مزید مصرع ملاحظہ ہو 'منہ شیخ کا مسجد میں، میں رکھ کے مسل ڈالا' یہ مصرع بظاہر درست دکھائی دیتا ہے جب کہ نسخہ 'کالج' اور آسی کے یہاں 'رکھ' کی جگہ 'رک' ہے جو زیادہ بہتر متن ہے۔ دوم، سوم ص 179 پر مصرع ہے 'نا آشنائے حرف تھا وہ شوخ جب نہ تھے اس مصرع میں نہ تھے کی جگہ نسخہ 'کالج' اور آسی میں 'تبھی' ہے جس سے شعر بالکل صاف اور رواں ہو جاتا ہے۔ دیوان سوم کی دوسری ہی غزل میں مصرع درج ہے 'سرگزشت عشق کہنہ کو نہ پہنچایاں کوئی'، کہنہ یہاں صریحاً غلط ہے، نسخہ 'کالج' اور آسی کے یہاں 'کی تہہ' ہے۔ 'ہوئے رے' الاگ تیر مژگاں کی' کلمہ استعجاب و تحسین 'ہوئے رے' کی جگہ ان دونوں نسخوں میں 'ہو رہی' مندرج ہوا جس سے کوئی معنی برآمد نہیں ہوتے۔ ایک اور مصرع بالکل مختلف اور نہایت غلط متن کے ساتھ یوں ملتا ہے۔ 'امیر عشق نہیں باد خواہ خوں رکھتے' مصرع کی درست شکل یہ ہے 'سیر عشق نہیں باز خواہ خوں رکھتے'۔ 'کس دن سر شک خون منہ پر نہیں گرائے' اس مصرع کی بہتر شکل ہمیں آسی سے قبل نسخہ مجلس میں بھی ملتی ہے 'کس دن سر شک خونی منہ پر نہ بہہ کر آئے' نول کشور دوم، سوم میں دیوان اول ردیف ب کی پہلی غزل کا مقطع شامل غزل ہی نہیں، وہ شعر ہے

ما یوس وصل اُس کے کیا سادہ مرد ماں ہیں گزرے ہے میراُن کو امیدوار ہر شب

ایک اور مصرع ترکی صورت یوں بگاڑی ہے 'ہے ملامت تیرے باعث شور پر تجھ سے نمک' اس میں ملامت کی جگہ ملاحظہ ہے، جس کی تائید آسی کے متن سے ہوتی ہے۔ ذیل میں نول کشور دوم، سوم کی اغلاط کو درست متن کے مقابل درج کرتے ہیں۔

نسخہ کالج، آسی

نول کشور دوم، سوم

ع	مجھ سا ہی ہو مجنوں سے یہ کب بانی ہے غافل	ع	مجھ سا ہی ہو مجنوں بھی یہ کب مانے ہے عاقل
ع	سو مجھ سے ہے سخن نہیں میں جو بنائی بات	ع	سو مجھ سے ہی سخن نہیں، میں جو بتائی بات
ع	کسو کی زلف ڈھونڈھو مو بہ مو کا کل کا سب لٹ پٹ	ع	کسو کی زلف ڈھونڈھو مو بہ مو کا کل کو سب لٹ لٹ
ع	آئے ہیں میر منہ کو بنائے جفا سے آج	ع	آئے ہیں میر منہ کو بنائے خفا سے آج
ع	نظر نہ کرتے طرف صید کے دم بسل	ع	نظر نہ کرنی طرف صید کے دم بسل
ع	یہ ظلم تازہ ہوا اُس کشندے سے ایجاد	ع	یہ ظلم تازہ ہوا اُس کشندے سے ایجاد

ع تو بھر جاتا ہے پانی سب زمیں پر
ع کھلے پانی ہزاروں غنچہ دل گیر بھی آخر
ع پلکوں کی صف سے بھڑ گئیں منہ کو موڑ موڑ
ع بل کھائے ہیں بالوں کی ہم جاتے ہیں اے میر
ع رکھتے ہیں دل جلے کے بہم سب تپاک ہم
ع اپنے وعدے پہ کبھو یاد بھی آجاتے ہیں
ان دونوں اشاعتوں اور آسی کے یہاں ایک شعر میں محض واو عطف کے اضافے سے پورا شعر غارت ہو گیا۔

دیکھوں تو چاند اب کا گزرے ہے مجھ کو کیسا
دل ہے کہ تیرے منہ پر بے مہر و ماہ دیکھوں
'بے مہر!' کو خطاب یہ قرار دینے اور زائد کو ختم کرنے پر ہی مصرع با معنی ہو سکتا ہے۔ ایک اور مثال غلطی متن کی ملاحظہ ہو
دفتر بنی، کہانی بنی، مثنوی ہوئی
کیا شرح سوز عشق کروں میں، زباں نہیں
طبع دوم، سوم میں مصرع اول یوں ہے 'دفتر نہیں، کہانی نہیں، مثنوی نہیں'۔ اسی طرح یہ مصرع 'یہ سوز داغ دل پر گر بھی جلے بجائے'
درست مصرع نسخہ کالج کے مطابق یوں ہے 'بے سوز داغ دل پر گر جی جلے بجائے'۔ پرانے نسخوں کے کاتب الفاظ کو ساتھ ملا کر
لکھتے اور یوں کم سے کم جگہ پر زیادہ سے زیادہ اشعار درج کرنے کی کاوش کرتے تھے، ان کی اس مشق کے سبب بہت سے اشعار کا
متن سمجھنا نہ صرف یہ کہ آسان نہیں رہتا بلکہ یہ طریقہ کار متن کا حلیہ اس حد تک مسخ کر دیتا ہے کہ پھر اصل مفہوم دریافت کر سنا ممکن
نہیں رہتا۔ 'اک دم تو ہمیں تیغ کو تو بے دریغ کھینچ' یہاں 'ہم میں' کو ساتھ ملا کر لکھنے سے یہ خرابی دیکھی جاسکتی ہے۔ میر کا ایک
غیر معروف مگر خوب صورت شعر ہے

بکھیرے ہے جوں لختِ دل آہ صبح
ہوا کب ہے اس گل نشانی کے ساتھ
نول کشور دوم، سوم کے کاتب نے 'بکھیرے' کی جگہ 'بکھرتی' درج ہے، اس لفظ کے ساتھ دونوں مصرعوں کے درمیان معنی کا کوئی
رابطہ نہیں رہتا۔ قدیم مرتبین کے یہاں ایک خرابی اشعار کی ترتیب میں مفہوم و مضمون شعر کو سرے سے درخور اعتنا نہ سمجھنے کی صورت
میں ظاہر ہوتی ہے، اس کا علم اُس وقت ہی ہوتا ہے جب قطعہ بند اشعار سے معاملہ ہو مثال کے طور پر دیوان اول ردیف ی کا
ایک قطعہ یوں ہے

اور محزوں بھی ہم سنے تھے دے
میر سا ہو سکے ہے کب کوئی
کہ تلفظ طرب کا سن کے کہے
شخص ہوگا کہیں طرب کوئی

نول کشور دوم، سوم اور بیروی میں آسی نے بھی تخلص کے شعر کو آخر میں (ساتویں نمبر پر) اور معنوی طور پر آخری شعر کو
چھٹے نمبر پر درج کر کے ثابت کیا کہ مرتب نے اشعار کے معنی مفہوم سے کوئی غرض نہیں رکھی۔ دیکھیے کیا گل کھلے گا اب گلستاں سے
گئے تمام نول کشوری اشاعتوں بشمول آسی 'کھلے' کی جگہ کہے درج ہوا ہے۔ اسی طرح یہ مصرع 'گرمی سے میری ابر کا ہنگامہ سرد ہے'
دونوں طباعتوں میں 'میری' درج ہی نہ ہوا، جس سے مصرع غیر موزوں ہو گیا، آسی نے اس کی لفظ 'اگر' سے پوری کرنا چاہی،

یوں وزن تو پورا ہو گیا لیکن شعر بامعنی نہ ہو سکا۔ نسخہ کالج میں 'میری' ہے جو بامعنی بھی ہے اور موزوں بھی۔ ایک اور مصرع کی رو سے متن میں تبدیلی کے مدارج کا نظارہ فرمائیے، مصرع ہے 'بخت جاگے ہی نہ ٹک جو ہو خبر گھر میں اُسے' نسخہ کالج کے صفحہ 702 پر یہ مصرع اسی متن کے ساتھ درج ہے اور درست بھی، صرف یہ ہوا کہ 'بخت' میں ب کا نقطہ درج نہ ہوا، نول کشور دوم کے کاتب نے اسے 'سخت' سمجھا اور لکھا، اسی صاحب نے 'سخت جاگے' کو نامناسب سمجھا اور 'جاگے' کو مٹا کر 'جانی' کر دیا یوں اسی، عبادت اور مجلس میں 'سخت جانی ہی نہ۔۔۔' کا متن درج ہو گیا۔

اب چند مثالیں ان دونوں نسخوں سے بہتری متن کی بھی گنوائی جاتی ہیں، گویا یہ مقامات ہمارے متن میر میں بہت کم آئے ہیں جب دیگر نسخوں کے متن پر ان دونوں طباعتوں کے متن کو ترجیح دی ہو، تاہم پھر بھی کچھ نہ کچھ اشعار ان کے توسط سے بھی درست اور بہتر ضرور ہوئے ہیں۔ مثلاً 'نامے کا نامے ہی میں سب بیچ و تاب نکلا' دیگر سبھی نسخوں میں 'کا' کی جگہ 'کے' ہے، ہم نے یہاں دوم، سوم کے متن کو بہتر پایا۔ ایک اور مصرع 'مرغ چمن نے سمجھا، میں تو ہزار رویا' یہ مصرع سمجھنا محال ہے جب تک دوم، سوم کے مطابق 'نے' کی جگہ 'نہ' درج نہ کیا جائے۔ نسخہ کالج اور اسی کے یہاں ایک مصرع یوں ملتا ہے 'ہو چہرہ اُس کے لب سے یا قوت ناب کیوں کر' صرف نول کشور دوم میں درست لفظ 'چیرہ' (غالب، زور آور) درج ہوا جو یہاں کارآمد ہے۔ ایک شعر اور بھی طبع دوم کی مدد سے سمجھ میں آیا اُس کی نگاہ مست ہے اکثر سوئے رباط صوفی رہیں گے حال سے ہشیار کب تلک

تمام نسخوں میں مصرع اول میں 'ہے' کی جگہ 'سے' درج ہے، خوب غور کرنے پر 'ہے' ہی درست یعنی بمطابق معنی شعر ہے۔ طبع دوم کے ص 71 پر مصرع ہے 'آزردہ دل، ستم زدہ دل، بے قرار دل' یہی متن درست ہے۔ طبع سوم میں 'آزرد اور اسی کے یہاں 'آزاد متین' شعر کا حصہ بنے ہیں۔ 'دل مت لگا رخ عرق آلودہ یار سے' اسی کے یہاں 'آلودہ' ہے جس سے طبع دوم، سوم میں 'درج' 'آلودہ' بہتر ہے۔ ایک اور مصرع نسخہ زیر بحث میں ہی درست پایا ہے 'ہم پہ کھینچی تیغ تو غیروں کو لگ لگتے نہ دے' اسی نے 'لگ لگتے' کے محاوراتی لطف کو بھی ترک کیا اور مفہوم شعر کی ضرورت کو بھی مد نظر نہ رکھا اور یہاں 'ٹک لگتے' درج کر کے اپنے تئیں مصرع سربلغ الفہم بنا دیا ہے۔ ان نسخوں کے ص 355 پر ردیف و دیوان چہارم کی پہلی غزل کے مطلع کا مصرع اول ہے 'دیتی ہے طول بلبل کیا شورشِ فغاں کو' اسی اور مجلس کے نسخوں میں 'شورش' کی جگہ 'سوزش' درج متن ہے۔ دیوان اول ردیف ہ کی پہلی غزل کا مقطع ص 104 پر ہے

جیتا ہے تو بے طاقتی و بے خودی ہے میر مردہ ہے غرض عشق کا بیمار ہمیشہ

اسی کے مرتبہ کلیات ص 135 پر 'عشق کا بیمار' کی جگہ 'عشق کا بازار' طبع ہوا ہے، اسی طرح ایک اور شعر اسی کے یہاں غلط اور طبع دوم، سوم میں درست درج ہے

شکلیں کیا کیا کیا ہیں جن نے خاک یہ وہی آسمان ہے پیارے

نسخہ اسی میں مصرع اول میں 'جن نے' کی جگہ 'جن کی' درج ہے۔ یوں شعر کے معنی برآمد نہیں ہوتے۔ ایک مزید شعر نسخہ اسی اور مجلس میں ایک ادنیٰ لفظی تبدیلی کے سبب ناقابل فہم ہو گیا جب کہ اشاعت دوم، سوم میں یہ درست درج ہے

رُو و خال و زلف ہی ہیں سنبل و سبزہ و گل آنکھیں ہوں تو یہ چمن آئینہ نیرنگ ہے

اسی مجلس کے متن میں مصرع اول میں 'ہی' کی جگہ 'سے' درج ہے۔

4۔ 'کلیات میر' مرتبہ عبدالباری آسی، مطبع نول کشور، لکھنؤ، 1941ء

'کلیات میر' کے آسی ایڈیشن کو کلام میر کے مطالعہ میں مرکزی مقام حاصل ہے۔ ہندو پاکستان دونوں ملکوں میں، میر کا سب سے زیادہ مرتبہ شائع ہونے اور پڑھا جانے والا یہ نسخہ ماقبل کے 'کلیات میر' پر ایک بہت گراں قدر اضافہ تھا۔ ہم اس نسخے پر اجمالی تبصرہ گزشتہ اوراق میں کر چکے ہیں۔ یہاں ہم مفصل طور پر اس نسخے میں متن میر کی صورت حال پیش کریں گے، آسی کے آج تک مروج اس کلیات میں اغلاط کی نوعیت کا جائزہ لیا جائے گا اور بعد میں اُن مثالوں پر بھی ایک نگاہ ڈالی جائے گی جہاں آسی کی مدد سے اشعار میر کے متن کی مشکلات حل ہوئی ہیں۔ کلیات آسی ص 13 پر شعر درج ہے

دیکھا ہے صید گہ میں ترے صید کا جگر با آنکہ چھن رہا تھا پہ ذوق خدنگ تھا

آسی کے یہاں 'پہ' کی بجائے 'یہ' درج ہے، یہ بھی بامعنی ہے لیکن 'با آنکہ' کے ساتھ 'پہ' زیادہ مناسب ہے جو نول کشور دوم، سوم کا متن ہے۔ دیوان اول کی تیسری ہی غزل کا مصرع ہے 'میر کو تو بھی یہ مجموعہ پریشانی کا' آسی نے اصلاح تجویز کی ہے، فی زمانہ اس کو یوں کہا جائے گا 'دیکھ لے تو بھی یہ مجموعہ پریشانی کا' اس نوعیت کے حواشی سے یہ اندازہ قائم کرنے میں مدد ملتی ہے کہ آسی کے یہاں متن میں تصرف کرنے اور اصلاح دینے کا رجحان پایا جاسکتا ہے۔ ایک شعر جو نسخہ کالج اور طبع دوم، سوم یعنی آسی کے ماخذات میں اس متن کا حامل ہے

آنے میں اُس کے حال ہوا جائے ہے تغیر کیا حال ہوگا پاس سے جب یار جائے گا

آسی نے ترمیم کی اور 'آنے میں' کو 'آئے بن' سے بدل دیا۔ بظاہر آسی کا متن بہتر بھی دکھائی دیتا ہے، لیکن قدرے تاویل کے بعد میر کے متن کی درستگی اور اصابت کا اندازہ ہوتا ہے اور آسی کا متن اُن کا اپنا ساختہ دکھائی دیتا ہے۔ آسی کے متن میں بہت سی جگہوں پر زیر کسرہ اور ضم (پیش) کی علامات غلط درج ہونے کی وجہ سے مفہوم شعر تک رسائی میں دشواری کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ مثال کے طور پر

کہاں سے تہہ کریں پیدا یہ ناظرانِ حال کہ پوچ بانی ہی ہے کام ان جلاہوں کا

آسی اور عبادت کے یہاں مصرع ثانی میں 'ان' کی جگہ بہ صراحت ضم 'اُن' درج ہے جب کہ مصرع اول میں 'یہ ناظرانِ حال' کے بعد مصرع میں 'ان' ہونا چاہیے، ہم نے اس تدوین میں اُن تمام مقامات پر زیر، پیش کی نشان دہی کی ہے جہاں یہ تعین ضروری تھا اور اُن سب مقامات پر صراحت نہیں کی، جہاں مصرع اور مفہوم شعر ہر دو طرح کی قرأت کا امکان رکھتا ہو۔ کتابت کی غلطیوں سے بھی نسخہ آسی بہت مبرا نہیں ہے۔ مثلاً 'موا میں سجدے میں پر نقش میرا بار رہا'، یہاں 'بار' کی جگہ آسی اور عبادت نے 'یار' درج کیا ہے جب کہ نسخہ کالج کے علاوہ نول کشور دوم، سوم ص 30 پر 'بار' درست ہے۔ دیوان اول کی ردیف الف میں میر نے ایک سہ غزلہ کہا، پہلی غزل کا مطلع ہے

جیتے جی کوچہ دلدار سے جایا نہ گیا اُس کی دیوار کا سر سے مرے سایا نہ گیا

آسی اور عبادت کے نسخوں میں پہلی دونوں غزلوں کے مقطعوں کو اگلی غزل کا مطلع قرار دے کر درج کیا حالاں کہ یہ ہیئت کے

اعتبار سے مطالع نہیں اور ان میں کچھ اور بھی موزوں کرنے کی تمنا کا اظہار ہوا ہے۔ دس دن رہے جہان میں ہم، سورہادہا، آسی کی کلیات میں دہادہا چھپا ہے جب کہ قدیم نسخوں میں متن درست ہے۔ اسی طرح ایک اور مصرع ہے، کوئی رہتا ہے جیتے جی ترے کوچے کے آنے سے، آسی کا متن غلط ہے، جیتے جی کی جگہ جی بے جی، کتابت ہوا ہے۔ آسی کے یہاں طبع سوم (نول کشور) کی اغلاط زیادہ تر پائی گئی ہیں، اس سے یہ گمان تقویت پاتا ہے کہ آسی نے اپنے متن کی بنیاد نسخہ کالج یا طبع دوم کی بجائے طبع سوم پر رکھی ہے۔ مثلاً یہ خوب صورت مطلع

آہ کے تئیں دل حیران و خفا کو سوچا میں نے یہ غنچہ تصویر صبا کو سوچا

طبع سوم اور آسی کے یہاں آہ کی میں درج ہے اس متن کے ساتھ مفہوم شعر سمجھنا ممکن نہیں رہتا۔ ردیف الف دیوان اول میں ہی نسخہ آسی و عبادت کی ایک اور غلطی دیکھیے، سوچھاتی کے زخموں نے کی دیر مزار کھا۔ یہ مصرع بے معنی ہے، نسخہ کالج میں 'کی' کے بجائے 'کل' ہے جس کے بعد اس مصرع اور یوں شعر کا مفہوم واضح ہو جاتا ہے۔ ایک اور سہو کتابت نے مصرع نہایت لغو کر دیا ہے، ملاحظہ ہو شاید کباب کر کر کھایا کبوتران نے، اگر کبوتران نے، بر مطابق نسخہ کالج کر لیا جائے تو بات صاف ہو جاتی ہے۔ دیوان دوم ردیف الف کا ایک شعر ہے

بیچ سے کب کا گیا، اب ذکر کیا اُس دل مرحوم کا، مغفور کا

آسی اور بے بصارت تقلید کے سبب عبادت کے یہاں اب ذکر کیا کی جگہ اب ذکر لب طاعت ہوا ہے حالاں کہ نسخہ کالج کے علاوہ دوم، سوم (ماخذات آسی) میں متن بالکل درست مندرج ہے۔ دیوان دوم، ردیف الف کی غزل کا مطلع نول کشور کی تمام اشاعتوں بشمول آسی (و عبادت) یوں درج ہوا ہے

اُس کام و جان و دل سے جو کوئی جدا ہوا دیکھا پھر اُس کو خاک میں ہم نے ملا ہوا

'اُس کام و جان و دل' بے معنی بھی ہے اور نادرست بھی۔ اس دیوان میں پچیس غزلوں کے بعد ایک اور غزل کا مطلع ہے

اُس کام جان و دل نے عالم کا جان مارا زلفوں کی درہمی نے برہم جہان مارا

یہاں متن درست درج کیا ہے۔ لہذا ہم نے میر کے اپنے درست متن کی سند پر مطلع اول بھی درست کر لیا ہے۔ آسی کی مرتبہ کلیات میر ص 228، عبادت ص 375 پر یہ شعر گمراہ کن غلطی کا حامل ہے۔

ہم نہ جانا اختلاط اُس طفل بازی کو ش کا گرم بارے آ گیا تو ہم کو بھی بہلا گیا

نسخہ کالج اور طبع دوم، سوم کی مدد سے گرم بارے کی جگہ گرم بازی کا درست متن اختیار کر کے، میر کے شعر کو میر کا ہی شعر بنایا ہے۔ اسی طرح ایک مصرع ہے جوں حسن ہے اک فتنہ گر، توں عشق بھی ہے پردہ در، توں کی جگہ آسی و مقلدین نے 'تو' درج کیا، طبع سوم کے علاوہ مصرع میں جوں کی موجودگی توں کے حق میں کافی دلیل ہے۔ اسی طرح یہ مصرع بھی طبع دوم، سوم کی مدد سے درست ہوتا ہے، یعنی لوہا تھا کڑا تیغ ستم کا کر گیا، آسی کے یہاں گر گیا سے مصرع بے گانہ معنی رہتا ہے۔ اگلی ہی غزل کے ایک مصرع میں کاتب نسخہ آسی نے مصرع یوں درج کیا، ظالم نگاہ چشم ادھر کی، غضب کیا، ص 238، عبادت ص 387، واضح ہے کہ یہاں نگاہ چشم درکار ہے، میر نے ایک مصرع میں جی کی جمع جیوں تحریر کی، آسی نے اسے بہ اعلان نون جیوں درج کیا۔ کیا

ظلم کیا بے جا، مارا جیون سے اُن نے، قاری اس لفظ کو جیون (بمعنی زندگی، حیات) پڑھنے اور سمجھنے پر مجبور ہوگا۔ ایک اور غلط مصرع ملا حظہ ہو، میر کا صحبت میں اُس کے حرف سر کر رہ گیا، مصرع کی درست شکل یوں ہے، میر کل صحبت میں اُس کی حرف سر کر رہ گیا۔ ہم میر یوں نہ مرتے اُس پر جو دل نہ چلتا، اسی کے یہاں چلتا، کی جگہ چلتا، درج ہو واجب کہ یہ قافیہ نہ صرف یہ کہ اس غزل کے دوسرے شعر میں بندھ چکا ہے، بلکہ یہاں دل چلتا کے محاوراتی معنی ہی درکار ہیں۔ کلیات میر مرتبہ اسی کے صفحہ 460 پر یہ مقطع سمجھ میں آکر نہیں دیتا۔

سو اس نہ کرتا تھا مر جانے سے ہجراں میں تھا میر تو ایسا بھی دل جیسے اٹھا جاتا یہاں جیسے کی جگہ جی سے، مجلس کی جلد سوم ص ۲۴۹ کے مطابق بہتر ہے۔ ایک اور شعر، تینوں مردوں نخوں میں غلط اور بے گانہ معنی متن کا حامل ہے۔

سحر جلوہ کیوں کر رہنے، گل ہو کیا یہ اندیشہ ہر رات، ہر دم رہا مصرع اوّل کی درست اور بامعانی صورت نسخہ کالج اور طبع دوم میں یوں ہے، سحر جلوہ کیونکر کرے، گل ہو کیا، اسی طرح یہ مصرع بھی تاقیامت تک سمجھ نہیں آتا، نسخہ اسی ص 465 اوصاف بوئے شعر سے الجھاؤ پڑ گیا، درست مصرع یوں ہے، اوصاف بوئے شعر سے۔۔۔ اس غزل کے مقطع کا مصرع اوّل بھی اسی دعادت کے نسخوں میں غلط درج ہوا ہے، شرماوے سرد، ہووے اگر آدمی روش، نسخہ زیر بحث اور دعادت میں کتابت کا سہو یوں ہے، شرماوے سرد ہووے اگر آدمی روش، دیوان چہارم میں ایک مصرع ہی کے زائد اندراج سے ناموزوں ہو گیا ہے، ہم جو فقیر ہوئے تو ہم نے، پہلے ہی ترک سوال کیا، اس مصرع میں ہی غیر ضروری طور پر شامل متن کیا گیا ہے۔ اسی نے اپنی کلیات کے آخر میں میر کے چند الفاظ کی فرہنگ بھی فراہم کی ہے۔ یہ لغت میر کے کلام میں شامل حل طلب الفاظ کے دس فی صد کا بھی احاطہ نہیں کرتی اور پھر یہ کہ اس فرہنگ میں درج تمام معنی پر اعتماد بھی نہیں کیا جاسکتا، مثال کے طور پر دیوان چہارم کا ایک شعر ہے

سر ہی سے سرواہ یہ سب ہے ہجری اُس کی کلفت میں سر کو کاٹ کے ہاتھ پہ رکھے، آپ بھی ملنے جاؤں گا

اسی نے سرواہ کے معنی سرد درج فرمائے ہیں ہماری تحقیق کے مطابق سرواہ کا لفظ کسی لغت میں درج نہیں، البتہ سر سے سرواہا ہے کی صورت میں کہاوت ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ سر کے ساتھ بگڑی ہوتی ہے، سردار کے ساتھ فوج ہوتی ہے، ہمارے نزدیک میر نے اسی کہاوت سے اپنے شعر کا مضمون تعمیر کیا ہے۔ لہذا سرواہ کو لفظ قرار دے کر اس کے معنی سرد درج اسی صاحب کی اپنی اختراع دکھائی دیتی ہے۔ ایک مصرع ہے، عشق کا اُس پر کار کے میں نے لوگوں میں اقرار کیا، اسی دعادت کے نسخوں میں اقرار کی جگہ اصرار درج ہے جو ظاہر ہے غلط ہے۔ ایک اور مصرع اسی کے کلیات میں یوں مندرج دکھائی دیا، چاہت کیا اظہار کیا، سو اپنا کام خراب ہوا، حالاں کہ طبع دوم میں چاہت کا اظہار کیا۔۔۔ بالکل درست متن ہے۔ دیوان پنجم کی ایک غزل میں یہ مصرع اسی ص 532، دعادت 739 پر یوں درج ہوا ہے، میل دلی اُس خود سے ہے جو پایا ہے، خدائی کا، نسخہ کالج اور طبع دوم میں اگر پایا کی جگہ مایا درج نہ ہو تو مفہوم شعر سمجھ میں نہیں آتا۔ زیر، زیر، پیش کی اغلاط بھی شعر کی تفہیم میں سد راہ بن جاتی ہیں۔ مثلاً

منہ اپنا کبھو وہ ادھر کر رہے گا ہمیں عشق ہے تو اثر کر رہے گا

مصرع اول کو تینوں متداول نسخوں نے 'ادھر' کے ساتھ درج کیا جب کہ محل 'ادھر' کا ہے۔ ایک اور مصرع میں 'تو' کی جگہ طبع دوم اور آسی و عبادت نے 'تھا' درج کیا جو نادرست ہے۔ مصرع درست یوں ہے 'بہت کیا تو پتھر میں سوراخ کیے ہیں درفشوں نے'۔ اس شعر کا متن نسخہ کالج اور طبع دوم کے مطابق ہے

وے میر اثر جو شورش دل میں تھے ہیں کہاں نالے کیے بہت سے جس نے تو کیا ہوا
آسی و عبادت نے 'شورش' کی بجائے 'سوزش' درج کیا ہے، ہم نے قدامت متن کو یہاں فوقیت دی ہے۔ یہ مصرع بھی سہو کتابت سے بے معنویت کا حامل ہوا، رکھے تھا ہاتھ میں سررشتہ جہت سینے کا 'کالج' کی اشاعت میں 'جہت' کی جگہ 'بہت' ہے جو درست بھی ہے۔ ذیل کے مصرع پر جس قدر چاہے غور و فکر کریں، معنی کا سررشتہ ہاتھ نہیں آئے گا۔ 'بزم کی عیش شب کایاں دن ہوتے ہی یہ رنگ ہوا'، درست متن نسخہ کالج اور طبع دوم میں یوں ہے 'بزم عیش کی شب کایاں'۔۔۔ درج ذیل شعر میں غلطی کی نوعیت سہو کتابت کی نہیں، ممکن ہے آسی نے حسب عادت مصرع بہتر بنانے کی سعی کی ہو۔

دروازے پر کھڑا ہوں کئی دن سے یار کے حیرت نے عشق کی مجھے دیوار کر دیا
نسخہ کالج اور طبع دوم میں 'عشق' کی بجائے 'حسن' ہے اور مضامین غزل کی روایت کے مطابق بھی 'حسن' ہی درست ہے۔ دیوان ششم کی غزل میں ایک مصرع آسی کے مرتبہ کلیات میں یوں درج ہے 'نوبت سے ہو کوئی نئی نوبت بجا گیا'، ہم نے نسخہ کالج کے متن کو بہتر سمجھا اور اپنایا ہے 'نوبت سے اپنی ہر کوئی نوبت بجا گیا'۔ دیوان دوم کا شعر ہے

جن و ملک، زمین و فلک سب نکل گئے بارِ گرانِ عشق و دلِ ناتواں ہے اب
اس خوب صورت شعر کے مصرع ثانی کو بارِ گرانِ عشق و دلِ ناتواں۔۔۔ لکھ کر یعنی محض واو زائد درج کر کے، بے معنی کر دیا ہے۔ نسخہ آسی بظاہر جدید انداز کتابت و طباعت کا نمونہ (1941ء کے اعتبار سے) کہلاتا ہے، لیکن یہاں بھی یائے معروف کو یائے مجہول کی طرح کتابت کرنے سے آج کے قاری کے لیے بہت سی مشکلات جنم لیتی ہیں۔ مثلاً یہ شعر

نالوں ہوئی کہ یاد ہمیں سب کو دے گئی گلشن میں عندلیب ہماری زباں ہے اب
نسخہ آسی اور بے مغز تقلید محض میں عبادت کے یہاں بھی مصرع اولیٰ یوں درج ہے 'نالوں ہوئے کہ یاد ہمیں سب کو دے گئے'۔ زائد لفظ سے مصرع ناموزوں کرنے کی ایک اور مثال ملاحظہ ہو 'زبانِ خامہ کے ہلتے ہزاروں اشک گرتے ہیں' آسی کے یہاں ہلتے ہی ہزاروں درج ہوا ہے۔ ایک اور شعر دیکھئے

شبِ روؤں ہوں ایسا کہ جدھر یار کا گھر ہے جاتا ہے گلے چھاتی تک اودھر کو اتر آ
نسخہ آسی میں مصرع اول میں 'گھر ہے' کو 'گھر تھا' اور مصرع ثانی میں 'جاتا ہے' کی بجائے 'جاتا ہوں' درج ہے، دونوں غلطیاں ہیں اور رد کرنے کے بعد ہی شعر کا متن قابل فہم ہو سکا ہے۔ مرتب اور تدوین کار کی شعر فہمی پر اعتماد برقرار رہنا بنیادی شرط ہے ورنہ اغلاط کا حامل تو ہر نسخہ کم و بیش ہوتا ہی ہے۔ آسی کے یہاں بھی کبھی کبھار ایسی حاشیہ آرائی ملتی ہے کہ دیکھ کر ان کی شعر فہمی پر سے ایمان اٹھنے لگتا ہے۔ مثال کے طور پر اس خوب صورت شعر کو دیکھئے

لیتی ہے ہوا رنگ سراپا سے تمہارے معلوم نہیں ہوتے ہو گلزار میں صاحب

آسی نے حاشیے میں 'معلوم نہیں' کو 'معلوم ہمیں' سے بدلنے کی تجویز دی ہے۔ اس تجویز پر اگر عمل ہو تو لاکھ کا شعر خاک ہو کر رہ جائے! آسی صاحب کے کاتب نے یائے معروف و مجهول کی کتابت میں کسی ایک انداز کو نہیں اپنایا۔ اس سے بے پناہ تسامحات جنم لے سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر ایک غزل کے مطلع اور دوسرے شعر کے مصرع ہائے ثانی کچھ اس طرح سے ہیں

زندگانی ہے درد سر ہے اب بے دماغی ہی بیشتر ہے اب

پہلے مصرع میں 'زندگانی ہی' مطلوب ہے اور یہی کاتب آسی کی مراد بھی ہے لیکن اگلے ہی شعر کے دوسرے مصرع میں 'ہی' مطلوب ہے اور 'ہی ہی' درج بھی ہے۔ اگلی ہی غزل میں کتابت کے سہو کے سبب مصرع یوں درج ہوا 'اُس کے بالوں بھی بل کھایا ہے اب' 'بالوں' کے بعد 'نے' یہاں درج نہیں ('کلیات میر' ص 471)۔ اسی طرح اگلے ہی صفحے 472 پر 'گرد و پیش' کی بجائے مصرع یوں درج ہے 'گرد و پیش اُس دشمن احباب کے لشکر ہے اب'۔ ایک اور مصرع کا متن نسخہ کالج اور نسخہ الرحمن فاروقی کی مدد و سند سے بہتر ہوا۔ 'جب سے بنائے صبح ہستی دودم پر یاں ٹھہرائی' آسی کے یہاں آخری لفظ 'ٹھہرائی' کی جگہ 'ٹھہرا ہے' درج ہے جو اس لیے بھی مناسب نہیں کہ 'بنائے ہستی' کو میر نے مذکر نہیں باندھا ہوگا۔ دیوان سوم، ردیف ت کا ایک شعر دیکھیے

کسو کے بستر سنجاب و قصر سے کیا کام ہماری گور کے بھی ڈھیر میں مکاں ہے میت

آسی کے یہاں 'بستر و سنجاب و قصر' درست نہیں، دوسرے مصرع میں آسی نے تو 'گور کی بھی ڈھیر' لکھا، مجلس نے بھی 'کی' ہی درج کیا ہے۔ دیوان سوم ردیف ت کی ایک غزل کا قافیہ آسی اور پیروی میں عبادت و مجلس نے یوں درج کیا ہے 'دل کے اُلجھنے سے ہے یہ عاشقوں کی پھٹ پٹ' حالانکہ یہ غلط ہے درست لفظ 'پھٹ پٹ' ہے جو میر نے ایک سے زائد مرتبہ طول بیانی اور بسیار گوئی کے معنی میں برتا ہے۔ مثلاً

ایک بات کا لوگوں میں پھٹ اُسے کرنا ہم ہیں گے بہت میر کے بُستار سے ناخوش

اس سے اگلے ہی شعر میں 'تھا' کی جگہ ہے 'درج کر کے دونوں مصرعوں میں عدم مناسبت پیدا کر دی ہے۔ شعر ہے

مردے نہ تھے ہم ایسے، دریا پہ جب تھا تکیہ اس گھاٹ گاہ و بے گہرے لگا تھا جھنگھٹ

مصرع ثانی میں 'تھا' کی سند نسخہ کالج اور طبع دوم، سوم سے دستیاب ہے۔ ایک اور مصرع دیوان چہارم سے ملاحظہ ہو۔ 'یوں ہی نکو زود لبر اپنا ہم سے ہوا ہے بدر آج'، آسی کے صفحہ 476 اور مجلس کے متن میں 'بدر' درج ہوا اور 'نکو زو' کو 'نکو زو' درج کر کے مصرع کو جیتان بنادیا ہے۔ دیوان دوم ردیف ج کی تیسری غزل کے مطلع کا مصرع اوّل ہے 'دل کھو گیا ہوں میں یہیں دیوانہ پن کے بیچ' آسی نے طبع دوم، سوم کے تتبع میں 'یہیں' کی جگہ 'نہیں' درج متن کیا، جس کے بعد مصرع بے معنی ہو گیا ہے۔ ایک اور شعر دیکھیے

ایک کو اندیشہ کار، ایک کو ہے فکر یار لگ رہے ہیں لوگ سب چلنے کی تیاری کے بیچ

آسی کے مرتبہ کلیات ص 477 پر 'سب' کی کتابت 'شب' ہوئی ہے، 'پشت چشم نازک کرنا' میر نے اس فارسی محاورے کو 'ناز و انداز دکھانا' کے معنی میں دیوان اوّل کی ردیف ت کے ایک قطعے میں بھی برتا ہے، ذیل کے شعر میں بھی یہی نادر محاورہ نظم ہوا ہے

دل نہ ایسا کر کہ پشت چشم وہ نازک کرے سو بلائیں ہیں یہاں اُن ابروؤں کے خم کے بیچ

نسخہ کالج ص 725 پر بھی یہ شعر اسی متن کے ساتھ ہے لیکن آسی اور مجلس کے مرتب نے اس محاورے سے عدم واقفیت کا مظاہرہ کیا

جب مصرع اول کے متن میں 'پشت و چشم' درج کیا۔ نول کشور دوم کے کاتب نے ص 436 پر اس مصرع کے ساتھ خوب اجتہاد فرمایا وہاں متن ہے 'دل نہ ایسا چشم کر کہ پشت وہ نازک کرے'۔ دیوان اول ردیف ح کی اولین غزل کا آغاز ہی نسخہ آسی میں غلطی سے ہوا ہے 'ہونے لگا گز ار غم یار بے طرح'، آسی کے یہاں 'گداز' ہے جب کہ نسخہ کالج اور طبع دوم، سوم میں 'گزار' ہے جو یہاں بہتر بھی ہے۔ اسی ردیف میں دیوان چہارم کی پہلی غزل کے مطلع کا مصرع اولیٰ ہی آسی اور مجلس دونوں نے غلط درج کیا ہے۔ 'کیا بیان کسو سے کریں اپنی بانگی طرح' یہ بھی ساتھ ملا کر لکھنے کی روش کا پیدا کردہ تسامح ہے، نول کشور دوم میں 'اپنے یاں کی طرح' کے بعد شعر کے معنی سمجھ آتے ہیں۔ میر کا ایک دلچسپ شعر دیوان سوم سے یوں ہے

مردوزن سب ہیں نہ پیر و زین و زحمت تاک سے یہ غلط فہمی ہے ہر زن، زن ہے یا ہر مرد، مرد
نول کشور دوم، سوم کے تنبیع میں آسی کے یہاں بھی 'پیر و زین و زحمت تاک' درج ہوئے جب کہ اس داؤد عاطفہ کے بعد مصرع الجھ جاتا ہے۔ ایک شعر دیوان اول کا یوں درج ہے

کیا کیا نیاز طینت اے ناز پیشہ تجھ میں مرتے ہیں خاکِ رہ سے گوڑے رگڑ رگڑ کر
نسخہ کالج کے علاوہ ماخذات آسی طبع دوم، سوم میں بھی 'تجھ بن' درست درج ہے، اس نوع کی اغلاط کاتبوں کی عجلت نگاہ کے سبب پیدا ہوتی ہیں، جن کا واحد علاج بار بار پروف دیکھنے کی صورت میں ہو سکتا ہے۔ آسی اور آسی کے ناشر نے بار بار پروف دیکھنے کی یقین دہانی تو بہت کرائی ہے لیکن اغلاط کی موجودگی ان کے دعویٰ کی نفی کرتی ہے۔ اگلی ہی غزل میں مصرع ہے 'ہم اپنی آنکھوں کب تک یہ رنگِ عشق دیکھیں، آسی کے یہاں 'آنکھیں' درج ہے، جس کا نہ یہاں موقع ہے اور یوں بھی نسخہ کالج اور طبع دوم میں 'آنکھوں' کی سند موجود ہے، میر کا ایک نہایت رچے ہوئے ٹھٹھول کا حامل شعر ہے

آخر عدم سے کچھ بھی نہ اکھڑا مرا میاں مجھ کو تھا دستِ غیب پکڑ لی تری کر
آسی اور مقلدین آسی (عبادت و فائق) کے یہاں 'پکڑ لی' درج ہے، جس کے بعد مصرع سمجھ میں نہیں آتا۔

پشتِ پا ماری بس کہ دنیا پر زخم پڑ پڑ گیا مرے پا پر
آسی کے کاتب نے مصرع ثانی یوں درج کیا 'زخم پڑ گیا مرے پا پر'۔ ایک اور شعر آسی کے یہاں خرابی متن کے سبب 'غارت' ہوا ہے

کلزے جگر کے میرے مت چشم کم سے دیکھو کاڑھے ہیں بے جواہر دریا کو میں بلو کر
یہ متن نسخہ کالج اور طبع دوم کے مطابق ہے ورنہ آسی کے یہاں بے جواہر و دریا' کتابت ہوئی ہے۔ اسی طرح ایک اور کم معروف لفظ 'ملالت' کو طبع دوم اور آسی دونوں نے 'ملا مت' درج کیا ہے۔

گوندھے گئے سوتا زہر ہے، جو سبد میں تھے سولالت سے سوکھ کے کاٹا پھول ہوئے وے اس کے گلے کے ہار بغیر
اسی ردیف میں دیوان ششم کا شعر بھی آسی کے یہاں سمجھ نہیں آ سکتا

الفت کی کلفتوں میں معلوم ہے ہوئی وہ تھا اعتماد گلی تاب و توان کے اوپر

نسخہ مجلس میں بھی مصرع اول اسی طرح غلط درج ہے، البتہ دوسرے مصرع میں 'اعتماد کو اعتماد درج کرنا خود ان کے کاتب کا کمال ہے، مصرع اولیٰ کا درست متن نسخہ کالج میں یوں ہے 'الفت کی کلفتوں میں معلوم بھی ہوئی نہ، دیوان اول کا مطلع، ردیف زکا ہے

خط کرتا نہیں کنارہ ہنوز ہے گریبان پارہ پارہ ہنوز

نول کشور دوم اور نسخہ کالج دونوں میں 'خط' درست درج ہے جب کہ آسی کے یہاں 'ضبط' ہے غلطی کی نوعیت گمراہ کن ہے کہ کوئی مبتدی قاری اسے درست بھی سمجھ سکتا ہے۔

میر کو طفلان نہ بازار میں دیکھو شاید ہو وہیں وہ دل فروش

آسی کے ساتھ ساتھ مجلس کے یہاں بھی 'میر کو' کی جگہ 'میر تو' ہے جس کا یہ محل نہیں، اس لیے قیاسی طور پر 'کو' کیا تا کہ مصرع بامعنی ہو کر دوسرے مصرع سے مربوط ہو سکے۔ ایک اور مصرع میں 'نک' کی جگہ 'ملک' درج کر کے کتابت کی پیدا کردہ لغویت کا مظاہرہ یوں ہوا 'نک کان ہی رکھا کرو فریاد کی طرف'۔ نسخہ کالج اور طبع دوم، سوم کے متن کی بظاہر تصحیح، آسی یا ان کے کاتب نے یوں فرمائی کیا ڈبایا محیط مین غم کے ہم نے جانا تھا آشنا ہے عشق

آسی کے یہاں 'ڈبایا' کو 'ڈبایا' درج کیا گیا ہے۔ 'اب خاک برابر ہوئے ہموار ہیں ہم لوگ' آسی کے یہاں 'اب' کی جگہ 'اک' درج ہوا ہے۔ کتابت کی اغلاط کبھی کبھی معنی کی ایک بالکل ہی نئی جہت کی طرف اشارہ کرتی ہیں

بھلا تم نقدِ دل لے کر ہمیں دشمن گنواں تو کبھو کچھ ہم بھی کر لیں گے حساب دوستاں در دل

آسی نے 'حساب دوستاں' درج فرمایا ہے۔ ایک مصرع دیکھئے 'کیا جانے جی نے چھاتی پہ بھر کر نہ کھائے گل'، مصرع میں 'جی' کی جگہ 'جن' کے درج کرنے تک مصرع میں معانی پیدا نہیں ہوتے۔ ایک اور مصرع یوں درج ہوا 'دل لوٹنے پہ مرغ چمن کے نہ کی نظر'، یہاں واضح طور پر 'ٹوٹنے' درج ہونا چاہیے۔ مرتب نسخہ مجلس کی یہ قیاسی تصحیح قبول کر لی ہے۔ ذیل کا شعر بھی نسخہ کالج کے متن سے درست کیا گیا ہے

بلا ہے سوز سینہ میر، لوں ہو جائے گی جل کر اگر دل سے اٹھی تیرے یہ آہ سرد کیا حاصل

آسی اور ہمنواؤں کے یہاں مصرع اول میں 'لوں' کی جگہ 'یوں' اور مصرع ثانی میں 'اٹھی' کی بجائے 'اٹھے' درج ہے۔ اختلاف نسخ کی ایک اور صورت آسی اور نسخہ کالج اور طبع دوم، سوم میں اس شعر میں ملتی ہے

کب آگے کوئی مرتا تھا کسی پر جہاں میں رکھ گئے رسم وفا ہم

آسی نے 'رکھ گئے' کی جگہ 'کر گئے' درج کیا جو اگرچہ غلط نہیں لیکن قدیم نسخوں کا متن زیادہ بہتر ہے، 'جو رہے یوں ہی غم کے مارے ہم' آسی کے یہاں 'ہی' کی جگہ 'ہیں' لکھا گیا جو درست نہیں۔ دیوان چہارم کے اس شعر کے دونوں مصرعوں میں ایک ایک غلطی پائی گئی ہے اس سے زیادہ ہوتا نہ ہوگا دنیا میں بھی مچلا پن سون کسے بیٹھے رہتے ہو، حال ہمارا سن کر تم

آسی کے یہاں 'مچلا پن' کی جگہ 'مچلا پن' اور دوسرے مصرع میں 'سون کسے' کے بدلے 'سون کے' درج ہوئے ہیں۔ یہ سنا تھا میر ہم نے کہ فسانہ خواب لا ہے۔ آسی نے 'خواب لاے' درج کیا، نسخہ کالج اور طبع دوم، سوم میں 'خواب لا ہی ہے' کسی نے 'خواب ز' بھی درج کیا ہے۔ تاہم میر کا یہ متن ماہرین میں متنازعہ ہے، اس لفظ کی مزید بحث کے لیے ملاحظہ ہو، شعر شورا انگیز، جلد سوم، ص 141۔ آسی، عبادت اور مجلس میں اس شعر کا متن اہم غلطی کے سبب ناقابل فہم ہو کر رہ گیا ہے

مجلس حال میں موزوں حرکت شیخ کی دیکھ غیر شرعی بھی دم رقص مزا کرتے ہیں

میر نے متعدد مرتبہ 'حیر شرعی'، 'شرعی غنث' کے معنی میں استعمال کیا ہے، گو ماہرین لغت اس لفظ کا درست اطلاق ہنوز کے ساتھ یعنی 'ہیز' قرار دیتے ہیں۔ اس مصرع میں 'غیر شرعی' کی جگہ اسی لفظ کی ضرورت ہے۔ ذیل کے شعر کے دونوں مصرعوں میں ایک ایک غلطی ہے

ہوائے میکدہ یہ ہے تو فوتِ وقت ہے ظلم نماز چھوڑ دیں اب کوئی دن گناہ کریں
مذکورہ متن کالج اور طبع دوم، سوم کے مطابق ہے۔ اسی کے یہاں مصرع اول میں وقت سے ظلم اور مصرع ثانی میں 'دن' کی جگہ 'اور' درج ہوئے ہیں، یوں دوسرا مصرع موزوں بھی نہیں رہا۔ ایک اور شعر دیکھیے

کرتا ہے ابر دعویٰ دریا دلی عبث دامن نہیں مرا تو، تری آستین نہیں
آسی اور مجلس میں تری ہی مذکور ہے جو ضبط معنی کے لیے کافی ہے۔ نسخہ کالج اور طبع دوم، سوم میں 'مری' ہے جس کے بعد شعر آئینہ ہو جاتا ہے۔ 'یہ درد اس کے کیوں کہ کروں دل نشیں کہ آہ' اسی کے یہاں 'آہ' کی جگہ 'آؤ' غلط محض ہے، باقی نسخوں میں درست متن درج ہے۔ دیوان اول کا ایک معروف مطلع کا متن نول کشور دوم، سوم اور تبعیت میں اسی عبادت میں یوں درج ہے
وعدے کو یار آگے معیوب کر چکے ہیں اس ریتختے کو ورنہ ہم خوب کر چکے ہیں
نسخہ کالج میں 'وعدے' کی جگہ 'دعویٰ' ہے اور یہ درست بھی ہے۔ چند غزلوں کے بعد ایک شعر کو اسی کے کاتب نے یوں ملیا میٹ کر رکھا ہے

بخت سیہ تو دیکھو کہ ہم خاک میں ملے سرے کی جا ہوئے تری چشم سیاہ میں
دوسرا مصرع نسخہ کالج میں درست ہے 'سری' کی جائے ہو تری چشم سیاہ میں۔ اسی طرح اس شعر کے مصرع اول میں خرابی متن کی صورت ملاحظہ ہو

یہ جو سر کھینچتے قیامت ہے دل کو ہم پامال رکھتے ہیں
جب کہ نول کشور دوم، سوم میں درست متن درج ہے جو یہ ہے 'یہ جو سر کھینچتے تو قیامت ہے'۔ اس امر پر خوشی ہوتی ہے کہ ایک نہایت معروف غزل کا یہ مصرع اسی کے متن کے ساتھ رائج نہیں ہوا رکھتی ہے مجھے خواہش دل بس کہ پریشاں، اسی کے نسخے میں 'بس کہ' کی جگہ 'بلکہ' کتابت ملتی ہے۔ میر کا یہ شعر نسخہ کالج اور نول کشور دوم، سوم، ص 184 میں یوں درج ہے

اگر جان آنکھوں میں اُس بن ہے پر ہم ابھی اور بھی کوئی دم دیکھتے ہیں
آسی نے مصرع اول میں 'پُر' کی جگہ 'تو' درج کیا۔ سرسری خواندگی میں اسی کا متن درست لگتا ہے لیکن تامل کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ میر نے 'اگر' کو 'اگرچہ' کے معنی میں (بہت سی اور جگہوں کی طرح) باندھا ہے۔ اس طرح 'پُر' 'لیکن' کے معنی میں یہاں شعر کے مفہوم کے عین مطابق ہے۔ درج ذیل شعر میں اسی کے یہاں 'پسے' کی جگہ 'پے' (برائے، کے لیے) درج ہوا، جو یہاں کار آمد نہیں، شعریوں ہے

سر شک سرخ کو جاتا ہوں جو پیے ہر دم لہو کا پیاسا علی الاتصال اپنا ہوں
ایک اور شعر میں کتابت کی ذرا سی غلطی نے شعر کو غلط تر کرنے میں کامیاب کردار ادا کیا

باغباں باغ اجارے ہی اگر دینا تھا تھے زرداغ سے ہم بھی تو خریدار چن
آسی کے یہاں اجارے کی جگہ اُجاڑے درج ہوا ہے۔ ایک اور خوب صورت شعر کا متن ملاحظہ ہو

حاصل ہے کیا سوائے تر آنے کے دہر میں اٹھ آسماں تلے سے کہ شبنم بہت ہے یاں

آسی نے تر آنے ایسے میر کے محبوب لفظ کو ترائی درج کر کے مفہوم غتر بود کر دیا ہے۔ دیکھ کر خوں خوار ج اُس کی، خطر آیا ہمیں
آسی نے طبع دوم، سوم کی تبعیت میں 'نظر آیا ہمیں' درج کیا جو نسخہ کالج کے متن سے مختلف بھی ہے اور غلط بھی۔ 'پیری سے جھکتے
جھکتے، پہنچا ہوں خاک تک میں' کو آسی نے ص 300 اور عبادت نے ص 462 پر 'جھلتے جھلتے' درج کیا ہے۔ 'کلیات میر' مرتبہ
عبادت بریلوی میں ایک مقام بھی ایسا نہیں جہاں آسی کی کسی غلطی کی تصحیح کی گئی ہو، چونکہ عبادت صاحب کے کاتب نے آسی کے
نسخے کی من و عن نقل تیار کی ہے اس لیے اُن تمام اغلاط کا ذرا لازمی تھا جو آسی کے متن میں تھیں، البتہ جو غلطیاں خود اس نسخے کے
کاتب نے کی، وہ ان پر مستزاد ہیں۔ دیوان دوم کا یہ شعر ملاحظہ ہو

شبہ شکل سا ہے حال، ضبط عشق کے بچ کہ رنگ روپ ہے سب کچھ ولیک بے جاں ہے

آسی اور عبادت و مجلس کے یہاں 'شکل سے ہے' درج ہوا ہے، یہاں 'سا' کی قیاسی تصحیح کے بغیر معنی برآمد نہیں ہوتے اس کے علاوہ
آسی و مقلدین نے 'حال ضبط عشق' یعنی غلط اضافت سے مصرع کو بالکل ہی ناکام و بے گانہ معنی کر کے رکھ دیا ہے۔ ایسی ہی صریح
غلط اضافت اسی غزل کے مطلع کے مصرع اولیٰ میں 'ابر' کے نیچے درج کی ہے 'اگر چہ اب کے ہم اے ابر خشک مڑگاں ہیں' حالاں
کہ 'خشک'، 'مڑگاں' کو کہا ہے نہ کہ 'ابر' کو۔ مزید لطف یہ کہ دو غیر ضروری اضافتیں بھی اسی غزل کے دو مصرعوں میں درج ہیں، تو اسی
غزل کے مقطع میں دو ضروری اضافتوں کو حذف بھی فرمایا گیا

جو ابر دشت میں بر سے تو ہم اُڑا دیں خاک وہ میر آب ہے ہم یاں کے میر ساماں ہیں

آسی و مجلس میں 'میر آب' اور 'میر ساماں' درج ہوئے، جب کہ یہاں زیر کسرہ کے بغیر مفہوم ہی برآمد نہیں ہوتا۔ ایک عربی کہاوت
ہے کہ 'رات کے پیٹ میں دن کا حمل ہوتا ہے' یعنی صبح کیا ہو، خود صبح کیسی ہو، یہ کسی کو معلوم نہیں ہوتا، میر نے اس محاورے کو اپنے
اشعار میں تین مرتبہ (کم از کم) استعمال کیا، نہیں معلوم نسخہ ہائے آسی، عبادت، مجلس کے مرتبین میں سے ایک نے بھی اس کہاوت
سے آگاہی کا مظاہرہ نہیں کیا اور درج ذیل شعر کا قافیہ حائل باندھا جب کہ ایک شعر قبل یہ قافیہ بندھ چکا ہے۔ شعر ہے

آج کیا فردائے محشر کا ہر اس صبح دیکھیں کیا ہو، شب حامل ہے میاں

اسی طرح ایک اور مصرع ہے جو عجیب و غریب متن کا حامل ہے، آسی ص 419 'حسن اک چیز ہے ہو دین کہ تو ہونا صبح' مصرع کی
درست صورت یوں ہے 'حسن اک چیز ہے ہم ہو دیں کہ تو ہونا صبح'۔ متن کی ایک اور فاحش غلطی کی شکل ملاحظہ ہو ایک سوال میں
دو عالم دیں، ان سے دل کے تنگ نہیں 'نسخہ کالج اور طبع دوم میں درست مصرع یوں ہے'۔۔۔ اتنے دل کے تنگ نہیں'۔ اسی طرز
ایک اور مصرع ہے 'بولیں کیا اہل نظر خاموش ہیں حیرت سے یاں، آسی، عبادت اور مجلس میں 'حیرت' کی جگہ 'حسرت' درج ہو
ہے۔ دیوان پنجم کا ایک شعر ہے

باتیں کڈھب رقیب کی ساری ہوئیں قبول مجھ کو جو اُن سے عشق تھا میری نہ مانیاں

یہ متن نسخہ کالج اور طبع دوم کے مطابق ہے، اسی کے کلیات میر میں مصرع ثانی میں 'مجھ کو' کی جگہ 'تجھ کو' ہے، جو غلط ہے۔
 درویش جو ہوئے تو گیا اعتبار سب اب قابل اعتماد کے قول و قسم نہیں
 اسی کے کلیات ص 588 پر 'کیا اعتبار سب' درج ہے جو درست نہیں۔ زیر، زیر، پیش کی اغلاط میں سے یہ بھی قابل ذکر ہے، ایک مقطع ہے

کہنے لگا کہ میر تمہیں بچوں گا کہیں تم دیکھو نہ کہو، غلام اس کے ہم نہیں
 اسی کے یہاں بہ صراحت ضم غلام اس کے درج ہوا ہے۔ 'میر نے' کی جگہ 'میر' اور 'میر' کی جگہ 'میر نے' کی غلطی کلیات میر میں کئی
 ایک مقامات پر مشاہدہ ہوئی ہے۔ مثال کے طور پر مرتبہ اسی نسخے میں ص 589 پر 'میر' درج ہوا جب کہ درست متن 'میر نے' ہے
 رونا روزِ شمار کا مجھ کو آٹھ پہر اب رہتا ہے یعنی میرے گناہوں کو کچھ حصہ و حد و حساب نہیں
 ایک اور سہو جو بظاہر کتابت کا ہے، ملاحظہ ہو

عشق میں ہم سے تم سے کھیں تو کھپ جاویں، غم کس کو ہے مارے گئے ہیں اس میدان میں، کیا دل والے جگر داراں
 اسی کے یہاں 'کھیں' کی جگہ 'کہیں' درج ہے۔

گم ہوا ہوں یاں سے جا کر میں جہاں کچھ نہیں پیدا کہیں میرا نشان
 مصرع ثانی میں 'کہیں' طبع دوم کے مطابق بہتر ہے، اسی کے متن میں 'کہاں' ہے، وہاں ہو تو سب سے بہتر ہو لیکن اس کی سند کسی
 نسخے سے میسر نہیں۔ ایک اور مصرع دیوان اول سے ہے 'قد قامت یہ کچھ ہے تمہارا، لیکن قہر قیامت ہو' نسخہ اسی میں 'قد قامت' پر
 کچھ ہے سے مصرع بے معنی ٹھہرتا ہے۔ اسی طرح ایک مصرع میں داؤد عاطفہ حذف کرنے سے ہی مصرع ترسیل معنی کے قابل نہیں رہا
 دشمن تو اک طرف، کہ سبب رشک کا ہے یاں در کا شگاف و زحہ دیوار کیوں نہ ہو
 اسی کے کلیات میر میں 'در کا شگاف' اور 'زحہ' دیوار ایک ہی لگتے ہیں کہ درمیان میں داؤد عاطفہ درج نہ ہو سکا۔ ایک اور شعر ملاحظہ ہو
 ہر دم کی تازہ مرگ جدائی سے تنگ ہوں ہونا جو کچھ ہے آہ سو یک بار کیوں نہ ہو
 یہ متن نسخہ کالج اور نول کشور دوم، سوم کے مطابق ہے در نہ اسی کے یہاں 'ہونا جو کچھ ہو آہ۔۔۔' بہت سی اغلاط جب نول کشور سوم
 اور اسی کے یہاں مشترک دکھائی دیتی ہیں تو یہی گمان گزرتا ہے کہ اسی کا متن صرف اور صرف طبع سوم پر منحصر ہے مثال کے طور پر
 دیوان اول کا ہی ایک معروف شعر ان دونوں نسخوں میں یوں مندرج ہے

خالی نہیں غزل کوئی دیوان سے مرے افسانہ عشق کا ہے یہ مشہور کیوں نہ ہو
 طبع دوم اور نسخہ کالج میں 'غزل' کی جگہ 'بغل' ہے اور یہی درست بھی ہے۔ ایک خوب صورت مصرع کا حلیہ متن کی خرابی نے اسی
 کے ص 133 پر یوں بگاڑا ہے 'بلا ہے چشم ترا نشا کے راز کرنے کو' حالاں کہ درست مصرع ہے 'بلا ہے چشم ترا نشائے راز کرنے کو'۔
 کیا پھرے وہ وطن آوارہ گیا اب سو ہی دل گم کردہ کی کچھ خبر خبر مت پوچھو

مصرع اول میں 'گیا اب سو ہی غلط ہے اور صرف اسی نے درج کیا ہے۔ نسخہ کالج اور نول کشور دوم، سوم میں 'گیا اب سو گیا'
 درست اور بہتر متن ہے۔ دیوان دوم کے ایک شعر میں اسی صاحب کے کاتب نے شعر کا قافیہ ہی بدل دیا، مضمون شعر کے مطابق

’بٹھاتے‘ قافیہ ہے جب کہ آسی کے یہاں ’بلاتے‘ درج ہوا ہے، ص 312۔ شعر ہے

آوارہ اُسے پھرتے پھر برسوں گزرتے ہیں تم جس کسو کو اپنے ٹک پاس بٹھاتے ہو

آسی کے متن میں ایک اور اختلاف، نسخہ کالج کے متن سے، نہایت اہم ہے لیکن یہ اختلاف کتابت کا پیدا کردہ نہیں بلکہ نول کشور دوم، سوم میں بھی ’نکلے‘ جو ہو درج ہوا ہے، حالاں کہ یہاں ضرورت ’نچلے‘ جو ہو کی ہے اور یہ متن نسخہ کالج میں مندرج بھی ہے، شعر ہے

ٹھہراؤ تم کو شوخی سے جوں برق ٹک نہیں ٹھہرے تو ٹھہرے دل بھی مرا نچلے جو ہو

ایک اور مصرع میں واؤ عاطفہ حذف ہونے سے وزن اور معنی دونوں خلل پذیر ہوئے ہیں ’خال سیاہ و خط سیاہ، ایمان دول کے رہزن تھے، اس مصرع میں ’خال سیاہ‘ کے بعد واؤ آسی کے کاتب نے درج نہیں کیا۔ کاتب نے ایک مصرع میں فقط اتنا کیا کہ الف کو ممدودہ درج کر دیا اور یوں ’دیدہ درائی‘ کا محاورہ الگ الگ تین الفاظ (بے معنی) میں بدل گیا یعنی ’دیدہ در آئی‘ ہو گیا، شعر دیوان سوم کا ہے

چشم پوشی کا مری جان تمہیں لپکا ہے کھاتے ہو دیدہ درائی سے قسم کا ہے کو

اسی دیوان اور ردیف میں ایک مقطع آسی کے ساتھ ساتھ مجلس نے بھی تقلید محض کے نتیجے میں یوں درج کیا ہے۔

میر مل کے بہت خوش ہوئے تم سے پیارے اس خرابے میں مری جان تم آباد رہو

’میر مل کے‘ درست نہیں بلکہ ’میر ہم مل کے‘ درست ہے۔ شعر شورا نگیز کے انتخاب میں یہ شعر شامل ہے، جلد سوم، ص 540 پر مصرع اول میں ’پیارے‘ کی جگہ ’سارے‘ درج ہوا، اس سے آسی کا ’پیارے‘ زیادہ مطابق مضمون شعر ہے۔ اگرچہ مجلس کے مرتب کا کہنا ہے کہ اُن کا متن بنیادی طور پر نسخہ آسی پر مبنی ہے لیکن بہت سے مقامات پر جہاں نسخہ مجلس کا متن درست اور آسی کے یہاں متن واضح طور پر غلط ہے، وہاں بھی مرتب نسخہ مجلس نے اختلاف نسخ کی نشان دہی نہیں کی۔ مثال کے طور پر نسخہ مجلس میں یہ مصرع درست درج ہے ’آج ہمارا سر دکھتا ہے، صندل کا بھی نام نہ لو آسی کے نسخے میں ہے ’آج ہمارا سر دکھتا ہے‘ ظاہر ہے یہ غلط ہے۔ تمام نول کشوری نسخوں میں ایک غلطی نہایت عجیب سی ہے کہ غزل کی ردیف دونوں بہ اعلان نون غنہ درج متن ہوئی ہے لیکن اس غزل کا اندراج ردیف و میں کیا گیا ہے، دیوان چہارم کی یہ غزل ہمارے نسخے میں 1238 نمبر شمار کے تحت درج ہوئی ہے اور اس کا مطلع ہے

کیا کیا جھمک گئے ہیں رخسار یار دونو رہ رہ گئے مہ و خور، آئینہ وار دونو

ایک اور غلطی جس میں مجلس کا متن درست اور آسی کا واضح طور پر غلط ہے، مرتب نسخہ مجلس نے اختلاف متن درج نہیں کیا، مصرع ہے ’ایک دم اُس بے چشم و زو کی تیغ تلے بھی جا بیٹھو، آسی کے یہاں بے چشم و زو کی جگہ بے چشم درج ہوا ہے، ص 510 پر۔ دیوان پنجم ردیف و میں دو جگہ ’شملے‘ کے ساتھ ’تحقیقی‘ کا لفظ ہے جب کہ پگڑی کے متعلقات میں لفظ ’تحقیقی‘ ہلکی پھلکی، رات کو سوتے وقت پہنی جانے والی پگڑی کے معنوں میں لغات میں درج ہے، زیر نظر شعر میں مصرع اول میں ’تحقیقی‘ تمام نسخوں کی مشترک غلطی ہے لیکن آسی اور مجلس نے دوسرا مصرع نہایت مضحکہ خیز متن کے ساتھ اندراج کیا ہے وہاں ’شخوں کی گالیوں میں‘ درج ہے اصل

میں شعر نسخہ کالج کے ص 676 اور نول کشور طبع دوم کے ص 408 کے مطابق یوں ہے

تخفیفی شملے پیرہن و کنگھی اور کلاہ
 شیخوں کی گاہ ان میں کرامات ہو تو ہو

دیوان دوم کی ردیفہ میں درج شعر کے مصرع ثانی میں آسی کے متن میں دو لفظ غلط ہوئے ہیں۔ شعر ہے

اک اُس مغل بچے کو وعدہ وفا نہ کرنا
 کچھ جا کہیں تو کرنا آرے بلے ہمیشہ

آسی کے کلیات میر میں 'کرنا' کو 'کرتا' لکھا گیا ہے۔ 'آرے بلے' (جیلے، بہانے) کی جگہ 'آرے بے درج' ہے، اس متن کے ساتھ شعر معنی سے بے گانہ ہو گیا ہے۔ 'شاہد عادل عشق کے دونوں پاس ہی حاضر ہیں یعنی'، یہ مصرع نسخہ کالج اور طبع دوم کے مطابق ہے جب کہ آسی کے یہاں مصرع سرے سے مختلف اور بے معنی متن کا حامل ہے 'شاہد عاشق کے دل دونوں۔۔۔ ایک اور مصرع بظاہر معمولی سی کتابت کی غلطی کے باعث آسی کے متن میں نہایت مضحکہ خیز معنی کا حامل یوں ہوا ہے 'آنا اُس کا ظاہر ہے پڑ مردہ لایا پان نہ کر دُ جب کہ یہ شعریوں ہے

آنا اُس کا ظاہر ہے پڑ مردہ لایا یاں نہ کر د
 جی ہی نکل جاوے گا اپنا یوں ہی ذوقِ خبر کے ساتھ

ایک اور شعر دیوان ششم کا نسخہ کالج ص 748 اور طبع دوم ص 451 پر اس متن کے ساتھ ہے

کام اُس سے ، پکڑ کر نہ لیا
 بچ کارہ بھی ہے یہ ناکارہ

آسی اور مجلس کے متن میں 'یہ' کی جگہ 'وہ' درج ہے، جو اس لیے درست نہیں کہ 'یہ' کا مرجع شعر میں 'عاشق' ہے جب کہ 'وہ' کا مخاطب کوئی معشوق ہوگا جو شعر کے مفہوم کے مطابق درست نہیں۔ اس تدوین میر کے مطابق غزل نمبر 1348 کے اشعار کی ترتیب آسی اور مجلس میں نہایت غلط ہے، اس غلطی کا اندازہ اس طرح ہوا کہ ان دونوں نسخوں نے صرف دو شعروں (ہماری ترتیب کے مطابق شعر 3 اور 4) کو غزل کے آخری دو شعروں کے طور پر اور بطور قطعہ درج کیا جب کہ واقعہ یہ ہے کہ پانچ اشعار کی اس غزل میں مطلع کے علاوہ چار شعر قطعہ بند ہیں اور یہ مسلسل اشعار کے طور پر عاشق و معشوق کا مکالمہ ہیں، جن کی ایک خاص ترتیب کر دی جائے تو نہایت پُر لطف قطعہ ہاتھ آتا ہے۔ کلیات میر کے مطبوعہ نسخوں میں اس غلطی کے انکشاف کے بعد اس بات کا امکان پیدا ہو جاتا ہے کہ اس نوعیت کی اغلاط اور بہت سی ہو سکتی ہیں جن میں اشعار کی ترتیب بدل کر قطعہ بند اشعار، الگ الگ شعر قرار دیئے گئے ہوں اور ان میں سے بہت سے شعر معنوی طور پر مکمل اور خود کفیل نہ ہوں۔ آسی اور پیر و کار نسخہ مجلس کی ایک اور غلطی اور اس کے سبب متن کی بے معنویت کا اندازہ قائم کرنے کے لیے یہ شعر دیکھیے

تک تو لطف سے کچھ کہہ کہ جاں بلب ہوں میں
 رہی ہے بات مری جان اب کوئی دم کی

مذکورہ دونوں نسخوں میں مصرع ثانی یوں ہے رہی ہے بات مری جان بہ لب کوئی دم کی۔ ذیل کا شعر بھی آسی کے نسخہ میں معنی سپرد کرنے پر تیار نہیں

ڈر مجھ نفس سے غیر کہ پھر جی ہی سے گیا
 دل کو کسو ستم زدہ کی بد دعا لگی

نہ جانے مصرع ثانی میں 'دل' کہاں سے درج کیا گیا جب کہ نول کشور دوم، سوم میں 'جس' ہے، جس کے بعد مصرع اور شعر با معنی ہو جاتے ہیں۔ میر کے دیوان اول کے ایک دو غزلے کے سلسلے میں آسی نے یہاں بھی ایک بار پھر وہی غلطی دہرائی جو دیوان

اول کی ردیف الف میں ایک سہ غزلے میں کی گئی ہے، پہلی غزل کا آخری شعر ہے

ہے جی میں غزل در غزل اے طبع یہ کہے شاید کہ نظیری کے بھی عہدے سے بر آوے
آسی نے اس آخری شعر کو دوسری غزل کا مطلع قرار دے کر درج کیا جب کہ اس غزل کا مطلع اصل میں میر کا یہ معروف شعر ہے
جب نام ترا لیجے تب چشم بھر آوے اس زندگی کرنے کو کہاں سے جگر آوے

ایک اور مصرع میں ہارے کی جگہ، طبع سوم کی پیروی میں آسی کے یہاں مارے درج ہوا، غلطی کی یہ نوعیت ایسی ہے جو عام قاری کی نگاہ سے اوجھل رہتی ہے۔ نسخہ کالج کے ص 213 پر شعر درست درج ہے

پھرتے پھرتے عاقبت آنکھیں ہماری مند گئیں سو گئے، بے ہوش تھے ہم راہ کے ہارے ہوئے
اسی طرح آسی کے کلیات ص 183 پر اس مطلع کے مصرع ثانی میں 'جلوہ' کی جگہ 'جادا' درج ہوا ہے۔ جب تک کہ تراگزرنہ ہووے
جلوہ مری گور پر نہ ہووے دیوان اول ہی کی ایک اور غلطی ایسی ہے جس پر سے نگاہ پھسل سکتی ہے، اگر غائر نہ ہو!
وہ آنکھیں پھیرے ہی لیتا ہے، دیکھیے کیا ہو معاملت ہے ہمیں دل کی، بے مروت سے
آسی کے متن میں مصرع اول کے 'دیکھیے' کی جگہ دیکھتے کیا ہو درج ہے، جس کی مطابقت مفہوم شعر سے نہیں ہے۔ ایسی ہی ایک اور غلطی اس شعر میں مشاہدہ کیجیے

دل کش یہ منزل آخر دیکھا تو راہ نکلی سب یار جا چکے تھے، آئے جو ہم سفر سے

نسخہ آسی ص 190 پر 'راہ نکلی' کی جگہ، 'آہ نکلی' درج ہے جو بظاہر درست لگتا ہے لیکن نسخہ کالج اور طبع دوم، سوم میں 'راہ نکلی'، 'منزل' کے حوالے سے ہے اور درست ہے۔ ایک اور غلطی جس کا مظاہرہ نسخہ آسی میں متعدد مرتبہ ہوا کہ ایک ہی زمین کی غزلوں میں آخری شعر کو اگلی غزل کے مطلع کے طور پر درج کرتے ہیں۔ یہی کچھ اس شعر کے ساتھ ہوا، حالانکہ مطلع کی جگہ مطلع کی ہیئت کا حامل شعر درج ہونا لازمی ہے۔

تغیر قافیہ سے یہ طرحی غزل کہوں تا جس میں زور کچھ تو طبیعت کا چل سکے

نول کشور سوم اور تتبع میں آسی کے یہاں میر کا ایک نہایت معروف مقطع ایک اختلاف کے ساتھ ملتا ہے
طرف ہونا مرا مشکل ہے میر اس شعر کے فن میں یوں ہی سودا کبھو ہوتا ہے سو جاہل ہے کیا جانے
مذکورہ نسخوں میں 'فن میں' کی جگہ 'فن سے' درج ہے، ہم نے نسخہ کالج اور طبع دوم کے مطابق متن اختیار کیا ہے۔ ایک شعر میں 'سپر' کی جگہ 'سیر' درج ہوا، کتابت کی اس غلطی کی تصحیح نہیں ہو سکی، شعر ہے

لوٹوں ہوں جیسے خاک چمن پر میں اے سپر گل کو بھی میری خاک پہ ووں ہی لٹائیے

ایک اور مصرع میں 'کہوں' کو کہاں درج کیا ہے جب کہ طبع دوم، سوم میں مصرع درست درج ہوا ہے۔

دل کا جانا آج کل تازہ ہوا ہو تو کہوں گزرے اس بھی سانچے کو ہم نشین مدت ہوئی

اس مصرع کے متن میں بھی آسی نے نول کشور دوم، سوم سے فرق متن اختیار کیا، ان نسخوں میں معنی مصرع کے مطابق لفظ 'چپکی' ہے جب کہ آسی اور عبادت کے یہاں 'چپکی' درج ہوئے ہیں۔ شعر دیوان دوم کا یوں ہے

چکی ہے مری آنکھ لبِ لعلِ بتاں سے اس بات کے تئیں جانتی ہے ساری خدائی
آسی کے کلیات ص 332 پر ایک لفظ 'دلوں' درج مصرع ہوا جب کہ مصرع کے دوسرے حصے میں 'شبوں' کے حوالے سے یہاں
'دلوں' کا محل ہے، نسخہ کالج اور طبع دوم، سوم میں درست متن ہے جو یوں ہے

بے تاباں ہے دنوں کو، بے خوابی ہے شبوں کو آرام و صبر دونوں، مدت ہوئی سدھارے
آسی کے یہاں اسی دیوان کے ایک شعر کے دونوں مصرعے غلط درج ہوئے، مصرع اولیٰ میں 'اوپر' کی جگہ حرف 'پُر' درج ہوا، جو
باعتبار معنی تو درست ہے لیکن مصرع ساقط الوزن ہو گیا ہے۔ دوسرے مصرع میں 'روز شمار' کی رعایت سے میر نے 'حرفِ حسابی'
تحریر کیا لیکن آسی کے یہاں یہ 'حرفِ شتابی' کی صورت اختیار کر گیا۔ شعر ہے

یہ جھگڑا، تنگ آ کر، میں رکھا روز شمار اوپر کروں کیا، تم تو لڑنے لگتے ہو حرفِ حسابی سے
اسی دیوان کے ایک اور شعر میں آسی کے یہاں دونوں مصرعوں میں ایک ایک غلطی ہونے پر شعر بے معنی ہو گیا۔
کسے ہیں بند ان نے کیسے، کس درویش سے ملیے جو ایسے سخت عقدوں کی طلب کرے کشاد اُس سے

مصرع اول میں 'کسے' نول کشور دوم، سوم کے مطابق ہے، آسی کے نسخے میں 'کے' ہے شاید 'کیے' ہو جسے کاتب نے غلط درج کیا ہو،
مصرع ثانی میں 'کشاد' کی جگہ 'تو شاد' البتہ درست نہیں ہے۔ ایک بہت خوب شعر میں کتابت کی ادنیٰ غلطی بھی نہایت بدنما دکھائی
دیتی ہے، ذیل کے شعر میں آسی کے متن میں بے احتیاطی کے سبب 'اپنے' کی بجائے 'اپنا' کتابت ہوئی ہے
رہنے کی اپنے جا تو، نے دیر ہے نہ کعبہ اُٹھیے جو اُس کے در سے تو ہو جیسے کدھر کے
ایک اور شعر میں آسی صاحب نے متن کی غلطی فرمائی جب کہ فائق صاحب نے حاشیے میں غلط کو درست اور درست کو غلط متن قرار
دے کر اپنی شعر غنمی کو معرض شک میں ڈالا، پہلے شعر دیکھ لیجیے

پس جائیں یار آنکھ تری سرنگیں پڑے دل خوں ہو، تیرے پاؤں میں پھر کر حنا لگے
آسی کی غلطی مصرع اول میں 'سرنگیں' کی جگہ 'سرمہ' پر درج ہوا ہے۔ نول کشور دوم، سوم میں متن درست ہے جو شعر میں اپنایا گیا
ہے، فائق صاحب نے نسخہ مجلس کی جلد دوم ص 316 پر یہ حاشیہ درج کیا کہ آسی کے یہاں 'پھر کر' درست نہیں بلکہ نول کشور دوم،
سوم میں 'پھر گر' درست ہے حالاں کہ 'پھر کر' دوبارہ کے معنی میں، کے متن میں درج کرنے سے شعر کا مضمون بہت بہتر اور معنی نازک کا
حامل ہو جاتا ہے اور اس متن میں کثرت و پہلوداری معنی بھی بہت زیادہ ہے، دونوں مصرعوں میں ربط بڑھ جاتا ہے جب کہ مرتب
نسخہ مجلس کے 'پھر گر' سے دونوں مصرعے الگ الگ مکمل ہوتے اور مضمون شعر بالکل محدود اور عام سا ہو کر رہ جاتا ہے۔ نول کشور طبع
سوم کی ایک اور واضح غلطی متن کا آسی کے یہاں جوں کا توں اعادہ اس شعر کے دوسرے مصرع میں ہوا

ترکِ بتاں کا مجھ سے لیتے ہیں قبول، یوں ہی کیا اُن سے ہاتھ اٹھاؤں، گو اس میں جان جاوے
مذکورہ دونوں نسخوں میں 'جاں نہ جاوے' درج ہے، اسی طرح درج ذیل شعر کے مصرع اول میں، نسخہ کالج اور طبع دوم میں 'خاک'
ہے جو درست ہے لیکن نول کشور طبع سوم اور آسی کے متن میں 'خاک' کی جگہ 'خون' درج ہے
یہ دونوں چشمے خاک سے بھر دوں تو خوب ہے سیلاب میری آنکھوں سے کب تک رواں رہے

ایک اور شعر میں میر نے 'تنگی' کی جمع 'تنگیاں' استعمال کیا، اسی کے کاتب نے اسے 'تنگ' یاں سمجھا اور درج کیا، جس سے معنی میں خلل واقع ہوا

اب حوصلہ کرے ہے ہمارا بھی تنگیاں جانے بھی دو بتوں کے تئیں، کیا خدا ہیں یے
دیوان دوم کی ردیف کی میں دو اشعار کے قطعے کا یہ شعر نہایت معروف ہے، اسی اور مجلس کے یہاں اس کا متن یہ درج ہوا ہے
جائے غیرت ہے خاکدانِ جہاں تو کہاں منہ اٹھائے جاتا ہے
یہ شعر 'جائے عبرت' کے متن کے ساتھ زبانِ زد عام ہے اور مفہوم شعر کے اعتبار سے درست بھی 'عبرت' ہی ہے، 'غیرت' کو کتابت کا سہو قرار دیے بنا چارہ نہیں۔ اسی دیوان کے ایک شعر پر اسی نے قیاسی اصلاح دی ہے، درج ذیل شعر کے حاشیے میں رقم کرتے ہیں 'اک آگ لگ رہی ہے' شعر دیکھ کر اندازہ ہو جائے گا کہ میر کا متن ہی بہتر ہے

چھاتی جلا کرے ہے، سوز دروں بلا ہے اک آگ سی رہے ہے کیا جانے کہ کیا ہے
دیوان دوم کی آخری غزل میں بھی کتابت کی ایک غلطی اسی صاحب کے یہاں ہے ص 328 پر شعر کے دوسرے مصرع میں 'زاہد' انہوں کا درج ہوا جب کہ نول کشور دوم، سوم کے مطابق شعر کا درست متن حسب ذیل ہے
ہے شعبدے کے فن میں کیا دست مے کشوں کا زاہد انہوں میں جا کر آدم سے خر بنے ہے
دیوان سوم کی تیسری غزل، متن اسی میں سہواً 'جی' کی جگہ 'جس' درج ہوا ہے۔ شعر ہے

سوز دروں سے آگ لگی ہے سارے بدن میں تب سی ہے طاقت دل کی تمام ہوئی ہے جی کی چال کڈھ سی ہے
ایک اور شعر میں نسخہ کالج اور دونوں نول کشوری نسخوں میں 'سروگل' درج ہے جو بہ اعتبار معنی اور وزن ہر دو طرح درست بھی ہے لیکن اسی کے یہاں واؤ عاطفہ درج نہیں، 'سروگل' معنی اور وزن دونوں طرح غلط ہے
آگے جنوں سے چھاؤں میں تھے سروگل کی ہم سر پر ہمارے سایہ فگن اب کریل ہے
اسی دیوان و ردیف کے ایک اور شعر میں بھی اسی کے نسخے میں واؤ عاطفہ کے حذف سے معنی میں خلل واقع ہوا ہے، اسی نے 'شوق' اسیری جہاں درج کیا ہے وہاں نسخہ کالج اور طبع دوم، سوم میں 'شوق' و اسیری ہے، یہی متن مضمون و مفہوم شعر کے مطابق ہے
ہم طائر بے پر ہیں وے جن کو بہاراں میں گل کشت گستاں کا ہے شوق و اسیری ہے
کلیات میر مرتبہ اسی میں دیوان سوم، ردیف ی میں ایک غزل کا ایک شعر ہی درج نہ ہو سکا جب کہ قدیم نسخوں کے علاوہ مروجہ نسخوں میں بھی یہ شعر شامل ہے

میں جو لگا دیوانگی کرنے، عالم عالم شوراٹھا کیا کیسے رسوائی کا ہنگامہ میرے سر پر ہے
اسی غزل کے ایک اور شعر میں نول کشور دوم، سوم کے مطابق 'تنگ' درست ہے، اسی، مجلس اور عبادت تینوں نے 'تنگ' درج کیا ہے جو ہمارے نزدیک مفہوم شعر کے مطابق درست نہیں۔

تاب و تواں کا حال وہی ہے آج تلک ہم جیتے ہیں تم پوچھو تو اور کہیں کیا نسبت کل کی بہتر ہے
اسی و مجلس و عبادت کے حوالے سے یہ غزل اغلاط کا 'شہ کار' ہے، اس کے مقطع میں بھی ایک بڑی فاحش غلطی ہے جو اس غزل کی

تیسری غلطی ہے۔ 'شب' کی جمع 'شبوں' کی جگہ ان تینوں نسخوں نے 'سبھوں' درج کیا، جس سے کسی بھی قسم کے معنی متبادر نہیں ہوتے، شعریوں ہے

جب سے ملا اُس آئینہ زو سے خو کی اُن نے مند پوشی پانی بھی دے ہے پھینک شبوں کو میر فقیر قلندر ہے
آسی اور مجلس کے نسخوں میں دیوان سوم کے ہی ایک شعر میں یہ غلطی بظاہر کتابت کی لگتی ہے۔ نسخہ کالج اور طبع دوم، سوم میں
'رہے' موزوں بھی ہے (بہ اعتبار وزن) بہتر بھی ہے (بہ لحاظ مفہوم و معنی) اور متفق علیہ بھی، آسی اور مجلس میں 'رہے' اس لیے بھی
درست نہیں کہ اس کا مرجح 'دل' قرار پاتا ہے جب کہ 'رہے' متکلم کے لیے حالت فعلیہ ہے جو مطابق مفہوم شعر ہے

دل لگے پر رہا نہیں جاتا رہے اپنا جو اختیار رہے
نسخہ کالج ص 514 پر درج ذیل شعر کا قافیہ 'بہکتے' مضمون شعر کی مطابقت میں نہایت مناسب ہے، جب کہ آسی اور مجلس کے
یہاں 'بھٹکتے' راہ کے حوالے سے مناسب ہے لیکن آنکھوں اور مست کی رعایت سے نسخہ کالج کا متن بہتر ہے

پڑتی ہیں ایدھر اُدھر دے شوخ آنکھیں ایسی دو ترک مست جیسے ہوں راہ میں بہکتے
ذیل میں درج شعر میں بھی نسخہ کالج کا متن خوب تر قرار پاتا ہے، ورنہ تینوں مروج نسخوں میں 'یہیں' سے یہ درج ہے
بلا ہے اُسے شوقِ تیر و کماں یہیں سے ہے پیدا ستم کیش ہے

نسخہ کالج اور نول کشور دوم، سوم سے ایک اور قابل ذکر اختلاف نسخہ آسی و مقلدین کا درج ذیل شعر کی صورت میں ملاحظہ کیجیے
ہے صبح کا سا عرصہ پیری کا اس میں کیا ہو باقی ہے وقت کتنا فرصت کہاں رہی ہے
آسی کے یہاں مصرع اول میں 'کیا ہو' کی جگہ 'کیا ہے' درج ہوا، اسی طرح ذیل کے شعر میں آسی اور مجلس نے 'ورغلا نا' درج کیا
حالاں کہ اس لفظ کی اس مصرع میں ضرورت نہیں اسے درغلا یا ہونا چاہیے، شعر ہے

اُس شاہِ حُسن کی کچھ مژگاں پھری ہوئی ہیں غمزے نے درغلا یا شاید سپاہ کو بھی
آسی کے یہاں 'طلق' کی جگہ طاق، کتابت کا سہو ہے جب کہ کالج اور طبع دوم، سوم میں متن درست درج ہے، مجلس کے مرتب
نے 'کان طلق' درج کیا، یہاں اضافت درج نہ کرنا سہو ہے، مرتب کا یا کاتب کا!

جہاں سے دل کو دیکھو منہ نظر جوں کان طلق آوے نہ کی کچھ قدر اُس نے حیف اِس آئینہ خانے کی
اس سے اگلی ہی غزل ص 452 پر ایک اور سہو کتابت کا مشاہدہ فرمائیے اِس مصرع میں 'بدایت' کی جگہ 'ہدایت' درج ہے 'مسیں بھیگی
ہیں اُس کی سبزہ خط کی بدایت سے' نسخہ کالج ص 535 اور نول کشور دوم، سوم میں 'جرمِ الفت' درست متن ہے، تاہم آسی نے طبع
سوم کی جمعیت میں 'جرم و الفت' درج کیا جو اِس شعر کے مطابق غلط ہے

بتوں کے جرمِ الفت پر ہمیں زجر و ملامت ہے مسلمان بھی خدا لگتی نہیں کہتے، قیامت ہے

درج ذیل شعر میں 'گر' کی جگہ 'گر دُ' درج کرنا، کاتب آسی کا اپنا سہو ہے، ورنہ نسخہ کالج اور طبع دوم، سوم میں متن درست ہے۔

گر اُس کی اور کوئی گرمی سے دیکھتا ہے اک آگ لگ اٹھے ہے اپنے تو تن بدن میں

دیوان سوم کی یہ غلطی بھی قابل ذکر ہے، آسی نے 'پائے کو باں' کو 'پالے کو باں' درج کیا اور شعر کے معنی خط ہو کر رہ گئے

دست افشاں پائے کو باں شوق میں صومعے سے میر بھی باہر گئے

دیوان چہارم کے شعر کو طبع دوم کے کاتب نے 'دراے' کو 'دراے' درج کیا، اسی صاحب کے کاتب نے اسے 'دراے' کر دیا لیکن یہ لفظ بامعنی ہونے پر بھی شعر میں پوری طرح کارگر نہیں اس لیے نسخہ کالج کے متن کو شعر میں اختیار کیا گیا ہے۔

حرف شنو ساتھ اپنے نہیں ہیں، ورنہ درائے قافلہ ساں راہ میں باتیں کس کس ڈھب کی کرتے ہیں، ہم یاروں سے ایک اور شعر میں اسی اور مقلدین نے 'آپس' کو 'اُس' بنا کر رکھ دیا حالاں کہ نسخہ کالج اور نول کشور دوم، سوم میں درست متن یوں ہے کب وعدے کی رات وہ آئی، جو آپس میں نہ لڑائی ہوئی آخر اُس ادبаш نے مارا، رہتی نہیں ہے آئی ہوئی ایک ہی غزل میں متن کی دوسری غلطی اسی کے یہاں نول کشور دوم کے تتبع میں ہوئی، چتون کی آغا ان دونوں نسخوں میں درج ہے جب کہ ہم نے نسخہ کالج کی مدد سے درستگی متن کر لی ہے جو یوں ہے

چتون کے انداز سے ظالم ترک محبت پیدا ہے اہل نظر سے چھپتی نہیں ہے آنکھ سو کی چھپائی ہوئی کلیات میر مرتبہ اسی کے ص 523 پر اسی نے میر کے اس شعر میں 'دل باختہ' کو 'دل خستہ' سے بدلنے کی تجویز دی ہے لیکن شعر دیکھ کر اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اسی کی قیاس آرائی سے میر کا متن بہتر ہے

رسوا، خراب و غم کش، دل باختہ محبت عاشق کو تیرے غم میں کیا کیا کہا گیا ہے

اسی کے کلیات میں، اسی دیوان چہارم ص 529 پر، پریشاں اثر درج کیا ہے جب کہ درست متن یہ ہے

عاشق خراب حال ترے ہیں گرے پڑے جوں لشکر شکستہ پریشاں اتر رہے

دیوان پنجم کی پہلی ہی غزل میں ایک ہی شعر میں اسی، عبادت و مجلس اور نسخہ کالج اور طباعت دوم سے تین اختلاف ہیں، ہم دونوں نسخوں کے متن کو بالمقابل درج کرتے ہیں

نسخہ کالج

نسخہ اسی

کیسی شکلیں سامنے آویں، مڑگاں دا او دھرنہ کروں کیسی ہی شکلیں سامنے آویں مڑگاں دا او دھرنہ کروں

حور پری پر آنکھ نہیں پڑتی ہے سو کی لگائی ہوئی حور و پری پر آنکھ نہیں پڑتی ہے سو سے لگائی ہوئی

اسی اور قبعین کے کلیات میں نسخہ کالج اور طبع دوم کے متن کو قیاسی طور پر درست کرنے (اور حاشیہ درج نہ کرنے) کا گمان گزرتا ہے۔ شعر ہے

یہ بادیہ عشق ہے البتہ ادھر سے بچ کر نکل اے سیل کہ یاں شیر کا ڈر ہے

اسی وغیرہ کے یہاں 'سیل' کی جگہ 'پیل' درج ہے، ممکن ہے کتابت کا سہو محض نہ ہو بلکہ 'شیر' کی رعایت سے 'سیل' کو 'پیل' بنا دینا مناسب سمجھا ہو، ہمارے نزدیک شعر کا قرینہ 'سیل' کے لفظ کے درست ہونے کا پتہ دیتا ہے۔ 'پیل' کس کا استعارہ قرار پائے گا؟ 'سیل' تو گریہ عاشق کا بہایا ہوا بادیہ بادیہ پھرتا ہے! ایک اور مصرع اسی، عبادت و مجلس کے مقابلے میں کالج اور طبع دوم کے متن تقابل کے بعد، قدیم نسخوں کا ہی بہتر قرار پایا

نسخہ کالج

آسی و عبادت و مجلس

۔ مہ سال ہوا ہم کو، گھڑی ایک پہر ہے مہ سال ہوا ایک، گھڑی ہم کو پہر ہے
ذیل کی غلطی آسی کے متن میں طبع دوم کے اتباع سے پیدا شدہ لگتی ہے کہ دونوں نسخوں میں 'شع' کے اوپر 'درج' ہوا ہے جب کہ نسخہ
کالج کا متن یہاں بھی بہتر ہے جو 'شع' کے منہ پر۔ اس بات کا امکان ہے کہ 'رو پر' میر کا متن ہو، کا تب نسخہ طبع دوم نے اسی کو اوپر
سمجھ کر درج کر دیا۔

۔ بزم میں سے اب تو چل اے رشکِ صبح شع کے منہ پر پھری ہے مردنی
نسخہ کالج میں کا تب نے ایک لفظ 'پگڑی' کو 'سہوا' بگڑی پہ لکھا، (نسخہ مجلس کے مرتب کے نزدیک یہ درست ہے حالاں کہ یہ سہو
ہے، پھر یہ بھی لطف کہ اسے درست قرار دے کر بہت سے دیگر مقامات کی طرح، اسے اپنے متن میں اختیار نہیں کیا) نول کشور طبع
دوم کے کا تب نے 'پگڑی' درج کیا لیکن 'پہ' حذف ہونے سے مصرع بے وزن ہو گیا، آسی نے 'پگڑی' تو 'سے وزن تو پورا کر دیا
لیکن مصرع میں معنی پیدا نہ ہو سکے، شعر ملاحظہ فرمائیے

۔ نزاکت سے بہت ہے کم دماغی رکھے پگڑی پہ گل، تیوری چڑھاوے
ایک اور مصرع آسی نے اپنی مرضی سے درست کرنے کی سعی یوں کی 'پڑا تڑپا' کیا میں دو پہر دن، آپ نسخہ کالج کا متن ملاحظہ کریں
وہی میر کا کہا ہوا لگتا ہے

۔ پڑا تڑپا کیا میں دور پہروں عجب کیا ہے جو پاس اپنے بلاوے
ذیل میں میر کا دیوان پنجم کا شعر درج ہے، اس شعر کے مصرع اول میں آسی اور مجلس نے 'جس کو' کی جگہ 'جس کے' درج کیا، اس
طرح دوسرے مصرع کے ساتھ پہلے کی مطابقت معنی ختم ہو جاتی ہے، شعر ہے

۔ خاک کو آدم کر کے اٹھایا، جس کو دستِ قدرت نے قدر نہیں کچھ اُس بندے کی یہ بھی خدا کی قدرت ہے
'جس کو' نسخہ کالج اور طبع دوم کے مطابق بھی ہے اور معنی شعر کے مطابق بھی۔ یہی احوال ذیل کے اس شعر کا ہے جس میں البتہ نول
کشور دوم نے آسی کے غلط کارپیش رو کے طور پر 'دونوں' کی جگہ 'دلوں' لکھا، جس سے کچھ معنی برآمد نہیں ہوتے۔

۔ گردشِ دنوں کی کم نہ ہوئی کچھ کڑے ہوئے روزے رکھے غریبوں نے تو دن بڑے ہوئے
آسی کے متن میں ایک نہایت غلط مصرع کی صورت ملاحظہ ہو لیکن پہلے نسخہ کالج اور نول کشور دوم میں درست متن سن لیں
۔ جرم بے جرم کھینچی رہتی ہے جس کی شمشیر اُس ستم گار جفا جو سے ہمیں یاری ہے
آسی کی کلیات میں مصرع اول یوں درج ہے 'ظلم بے کھینچے نہیں رہتی ہے جس کی شمشیر'۔ یہ غلطی کتابت بلکہ طرزِ کتابت کی پیدا
کردہ ہے، 'دام گہ' کو ساتھ ملا کر اس طرح لکھا گیا ہے کہ یہ 'دا گہ' کے علاوہ اور کچھ پڑھا ہی نہیں جاتا۔

۔ دام گہ کا ہے اُس کے عالم اور ایک عالم شکار ہوتا ہے
ایک اور مصرع کا متن آسی اور مقلدین کے یہاں یوں ہے 'آہ آفتاب چیرہ روشن ضمیر ہے' جب کہ درست متن یوں ہے جو نسخہ کالج
کے مطابق ہے

پوچھو اسی سے مضطرب الحال دل کی کچھ وہ آفتاب چہرہ روشن ضمیر ہے
دو غزلوں اور سہ غزلوں کے مقطعوں کو اُن سے اگلی غزلوں کا مطلع بنانے کی مثالیں تو سابقہ اوراق میں دی جا چکی ہیں لیکن
کلیات زیر بحث کے ص 624 پر ایک ایسے مقطع کو اگلی غزل کا مطلع بنایا گیا ہے جس کی بحر اور زمین مختلف ہے۔ وہ مقطع اور پھر غزل
کا درست مطلع درج ذیل کیا جاتا ہے

ہے حوصلہ تیرا ہی جو تنگ نہیں آتا کس سے یہ ستم در نہ اے میر سہا جاوے
ترے بندے ہم ہیں خدا جانتا ہے خدا جانے تو ہم کو کیا جانتا ہے

دیوان ششم کی دوسری غزل (ردیفی) اسی کے کلیات ص 663 پر درج ہے، اُس کے ایک مصرع کو یوں لکھا، اُس پریشان کو
نشانہ نہ کر جب کہ مطابق مفہوم شعرا مصرع میں نہ زائد ہے، نسخہ کالج اور طبع دوم کا متن یوں ہے
اُس پریشان کو نشانہ کر یار نے جمع افگنی کی ہے

نول کشور طبع دوم ص 453 پر ایک مصرع درج ہے جو باعتبار وزن موزوں نہیں، مصرع ہے بے چشم و زو اُس سے کچھ، اسی صاحب
نے اِس مصرع کی ناموزونیت کو جب موزوں کیا تو معنی میں خلل واقع ہوا، بے چشم و زو ہے اُس سے کچھ شرم و حیا نہیں ہے جب
کہ نسخہ کالج کا متن وزن اور معنی ہر دو اعتبار سے موزوں اور بہتر ہے، یوں ہے

جب دیکھو آئینے کو تب روبرو ہے اُس کے بے چشم و زو اُسے کچھ شرم و حیا نہیں ہے
کلیات اسی ص 669 پر ایک مصرع بالکل بامعنی ہے یوں ہے گھر گھر پھرے ہیں جھانکتے ہم صبح جوں نسیم، مرتبہ نسخہ مجلس کا یہ
خیال کہ یہ مصرع بے معنی ہے درست نہیں، مصرع معنی کا حامل ضرور ہے، لیکن نسخہ کالج ص 758، نول کشور دوم ص 455 کے
مطابق متن اسی کے متن سے بدرجہا بہتر ہے، یوں ہے

گھر گھر پھرے ہے جھانکتی ہر صبح جو نسیم پردے میں کوئی ہے کہ یہ اُس کا سراغ ہے
نسخہ اسی میں ایک اور اختلاف متن واضح طور پر غلط ہے۔ انہوں نے 'صبح' کی جگہ مصرع اول میں 'صبح' درج کیا لیکن 'صندل' کی
رعایت سے 'صبح' کی مناسبت ظاہر ہے، شعر ہے

صندل کے قشفے دیکھ برہن بچوں کے صبح عاشق ہوئے سو آپ کو بدنام کر چکے
کلیات اسی سے اختلاف متن کے ذکر اور مثالوں کو مختصر کرتے ہوئے ایک آخری مثال، دیوان ششم ردیفی کی آخری غزل
سے ایک خوب شعر کے ذکر کے ساتھ درج ہے

میں گھر جہاں میں اپنے لڑکوں کے سے بنائے جب چاہا تب مٹایا، بنیاد کیا جہاں کی
اسی کی مرتبہ کلیات ص 678 پر مصرع اوّل میں، میں کی جگہ ہیں درج ہے، لطف کی بات یہ کہ دونوں لفظوں کے ساتھ شعر نہ صرف
یہ کہ بامعنی رہتا ہے بلکہ معنی کی جہات و نوعیت میں بہت فرق آ جاتا ہے۔ نسخہ کالج، نول کشور دوم اور شعر شورا انگیز میں 'میں' درج
ہے، اس صورت میں انسانی زندگی اور اعمال و افعال کی ناپائیداری اور بے تاثیریتی مضمون بنتی ہے جب کہ 'ہیں' متن کے ساتھ
کائنات و حیات کی ناپائیداری اور خالق کی عدم سنجیدگی کا مضمون دکھائی دیتا ہے۔ ہم نے اس نہایت مشکل انتخاب میں، فیصلہ

قدیم و کثرت کی روشنی میں 'میں' کے حق میں دیا ہے۔

گزشتہ صفحات میں 'کلیات میر' مرتبہ آسی کی بہت سی اغلاط، سہو ہائے کتابت اور اختلافِ متن کی مثالیں دلائل کے ساتھ پیش کی گئی ہیں، ہمارے تیار کردہ متن میر میں ان کی تعداد مذکورہ مثالوں سے زیادہ ہے۔ یہاں صرف منتخب اور معنی خیز اختلافات ہی درج کیے گئے ہیں لیکن اس سے یہ نتیجہ بھی نہیں نکالا جانا چاہیے کہ آسی کا نسخہ پرچہ ابیات کم اور پرچہ اغلاط زیادہ ہے، آسی کا متن قدیم نسخوں میں نول کشوری اشاعتوں پر، بہ اعتبار متن و کتابت و طباعت، ترقی و اضافہ ہے، بعد کے کلیات میر جن میں عبادت اور مجلس کا مرتب کردہ نسخہ نمایاں ہیں، میں سے بھی آسی کا کلیات میر، زیادہ صحت مند متن کا حامل ہے۔ عبادت کے 'کلیات میر' میں ہر وہ غلطی موجود ہے جس کا حامل نسخہ آسی ہے۔ اس لیے گزشتہ مثالیں نہ صرف آسی کی اغلاط کی نشان دہی کرتی ہیں بلکہ یہ جملہ غلطیاں (اور ان کے علاوہ بھی بے شمار) عبادت صاحب کے نسخے کی بھی ہیں، خواہ اس نسخے کا حوالہ صفحات ماقبل اور بعد میں حواشی میں دیا گیا ہو یا نہ دیا گیا ہو۔ مجلس کے مرتب نے البتہ بہت سی جگہوں پر آسی کے متن سے اختلاف (اکثر حوالے کے بغیر بھی) کر کے اپنا متن بہتر بھی بنایا ہے گو نسخہ مجلس تعداد اغلاط کے اعتبار سے آسی سے بڑھ کر ہے، جن کا ذکر آئندہ صفحات میں کیا جائے گا، لیکن آسی کی ہر غلطی کا حامل یہ نسخہ نہیں ہے۔ آسی کی کلیات میر سے ہم نے اپنے نسخے میں بہت سے مقامات پر فائدہ بھی اٹھایا ہے اور بہت سی جگہوں پر اس زیر بحث نسخے کے متن کو اپنایا بھی ہے، ایسی چند مثالوں کا ذکر کیے بغیر نسخہ آسی پر ہمارا یہ محاکمہ مکمل اور متوازن نہیں ہو سکے گا لہذا ذیل میں کلیات آسی سے بہتری متن کی مثالیں درج کی جاتی ہیں۔

یہ سمجھنا درست نہ ہوگا کہ آسی نے کلام میر کی بہتری میں کوئی خاص کردار ادا نہیں کیا، یہ تو درست ہے کہ گزشتہ اوراق میں نسخہ آسی کی بہت سی اغلاط کی نشان دہی کی گئی ہے لیکن آسی کے کلیات میں ایسی بھی بہت سی مثالیں موجود ہیں جب ان کے متن کو نسخہ کالج اور نول کشور دوم، سوم کے متن پر ترجیح دی گئی، بہت سے مقامات پر کلیات آسی کی مدد سے اشعار میر کا متن بہتر کیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر تمام قدیم نسخوں میں ذیل کے شعر میں اب تلک بھی درج ہے۔ ہم نے آسی کے متن کو بہتر سمجھا اور اپنایا ہے

گلیوں میں اب تلک تو مذکور ہے ہمارا افسانہ محبت مشہور ہے ہمارا

اسی طرح نسخہ کالج اور طبع دوم میں دیوان پنجم کا یہ شعر نہ ہو گو خبر مردماں کے متن کا حامل ہے جب کہ 'مردماں' کی مناسبت سے آسی کے کلیات میں نہ ہوں چونکہ بہتر ہے اس لیے ہم نے یہاں بھی آسی کی پیروی کی ہے۔

نہ ہوں گو خبر مردماں حال بد سے مرا نالہ سب کو خبر کر رہے گا

دیوان ششم کے شعر میں قدیم ماخذات اور آسی کے یہاں ایک اہم اختلاف نسخ ملتا ہے، جس مقام پر ذیل کے شعر میں 'شگاف' درج ہے وہاں ان قدیم نسخوں میں 'نگار' درج ہے جب کہ آسی کے متن کو بہتر سمجھ کر درج کیا ہے

پہلے شگاف سینے کے اطراف درد سے کوچہ ہر ایک زخم کا بازار ہو گیا

دیوان ششم کا یہ مصرع کلیات آسی ص 631 پر درست ہے، دیکھا ہے جن نے اس کو، اس نے مجھے سراہا، جب کہ یہی مصرع نسخہ کالج میں تغید کا حامل ہے، دیکھا ہے ان نے، جس نے، ان کو، مجھے سراہا، اور نول کشور طبع دوم میں اس مصرع کا متن ہے دیکھا ہے ان نے جب سے اس کو مجھے سراہا، ایک غزل بعد ہی ایک اور شعر میں نسخہ کالج ص ۱۴ اور نول کشور طبع دوم ص 429 پر 'اصرار'

درج کرتے ہیں جب کہ آسی کے یہاں اسرار ہے اور یہی درست بھی ہے

خون کر کے ٹک نہ دل اُن نے لیا کشتہ و مردہ ہوں اس اسرار کا

کسی کی جگہ ہم نے آسی کے حاشیے کو بہتر تصور کرتے ہوئے متن میں شامل کیا ہے اور حواشی میں اس تیس کو قبول کرنے کی وجہ بھی مذکور کر دی ہے مثال کے طور پر ذیل کے شعر میں قافیہ 'دانا' درج ہوا ہے لیکن چونکہ سارا اتلازمہ 'دریا' کا ہی ہے، اس لیے ہم نے آسی کی تجویز کو حوالہ دے کر شامل متن کر لیا ہے

کیسا ہی پانی ہوا اُس کو پیری میں جانا ہے پیر تھا جوانی میں مگر تو میر دریا آشنا

دیوان سوم ردیف ب کی پہلی غزل کے مطلع میں قدیم نسخوں میں مصرع درج ہے 'ماہ صیام آیا، کر قصد اعتکاف اب' جب کہ آسی کے یہاں مصرع اول کے متن 'ہے' کی مطابقت مصرع ثانی سے بہت بہتر ہے، اس لیے اسی کو اختیار کیا ہے

ماہ صیام آیا، ہے قصد اعتکاف اب جانیٹھیں میکدے میں مسجد سے اٹھ کے صاف اب

الفاظ اور معانی میں مناسبت کے اصول کو ہمارے کلاسیکی شعر میں نہایت اہمیت حاصل ہے، اسی اصول کی رو سے ذیل کے شعر میں بھی نول کشور دوم، سوم کے لفظ 'کھینچے' کی جگہ آسی کے لفظ 'کھینچتے' کو داخل شعر اس لیے کیا ہے کہ اسی مصرع کے لفظ 'دیکھیں' کے ساتھ اسی کی معنوی مناسبت زیادہ ہے، شعر ہے

کھینچتے ہیں جاے خوں میں کن کن کے میر دیکھیں لگتی ہے سرخ اُس کے دامن کے تیں سخاف اب

اسی دیوان میں ایک اور شعر کا متن ہمیں آسی کے یہاں بہتر لگانے کا لُج اور طبع دوم، سوم میں 'پیش تر' بظاہر غلط دکھائی نہیں دیتا لیکن آسی کا متن 'پیش تر' شعر کے مفہوم کے زیادہ مطابق ہے

منزل کو مرگ کی تھا آخر مجھے پہنچنا بھیجا ہے میں نے اپنا اسباب پیش تر سب

اسی طرح آسی کے یہاں ص 550 پر مصرع درست ہے اور یوں ہے 'عشق کی گرمی دل کو پہنچی کہتے ہی آزار بہت'، تمام نسخوں بشمول مجلس کے متن میں اس 'ہی' کی جگہ 'ہیں' درج ہوا ہے جو درست نہیں ہے۔ اسی غزل کا ایک شعر نسخہ کالج ص 630 اور نول کشور دوم ص 382 پر درست نہیں وہاں 'امید ہی سے' درج ہے جب کہ آسی کا متن درست ہے اور ہم نے یہی درست متن اپنایا ہے، شعر یہ ہے

کم ہے امید ہی کی اتنی نزاری پر اُس کے پچھلے دنوں دیکھا تھا ہم نے عاشق تھے بیمار بہت

دیوان ششم کی ردیف 'ز' کی پہلی غزل کا مطلع نسخہ کالج اور نول کشور دوم میں درست نہیں، وہاں متن یوں ہے 'دل کی آفت ہی آئی جانوں پر' جب کہ آسی کے یہاں مصرع بہت بہتر ہے، اس لیے فوقیت دی گئی

دل گئے آفت آئی جانوں پر یہ فسانہ رہا زبانوں پر

اسی غزل کا یہ مصرع نسخہ کالج میں، درست نہیں، وہاں 'ز' میں سے 'کی جگہ' زنی درج ہے، شعر ہے

گرچہ انسان ہیں زمیں سے ولے ہیں دماغ اُن کے آسمانوں پر

دیوان پنجم کی ردیف و کا آخری شعر نسخہ کالج اور نول کشور دوم میں غیر موزوں ہے، وہاں مصرع ہے '۔۔۔ مری آنکھوں میں میر'

جب کہ آسی کے یہاں موزوں اور درست مصرع یوں ہے
 نہ بنے جو دلبر سادہ تو نہ بھلا لگے مری آنکھوں میں
 دیوان ششم کی یہی ردیف، دوسری غزل میں مندرج ایک شعر نسخہ کالج اور طبع دوم میں درست نہیں، وہاں مصرع ہے ہم بے
 خودانہ مجلس تصویر۔۔۔ جب کہ آسی کا متن درست ہے، شعر ہے

ہم بے خودانہ مجلس تصویر اب گئے تم بیٹھے انتظار ہمارا کیا کرو
 یہ چند مثالیں ہی اس امر کو ثابت کرنے کے لیے کافی ہیں کہ آسی کے مرتبہ کلیات میر میں قدیم نسخوں کی بہت سی اغلاط
 دور کی گئی ہیں۔ تمام مطبوعہ کلیات میر کے تحقیقی مطالعے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ میر کا نسخہ آسی اگر نسخہ کالج سے (مزید)
 استفادہ کرتا اور طبع سوم پر انحصار کم کیا جاتا تو اس کا متن، ماقبل و مابعد کے (بھی) سبھی نسخوں سے بہ اعتبار صحت بہتر ہو سکتا تھا۔

5۔ کلیات میر (جلد اول تا چہارم) مرتبہ کلب علی خاں فائق، مطبوعہ مجلس ترقی ادب، لاہور، 1976ء تا 1981ء
 نسخہ مجلس کے نام سے، مقالہ ہذا میں، ہر جگہ ذکر کیے گئے اس کلیات کلام میر کو اس اعتبار سے اعزاز حاصل ہے کہ نسخہ
 آسی کے بعد یہ دوسرا کلیات ہے جس سے اہل علم مطالعہ میر کے سلسلے میں فیض یاب ہوتے ہیں۔ جن طباعتوں کو ہم نے متداول
 اور مرؤجہ قرار دیا، ان میں یہ تیسری اور آخری ہے۔ نسخہ عبادت کا ذکر الگ سے کرنے کی ضرورت نہیں، آسی کے نسخے پر مفصل
 تبصرہ کے دوران یہ ثابت ہو چکا کہ وہ تمام اغلاط خواہ متن کی ہوں یا کتابت کے سہو، جو آسی کے یہاں ہیں وہ من و عن نسخہ عبادت
 میں موجود ہیں، بس ان پر خود اس نسخے کی اغلاط کتابت کا اضافہ کر لیا جائے تو نسخہ عبادت کا محاکمہ مکمل ہو جائے گا، اطمینان بخش
 امر یہ رہا کہ مطالعہ کلام میر کے سلسلے میں اس نسخے کا رواج اہل علم میں نہیں ہو سکا۔ نسخہ مجلس البتہ ہمارے یہاں درس گاہوں کے
 علاوہ بھی میر کے مطالعے کے لیے اس نسخے کی روایت خاصی محکم ہے اس لیے ضروری ہے کہ ان اوراق میں نسخہ مجلس کے متن کی
 اغلاط کے علاوہ، مرتب کے حواشی اور فہم شعر کے شواہد سمیت جو امور بھی سامنے آئیں، انہیں اس نسخے کی ترتیب، ردیف دار کے
 مطابق ذیل کی سطور میں زیر بحث لایا جائے۔

دیوان اول ردیف الف، غزل نمبر 21 جلد اول ص 113 پر پُرسش کی جگہ پُرسش درج ہوا، کتابت کی اس نوع کی
 غلطیاں جو اس نسخے میں بڑی تعداد میں ملتی ہیں، محض اس لیے موجود ہیں کہ اشعار میر کا مطالعہ بار بار اور وقت نظر کے ساتھ نہیں کیا
 گیا، شعریہ ہے

بن پوچھے کرم سے وہ، جو بخش نہ دیتا تو پُرسش میں ہماری ہی دن حشر کا ڈھل جاتا
 نسخہ مجلس میں سہو ہائے کتابت دور نہ کرنے کے خطرناک رجحان کے پیش نظر ہی ہم نے اس تدوین میں اس پہلو پر
 سب سے زیادہ توجہ دی ہے اور اس امر کو بہت یقینی بنانے کی سعی کی ہے کہ ہماری کتابت میں اس طرح کی کوئی ایک غلطی بھی نہ
 رہنے پائے۔ گو اس بات کا دعویٰ پھر بھی نہیں کیا جاسکتا کہ ایسا کرنے میں ہم سو فی صد کامیاب بھی ہو گئے ہیں تاہم ہماری کاوش کا
 ثبوت مقالہ ہذا میں متن میر کا مطالعہ ہی فراہم کر سکتا ہے۔ ایک بات اس نسخے کے حوالے سے یہ بھی کہ کچھ حلقے یہ تصور رکھتے ہیں

کہ فائق صاحب نے بھی نسخہ عبادت کی طرح صرف اور صرف آسی کی کلیات سے اپنا متن میر ترتیب دیا ہے اور یہ کہ اُن کے پیش نظر قدیم نسخے نہیں رہے، یہ گمان درست نہیں اس لیے کہ نسخہ مجلس کے حواشی میں نہ صرف تین مطبوعہ نسخوں اور ایک مخطوطے کا ذکر ملتا ہے، ان مطبوعہ نسخوں سے فائق صاحب کے اختلاف نسخ کی موازنے کے بعد یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ انہوں نے نسخہ کالج، نول کشور دوم اور سوم کے متن کو بہت سی جگہوں پر، جہاں آسی کا کلیات درست متن فراہم کرنے سے قاصر تھا، استفادے کی خاطر دیکھا ہے۔ گو ایک بات ناقابل فہم ہے کہ بہت سے ایسے مقامات جہاں آسی کا متن ناقابل قبول حد تک غلط تھا، وہاں بھی اتباع آسی کیا گیا۔ اس بارے میں مثالیں ہم آگے چل کر پیش کریں گے۔ مختصر یہ کہ تدوین کلام میر کے حوالے سے یہ نسخہ کافی وشافی تصور کیا جاسکتا تھا، اگر اس میں چند ایک خرابیاں دور کر دی جاتیں، یعنی قدیم نسخوں پر آسی کے متن کی بے جا فوقیت، کتابت، وقوف و اعراب خصوصاً اضافتوں کی اغلاط اور تدوینی ریاضت میں کوتاہی کم سے کم کی جاتی تو یہ کلیات میر بہت بہتر ہو سکتا تھا لیکن ان اغلاط کی موجودگی میں یہ اپنے ماقبل اور ماخذ نسخے یعنی نسخہ آسی سے بھی درجہ اعتبار بہ اعتبار صحت و بہتری متن میں کم تر قرار پاتا ہے۔ لہذا ہم نے جہاں بھی اختلاف نسخ مابین آسی و مجلس (بلا حواشی اختلاف) پایا وہاں اگر کوئی اور وجہ نہیں تو آسی کے متن کو ہی فوقیت دی ہے۔

نسخہ مجلس کے مرتب نے ماقبل کے نسخوں پر جس چیز کا اضافہ کیا وہ اشعار کے متن میں علامت وقف کا اندراج ہے، اس چیز کو کچھ فاضل حضرات نہایت ناپسندیدہ تصور کرتے ہیں، اُن کے نزدیک جب اُن شعر اور اُن کے زمانے سے قریب ترین نسخوں میں وقوف و اعراب کا رواج نہیں تھا تو اب ان علامات کا شامل متن کرنا احسن نہیں اور چونکہ اس طرح کی علامات سے قرأت و خواندگی متن کے امکانات محدود ہوتے ہیں اور کثیر المعنی امکانات، توضیح شعر کے مسدود ہوتے ہیں، اس لیے وقوف وغیرہ کا اندراج نہ صرف غیر ضروری بلکہ گمراہ کن ہے۔ کلاسیکی شعرا کے کلام کی حد تک ان کے خیالات میں وزن ہے لیکن ہم اسے 'بدناتی' قرار دے کر بھی ردوار کھنے کے حق میں ہیں کیونکہ کلاسیکی شعر و شاعری کے فائدے میں یہ بات جاتی ہے کہ اُس کا متر زیادہ سے زیادہ قارئین تک، زیادہ سے زیادہ سہل المطالعہ بنا کر پیش کیا جائے۔ شعر کی نحوی ساخت نثر سے الگ ہوتی ہے، قد زبان کا روزمرہ اور محاورہ بھی بہت الگ ہونے کی بنا پر، ان علامات کا اندراج مفید نتائج کا ذریعہ ہو سکتا ہے۔ اس لیے ہم اپنے تیار کردہ متن میر میں ہر اُس جگہ علامت وقفہ درج کی ہے جہاں اس کے درج کرنے سے مصرع روانی کھوئے بغیر، ترسیل معنی کے اعتبار سے بہتر ہوتا ہے، اس معاملے میں بھی ہم نے نسخہ مجلس سے حد درجہ عبرت حاصل کی ہے، اس نسخے میں علامات وقف کا بہت غلط اور گمراہ کن استعمال ہوا ہے، جس کی متعدد مثالیں پیش کی جائیں گی۔ مثال کے طور پر غزل نمبر 23 دیوان او ص 114 پر 'جزا بسا' کے درمیان کامہ درج ہوا اور یوں اس کے محاوراتی امکان کو ختم کر دیا اور پورے مصرعے کا مفہوم خاک میں مل کر رہ گیا۔ شعر ہے

آخر اجاڑ دینا اس کا قرار پایا

شہر دل ایک مدت اجزا بسا غموں میں

دیوان اوّل کی غزل نمبر ۳۲ کا ایک شعریوں ہے

وہ مرغِ نامہ بر جو مرا نامہ لے گیا

پہنچا نہ پہنچا آہ، کیا سو گیا غریب

مجلس کے مرتب نے مصرع اول میں وقفے کی غلطی کے ساتھ ساتھ کتابت کی غلطی بھی کردی اور مصرع اولیٰ یوں درج ہوا ہے پہنچا نہ پہنچا آہ گیا، سو گیا غریب۔ غلط علامت وقف کی ایک اور مثال غزل نمبر 35 (دیوان اول) کے مطلع میں ملاحظہ ہو، 'فقیر' اور 'اللہ' کے درمیان کامہ درج ہے

مت ہو دشمن اے فلک مجھ پامالِ راہ کا خاک افتادہ ہوں میں بھی اک فقیر اللہ کا
نسخہ مجلس کی ایک بڑی خرابی متن، اضافتوں کا غلط استعمال ہے، بعض جگہوں پر جہاں ان کی ضرورت تھی، درج نہیں ہو سکیں، لیکن زیادہ خرابی اُن مقامات پر ہوئی جہاں ان کی ضرورت نہیں تھی اور درج کی گئیں اس طرح بسا اوقات معنی میں خلل واقع ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر پہلے شعر ملاحظہ ہو

ہو خشک تو بہتر ہے وہ ہاتھ بہاراں میں مانند نے زگس جو جام نہیں رکھتا
نسخہ مجلس جلد اول ص 126 پر 'مانند' نے زگس درج ہے۔ یوں غلط مقام پر اضافت کا اندراج ہوا، اور نے زگس کو بے اضافت رکھنے سے مصرع کے معنی متاثر ہوئے۔ ایک ہی مصرع میں دو فاحش اغلاط کا مشاہدہ کرنا ہو تو اسی غزل کا یہ شعر ملاحظہ ہو
وہ مفلس اُن آنکھوں سے کیونکر کے بسر آوے جو اپنی گرہ میں اک بادام نہیں رکھتا
نسخہ مجلس میں جلد اول ص 126 پر مصرع اولیٰ کا متن یہ ہے 'دو مفلس اُن آنکھوں سے کیونکر کے بسر آوے'۔ جس مقام پر اضافت کے بغیر معنی کی ترسیل میں غلطی کا امکان ہو، وہاں اضافت درج نہ کرنا، معنی کو غلط کرنے کا باعث ہو سکتا ہے مثلاً غزل نمبر 39 کا مقطع اور خوب دلچسپ شعر ہے

عریاں تنی کی شوخی سے دیوانگی میں میر مجنوں کے دشتِ خار کا دامن بھی چل گیا
مجلس کا متن جلد اول ص 129 پر 'دشتِ خار' بے اضافت درج ہونے سے معنی برآمد کرنے میں تکلف کا سامنا ہے۔ اس صورت میں 'دامنِ صحرا' کی بجائے 'خارِ صحرا' کے دامن سے کپڑا مسکانا پڑتا ہے تاکہ 'عریاں تنی کی شوخی' میں مجنوں کی ہم سری صحرا یا خارِ صحرا سے ہو سکے۔ اگلی ہی غزل کے دوسرے شعر میں لفظ 'رنگ' کی کتابت 'زنگ' ہے، اس نوع کی اغلاط پروف پڑھنے میں سرکاری اندازِ تساہل کی پیدا کردہ ہیں، شعر معروف ہے

ہزار رنگ کھلے گل چمن کے ہیں شاہد کہ روزگار کے سرخون ہے ہزاروں کا
دیوان اول کی غزل نمبر 45 کے مطلع میں مصرع اول میں دونوں مقامات اضافت پر اضافت درج نہ ہونے سے معنی میں فرق کے علاوہ ردائی مصرع ختم ہو کر رہ گئی ہے

کئی دن سلوکِ دواع کا مرے درپے دل زار تھا کبھو درد تھا، کبھو داغ تھا، کبھو زخم تھا، کبھو وار تھا
دیوان اول، غزل نمبر 47 کے ایک مصرع میں پھر دو اغلاط ہیں۔ ص 134 پر 'مار پیچ' کو اضافت کے ساتھ درج کیا جو بالکل درست نہیں، 'مار پیچ' بمعنی سانپ کی سی لہر، راہِ پیچ کے معنی میں ہے اور یہاں اضافت سے معنی میں تبدیلی آتی ہے، 'اُس کے' کی جگہ 'اُس کی' درج ہے جب کہ 'کے' کا تعلق 'کوچے' سے ہے جو مذکر ہے۔ شعر یہ ہے

تمام زلف کے کوچے ہیں مار پیچ اُس کے تجھی کو آوے دلا چلنا ایسی راہوں کا

اس سے اگلا شعر آسی کے یہاں درست درج ہے لیکن عبادت اور مجلس کے نسخوں نے 'رکن' کے زیر کی جگہ ضم لکھ کر لفظ 'رکن' بنادیا اور یوں ایک خوب تر شعر قیامت تک کے لیے مبہم ہو کر رہ گیا

۔ اسی جو خوبی سے لائے تجھے قیامت میں تو حرف رکن نے کیا گوش داد خواہوں کا دیوان اول کی غزل نمبر 65 کا ایک شعر غیر ضروری اضافت درج ہونے کی وجہ سے غلط متن کا حامل ٹھہرا، شعر یہ ہے

۔ آتش تیز جدائی میں یکا یک اُس دن دل جلا یوں کہ تنگ جی بھی جلایا نہ گیا

مرتب نسخہ مجلس نے 'آتش تیز جدائی' لکھا، یہاں 'تیز' کو با اضافت درج کرنا درست نہیں ہے، اس طرح مفہوم 'جدائی کی تیز آگ' کی بجائے 'تیزی جدائی کی آگ' بن کر رہ جائے گا۔ غزل نمبر 76 کے مقطع میں لفظ 'کھینچنے' کی جگہ 'کھینچا' لکھا، جو اپنے ماخذ نسخے (آسی) سے مختلف ہی نہیں، غلط بھی ہے۔ شعر کا مفہوم جس لفظ کا تقاضا کرتا ہے وہ تمام نسخوں میں درست ہے

۔ کب نیازِ عشق نازِ حسن سے کھینچے ہے ہاتھ آخر آخر میر سر بر آستان مارا گیا

دیوان اول کی غزل 103 کے ایک شعر میں لفظوں کا درمیانی فاصلہ اس طرح کر دیا کہ درست مصرع پڑھنا ممکن نہیں رہا، مصرع یوں درج ہے 'گو نہ چلاتا مژہ تیر نگاہ'، اس طرح مصرع کا مفہوم یہ ہوگا کہ 'اگرچہ مژگاں، نگاہ کا تیر نہ چلاتا'، یہ غلطی خطرناک ہے کہ مصرع بامعنی ہے لیکن دوسرے مصرع کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں، درست شعریوں ہے

۔ گو نہ چلاتا مژہ تیر نگاہ اپنے جگر سے تو گزر کر گیا

اس موضوع کو ہم بعد کے صفحات میں پیش کریں گے کہ آسی، عبادت اور مجلس کے نسخوں میں کتنے اور کس کس طرح کے قطعات کو قطعات درج ہی نہیں کیا گیا، لیکن یہاں ایک قطعہ درج کرتے ہیں جسے آسی، عبادت اور مجلس میں سے کسی نے قطعہ شمار نہیں کیا حالانکہ بات (مضمون) چار مصرعوں میں مکمل ہو رہی ہے۔ دوسرے مصرع میں لفظ 'ہدایت' کو نول کشور دوم، سوم نے غلطی سے 'ہدایت' درج کیا، نسخہ مجلس نے اس غلطی کی نشان دہی کی اور پھر متن میں خود بھی 'ہدایت' درج کر کے غلطی کو دہرایا۔ جلد دوم، ص 21

۔ مداوا خاطر دلوں سے تھا وگرنہ ہدایت مرتبہ تھا انتہا کا

۔ لگا تھا روگ جب سے یہ تھی سے اثر معلوم تھا ہم کو دوا کا

اسی غزل کا شعر ہے جس میں 'اُبر و ہوا' کو 'اُبر و ہوا' درج کر رکھا ہے، جس سے مصرع سمجھ میں نہیں آتا۔ شعر ہے

۔ نہ جا تو دُور صوفی خائفہ سے ہمیں تو پاس ہے اُبر و ہوا کا

کتابت کی ایک اور شرمناک غلطی، سرکاری کاتب کا میر سے انتقام دکھائی دیتی ہے، دیوان دوم کی ایک غزل کے مقطع کے مصرع اول میں 'سنگِ بالیں' کو 'سنگِ بالیں' لکھا ہے، نسخہ مجلس جلد دوم ص ۳۲

۔ سنگِ بالیں میر کا جو باٹ کا روڑا ہوا سخت کر جی کو گیا اس جا سے وہ رنجور کیا

چند غزلوں کے بعد اضافت کی ایک نہایت غیر ضروری غلطی ملاحظہ ہو

۔ آخر زمانہ سازی سے کھویا نہ دگر میر یہ اختیار تم نے کیا روزگار کیا

نسخہ مجلس میں 'دگر میر' اضافت کے ساتھ درج ہوا ہے حالانکہ یہ اضافت کے بغیر ہے اور مصرع کی نوعیت فجائیہ ہے، دیوان دوم

مجلس کے مرتب نے مصرع اول میں وقفے کی غلطی کے ساتھ ساتھ کتابت کی غلطی بھی کر دی اور مصرع اولیٰ یوں درج ہوا ہے پہنچا نہ پہنچا آہ گیا، سو گیا غریب۔ غلط علامت وقف کی ایک اور مثال غزل نمبر 35 (دیوان اول) کے مطلع میں ملا حظہ ہو، 'فقیر اور اللہ' کے درمیان کامہ درج ہے

مت ہو دشمن اے فلک مجھ پامالِ راہ کا خاک افتادہ ہوں میں بھی اک فقیر اللہ کا
نسخہ مجلس کی ایک بڑی خرابی متن، اضافتوں کا غلط استعمال ہے، بعض جگہوں پر جہاں ان کی ضرورت تھی، درج نہیں ہو سکیں، لیکن زیادہ خرابی اُن مقامات پر ہوئی جہاں ان کی ضرورت نہیں تھی اور درج کی گئیں اس طرح بسا اوقات معنی میں خلل واقع ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر پہلے شعر ملا حظہ ہو

ہو خشک تو بہتر ہے وہ ہاتھ بہاراں میں مانند نے زگس جو جام نہیں رکھتا
نسخہ مجلس جلد اول ص 126 پر 'مانند' نے زگس درج ہے۔ یوں غلط مقام پر اضافت کا اندراج ہوا، اور نے زگس کو بے اضافت رکھنے سے مصرع کے معنی متاثر ہوئے۔ ایک ہی مصرع میں دو فاحش اغلاط کا مشاہدہ کرنا ہو تو اسی غزل کا یہ شعر ملا حظہ ہو
وہ مفلس اُن آنکھوں سے کیونکر کے بسر آوے جو اپنی گرہ میں اک بادام نہیں رکھتا
نسخہ مجلس میں جلد اول ص 126 پر مصرع اولیٰ کا متن یہ ہے 'دو مفلس اُن آنکھوں سے کیونکر کے بسر آوے'۔ جس مقام پر اضافت کے بغیر معنی کی ترسیل میں غلطی کا امکان ہو، وہاں اضافت درج نہ کرنا، معنی کو غلط کرنے کا باعث ہو سکتا ہے مثلاً غزل نمبر 39 کا مقطع اور خوب دلچسپ شعر ہے

عریاں تنی کی شوخی سے دیوانگی میں میر مجنوں کے دشتِ خار کا دامن بھی چل گیا
مجلس کا متن جلد اول ص 129 پر 'دشتِ خار' بے اضافت درج ہونے سے معنی برآمد کرنے میں تکلف کا سامنا ہے۔ اس صورت میں 'دامنِ صحرا' کی بجائے 'خارِ صحرا' کے دامن سے کپڑا مسکانا پڑتا ہے تاکہ 'عریاں تنی کی شوخی' میں مجنوں کی ہم سری صحرا یا خارِ صحرا سے ہو سکے۔ اگلی ہی غزل کے دوسرے شعر میں لفظ 'رنگ' کی کتابت 'زنگ' ہے، اس نوع کی اغلاط پروف پڑھنے میں سرکاری اندازِ تساہل کی پیدا کردہ ہیں، شعر معروف ہے

ہزار رنگ کھلے گل چمن کے ہیں شاہد کہ روزگار کے سرخون ہے ہزاروں کا
دیوان اول کی غزل نمبر 45 کے مطلع میں مصرع اول میں دونوں مقامات اضافت پر اضافت درج نہ ہونے سے معنی میں فرق کے علاوہ روانی مصرع ختم ہو کر رہ گئی ہے

کئی دن سلوک وداع کا مرے درپے دل زار تھا کبھو درد تھا، کبھو داغ تھا، کبھو زخم تھا، کبھو وار تھا
دیوان اول، غزل نمبر 47 کے ایک مصرع میں پھر دو اغلاط ہیں۔ ص 134 پر 'مار پیچ' کو اضافت کے ساتھ درج کیا جو بالکل درست نہیں، 'مار پیچ' بمعنی سانپ کی سی لہر، راہِ پیچ کے معنی میں ہے اور یہاں اضافت سے معنی میں تبدیلی آتی ہے، 'اُس کے' کی جگہ 'اُس کی' درج ہے جب کہ 'کے' کا تعلق 'کوچے' سے ہے جو مذکر ہے۔ شعر یہ ہے

تمام زلف کے کوچے ہیں مار پیچ اُس کے تجھی کو آوے دلا چلنا ایسی راہوں کا

اس سے اگلا شعر آسی کے یہاں درست درج ہے لیکن عبادت اور مجلس کے نسخوں نے 'کن' کے زیر کی جگہ ضم لکھ کر لفظ 'کن' بنا دیا اور یوں ایک خوب تر شعر قیامت تک کے لیے مبہم ہو کر رہ گیا

۔ اسی جو خوبی سے لائے تجھے قیامت میں تو حرف کن نے کیا گوش داد خواہوں کا

دیوان اول کی غزل نمبر 65 کا ایک شعر غیر ضروری اضافت درج ہونے کی وجہ سے غلط متن کا حامل ٹھہرا، شعر یہ ہے

۔ آتش تیز جدائی میں یکا یک اُس دن دل جلا یوں کہ تنک جی بھی جلایا نہ گیا

مرتب نسخہ مجلس نے 'آتش تیز جدائی' لکھا، یہاں 'تیز' کو با اضافت درج کرنا درست نہیں ہے، اس طرح مفہوم 'جدائی کی تیز آگ' کی بجائے 'تیزی جدائی کی آگ' بن کر رہ جائے گا۔ غزل نمبر 76 کے مقطع میں لفظ 'کھینچنے' کی جگہ 'کھینچا' لکھا، جو اپنے ماخذ نسخے (آسی) سے مختلف ہی نہیں، غلط بھی ہے۔ شعر کا مفہوم جس لفظ کا تقاضا کرتا ہے وہ تمام نسخوں میں درست ہے

۔ کب نیاز عشق نازِ حسن سے کھینچے ہے ہاتھ آخر آخر میر سر بر آستان مارا گیا

دیوان اول کی غزل 103 کے ایک شعر میں لفظوں کا درمیانی فاصلہ اس طرح کر دیا کہ درست مصرع پڑھنا ممکن نہیں رہا، مصرع یوں درج ہے 'گو نہ چلاتا مژہ تیر نگاہ'، اس طرح مصرع کا مفہوم یہ ہوگا کہ 'اگرچہ مژگاں، نگاہ کا تیر نہ چلاتا'، یہ غلطی خطرناک ہے کہ مصرع بامعنی ہے لیکن دوسرے مصرع کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں، درست شعریوں ہے

۔ گو نہ چلاتا مژہ تیر نگاہ اپنے جگر سے تو گزر کر گیا

اس موضوع کو ہم بعد کے صفحات میں پیش کریں گے کہ آسی، عبادت اور مجلس کے نسخوں میں کتنے اور کس کس طرح کے قطعات کو قطعات درج ہی نہیں کیا گیا، لیکن یہاں ایک قطعہ درج کرتے ہیں جسے آسی، عبادت اور مجلس میں سے کسی نے قطعہ شمار نہیں کیا حالاں کہ بات (مضمون) چار مصرعوں میں مکمل ہو رہی ہے۔ دوسرے مصرع میں لفظ 'ہدایت' کو نول کشور دوم، سوم نے غلطی سے 'ہدایت' درج کیا، نسخہ مجلس نے اس غلطی کی نشان دہی کی اور پھر متن میں خود بھی 'ہدایت' درج کر کے غلطی کو دہرایا۔ جلد دوم ص 21

۔ مدا دا خاطر وں سے تھا دگر نہ ہدایت مرتبہ تھا انتہا کا

لگا تھا روگ جب سے یہ تبھی سے اثر معلوم تھا ہم کو دوا کا

اسی غزل کا شعر ہے جس میں 'آبر و ہوا' کو 'آبر و ہوا' درج کر رکھا ہے، جس سے مصرع سمجھ میں نہیں آتا۔ شعر ہے

۔ نہ جا تو دور صوفی خائفہ سے ہمیں تو پاس ہے آبر و ہوا کا

کتابت کی ایک اور شرمناک غلطی، سرکاری کاتب کا میر سے انتقام دکھائی دیتی ہے، دیوان دوم کی ایک غزل کے مقطع کے مصرع اول میں 'سنگِ بالیں' کو 'سنگِ بالیں' لکھا ہے، نسخہ مجلس جلد دوم ص ۳۲

۔ سنگِ بالیں میر کا جو باٹ کا روڑا ہوا سخت کر جی کو گیا اس جا سے وہ رنجور کیا

چند غزلوں کے بعد اضافت کی ایک نہایت غیر ضروری غلطی ملاحظہ ہو

۔ آخر زمانہ سازی سے کھویا نہ وقر میر یہ اختیار تم نے کیا روزگار کیا

نسخہ مجلس میں 'وقر میر' اضافت کے ساتھ درج ہوا ہے حالاں کہ یہ اضافت کے بغیر ہے اور مصرع کی نوعیت فجائیہ ہے، دیوان دوم

کی ردیف الف ہی میں کتابت کی ایک اور غلطی، جو اگر پروف دھیان سے پڑھا جاتا تو دور کی جاسکتی تھی
 کس زور سے فرہاد نے خارا شکنی کی ہر چند کہ وہ بے کس و بے تاب و تو اس تھا
 نسخہ مجلس کے کاتب نے 'خار شکنی' کتابت فرمائی ہے۔ جلد دوم کے ص 67 پر درج غزل کے مطلع میں ردیف کے بعد 'ہے' کا
 اضافہ کر دیا، شعر ہے

طوفان میرے رونے سے آخر کو ہو رہا یوں کی طرح بستی یہ سب میں ڈبو رہا
 مجلس کے نسخے میں مصرع اول 'آخر کو ہو رہا ہے' کے متن کے ساتھ درج ہوا ہے۔ دیوان سوم کی ایک غزل کا مقطع ہے
 تسبیح تک تو میر نے رکھا کلال کے وقت نماز اب بھی ہوئے تھے امام کیا
 یہ متن سبھی نسخوں کا متفقہ ہے، لیکن جلد سوم ص 34 پر اس شعر کے حوالے سے حاشیہ درج ہوا کہ 'اب بھی' سے مفہوم واضح نہیں ہوتا،
 شاید یہ لفظ 'آپھی' ہو، حالاں کہ 'اب بھی' یہاں بہ لحاظ معنی اور وزن درست ہے، 'آپھی' کے بعد شعر بے معنی ہو جائے گا، میر نے
 ایک لفظ 'لگو' بمعنی دوست، آشنا، پیچھے پڑ جانے والا، متعدد مرتبہ استعمال کیا ہے، دیوان سوم کے ایک مقطع میں بھی یہی لفظ درج
 ہے، لیکن مرتبہ نسخہ مجلس نے حاشیے میں درج کیا کہ یہ درست نہیں، اُن کے خیال میں 'لگو نہیں' کی جگہ 'لگوں ہی' ہونا چاہیے
 حالاں کہ اس شعر میں جو متن درج ہے وہی درست ہے

لگو نہیں، اگر آنکھ تیری ہو میر تماشا کر اُس کی نظر گاہ کا
 نسخہ مجلس کے صفحہ 44 پر کتابت کی یہ غلطی نہایت مضحکہ خیز ہے، 'سوزش' کو 'سازش' لکھا گیا ہے اور لطف یہ کہ ان جلدوں کی
 اشاعت ثانی میں بھی یہ تمام اغلاط جوں کی توں موجود ہیں۔ شعر یہ ہے

کے ہم نے تب درونے کی سوزش سے عافیت سب تن بدن اس آگ نے اپنا بھسم کیا
 کتابت کی اغلاط کی بھی گونا گوں اقسام نسخہ مجلس میں ملتی ہیں، ایک لفظ سے متعلق حرف کو دوسرے لفظ کے ساتھ ملا کر لکھنے سے اکثر
 اوقات بے حد پریشان کن صورت حال جنم لیتی ہے، سہو کتابت کی اس نوع کو گناہ بے لذت قرار دیا جاسکتا ہے، قدیم نسخوں میں
 الفاظ ساتھ ملا کر لکھنے سے جس طرح کے تسامحات جنم لیتے تھے، مجلس کی کتابت ٹائپ میں ہونے کے باوجود، ان اغلاط کے
 سرانجام دینے میں کسی سے کم نہیں مثلاً جلد سوم ص 46 'گور ہی اُس کو' کی صورت یہ تحریر کی ہے 'گور ہی اُس کو۔۔'، شعر ہے
 گور ہی اُس کو جھنکائی عشق جس کے ہاں گیا اس طبیب بدشگونوں نے کس کے تئیں اچھا کیا

تدوین متن کا محقق اپنے حواشی کے حوالے سے رسوا ہوتا ہے، شاید اسی لیے بہت سے ذہین تدوین کار، زیادہ حواشی لکھنے اور بعض
 اوقات سرے سے حواشی لکھنے سے ہی گریز کرتے ہیں۔ نسخہ مجلس میں متن و کتابت اور اعراب و وقوف کی اغلاط کے ساتھ ساتھ
 اُن کے حاشیوں نے بھی اختلاف کی راہیں کھولی ہیں۔ مثال کے طور پر جلد سوم ص 47 پر یہ شعر درج ہے

ہم جو اُس بن خوار ہیں حد سے زیاد یار یاں تک آن کر کیا کم ہوا
 یہ متن اسی کے نسخے کے مطابق ہے اور درست ہے، نول کشور دوم، سوم میں 'کم' کی جگہ 'گم' درج ہے جو غلط ہے۔ فائق صاحب کا
 خیال ہے کہ اسی کا متن غلط ہے اور دوم، سوم میں 'گم' درست ہے۔ انہیں مصرع اول میں 'زیاد' کا لفظ بھی دکھائی نہیں دیا جس کے

بعد 'کم' سے بہتر کوئی لفظ نہیں اور یوں بھی 'کم ہونا' روزمرہ ہے کہ نقصان ہونا، گھس جانا، گھٹ جانا کے معنی میں ہے۔ اس نوع کے حواشی سے فائق صاحب کی شعر فہمی کے بارے میں وسوسے پیدا ہوتے ہیں۔ ایک اور لفظ کے بارے میں فائق صاحب کا غلط اندازہ ملاحظہ ہو، جلد سوم ص 49 پر شعر ہے

۔ اس جنس خوش کے پیچھے کھپا میں چواؤ کیا
میں نے کسو کا کیا کیا، اپنا زیاں کیا

فاضل مرتب نسخہ مجلس کا خیال ہے کہ نسخہ کالج کا 'چواؤ' اور نول کشور طبع سوم کا 'خواؤ' دونوں غلط ہیں اور طبع دوم میں 'جواؤ' درست ہے، حالاں کہ 'جواؤ' نام کا لفظ کسی لغت میں نہیں ملتی، 'چواؤ' بمعنی ذکر، چرچا، عجیب و غریب بات کے معنی کے ساتھ یہاں مکمل کارآمد ہے اور اردو لغت تاریخی اصول پر جلد ہفتم ص 645 پر درج ہے۔ دیوان سوم کی ایک اور غلط فہمی شعر، لفظ نہ سمجھ سکنے کی پیدا کردہ ہے اور فائق صاحب کے حاشیے نے اس بات کا پردہ چاک کیا ہے، پہلے شعر

۔ ہر چند کہ تھی رتکھنے کی جائے ترے لب
پر گالیاں دیں اتنی انہوں سے کہ رُجھایا

جلد سوم ص 54 پر اس شعر کے حوالے سے حاشیہ میں فرمایا کہ تھی سے مفہوم واضح نہیں ہوتا، غالباً نہ تھے کو کہ تھی پڑھا گیا ہے، شعر بالکل واضح اور صاف ہے لیکن فائق صاحب کی سمجھ میں اس لیے نہیں آیا کہ انہوں نے لفظ 'رُجھایا' بمعنی روک دینا، ستانا، تنگ کرنا، چھیڑنا، کورجھایا سمجھا اور درج کیا، اسی لیے کہ تھی کو نہ تھی سے بدل کر مفہوم کو 'رُجھانا' کے مطابق بنانا چاہتے ہیں۔ دیوان چہارم کی پہلی ہی غزل کا شعر ہے

۔ یا رب ہماری جانب یہ ننگ کیوں ہے عائد
جی ہی سے مارتے ہیں جو نام لے وفا کا

اس شعر میں دونوں مصرعوں میں اغلاط ہیں مصرع اول میں 'عائد' یا 'عاید' کو 'عابد' لکھا اور مصرع ثانی میں 'جی ہی سے' کی جگہ 'جی ہی' ہے درج ہوا، ظاہر ہے اس متن میں یہ امکان تو ہے کہ قاری شعر پڑھنا اور سمجھنے کی کوشش کرنا ترک کر دے، با معنی ہونے کا امکان نہیں۔ وقفے اندراج کرنے کا شوق مرتب نسخہ مجلس کو اس قدر ہے کہ ان کے کاتبوں تک میں سرایت کر گیا ہے، ورنہ ذیل کے شعر میں (جلد سوم ص 246) 'تصرف' اور 'میں' کے درمیان 'کا' درج کرنے کا فیصلہ فاضل مرتب کا نہیں ہو سکتا،

۔ زمین غزل ملک سی ہو گئی
یہ قطعہ تصرف میں بالکل کیا

دیوان چہارم کی ایک غزل میں ردیف 'کیا' کی جگہ 'کب' درج کر دی، جس سے مصرع بے زمین و بے معنی ہو گیا، جلد سوم ص 250

۔ ڈرتا ہی میں رہا کہ پلک کوئی گڑ نہ جائے
آنکھوں سے اُس کی رات جو تلوے ملا کیا

اسی دیوان کے ایک شعر میں لفظ پٹھکی، نسخہ کالج اور نول کشور دوم کے مطابق ہے جب کہ نسخہ آسی میں پٹھکی ہے، مرتب نسخہ مجلس کے خیال میں آسی کے یہاں یہ لفظ سہو کتابت ہے، حالاں کہ یہ دونوں املا، ایک ہی لفظ کے ہیں، اس لیے دونوں متون کو درست سمجھنا چاہیے، فائق صاحب کی اس طرح کی لفظ شناسی سے بہت خوف آتا ہے، شعر یہ ہے

۔ بلبل بھی تو نالاں تھی پر سارے گلستاں میں
اک آگ پٹھکی، میں جب سرگرم فغاں آیا

جلد سوم کے ص 262 پر درج ایک شعر پہلے ملاحظہ فرمائیں اور پھر اس شعر پر مرتب کا حاشیہ ملاحظہ کریں

۔ عشق میں تیرے کیا کیا سن کر یار گئی کر جاتے ہیں
یعنی غم کھاتے ہیں بہت ہم، غم بھی ہم کو کھاوے گا

مرتب آگاہ ہیں کہ نسخہ کالج اور طبع دوم، سوم میں گئی کز درج ہے، اُن کا یہ خیال البتہ غلط ہے کہ اسی کے یہاں متن گئی کز درج ہے، اسی کا متن بھی بغور دیکھنے پر وہی کڑی ہے۔ خود گئی کز اسی کے فرضی تتبع میں درج کرتے ہیں اور پھر فرماتے ہیں کہ مفہوم واضح نہیں ہوتا، حالاں کہ اگر وہ گئی کز کو درست مان کر اس لفظ کی تحقیق کرتے تو انہیں گئی، بمعنی درگزر، تخیل، تفاعل، مل جاتا۔

دیوان چہارم کی آخری غزل (ردیف الف) میں کل پانچ شعر ہیں، کاتب نسخہ مجلس نے جلد سوم ص 241، غزل نمبر 40 کے چوتھے شعر کا مصرع ثانی درج کرنے کی بجائے پانچویں اور آخری شعر کا مصرع ثانی یہاں بھی درج کر دیا ہے، اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ مجلس کے نسخے کی تصحیح متن کی کاوش کس انداز کی رہی ہے، مقطع جس کا دوسرا مصرع مکرر درج ہوا یہ ہے

گلہ لب تک نہ آیا میر ہرگز کھا جی ہی میں غم سارا ہمارا

غلط اضافت درج کرنے کی روایت نسخہ مجلس میں بہت محکم ہے، تاہم ذیل کے شعر کے مصرع ثانی میں رنگ چمن درج کرنے کی غلطی اسی، عبادت اور مجلس میں مشترک ہے، اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ شعر درج کرنے سے پہلے اُس کے معنی پر غور کرنے کا فقدان بہت رہا ہے

گل تھے سو سورنگ پر ایسا شورِ طیور بلند نہ تھا اُس کے رنگ چمن میں کوئی شاید پھول نظر آیا
نسخہ مجلس جلد چہارم ص 24 میں دوائے کی جگہ دئے درج ہوا جب کہ اسی کا متن درست ہے، شعر ہے

یار ہمراہ نقش جس دم تھا دوائے مردے میں میرے دم نہ ہوا

دیوان پنجم ردیف الف میں ایک شعر کے ایک مصرع میں اسی نے غلط متن درج کیا تو ایک مصرع میں نسخہ مجلس نے ہیبت کو نیت لکھ مارا، دوسرے مصرع میں اسی کے کاتب نے سیل بلا سے لکھا جب کہ کالج کے متن میں سیل بلا ہے جو بالکل درست ہے، شعر خود ملاحظہ فرمائیے

نعرہ کرنا عاشق کا ہے ساتھ اک ہیبت کے یعنی سن آواز اس شیر نر کی سیل بلا ہے دہل جاتا

نسخہ مجلس جلد چہارم ص 186 پر ایک شعر کے ایک ہی مصرع کے بارے میں دو حواشی درج کیے، بتایا کہ دس گنا کو کسی نے دس کیا درج کیا تو کسی اور نے دس کیا لکھا، اسی کے یہاں دس گنا ہے اور یہی درست ہے اور ہم یہ دیکھ کر حیران رہ جاتے ہیں کہ خود مجلس کے متن میں دس گنا لکھا ہوا ہے، شعر ہے

غورِ حُسن اُس کا دس گنا ہے ہمارا عشق اُسے رکن نے جتایا

لہذا اگر اگلے ہی صفحے (181) پر درج اس شعر میں پری دار کو پری دار لکھا جائے تو یہ کتابت کی نہایت معمولی غلطی قرار پائے گا۔ شعر ہے

سائے کو اُس کے دیکھ کے وحشت بلا ہوئی دیوانہ مجھ کو جیسے پری دار کر دیا

ابھی دیوان ششم ختم نہیں ہوا، ردیف الف ہی میں گردش نے آسمان کی جگہ دئے درج ہوا، اسی کے یہاں تو بالعموم یائے معروف و مجهول کا امتیاز روا نہیں رکھا جاتا لیکن مرتب نسخہ مجلس نے اکثر جگہوں پر مصرع کی مطابقت سے کے، کی وغیرہ درست درج کی ہیں، لیکن کچھ جگہوں پر یہ درستگی نہیں ہو سکی جیسے ذیل کے شعر میں

گردش نے آسمان کی عجائب کیا سلوک پیر کبیر جب میں ہوا، وہ جواں ہوا

مجلس کی جلد چہارم کے ص 201 پر غلط اضافت درج کرنے سے مصرع کے معنی تقریباً ختم ہو کر رہ گئے۔ وہاں تلاش جوش بہار۔۔۔ درج ہے جب کہ شعر با معنی یوں ہوتا ہے

گئے تھے سیر چمن کو اٹھ کر، گلوں میں ٹک جی لگانا اپنا
تلاش جوش بہار میں کی، نگار گلشن میں تھا نہ اپنا
اسی صفحے پر اسی غزل کے ایک شعر کا مصرع یوں درج ہے نہ ہوش ہم کو، نہ صبر دل تم کو، نہ شور سر میں، نہ زور پا میں، اس مصرع میں 'صبر دل تم کو' میں 'دل' زائد ہے، جس کے بعد مصرع سا قطع الوزن بھی ہوا اور بے معنی بھی۔ نسخہ مجلس جلد اول ص 210، آسی ص 55 'کے' کی جگہ مصرع ثانی میں 'کی' درج ہے، آسی تو یائے معروف و مجہول میں فرق روا نہیں رکھتے، مرتب مجلس نے بھی یہاں 'کی' درج کر کے مصرع کے معنی بدل دیئے ہیں اور 'کی' کے ساتھ مصرع بہ اعتبار معنی ہلکا بھی ہوا اور مصرع اول سے ربط بھی ختم ہوا، گویا شعر مبہم ہو کر رہ گیا، درست متن یوں ہے

کس کے لگا ہے تازہ تیر نگاہ اُس کا اک آہ میرے دل کے ہوتی ہے پار ہر شب
نسخہ مجلس کے مرتب نے ایک لفظ کی غلط تفہیم میں جس مستقل مزاجی کا مظاہرہ فرمایا، یہ بلاشبہ انہی کا حصہ ہے، میر کا ایک پسندیدہ لفظ 'دیدہ در' اور 'دیدہ درائی' ہے جسے انہوں نے بیسیوں مرتبہ باندھا ہے، ایک جگہ 'دیدہ در' بھی استعمال کیا ہے۔ فائق صاحب نے اسے دیدہ در (صاحب نظر) کے معنی میں سمجھا اور ہر جگہ تمام چھ دواوین میر میں نہایت دیدہ دلیری کے ساتھ ہر جگہ 'دیدہ درائی' اور 'دیدہ در' ہی لکھا اور یوں خود اپنے دیدہ در ہونے یا دیدوں کے بہتر استعمال کی کوئی بہت عمدہ مثال قائم نہیں کی، کسی ایک جگہ حاشیہ میں 'دیدہ در' کے معنی پر بھی تبصرہ کیا، جس کے بعد ہمیں یقین ہو گیا کہ یہ ہر جگہ کا تب دال کو دواوین نہیں بنادیتا بلکہ فاضل مرتب نے ہی اسے واؤ کے ساتھ درج فرمایا ہے۔ اس غلطی کی آٹھ مثالیں ہم ذیل میں درج کرتے ہیں، باقی آپ حواشی میں خود ملاحظہ فرمائیے گا 'دیدہ درائی' شوخ چٹشی، بے شرمی، ڈھٹائی، بے حیائی کے معنی کا حامل میر کا مرغوب لفظ ہے۔ نسخہ مجلس جلد دوم ص 96 پر ذیل کے شعر میں 'دیدہ درائی' درج ہے، شعر یہ ہے

چشمک چلی گئی تھی ستاروں کی صبح تک
کی آسمان نے دیدہ درائی تمام شب
دوسری مثال، جلد اول ص 293 غزل نمبر 248، پانچواں شعر

غافل نہ اپنی دیدہ درائی سے ہم کو جان
سب دیکھتے ہیں پر نہیں کہتے حیا سے ہم
تیسری مثال، نسخہ مجلس جلد چہارم ص 114، غزل نمبر 176 پانچواں شعر، نسخہ کالج میں 'دیدہ در' ہے ہم نے اسی کو اپنایا ہے، نول کشور دوم اور آسی کے یہاں 'دیدہ در' ہے جب کہ مجلس میں 'دیدہ در' ہے، شعر یہ ہے

خوش چشم خوب رویاں دیدہ در ہیں کتنے
دردیدہ دیکھنے میں، دل دیکھتے چرا لیں
نسخہ مجلس، جلد سوم، ص 144، غزل نمبر 174، شعر نمبر چھ، اس مرتبہ 'دیدہ در' آئی الف ممدودہ کے ساتھ درج کیا ہے
چشم پوشی کا مری جان تمہیں لپکا ہے
کھاتے ہو دیدہ درائی سے قسم کا ہے کو

نسخہ مجلس کے مرتب نے اس شعر میں ثابت کیا کہ وہ 'دیدہ در' کو 'دیدہ درائی' ہی سمجھتے رہے، ورنہ مصرع اول میں نسخہ کالج کے 'تم' کو جگہ ہم پیروی آسی میں درج نہ کرتے، جلد سوم، ص 330 غزل نمبر 175، پانچواں شعر، دوسری غلطی کا حامل یہ شعر اصل میں یوں ہے

۔ کیا کیا دیدہ درائی سی تم کرتے رہے اس عالم میں تم سے آگے سنو ہوا صاحب! نہیں ہوا ہے کیا کیا کچھ
اگلی مثال دیوان اول کی ردیفی، جلد اول، ص 566، غزل نمبر 558، پانچواں شعر، درست متن کے ساتھ شعر یہ ہے
۔ اللہ رے یہ دیدہ درائی ہوں نہ مکدر کیوں کے ہم آنکھیں ہم سے ملائے گئے پھر خاک میں ہم کو ملائے گئے
یہ مثال دیوان چہارم کی ردیفی سے ہے، نسخہ مجلس جلد سوم ص 361، چوتھا شعر درست متن یہ ہے

۔ دونوں طرف سے دیدہ درائی نہیں ہے خوب اس چاہ کا ہے لطف جو آپس میں ڈر رہے
اس سلسلے کی آخری مثال دیوان ششم ردیفی، مجلس، جلد چہارم ص 277، غزل نمبر 107، ساتواں شعر، درست متن ملاحظہ فرمائیے
۔ اتنی بھی کیا ہے دیدہ درائی کہ غیر سے آنکھیں لڑائیے، ہمیں آنکھیں دکھائیے
مذکورہ آٹھ مثالیں، کل اغلاط دیدہ درائی، نہیں بلکہ مجموعی اغلاط اس سے کہیں زیادہ ہیں۔ اب دوبارہ سے ترتیب کے ساتھ نسخہ مجلس
کی غیر دیدہ و رانہ اغلاط کا مزید جائزہ لیتے ہیں۔ میر نے دیوان دوم کے ایک شعر میں گور کی جمع 'گوروں' استعمال کیا، شعر بالکل
واضح ہے۔ نسخہ مجلس جلد دوم ص 99 غزل نمبر 110 پر متن بھی درست درج کیا لیکن حاشیے میں فرمایا:۔۔۔ لیکن 'گوڑ' بہ معنی پاؤں
(پنڈلی، ٹانگ، ٹخنہ۔۔۔) بھی ہو سکتا ہے، جس کی جمع 'گوڑوں' ہے۔۔۔ نہیں معلوم اس حاشیے سے فائق صاحب کی کیا مراد
ہے؟ شعر البتہ یہ ہے

۔ تھا گوش زد کہ گوروں میں لگ لگ اٹھے ہے آگ یاں دل بھرے ہوئے کے سبب ہے کفن میں آب
جلد سوم ص 272 پر 'حال' خاطر آشفۃ درج ہوا، یہاں اضافت سے شعر کا متن ہلکا ہوتا ہے بلکہ غلط ہوتا ہے، یا تو 'حال' خاطر آشفۃ
ہو لیکن ہم نے بغیر اضافت کے جملہ کو اسمیہ رکھا، یوں شعر کا متن بہتر ہوا، شعر ملاحظہ ہو

۔ کیا کہیں حال خاطر آشفۃ دل خدا جایے کدھر ہے اب
دیوان پنجم میں ردیف ب کی پہلی غزل میں مصرع ہے 'کاش کے دو گل برگ ادھر سے باؤڑا کر لاوے اب'، نسخہ مجلس نے آسی کی
بے عقل پیروی کرتے ہوئے یہاں بھی 'دو' کو 'وہ' ہی درج کیا ہے، اسی طرح چار غزلوں کے بعد جلد چہارم ص 35 پر 'دریا' کی جگہ
'دیا' کتابت کی گئی ہے یعنی وطن دریا ہے اس میں چار طرف ہیں سفر میں اب، دیوان ششم کی ایک غزل کا شعر ہے

۔ تجرید کا فراغ ہے اک دولت عظیم بھاگے جو اپنے سائے سے بھی خوشتر آفتاب
نسخہ مجلس نے 'فراغ' کو 'فراع' درج کر کے مصرع بے معنی کر دیا۔ نسخہ آسی جو مجلس کا ماخذ نسخہ ہے کے صفحہ 637 پر شعر درست متن
کے ساتھ ہے لیکن نسخہ مجلس جلد چہارم ص 209 پر 'ہستی' کی جگہ 'پستی' درج ہوا، جس کے بعد شعر کا مفہوم غارت ہو کر رہ گیا۔ شعر ہے
۔ یار میں، ہم میں پڑا پردہ جو ہے ہستی ہے یہ بچ سے اٹھ جائے تو ہووے ابھی رفع حجاب

دیوان سوم کی ردیف ت کی تیسری غزل ہے، جس میں درج متن 'یاں' آسی کے یہاں درست ہے لیکن مجلس کے مرتب نے
اختلاف نسخہ درج کیے بغیر 'ہاں' لکھا، جو شعر میں کارآمد بھی نہیں

۔ یاں شہر حسن میں تو کہیں ذکر بھی نہیں کیا جائیے کہ مہر و وفا ہے کہاں کی بات
کتابت کے سلسلے کی لا پرواہی کا ایک اور نمونہ نسخہ مجلس کی جلد چہارم ص 41 پر 'بات' بھی 'کوبات' تھی بنا دیا ہے

تب تو خانہ باغ سے اپنے نہ پوچھی بات بھی کیا جو تربت پر مری اب پھول لایا ہے عبث
ذیل کا شعر آسی اور مجلس میں نہایت غلط متن کے ساتھ طبع ہوا ہے، مصرع اوّل میں 'ساتھ ہوں' کی جگہ 'ساتھ ہوا' اور مصرع ثانی میں
'گو اسی' درج ہے جب کہ نسخہ کالج میں 'کو اس' متن، یہ بھی بامعنی نہیں، اس لیے شعر کو بامعنی متن میں بدلنے کے لیے 'کون اس'
کرنا ضروری تھا۔ ذیل میں ہم دونوں متن آنے سامنے درج کرتے ہیں تاکہ اندازہ ہو سکے

ساتھ ہوا اک بے کسی کے عالم ہستی کے بیچ ساتھ ہوں اک بے کسی کے، عالم ہستی کے بیچ
باز خواہ خوں ہے میرا، گو اسی بستی کے بیچ باز خواہ خوں ہے میرا، کون اس بستی کے بیچ
مجلس کے مرتب نے آسی کے متن کو بنیادی ماخذ کے طور پر اپنایا لیکن بہت سے مقامات پر آسی اور مجلس کے متن کا فرق ہے جب
کہ اختلاف نسخہ مذکور نہیں، ایسی ہی مثال یہ شعر ہے، جلد چہارم ص 45، آسی کے مطابق متن یوں ہے
وعدے کرو ہو برسوں کے تم، دم کا بھروسا ہم کو نہیں

کچھ کچھ ہو جاتا ہے یاں، اک پل میں، ایک اک آن کے بیچ

مجلس کے مرتب نے مصرع اول اگرچہ موزوں درج کیا ہے لیکن بہ تغیر الفاظ 'وعدے کرو ہو برسوں کے، دم بھر کا بھروسا ہم کو نہیں'
مصرع ثانی میں 'ایک اک' کی جگہ 'اک اک' ہے اور یہ اختلاف مجلس کے مرتب نے بے شمار جگہوں پر کیا ہے۔ اس سے اگلی غزل
میں 'دشت بلا' کو 'سہوا' دست بلا درج کیا ہے، 'دشت بلا' میں جا کر مرے اپنے نصیب جو سیدھے ہوں۔ آسی کے کلیات میں درست
متن ہے۔ نسخہ مجلس نے جلد چہارم ص 51 پر 'کچھ' کی جگہ آغاز شعر میں 'کیا' درج کیا، جس سے مصرع استفہامیہ ہوا، جس کی
منجائش مضمون شعر میں نہیں

کچھ ہوش نہ تھا منبر و محراب کا ہم کو صد شکر کہ مسجد میں ہوئے مستی میں وارد
دیوان اوّل کی ردیف رکا شعر ہے، جسے کاتب نسخہ مجلس نے اس طرح درج کیا ہے کہ 'گروئے' کو 'گروئے' درج کیا ہے
گروئے ہوں، آؤ شیخ شہر ابر جھوما ہی جا ہے صحرا پر

اسی ردیف میں دیوان دوم کا شعر محض الفاظ کے مابین غیر ضروری فاصلہ پیدا کرنے کے سبب، سمجھنا دشوار ہوا ہے، 'دھولا'
(مار پیٹ، زد و کوب) کو نسخہ مجلس میں 'دھولا' لکھا ہے، اس لفظ سے نا آشنا قاری کے لیے اس غلطی کا ادراک کرنا سہل نہیں
دھولا چلے تھے مل کر کل لوٹے کے پر سرگراں ہو زاہد جاتا رہا شک کر
نسخہ مجلس جلد دوم ص 135، پر محتاج کز (کے محذوف ہے) کی کتابت محتاج کو کر رکھی ہے، جس کے بعد شعر کے معنی وہ نہیں
رہتے جو میر نے مذکور کیے تھے

محتاج کر خدا نہ نکالے کہ جوں ہلال تشہیر کون شہر میں ہو پارہ نان پر
اسی ردیف میں دیوان پنجم کا ایک سہو کتابت جس کے ساتھ ربط بین المصارعین ختم ہو کر رہ جاتا ہے یہ کہ مصرع ثانی میں 'مجھ سے' جو
آسی کے علاوہ دوم، سوم میں بھی درست درج ہے، مجلس کی کتابت میں 'تجھ سے' درج ہوا
میرے ہی خوں میں اُن نے تیغ نہیں سلایا سویا ہے اڑ دبا یہ بہترے مجھ سے کھا کر

جلد چہارم ص 62 پر مصرع ہے۔۔۔ آنکھیں کھلی رہ جائیں گی، مجلس نے کھلی درج ہی نہیں کیا۔ دیوان ششم کے اس شعر میں نسخہ مجلس کی کتابت نے مصرع ثانی میں 'کا' کو 'کل' لکھا اور شعر کا مفہوم بدل کر دو کوڑی کا رہ گیا

پھولوں سے اٹھ نکاہیں کھڑے پاس کے ٹھہریں وہ گل فروش کا جو آیا دوکاں کے اوپر
دیوان اول کی ردیف ش میں دو غزلیں ہیں، ان میں سے پہلی غزل جو بارہ اشعار پر مبنی ہے، کل تین قطعات کی حامل ہے۔ نسخہ آسی مجلس نے اس غزل کے پہلے دو شعروں کو قطعہ بند نہیں لکھا جب کہ یہ مسلسل اشعار ہیں، اس غزل کے شعرات سے گیارہ تک، پانچ اشعار کا ایک (تیسرا) غیر معمولی قطعہ ہے جس کا مضمون اور موڈ وہی ہے جو غالب کے 'تازہ واردان بساط ہوائے دل' والے قطعہ کا ہے، آسی نے ان اشعار کو قطعہ بند لکھا، لیکن مجلس کے مرتب نے اتنے بڑے اور اہم قطعے کو قطعہ درج ہی نہیں کیا۔ ہماری تدوین میں یہ قطعہ ص 332 پر مندرج ہے۔ دیوان پنجم ردیف ش کی تیسری غزل کا مطلع نسخہ مجلس کے نسخے سے پڑھ اور سمجھ سکتا ممکن نہیں، حالاں کہ بظاہر معمولی سا سہو ہے 'کر' (بہرہ) کو 'گر' لکھ دیا ہے

کر کریں ہیں لہجوں لطموں کے دڑیڑے سب کے گوش بے کراں دریائے غم کے ہیں بلا جوش و خروش
جلد دوم، ص 173 پر ایک مطلع میں 'نالہ' کا ہش فزا، 'کونالہ' کا میش فزا، درج کیا، جس کے بعد مفہوم شعر تک پہنچنا خود مرتب کے لیے بھی ممکن نہیں رہا ہوگا

ہے آگ کا سا نالہ کا ہش فزا کا رنگ کچھ اور صبح دم سے ہوا ہے ہوا کا رنگ
مرتب نسخہ مجلس کی شعر فہمی، ان کے حواشی کے سبب متعدد مرتبہ معرض تشکیک میں پڑ جاتی ہے مثلاً پہلے دیوان پنجم کی پہلی غزل کا مقطع سن لیں

دیوانے ہیں شہر وفا کی راہ و رسم کے ہم تو میر دل کے کہے جی دینے والے قلمبخت گھر گھر ہیں لوگ
مصرع ثانی میں 'کہے' برطابق نول کشور دوم، سوم اور آسی ہے، حاشیہ میں مرتب نسخہ مجلس نے لکھا کہ نسخہ 'کالج' میں 'کئی' درست ہے حالاں کہ یہ کس حد تک درست ہے، اس کا اندازہ 'کہے' کی جگہ 'کئی' لکھ کر کیا جاسکتا ہے، مزید فرمایا کہ نسخہ آسی میں 'کیے' ہے حالاں کہ وہاں 'کہے' بالکل درست کتابت ہے۔ دیوان اول، ردیف ل پہلی غزل کا آٹھواں شعر 'سوائے' کی جگہ 'ہوائے' قافیہ (مکرر) درج کر کے شعر بے معنی کر دیا گیا

آ عندلیب صلح کریں جنگ ہو چکی لے اے زباں دراز! تو سب کچھ سوائے گل
دیگر نسخوں کے علاوہ آسی کے یہاں بھی متن درست ہے، یعنی 'سوائے گل'۔ اسی دیوان و ردیف میں ایک اور مصرع میں دو غلطیاں بھی ملتی ہیں۔ شعر ہے

آج آوارہ ہو اے بال اسیران قفس یہ گل و باغ و خیابان نہ ہوویں گے کل
'ہو' اے 'کو' ہوائے لکھا ہے اور 'بال' کو بہ اضافت زیر کسرہ درج کر کے 'بال اسیران قفس' کی خوب صورت ترکیب کو بے گانہ معنی کر دیا گیا ہے کیونکہ 'اے' حرف ندا ہے اور 'اسیران قفس' کے 'بال' (و پر) سے خطاب ہے۔ لہذا اضافت نہایت غلط قرار پاتی ہے۔ نسخہ مجلس جلد سوم ص 326 پر پھر قافیہ بدل کر شعر کو بے معنی بنایا ہے 'ماتے' کی جگہ 'آتے' ہم لکھا جب کہ آسی کے نسخے ص 497

پر شعر بالکل درست درج ہے

۔ ہاتھی مست بھی آوے چلا تو اُس سے منہ کو پھیر نہ لیں پھرتے ہیں سرمست محبت، سے ناخوردہ ماتے ہم جلد چہارم ص 100 پر نسخہ مجلس نے اسی کے درست متن 'آنکھوں کو چھپاتے' میں یہ تصرف فرمایا کہ 'آنکھوں میں چھپاتے' درج متن کیا، حالاں کہ یہاں 'میں' کی ضرورت ہی نہیں کہ یہ شعر کو معافی سے بے گانہ بنارہا ہے۔ مصرع اول 'کرتے' ہم نے نسخہ کالج اور طبع دوم کے مطابق درج کیا ہے در نہ اسی اور مجلس میں یہاں بھی 'رکھتے' درج ہے

۔ نظر دزدیدہ کرتے ہو، جھکی رکھتے ہو پلکوں کو لگی ہوتی نہ آنکھیں تو نہ آنکھوں کو چھپاتے تم جلد چہارم ص 101 پر ایک حاشیہ درج نہ کرتے تو بھلا کرتے 'سوسر کا ہونا' محاورہ ہے جو مستقل مزاج، ثابت قدم اور دھن کا پکا کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ ذیل کے شعر کے بارے میں فائق صاحب نے لکھا کہ سبھی نسخوں میں 'سر کے' ہے، غالباً 'سر کی' ہوگا، اس حاشیے سے مترشح ہوا کہ فائق صاحب مذکورہ محاورے سے آگاہ نہیں تھے شعر یہ ہے

۔ جو ہوتے میر سوسر کے، نہ کرتے اک سخن اُن سے بہت تو پاں کھاتے، ہونٹ غصے سے چباتے تم دیوان اول کی ردیف ن ہے، بنا سوچے سمجھے متن درج کرنے کی ایک اور مثال ملاحظہ ہو جائے گی طاقت پا آہ تو کر لے گا کیا، اس مصرع کو سمجھ کر دکھانا آسان نہیں، اس تدوین میں یہ مصرع یوں درج ہوا ہے، شعر دیکھئے

۔ جائے گی طاقت پا، آہ! تو کرے گا کیا اب تو ہم حال کبھو تم کو دکھا جاتے ہیں نسخہ مجلس میں اس نوع کی اغلاط حد درجہ خطرناک ہیں، جہاں شعر بظاہر غلط دکھائی نہیں دیتا مثلاً جلد اول، ص 323 پر یہ شعر درج ہے

۔ شب جو وہ مہ کبھو رہے ہے یاں مدتوں یاد سال رکھتے ہیں حالاں کہ مصرع ثانی کا درست متن (اسی کے مطابق بھی) ہے مدتوں یا رسال رکھتے ہیں فائق صاحب نے 'مہ' کی رعایت سے 'سال' بمعنی برس سمجھا ہے اسی لیے 'یار' کو 'یاد' بنا دیا جب کہ یہ لفظ 'سال' یہاں بمعنی جلن، خلش ہے۔ نسخہ مجلس کی یہ غلطی نہایت گمراہ کن ہے، مصرع یوں درج ہوا ہے 'گور بن کوئی صلے میں'۔۔۔ اسی کے یہاں متن درست درج ہے، 'صلّا' دعوت، بلا داد کے معنی میں، یہاں مطلوب ہے، لیکن نسخہ مجلس کا استفادہ اسی کے متن کی حد تک بھی بہت درست اور اغلاط سے پاک نہیں۔ ایک شعر دیوان دوم سے ملاحظہ ہو

۔ جانا ادھر سے میر ہے ویسا ادھر کے تیں بیمار یوں میں جیسے بدلتے ہیں گھر کے تیں نول کشور دوم، سوم کے اتباع میں اسی نے اور اسی کی پیروی میں فائق صاحب نے میر کی جگہ میرے درج فرمایا اور کسی نے بھی نسخہ کالج کی مدد سے درست متن 'میر' نہ اپنایا، شعر شور انگیز جلد سوم ص 278 پر بھی 'میر' درج ہوا ہے۔ پروف دیکھنے میں تسامح کے مظاہر نے نسخہ مجلس میں ہر دو چار غزلوں کے بعد ہوتے ہیں۔ جلد دوم ص 208 پر شعر کی ردیف 'ہیں' ہی شامل متن ہونے سے رہ گئی

۔ اب تو افسردگی ہی ہے ہر آن ہم نہ نوے ہیں، نہ نوے زمانے ہیں چند غزلوں بعد لفظ 'بستار' کو 'بٹار' درج فرمایا 'کچھ بھی جو سن پاویں یہ تو مجلس میں بستار کریں، ایک غزل کے بعد ہی مطلع میں 'بیگانہ' وضع، کو 'بیگانہ نہ وضع' لکھا اور یوں سرکاری انداز کتابت کی ایک اور مثال قائم کی۔ اسی دیوان کا یہ مصرع 'دشت میں گردہ اُس کی

اُنھی ہے جیدھرے، یہاں سرے سے 'سے' ہی درج نہیں اور یوں مصرع ناموزوں بھی ہوا اور بے معنی بھی۔ جلد سوم، ص 123 پر شعر اس متن کے ساتھ درج ہے

بہت تھا شور و حشت سر میں میرے سوچ نے میرے لکھی تصویر تو زنجیر پہلے کھینچ لی پا میں
آسی کے یہاں کفایتی انداز تحریر کے سبب 'شوخ' ہی لکھا لیکن 'خ' کا نقطہ درج نہ ہو سکا اور ش پر درج نقطوں کو ج کے نقطے سمجھا گیا اور یائے معروف و مجهول کی تبدیلی مفہوم شعر کے مطابق نہ کی، اگر کی جاتی تو مصرع کی درست شکل یہ بنتی 'بہت تھا شور و حشت سر میں، میرے شوخ نے میری' دیوان چہارم کی ردیف ن کا آغاز ہے، پہلی ہی غزل کے مطلع کے مصرع ثانی میں جلد سوم ص 327 (طبع دوم) 'سر پر' کی جگہ پر اب 'درج کر کے مصرع بے معنی کر دیا گیا ہے۔ جلد چہارم ص 106 پر مصرع ہے 'ملنا نفروں سے اُن کا چھوٹا آکر میری صحبت میں'، آغاز مصرع میں 'ملنا ملنا' مکرر درج کیا اور زائد کو مٹایا نہ گیا۔ جلد اول ص 365 'نہ دے برباد حسرت کشتہ سرد گر یہاں کو، فائق صاحب کے کاتب نے 'سرد' کو 'سرد' لکھ کر مصرع بے معنی کر دیا ہے۔ غلط اضافت درج کرنے کی دو مثالیں اور ملاحظہ کریں۔ جلد اول ص 374 پر مصرع ہے 'گل چین، عیش ہوتے ہم بھی چن میں جا کر، فائق صاحب نے 'گل چین' عیش' بہ اہتمام اضافت درج کیا ہے۔ چند غزلوں بعد دیوان اول کی ردیف وہی میں مصرع ہے 'عاشق کو فکر عاقبت کار کیوں نہ ہو، مجلس کے متن میں 'فکر عاقبت کار' درج ہے۔

ہر فرد پاس ابھی سے دفتر ہے تجھ گلے کا ہے قہر جب کہ ہوگا حرفوں سے آشنا تو
جلد اول ص 376 پر مجلس والوں نے 'پاس' کو 'یاس' درج کیا اور یوں آسی کی بے عقل پیروی کی مثال قائم کی۔ دیوان اول ردیف و کا ہی شعر ہے

ابوئے تیغ زن کی تمہارے تو کیا چلی کر دے ہے جس کا لاگتے ہی وار ایک دو
فائق صاحب نے حاشیہ رقم فرمایا کہ 'چلی' درست نہیں یہ لفظ اصل میں 'جبین' ہے، جس سے شعر کا مطلب صاف ہو جاتا ہے۔ نہیں معلوم وہ کیا مطلب ہوگا جو بقول فاضل مرتب 'صاف' ہو جاتا ہے۔ ہم نے تو نسخہ کالج اور آسی کے متن کو برقرار رکھا۔ 'چلی' بظاہر تیغ کے ضلع کا لفظ بھی ہے لیکن یہاں 'کیا چلی'، کیا بات، کیا مذکور، بہ اندازِ تحسین، کے معنی کا حامل ہے۔ اسی طرح ایک جگہ 'لاؤ' کو 'جاؤ' لکھ کر شعر کے معنی خلل آشنا کر دیے ہیں۔

دو چار تیر یارو اس سے بھلی ہے دوری تم کھینچ کھینچ مجھ کو اس پتے پر نہ لاؤ
دیوان دوم کی ردیف وہ ہے، جلد دوم ص 247 پر درج پہلے شعر کی ردیف 'ہو شاملِ متن نہیں کی گئی'۔ دیوان سوم میں 'سہوا' ہی 'کوئے' درج کیا جب کہ آسی کے یہاں یہ درست ہے

کچھ نہ پوچھو صحبت دی روزہ کی کم فرصتی جوں ہی جا بیٹھے، لگا کہنے، انہیں رخصت کرو
آسی کی کلیات میر میں لفظ 'مہر' گو قدرے مشکل سے سمجھ میں آتا ہے، نسخہ مجلس کے کاتب نے اسے 'میر' درج کر دیا، کاتب کی اس خود رانی کو بدلنا پھر کسی نے ضروری نہ سمجھا، یہ شعر جلد سوم کے ص 175 پر ہے

طفلی سے تم نے لطف و غضب مٹلٹ کیے ٹک مہر کو جدا کرو، غصہ جدا کرو

کلیات میر مرتبہ آسی ص 508 پر تمکین واضح ہے اور درست ہے، مجلس کی خود مختار انہ کتابت میں جلد سوم ص 348 پر 'تسکین' لکھا گیا، جس کا یہاں کوئی محل نہیں

ناز کی کوئی یہ بھی ٹھسک ہے، جی کا ہے کوڑھاتے ہو آتے ہو تمکین سے ایسے جیسے کہیں کو جاتے ہو
ذیل کے شعر میں غلطی اس انداز کی ہے کہ سرسری مطالعہ کرنے والا اسے درست ہی سمجھے گا یعنی دیگر نسخوں کے علاوہ خود آسی کے یہاں 'دست جنوں' کی کتابت نسخہ مجلس جلد سوم ص 350 پر 'دشت جنوں' ہوئی ہے، 'دست جنوں' زیادہ مطابق مضمون و مفہوم شعر ہے
دست جنوں نے اب کے کپڑوں کی دھجیاں کیں دامن و جیب میرے ہیں تار تار دونو

نسخہ مجلس جلد چہارم ص 119 پر پانچ اشعار کی ایک غزل میں ایک ہی انداز کی دو غلطیاں بسلسلہ کتابت ہیں، مطلع کے مصرع ثانی میں 'اب' درج ہی نہیں 'بس' اب تو کھل گئی ہیں آنکھیں، دیکھا ہم نے دنیا کو۔ یہ تو مطلع تھا، مقطع کے مصرع میں 'میں' اور 'اودھم' کے درمیان 'اس' حذف کر دیا ہے، 'نہ و بالا کیا دونوں میں اس اودھم نے دنیا کو۔' ناک میں تیر کرنا 'یا دینا' محاورہ ہے، فائق صاحب نے اس محاورے کو اس وقت ملایا میٹ کر دیا جب دیوان پنجم ردیف و کے اس شعر کے مصرع ثانی میں 'ناک' میں اس کے لکیر کرو درج کیا

کان لگا رہتا ہے غیر اس شوخ کماں ابرو کے بہت اس تو گناہ عظیم پہ یار و ناک میں اس کے تیر کرو
دیوان پنجم ردیف کی پہلی غزل کے مقطع میں نسخہ کالج کا متن 'سر بر آئے' نول کشور دوم، سوم کا 'سر بر آئی' آسی کے یہاں 'سر بر آئی' درج ہے لیکن نسخہ مجلس جلد چہارم ص 127 پر سرے سے 'سر ہی شامل متن نہیں، شعریہ ہے

رونے سے سب سر بر آئی خاک ہمارے سر پر میر مدت میں ہم ٹنگ لگ بیٹھے تھے اس کی دیوار کے ساتھ
اس سے اگلی غزل میں مصرع یوں ہے 'پردانہ گرد پھر کر جل بھی بجھا و لیکن، نسخہ مجلس میں 'بجھا و لیکن' درج ہے، جس کے بعد مصرع سے معنی خبط ہو گئے ہیں۔ ردیفی، دیوان اول، تیر کا معروف شعر ہے

لا علاجی ہے جو رہتی ہے مجھے آوارگی کیجیے کیا میر صاحب، بندگی بے چارگی
جلد اول ص 423 پر 'لا علاجی' سے کے بعد شعر کو خاک برابر کر دیا گیا ہے۔ اسی جلد کے ص 425 پر ایک اور معروف شعر کے ساتھ فائق صاحب نے یہ دل آزاری کی، 'اس کو تو دل۔۔۔' شعریہ ہے

اس کی تو دل آزاری بے بیج ہی تھی یارو کچھ تم کو ہماری بھی تفصیر نظر آئی
اسی طرح یہ شعر ہے جس میں 'جان دے' کو 'جگہ' جان دے کر لکھا، ظاہر ہے اس تبدیلی کے بعد شعر بے گانہ معنی تو ہونا ہی تھا
جان دے گو مسج پر اس سے بات کہتے ہیں تیری، لب کوئی

جلد اول ص 440 پر مصرع میں درکار لفظ 'ماز' کی جگہ 'ہار' لکھا گیا، نہیں معلوم اس لفظ کے ساتھ شعر کو مرتب نے کیونکر اور کن معنی کا حامل سمجھا ہوگا!

حور و پری، فرشتہ، بشر مار ہی رکھا دزدیدہ تیرے دیکھنے نے جس پہ گھات کی
ہماری تدوین میں غزل نمبر 1439 کے آخری دو شعر، چودہ و پندرہ قطعہ بند ہیں، ورنہ مقطع بالکل نامکمل شعر بن جاتا ہے، اس کا ذکر

اپنے مقام پر لیکن یہاں نسخہ مجلس کے مرتب کی اہل انگاری کا ایک اور انداز نمایاں ہوتا ہے کہ انہوں نے 'مخطوطے' کی سند ہوتے ہوئے بھی اسی کے غلط متن 'بے شمع' درج کیا۔ اسی کے متن میں 'یہ شمع' ہے اور یہ اسی کا تصرف ہے انہوں نے شعر کے مضمون کو نامکمل پا کر 'بے شمع' کو 'یہ شمع' کر کے مکمل کرنا چاہا، لے شمع' یہاں درست بھی ہے اور اسی لفظ کی ضرورت بھی ہے

جیتے تو میر ہر شب اس طرز عمر گزری پھر گور پر ہماری لے شمع گو کہ آئے

نسخہ آسی، عبادت اور مجلس کی اس نوع کی اغلاط کتابت کو ہم نے کسی دیگر نسخے کی سند کے بغیر درست کر دیا ہے، مثال کے طور پر آسی کی کلیات ص 182 اور مجلس کی جلد اول ص 511 پر 'چیت گر' کتابت ہے جب کہ شعر کے معنی واضح طور پر 'کر' کا مطالبہ کر رہے ہوں تو 'گر' کو کتابت کی غلطی قرار دینا چاہیے، شعر یہ ہے

اب چیت کر نہیں کچھ تازہ ہوا ہوں بے کل آیا ہوں جب بخود میں، جی اُس میں جا رہا ہے

ہماری تدوین میں غزل نمبر 1452، دیوان اول کی غزل میں کل تین شعر ہیں، ان میں سے دو شعروں میں غلط اضافت درج کرنے سے دونوں شعروں کے معنی اور ترتیل معنی کو غیر معمولی صدمہ پہنچانے کی ذمہ داری نسخہ مجلس کے مرتب پر جلد اول ص 516 کی رو سے عائد ہوتی ہے۔ پہلے شعر میں 'فصا' سے خطاب ہے لیکن مجلس کی کتابت اسے ایک بے معنی ترکیب لفظی کا حصہ بناتی ہے 'فصا' خوں فساد۔۔۔ شعر یہ ہے

فصا! خوں فساد پہ ہے مجھ سے ان دنوں نشر نہ تو لگاوے تو میرا لہو پیے

دوسرے اور غزل کے تیسرے شعر میں 'طرز بیاباں' کو اضافت کسرہ کے ساتھ درج کرنے سے بھی شعر بے معنی ہوا

صوتِ جرس کی طرز بیاباں میں ہائے میر تنہا چلا ہوں میں دل پر شور کو لیے

کتابت کی ایسی اغلاط، جن سے مطلوبہ معنی سے برعکس اور نہایت غلط معنی برآمد ہوں، کو فاحش اغلاط میں ہی شمار کرنا چاہیے۔ میر کے نہایت معروف شعر کا درست متن پہلے ملاحظہ ہو

غمِ فراق ہے دنبالہ گردِ عیش وصال فقط مزا ہی نہیں عشق میں بلا بھی ہے

نسخہ مجلس کے کاتب نے جلد اول ص 519 پر مصرع اول کے 'عیش' کو مصرع ثانی میں 'عشق' کی جگہ بھی جڑ رکھا ہے، جسے درست کرنے سے پہلے ہی طبع کر دیا گیا۔ چند غزلوں کے بعد ایک مصرع میں 'بہ جز' کو 'یہ جز' کتابت کیا، اس لیے ہم نے تو ساتھ ملا کر 'بجز' درج متن کیا کہ غلطی کا احتمال ہی نہ رہے، 'شمع مزار میر' بجز آہ کون ہے۔ کچھ آگے جا کر کاتب نسخہ مجلس نے مصرع کے آخر میں 'آہ' کو شامل و درج متن فرمانا ہی گوارا نہ کیا، 'منزل نہ کر جہاں کو، کہ ہم نے سفر سے آہ' یہ متن نسخہ آسی ص 195 پر ہے لیکن شعر کے معنی کے مطابق یہاں 'آ' زیادہ بہتر متن لگتا ہے، ہم نے آسی کی 'آہ' کو قیاس سے 'آ' میں بدلنے کی جرأت کی ہے۔

نسخہ مجلس کے حواشی میں کچھ یادگار لطائف بھی درج بلکہ سرزد ہو گئے ہیں، ایک ایسا ہی لطیفہ، لیکن پہلے میر کا شعر

جی ڈوبتا ہے اُس گہر تر کی یاد میں پایاں کار عشق میں ہم مریجے ہوئے

لفظ 'مرجیہ' کی دو لغات ہیں ایک کے مطابق ضعیف، مردہ دل، سست، کاہل اور وہ جو مرمہ کے بچا ہو یا مرمہ کر جینے والا، دوسرے معنی 'غوطہ خور' کے ہیں، شعر میں یہی معنی مقصود شاعر ہیں گو پہلے معنی کی رعایت سے ابہام کا ایک پہلو بھی شعر میں ملحوظ رکھا گیا

ہے۔ مجلس کی جلد اول ص 562 پر اس شعر کا حاشیہ ملاحظہ فرمائیے 'ابن حزم کے بقول اہل اسلام کے پانچ فرقے ہیں۔۔۔ تیسرے 'مرجیہ'۔۔۔ مرجیہ کے فرقوں میں اہل سنت سے قریب وہ ہیں جن کا قول ہے کہ ایمان کہتے ہیں دل اور زبان دونوں سے تصدیق و اقرار کرنے کو (ص 31، مذاہب الاسلام، از نجم الغنی) نہیں معلوم اس ساری بات کا میر کے شعر سے کیا ربط و تعلق ہے؟ دیوان دوم کی ایک معروف غزل ہے 'میر دریا ہے سنے شعر زبانی اُس کی، اس غزل کا ایک شعر ہے

کچھ لکھا ہے تجھے ہر برگ پہ اے رشکِ بہار رقعہ داریں ہیں یہ اوراقِ خزانِ اُس کی

آسی کے یہاں متن درست ہے لیکن مرتبہ نسخہ مجلس نے اسے غلط طور پر 'رقعہ دار' سمجھا اور 'رقعہ داریں' (حاملِ رقعہ کے معنی میں) درج کیا ہے جب کہ یہ نادر لفظ ہے اور رقعہ دار کے معنی 'لکھنے کے قابل کاغذ'، اٹھارویں صدی کے ارد گرد لکھی جانے والی لغات میں سے کسی میں ملتا ہے۔ 'رقعہ دار' کا لفظ میر نے اسی دیوان کی ردیف کی ہی میں ایک اور غزل میں برتا ہے۔ شعر ہے

کیا چھپا کچھ رہ گیا ہے مدعائے خطِ شوق رقعہ دار اب اشکِ خونیں سے تو انشائی ہوئی

یہاں بھی میر نے اسے مونث باندھا ہے اور یہاں بھی نسخہ مجلس میں اسے غلط یعنی 'رقعہ دار' ہی درج کیا ہے۔ بالعموم قدیم نسخوں میں 'سوزش' کی جگہ 'شورش' درج ہوتا ہے لیکن ذیل کے شعر میں معنی و مضمون 'سوزش' ہی کا تقاضا کرتے ہیں جس کی تائید نسخہ کالج اور نول کشور دوم، سوم سے ہوتی ہے، لہذا آسی اور مجلس کے متن میں 'شورش' یہاں غیر ضروری اور بے معنی ہے

وہی سوزش موئے پر بھی ہے اب تک ساتھ یاں میرے ہما کے آشیانے میں جلیں ہیں استخواں میرے

میر کے ایک شعر پر فائق صاحب کا حاشیہ ایک مرتبہ پھر اُن کی شعر فہمی کے بارے میں شکوک کی جنم دہی کا باعث ہوا ہے۔ پہلے شعر ملاحظہ ہو

پس جائیں یار آنکھ تری سرگمیں پڑے دل خوں ہو، تیرے پاؤں میں پھر کر حنا لگے

جلد دوم، ص 316 پر اس شعر کے بارے میں لکھا کہ نسخہ آسی میں 'پھر کر' درست نہیں، نول کشور دوم، سوم میں 'پھر گر' درست ہے، نسخہ کالج میں 'بھر کر' ہے، گو یہ بھی بامعنی ہے لیکن آسی کا متن یہاں اس حد تک بہتر ہے کہ ہم نے نسخہ کالج کے متن پر بھی فوقیت دی ہے۔ 'پھر کر' کے معنی دوبارہ ہیں اور معنی کا یہ لطیف پہلو سامنے آتا ہے کہ دل خون ہونے کے باعث محبوب کے پاؤں دوبارہ حنا (خونِ دل) سے رنگین ہوں جب کہ مجلس کے مرتب کا جس لفظ پر اصرار ہے 'پھر گر' کی نثریوں ہوگی کہ اگر محبوب دوبارہ حنا لگائے تو ہمارا دل خون ہو جائے گا۔ اب ظاہر ہے ہمارا اختیار کردہ متن بدرجہا بہتر قرار پاتا ہے۔ اسی طرح درج ذیل شعر کے بارے میں حاشیہ بھی قابل ذکر ہے

غیر کو دیکھے ہے گرمی سے نہ کچھ لاگ لگے اس لیے دیکھ رہے ہے کہ مجھے آگ لگے

جلد دوم ص 317 پر مرتبہ مجلس کا کہنا ہے کہ تینوں نسخوں میں 'دیکھ رہے ہیں' اگر 'دیکھ رہا ہے' ہوتا تو فاعل اور فعل کی مطابقت ہو جاتی، یا پھر 'ہیں' ہوتا۔ نہیں معلوم کیوں فائق صاحب 'دیکھ رہے ہے' کے معنی سمجھنے سے قاصر رہے؟ یہاں اس کا مفہوم ہے 'دیکھتے' ہے 'گویا کسی کی عادت یا معمول کا ذکر کرنا مقصود ہے۔' 'ہیں' کا جواز بالکل نہیں کہ مصرع اول میں 'دیکھے' ہے درج ہے اور 'دیکھ رہے' سے وہ مفہوم برآمد نہیں ہوتا جو یہاں مطلوب شاعر ہے۔ اس لیے یہی درست متن ہے جو سب نسخوں میں درج ہے۔ کتابت

کی غلطی کی ایک اور مثال اس مقطع میں دیکھیے کہ جہاں جا کے بیٹھے میں کے درج ہی نہیں جس سے مصرع ساقط الوزن ہو جاتا ہے۔
 داوی قیس سے پھر آئے نہ میر صاحب مرشد کے ڈھیر پر دے شاید کہ جا کے بیٹھے
 جلد دوم کے ص 350 پر درج مقطع میں ہزار بار گھڑی گھڑی بھر۔۔۔ درج ہوا، اس میں ایک گھڑی زائد ہے، پروف دیکھنے میں
 تسائل کی یہ ایک اور مثال ہے

ہزار بار گھڑی بھر میں میر مرتے ہیں انہوں نے زندگی کا ڈھب نیا نکالا ہے
 دیوان سوم کی ردیفی کا آغاز ہے، پہلی غزل کا مطلع ہے
 تدبیر غم دل کی بستی میں نہ ٹھہرائی جنگل میں نکل آئے کچھ واں بھی نہ بن آئی
 یہ متن اسی کے مطابق ہے، نسخہ مجلس میں اختلاف کا ذکر کیے بغیر (جلد سوم ص 191، طبع دوم) جنگل سے نکل درج متن ہے، اسی
 کے یہاں میں زیادہ بہتر ہے۔ اس غزل میں تین غلطیاں نسخہ مجلس کے مرتب نے کیں۔ اسی کی کلیات ص 435 اور نول کشور دوم
 ص 312 کے مطابق مصرع ہے گھرا لٹایا جب، تب وہ سہی قد آیا، لیکن مجلس کے مرتب نے جب تک درج کیا جو موزوں بھی
 نہیں اور مفہوم شعر کے مطابق بھی غلط ہے۔ دیوان سوم کی دوسری غزل کا مقطع ہے

میر نظر کی دل کی طرف، کی عرش کی جانب فکر بہت تھی جو طلب مطلوب کی ہم کو کیدھر کیدھر دھیان گئے
 اس شعر کے حوالے سے حاشیہ میں فرمایا کہ نسخہ کالج اور طبع دوم، سوم میں دل کی طرف کو ہے اور وہ بہتر بھی ہے حالاں کہ یہاں کی
 ہی درست ہے کہ اس کا تعلق مصرع اول کے دوسرے ٹکڑے سے ہے، کو اپنانے سے مفہوم متاثر ہوگا۔ جلد سوم ص 167 (طبع
 اول) پر اس شعر کا حاشیہ بھی فائق صاحب کی قدیم الفاظ کی لغات سے لاعلمی کا ثبوت فراہم کرتا ہے۔ پہلے شعر
 قلب و دماغ و جگر کے گئے پر ضعف ہے جی کے غارت میں کیا جانے یہ کچی ان نے کس سردار کو دیکھا ہے

فرماتے ہیں متن میں درج قلعہ قچی غلط ہے، درست لفظ قلعہ قچی ہے، کتابت کی غلطی۔ حالاں کہ شعر معمولی ہونے پر بھی یہ لفظ
 عہد میر کی سیاست کے تناظر میں غیر معمولی لفظ قرار پاتا ہے۔ اس کے معنی ایسا سپاہی یا ملازم جو براہ راست بادشاہ کا ملازم نہ ہو،
 کسی سردار وغیرہ کا ملازم ہو اور وفاداریاں (سردار) تبدیل بھی کر سکتا ہو، میر نے اپنے قلب، دماغ اور جگر کو شعر میں قلعہ قچی قرار
 دے کر محبوب کی جانب چلے جانے کا ذکر کیا ہے۔ فائق صاحب نے نہ جانے اسے کیونکر غلط سمجھا اور پھر لطف یہ کہ جو لفظ قلعہ قچی
 انہوں نے تجویز فرمایا، اس کے معنی بھی درج حاشیہ نہیں کیے۔ پھر مزید غلطی یہ کہ بہ صراحت ضم ان نے درج کیا، حالاں کہ یہاں
 واضح طور پر ان نے کا محل ہے کہ یہ کے بعد ان نے غلط قرار پائے گا۔ اگلی ہی غزل کے ایک لفظ قرقط بمعنی گھونٹ، جرہ کے
 غیر ضروری معنی درج کیے ہیں۔ نسخہ مجلس میں اضافت کی غلطیاں بے حد و حساب ہیں۔ گوہم نے ہر ممکن سعی کی ہے کہ اس تدوین
 میں اس نوع کی تمام اغلاط دور کر دی جائیں، تاہم ہر جگہ ان کی وضاحت حواشی میں نہیں کی۔ البتہ ضروری مقامات پر حواشی درج
 بھی کیے ہیں۔ دیوان سوم کا مطلع ہے

آنکھوں سے راہ عشق کی ہم جوں نگہ گئے آخر کو روتے روتے پریشاں ہو بہہ گئے

جلس کے مرتب نے 'کی' کے شامل متن ہونے پر بھی 'راہِ عشق' اضافت کے ساتھ درج کیا ہے۔ یہ معنی شعر پر غور نہ کرنے کے علاوہ میر کے اسلوب سے لاعلمی کا مظاہرہ بھی ہے کہ میر کثرت و توالی اضافت سے گریزاں بالعموم رہتے ہیں۔ تدوین کار کا بنیادی فریضہ ہے کہ وہ کوئی شعر شامل متن کرنے سے پہلے اس کے معنی کو بمقدور سمجھ لے، نسخہ مجلس میں بے شمار شواہد اس امر کے موجود ہیں کہ مرتب نے اشعار کے معنی و مطلب کو نگاہ میں نہیں رکھا مثلاً ذیل کے شعر میں اسی نے ص 442 پر ہم رہی کے میر درج کیا، اب یہاں 'کے' کی یائے مجہول کو معروف سے بدلنے کی ضرورت تھی لیکن مرتب نے جلد سوم ص 205 پر یہ درستگی نہ کی اور یوں 'کی' کو 'کے' درج کرنے پر مصرع اول کا مفہوم کچھ کچھ ہو گیا اور دوسرے مصرع سے لاطعلق بھی ہوا۔

مضطرب ہو جو مہر ہی کی میر پھر کے بولا کہ بس کہیں رہ بھی

ایک اور شعر کے معنی فائق صاحب نے کچھ کے کچھ کر دیئے ہیں، انہوں نے 'پردہ' کو 'پردہ' سمجھا اور درج کیا، اگر 'پردہ' کے مطابق مصرع کا مفہوم لیا جائے تو پھر اس مصرع میں ایک 'ہے' زائد قرار پاتی ہے

دیکھنا ہے تو ہے بہم پردہ ہم سے آنکھوں کو کب ملاتا ہے

کتابت کی ایک اور غلطی اسی دیوان میں، اس شعر میں ہوئی، جب مصرع اول کے 'جہاں میں' کو 'جہاں ہیں' درج فرمایا

موافق تک ہو تو، تو پھر جہاں میں مثل ہو میری تیری آشنائی

کتابت کی فاحش اغلاط کا سلسلہ جاری ہے، دیوان سوم کے اس مقطع کی ردیف 'جائے' کی جگہ 'آئے' درج کر رکھا ہے

آنکھیں ہی لگی جاتی ہیں اس جاذبہ کو میر آتی ہے بہت دیر جو اس منہ پہ نظر جائے

جلد سوم ص 334 پر میر کے اس شعر پر، فائق صاحب نے لکھا کہ 'مومن' کا یہ شعر میر سے متوارد ہے، مومن کا وہی معروف شعر درج

کیا ہے ایک ہم ہیں کہ ہوئے۔۔۔ میر اور مومن کے شعر ہم مضمون ضرور ہیں لیکن مومن کے شعر کو تو ارد قرار دینا، فن غزل میں

مضمون آفرینی کی فنی روایت سے عدم واقفیت کی دلیل ہے۔ میر کا شعر یہ ہے

ہم تو چاہ کر اس پتھر کو سخت ندامت کھینچی ہے چاہ کرے اب وہ کوئی جو چاہت کا ارمان کرے

اس سے اگلے ہی شعر میں 'دار اسارا' کے لفظ کو 'دار انیار' سے بدلنے کی قیاسی تجویز، دیکھ کر ان کی شعر و لفظ فہمی پر سے اعتماد اٹھنے لگتا

ہے، کمال یہ کہ انہیں شعر میں 'سودے'، نفع اور نقصان جیسے الفاظ نے بھی 'دار اسارا' کے بالکل درست ہونے کا یقین نہیں دلایا،

شعر خود ملاحظہ فرما کر اندازہ لگائیے کہ یہاں 'دار انیار' سے کیا مفہوم پیدا ہوگا

سودے میں دل کے نفع جو چاہے، خام طمع سودائی ہے دار اسارا عشق میں کیسا، جی کا بھی نقصان کرے

ایک اور جگہ یائے معروف و مجہول کے پیدا کردہ تسامح دور نہیں کیا گیا، ہمارے خیال میں یہاں 'ہمارے' نسبتاً 'ہماری' درست اور

بہتر ہے، دیوان چہارم کا مطلع ہے

جنگل میں چشم کس سے بستی کی رہبری کی صاحب ہی نے ہمارے یہ بندہ پروری کی

میر کا ایک معروف مقطع دیوان چہارم میں یوں ملتا ہے

شاعر نہیں جو دیکھا تو تو ہے کوئی ساحر دو چار شعر پڑھ کر سب کو رجھا گیا ہے

نسخہ مجلس میں بالصرحت مصرع اول میں 'تو تو' لکھا لیکن اگر ان دونوں لفظوں کی ترتیب بدل دی جائے یعنی 'تو تو' لکھا جائے تو یہ متن شاید مجلس کے متن سے بہتر نہیں تو کم تر بھی نہیں کہا جائے گا، اس لیے ایسے الفاظ کو ہم نے اعراب کے بغیر ہی رکھا ہے جن کی خواندگی ایک سے زیادہ طرح ممکن ہو اور بامعنی بھی ہو۔ اسی لیے مذکورہ شعر میں 'دیکھا' کے بعد علامت وقف بھی درج نہیں کی گئی۔ یہ شعر بھی دیوان چہارم کا ہی ہے

گر کر اُس کی گلی کی خاک میں مفت اشک کی موتی کی سی آب گئی
نسخہ مجلس میں ص 388 پر مصرع اول 'گلی' میں 'کاک' درج ہے۔ ایک متن کی غلطی اور ساتھ ہی دوسری کتابت کی غلطی۔ دیوان پنجم کا ایک مطلع نسخہ کالج، طبع دوم اور خود اسی کے یہاں یوں درج ہے

کیا خانہ خرابی کا ہمیں خوف و خطر ہے گھر ہے کسو گوشتے میں تو مٹری کا سا گھر ہے
نسخہ مجلس میں مصرع ثانی جلد چہارم ص 135 پر یوں درج ہوا 'گھر ہے' کسو گوشتے میں مٹری کا سا گھر ہے۔ کلاسیکی شاعری میں مناسبات لفظ پر اساتذہ جس قدر دھیان دیتے تھے، قیاسی اصلاح کرنے سے قبل اس کا ادراک شعر میں کرنا نہایت ضروری ہے، مثلاً ہمارے خیال میں ذیل کے شعر کے دوسرے مصرع میں 'شب' ہی مناسب ہے کہ مصرع اول میں 'صبح' کا ذکر ہے لیکن مرتب نسخہ مجلس (جلد چہارم ص 144) کا خیال ہے کہ یہاں 'سب' ہو تو مطلب صاف ہوتا ہے

دامانِ دراز اُس کا جوں صبح نہیں کھینچا اے میر یہ کوتاہی شب دستِ دعا کی ہے
اسی دیوان کے ایک اور شعر میں 'درہم' کا املا کاتب نے یا مرتب نے 'درج' درج کیا ہے
نبت اُن بالوں کی درست ہوئی دیر میں میرے حالِ درہم سے
ایک اور شعر میں تصرف کرتے ہوئے قدیم نسخوں کے ساتھ ساتھ اسی کے متن کو بھی بدل دیا 'کافر کا بھی' کی جگہ 'کافر کا یہ' درج کر کے اچھے بھلے مصرع کو مست کر دیا ہے

کافر کا بھی رویہ ہوتا نہیں ہے ایسا ٹھوکر لگا کے چلنا کس دین میں روا ہے
جلد چہارم ص 180 پر پایا ہے 'یہاں' ہے 'کا اضافہ فائق صاحب کا اپنا ہے، درنہ مصرع پایا پر مکمل ہو جاتا ہے
اے جب نہ تب ہم نے بگڑا ہی پایا یہی اچھے منہ کو بنا جانتا ہے
اسی غزل میں غلط متن کی ایک مثال دیکھیے کہ 'تو ہی تبھی تو' کو 'آسی کی کلیات' میں 'تو ہی تو ہی تو' اس طرح مصرع بلاوجہ اشکال کا شکار ہو کر رہ گیا ہے۔ درست متن نسخہ کالج اور طبع دوم میں ہے، اس مرتبہ مجلس نے متن درست درج کیا ہے

مرے دل میں رہتا ہے تو ہی تبھی تو جو کچھ دل کا ہے مدعا، جانتا ہے
جلد چہارم ص 265 پر 'جوں توں' کی جگہ نسخہ مجلس نے 'جوں جوں' لکھا، یوں شعر سمجھنا مشکل ہے
کچھ نہ کی اُن نے جس کو چاہا ہے جوں توں اپنا کیا نباہا ہے

نسخہ مجلس کی ان بے شمار اغلاط کی نشان دہی سے یہ سمجھنا درست نہ ہوگا کہ یہ نسخہ کلیات میر، محض مجموعہ اغلاط ہے یا غلط کتابت و اضافت و اعراب و وقوف کی پٹاری ہے۔ یہ سب اغلاط اس نسخے میں ضرور ہیں، تاہم قدیم نسخوں جن میں نسخہ کالج اور

نول کشور دوم، سوم اور آسی کا کلیات شامل ہیں، میں درج بہت سی مشکلات، ابہامات، تسامحات اور سہوہائے کتابت و در کرنے کا ذریعہ بھی ہے۔ بلاشبہ میر کے قدیم مطبوعہ نسخوں کے بعد آسی کا کلیات اور کلیات میر نسخہ مجلس اہمیت کے حامل ہیں۔ ان دونوں کلیات نے متن میر کی بہر حال خدمت کی ہے، تاہم یہ امر بھی واقعہ ہے کہ اس نسخے کی کتابت زیادہ احتیاط سے کی جاتی اور بعد از کتابت پروف بار بار اور توجہ سے دیکھے جاتے اور مرتب آسی کے نسخے کے متن کی ہر غلط مقام پر بھی، پیروی نہ کرتے تو یہ نسخہ کلیات میر کا ایک اہم اور مفید نسخہ ہونے کا فریضہ تا دیر ادا کر سکتا تھا۔

6۔ شعر شورا انگیز از شمس الرحمن فاروقی

فاروقی صاحب کی یہ معرکہ آرا تصنیف چار جلدوں پر مشتمل ہے، اس میں کلاسیکی شعریات، میر کے فکر و فن پر مقالات شامل ہیں لیکن بنیادی طور پر یہ میر کا انتخاب ہے اور منتخب اشعار کی ان کے اپنے افکار و نظریات زبان و شعر و شعریات کی روشنی میں کی جانے والی شرح ہے۔ ہم نے متن کی حد تک فاروقی صاحب کے درج کردہ متن کو بہت اہم جانا ہے جب کہ خود یہ متن زیادہ تر ظیل عباس عباسی صاحب کے مرتبہ کلیات پر انحصار کرتا ہے لیکن فاروقی صاحب کی دسترس میں کلام میر کے زیادہ نسخے اور مخطوطے رہے، اس لیے ہم نے اس انتخاب سے بھی جہاں ضروری سمجھا، مدد لی ہے لیکن یہ استفادہ ایک حد سے زیادہ مفید نہیں ہو سکتا تھا، کیونکہ اس انتخاب میں میر کے بارہ سے چودہ سو کے لگ بھگ اشعار شامل ہیں۔ ہم نے فاروقی صاحب کے متن کو ہر جگہ قابل قبول نہیں پایا، بہت سی اغلاط بھی نظر سے گزریں، ابتداً ان کا ذکر کرتے ہیں اور بعد میں ان اشعار و مقامات کا احوال ہوگا، جہاں شعر شورا انگیز کی مدد سے ہم کچھ اشعار درست متن میں درج کرنے کے قابل ہو سکے۔ دیوان اول کی ستارویں غزل کا ایک شعر ہے

یوں گئی قد کے خم ہوئے جیسے عمر اک رہ رو سر پل تھا

فاروقی صاحب کا (جلد اول، ص 266) خیال ہے کہ یہ لفظ 'سر پل' بمعنی وعدہ خلاف یا بے وفا ہے اور یہ محاورہ ہے، قطع نظر اس کے کہ انہوں نے اس نادر محاورہ کی ماخذ لغت کا حوالہ نہیں دیا (کیونکہ ہم نے تمام لغات میں یہ محاورہ ڈھونڈا ہے اور کسی جگہ لغت میں یہ لفظ نہیں پایا گیا) اہم بات یہ کہ اگر اس لفظ کو بلا اضافت 'سر پل' سمجھ کر اور محاورہ مان کر وہ معنی جو فاروقی صاحب نے بیان فرمائے فرض کیے جائیں تو بھی ان معنی (اور یوں اس لفظ کا بطور محاورہ استعمال) کا کوئی قرینہ شعر میں موجود نہیں۔ لہذا ان کا یہ فرمانا "قد کے خم ہونے اور 'سر پل' میں ایک لطیف رعایت یہ ہے کہ 'پل' میں بھی تھوڑا سا خم ہوتا ہے، مسافر پل پر سے جلد گزر جاتا ہے۔۔۔۔۔ محاورہ کے معنی لغوی معنی کے ساتھ اس خوبی سے چسپاں ہوئے ہیں کہ جواب نہیں" گویا فاروقی صاحب 'سر پل' کے معنی کو بھی ہاتھ سے دینے پر تیار نہیں۔ اب ظاہر ہے یہ لفظ یا تو 'سر پل' ہے یا (بقول فاروقی صاحب) 'سر پل' ہے۔ ہمارے نزدیک اس شعر اور لفظ کی حد تک فاروقی صاحب کی 'کاوش کثرت تعبیرات متن' مضحکہ خیزی کا شکار دکھائی دیتی ہے۔ اردو لغت تاریخی اصول پر جلد یازدہم ص 604 پر 'سر پل' کے معنی 'پل کا سرا، مراد پل صراط کا سرا' درج کیے ہیں۔ نسخہ عبادت نے 'رہ رو' کا 'رہگور' لکھ کر یوں بھی شعر کے معنی غارت کر دیئے ہیں۔ دیوان اول کی ردیف الف ہی کا شعر ہے

بار سجدہ ادا کیا تہہ تیغ کب سے یہ بوجھ میرے سر پر تھا
فاروقی صاحب نے 'بارے سجدہ ادا کیا تہہ تیغ' متن درج کیا ہے اور 'بوجھ' سے مراد لیا ہے، جس کا شعر میں کوئی ذکر نہیں۔ ہم نے تمام دیگر نسخوں میں درج متن 'بار سجدہ' کو اپنایا اور تہہ تیغ سجدہ کرنے کو بوجھ (فریضہ) سمجھا ہے۔ میر کا نہایت معروف (دیوان دوم) شعر ہے

بے خودی لے گئی کہاں ہم کو دیر سے انتظار ہے اپنا
شعر شورا انگیز جلد اول ص 511 پر مصرع ہے 'بے خودی لے گئی کہاں مجھ کو' متن کی اتنی اہم تبدیلی اور بغیر حوالے کے، قابل قبول نہیں، یوں بھی 'ہم کو' معروف، متفقہ اور بہتر متن ہے۔ دیوان دوم ہی کا ایک اور شعر ہے

موئے ہی رہتی تھی عزت مری محبت میں ہلاک آپ کو کرتا نہ میں تو کیا کرتا
نسخہ کالج، نول کشور دوم، سوم میں 'موئی' ہی رہتی تھی فاروقی صاحب بھی اپنی کتاب (جلد اول ص 526) میں یائے معروف و مجهول کے پیدا کردہ اس مغالطے کا شکار ہوئے، اسی کے نسخے میں 'موئے' ہی رہتی کو ہم نے اپنایا ہے۔ نسخہ مجلس میں 'موئے' ہی دہنی ہے یہ مزید واشگاف متن ہے لیکن اسی کا متن زیادہ بہتر ہے۔ فاروقی صاحب نے 'موئی' ہی رہتی تھی کے حوالے سے شعر کی شرح یہ سمجھ کر کی کہ محبت میں میرے اندر عزت مردہ سی رہتی تھی ہمارے نزدیک میر کے اس سیدھے سادے شعر کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے عشق میں جان دے کر آبد و بچائی ہے۔ ہمارے خیال میں فاروقی صاحب نے اس شعر کی تفہیم میں ٹھوکر کھائی ہے۔ دیوان ششم کا ایک شعر جسے فیض احمد فیض نے اپنے مجموعہ 'کلام سردادی سینا' کے صفحہ اول پر درج کیا ہے

موسم آیا تو نخل دار میں میر سر منصور ہی کا بار آیا
نخل دار میں متفقہ متن ہے، گو فیض کے یہاں بھی فاروقی صاحب کی طرح 'نخل دار' پر 'میر' درج ہوا (شعر شورا انگیز، جلد اول، ص 683) لیکن ہم نے 'میں' کو بہتر سمجھ کر درج متن کیا ہے۔ دیوان پنجم ردیف کا یہ شعر ملاحظہ ہو

میر نہ ایسا ہووے کہیں، پردے ہی پردہ مار مرے ڈر لگتا ہے اُس سے ہم کو ہے وہ ظاہر دار بہت
فاروقی صاحب نے (جلد دوم، ص 163) اپنی شرح میں مصرع اول میں 'پردے ہی پردہ' سمجھا اور یہی معنی اخذ کر کے اس کی خوب خوب شرح کی ہے۔ حالاں کہ یہاں 'پردے ہی پردہ' اندر ہی اندر، چپکے چپکے کے معنی میں، میر نے استعمال کیا ہے اور دوسرے مصرع میں 'ظاہر دار' سے پردے کی لفظی رعایت قائم کی ہے۔ دیوان پنجم ردیف ج کا ایک شعر ملاحظہ ہو

کل ہی جوش و خروش ہمارے دریا کے سے تلاطم تھے دیکھ ترے آشوب زباں کے کر بیٹھے ہیں کنار آج
شعر شورا انگیز جلد دوم ص 181 پر فاروقی صاحب نے مصرع ثانی میں 'آشوب زباں' کو 'آشوب زماں' لکھا ہے اور شرح کی ہے۔ دیوان ششم کی ردیف ج میں ایک غزل کا مقطع ہے

چشمک، غمزہ، عشوہ، کرشمہ، آن، انداز و ناز و ادا حسن سوائے حسن ظاہر، میر بہت ہیں یار کے تیغ
شعر شورا انگیز جلد دوم ص 214 پر مصرع اول میں لفظ 'آن' شامل متن نہیں اور پھر بھی مصرع کو موزوں تصور کر لیا گیا ہے۔ گویا غلطی ہائے کتابت سے کوئی متن محفوظ نہیں۔ دیوان سوم ردیف کا یہ مقطع بھی ہمارے اور فاروقی صاحب کے متن میں بے حد مختلف ہے

تن را کھ سے ملا سب، آنکھیں دیے سی جلتی ٹھہری نظر نہ جو کی میر اُس فکیلہ مو پر
فاروقی صاحب نے نعل عباس عباسی صاحب کی سند سے 'ٹھہرے نظر نہ جوگی' میں سے 'جوگی' کو بہتر اور اسی کے متن 'ٹھہری' کو
انسب قرار دیا ہے، گو شعر میں تمام تر تلازمہ 'جوگی' کا ہے لیکن اس لفظ کے ساتھ مصرع ثانی کی نثر میں بہت تکلف کرنا پڑے گا اور
مصرع تعقید لفظی کے عیب کا حامل ٹھہرے گا۔ اس لیے ہم نے 'جوگی' یعنی متن اسی کو اپنایا ہے۔ (بحوالہ جلد دوم ص 272)

'کلیات میر' مرتبہ آسی میں ردیف س کی ایک غزل ص 67 پر اس عنوان کے ساتھ درج ہوئی کہ 'یہ غزل ایک قلمی نسخے
تحریر شدہ 1249ھ میں موجود ہے۔ فاروقی صاحب نے اس غزل کے تین شعر منتخب کیے جو شعر شورا انگیز جلد دوم ص 299 پر جنگ
نامہ کے عنوان سے درج ہوئے، فاروقی صاحب کو یہ مغالطہ اس لیے ہوا کہ ص 66 پر اس غزل سے پہلے جو جنگ نامہ اختتام پذیر
ہوا اور جس کے آخری شعر میں میر نے 'کوئی غزل' کہنے کا جو حکم خود کو دیا ہے، اُس سے فاروقی صاحب نے سمجھا کہ ردیف س کی یہ
غزل ہی 'جنگ نامہ' کی غزل ہے (ہمارے متن میں یہ غزل نمبر شمار 699 ہے) حالاں کہ مثنوی جنگ نامہ کی غزل ردیف ی کی
غزل ہے جو ہمارے نسخے میں نمبر شمار 1829 پر درج ہے، مطلع ہے

رنج کی اُس کے جو خبر گزرے رفتہ وارفتہ اُس کا مر گزرے

فاروقی صاحب نے غلط طور پر اس غزل کو جنگ نامہ کی غزل سمجھا۔

گردِ سر پھر کے کرتے پہروں پاس دیوان دوم ردیف ن کا ایک مقطع یوں ہے

ڈوبا لوہو میں پڑا تھا ہنگی پیکر میر یہ نہ جانا کہ لگی ظلم کی تلوار کہاں

شعر شورا انگیز جلد سوم ص 306 پر مصرع اول میں 'میر' کی جگہ میں 'طبع ہوا ہے' گویا غلطی کتابت سے کچھ بھی محفوظ نہیں، اسی طرح
سہو کتابت کی ایک اور مثال ملاحظہ ہو۔ ردیف ن ہی، دیوان چہارم

اے بت! اگر سنہ چشم ہیں مردم، نہ اُن سے مل دیکھے ہیں ہم نے پھوٹتے پتھر نظر سے یاں

شعر شورا انگیز جلد سوم ص 374 پر اس غزل کا یہ واحد شعر منتخب ہوا لیکن ردیف 'یاں' شامل متن ہی نہیں کی گئی۔ دیوان اول ردیف ی
کا یہ شعر ملاحظہ ہو

پیکانِ خدنگ اُس کا یوں سینے کے ادھر ہے جوں مارِ سیہ کوئی کاڑھے ہوئے پھن بیٹھے

نسخہ کالج اور آسی کے یہاں 'جوں' ہے جس کی یہاں ضرورت بھی ہے لیکن فاروقی صاحب نے 'جو' درج کیا، نول کشور دوم، سوم
میں بھی 'جو' ہی ہے حالاں کہ مصرع اول میں 'یوں' کی مطابقت میں یہاں 'جوں' ہی بہتر ہے۔ دیوان دوم کے اس شعر کا متن بھی
ہم نے درست درج کیا اور شعر شورا انگیز جلد چہارم ص 512 پر مصرع یوں ہے 'ہم مست ہو بھی دیکھا' ہمارے نسخے میں آسی و دیگر
قدیم نسخوں کے مطابق متن یوں ہے

ہم مست بھی ہو دیکھا، آخر مزا نہیں ہے ہشیاری کے برابر کوئی نشا نہیں ہے

شعر شورا انگیز (جلد چہارم ص 721) میں یہ شعر شامل انتخاب کر کے مطالب شعر پر نہایت طویل بحث کی گئی ہے لیکن متن شعر

درست درج نہیں، شعر ہے

عاشق میں ہے اور اُس میں نسبت سگ و آہو کی جوں جوں ہو رمیدہ وہ، توں توں یہ لگا جاوے
فاروقی صاحب کے یہاں دونوں جگہ وہ درج ہوا یعنی 'توں توں وہ لگا جاوے' درج کیا ہے۔ ہمارے خیال میں آسی کا متن 'یہ لگا
جاوے' اس لیے بہتر ہے کہ اس لفظ کے استعمال سے کنایہ 'سگ' کے علاوہ عاشق کی جانب بھی ہو جاتا ہے۔

مذکورہ سطور میں میر پر فاروقی صاحب کی نہایت اہم تصنیف انتخاب اور شرح سے اختلاف کی کچھ مثالیں پیش کیں،
اب ہم اس اعتراف کے ساتھ کچھ مثالیں پیش کرتے ہیں کہ میر کے چند اشعار کا متن ہم نے صرف اور صرف اسی تصنیف میں
درست پایا اور جہاں بھی اس متن کو اختیار کیا حواشی میں اعتراف و وضاحت ضرور درج کی ہے۔ مثال کے طور پر دیوان اول کی
غزل نمبر چوبیس کا دوسرا شعر ہے

اُس گل زمیں سے اب تک اُگتے ہیں سرد مائل مستی میں جھکتے جس پر تیرا پڑا ہے سایہ
تمام قدیم و جدید نسخوں میں 'مائل' کی جگہ 'جس' طبع ہوا ہے، مصرع ثانی میں 'جس' پر کی موجودگی میں 'جس' غیر ضروری قرار
پاتا ہے، فاروقی صاحب نے شعر شورا انگیز جلد اول ص 279 پر کتاب خانہ راجہ صاحب محمود آباد میں موجود ایک مخطوطے کے حوالے
سے 'مائل' بمعنی جھکا ہوا درج کیے۔ یہ تصحیح نہایت اہم ہے اور ہم نے اسی کو شامل متن کیا ہے۔ دیوان دوم کا ایک شعر دیکھیے
کل تک تو ہم دے ہنتے چلے آئے تھے یہیں مرنا بھی میر جی کا تماشا سا ہو گیا

مصرع اول میں ہر نسخے میں یہیں ہی درج ہے۔ فاروقی صاحب نے (جلد اول ص 493) پر یوں ہی درج کیا اور یہیں 'کونیوں' ہی کا قدیم
الفاظ قرار دیا، ہم نے اُن کے استدلال کو یہاں درست مان کر متن میں 'یوں' ہی شامل کیا ہے۔ اسی دیوان وردیف کا ایک اور شعر ہے
یہ شب ہجر سر کرے ہے پرے ہو سفیدی کا جس جگہ سایا

تمام نسخوں میں 'پری' درج ہے اور دوسرے مصرع میں 'سایا' کی رعایت سے 'پری' کا امکان بھی ہے لیکن مصرع بے معنی رہتا ہے
اس لیے شورا انگیز جلد اول ص 541 میں درج متن پرے بمعنی (دستے، لشکر) کو اختیار کیا ہے۔ تمام مطبوعہ نسخوں میں دیوان دوم
ردیف اول کا یہ مصرع اسی متن میں ملتا ہے 'ہستی ہے اپنے طور پہ جو بحر جوش میں' اس متن سے معنی متبادر نہیں ہوتے اور اگر ہوتے
ہیں بھی تو نہایت تکلف سے، جلد اول ص 547 پر یہ مصرع نہایت بہتر، واضح قابل فہم اور بمعنی متن کے ساتھ یوں درج ہوا ہے
ہستی ہے اپنے طور پہ جوں بحر، جوش میں گرداب کیسا، موج کہاں، ہے حباب کیا

ردیف الف دیوان سوم کا یہ شعر بھی، فاروقی صاحب کے انتخاب (جلد اول ص 595) کی مدد سے درست کیا ہے

یاں شہر شہر بستی او جڑ ہی ہوتے پائی اقلیم عاشقی میں بستا نگر نہ دیکھا

تمام دیگر نسخوں میں مصرع اول یوں ملتا ہے 'یاں شہر شہر بستی او جڑ ہی ہوتے پائے'، ہمارے نزدیک فاروقی صاحب کا اختیار کردہ
متن چونکہ نسخہ کالج کے مطابق بھی ہے، اس لیے بہتر سمجھا جانا چاہیے۔ یہ شعر خوب دیوان چہارم کا مقطع ہے

میر کو واقعہ، کیا جانے، کیا تھا درپیش کہ طرف دشت کے جوں سیل چلا جاتا تھا

نسخہ آسی میں 'جوں سیل پلا' ہے، مجلس کے نسخے میں 'جوں سیل بلا' درج ہے، ہم نے شعر شورا انگیز کے متن 'جوں سیل چلا' کو اپنایا کہ

یہ میر کا زیادہ نمائندہ متن دکھائی دیتا ہے۔ اسی دیوان کا ایک اور شعر ملاحظہ ہو

نکلے ہے گر گھاس جلی بھی، خاک سے الفت کشتوں کی یوں بالیدہ سپہر پھرے ہے گویا اُن نے نہال کیا
تمام نسخوں میں یہ بالیدہ۔۔۔ متن ہے، شورا انگیز کے 'یوں بالیدہ' کو اس لیے اپنایا ہے کہ اس سے مصرع کا استعجابیہ لب و لہجہ (جو طنز کی شدت میں معاون ہے) زیادہ بہتر اور محکم ہوتا ہے۔ دیوان دوم ردیف دکایہ شعر بھی فاروقی صاحب کے متن سے استناد یافتہ ہے
شکستہ بالی کو چاہے تو ہم سے ضامن لے اسیر موسم گل میں ہمیں نہ کر صیاد
ہماری دسترس میں جس قدر نسخے تھے اُن میں 'اسیر' کی جگہ 'شکار' درج ہوا ہے، شورا انگیز جلد دوم ص 238 پر 'اسیر' ہے اور یہی بہتر متن ہے۔ دیوان اول ردیف ک کی تیسری غزل کا مطلع ہے

ہیں بعد مرے مرگ کے آثار سے اب تک سوکھا نہیں لو ہو در و دیوار سے اب تک
تمام نسخوں میں 'ہے بعد مرے۔۔۔' ہے۔ فاروقی صاحب نے جلد دوم ص 363 پر 'ہیں' درج کیا، چونکہ مفہوم شعر کے مطابق 'ہیں' بہتر ہے، اس لیے اسی کو شامل متن کر لیا ہے۔ دیوان چہارم ردیف ی کا ایک شعر ہے
قرار دل سے کیا ہے اب کے، کردک کے گھر میں نہ مرے گا یوں بہار آئی جو اپنے جیتے تو سیر کرنے چلا کریں گے
مصرع اول میں 'قرار دل سے گیا ہے۔۔۔' بھی نسخوں کا متفقہ متن ہے، ہم نے جلد چہارم ص 462 پر فاروقی صاحب کی اس قیاسی تصحیح کو مان لیا ہے جو اد پر درج متن شعر کی گئی ہے۔ یہ چند مثالیں متن میر کو بہتر کرنے میں 'شعر شورا انگیز' سے استفادے کی تھیں۔
میر کا متن نکات الشعرا و دیگر تذکروں میں

اگر چند تذکروں میں درج متن کا تاریخی حوالہ بہت اہمیت کا حامل ہے، بعض اوقات تذکروں میں درج متن سے اہم نتائج بھی نکالے جاتے ہیں بطور خاص کلام کے زمانہ تخلیق کے تعین میں ان سے بہت مدد ملتی ہے لیکن بہ اعتبار صحت متن، ان میں درج کلام پر بہت اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔ یوں بھی متن کی اغلاط جس قدر تذکروں میں ہونے کا امکان ہوتا ہے اتنی اغلاط مطبوعہ دواوین و کلیات میں نہیں ہوتیں، تاہم جہاں کہیں ہمیں متن میں مشکل کا سامنا ہوا، ہم نے تذکروں سے بھی مدد لی ہے اور کبھی کبھار اگر وہ شعر وہاں مندرج ہوا تو تفہیم متن کی حد تک استفادے سے گریز نہیں کیا گیا، بالخصوص 'نکات الشعرا' کو ہم نے دیوان اول کی حد تک ہمیشہ سامنے رکھا ہے اور کبھی کبھار نکات سے متن کی تصحیح کا کام بھی نکل آیا ہے۔ مثال کے طور پر دیوان اول کی ردیف ی کا یہ مطلع صرف نکات میں درست متن کے ساتھ ملتا ہے

تمام اُس کے قد میں سناں کی طرح ہے نکیلی پٹ اُس جواں کی طرح ہے
نسخہ کالج، نول کشور دوم، سوم سے لے کر آسی، عبادت و مجلس تک سب کے یہاں 'نکیلی' بہ جائے 'نکیلی' درج ہے جب کہ سناں کی رعایت سے نکات کا متن بہتر ہے۔ تاہم زیادہ تر مقامات پر نکات کا متن نقش اول ہی دکھائی دیا اور یوں لگا جیسے بعد میں اس متن کو (شاید تدوین دواوین کے وقت) خود میر نے نظر ثانی کر کے بہتر کیا ہے، ایسی چند مثالیں ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔

مطبوعہ کلیات میر کا متن

بلبلیں پائیز میں کہتی تھیں ہوتا کاش کے
یک مژہ رنگ فراری اس چمن کا آشنا
دل پہنچا ہلاکت کو نہٹ کھینچ کسالا
لے یار مرے سلمہ اللہ تعالیٰ
تو نہ تھا مُردن دشوار میں عاشق کے آہ
حسرتیں کتنی گرہ تھیں رمق اک جان کے بچ
گر کچھ ہو درد آئینہ یوں چرخ زشت میں
ان صورتوں کو صرف کرے خاک و خشت میں
ہم سے دیوانے رہیں شہر میں، سبجان اللہ
دشت میں قیس رہے، کوہ میں فرہاد رہے

نکات اشعار کا متن

1 بلبلیں رورو کے یوں کہتی تھیں ہوتا کاش کے
یک مژہ رنگ فراری، اس چمن کا آشنا
2 دل پہنچا ہلاکت کو نہٹ کھینچ کسالا
رے یار مرے، سلمہ اللہ تعالیٰ
3 سہل سو جھیں تجھے دشواریاں عاشق کی آہ
حسرتیں کتنی گرہ تھیں رمق اک جان کے بچ
4 گر تک ہو درد آئینہ کو چرخ زشت میں
ان صورتوں کو صرف کرے خاک و خشت میں
5 ہم سے دیوانے پھر میں شہر میں، سبجان اللہ
دشت میں قیس پھرے، کوہ میں فرہاد رہے

میر کا ایک نہایت معروف شعر مطبوعہ نسخوں میں اس متن کے ساتھ مندرج ملتا ہے

ظالم زمیں سے لوٹا دامن اٹھا کے چل ہوگا کمیں میں ہاتھ کسو داد خواہ کا
نکات اشعار (ص 144) پر مصرع اول یوں ملتا ہے 'ظالم زمیں سے لوٹا دامن سمجھل کے پہن'؛ تذکرہ عشقی، از محمد وجیہ الدین
عشقی، مرقومہ 1801-1800 (ص 193) میں مصرع یوں ہے 'ظالم زمیں سے لوٹے ہے دامن سنبھل کے چل'۔ بعض اوقات
ایک ہی مصرع یا شعر مختلف تذکروں میں مختلف متن کے ساتھ درج ہوتا ہے مثلاً میر کا ایک معروف مطلع جو تذکرہ 'خوش معرکہ زیبا'
کی روایت کے مطابق میر نے سودا کے درج ذیل مطلع کو خان آرزو سے سن کر فی البدیہہ کہا تھا، سودا کا مطلع ہے
چمن میں صبح جو اُس جنگ جو کا نام لیا صبا نے تیغ کا آب رواں سے کام لیا
میر کا مطلع ہے

ہمارے آگے ترا جب کسو نے نام لیا دلِ ستم زدہ کو ہم نے تھام تھام لیا
اس شعر کا مصرع اول مجموعہ 'نغز' جلد دوم ص 233 پر یوں درج ہے 'ہمارے آگے جو تیرا کسو نے'۔ جب کہ تذکرہ 'ہندی گویاں'
(ص 208) میں مصرع یوں ہے 'ہمارے آگے ترا اگر کسو نے نام لیا'۔ کبھی کبھار یوں بھی دکھائی دیتا ہے کہ تذکرہ نگار اپنے حافظے
پر انحصار کرتے ہوئے معروف اشعار کا متن کسی بیاض وغیرہ کو دیکھے بغیر درج کر دیتے تھے۔ مثال کے طور پر حکیم قدرت اللہ قاسم
کے 'مجموعہ نغز' میں ص 232 جلد دوم پر میر کے اس معروف مقطع کا مصرع اول یوں درج ہوا ہے 'پوچھتے کیا ہو ہم سے یارو میر کے
دین و مذہب کو'۔ مطبوعہ نسخوں کا متفقہ متن یوں ہے 'میر کے دین و مذہب کو اب پوچھتے کیا ہو، اُن نے تو'۔ اعظم الدولہ سرور کے
تذکرے 'عمدہ منتخبہ' مرقومہ 1801 تا 1810ء میں میر کا ایک مطلع بالکل ہی مختلف متن کے ساتھ یوں ملتا ہے

جو گل نے دعویٰ رخ کا ترے خیال کیا صبا نے مارے طمانچوں کے منہ کو لال کیا
جب کہ اس شعر کا مطبوعہ نسخوں میں متفقہ متن یوں ہے

چمن میں گل نے جو گل دعویٰ جمال کیا جمال یار نے منہ اُس کا خوب لال کیا
مولوی عبدالحق کے معروف و مروج 'انتخاب کلام میر' میں بعض مقامات پر اشعار کا متن بہت بدلا ہوا ملتا ہے۔ دو مثالیں دیکھیے،
میر کے دیوان اول کی پہلی غزل کا معروف شعر ہے جو مولوی صاحب کے انتخاب میں درج متن کے ساتھ رائج و معروف ہے
منعم کے پاس قائم و سنجاب تھا تو کیا اُس رند کی بھی رات کئی جو کہ عور تھا
جب کہ تمام مطبوعہ نسخوں، از نسخہ کالج تانسیہ، مجلس دوسرا مصرع 'اُس رند کی بھی رات گزر گئی جو عور تھا'، غالباً مولوی صاحب نے اس
مصرع کو ساقط الوزن سمجھ کر از خود یہ تصرف کیا ہو جب کہ میر نے اس مصرع میں 'گزر گئی' کو فعلوں کے وزن پر باندھا ہے اور یہ
'گزر گئی' پڑھا جائے گا۔ دیوان دوم کا ایک مقطع بھی مولوی صاحب کے درج ذیل متن کے ساتھ مقبول و مروج ہے
ہوگا کسو دیو دار کے سائے میں پڑا میر کیا کام محبت سے اُس آرام طلب کو
تمام نسخوں میں 'کام' کی جگہ 'رابط' طبع ہوا ہے۔

غزلیات میں میر کے 'قطعات نو دریافت'

میر کے مروجہ و متداول کلیات میں، اس تدوین کلام میر کے دوران، بے شمار ایسے قطعات دریافت ہوئے ہیں، جنہیں آسی، عبادت و مجلس میں سے کسی نے بھی قطعہ درج نہیں کیا حالانکہ ان اشعار میں مسلسل مضمون نظم ہوا ہے، مرتبین کلام میر کی اس روش سے اندازہ ہوتا ہے کہ انہوں نے ان اشعار کے معنی و مفہوم پر کچھ زیادہ غور نہیں کیا، یوں آج کے قاری کے لیے ان اشعار مسلسل کی تفہیم میں غیر ضروری دشواری آن پڑتی ہے۔ اس خرابی کا آغاز دیوان اول کی پہلی غزل سے ہی ہو جاتا ہے۔ میر کے معروف ترین قطعے 'کل پاؤں ایک کاسہ سر پر جو آگیا' کو مجلس نے قطعہ درج ہی نہیں کیا اس غلطی کی نشان دہی حواشی میں بصراحت درج کر دی ہے۔ یہاں صرف چند مثالیں پیش کی جا رہی ہیں، دیوان دوم کی ردیف الف کے دو شعر دیکھیے

مداوا خاطر وں سے تھا دگر نہ بدایت مرتبہ تھا انتہا کا

لگا تھا روگ جب سے یہ تبھی سے اثر معلوم تھا ہم کو دوا کا

غزل نمبر 164 کے شعر چھ اور سات، ایک بات کو چار مصرعوں میں مکمل کر رہے ہیں، لیکن آسی، عبادت اور مجلس نے ان کو قطعہ درج نہیں کیا حالانکہ چھٹا شعر الگ سے بے حد نامکمل اور یوں بے معنی ٹھہرتا ہے۔ ہماری تدوین میں غزل نمبر 458 میں دو 'نو دریافت شدہ قطعات' ہیں، شعر نمبر آٹھ اور نو اور پھر بارہ تا سولہ نمبر شعر مسلسل مضمون کو بیان کرتے ہیں لیکن مذکورہ نسخوں نے انہیں قطعہ درج نہیں کیا، مرتبہ نسخہ مجلس نے زیادہ بوالعجبی یہ دکھائی کہ شعر نمبر چودہ تا سولہ کو قطعہ لکھا حالانکہ ان پانچ شعروں میں جو واقعہ بیان ہوا، اُس کا آغاز شعر بارہ سے ہو گیا ہے۔ دیوان اول کی ردیف رک کی ایک غزل میں شعر ایک اور دو کا متن ملاحظہ ہو

دل، دماغ و جگر یہ سب اک بار کام آئے فراق میں اے یار

کیوں نہ ہو ضعف غالب اعضا پر مر گئے ہیں قشون کے سردار

متداول نسخوں میں سے کسی نے ان دونوں قطعہ ہند اشعار کو قطعہ درج نہیں کیا، اس سے سوائے یہ نتیجہ نکالنے کے اور چارہ نہیں کہ ان فاضل مرتبین میر نے اشعار کے مفہوم پر غور ہی نہیں کیا۔ اس نوع کی اغلاط کا اندازہ اس بات سے لگائیے کہ اسی غزل میں آگے چل کر شعر بارہ، تیرہ کو پھر کسی مرتب نے قطعہ قرار نہیں دیا جب کہ یہاں بھی چار مصرعے مسلسل ہیں

ہر سحر لگ چلی تو ہے تُو نسیم اے سیہ مست ناز نک ہشیار
شاخسانے ہزار نکلیں گے جو گیا اُس کی زلف کا اک تار

یہی ردیف، دیوان سوم، غزل نمبر 621 کے پہلے دو شعر سوال و جواب پر مبنی ہیں لیکن ان کو بھی آسی، عبادت اور مجلس میں سے کوئی قطعہ قرار نہیں دے رہا

سحر گوش گل میں کہا میں نے جا کر کھلے بندوں مرغ چمن سے ملا کر
لگا کہنے فرصت ہے یاں یک تبسم سو وہ بھی گریباں میں منہ کو چھپا کر

بلا مبالغہ اس انداز میں پچاسیوں قطعات اس تدوین میر کے دوران دریافت اور درج کیے گئے ہیں۔ اب اس معاملے کے دوسرے پہلو کی جانب نظر کی جائے گی۔ میر کی کلیات کے ان مروّج نسخوں میں بے شمار مقامات ایسے نشان زد کیے گئے ہیں جہاں ان کے مرتبین نے الگ الگ اور مفرد اشعار کو قطعہ درج کیا، گویا ان اشعار پر انہوں نے غور ہی نہیں کیا اور اگر کیا تو پھر ان کا مفہوم نہیں سمجھا۔ اس قسم کی مثالیں بھی بہت سی ہیں تاہم صرف دو ایک مثالوں پر ہی اکتفا کی جاتی ہے۔ غزل نمبر 414 کے شعر آٹھ اور نو کو تینوں مروّج کلیات قطعہ درج کرتے ہیں جب کہ ان دونوں شعروں کے مضمون میں قطبین کا بعد ہے۔ اسی غزل کے شعر دس اور گیارہ کو پھر قطعہ درج کیا حالانکہ ان دونوں معروف اشعار کا مضمون قطبی الگ الگ ہے

10 مت ڈھلک مڑگاں سے اب تو اے سر شک آب دار مفت میں جاتی رہے گی تیری موتی کی سی آب

11 کچھ نہیں بحر جہاں کی موج پر مت بھول میر دور سے دریا نظر آتا ہے لیکن ہے سراب

اس سلسلے کی آخری مثال غزل نمبر 1495، دیوان اول ردیفی، تینوں مروّج نسخوں نے شعر بارہ، تیرہ کو قطعہ درج کیا حالانکہ یہ دونوں الگ الگ شعر ہیں، شعر بارہ میں فن شعر کے حوالے سے تعلیٰ کا مضمون بندھا ہے جب کہ آخری شعر (تیرہ) میں زندگی کی لا حاصلیت کا احساس بیان ہوا ہے

12 گئی عمر در بند فکر غزل سو اس فن کو ایسا بڑا کر چلے

13 کہیں کیا جو پوچھے کوئی ہم سے میر جہاں میں تم آئے تھے کیا کر چلے

اس خرابی کی سب سے خطرناک صورت وہ ہے جہاں غزل کے اشعار کی ترتیب بغیر کسی حوالے کے، ان متداول کلیات میں بدل دی گئی ہے، اس کا اندازہ ایسے اشعار دیکھ کر ہوا، جن میں بات مکمل نہیں ہوئی اور جب غور کیا گیا تو اسی غزل کے کسی اور شعر کے ساتھ مل کر اشعار قطعہ بند کرنے سے مفہوم و معنی کی تکمیل ہوئی۔ ان تمام اغلاط کی نشان دہی گزشتہ اوراق میں غزل اور اشعار کے نمبر شمار کے ساتھ کر دی گئی ہے اور حواشی میں اس نوع کی تمام اغلاط اور اختلافات درج کیے گئے ہیں۔

اس مقدمے کے آخر میں، ہم اپنی تدوین کے حوالے سے کچھ معروضات پیش کرتے ہیں۔ دوران تدوین غزلیات،

جس مقام پر بھی متن میں کسی خرابی کے سبب روانی مصرع یا ترسیل معنی میں کمی دیکھی اور دستیاب نسخوں میں سے کسی میں مطلوبہ متن کی سند نہیں ملی تو اس طرح کی امکانی تصحیح کو ہم نے متن میں درج کرنے کی بجائے بالعموم حاشیے میں درج کیا ہے جیسے میر کا یہ مصرع 'وہ بھی جانے ہے لہور کے لکھا ہے مکتوب'، اگر یہ متن یوں ہو وہ بھی جانے کہ لہور کے لکھا ہے مکتوب، تو مصرع بہتر اور رواں ہو جاتا ہے اور مروجہ قدیم نسخوں میں درج مصرع میں ایک 'ہے' زائد دکھائی دیتی ہے، اُس کی جگہ 'کہ' درج کرنے سے مصرع با وزن بھی رہتا ہے اور معنی شعر بھی متاثر نہیں ہوتے، لیکن جب تک کسی مخطوطے سے اس متن کی تصدیق نہ ہو، ہم شامل متن کرنے کے مجاز نہیں۔ میر کے متن کی خواندگی اور تفہیم مصرع بڑھانے کی غرض سے، مصرعوں کے درمیان وقوف و اعراب مندرج کیے ہیں، ماقبل کی اشاعتوں میں اس نوع کی اغلاط بہت سی ہیں مثلاً آسی، عبادت اور مجلس کے نسخوں میں دیوان اول کی غزل نمبر نو کا یہ مصرع یوں درج ہے 'جواب نامہ سیاہی کا اپنی ہے وہ زلف ہمارے متن میں صرف غلط اضافت ہی حذف نہیں کی گئی، 'جواب' کے بعد وقفہ دے کر 'نامہ سیاہی' کو ایک ساتھ پڑھنا ممکن بنایا گیا ہے، 'جواب، نامہ سیاہی کا اپنی ہے وہ زلف' اگر یہاں وقفہ نہ درج کریں تو قاری لامحالہ 'جواب نامہ' ہی قرات کرے گا۔ دیوان اول کی غزل نمبر بارہ جس کا مطلع ہے

منہ نکا ہی کرے ہے جس تس کا حیرتی ہے یہ آئینہ کس کا

اصل میں دیوان دوم کی غزل ہے اور نسخہ کالج کے ص 287 اور نول کشور دوم، سوم ص 175 پر دیوان دوم کے تحت درج ہوئی ہے لیکن چونکہ ہمارے یہاں مروجہ نسخوں (آسی، عبادت و مجلس) میں یہ دیوان اول میں شامل کی گئی ہے اس لیے انہی کی ترتیب کے مطابق، ہم نے بھی اسے دیوان اول ہی میں درج کرنا مناسب خیال کیا کہ پڑھنے والے اس غزل کو دیوان کا سمجھ کر وہیں تلاثر کریں گے، تاہم حاشیے میں وضاحت کر دی ہے۔ میر کے ایک نہایت مقبول شعر کا متن، مصحفی کے شعر کے ساتھ اس قدر فرق؟ مشابہت متن رکھتا ہے کہ بالعموم ان دونوں شعروں میں خلطِ متن پڑھنے لکھنے والے کرتے آئے ہیں، یہ دونوں شعرا لگ الگ نہیں، ان کے شاعر بھی دو مختلف افراد ہیں، شعر ہیں

شام سے کچھ بجھا سا رہتا ہوں (میر) شام سے ہی بجھا سا رہتا ہے (مصحفی)
دل ہے گویا چراغِ مفلس کا دل ہے گویا چراغِ مفلس کا

جدید اندازِ کتابت میں لفظوں کو ساتھ ملا کر لکھنے سے حتی الامکان گریز کیا جاتا ہے۔ خواندگی شعر کے لیے یہ بات بالعموم بہتری کا ذریعہ ہے لیکن کسی کسی جگہ ہم نے اس کے برعکس روش کا مظاہرہ بھی کیا ہے مثال کے طور پر عبادت اور مجلس کے نسخوں میں ایک مصرع 'ہم رہ خضر کو یاں کہتے ہیں گمراہ سنا، ہم نے یہاں 'ہم رہ خضر کو۔۔' درج کرنا بہت بہتر سمجھا یوں 'ہم' اور 'رہ خضر' الگ الگ پڑھ سکنے کا امکان ختم ہو گیا ہے۔ گویا ہماری اس تدوین میں قرأت و خواندگی متن کو بہتر سے بہتر بنانا، بنیادی اصول کے طور پر کارفرما ہے۔ میر کے قدیم کلیات اور متداول نسخوں میں اگر اختلاف نسخ کی نوعیت ایسی ہو کہ اُس زمانے کا روزمرہ محاورہ، جدید مرتبین نے یا کاتبین نے دانستہ یا نادانستہ بدلا ہے اور یہ تبدیلی بظاہر تفہیم شعر میں مدد بھی ہو، تو بھی ہم نے قدیم از گفتار اور میر کے اپنے لب و لہجہ کی خوشبو کو زیادہ اہمیت دی ہے۔ مثال کے طور پر جدید کلیات میر میں 'ناحق یہ ظلم کرنا، انصاف پیارے' درج متن ہے جب کہ قدیم نسخوں میں 'ناحق یہ ظلم کرنا، انصاف کہہ پیارے' کو قدیم روزمرہ کے مطابق زیادہ درست

بہتر خیال کر کے شامل متن کیا ہے۔ میر کے دیوانِ اوّل ہی کے ایک مقطع کو آج تک تمام نسخے درج ذیل متن کے ساتھ درج کرتے آئے ہیں

اُس راہ زن کے ڈھنگوں سے دیوے خدا پناہ اک مرتبہ جو میر جی کا جامہ لے گیا
لیکن 'جی جامہ' کا لفظ میر کے یہاں اور اشعار میں بھی ملتا ہے اس لیے، دوسرے مصرع کو نسخہ کالج کے متن کی سند سے ہم نے درست درج کیا ہے 'اک مرتبہ جو میر جی کا جامہ لے گیا'۔ ایک اور مصرع اٹھارویں صدی کے روزمرہ کے قریب تر ہم نے یوں کیا ہے 'کوچے کے اُس کے رہنے سے باز آؤ گرنہ میر نول کشور دوم، سوم میں 'کوچے سے' تھا اسی نے 'کوچے میں' کی تصحیح کر دی جب کہ میر کا اصل متن نسخہ کالج میں ملا، جو اختیار کیا گیا لیکن اگر کسی متن کی توثیق نہیں ہوئی تو اُسے جوں کا توں رکھا گیا۔ میر کا یہ مقطع کب رُو ہے اُس سے بات کے کرنے کا مجھ کو میر ناکردہ جرم میں تو گنہ گار ہو گیا
اگر دوسرے مصرع میں 'تو' ہے تو پھر مصرعِ اوّل میں 'مجھ کو' کی جگہ 'تجھ کو' ہونا چاہیے۔ اعراب (زیر، زبر، پیش) کے درست اندراج سے متن کی ہر ممکن تہذیب کی گئی ہے۔ 'اُسے جب سے ذوق شکار تھا، اُسے زخم سے سروکار تھا، اکثر نسخوں میں دونوں مرتبہ 'اُسے' درج ہے جب کہ مصرعِ اوّل کے مطابق دوسرے 'اُسے' کا مشار الیہ دل ہے اور پہلے 'اُسے' کا محبوب، اس قسم کے مقامات پر اعراب کے اندراج سے مصرع کی غلط قرأت کا امکان ختم ہو گیا ہے۔ میر کے دو شعروں کے قطعے کا دوسرا شعر ہے

گنج کاوی جو کی سینے کی غم بھراں نے اس دینے میں سے اقسامِ جواہر نکلا
مصرعِ اوّل، تمام دستیاب نسخوں میں 'گنج کاوی' درج ہوا ہے لیکن دوسرے مصرع میں لفظ 'دینے' کی موجودگی کے بعد یہ روشن ہو جاتا ہے کہ یہ لفظ 'گنج کاوی' ہونا چاہیے لہذا اگر کسی مرتب نے حاشیے میں قیاسی تصحیح کے طور پر بھی وہی مطلوبہ لفظ درج کیا ہے تو ہم نے اسے شامل متن کر لیا ہے، جیسا مذکورہ شعر میں ہوا۔ مروّجہ کلیات میر میں غلط اضافات و حذف اضافات کا احوال گزر چکا لیکن کچھ مقام ایسے بھی آئے جہاں متداول نسخوں میں درج اضافت اگرچہ غلط نہیں تھی لیکن تبدیلی اضافت سے اگر متن بہتر ہوتا ہو، تو ہم نے ایسے مواقع کو ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔ مثال کے طور پر تمام مروّجہ نسخوں میں مصرع ہے 'آئے برنگِ ابر عرق ناک تم ادھر'۔ ہم نے اس مصرع کو یوں درج کر کے اپنے تئیں مصرع بہتر کیا ہے 'آئے برنگِ ابر، عرق ناک تم ادھر' تاہم اس نوعیت کے اختلاف کو حواشی میں درج ضرور کیا تاکہ اگر ہمارا اختیار کردہ متن درست نہ ہو تو اس کی نشان دہی ہو سکے۔ ایک اور شعر میں میر کا متن درست کرنے کا اعزاز ہمیں حاصل ہے، مروّجہ نسخوں کا متن ہے

پھرے ہے کھینچے ہی تلوار مجھ پہ ہر دم تو کہ صید ہوں میں تری دشمنی جانی کا
ہم نے نسخہ کالج کی سند سے 'کہ صید' کی جگہ 'شہید' کو شامل متن کر کے دونوں مصرعوں کی مطابقت کو بہتر کیا ہے۔ مولوی عبدالحق کے انتخاب میں متن میر میں تمام مطبوعہ نسخوں سے جو اختلاف ملتے ہیں وہ نہایت اہم ہیں۔ مثلاً درج ذیل شعر بھی مولوی صاحب کے درج کردہ متن کے مطابق معروف و مقبول ہے

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا
تمام دیگر نسخوں میں مصرعِ اوّل کا متن ہے 'راہ دور عشق میں' یا 'راہ دور عشق سے' درج ہوا ہے، چوں کہ 'آگے آگے' کی مناسبت 'راہ

دورِ عشق سے بہتر ہے اس لیے معروف متن ترک کر دیا گیا اور کلیات میر کے متداول اور قدیم نسخوں کا متن اپنایا گیا ہے۔ میر کے متداول نسخوں میں بالعموم 'زورِ بازار' درج ہوتا آیا ہے جب کہ قدیم نسخوں میں 'روزِ بازار' کتابت ملتی ہے۔ 'زورِ بازار' کا مفہوم صرف گرم بازاری اور رونق کے معنی کا حامل ہے جب کہ ہمارے نزدیک 'روزِ بازار' کی ترکیب زیادہ معنی کی حامل بھی ہے اور میر نے بالعموم 'روزِ بازار' ہی اپنی شاعری میں استعمال بھی کیا ہے

محبت کا جب روزِ بازار ہوگا بکلیں گے سر اور کم خریدار ہوگا

تدوین لہذا میں ہم نے کوشش کی ہے کہ قدیم الفاظ کا درست ترین املا درج کیا جائے، اسی اور مقلدین کے یہاں ایک لفظ 'نیوتا' ملتا ہے جب کہ اس لفظ کی الگ سے لغت اور معنی ہیں، ہم نے قیاسی تصحیح کرتے ہوئے 'نیوتا' (جھکا ہوا، کمی، کمتری، عاجزی) کو داخلِ متن شعر کر دیا ہے۔

وضع کشیدہ اُس کی رکھتی ہے داغِ سب کو نیوتا کسو سے ہم وہ ابرو کماں نہ پایا
درست مقام پر وقف و اعراب لگانے کے بعد ہمارے متن میں کس انداز کی بہتری ہوئی، اس کی ایک اور مثال نسخہ مجلس اور ہمارے متن میں درج اس شعر کے مصرع ثانی کے فرق کے ذریعے پیش کی جاتی ہے

جیتے جی پاس ہو کے نہ ٹکلا کسو کے میر وہ ، دورِ گردِ بادِ عشق ، دور تھا
نسخہ مجلس میں مصرع ثانی ہے 'وہ دور گردِ بادِ عشق دور تھا' اس متن کے ذریعے مصرع کے مفہوم تک پہنچ سکتا، بہت ہی دشوار کام ہے۔ ایک اور مصرع ہمارے یہاں ہے 'چلو ہوراہ، موافق کہے مخالف کے' جب کہ مجلس والوں کے یہاں متن یوں ہے 'چلو ہوراہ موافق کہے مخالف کے' اس غلط اضافت سے مفہوم مصرع میر، دوسرے مصرع اور میر کے کہنے کے مطابق بالکل نہیں رہا بلکہ کچھ کا کچھ ہو گیا ہے۔ ہم نے جہاں بہت ضروری ہو قیاسی تصحیح سے بھی کام لیا ہے، تاہم ان اختلافات نسخ کو حواشی میں ضرور درج کر دیا ہے، چند مثالیں ملاحظہ ہوں 'بزمِ عشرت میں ملا مت ہم رنگوں بختوں کے تئیں' تمام نسخوں میں 'ملا ہی درج ہے جب کہ 'ملا' سے مصرع و شعر با معنی ہو جاتے ہیں، لہذا 'ملا' کو مسلسل چلی آرہی غلطی کتابت قرار دیے بغیر چارہ نہیں تھا۔

نہیں جہان میں کس طرف گفتگو ویسی یہ ایک قطرہ خوں ہے طرفِ خدائی کا
تمام نسخوں میں مصرع اول میں ویسی درج ہوا ہے ہم نے اسے قدیم انداز کتابت کا شاخسانہ سمجھ کر قیاس سے درست کیا اور اس لفظ کو دل سے سمجھا جو ساتھ ملا کر لکھنے کے سبب ویسی مروّج ہو گیا۔

سراپا آرزو ہم لوگ ہیں کا ہے کو رندوں میں رہے ہیں اب تلک جیتے ، ولے دل مار مار اپنا
مصرع اول میں رندوں تمام نسخوں میں متفقہ غلطی ہے، یہاں 'زندوں' کیے بغیر شعر با معنی نہیں ہوتا، سو یہی کیا گیا
انتہا شوق کی دل کے جو صبا سے پوچھی اک کفِ خاک کوئی اُن نے پریشان کیا
تمام نسخوں میں 'کوئی' ہے جب کہ یہاں اگر 'کوئے' درج کر دیا جائے تو شعر واضح، با معنی اور میر کے عمومی طرزِ گفتار کے عین مطابق اور یوں درست ہو جاتا ہے۔

واجب کا ہو نہ ممکن مصدر صفت ثنا کا قدرت ہے اُس کے لب پر نام آوے ہے خدا کا

تمام نسخوں میں 'کے' سے مصرع کے معنی ہی بدل جاتے ہیں، لہذا اس 'کے' کو 'کی' درج کرنے اور علامت وقف درج کرنے کے بعد ہی مصرع با معنی اور مصرع اولیٰ کے مطابق درست ہوتا تھا، سو یہی کیا گیا۔

آئی کتعاں سے باد مصر، ولے نہ گئی تا بہ کلبہ یعقوب
مذکورہ متن سے شعر کے معنی ہزار کاوش کے بعد بھی سمجھ میں نہیں آتے، اگر مصرع اولیٰ کے 'کے' کو 'میں' کر دیا جائے تو سارا معاملہ صاف ہو جاتا ہے، اس نوعیت کی تبدیلی کے بغیر چارہ نہیں رہتا۔

جاتا ہوں دن کو ملنے تو کہتا ہے دن کو میر جوش کو جانیے تو کہے ہے کہ شب ہے اب
مصرع اولیٰ میں 'کو' کی بجائے 'ہے' درج کیا ہے، دوسری صورت یہ ممکن تھی تو کہتا ہے شب کو میر۔
مانند مرغ دوست نگہ بار بار دوست ملک سوچ بھی ہزار ہیں دشمن، ہزار دوست
'نگہ' تمام نسخوں میں مردج متن ہے، جس سے مصرع کے کوئی معنی برآمد کر سکتا ممکن نہیں، بعد از فکر بسیار یہ نتیجہ نکلا کہ یہ نہ کہہ ہے اور ساتھ ملا کر لکھنے 'نگہ' کے سبب بعد میں 'نگہ' بن کر رہ گیا ہے۔

ہم سیہ کاروں کا ہنسنا وہ ہے مے خانے کی اور آگے ہیں میر مسجد میں چلے مستی کے بیچ
'ہنسنا' کی جگہ از روئے قیاس 'رستا' درج کر کے یہاں بھی شعر کو با معنی بنایا گیا ہے
رنگ شکستہ اپنا بے لطف بھی نہیں ہے یاں کی تو صبح دیکھی اک آدھ رات رہ کر
شعر کے مفہوم کا تقاضا ہے کہ اس 'دیکھی' کو 'دیکھو' کے ساتھ بدلا جائے تاکہ مصرع با معنی اور مطابق مضمون شعر ہو سکے۔
رکھتا تھا وقت قتل مرا امتیاز، ہائے سو خاک میں ملایا مجھے سب میں سان کر
'رکھتا' کو سہو قرار دے کر 'رکھنا' کیے بغیر، میر کے مرغوب مضمون کا یہ شعر با معنی نہیں بنایا جاسکتا تھا، سو یہی کیا گیا۔
چرکت تھا دل میں لالہ رخوں کے خیال سے کیا کیا بہاریں دیکھی گئیں اس مکان پر
تمام نسخوں میں 'چرکت' درج ہے جس کا یہ موقع ہے نہ محل، آسی نے حاشیے میں 'جھمگھٹ' درج کیا، ہم نے اسے شامل متن کر کے، آسی کی قیاسی تصحیح کو قبول کیا ہے

خورشید و ماہ دونوں آخر نہ دل سے نکلے آنکھوں میں پھر نہ آئے، جی سے مرے اتر کر
ان دونوں مصرعوں میں دوا لگ الگ معنی دکھائی دیتے ہیں، صورت حال بڑی دلچسپ ہے کہ نسخہ کالج میں 'وے' درج ہونا تھا، وہاں سہو کتابت سے 'ی' کے نقطے درج نہ ہوئے اور بعد کے کاتبوں نے اسے ساتھ ملا کر لکھا گیا لفظ 'دلے' سمجھ کر کتابت کر دی، بعد کے مرتبین نے 'دل سے' کو الگ الگ درج کر دیا اور یہ نہ سوچا کہ یہ متن دوسرے مصرع سے بالکل مطابقت نہیں رکھتا۔

قتل گر، تو ہمیں کرے گا خوشی یہ توقع تھی تجھ سے یار افسوس
یہاں شاید مصرع اولیٰ با معنی تو ہے لیکن 'قتل گر' کے مرکب کو بطور اسم فاعل استعمال کرنے کی کوئی مثال میر کے یہاں نہیں ملتی، غور کرنے پر 'قتل گر' کو قیاسی طور پر اپنایا اور یوں 'کے' کو محذوف مان کر متن بہتر کیا گیا ہے۔

خاک پر میر تیری ہوتا ولے نہ ہوا اتنا اقتدار افسوس

ہم نے 'خاک پر' کی جگہ 'خاک رہ' درج کر کے تمام نسخوں کے متن سے اختلاف ضرور کیا لیکن اس طرح متن شعر بہتر ہو گیا ہے۔
 اب سے جا کر پھر نہ آئے ہم بس ہمیں تو یہی سفر ہے بس
 تمام نول کشوری نسخوں اور جدید طباعتوں میں بھی یہی متن ہے جب کہ آپ سے جا کے ہم نے درج کیا ہے اور یوں متن شعر اس قیاس کے بعد بہت بلند اور بہتر ہو گیا ہے

پھول گل کچھ نہ تھے کھلی جب چشم اور بھی رہتی اب بہار اے کاش
 نول کشور دوم، سوم میں 'اک' ہے اور اسی مجلس و عبادت میں 'اب' ہے ہمارے نزدیک یہ 'نک' ہے جس کے بعد مصرع صاف ہو جاتا ہے
 دیکھی تھی تیرے کان کے موتی کی اک جھلک جاتی نہیں ہے اشک کے رخسار کی ڈھلک
 ہمارا جی بہت چاہتا ہے کہ مصرع ثانی یوں ہو جاتی نہیں ہے اشک کی رخسار سے ڈھلک لیکن ایک ہی مصرع میں دو لفظوں کی تبدیلی کے لیے زیادہ بڑی جرأت قیاس درکار ہے۔

برسوں ہوئے کہ جان سے جاتی نہیں خلش نک مل گئی تھی آگے مرے وہ پھری پلک
 ہمارے نزدیک دوسرے مصرع کو یوں ہونا چاہیے 'نک مل گئی تھی آگے مرے وہ پھری پلک' یہاں بھی دو لفظوں کی تبدیلی کے لیے جرأت قیاس کی مطلوبہ مقدار ہم میں نہ تھی، سو حاشیے میں ہی درج قیاس کیا ہے۔

نالہ کشی میں مرغِ چمن بکتا ہے پر ہم جانیں تب نعرہ زناں جب صبح سے آ کے ساتھ ہمارے بولے نک
 ہم نے قیاس سے کام لیتے ہوئے 'بکتا' کو 'یکتا' درج کیا ہے۔
 جوں سیب ہیں ذقن کے چمن زارِ حسن میں یوں باغِ حسن میں بھی ہیں رنگیں انار دل
 تمام نسخوں کا متفقہ متن 'باغِ حسن' ہے جب کہ یہاں ضرورت 'باغِ عشق' کی ہے۔

بن میں، چمن میں جی نہیں لگتا یار کدھر کو جاویں ہم راہ خرابے سے نکلی نہ گھر کی بستی میں کیونکر جاویں ہم
 یہ متن نسخہ آ سی، عبادت و مجلس کا ہے نسخہ کالج میں 'یار کدھر جاویں' ہے یہ موزوں نہیں، لہذا ہم نے 'یار کدھر جاویں' ہم درج متن کر کے مصرع قدیم متن کے مطابق درست درج کیا ہے

سناٹے میں باغ کے کچھ اٹھتے ہیں نسیم مرغِ چمن نے خوب مٹھا ہے نغاں کے تینیں
 یہی متن متداول کلیات میر میں مندرج چلا آتا ہے، مصرع اوّل کو 'سناٹے' سے باغ میں --- کیے بنا چارہ نہیں تھا۔
 آیا کیے دماغ کے اعضا میں یہ فتور ٹھہرے قشون کیا، نہیں سردار درمیاں
 اس مصرع میں 'کے' کی جگہ 'سے' کرنے سے شعر کے معنی صاف اور درست ہو جاتے ہیں

عشق کا محو دستِ شیریں ہوں جان کا بھی نہیں ہراس کہیں
 تمام نول کشوری نسخوں میں مصرع اوّل اسی بے معنی متن کے ساتھ ہے۔ نسخہ کالج میں 'دستِ شیریں' ہوں درج ہوا ہے، اصل میں اسے 'دستِ شیریں' ہوں ہونا چاہیے تب ہی مصرع بامعنی اور مطابق مصرع ثانی ہوتا ہے

وہ نہیں جو تیغ سے اُس کی گلا کٹوایے تنگ آئے ہیں بہت اب آپ ہی ہو کر رہیں

’جو ہر کرنا‘ نادر فارسی محاورہ ہے، جس کے مطابق تنگ و ناموس کے خیال سے، بچوں و اہل خانہ سمیت مر رہنا، ہیں۔ اس محاورے سے ناواقف کاتبوں نے درست متن کا یہ حال کر دیا، ہم نے مصرع یوں درج کیا ہے۔۔۔ اب آپھی جو ہر کر رہیں۔

نہ بھولو نزاکت چلک ہی نہیں چھری، خنجر اُس کی کمر میں بھی ہیں

آسی نے حاشیے میں ’چھری‘ کی جگہ ’چھپے‘ کی تجویز دی، ہم نے اسے بہتر متن سمجھ کر شامل متن کر لیا ہے

سہی جائے گالی اگر دوستی ہو بُری بھی بھلی ہیں لگانے کی باتیں

آسی و مقلدین کے یہاں ’لگانے‘ جب کہ نسخہ کالج میں ’بگانے‘ درج ہے، یہ لفظ اُسی وقت درست ہو سکتا ہے جب مصرع یوں ہو ’بھلی بھی بُری ہیں بگانے کی باتیں‘ یہاں ہم نے فائق صاحب کی قیاسی تجویز ’یگانے‘ کو شامل متن کر کے شعر کو با معنی بنایا ہے۔

بہار آئی، کھلے گا پھول شاید باغ صحرا میں جھلک سی مارتی ہے کچھ سیاہی داغ صحرا میں

تمام نول کشور نسخوں کے متن کے مطابق یہ شعر ایٹائے جلی کا حامل قرار پاتا ہے۔ نسخہ کالج میں ’داغ سودا‘ ہے جو بہ اعتبار معنی بھی بہتر ہے اور شعر سے ایٹائے جلی کا عیب بھی دور ہو جاتا ہے۔

گیا صبر آخر آزارِ دلی پر بہت کرتا رہا دارو دوا میں

تمام نسخوں میں ’گیا‘ ہی درج ہے، یہاں ’کیا‘ کے بعد مصرع زیادہ بہتر اور با معنی ہوا ہے

تھے غنچے جتنے زیرِ دیوارِ باغ طائر شبِ باشی چمن سے شاید خفا ہوئے ہیں

تمام مطبوعہ کلیات میں ’جتنے‘ کے ساتھ ہی مصرع درج ہوا ہے، ہمارے خیال میں درست لفظ ’جیسے‘ سے جو کتابت کی غلطی کے سبب ’جتنے‘ رائج ہو کر رہ گیا ہے۔

خرقہ قمیص کیا ہے کیا وقر اُس گلی میں ترک لباس کر داں شاہاں گدا ہوئے ہیں

آسی و تبعین کے یہاں ’کیا‘ ہی درج ہوا ہے جب کہ کالج کے نسخے میں ’حرفہ قمیص‘ کا ہے، ہم نے ’خرقہ‘ آسی سے اور ’کا‘ نسخہ کالج سے لے کر متن درست کر لیا ہے۔

لطفِ عیم اُس کا ہے ہمد کیوں نہ غنیمت جانیں ہم ربطِ خاص کو سے اُس سے ہو، یہ تو طور یار نہیں

مصرع اڈل میں ’ہے‘ کی جگہ نسخہ کالج کا ’اے‘ بہت بہتر ہے، البتہ دوسرے مصرع میں ’اُس سے‘ بے معنی بھی ہے اور ناموزوں بھی، اس لیے ’اُس سے‘ کی جگہ ’اے‘ کر کے معنی و وزن بہتر کیا ہے۔

بنے ناواقفِ شادی اگر ہم بزمِ عشرت میں دہانِ زخمِ دل سمجھے جو دیکھا روئے خنداں کو

نسخہ کالج اور طبع دوم میں ’لئے‘ کتابت ہے۔ آسی صاحب نے ’لئے‘ کی بے معنویت کو ’بنے‘ سے دور کرنا چاہا جب کہ یہاں ضرورت ’گئے‘ کی ہے جسے قیاسی طور پر ہم نے شامل متن کر لیا ہے

اپنے حسنِ عارضی پر آج مت مغرور ہو پاسِ تُو ہے جس کے وے ہی کل کہیں گے دُور ہو

آسی و عبادت میں ’عارضی‘ درست نہیں، صرف اس لیے نہیں کہ قدیم نسخوں میں درست متن ’حسنِ رفتی‘ درج ہوا بلکہ یہ فیصلہ کہ ’حسنِ رفتی‘ ہی درست ہے، دوسرے مصرع کے ’پاس‘ اور ’دور‘ کی مناسبت سے بھی موزوں ترین ہے

۔ دامت و کوہکن و قیس نہیں ہے کوئی دُس گیا عشق کا اثر در مرے غم خواروں کو
آسی اور مجلس، سب نے 'دُس' گیا، متن درج کیا ہے قیاس چاہتا ہے کہ یہاں میر کا مرغوب لفظ بھٹک گیا یا پھٹک گیا، درج ہونا
چاہیے، سو ہم نے اسی کو اپنایا ہے

۔ شوق کا کام کھنچا دور کہ اب مہر مثال چشم مشتاق لگی جائے ہے طیار کے ساتھ
آسی صاحب نے قدیم متن 'طومار' کو جو درست بھی تھا، قیاس کے ذریعے طیار بنایا، اس تبدیلی کی بظاہر وجہ یہی دکھائی دیتی ہے کہ
انہوں نے مصرع اول میں 'مہر کو مہر' (سورج) سمجھا اور طومار کے ساتھ اس کی مناسبت نہ پا کر طیار درج کیا، حالاں کہ مصرع
اول میں 'مہر' (stamp) کے معنی میں استعمال ہوا اس لیے طومار ہی بہتر لفظ ہے

۔ افراط گریہ سے ہوئیں آبادیاں خراب سیلاب میرے اشک کے از حد بہک گئے
آسی و مجلس میں 'اثر در' طبع دوم میں 'از در' طبع سوم میں 'از حد' جس کی تجویز آسی نے بھی حاشیے میں دی۔ حالاں کہ اسے 'اثر در' کے
علاوہ کچھ اور نہیں ہونا چاہیے۔ 'بہک' کا لفظ بھی یہاں درست نہیں بلکہ مصرع کے معنی کے مطابق بھٹک ہونا چاہیے۔ لہذا ہم
نے مصرع یوں درج کیا 'سیلاب میرے اشک کے اثر در بھٹک گئے'

۔ کہیں جو کچھ ملامت گر بجا ہے میر کیا جانے انہیں معلوم تب ہوتا کہ ویسے سے جدا ہوتے
سار اصریغہ جمع کا ہے، اس لیے 'جانے' کو 'جائیں' بنائے بغیر چارہ نہیں، در نہ قاری سمجھے گا کہ میر کیا جانے؟
تک گرم ٹو سنگ ریزے کو دیکھا نہاں اس میں بھی شعلہ طور ہے
قدیم و جدید تمام طباعتوں میں 'دیکھا' ہی درج ہے، حالاں کہ اس طرح معنی ہی خلل پذیر نہیں ہوتے، مصرع ساقط الوزن بھی
ہو جاتا ہے، اس لیے معنی اور وزن ہر دو کی ضرورت کے مطابق 'دیکھ' کو شامل متن کیا ہے۔

۔ گر اس چمن میں وہ بھی اک ہی لب و دہاں ہے لیکن سخن کا تجھ سے غنچے کو منہ کہاں ہے
سبھی نسخوں میں 'گر' کتابت ہوا جب کہ مصرع 'گو' کے علاوہ کسی اور لفظ کا طلب گار نہیں۔

۔ ٹک تو وقفہ بھی کراے گردشِ دوراں یہ کہ جان عمر کے حیف ہی کیا سات چلی جاتی ہے
مصرع اولیٰ میں سبھی نسخوں میں یہ کہ جان درج ہے، یہاں قیاس کے ذریعے کہ، یہ جان کر کے شعر کو معنی سے ہم کنار کیا ہے۔
متداول کلیات میر میں، بہت سی غزلیں مختلف دو اور تین میر میں مکرر درج ہوئی ہیں۔ یہ اس بات کا بین ثبوت ہے کہ اگر

کلیات کے مرتبین نے کلام میر مکمل دیکھ بھال، جانچ پرکھ اور چھان پھٹک کے بعد مرتب نہیں کیا، جس کا دعویٰ سبھی نے کیا، لیکر
اس پر عمل کسی ایک کا بھی نہیں رہا، اگرچہ یہ اعادہ و تکرار ان سب مرتبین کو وراثت میں نسخہ کالج سے ملی ہیں لیکن ان مرتبین جن میں
آسی، عبادت اور فائق، تینوں شامل ہیں، کا فریضہ تھا کہ وہ ان غزلوں کو مکرر درج نہ کرتے لیکن ان کا اس تکرار سے بے خبر ہو
ظاہر کرتا ہے کہ کلام میر ان کے حافظے اور دل و دماغ کا حصہ نہیں بناتھا۔ ہم ان متعدد غزلوں کے مکرر اندراج سے آگاہ ہوئے
اس کا بہت کچھ دار و مدار اس بات پر بھی ہے کہ غزلیات میر کا یہ کلیات ردیف وار مرتب ہوا ہے۔ ان غزلوں کی تفصیل حسب ذیل
ہے۔ دیوان دوم میں ردیف الف کے تحت تین غزلیں درج ہیں جن کے مطالعہ یہ ہیں

زود میں آنے سے بچ رہنے والے یہ اشعار کسی بھی فنی معیار کے مطابق اُن اشعار سے کم رتبہ نہ ہوں جو شاملِ انتخاب ہوئے! میر کے دو ادین اور کلیات کے جتنے قلمی نسخے دیگر ممالک بالخصوص انڈیا کے کتاب خانوں میں بتائے جاتے ہیں، اُن کی تعداد کسی بھی اور شاعر کے مخطوطات سے کہیں زیادہ ہے اور یہ میر کی مقبولیت کا بین ثبوت ہے، پھر یہ بھی نہایت اہم واقعہ ہے کہ میر کا بہت حد تک مکمل کلیات اُن کی زندگی کے آخری سالوں میں تیار ہونا شروع ہوا اور وفات کے ایک سال کے اندر ہی نہایت اہتمام کے ساتھ فورٹ ولیم کالج کلکتہ کے کارپردازان نے 1811ء میں شائع کر دیا لیکن اس کے بعد آج تک ایک کلیات بھی ایسا مرتب اور مطبوع نہ ہوا جو 1811ء کے اس نسخہ کالج کی اغلاط کو دور کرتے ہوئے صحتِ متن کی ضمانت فراہم کرتا بلکہ واقعہ یہ کہ کلیاتِ میر کا یہی نسخہ ہے جس میں سب سے کم اغلاط ہیں اور جسے متنِ میر کا سب سے بہتر نمونہ اور نمائندہ مجموعہ قرار دیا جاسکتا ہے۔ اس حد درجہ حوصلہ افزا آغاز کے بعد ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ چند اہم قلمی نسخوں اور نسخہ کلکتہ (جسے ہم نے اپنے مقالے میں ہر جگہ نسخہ کالج لکھا ہے) کی مدد سے میر کا مستند اور قابلِ اعتماد متن کلام تیار کر لیا جاتا لیکن ایسا نہ ہوا اور ہر اگلی اشاعتِ کلیاتِ میر نے ماقبل کے کسی ایک آدھ نسخے کو اپنے اپنے کاتب سے 'صاف' کروا کر شائع کر دیا۔ یوں گذشتہ کلیات کی اغلاط میں ہر نئے کاتب کی اغلاط اور مرتب کے تصرفات کی کارفرمائی سے متنِ میر بہتر ہونے کی بجائے، مسخ ہی ہوتا رہا۔ 'تدوین غزلیاتِ میر' کے حوالے سے اپنی کارگزاری عرض کرنے سے پہلے ایک نگاہِ کلامِ میر کی اب تک کی اشاعتوں پر ڈالنا ضروری ہے۔

کلیاتِ میر، نسخہ کلکتہ

11x8 سائز کے 21،1085 سطری صفحات کا حامل یہ کلیاتِ میر 1226ھ بمطابق 1811ء ہندوستانی چھاپے خانے کے مہتمم منشی مدار بخش نے شائع کیا۔ متن کی تصحیح مرزا کاظم علی جوان، مرزا جان طیش، مولوی محمد اسلم اور منشی غلام اکبر نے کی تھی۔ کالج کے ارباب اختیار میں سے پکتان ٹیلر صاحب مدرس ہندی، ڈاکٹر ولیم ہنٹر، پکتان گالیو اور پکتان تاسمن روبک صاحب کے اسمائے گرامی، سرورق کی عبارت میں معہ القابات درج ہیں۔ جن کی مدد و اعانت سے یہ کلیات انطباع ہوا۔ اس کلیات کی ابتدا میں صفحہ 18 تک قصائدِ منقبت اور دردمدح نواب آصف الدولہ درج ہیں۔ اس کے بعد صفحہ 19 سے 254 تک دیوانِ اول، 255 سے 437 تک دیوانِ دوم، 438 سے 537 تک دیوانِ سوم، 538 سے 610 تک دیوانِ چہارم، 611 سے 707 تک دیوانِ پنجم اور صفحہ 708 سے 768 تک دیوانِ ششم درج ہوئے ہیں۔ فردیات 769 سے 775 تک اور اس کے بعد صفحہ 1069 تک دیگر اصنافِ شعر معہ مثنویات درج ہیں۔ مراثی میر کے علاوہ اس کلیات میں میر کا تقریباً سبھی کلام شامل ہے۔ ہم نے اپنے کام کے دوران سب سے زیادہ معاون میر کے اسی کلیات کو پایا۔ متنِ میر کی مشکلات حل کرنے میں جتنی مدد اس نسخے سے ملتی ہے، وہ بعد میں شائع شدہ کسی مجموعے سے نہیں ملتی۔

کلیات میر، مطبوعہ نول کشور لکھنؤ

کلیات میر کا دوسرا اہم مطبوعہ ماخذ وہ نول کشور نسخے ہیں جن کی بنیاد اگرچہ نسخہ کالج پر ہے لیکن صحت متن کے اعتبار سے ان کا درجہ اپنے ماخذ سے بھی کم ہے۔ نول کشور پریس نے اگرچہ کلیات میر کے متعدد ایڈیشن شائع کیے، تاہم اولین اشاعت 1868ء میں ہوئی، دوسرا ایڈیشن 1874ء میں چھپا، انہی دونوں نسخوں کو بعد کے مرتبین میر نے نول کشور دوم، سوم کے نام سے موسوم کیا ہے، ان میں بھی میر کے مرثیے شامل نہیں ہیں۔

کلیات میر مرتبہ مولوی عبدالباری آسی، مطبوعہ نول کشور پریس لکھنؤ (نسخہ آسی)

نول کشور پریس کا شائع کردہ یہ کلیات میر کا جدید ترین نسخہ ہے جو 1941ء میں مولانا آسی کے نہایت اہم مقدمے، جسے انتقاد میر میں بلند مقام حاصل ہے اور فرہنگ کے ساتھ نہایت عمدہ کتابت کے ساتھ طبع ہوا۔ نول کشور اشاعتوں میں میر کے کلیات کی اس سے بہتر طباعت اور کوئی نہیں ہوئی اپنے وقیع اور مبسوط مقدمے کے آخر میں ’کلیات میر بصورت موجودہ‘ کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں:

”کلیات میر کے ایڈیشن متعدد مرتبہ شائع ہو چکے ہیں اور سب سے پہلا چھپا ہوا وہ نسخہ ہے جو کلکتہ فورٹ ولیم سے کاظم علی جوان وغیرہ کی تصحیح و نظر ثانی کے بعد غالباً میر صاحب کی زندگی ہی میں شائع ہو گیا تھا، یا شائع ہونا شروع ہوا تھا۔ یہ نسخہ دوسرے نسخوں سے زیادہ صحیح ہے، مگر ایسا نہیں کہ اس کو معتمد علیہ سمجھا جائے، اس میں اکثر جگہ قبیح غلطیاں رہ گئی ہیں، یہ نسخہ تصحیح کے وقت ہمارے پیش نظر تھا، اس کے علاوہ دوسرا وہ نسخہ جو نول کشور پریس ہی سے 1867ء میں بغیر حاشیہ چھپا تھا۔ اس کے بعد بھی جو اور ایڈیشن یہاں سے چھپے وہ بھی موجود تھے، ان کے علاوہ دو قلمی قدیم نسخے جو مکمل تو نہ تھے لیکن پھر بھی دونوں کو ملا کر بہت سا کام دے سکتے تھے..... اور اب اُمید ہے کہ یہ کتاب اُن تمام نسخوں سے بہتر ثابت ہوگی جو اب تک کلیات میر کے نام سے شائع ہوئے ہیں۔“

(کلیات میر، مرتبہ آسی، ص 58-57)

دیوان اول کے آغاز سے قبل مطبع کے مہتمم نے ’گزارش‘ کے عنوان سے لکھا:

”مجھے فخر ہے کہ سال ہا سال کی محنت اور کاوش کے بعد کلام فصیح الفصحا میر تقی میر

بترتیب جدید ناظرین کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔ میر کا کلیات اب تک عام طریقے سے نہایت لاپرواہی کے ساتھ غلطیوں کی نذر ہوتا رہا ہے لیکن اس مرتبہ خصوصیت کے ساتھ متعدد قلمی اور سابقہ مطبوعہ نسخوں سے اس کی تصحیح کا پورا اہتمام کیا گیا جس کو مصوری درد مولوی عبدالباری آسی اور جناب مولوی سید جعفر علی صاحب فاضل دیوبند نے نہایت غور و معائنہ نظر کے ساتھ اصل پر نظر ثانی کر کے کئی کئی مرتبہ کاپیوں اور پروفوں کو دیکھ کر صحیح کیا اور بعد کو آسی صاحب نے اس پر فرہنگ اور مقدمہ کا اضافہ فرمایا، اس میں جو حواشی دیئے گئے ہیں وہ بھی میر کے کلام کے توازن کے لیے بہت موزوں ہیں.....“ (ص 68)

آسی کا مرتبہ ’کلیات میر‘ 1941ء تک ہی سب سے مفید اور قابل مطالعہ کلیات نہیں تھا بلکہ آج بھی مطالعہ شاعری میر کے لیے بیش از بیش اسی نسخے کو پُرکشش سمجھا جاتا ہے، لیکن اس کے مہتمم اشاعت کا یہ دعویٰ کہ اس نسخے کو بار بار پروف پڑھ کر اغلاط سے بالکل پاک کر دیا ہے، محل نظر ہے۔ آسی کے یہاں متن کے ساتھ ساتھ کتابت کی اغلاط خاصی تعداد میں ہیں، توثیق اُن اشعار کو دیکھ کر کی جاسکتی ہے جن کے نمبر شمار ہم اسی مقدمے میں آگے چل کر پیش کریں گے۔ علاوہ ازیں قطعات کی نشان دہی بہت سے مقامات پر نہیں ہوئی، کچھ ایسے اشعار کو بھی قطعہ درج کیا گیا ہے جو الگ الگ مضمون کے حامل شعر ہیں۔ پھر یہ کہ کم سے کم پانچ غزلوں کی تکرار (تین ردیف الف، ایک ن اور ایک ردیف ی سے) بھی سرزد ہوئی ہے، اُن اشعار کا تو ذکر ہی کیا جو ایک سے زیادہ غزلوں میں شامل ہیں، پھر املا اور پرانی طرز کتابت کے پیدا کردہ مسائل بھی ہیں جو متن کی اغلاط کا ایک بڑا سبب بھی ہیں۔ مثلاً یائے معروف و مجهول کا املا اور کفایت صفحہ کے لیے لفظوں کو ساتھ ملا کر لکھنے کا رجحان، جس کے بعد غلطی اس درجہ زور نکل جاتی ہے کہ پھر اصل متن کی بازیافت ناممکن سی ہو جاتی ہے۔ یہ اور اسی نوع کی اغلاط جن کی تفصیل حواشی میں ملاحظہ کی جا سکتی ہے، کی موجودگی میں یہ باور کرنا مشکل ہے کہ آسی صاحب اور مولوی جعفر صاحب نے اس نسخے کے متن پر اتنا ہی غور کیا، جتنا متنی تحقیق میں کرنا چاہیے تھا۔ خاص طور پر ان بزرگوں سے اس کی توقع ان کی شعر فہمی، زبان دانی اور سب سے بڑھ کر قدیم اور اصل ماخذات تک ان کی رسائی کو دیکھتے ہوئے زیادہ سے زیادہ کی جاسکتی تھی لیکن یہ توقعات نسخہ آسی سے پوری نہیں ہوئیں پھر بھی اکبر حیدری کی یہ رائے قدرے سخت ہے: ”آسی نے نسخہ نول کشوری اور اُس کے بعد کے مطبوعہ نسخوں سے زیادہ تر استفادہ کیا ہے اور بغیر کسی محنت و کاوش کے کلیات کو محض تجارتی اغراض کے لیے شائع کر لیا۔“ البتہ اُن کی اس رائے سے ہم بالکل متفق ہیں کہ ”راقم کی رائے میں نسخہ آسی کے مقابلے میں نسخہ کلکتہ (کالج) درست، معتبر اور مستند ہے، آسی نے بہت سے اشعار غلط لکھے ہیں.....“ (نقوش، میر تقی میر نمبر شمارہ 125، اکتوبر 1980ء، ص 153) اس کے علاوہ تدوین متن کے لیے آسی کے

مرتبہ متن سے استفادہ کرنے والے کو اس بارے میں چوتھا رہنے کی ضرورت ہوتی ہے کہ اسی کے یہاں متن میں 'اصلاح' دینے اور تصرف کرنے کا رجحان پایا جاتا ہے۔ کلیات کی حد تک پاک و ہند میں اس نسخے نے مطالعہ شعر میر میں بنیادی خدمت انجام دی ہے، ہم نے اس تدوین میں جن تین نسخوں کو بنیادی نسخوں کے طور پر برتا ہے ان میں سے ایک یہی نسخہ اسی ہے۔

کلیات میر مرتبہ ڈاکٹر عبادت بریلوی، ایم اے، پی ایچ ڈی، پروفیسر شعبہ اُردو پنجاب یونیورسٹی، لاہور لکھنؤ یونیورسٹی میں ڈی لٹ کی ڈگری کے لیے پیش کرنے کی غرض سے تیار کردہ میر کا یہ کلیات جتنے بڑے دعوؤں کے ساتھ پیش کیا گیا اتنی ہی بڑی جعل سازی یہ ثابت ہوا۔ فرماتے ہیں:

”کلام میر کی ترتیب و تدوین کا یہ کام میں نے آج سے کوئی بارہ سال قبل اپنے شفیق استاد پروفیسر سید احتشام حسین صاحب کے ایما پر شروع کیا تھا۔ اُن کی اور میری دونوں کی یہ خواہش تھی کہ اس کو لکھنؤ یونیورسٹی میں 'ڈی لٹ' کی ڈگری کے لیے پیش کیا جائے..... اور اب پورے بارہ سال بعد یہ کام مطبوعہ صورت میں لکھنؤ یونیورسٹی کے سامنے 'ڈی لٹ' کے لیے پیش کیا جا رہا ہے۔“ (کلیات میر مرتبہ عبادت، ص 4، 5)

فروری 1958ء میں اُردو دنیا کراچی سے مطبوعہ اس کلیات کے پیش لفظ میں دعویٰ کیا گیا کہ 1811ء کا نسخہ فورٹ ولیم کالج نول کشور کے تمام نسخے بشمول اسی کا کلیات مطبوعہ 1940ء اُن کے پیش نظر تھے۔ انہوں نے فرمایا:

”میں نے کلیات میر کے اس نسخے کی ترتیب و تدوین میں ان تمام مطبوعہ نسخوں کو سامنے رکھا ہے اور اس کے علاوہ کلام میر کے تقریباً تمام اہم غیر مطبوعہ نسخوں کو بھی دیکھنے کی کوشش کی ہے، کتب خانہ ریاست رام پور، کتب خانہ سرسالا ر جنگ، کتب خانہ انجمن ترقی اُردو اور کتب خانہ محمود آباد کے مخطوطے خاص طور پر میرے پیش نظر رہے ہیں۔ اسی لیے یہ نسخہ اس سے قبل شائع ہونے والے نسخوں سے مختلف ہے اس میں میر صاحب کا تقریباً سارا کلام موجود ہے.....“ (کلیات میر، ص 4)

جب کہ واقعہ یہ ہے کہ عبادت صاحب کا یہ کلیات نسخہ اسی کی ہو، ہو نقل ہے۔ گیان چند کی دو اور خواجہ احمد فاروقی کی ایک دریافت شدہ، تین مثنویات کے اضافے کے علاوہ ڈاکٹر صاحب نے نسخہ اسی کی من و عن نقل تیار کروائی ہے۔ اس میں البتہ یہ اہتمام انہوں نے ضرور کیا جہاں اسی کی اغلاط جوں کی توں موجود رہیں، وہیں اُن کے کاتب کے سہو بھی بحسنہ قائم رکھے جائیں۔ اکانوے صفحات کے عبادت صاحب کے مخصوص اندازِ تحریر کے حامل مقدمے میں میر کے حالات، واقعات اور رنگ شاعری پر نہایت ڈھیلی ڈھالی گفتگو کی گئی ہے جس کے مندرجات کلام میر کے متن عبادت کی طرح ہی ساقط الاعتبار ہیں، ان پر

کلب علی خان فائق اپنے ایک مضمون 'کلیات میر مرتبہ ڈاکٹر عبادت بریلوی پر ایک نظر' مشمولہ صحیفہ، شمارہ 20، جولائی 1962ء میں روشنی ڈال چکے ہیں۔ اس مقدمہ کا، جس کا کلام میر اور اس کی تدوین سے دور کا بھی واسطہ نہیں، آخری جملہ ہے "اور میر صاحب کا یہ کلیات زندگی اور فن کے اسی امتزاج اور ہم آہنگی کی ایک تصویر ہے۔" (کلیات میر، ص 100)

مختصر یہ کہ اس کلیات سے کلام میر کی اغلاط میں اضافہ ہوتا ہے، کمی نہیں۔ پورے کلیات میں کسی ایک شعر پر بھی کوئی حاشیہ درج نہیں، کسی ایک جگہ بھی کسی بھی نسخے سے اختلاف یا اتفاق نسخ کی کوئی بات سرے سے نہیں کی گئی، آسی کی کلیات کی موجودگی میں، اس زیادہ غلط متن کی ضرورت نہیں تھی، لہذا اشاعت اول کے بعد یہ کلیات کبھی دوبارہ شائع نہیں ہو سکا۔

دیوان میر، مرتبہ علی سردار جعفری

ترقی پسند ادیب کی طرف سے غزلیات میر کا پندرہ سو کے لگ بھگ اشعار کا یہ مجموعہ میر کے مقبول انتخابات میں سے ہے جو بمبئی سے اکتوبر 1960ء میں شائع ہوا۔ یہ عربی اور دیوناگری رسم الخط میں چھپا ہے، علی سرداری جعفری صاحب کا نہایت اہم مقدمہ بھی اس مجموعے کی خصوصیت ہے، تاہم یہ انتخاب ہی ہے۔

کلیات میر مرتبہ ظل عباس عباسی، مطبوعہ علمی مجلس دلی

یہ میر کی غزلیات کے چھ دوادین کا مجموعہ ہے، بھارت میں یہی کلیات غزلیات زیادہ تر مروج ہے۔ اس کے مرتب کا دعویٰ بھی یہی ہے کہ اس مجموعہ دوادین میر کی تدوین کے وقت ان کے پاس نسخہ فورٹ ولیم کالج تھا جب کہ تحقیقی طور پر یہ بات ثابت نہیں ہوتی کیوں کہ اس میں غزلیات کے مقرر اندراج کا سقم تو ہے ہی جو فورٹ ولیم کالج کے دور اشاعت سے چلا آتا ہے لیکن ان اشعار کا متن بھی نسخہ آسی کے مطابق (غلط) درج ہے جو اشعار نسخہ کالج میں درست متن کے حامل ہیں مثال کے طور پر:

نسخہ کالج (کلکتہ)

پھرے ہے کھینچے ہی تلوار مجھ پہ ہر دم تو
شہید ہوں میں تری دشمنی جانی کا
ستم کچھ آج گلی میں تیری نہیں مجھ پر
کب آ کے خون میں میں یاں نہیں نہا جاتا
اُس رہزن کے ڈھنگوں سے دیوے خدا پناہ
ایک مرتبہ جو میر کا جی جامہ لے گیا

نسخہ عباسی و نسخہ آسی

پھرے ہے کھینچے ہی تلوار مجھ پہ ہر دم تو
کہ صید ہوں میں تری دشمنی جانی کا
ستم کچھ آج گلی میں تیری نہیں مجھ پر
کب آ کے خون میں میں یاں نہیں نہا جاتا
اُس رہزن کے ڈھنگوں سے دیوے خدا پناہ
اک مرتبہ جو میر جی کا جامہ لے گیا

اس لیے خیال کیا جاتا ہے کہ عباسی صاحب نے بھی آسی کے متن کو ہی تمام تر استعمال کیا ہے۔ تاہم اس مجموعی غزلیات کو بھی مطالعہ شعر میں اعتبار و استناد حاصل ہے۔

غزلیات میر، جلد اول تا ششم مرتبہ کلب علی خاں فائق رام پوری، مطبوعہ مجلس ترقی ادب، لاہور

عبادت صاحب کے کلیات کے بعد پاکستان میں شائع ہونے والا یہ کلیات میر چھ جلدوں پر مشتمل ہے اور مجلس ترقی ادب کے مرتب جناب کلب علی خان نے اسے 1976ء سے 1984ء کے دوران ٹائپ میں جناب احمد ندیم قاسمی صاحب کی زیر نگرانی لاہور سے شائع کیا۔ آسی کا کلیات میر جو یہاں متعدد مرتبہ سنگ میل، لاہور سے ری پرنٹ ہوتا رہا ہے، سب سے زیادہ استفادہ کیا جانے والا کلیات میر ہے، اس کے ساتھ ساتھ ہی مجلس کا یہ نسخہ بھی پڑھا جاتا ہے۔ جلد اول جو دیوان اول پر مشتمل ہے، کئی مرتبہ اشاعت پذیر ہوئی ہے، دیوان اول کی مقبولیت کا پتہ دیتی ہے۔ غزلیات پر مشتمل دیگر تین جلدیں بھی دوسری مرتبہ شائع ہوئی ہیں۔ جلد دوم، دیوان دوم کو محیط ہے جب کہ جلد سوم میں دیوان سوم اور چہارم یک جا ہیں، جلد چہارم میں دیوان پنجم، ششم کی غزلیات معہ فردیات شامل ہیں۔ پانچویں جلد، قصائد، مراثی، رباعیات و دیگر اصناف پر مشتمل ہے جب کہ جلد ششم میں تمام مثنویات شامل ہیں۔

فائق صاحب نے تدوین کلام کے حوالے سے کوئی لفظ کسی جلد میں نہیں لکھا، البتہ 'سوانح میر' کے عنوان سے ذکر میر کی پچانوے صفحات کی ایک تلخیص شامل جلد اول کر دی ہے، اس لیے وثوق سے کچھ نہیں کہا جاسکتا کہ فائق صاحب کو کلام میر کی تدوین میں بارہ برس سے کچھ زیادہ لگے یا کم! اور نہ ہی اُن کی جانب سے کوئی ایسا دعویٰ ملتا ہے کہ انہوں نے تمام مطبوعہ کلیات کے ساتھ ساتھ کن کن کتب خانوں کے کون کون سے مخطوطات پیش نظر رکھے۔ تاہم یہ امر یقینی ہے کہ انہوں نے آسی کے علاوہ بھی کچھ نہ کچھ نسخوں پر نگاہ رکھی ہے۔ اُن کے حواشی سے اندازہ ہوتا ہے کہ فائق صاحب نے فورٹ ولیم کالج کا نسخہ 1811ء، نول کشور دوم، سوم کو تدوین کے وقت مدِ نگاہ رکھا ہے، کسی کسی جگہ ایک مخطوطے اور کسی نسخہ 'ف' کا ذکر بھی ہوا ہے۔ بظاہر یہ ایک معرکے کا تدوینی کام دکھائی دیتا ہے لیکن کلام میر کی اغلاط کم نہیں ہوئیں۔ اگر فائق صاحب نے آسی، جس پر اُن کے متن کا بنیادی انحصار ہے، کی کچھ اغلاط کی نشان دہی کی ہے تو زیادہ نہیں تو اسی قدر اغلاط اپنی اور اپنی کتابت سے پیدا کر دی ہیں، لیکن اس امر پر حیران ہوئے بغیر نہیں رہا جاسکتا کہ بہت سے مقامات پر جب انہوں نے آسی کے غلط متن کی نشان دہی بھی کی اور دیگر کسی نسخے میں درست متن کا پتہ بھی چلا لیا، تو پھر اُسے شامل متن کرنے سے گریزاں کیوں رہے؟ یوں کہا جائے گا کہ فائق صاحب نے تمام وسائل فراہم ہوتے ہوئے بھی میر کے کلام کا صحت مند متن تیار کرنے میں تساہل برتا اور ایک بہترین موقع کلام میر کی تدوین کا مکمل طور پر کارآمد نہ بنایا جاسکا۔ ٹائپ میں ہونے کے وجہ سے میر کے چھ دیوان 4 جلدوں کے 1633 صفحات تک پھیل گئے، اس بے جا ضخامت کے علاوہ کتابت کی غلطیاں دُور کرنے میں جس تساہل کا مظاہرہ کیا گیا اُس سے بہت سی غلطیاں بے

سبب حصہ متن بن گئیں، بار بار پروف نہ پڑھنے کی وجہ سے اسی کے نسخے سے زیادہ سہوہائے کتابت اس نسخے میں موجود ہیں۔ غزلوں کے اندراج مقرر کے سلسلے میں ردیف الف کی صرف ایک غزل فائق صاحب نے 'پکڑی'، جب کہ اسی کے ساتھ مندرجہ ذیل خود بھی مقرر درج کیں، اس کے علاوہ بھی غزلوں کی تکرار ہے، جس کا ذکر آئندہ صفحات میں ہوگا۔ غزل میں شامل قطعات کے بارے میں نسخہ آسی کی اغلاط نہ صرف دور نہیں کیں بلکہ ان پر اور اضافہ ہوا، درجنوں ایسے قطعات ان دونوں کلیات میں موجود ہیں جن کی نشان دہی نہیں کی گئی، دسیوں قطعات ایسے درج ہیں جو قطعہ نہیں ہیں بلکہ الگ الگ مضمون پر مبنی مکمل شعر ہیں۔ مصرعوں کے درمیان وقوف درج کرتے ہوئے مفہوم شعر سے باخبری کا مظاہرہ بہت کم ہوا ہے۔ سب سے زیادہ خرابی غلط اضافتوں کے اندراج یا بہت ضروری مقام پر عدم اندراج کے سبب پیدا ہوئی ہے۔ مختصر یہ کہ بہت زیادہ اغلاط دیکھ کر پتہ چلتا ہے کہ تدوین کلام میر کا یہ کام سرکاری انداز میں سرانجام ہوا اور اس میں اسی طرح خرابیاں راہ پا گئیں جیسے ہر حکومتی اور سرکاری کام میں بالعموم ہوا کرتا ہے۔ نسخہ آسی اور نسخہ مجلس کی فروگزاشتوں اور اختلافات متن تصحیح کا مفصل احوال معہ مثالوں کے، آئندہ صفحات میں ملاحظہ فرمائیے گا۔

'تدوین غزلیات میر۔ دیوان اول تاششم' کا جو نسخہ آپ کے ہاتھ میں ہے، اُس کے بارے میں میں یہ تو نہیں کہوں گا کہ اس کام میں مجھے بارہ برس عرق ریزی کرنا پڑی، البتہ یہ واقعہ ہے کہ اُردو شعر و ادب کی تدوین سے وابستہ ہوئے اٹھارہ سال سے زائد عرصہ ہو چکا ہے، اس تمام عرصے میں میر کی شاعری اور انقاد سے متعلق رہا ہوں۔ اسی لیے 'تدوین غزلیات میر' کا یہ کام اندازے سے بہت کم وقت میں تکمیل پذیر ہو سکا ہے۔ اس حقیقت کا اعتراف کرنے میں بھی مجھے باک نہیں کہ کلام میر کی مثالی تدوین کے لیے جس طرح کی سہولیات اور جن ماخذات تک رسائی لازمی ہے، اُن میں سے میرے حصے میں اتنے وسائل ہی آسکے جتنے وطن عزیز کے ادارے ایک محقق کو فراہم کر سکتے ہیں۔ اس کے باوجود میری خوش قسمتی ہے کہ میرے مقالے کے نگران، مشفق و مہربان جناب ڈاکٹر فرمان صاحب کے کتاب خانے سے نسخہ کالج کا ایک اور نول کشوری اشاعتوں کے سلسلے میں معروف، طبع دوم اور طبع سوم کے نہایت کم یاب نسخے دستیاب ہوئے، تاہم ان کی حالت نہایت مخدوش تھی، بہت سے صفحات کرم خوردہ بھی تھے لیکن اس حالت میں بھی اس قدر قدیم اشاعتوں کا دکھائی دے جانا بھی ایک ناقابل یقین خوش نصیبی ہی قرار دی جائے گی۔ ہم نے اس تدوین کے لیے اسی اور مجلس کی کلیات کو بنیاد بنایا ہے۔ تینوں قدیم نسخوں سے اس متن کا تقابل ہر اس مقام پر کیا گیا جہاں شعر کی تفہیم میں دشواری ہوئی یا متن کی درستگی پر شک ہو اور اصل بات یہ کہ جہاں تک ان نسخوں کی کہنگی، خستگی اور کرم خوردگی نے اجازت دی، ان کے متن کو پڑھنے کی ہر ممکن سعی کی گئی ہے۔ میر کے معروف انتخابات بشمول انتخاب کلام میر از مولوی عبدالحق، دیوان میر از علی سردار جعفری، انتخاب میر از ڈاکٹر حامد کشمیری، انتخاب میر از ناصر کاظمی اور شعر شورا انگیز از شمس الرحمن فاروقی سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔ ہر مشکل مقام پر کلیات میر از عبادت بریلوی سے بھی راہ نمائی کی سعی کی، لیکن نسخہ آسی

کا چربہ محض (معہ اغلاط ذاتی) ہونے کی بنا پر اس سے ایک شعر کی حد تک بھی مدد نہیں ملی۔ دو چار اشعار ان لغات کی مدد سے بھی درست ہوئے جن سے اشعار میر کی خواندگی کے دوران مسلسل رابطہ و تعلق رہتا تھا، ان میں نور اللغات، فرہنگ آصفیہ کے علاوہ اردو لغت تاریخی اصول پر شامل ہیں۔ اس کے علاوہ بھی جن لغات سے استفادہ کیا گیا ان میں جان پلیٹس، ڈنکن فوربس، جان شیکسپیر، جان رچرڈسن و فرانسس جاسنس، غیاث اللغات، مصطلحات الشعراء، چراغ ہدایت اور فرہنگ عمید شامل ہیں۔ ان لغات سے تحقیق الفاظ میر کے دوران، لفظ و معانی اور کلاسیکی شعر کے مفاہیم کے جو امکانات روشن ہوئے، اس کا اندازہ مجھے اس کام کا آغاز کرنے سے قبل بالکل نہیں تھا۔

موجودہ صورت میں غزلیات میر کا یہ مجموعہ، جسے 'دیوان میر۔ کامل' کا نام دیا جائے تو بہتر ہوگا، اب تک مرتب، مدون اور شائع ہونے والے تمام مجموعوں اور کلیات میں بہ اعتبار ترتیب سب سے منفرد، تعداد غزلیات و اشعار کے اعتبار سے سب سے جامع اور صحتِ متن کے اعتبار سے زیادہ مستند اور قابل اعتماد ہے۔ تجارتی مقاصد کے لیے شائع ہونے والے ادھ کچرے انتخابات کے علاوہ میر کا کوئی قابل ذکر مجموعہ غزلیات (کجا کلیات غزلیات) جدید ترین انداز میں نستعلیق کمپوزنگ میں شائع نہیں ہوا۔ کمپیوٹر کی لکھائی کے کچھ اپنے مسائل اور دقتیں بلاشبہ ابھی حل طلب ہیں لیکن بہت بڑے متن کو کم سے کم صفحات میں املا اور لکھائی کے کسی اشتباہ اور تسامح کے بغیر ایک سائنسی تناسب کے ساتھ کتابت، کمپیوٹر کمپوزنگ کی وہ عطا ہے جس کی بدولت جتنے اشعار نسخہ مجلس نے چار جلدوں کے 1633 صفحات پر درج کیے اُسے سے زیادہ اشعار ہمارے نسخے میں 625 کے لگ بھگ صفحات میں سمٹ گئے ہیں۔

اب تک میر کے چھ دیوان الگ الگ حیثیت میں کلیات میر کا حصہ بن کر شائع ہوئے ہیں۔ ہم نے اس قدیم اندازِ تدوین کو یکسر بدل دیا ہے اور میر کے چھ دواوین کی روایتی ترتیب کو توڑ کر ان کا ایک ردیف و اردیوان مرتب کر دیا ہے۔ اس بات کا بھی بہت اہتمام ہوا ہے کہ ہر ردیف کے ساتھ دیوان کا اندراج بھی ہو بلکہ ہم نے ہر صفحے پر دیوان اور ردیف دونوں درج کر دیئے ہیں۔ اس نئی ترتیب کے پس منظر میں محض تبدیلی کی خواہش ہی واحد وجہ نہیں بلکہ میر کی شاعری کے بارے میں اس کلیشے کا استرداد بھی مطلوب ہے کہ میر کی عمدہ ترین غزل کا نمونہ دیوان اول کی غزلیات ہیں۔ دل و دماغ اور زبان مانوسیت کے سبب دیوان اول اور دیوان اول میں بھی ردیف الف کی غزلیات میر میں جس طرح کی روانی پاتے ہیں، ویسے روانی دیگر دواوین کی غزلوں کے بارے میں نہ ہونے کی وجہ بالکل صاف اور سامنے ہے کہ ہم نے انہیں اتنی مرتبہ نہ سنا ہے اور نہ پڑھا ہے، ورنہ صورت یہ ہے کہ جس قسم کا فکر و فن دیوان اول کی تخلیق میں کارفرما ہے وہی فنی شعور، وہی فکری جہت دیوان پنجم اور ششم میں بھی ردہ کار ہے، ہم نے سوائے اس بات کے کہ بعد کے دواوین میں میر کا شغف طویل بحروں کے ساتھ نسبتاً زیادہ ہوا، کوئی تبدیلی یا نام نہاد ارتقا ان کی شاعری میں نہیں پایا۔ اس اندازِ ترتیب کا جو فوری فائدہ ہوا وہ یہ کہ ایک ہی زمین کی غزلیں نسبتاً ساتھ ساتھ آگئی

ہیں اور اس طرح میر کے یہاں اعداد و تکرار کی خصوصیت کا مشاہدہ قریب سے کرنا ممکن ہو گیا ہے، ردیف وار ترتیب دو ادوین کی برکت ہے کہ ہم نے میر کی پانچ غزلیں، تین ردیف الف، ایک ردیف ن اور ایک ردیف ی، اسی اور مجلس کے نسخوں میں دریافت کی ہیں جو وہاں مقرر درج ہوئی ہیں۔ (ملاحظہ ہو حاشیہ غزل نمبر 356، 360، 1135 اور 1764) اس نوعیت کے مقرر اندراجات کے علاوہ اشعار یا شعری پیکروں کے اعداد کے بارے میں جاننا، اس نسخے کی مدد سے نہایت آسان ہو گیا ہے یعنی اب میر کے اُستار سے ناخوش ناقدین بھی بچشم خود دیکھ سکتے ہیں کہ بڑا شاعر جب بہ تکرار کسی بات کا پھپھٹ لوگوں میں کرتا ہے تو اُس بات کے تخلیقی امکانات کی توسیع ہوتی ہے یا اُن میں کمی!

اس تدوین غزلیات میر میں کل 1848 غزلیات ہیں جن میں اشعار کی تعداد 13781 ہے۔ 81 فردیات اس کے علاوہ ہیں۔ مذکورہ کل غزلیات میں 24 غزلیں بطور ضمیمہ بھی شامل ہیں جب کہ چھ دو ادوین کی کل غزلیں 1824 ہیں۔ تمام ردیفوں میں تعداد اشعار و غزلیات، الگ الگ دیوان کی وضاحت کے ساتھ ایک جدول کی صورت میں آغاز غزلیات سے قبل شامل کیا گیا ہے۔ میر کی کسی بھی کلیات یا مجموعہ غزلیات میں اس مفید مطلب جدت کا آغاز اس تدوین سے ہوتا ہے کہ اس میں ہر غزل کا نمبر شمار اور تعداد اشعار کا طریقہ کار اپنایا گیا ہے۔ ممکن ہے زیادہ خوش ذوق قاری کو یہ نمبر شماری یا شعر شماری لغو اور بے ہودہ دکھائی دے تاہم اس کی افادیت سے انکار ممکن نہیں اور ہم مدرسین کے لیے تو اس کے فائدے بہت ہیں۔ اگر کسی شاعر کے کسی خاص پہلو، لفظ، مضمون، حسن و قبح کی بات کے لیے پچاس شعروں کو بطور مثال پیش کرنا ہو تو صرف پچاس نمبر درج کرنے سے یہ مقصد حاصل ہو جائے گا اس لیے ہماری تجویز یہی ہے کہ صنف غزل کی مخصوص فنی ہیئت کی فراہم کردہ کمپیوٹرائزڈ خصوصیات کو زبان، شاعری اور انتقاد کی تدریس کے لیے استعمال کرنا چاہیے اور کم سے کم کلاسیکی شعرائے غزل کے دو ادوین کو اس انداز میں نمبر شمار کے تحت مرتب اور مدون کرنا چاہیے تاکہ اشعار غزل کی مضمون وار درجہ بندی مختلف شعرا اور ادوار کے اعتبار سے کرنا ممکن ہو۔ یہ درجہ بندی مختلف مطالب اور مقاصد کے تحت کی جاسکتی ہے۔ اس طریقہ کار کو اپنا کر ہی ہم صنف غزل اور غزل گو شعرا کے گنج ہائے گراں مایہ سے انصاف بھی کر سکتے ہیں اور فیض یاب بھی ہو سکتے ہیں۔ اسی نمبرنگ کی بدولت ہی ہمارے لیے یہ ممکن ہو سکا کہ ہم تدوین متن میر کے سلسلے میں اپنی کاوش کے سچ جھوٹ کو آپ کے سامنے پیش کر سکیں۔

تدوین متن غزل کے لیے قدیم ماخذات تک رسائی اور ان کو کام میں لانا بھی یقیناً اہم ہے لیکن اس سے بھی زیادہ اہمیت اُس شے دگر کی ہے جسے غزل کی مزاج دانی اور شعر فہمی کی قدرت و مہارت کا نام دیا جاسکتا ہے۔ مخطوطات قدیم تک عدم رسائی ہی میری تحدیدات کی حد نہیں ہے، مجھے اس اعتراف میں بھی کوئی باک نہیں کہ میرے فہم و ادراک بھی کچھ ایسے وسعت آشنا نہیں، ان تمام مجبوریوں کے باوجود اس امر کا اظہار میری طمانیت کا باعث ہے کہ اس نسخے میں میر کے تمام اشعار بار بار پڑھ اور سمجھ کر درج کیے ہیں جب کہ دیگر کلیات مثلاً آسی، عبادت اور مجلس کے نسخوں سے ثابت ہے کہ اُن کے یہاں اگر یہ امر ملحوظ رکھا

جاتا تو وہ اغلاط سرزد نہ ہوتیں جو ان نسخوں میں مختلف صورتوں میں کافی بڑی تعداد میں موجود ہیں۔ (ان کی مثالیں آگے آتی ہیں) اور جن اشعار کا مفہوم، کوشش بسیار اور تحقیق لغات کے باوجود سمجھ میں نہیں آیا، ان کی ایک فہرست بنالی ہے۔ درج ذیل نمبر شمار ان اشعار کے ہیں جو متن کی کسی خرابی (سہو) کے سبب بامعنی نہیں ہو سکے۔ ان میں وہ اشعار بھی شامل ہیں جن کا مفہوم تو معلوم ہے لیکن پھر بھی تحقیق متن کا مزید تقاضا کرتے ہیں۔

257/4، 229/5، 219/6، 203/6، 202/1، 197/4، 174/9، 144/14، 139/5، 63/5، 50/3
 482/2، 391/7، 381/7، 366/5، 342/3، 326/4، 295/2، 270/5، 266/2، 258/9
 796/1، 735/3، 689/1، 686/2، 676/1، 643/6، 637/3، 627/2، 580/6، 504/7
 1009/5، 1004/2، 996/4، 944/4، 939/6، 927/6، 840/11، 808/2، 801/2، 796/4
 1082/2، 1081/4-5، 1073/5، 1057/3، 1052/12، 1041/1، 1028/8، 1017/10
 1680/7، 1659/3، 1508/1، 1369/4، 1223/5، 1146/5، 1131/3، 1130/1، 1083/3
 1802/9، 1767/7، 1690/9

مذکورہ بالا اشعار کا متن کسی سہو، ناقابل حل لغت، غیر موزونیت (بوجہ خرابی متن) کی وجہ سے مزید تحقیق کا مطالعہ کرتا ہے۔ ہماری اس کاوش سے اب ایک فہرست تیار ہو گئی ہے، اگر کبھی 'ہمسایہ ملک' کے ان کتب خانوں میں جانا ممکن ہو تو ترجیاً ان اشعار کے متن کو وہاں تلاش کر کے شاید درست کیا جاسکتا ہے۔

تدوین کار کا یہ فریضہ ہے کہ وہ اشعار کا بار بار مطالعہ کرے، بظاہر سبھی ایسا کرتے ہیں لیکن واقعہ یہ ہے کہ سبھی ایسا نہیں کرتے۔ مثال کے طور پر نسخہ آسی اور نسخہ مجلس میں درج ذیل اشعار کو قطعہ نہ سمجھا گیا ہے، نہ درج کیا گیا ہے، حالاں کہ یہ اشعار قطعہ بند ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آسی نے اور اتباع محض کرنے کے سبب نسخہ مجلس کے مرتب نے ان اشعار کو توجہ سے پڑھا ہی نہیں، ورنہ اتنی بڑی تعداد محض سہو اور درج ہونے سے نہیں رہ سکتی، یہاں ہم جو نمبر شمار درج کر رہے ہیں حواشی میں اس سے زیادہ تعداد ہے جنہیں ہم میر کے 'قطعات نو دریافت' کہہ سکتے ہیں۔ بالعموم آسی، عبادت اور مجلس تینوں کی یہ مشترک اغلاط ہیں، تاہم کسی کسی جگہ مجلس کا نسخہ اس گناہ بے لطف میں شامل نہیں، تو کسی جگہ آسی غلطی سے بچ رہے ہیں۔ ان کی تفصیل حواشی میں، یہاں صرف چند نمبر شمار درج ہیں۔

583/1-2، 546/1-2، 458/12-16، 458/8-9، 193/9-10، 164/6-7، 1/8-9
 700/1-2، 637/8-9، 636/11-12، 636/9-10، 621/1-2، 589/7-8، 583/12-13
 1201/1-2، 1163/6-8، 1127/2-3، 994/2-3، 975/5-6، 817/7-8، 700/7-11

1588/11-12، 1417/6-7، 1348/2-5، 1346/4-5، 1295/5-6، 1280/11-12

1811/1-2، 1803/14-15، 1803/10-11، 1798/1-2، 1762/10-12، 1708/1-2

اب ایک نظر ان 'قطعات' پر بھی ڈال لیں، جو ان مرتبین نے غلط طور پر الگ الگ اور مکمل اشعار کو قرار دیا ہے۔

583/18-19، 582/5-6، 581/6-7، 511/6-8، 414/10-11، 414/8-9، 167/8-9

1503/5-6، 1495/12-13، 1398/5-6، 1348/2-5، 1190/14-15

کسی کسی مقام پر یہ بھی ہوا کہ اشعار کی ترتیب کچھ اس طرح درج کی کہ قطعہ بند اشعار کے درمیان ایک یا زیادہ اشعار آگئے اور یوں دونوں شعر اپنی اپنی جگہ نامکمل اور بے معنی ہو کر رہ گئے۔ قدیم نسخوں میں قطعے کے آغاز کی نشان دہی کا رواج تو ہے لیکن اختتام کی وضاحت نہیں کی جاتی ہم نے نمبر شمار کے اندراج ہی میں یہ انتظام کیا ہے کہ قطعہ بند اشعار کے آغاز اور اختتام کا نمبر شمار ایک ساتھ درج کر کے باقی کے قطعہ بند اشعار کو بلا نمبر رکھا تاکہ قطعے کے خاتمے کے شعر کا علم بھی قاری کو ہو سکے۔

اگرچہ آسی کی مرتبہ کلیات میں بہت سے اشعار نسخہ کالج اور نول کشور دوم، سوم میں مذکور متن سے تقابل کے نتیجے میں، بہتر اور بامعانی اور بعض صورتوں میں موزوں بھی ہوئے ہیں لیکن آسی نے نول کشور سوم کے متن پر بنیادی انحصار کیا۔ اس لیے بہت سے مقامات پر نسخہ کالج کا متن آسی کے اختلاف نسخہ سے مقابلے پر بہتر پایا ہے۔ ہم نے آسی کے متن کو بہت سے مقامات پر بہتر قرار دے کر اختیار بھی کیا ہے، جس کا ذکر حواشی میں کر دیا گیا ہے۔ تاہم ان بہت سے مقامات پر جہاں آسی نے کوئی نمایاں غلطی سرزد کی ہے، میں سے چند ایک کا شعر نمبر درج کیا جاتا ہے تاکہ اُس شعر کے حاشیے کو دیکھ کر ایک طرف نسخہ آسی کی اغلاط کا درست اندازہ قائم ہو سکے تو ساتھ ہی تدوین و تصحیح متن کے حوالے سے ہماری کوششیں بھی سامنے آسکیں۔ اغلاط نسخہ آسی:

319/3، 316/3، 246 244، 238/2، 177/5، 174/9، 171/6، 150/2، 102/6، 102/4

623/8، 587/12، 567/1، 562/1، 561/4، 502/1، 493/1، 454/6، 436/1-2، 435/3

893/1، 892/3، 891/1، 856/3، 842/2، 839/7، 778/4، 711/6، 645/8، 643/1

1002/1-6، 995/2، 993/6، 992/3، 990/6، 989/4، 944/6، 936/2، 928/5، 924/10

1195/8، 1173/4، 1070/6، 1067/1، 9، 1077/10، 1070/5، 1005/3، 1004/1

1447/1، 1438/6، 1414/1، 1398/10، 1361/5، 1338/7، 1245/1، 1242/2، 1237/1

1529/8، 1527/4، 1492/7، 1482/7، 1476/10، 1468/9، 1460/9، 1459/3، 1452/1

1805/1-3، 1627/3، 1619/1، 1588/1، 1581/3، 1566/6، 1560/7، 1552/7، 1550/3

نسخہ مجلس نے اگرچہ آسی کے متن کا تقابل دیگر نسخوں سے کیا اور بہت سی جگہوں پر آسی کی اغلاط کی نشان دہی بھی کی

لیکن بہت سے اشعار میں اسی کے غلط یا کم بہتر متن کو ہی فائق صاحب نے برقرار رکھا ہے۔ نسخہ مجلس میں کتابت اور پروف بہتر نہ کر سکنے سے راہ پانے والی اغلاط بہت زیادہ ہیں اس کے علاوہ بہت مقامات پر اضافت کسر نہایت غلط درج ہونے پر شعر کا مفہوم کچھ سے کچھ ہو گیا یا اس کے معنی سمجھنا محال ہو گئے یا پھر بہت سے مصرعوں میں وہاں اضافت درج نہیں ہوئی جہاں اس کے بغیر مفہوم شعر تک پہنچنا مشکل ہے۔ علاوہ ازیں مرتب نسخہ مجلس نے مصرعوں کے درمیان وقوف کا اندراج نہایت غلط طور پر کیا ہے اور معنی شعر کو اس باب میں بالکل نظر انداز کر دیا گیا، کچھ مقامات ایسے بھی ہیں جہاں فائق صاحب نے الفاظ کے نہایت غلط معنی درج کر دیئے ہیں، اسی طرح شعر فہمی کے حوالے سے دیگر فروگزاشتیں بھی ہیں، ذیل کی فہرست حواشی میں مذکورہ نسخہ مجلس کی اغلاط کا مکمل اور جامع احاطہ نہیں، پھر بھی نمایاں مثالیں ضرور درج کی جا رہی ہیں۔ اغلاط نسخہ مجلس:

165/7، 175/10، 202/5، 203/11، 217/1، 230/10، 256/19، 258/4، 268/5، 271/3،
272/4، 275/5، 281/6، 298/1، 303/3، 308/4، 315/5، 317/15، 327/4، 339/4،
356، 360، 379/3، 385/8، 387/1-3، 390/4، 416/، 442/5، 475/7، 488/1، 490/10،
501/5، 525/2-5، 529/6، 578/8، 582/8، 590/2، 610/1، 620/6، 624/1، 652/3،
653/2، 660/1، 809/7، 826/1-3، 829/8، 830/5، 866/6، 871/5، 902/3، 908/7،
928/10، 942/2، 948/2، 951/8، 978/5، 982/5، 986/9، 1016/5، 1021/9،
1032/1، 7، 8، 1069/6، 1088/1، 1116/4، 1124/7، 1126/5، 1146/17، 1155/4،
1171/5، 1180/3، 1191/3، 1220/6، 1229/4، 1236/1، 1238/3، 1248/1، 1273/8،
1338/4، 1342/5، 1360/6، 1362/3، 1452/2-3، 1456/9، 1466/1، 1479/2، 1501/3،
1505/5، 1511/8، 1521/4، 1544/9، 1569/10، 1617/1، 5، 1621/5، 1629/1،
1635/5، 1637/7، 1796/7، 1818/9

مذکورہ بالا نمبر شمار نسخہ مجلس کی تمام اغلاط کو محیط نہیں بلکہ چند مثالیں ہیں، حواشی متن میں ان سے بہت زیادہ تعداد درج ہے، جن کو ایک نظر دیکھ کر نسخہ مجلس میں اغلاط اور ان کی نوعیت کا علم ہوتا ہے، ہم نے نہ صرف یہ کہ مصنوعی طور پر حواشی کی تعداد بڑھانے کی کوشش نہیں کی بلکہ معمولی تصحیحات، جیسے زیر، زبر، پیش کے غلط اندراجات کا حذف اور درست کا درج کرنا، غلط وقوف اور دو جیسے تسامحات وغیرہ کا ذکر ہر جگہ نہیں کیا، اس صورت میں حواشی کی تعداد بہت بڑھ جاتی، تاہم کوشش کی گئی ہے کہ کوئی ضروری حاشیہ درج ہونے سے نہ رہ جائے۔

اگرچہ ہم اصولی طور پر کچھ ناقدین شعر و متن مثلاً شمس الرحمن فاروقی صاحب کے ہم خیال ہیں کہ کلاسیکی شعرا کے متن

میں اعراب و وقوف کے اندراج سے کثرت معنی کے امکان کا خاتمہ ہوتا ہے، لیکن ہم نے شعرِ فہمی کے نصب العین کو زیادہ اہم سمجھا اور ہر اُس جگہ اعراب اور وقوف درج کیے ہیں جہاں ان کے اندراج سے شعر کے معنی کی ترسیل میں معاونت ہوتی ہو، تاہم یہ کام بھی نہایت حزم و احتیاط کے ساتھ کیا ہے مثلاً وہاں وقفہ درج کرنے سے گریز کیا جہاں کوئی لفظ، مصرع کے دونوں ٹکڑوں کے ساتھ بامعنی ہوتا ہو۔ میر کا اُسلوب، کثرت و توالی اضافت سے گراں بار نہیں بلکہ اُن کا واضح رجحان 'اُردو پن' کی طرف ہے اس لیے اضافتیں صرف وہیں درج کی ہیں جہاں ان کے بغیر معنی متبادر نہیں ہوتے یا جہاں بہ اعتبار وزن ان کی ضرورت محسوس کی گئی۔ مجلس کے نسخے میں بہت سے مصرعوں کے بعد سوالیہ علامت درج کی گئی ہے، میر کے یہاں اگر ہر مطلوبہ مقام پر یہ علامت درج کی جائے تو یہ پرچہ ابیات کم اور پرچہ سوالات زیادہ دکھائی دے گا، ہم نے مجلس کی اس بد مذاقی کو یک سر ختم کر دیا ہے، تاہم فجائیہ اور استعجابیہ علامت (!) کو حسب ضرورت و ذوق اپنایا ہے۔ شعر میں کسی کی گفتار یا مکالمے کو بعض اوقات داوین میں درج کر دیا جاتا ہے، ہم نے اسے بھی قبیح جانتے ہوئے ترک کیا ہے۔ قدیم نسخوں میں اُس، اُن، اِن، اُن، اِدھر، اُدھر کو بالعموم بغیر اعراب کے درج کیا جاتا ہے، ہم نے شعرِ فہمی کے اپنے گمان کو یقین سمجھتے ہوئے قدرے جرأت مندانہ انداز میں ہر اُس جگہ علامت زیر، زبر، پیش درج کر کے شعر کے درست معنی تک پہنچنے کی راہ ہموار کی ہے، جہاں ضروری سمجھا گیا۔ البتہ اُن مقامات پر لفظ خالی چھوڑ دیا ہے، جہاں ہر دو طرح پڑھنے سے معنی کا کوئی ایک یا دوسرا پہلو روشن ہوتا ہو، یا جہاں اُس، اُن، اِن کے تعین کی لازمی ضرورت نہیں تھی، وہاں بھی معاملہ قاری کے ذوقِ مطالعہ پر موقوف رکھا ہے۔ اُس بالضم کی صراحت پر خاص توجہ اس لیے بھی دی ہے کہ آج کے طالب علم ہر اُس جگہ بھی 'اُس' تلفظ کرتے ہیں جہاں مبرہن طور پر 'اُس' درکار ہو۔

املا کے حوالے سے یہ کہ چونکہ ہم بنیادی طور پر ابلاغ اور ترسیل مفہوم و معنی پر یقین رکھنے کے قائل ہیں، اس لیے غیر ضروری طور پر قدیم املا کو قائم نہیں رکھا گیا لیکن املا میں ایک جگہ بھی ایسی تبدیلی نہیں کی گئی جس سے میر کے طرزِ گفتار اور اُسلوب کے رنگ و بو میں فرق آنے کا کوئی امکان ہو، اس باب میں دلچسپ بات یہ سامنے آئی کہ نسخہ کالج کا املا باوجود یہ کہ 1811ء کا مکتوبہ ہے، بعد کی نول کشوری اشاعتوں اور یہاں تک کہ 1940ء کے مطبوعہ نسخہ آسی سے بھی جدید ہے، اس سلسلے میں کچھ حواشی اندر کے صفحات پر درج ہوئے ہیں۔ کمپیوٹر کی لکھائی کے جن اسقام پر ہمارا اختیار نہیں، اُن کا اُس وقت تک تخیل کرنا ہوگا جب تک مزید بہتر سافٹ ویئر تیار نہیں ہو جاتے۔ جدید املا اور کمپوزنگ کے سلسلے میں اس اصول کو بہت مقدس سمجھا جانے لگا ہے کہ ہر لفظ لازمی طور پر الگ الگ املا کیا جائے۔ ہم نے اس رواج کو اپنایا ضرور ہے لیکن ہر جگہ نہیں، جہاں لفظ کے مرکب املا سے لفظ کی شکل بہتر ہوتی ہے یا جہاں شعر کے صوری حسن (نتیجتاً معنی) میں اضافہ ہوتا ہو، وہاں لفظوں کو الگ الگ درج کرنا غیر ضروری سمجھا ہے، عام فہم اور چشم آشنا لفظوں کو بھی اکٹھا ہی درج کیا گیا ہے۔ مشدد الفاظ پر ہر ممکن سعی سے علامت تشدید درج کی گئی ہے۔

اشعار کی تدوین و طباعت بہت حد تک پچھلیوں کی ٹٹائی ہو کر رہ جاتی ہے، کہ ترازو میں دو چڑھائیں تو چار گر پڑتی ہیں، اسی طرح ہر تدوین اگر ماقبل کی کچھ اغلاط دُور کرتی ہے تو کچھ نئی پیدا ہو جاتی ہیں اور یہ بالعموم پروف کا دیدہ ریزی سے متعدد مرتبہ مطالعہ نہ کرنے کی وجہ سے ہوتی ہیں، ہم نے کوشش کی ہے کہ تدوین اشعار جتنی محنت پروف دیکھنے میں بھی کی جائے، نسخہ مجلس میں کتابت کے سہو ہمارے لیے نشان ہائے عبرت ثابت ہوئے۔

شعرا کی کلیات (بالخصوص مرتبہ مولانا آسی) دیکھنے پر معلوم ہوتا ہے کہ متن سدھارنے پر مامور محقق بعض لمحوں میں کچھ ایسی ذہنی صورت حال میں آ جاتا ہے کہ اُسے اپنا کہا (سوچا) ہوا بھی اتنا ہی مستند دکھائی دینے لگتا ہے جیسے وہ میر کا ہی فرمایا ہوا ہو! ایسے ہی لمحے میں غلطی سرزد ہوتی ہے، ہم نے قیاسی تصحیات سے ہر ممکن اجتناب کیا ہے اور اپنے خیال کو زیادہ تر حاشیے تک ہی محدود رکھا ہے، البتہ جہاں دستیاب متن میں کوئی معمولی تصرف (معنی شعر اور وزن کو ذہن میں رکھ کر) کیا بھی گیا تو اُس کی وضاحت حاشیے میں ضرور کر دی ہے۔ میر کے بہت سے معروف اشعار برس ہا برس سے (مختلف انتخابات میر اور انتقادی کتب سے حفظ شدہ) جس طرح ہمارے حافظے کا حصہ ہیں، جب ان اشعار کا قدرے تبدیل شدہ متن قدیم اور مستند نسخوں میں ملتا ہے تو قدرے جذباتی دھچکا سا لگتا ہے۔ تاہم میر کا مستند اور صحت مند متن ہماری یادداشتوں اور جذباتی وابستگیوں سے زیادہ اہم معاملہ ہے۔

نسخہ مجلس کے مرتب نے غیر ضروری حواشی بہت درج کیے ہیں، ہم نے قدیم نسخوں سے آسی اور مجلس کے صرف انہی اختلافات متن کو درج حاشیہ کیا ہے جو امکانی طور پر درست بھی ہو سکتے ہیں، مطلب یہ کہ صرف معنی خیز حواشی ہی درج کیے ہیں، کتابت کی معمولی اغلاط جو صاف اور سربلغ سہو دکھائی دیں، اُن پر حاشیے قائم نہیں کیے، ورنہ اشعار میر کے برابر ضخامت ان حاشیوں کی بھی ہو جاتی۔

گزشتہ صفحات میں کیا گیا ہمارا یہ دعویٰ بے دلیل نہ رہ جائے کہ غزلیات میر کا ہمارا تیار کردہ متن اب تک کے تمام قدیم و جدید متون سے بہتر، مستند اور صحت مند ہے، اس کے لیے ہم ذیل میں بطور نمونہ چند نمبر شمار درج کر رہے ہیں، ان اشعار کے حواشی دیکھ کر اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ہم نے میر کی غزلیات کے متن کو کس طرح اور کس حد تک بہتر بنایا ہے۔ یہ اشعار اُن کے علاوہ ہیں جن کا ذکر آسی اور مجلس کے نسخوں کی اغلاط کے ذیل میں گزر چکا ہے۔ بہتری و صحت متن کی چند مثالیں:

74/12، 65/7، 10، 63/5، 62/2، 8، 47/4، 5، 42/1، 40/2، 36/7، 33/8، 9، 32/3، 4

145/6، 139/7، 119/9، 103/6، 102/1، 6، 101/12، 84/4، 89/8، 86/3، 77/1، 76/4، 5

243/8، 238/2، 219/14، 215/2، 202/5، 187/6، 7، 175/10، 165/7، 164/10، 149/6

299/1، 297/4، 286/7، 281/6، 275/5، 272/7، 258/4، 256/9، 251/4، 245، 244

425/5، 420/9، 418/2، 402/8، 385/8، 360، 356، 339/4، 329/5، 308/4، 303/3
 512/1,3، 505/7، 504/8، 497/6، 489/4، 488/7، 475/1، 442/2، 431/10
 613/8، 588/5، 560/14، 543/1، 542/1، 537/1، 531/5، 517/11، 513/15,16
 716/7، 709/5، 689/3، 657/2، 655/3، 654/7، 651/2، 646/3، 637/1، 619/2
 847/3، 842/8، 834/2، 824/10، 817/5,7، 813/3,6، 811/1، 801/7، 766/5، 756/3
 1005/13، 924/10، 922/2، 920/11، 919/3، 914/8، 903/7، 881/9، 854/6
 1065/4، 1057/5,6، 1051/6، 1048/3، 1047/18، 1046/12، 1038/7,12، 1032/7,8
 1140/5، 1136/7، 1126/9، 1113/4، 1107/3، 1099/6، 1087/5، 1071/2، 1069/1
 1223/1، 1218/5، 1196/5، 1195/4، 1164/2، 1160/3، 1159/9، 1157/8، 1155/2
 1313/1، 1307/5، 1282/4، 1266/5، 1262/7، 1257/7، 1246/6، 1229/1، 1228/6
 1352/2، 1348، 1346/6,7، 1345/2، 1342/5، 1334/1، 1330/5، 1327/3، 1320/4
 1408/6، 1401/8، 1399/7، 1388/2، 1380/1، 1378/7، 1372/7، 1369/4، 1359/4
 1451/1، 1445/3، 1439/14,15، 1434/5، 1432/3، 1418/2، 1414/2، 1409/4
 1533/8، 1528/6، 1512/6، 1509/4، 1503، 1492/7، 1491/1، 1486/6، 1484/3
 1558/9، 1556/4، 1555/5، 1553/1، 1552/7، 1544/3، 1537/15، 1536/1، 1535/4
 1640/6، 1633/7، 1627/4,7، 1626/3، 1622/2، 1618/7، 1601/9، 1577/1، 1575/3
 1830/2، 1797/3، 1782/8، 1735/7، 1715/2، 1656/2، 1652/2

متن کا پروف دیکھتے ہوئے جستہ جستہ یہ نمبر شمار نوٹ کیے تھے، بالعموم یہ وہ اشعار ہیں جن کا متن ہمارے یہاں مروج نسخوں آسی، عبادت اور مجلس ہر تین میں کسی نہ کسی طرح کے سہو، غلطی کا حامل ہے۔

الحمد للہ، الحمد للہ صد ہزار شکر اُس پاک پروردگار کا جس نے اس کام کو کرنے کی توفیق اور ہمت سے بہرہ یاب فرمایا اور کام کے دوران ہمیشہ کی طرح مجھے میرے اہل خانہ اور میرے سب پیاروں کو اپنی امان اور رحمتوں کے سائے میں رکھا۔ ہر دکھ تکلیف اور پریشانی سے محفوظ و مامون فرمانا، مجھ پر اُس رحمن و رحیم کی ہمیشہ سے خصوصی شفقت اور کرم نوازی کی دلیل ہے۔

اللہ رب العزت کے شکر ادا کرنے کے بعد اب کچھ شکر یہ ایہ کرم بھی باری تعالیٰ کی بے سبب عنایات میں سے ہے کہ مجھے کسی کارسی شکر یہ ادا کرنے کی مجبوری درپیش نہیں۔ میرے حال پر اُس کے بہت پیارے اور منتخب بندوں کی نوازشات ہمیشہ بہت ارزاں رہی ہیں، لہذا ان سب کے لیے میرا دل از خود امتنان اور شکر گزاری کے احساسات سے سرشار ہے۔

سب سے پہلے ذکر اپنے نگرانوں محترم جناب ڈاکٹر فرمان فتح پوری صاحب اور محترمہ ڈاکٹر روبینہ ترین صاحبہ کا جو نگران تو تھے ہی راہ نما بھی بنے، مجھ سے بڑھ کر میرے مقالے کی تکمیل کے آرزو مند رہے، کام نہ کرنے کے دنوں میں کوئی دن کوئی موقع ایسا نہیں گزرا جب میرے دونوں نگرانوں نے محبت آمیز سرزنش سے کام کی جانب راغب کرنے کی ہر ممکن دردمندانہ جدوجہد نہ کی ہو۔ میری حد سے بڑھی ہوئی نالائقی کے باوجود کبھی مایوس نہیں ہوئے، اپنے کتب خانوں کے دروازے مجھ پر اس طرح وار کھے کہ میں ان کے ذخیرہ علم کو اپنا ہی مال سمجھنے لگا، ہر مشکل کے وقت میرا ہاتھ تھا، دلا سہ بھی دیا اور راستہ بھی بتایا۔ خداوند تعالیٰ ہی ان کو اس کا اجر دے سکتا ہے، میں تو مدت العمر بھی جبہ سار ہوں تو ان کی شفقت اور الفت کا حق ادا نہ کر سکوں، اللہ ان کو اور ان کے اہل خانہ کو ہمیشہ اپنے کرم اور نعمتوں کی دولتوں سے نوازتا رہے۔ (آمین)

اپنے شعبہ اور شعبہ کے اساتذہ کرام بالخصوص سرانوار اور میڈم روبینہ کی مہربانیاں، اخلاص اور تعاون کا شکریہ ادا کرنے کی جو طرز بھی نکالوں، ممکن نہیں کہ ان کی غیر روایتی، غیر رسمی دست گیری اور سرپرستی کا حق ادا کر پاؤں۔ تحقیق و تصنیف کے حوالے سے بے عملی کے سبب میں جس تاریک سُرنگ میں گھر کر رہ گیا تھا، اُس سے باہر آنا شعبہ اُردو اور اپنے ان دونوں مہربانوں کی دل آسائی اور بندہ نوازی کے غیر معمولی سلوک کی بدولت ہی ممکن ہو سکا ہے۔ ان کے ساتھ ساتھ شعبہ کے اساتذہ کرام جناب پروفیسر ڈاکٹر عبدالرؤف شیخ، جناب ڈاکٹر علمدار حسین بخاری، محترمہ ڈاکٹر عقیلہ جاوید، محترمہ ڈاکٹر قاضی عابد اور محترمہ ڈاکٹر ممتاز خان کلیانی کی محبتوں اور دوستیوں کا، مہربانیوں اور حقیقی اخلاص کا دل کی گہرائیوں سے معترف ہوں، ان دوستوں نے کام کی تکمیل میں دعا سے دوا تک ہر حیثیت میں، ہر انداز میں، میری مدد کی۔ اگر اسے رسمی بات نہ سمجھا جائے تو عرض کروں گا کہ میرے کام کی تکمیل پر ان کی مسرت خود ان کی اپنی کامیابیوں کے مواقع کی مسرت سے کم نہیں ہے۔ اس اعتبار سے کہا جائے گا کہ میں نے شعبہ اور شعبہ کے اساتذہ، طالب علموں اور شعبہ کے تمام دیگر رفقاء کار کی شدید اور دیرینہ خواہش کو حسرتِ خوابیدہ ہونے سے پہلے پورا کر دیا ہے، یوں کام کی تکمیل سے میرے ساتھ ساتھ ان کا بوجھ بھی کم ہوا ہے، ان کا شکریہ تو واجب ہے ہی، خود میں بھی مشکور ہوں۔ اس تعلیمی مرحلے کی تکمیل کے متمنی اور منتظر بھی دوست احباب کے لیے خدا کے یہاں سے بہت سے انعامات کے لیے ہمیشہ دعا گو رہوں گا۔

شریکِ حیاتِ دل و جان، ناہید ساجد خان، سرورِ قلب و راحتِ زندگی انا پیتا، دانی اور آمنہ کا بھی شکر گزار ہوں، ان ہی کو دیکھ کر جیتا ہوں اور انہی پر دم نکلتا ہے۔ ان کا تعاون و طرفہ تھا، کام نہ کر سکنے کے اسباب میں بھی شامل تھے اور جب کام شروع کیا تب بھی شامل حال رہے، بہت تعاون کیا، بہت دعائیں کیں، اللہ ان کا نصیب اچھا کرے، ان کی زندگی میں بہت سکھ اور خوشیاں ہوں اور ہمیشہ اُس کے کرم کی چھاؤں میں محفوظ اور مامون رہیں۔ (آمین)

تدوین غزلیات میر کے سلسلے میں جس شاگرد نے حق استاد ادا کیا وہ ذوقِ شعر و علم سے بہرہ مند لائقِ شاگرد

جناب قاضی عطا الرحمن (لیکچرار شعبہ اُردو، گورنمنٹ کالج پاک پتن) ہیں۔ میں کلام میر کا پروف دیکھنے میں، صرف اسی عزیز پر اعتماد کر سکتا تھا، حسب وعدہ عطا نے چند دن عطا کیے اور اپنے ایک بیمار بھائی کی تیمارداری کی ناگزیر مصروفیت کے باوصف لاہور سے ملتان دو مرتبہ چکر لگائے، خداوند تعالیٰ ان پر اور ان کے اہل خانہ پر اپنی رحمتیں ہمیشہ ارزاں رکھے۔ (آمین)

آخری مگر بہت اہم شکریہ میرے رفیق کار اور شریک کار عزیزم اظہر خان کا، جس کی برق رفتار اور حیرت انگیز طور پر اغلاط سے پاک کمپوزنگ کی بدولت ہی یہ ضخیم مقالہ دنوں میں تیار ہو گیا۔ پروف دیکھتے ہوئے بہت مرتبہ یہ خیال آتا تھا کہ میر غزل کہتے تھے اور بلاشبہ بہت اچھی شاعری کرتے تھے، اظہر کمپوزنگ اور ڈیزائننگ کرتا ہے اور کوئی شک نہیں اس ہنرمندی میں اس کا پایہ بھی بہت بلند ہے، خداوند تعالیٰ اس کے ہنر کو اور فروغ دے، اظہر اور اُس کے اہل خانہ کی خوشی اور خوش حالی کے لیے دعا گو ہوں۔

اور وہ سب دوست، احباب، پیارے، عزیز، جن کے نام گونا گوار درج کر سکتا ممکن نہیں، اُن کا حساب دل میں ہے کہ وہ تو دوست ہیں۔

آخری دعا خود اپنے لیے کہ خداوند تعالیٰ شعرِ نبی کی بہتر سے بہتر صلاحیت و دیعت فرماتا رہے اور زبان و ادب اور شعبہ اُردو کے لیے کچھ کر سکنے کی توفیق ارزانی فرمائے۔ (آمین)

محمد ساجد خان

31 دسمبر 2003ء

C-32 ٹاف کالونی،

بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان

فہرست و اشاریہ: غزلیات و اشعار میر تقی میر (ردیف وار)

ردیف	دیوان اول	دیوان دوم	دیوان سوم	دیوان چہارم	دیوان پنجم	دیوان ششم	میزان
الف	غزلیں 144	106	49	40	45	25	409
اشعار	1085	901	347	241	264	205	3043
ب	غزلیں 6	10	7	9	8	6	46
اشعار	42	82	47	48	48	54	321
ت	غزلیں 7	9	9	5	6	4	40
اشعار	50	70	63	32	41	32	288
ث	غزلیں 1	-	1	-	-	-	2
اشعار	4	-	9	-	-	-	13
ث	غزلیں -	-	1	2	1	-	4
اشعار	-	-	3	8	6	-	17
ج	غزلیں 1	2	-	2	4	-	7
اشعار	5	-	-	16	30	-	51
ج	غزلیں 4	5	3	4	4	3	23
اشعار	29	48	21	30	23	26	177
ح	غزلیں 2	2	1	3	2	-	10
اشعار	13	21	11	19	8	-	72
خ	غزلیں -	1	-	1	2	-	4
اشعار	-	9	-	1	4	-	14
د	غزلیں 7	6	4	6	6	-	29
اشعار	58	52	34	29	23	-	196
ذ	غزلیں -	-	-	1	-	-	1
اشعار	-	-	-	1	-	-	1

84	8	17	9	10	16	24	غزلیں	ر
702	76	128	55	71	166	206	اشعار	
1	-	-	-	-	-	1	غزلیں	ڑ
7	-	-	-	-	-	7	اشعار	
20	-	5	6	1	3	5	غزلیں	ز
121	-	24	30	7	22	38	اشعار	
19	1	5	3	3	4	3	غزلیں	س
136	9	34	16	22	35	20	اشعار	
18	-	5	3	4	4	2	غزلیں	ش
123	-	29	21	24	34	15	اشعار	
4	-	1	1	1	-	1	غزلیں	ص
6	-	3	1	1	-	1	اشعار	
4	-	1	1	1	-	1	غزلیں	ض
5	-	2	1	1	-	1	اشعار	
10	-	3	2	2	2	1	غزلیں	ط
39	-	15	3	7	12	2	اشعار	
4	-	1	1	1	-	1	غزلیں	ظ
9	-	3	2	3	-	1	اشعار	
10	-	3	1	2	3	1	غزلیں	ع
37	-	12	1	8	15	1	اشعار	
10	-	3	2	2	1	2	غزلیں	غ
46	-	17	6	10	7	6	اشعار	
15	-	7	3	1	1	3	غزلیں	ف
81	-	27	15	7	9	23	اشعار	

11	-	3	3	2	2	1	غزلیں	ق
67	-	15	15	16	19	2	اشعار	
31	4	6	2	1	8	10	غزلیں	ک
217	33	38	16	5	55	70	اشعار	
12	-	3	2	2	4	1	غزلیں	گ
96	-	15	18	14	39	10	اشعار	
33	3	7	7	3	4	9	غزلیں	ل
210	24	37	38	27	33	51	اشعار	
55	5	9	13	8	10	10	غزلیں	م
401	41	58	71	58	98	75	اشعار	
229	16	19	22	45	45	81	غزلیں	ن
1774	129	123	147	345	395	635	اشعار	
123	11	14	15	22	27	34	غزلیں	و
970	79	90	91	157	246	307	اشعار	
53	7	7	6	11	11	11	غزلیں	ہ
422	55	52	43	75	92	105	اشعار	
504	42	60	47	60	108	187	غزلیں	یے
3918	349	460	293	440	954	1422	اشعار	

میزان	ضمیمہ	دیوان ششم	دیوان پنجم	دیوان چہارم	دیوان سوم	دیوان دوم	دیوان اول	
1848	24	135	257	222	257	392	561	کل غزلیں
13781	201	1112	1629	1308	1833	3414	4284	کل اشعار
81	فردیات							
13862	کل تعداد اشعار							

ردیف الف۔ دیوان اول

﴿1﴾

تھا مستعارِ حسن سے اُس کے جو نور تھا	1/1
ہنگامہ گرم کُن جو دلِ ناصبور تھا	1/2
پہنچا جو آپ کو، تو میں پہنچا خدا کے تئیں	1/3
آتش بلند دل کی نہ تھی ورنہ اے کلیم!	1/4
مجلس میں رات ایک ترے پر توے بغیر	1/5
منعم کے پاس قائم و سنجاب تھا تو کیا!	1/6
ہم خاک میں ملے تو ملے لیکن اے سپہر	1/7
کل پاؤں ایک کاسہ سر پر جو آگیا (تقد)	1/8,9
کہنے لگا کہ دیکھ کے چل راہ، بے خبر!	
تھا وہ تو رشکِ حورِ بہشتی ہمیں میں میر	1/10
سمجھے نہ ہم تو فہم کا اپنی قصور تھا	

﴿2﴾

کیا میں بھی پریشانی خاطر سے قریں تھا	2/1
کس رات نظر کی ہے سوئے چشمِ انجم	2/2
آیا تو سہی وہ کوئی دم کے لیے لیکن	2/3
اب کوفت سے ہجراں کی جہاں تن پہ رکھا ہاتھ	2/4
جانا نہیں کچھ جو غزل آ کر کے جہاں میں	2/5
نام آج کوئی یاں نہیں لیتا ہے انھوں کا	2/6
مسجد میں امام آج ہوا آ کے کہاں سے	2/7
کل تک تو یہی میرِ خرابات نشین تھا	

۱۔ ”انتخاب کلام میر“ از مولوی عبدالحق میں مصرع یوں ہے: ”اُس رند کی بھی رات کئی جو کہ عورت تھا“۔ نسخہ عبادت (بے ریاضت) میں ”رات“ کی جگہ ”راست درج ہوا۔“

۲۔ نسخہ مجلس، عبادت وغیرہ میں ”پر جب کہ آ سی کے یہاں نہ ہے۔“

۳۔ نسخہ مجلس نے میر کے سب سے معروف قطعہ کو دو الگ الگ اشعار کے طور پر درج کیا ہے۔

۴۔ نسخہ عبادت میں ”گل“ کی جگہ ”گل“ درج ہے جب کہ مجلس کے نسخے میں بھی یہ لفظ درست درج نہیں۔

﴿3﴾

یاد دہ ہے وہ کسو چشم کی گریانی کا	نکلے ہے چشمہ جو کوئی جوش زناں پانی کا	3/1
حسن کیا صبح کے پھر چہرہ نورانی کا	لطف اگر یہ ہے بتاں صندل پیشانی کا	3/2
حسن زتار ہے سیح سلیمانی کا	کفر کچھ چاہیے اسلام کی رونق کے لیے	3/3
سیر کر تو بھی یہ مجموعہ پریشانی کا	درہبی حال کی ہے سارے مرے دیواں میں	3/4
تنگ احوال ہے اس یوسف زندانی کا	جان گھبراتی ہے اندوہ سے تن میں کیا کیا	3/5
ہے بڑا حیف ہمیں اپنی بھی نادانی کا	تھیل لڑکوں کا سمجھتے تھے محبت کے تئیں	3/6
ہم نے سرنامہ کیا کاغذ افشانی کا	وہ بھی جانے ہے لہو رو کے لکھا ہے مکتوب	3/7
نقش کا سا ہے سماں میری بھی حیرانی کا	اُس کا منہ دیکھ رہا ہوں سو وہی دیکھوں ہوں	3/8
بُت پرستی کو تو اسلام نہیں کہتے ہیں		3/9
معتقد کون ہے میر ایسی مسلمانی کا		

﴿4﴾

دامن تر کا مرے، دریا ہی کا سا پھیر تھا	جامہ مستی عشق اپنا مگر کم گھیر تھا	4/1
راہ سے مے خانے کی اس راہ میں کچھ پھیر تھا	دیر میں کبے گیا، میں خانقہ سے اب کی بار	4/2
	بلبلوں نے کیا گل افشاں تیر کا مرقد کیا	4/3
	دور سے آیا نظر تو پھولوں کا اک ڈھیر تھا	

﴿5﴾

چھوڑا وفا کو اُن نے، مروت کو کیا ہوا	اس عہد میں الہی محبت کو کیا ہوا	5/1
آتے ہی آتے یارو قیامت کو کیا ہوا	امیدوار وعدہ دیدار مر چلے	5/2
کچھ پیش آیا واقعہ رحمت کو کیا ہوا	کب تک تظلم ہے آہ بھلا مرگ کے تئیں	5/3
معلوم بھی ہوا نہ کہ طاقت کو کیا ہوا	اُس کے گئے پر ایسی گئی دل سے ہم نشین	5/4
اے چشم! جوش اشکِ ندامت کو کیا ہوا	بخشش نے مجھ کو ابر کرم کی کیا جھل	5/5
اے کشتہ ستم تری غیرت کو کیا ہوا	جاتا ہے یار تیغ بکف غیر کی طرف	5/6
	تھی صعب عاشقی کی بدایت ہی میر پر	5/7
	کیا جانیے کہ حال نہایت کو کیا ہوا	

۱۔ کلیات میر کے نول کشوری نسخوں دوم و سوم میں مصرع اول 'نکلے چشمہ جو کوئی'۔۔۔ درج متن ہے۔

۲۔ شاید مولانا آسی نے اپنے طور پر میر کا متن بہتر کرنے کی سعی فرمائی فرمایا 'نی زمانہ اس کو یوں کہا جائے گا' دیکھ لے تو بھی یہ مجموعہ پریشانی کا' کلیات، ص ۳۔

۳۔ ممکن ہے میر نے کہا ہو 'وہ بھی جانے کہ لہو رو کے لکھا ہے مکتوب' تاہم کسی نسخے سے فی الحال اس متن کی تائید نہیں ہوتی۔

۴۔ نول کشور، دوم و سوم، ص ۱۵ پر 'تظلم' کی جگہ نہ ظلم درج ہوا، جو درست نہیں۔

- آفاق کی منزل سے گیا کون سلامت 11/3
 صد موسم گل ہم کو تہہ بال ہی گزرے 11/7
 اس رنگ سے چمکے ہے پلک پر کہ کہے تو 11/8
 کل سیر کیا ہم نے سمندر کو بھی جا کر 11/9
 لے سانس بھی آہستہ کہ نازک ہے بہت کام 11/10
 ٹلک میر جگر سوختہ کی جلد خبر لے 11/11
 کیا یار بھروسہ ہے چراغِ سحری کا

﴿12﴾

- مُنہ نکا ہی کر رہے ہے جس تپس کا 12/1
 شام سے کچھ بچھا سا رہتا ہوں 12/2
 تھے بُرے بُغ بچوں کے تیور، لیک 12/3
 داغ آنکھوں سے کھل رہے ہیں سب 12/4
 بحر کم ظرف ہے بسانِ حباب (قطعہ) 12/5,6
 فیض اے ابر، چشم تر سے اٹھا
 تاب کس کو جو حالِ میر سنے 12/7
 حال ہی اور کچھ ہے مجلس کا

﴿13﴾

- وہ اک روش سے کھولے ہوئے بال ہو گیا 13/1
 الجھاؤ پڑ گیا جو ہمیں اس کے عشق میں 13/2
 کیا امتدادِ مدتِ ہجراں بیاں کرو 13/3
 دعویٰ کیا تھا گل نے ترے رُخ سے باغ میں 13/4
 قامت خمیدہ، رنگ شکستہ، بدن نزار 13/5
 تیرا تو میر غم میں عجب حال ہو گیا

۱۔ یہ غزل نول کشور طبع دوم و سوم (ص ۱۷۵) اور نسخہ کالج (ص ۲۸۷) نے دیوان دوم میں درج کی ہے، لیکن چونکہ ہمارے یہاں مروج نسخوں (آسی، مجلس، عبادت) کے علاوہ صاحبِ شعر شورا انگیز نے بھی اسے دیوانِ اول ہی کی غزل سمجھا ہے، اس لیے اس غلطی کو برقرار رکھا جا رہا ہے کہ یہ غزل روایت کے طور پر اب دیوانِ اول ہی کی سمجھی جاتی ہے۔

۲۔ نول کشور، دوم، سوم (ص ۱۷۵) میں 'ہوں' کی بجائے 'ہے' درج ہے۔ مصححی کا شعر میر کے اس شعر سے اس حد تک 'مشابہ' ہے کہ دونوں شعروں میں حافظہ خطِ متن کا باعث ہوتا ہے۔

۳۔ شام سے ہی بچھا سا رہتا ہے۔ دل ہے گویا چراغِ مفلس کا
 کلیاتِ مخطوطہ رضا لاہوری، رام پور میں متن 'آنکھیں سی' ہے۔ بحوالہ امتیاز علی عرشی، "کلیاتِ میر کا ایک نادر نسخہ" مشمولہ "دلی کالج میگزین" (میر نمبر)، مرتبہ ثار احمد قریشی، ۱۹۶۲ء، ص ۳۷۱۔

۴۔ عبادت صاحب کے کاتب نے شعر نمبر ۱۵ اور ۶ کو قطعہ تصور نہیں فرمایا۔

﴿14﴾

بے تاب جی کو دیکھا، دل کو کباب دیکھا	14/1
پودا ستم کا جس نے اس باغ میں لگایا	14/2
دل کا نہیں ٹھکانا، بابت جگر کی گم ہے	14/3
آباد جس میں تجھ کو دیکھا تھا ایک مدت	14/4
لیتے ہی نام اُس کا سوتے سے چونک اُٹھے ہو	14/5
ہے خیر میر صاحب! کچھ تم نے خواب دیکھا	

﴿15﴾

دل بہم پہنچا بدن میں تب سے سارا تن جلا	15/1
سرکشی ہی ہے جو دکھلاتی ہے اس مجلس میں داغ	15/2
بدرساں اب آخر آخر چھا گئی مجھ پر یہ آگ	15/3
کب تلک دھونی لگائے جو گیوں کی سی رہوں	15/4
گرمی اُس آتش کے پر کالے سے، رکھے چشم تب	15/5
ہو جو منت سے تو کیا وہ شب نشینی باغ کی	15/6
سو کھتے ہی آنسوؤں کے، نور آنکھوں کا گیا	15/7
شعلہ افشانی نہیں یہ کچھ نئی اس آہ سے	15/8
آگ سی اک دل میں سلگے ہے کھو بھڑکی تو میر	15/9
دے گی میری ہڈیوں کا ڈھیر جوں ایندھن جلا	

﴿16﴾

حال دل میر کا رو رو کے سب اے ماہ! سنا	16/1
نابلد ہو کے رہ عشق میں پہنچو! تو کہیں	16/2
کوئی ان طوروں سے گزرے ہے ترے غم میں مری	16/3
خواب غفلت میں ہیں یاں سب، تو عبث جاگا میر	16/4
بے خبر دیکھا انھیں میں، جنھیں آگاہ سنا	

۱۔ نول کشور دوم، سوم میں پہنچو ہے جب کہ آسی اور مجلس کے نسخوں میں پہنچوں ہے۔ اول الذکر کو بہ اعتبار تفہیم شعر فوقیت دی ہے۔

۲۔ ”ہم رہ خضر“ (مجلس و عبادت) کی بجائے آسی کا املا ”ہم رہ خضر“ اس لیے اپنایا تاکہ ”ہم“ کو ”رہ“ سے الگ کر کے ”رہ خضر“ نہ پڑھا جائے۔ تاہم اگر دونوں طرح سے شعر کو بامعانی بلکہ کثیر المعنی سمجھ سکتا ہو تو بھی کوئی ہرج نہیں۔

۳۔ نول کشور دوم، سوم میں ”مرے“ ہے، عبادت صاحب کے یہاں بھی ”مرے“ ہی درج ہوا۔ نسخہ کالج اور نسخہ آسی میں ”مری“ درست ہے۔ مجلس حاشیہ میں ”مرے“ کی جگہ ”ترے“ درج ہوا اور یوں اصلاح خود مغالطہ انگیز ہو گئی۔

﴿17﴾

جب جنوں سے ہمیں توئل تھا	17/1
اپنی زنجیر پا ہی کا غل تھا	
بسترا تھا چمن میں جوں بلبل	17/2
نالہ سرمایہ توکل تھا	
یک نگہ کو وفا نہ کی گویا	17/3
موسم گل صغیر بلبل تھا	
اُن نے پہچان کر ہمیں مارا	17/4
منہ نہ کرنا ادھر تجاہل تھا	
شہر میں جو نظر پڑا، اُس کا	17/5
کشتہ ناز یا تغافل تھا	
اب تو دل کو نہ تاب ہے نہ قرار	17/6
یادِ ایام جب تخیل تھا	
جا پھنسا دام زلف میں آخر	17/7
دل نہایت ہی بے تامل تھا	
یوں گئی قد کے خم ہوئے جیسے	17/8
عمر اک رہ رو سر پُل تھا	
خوب دریافت جو کیا ہم نے	17/9
وقتِ خوش میر نکہت گل تھا	

﴿18﴾

آگے جمالِ یار کے معذور ہو گیا	18/1
گل اک چمن میں دیدہ بے نور ہو گیا	
یک چشم منتظر ہے کہ دیکھے ہے کب سے راہ	18/2
جوں زخم تیری دوری میں ناسور ہو گیا	
قسمت تو دیکھ، شیخ کو جب لہر آئی تب	18/3
دروازہ شیرہ خانے کا معمور ہو گیا	
پہنچا قریب مرگ کے وہ صید ناقبول	18/4
جو تیری صیدگاہ سے نک دور ہو گیا	
دیکھا یہ ناؤ و نوش کہ نیشِ فراق سے	18/5
سینہ تمام خانہ زبور ہو گیا	
اُس ماہ چارہ کا چھپے عشق کیوں کہ آہ	18/6
اب تو تمام شہر میں مشہور ہو گیا	
شاید کسو کے دل کو لگی اُس گلی میں چوٹ	18/7
میری بغل میں شیشہ دل چور ہو گیا	
دیکھا جو میں نے یار! تو وہ میر ہی نہیں	18/8
تیرے غمِ فراق میں رنجور ہو گیا	

﴿19﴾

فرہاد ہاتھ تیشے پہ نک رہ کے ڈالتا	19/1
پتھر تلے کا ہاتھ ہی اپنا نکالتا	
بگڑا اگر وہ شوخ تو سنیو! کہ رہ گیا	19/2
خورشید اپنی تیغ و سپر ہی سنبھالتا	
یہ سر تہی سے گئے یہ میدانِ عشق کا	19/3
پھرتا تھا جن دنوں میں تو گیندیں اچھالتا	
بن سر کے پھوڑے بنتی نہ تھی کوہ کن کے تئیں	19/4
خسرو سے سنگِ سینہ کو کس طور نکالتا	

۱۔ شمس الرحمن فاروقی صاحب نے 'سر پل' کو 'سر پل'، بمعنی وعدہ خلاف، بے وفا سمجھا اور درج کیا ہے، گو وضاحتِ شعر میں 'پل' کے معنی کو بھی ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔ "پل میں بھی تھوڑا سا خم ہوتا ہے، مسافر پل پر سے جلد گزر جاتا ہے۔" نسخہ عبادت میں رہرڈ کو رہرڈ لکھ کر شعر کو بے معنی بنا دیا گیا ہے۔

۲۔ نول کشور سوم میں 'یک چشم' کی جگہ 'اک چشم' ہے، ص ۱۸۔

۳۔ نسخہ آسی اور عبادت دونوں میں 'تیرے صیدگاہ' درج ہے، مجلس کے متن کے مطابق 'تیری صیدگاہ' بہتر ہے۔

چھاتی سے ایک بار لگتا جو وہ، تو میر
برسوں یہ زخم سینے کا ہم کو نہ سالتا

19/5

﴿20﴾

گل شرم سے بہ جائے گلشن میں ہو کر آب سا 20/1
گل برگ کا یہ رنگ ہے، مر جاں کا ایسا ڈھنگ ہے 20/2
وہ مایہ جاں تو کہیں پیدا نہیں جوں کیمیا 20/3
دل تاب ہی لایا نہ ٹک، تا یاد رہتا ہم نشیں 20/4
ستائے میں جان کے ہوش و حواس و دم نہ تھا 20/5
ہم سرکشی سے مدتوں مسجد سے بچ کر چلے 20/6
تھی عشق کی وہ ابتدا جو موج سی اٹھتی اکبھو 20/7
بہکے جو ہم مست آگئے، سو بار مسجد سے اٹھا 20/8
رکھ ہاتھ دل پر میر کے دریافت کر کیا حال ہے 20/9
رہتا ہے اکثر یہ جواں کچھ ان دنوں بیتاب سا

﴿21﴾

مر رہتے جو گل دن تو سارا بہ خلل جاتا 21/1
پیدا ہے کہ پنہاں تھی آتش نفسی میری 21/2
میں گریہ خونیں کو روکے ہی رہا ورنہ 21/3
دن پوچھے کرم سے وہ، جو بخش نہ دیتا تو 21/4
استادہ جہاں میں تھا میدانِ محبت میں 21/5
وہ سیر کو وادی کے مائل نہ ہوا ورنہ 21/6
بے تاب و تواں یوں میں کا ہے کو تلف ہوتا 21/7
اُس سیم بدن کو بھی کب تابِ تعب اتنی 21/8
مارا گیا، تب گزرا بوسے سے ترے لب کے 21/9
کیا میر بھی لڑکا تھا، باتوں میں بہل جاتا

۱۔ نسخہ کالج اور نول کشور دوم، سوم میں 'اٹھتی'، آسی، مجلس اور عبادت میں درج 'اٹھی' سے بہتر ہے۔

۲۔ نسخہ مجلس (جلد اول، ص ۱۱۳) پر 'پریش' کی بجائے 'پریش' درج ہے۔

۳۔ یہ مصرع آسی کے یہاں (ص ۹) یوں ہے "وہ سیر کا وادی کے مائل نہ ہوا ورنہ"، نسخہ عبادت میں بھی یہی متن ہے جب کہ مجلس (ص ۱۱۳) میں

"وہ سیر کا وادی کی مائل نہ ہوا ورنہ"، سیر اٹھارویں صدی میں زیادہ تر مذکر بولا جاتا تھا، تاہم 'کا' کی بجائے 'کو' اجتہادی طور پر سہی، بہتر ہے۔

۴۔ نسخہ کالج، نول کشور دوم و سوم میں 'تاب و تعب' ہے جو درست نہیں۔

﴿22﴾

سنو! جب وہ کبھو سوار ہوا	تا بہ روح الالمیں شکار ہوا	22/1
اُس فریبندہ کو نہ سمجھے آہ	ہم نے جانا کہ ہم سے یار ہوا	22/2
نالہ ہم خاکساروں کا آخر	خاطر عرش کا غبار ہوا	22/3
مر چلے بے قرار ہو کر ہم	اب تو تیرے تئیں قرار ہوا	22/4
وہ جو خنجر بکف نظر آیا	میر سو جان سے نثار ہوا	22/5

﴿23﴾

مانند شمع مجلس شب اشک بار پایا	الفصہ میر کو ہم بے اختیار پایا	23/1
احوال خوش انہوں کا، ہم بزم ہیں جو تیرے	افسوس ہے کہ ہم نے واں کا نہ بار پایا	23/2
چیتے جو ضعف ہو کر زخم رسا سے اس کے	سینے کو چاک دیکھا، دل کو فگار پایا	23/3
شہر دل ایک مدت اُجڑا بے غموں میں	آخر اُجاڑ دینا اس کا قرار پایا	23/4
اتنا نہ تجھ سے ملتے، نے دل کو کھوکھو کے روتے	جیسا کیا تھا ہم نے ویسا ہی، یار پایا	23/5
کیا اعتبار یاں کا، پھر اُس کو خوار دیکھا	جس نے جہاں میں آ کر کچھ اعتبار پایا	23/6
آہوں کے شعلے جس جا اُٹھتے تھے میر سے شب	واں جا کے صبح دیکھا مشیت غبار پایا	23/7

﴿24﴾

مارا زمیں میں گاڑا، تب اس کو صبر آیا	اس دل نے ہم کو آخر یوں خاک میں ملایا	24/1
اُس گل زمیں سے اب تک اُگتے ہیں سرو و مائل	مستی میں جھکتے جس پر تیرا پڑا ہے سایہ	24/2
یکساں ہے قتل کہ اور اس کی گلی تو مجھ کو	واں خاک میں، میں لوٹا، یاں لو ہو میں نہایا	24/3
پوجے سے اور پتھر ہوتے ہیں یہ صنم تو	اب کس طرح اطاعت ان کی کروں خدایا	24/4
تا چرخ نالہ پہنچا لیکن اثر نہ دیکھا	کرنے سے اب دُعا کے، میں ہاتھ ہے اُٹھایا	24/5
تیرا ہی منہ تگے ہے، کیا جانے کہ نو خط	کیا باغِ سبز تو نے آئینے کو دکھایا	24/6
شادابی و لطافت ہرگز ہوئی نہ اُس میں	تیرے مسوں پہ گر چہ سبزے نے زہر کھایا	24/7
آخر کو مر گئے ہیں اس کی ہی جستجو میں	جی کے تئیں بھی کھویا، لیکن اُسے نہ پایا	24/8
لگتی نہیں ہے دارو، ہیں سب طبیب حیراں	اک روگ میں بسا ہا، جی کو کہاں لگایا	24/9

۱۔ نول کشور دوم، ص ۱۹، نسخہ عبادت ص ۱۱۲ اور کئی مخطوطوں میں 'جیتے' غلط ہے۔ آسی کا متن (ص ۱۰) 'چیتے' درست ہے۔

۲۔ نسخہ مجلس ص ۱۱۳ 'اُجڑا' کے درمیان علامت وقف (،) درج ہے جو صریحاً غلط ہے۔

۳۔ تمام مطبوعہ نسخوں میں 'مائل' کی بجائے 'جس جا' ہے، بلاشبہ دوسرے مصرعے میں "جس پر" کی موجودگی میں 'جس جا' غیر ضروری بلکہ غلط ہے۔ فاروقی صاحب نے "شعر شورا انگیز" جلد اول (ص ۲۷۹) پر کتاب خانہ راجہ صاحب محمود آباد کے حوالے سے 'مائل' بمعنی جھکا ہوا درج کیا، بہتر متن ہے اس لیے اپنایا گیا ہے۔

۴۔ نول کشور دوم، سوم (ص ۲۰) 'پھنسا' غلط، نسخہ کالج اور نسخہ آسی (ص ۱۱) میں 'بسا' درست ہے۔

- کہہ ہیچ اس کے منہ کو، جی میں ڈرا یہاں تو 24/10
 ہونا تھا مجلس آرا گر غیر کا تجھے، تو 24/11
 تھی یہ کہاں کی یاری آئینہ زو کہ تو نے 24/12
 دیکھا جو میر کو تو بے ہیچ منہ بنایا

﴿25﴾

- شکوہ کروں میں کب تک اُس اپنے مہرباں کا 25/1
 گریے پہ رنگ آیا، قیدِ قفس سے شاید 25/2
 لے جھاڑو ٹوکرا ہی آتا ہے صبح ہوتے 25/3
 دی آگ رنگ گل نے واں اے صبا چمن کو 25/4
 ہر صبح میرے سر پر اک حادثہ نیا ہے 25/5
 اُن صید افکنوں کا کیا ہو شکار کوئی (قطعہ) 25/6-7
 تب تو مجھے کیا تھا تیروں سے صید اپنا
 فتراک جس کا اکثر لوہو میں تر رہے ہے 25/8
 کم فرصتی جہاں کے مجمع کی، کچھ نہ پوچھو 25/9
 سجدہ کریں ہیں سن کر ادبِ سارے اس کو 25/10
 ناحق شناسی ہے یہ، زائد نہ کر برابر 25/11
 جس دن کہ اُس کے منہ سے برقع اُٹھے گا، سنیو! 25/12
 ناحق یہ ظلم کرنا، انصاف کہہ کر پیارے 25/13
 سودائی ہو تو رکھے بازارِ عشق میں پا 25/14
 سو گالی ایک چشمک اتنا سلوک تو ہے 25/15
 یا روئے یا زلایا، اپنی تو یوں ہی گزری (قطعہ) 25/16,17
 قیدِ قفس میں ہیں تو خدمت ہے ناگہ کی
 پوچھو تو میر سے کیا کوئی نظر پڑا ہے 25/18
 چہرہ اُتر رہا ہے کچھ آج اس جواں کا

﴿26﴾

- ہمارے آگے تراٹے جب کس نے نام لیا 26/1
 قسم جو کھائیے تو طالعِ زلیخا کی 26/2

۱۔ نسخہ آ سی اور مجلس میں ہاں ہے لیکن نسخہ کالج اور نول کشور دوم، سوم میں 'یاں' بہتر ہے۔

۲۔ نسخہ کالج، نول کشور دوم و سوم کے مطابق 'کہہ' جب کہ آ سی اور مجلس میں 'کر' ہے۔

۳۔ نسخہ عبادت میں یہ دونوں شعر بطور قطعہ شامل نہیں بلکہ الگ الگ شعر کے طور پر درج ہیں۔

۴۔ 'مجموعہ غزلیات' (جلد دوم، ص ۲۳۳) میں 'ہمارے آگے جو تیرا کس نے'۔۔۔ جب کہ تذکرہ ہندی گویاں (مترجمہ ۱۲۰۹ھ بمطابق ۱۷۹۳-۹۵ء)

غلام ہمدانی مصحفی میں 'ہمارے آگے ترا کر کس نے'۔۔۔ (ص ۲۰۸) درج ہوئے۔

- 26/3 خراب رہتے تھے مسجد کے آگے سے خانے
26/4 وہ کج روش نہ ملا راستی میں مجھ سے کبھی
26/5 مزہ دکھائیں گے بے رحمی کا تری صیاد
26/6 مرے سلیقے سے میری بھی محبت میں
26/7 اگرچہ گوشہ گزریں ہوں میں شاعروں میں میر
پہ میرے شور نے روئے زمیں تمام لیا

﴿27﴾

- 27/1 سیر کے قابل ہے دل صد پارہ اُس نخچیر کا
27/2 سب کھلا بارغ جہاں اِلا یہ حیران و خفا
27/3 بوئے خوں سے جی رُکا جاتا ہے اُنے باد بہار
27/4 کیونکہ نقاشِ ازل نے نقشِ ابد کا کیا
27/5 رہ گزریلِ حوادث کا ہے بے بنیاد دہر
27/6 بس طیب اُٹھ جامری بالیس سے، مت دے در دِسر
27/7 نالہ کش ہیں عہدِ پیری میں بھی تیرے ذر پہ ہم
27/8 جو ترے کوچے میں آیا پھر وہیں گاڑا اُسے
27/9 خون سے میرے ہوئی یک دم خوشی تم کو تو لیک
27/10 لختِ دل سے، جون چھڑی پھولوں کی، گوندھی ہے دلے
27/11 گورِ مجنوں سے نہ جاویں گے کہیں ہم بے نوا
27/12 کس طرح سے مانیے یارو کہ یہ عاشق نہیں
رنگ اڑا لے جاتا ہے، ننگ چہرہ تو دیکھو میر کا

﴿28﴾

(قبل از 1752ء)

- 28/1 شبِ درد و غم سے عرصہ مرے جی پہ تنگ تھا
28/2 کثرت میں درد و غم کے نہ نگلی کوئی تپش
28/3 لایا مرے مزار پہ اس کو یہ جذبِ عشق
28/4 دیکھا ہے صید گہہ میں ترے صید کا جگر
28/5 دل سے مرے لگا نہ ترا دل ہزار حیف
28/6 مت کر عجب جو میر ترے غم میں مر گیا
جینے کا اس مریض کے کوئی بھی ڈھنگ تھا

۱۔ تذکرہ شورش از غلام حسین شورش، مرقومہ ۱۱۹۱ھ بمطابق ۱۷۷۸-۱۷۷۹ء، ص ۱۹۲ پر کاڑھا غلط درج ہوا ہے۔

۲۔ نسخہ کالج، نول کشور دوم، سوم میں 'اڑا' ہے جب کہ آسی و مجلس میں 'اڑا' بہتر ہے۔

۳۔ نسخہ آسی ص ۱۳ پر یہ غلط جب کہ نول کشور دوم، سوم میں 'پہ' 'با آ نکہ' کے مطابق درست ہے۔

﴿29﴾

(قبل از 1752ء)

دل میں بھرا ز بس کہ خیالِ شراب تھا	29/1
موجیں کرے ہے بحرِ جہاں میں ابھی تو تو	29/2
اُگتے تھے دستِ بلبل و دامانِ گل بہم	29/3
نک دیکھ آنکھیں کھول کے اُس دم کی حسرتیں	29/4
دل جو نہ تھا، تو رات، ز خود رنگی میں، میر	29/5
گہہ انتظار و گاہ مجھے اضطراب تھا	

﴿30﴾

(قبل از 1752ء)

کیا طرح ہے، آشنا گاہے، گہے نا آشنا	30/1
پائمالِ صد جفا ناحق نہ ہو اے عندلیب	30/2
کون سے یہ بحرِ خوبی کی پریشاں زلف ہے	30/3
بلبلیں! پائیز میں کہتی تھیں ہوتا کاش کے	30/4-5
گوتے گلِ دلالہ، کہاں سنبل، سمن، ہم نستر	
کیا کروں، کس سے کہوں، اتنا ہی بے گانہ ہے یار	30/6-7
جس کی میں چاہی وساطت ان نے یہ مجھ سے کہا	
یوں سنا جا ہے کہ کرتا ہے سفر کا عزمِ جزم	30/8-10
شعرِ صائب کا مناسب ہے ہماری اور سے	
تا بجاں ماہرِ ہم و تابہ منزل۔ دیگر	
داغ ہے تاباں علیہ الرحمہ کا چھاتی پہ میر	30/11
ہو نجات اُس کو بچارہ ہم سے بھی تھا آشنا	

﴿31﴾

گل کو محبوب ہم قیاس کیا	31/1
دل نے ہم کو مثالِ آئینہ	31/2
کچھ نہیں سو جھتا ہمیں اُس بن	31/3
فرق نکلا بہت جو ہاں کیا	
ایک عالم کا روشناس کیا	
شوق نے ہم کو بے حواس کیا	

- ۱۔ نکاتِ اشعار میں بلبلیں درد کے یوں کہتی۔
- ۲۔ نول کشور دوم، سوم میں قراری جب کہ آ سی مجلس اور عبادت کے یہاں فراری بہتر ہے۔
- ۳۔ نکاتِ اشعار اور نول کشوری نسخوں میں گوگل دلالہ درست نہیں، آ سی اور مجلس میں گو درست ہے۔
- ۴۔ نکاتِ اشعار میں اور نستر ہے جب کہ تمام نسخوں میں ہم نستر ہے۔
- ۵۔ نسخہ آ سی میں از آشنا تا آشنا درج ہے جب کہ نسخہ کالج اور نول کشور دوم، سوم (ص ۲۲) میں از آشنا نا آشنا درج ہے۔
- ۶۔ میر عبدالحی تاباں دہلوی، میر کے ہم عصر، نہایت دیدہ و زور اور مسرور کن شخصیت، کثرتِ عیش و نوشی سے عالمِ شباب میں فوت ہوئے، نکاتِ اشعار ان کا ترجمہ نہایت پُر تاثیر عبارت میں ہے۔

عشق میں ہم ہوئے نہ دیوانے	قیس کی آبرو کا پاس کیا	31/4
دور سے چرخ کے نکل نہ سکے	ضعف نے ہمکو مورِ طاس کیا	31/5
صبح تک شمع سر کو دھنتی رہی	کیا پتنگے نے التماس کیا	31/6
ایسے وحشی کہاں ہیں اے خوباں		31/7
میر کو تم عبث اُداس کیا		

﴿32﴾

مفت آبروئے زائد علامہ لے گیا	اک منہ بچہ اُتار کے عمامہ لے گیا	32/1
داغِ فراق و حسرت وصل، آرزوئے شوق	میں ساتھ زیرِ خاک بھی ہنگامہ لے گیا	32/2
پہنچا نہ پہنچا آہ، کیا سو گیا غریب لے	وہ مرغِ نامہ بر جو مرا نامہ لے گیا	32/3
اُس راہ زن کے ڈھنگوں سے دیوے خدا پناہ		32/4
اک مرتبہ جو میر کا جی جامہ لے گیا		

﴿33﴾

اے تو کہ یاں سے عاقبت کار جائے گا	غافل نہ رہ کہ قافلہ اک بار جائے گا	33/1
موقوفِ حشر پر ہے سو آئی بھی وہ نہیں	کب درمیاں سے وعدہ دیدار جائے گا	33/2
چھوٹا جو میں نفس سے تو سب نے مجھے کہا	بے چارہ کیونکہ تا سرِ دیوار جائے گا	33/3
دے گی نہ چین لذتِ زخم اُس شکار کو	جو کھا کے تیرے ہاتھ کی تلوار جائے گا	33/4
آوے گی اک بلا ترے سر، سن لے اے صبا	زلفِ سیہ کا اس کی اگر تار جائے گا	33/5
باہر نہ آتا چاہ سے یوسف جو جانتا	لے کارواں مرے تئیں بازار جائے گا	33/6
تدبیر میرے عشق کی، کیا فائدہ طبیب	اب جان ہی کے ساتھ یہ آزار جائے گا	33/7
آنے میں تے اُس کے، حال ہوا جائے ہے تغیر	کیا حال ہو گا پاس سے جب یار جائے گا	33/8
کوچے کے کُٹاس کے رہنے سے باز آوگر نہ میر		33/9
اک دن تجھے وہ جان سے بھی مار جائے گا		

۱۔ نسخہ مجلس میں یہ مصرع غلط درج ہے پہنچا نہ پہنچا آہ گیا، سو گیا غریب جب کہ آسی اور عبادت کے یہاں 'کیا' درست ہے۔ اگرچہ دونوں نے وقفہ (کامہ) 'کیا' کے بعد دیا، جو درست نہیں۔

۲۔ نسخہ کالج (ص ۳۳) نسخہ ندوہ اور نسخہ لاہور میں اکبر حیدری کے مطابق اس مصرعے کا متن یوں ہے "اک مرتبہ جو میر کا جی جامہ لے گیا" بحوالہ نقوش میر تقی میر نمبر نسخہ لاہور، اکتوبر ۱۹۸۰ء، ص ۲۲۲۔ یہ نہایت اہم تصحیح ہے کیونکہ نول کشور دوم، سوم سے آسی، عبادت اور مجلس تک میں یہ مصرع نہایت پر لطف اور دلچسپ متن کے ساتھ یوں ہے اک مرتبہ جو میر جی کا جامہ لے گیا اور اسے اب تک درست مصرع ہی سمجھا جاتا رہا ہے۔

۳۔ نسخہ آسی میں 'آئے' بن بظاہر نہایت بہتر متن دکھائی دیتا ہے لیکن تامل کے بعد یہ بھی آسی کی اصلاح ہی لگتا ہے۔ نسخہ کالج، نول کشور دوم، سوم میں 'آنے' میں بہت بہتر متن ہے۔

۴۔ نول کشور دوم، سوم میں 'کوچے' سے اور نسخہ کالج میں 'کوچے' کے جب کہ آسی کے یہاں 'کوچے' میں ہے۔ 'کوچے' کے عہد میر کے روزمرہ کے مطابق درست ہے، آسی کی اصلاح اُن کی ذاتی ہے۔

﴿34﴾

کیا کہوں، کیسا ستم غفلت سے مجھ پر ہو گیا	34/1
بے کسی مدت تلک برسا کی اپنی گور پر	34/2
کچھ خطرناکی طریق عشق میں پہناں نہیں	34/3
مُدعا جو ہے سو وہ پایا نہیں بجاتا کہیں	34/4
میر ہریک موج میں ہے زلف ہی کا سادماغ	34/5
جب سے وہ دریا پہ آکر بال اپنے دھو گیا	

﴿35﴾

مت ہو دشمن اے فلک مجھ پانچال راہ کا	35/1
سیکڑوں طرحیں نکالیں یار کے آنے کی لیک	35/2
گر کوئی پیر میناں مجھ کو کرے، تو دیکھے پھر	35/3
کاش تیرے غم رسیدوں کو بلا دیں حشر میں	35/4
جو سنا ہشیار اس سے خانے میں، تھا بے خبر	35/5
باندھ مت رونے کا تار، اے ناقبات فہم چشم	35/6
شیخ مت کر ذکر ہر ساعت قیامت کا کہ ہے	35/7
شہر میں کس منہ سے آوے سامنے تیرے کہ شوخ	35/8
سرفرو لاتی نہیں ہمت مری ہراک کے پاس	35/9
ہوں گدائے آستان میں میر حضرت شاہ کا	

﴿36﴾

ایسی گلی اک تہ شہر اسلام نہیں نہیں رکھتا	36/1
آزار نہ دے اپنے کانوں کے تئیں اے گل	36/2
ناکامی صد حسرت خوش لگتی نہیں، ورنہ	36/3
ہو خشک تو بہتر ہے وہ ہاتھ بہاراں میں	36/4
بن اسکے ہم آغوشی، بے تاب نہیں اب ہی	36/5
میں داڑھی تری واعظ مسجد ہی میں منڈواتا	36/6
وہ مفلس اُن آنکھوں سے کیونکر کے بسر آوے	36/7
کیا بات کروں اُس سے مل جائے جو وہ، میں تو	36/8

۱۔ مطلع میں مرتبہ نیکو مجلس نے "فقیر اور اللہ کے درمیان وقف" (۲) درج کیا، جو درست نہیں۔

۲۔ نحف میں دل ناخواہ ہے۔

۳۔ نول کشور کی اشاعت دوم (ص ۲۳) میں ایسی یہ گلی اک ہے۔ ایسی گلی اک برطانیہ آ سی ص ۱۶ ہے۔

۴۔ نیکو مجلس (ص ۱۲۶) میں مانند نے نرگس درست نہیں، آ سی کے یہاں مانند نے نرگس درست ہے۔ نیکو عبادت میں مانند اور نے دونوں اعضا کے ساتھ ہیں۔

۵۔ نیکو مجلس میں یہ مصرع نہایت غلط درج ہے۔ دو مفلس اُن آنکھوں سے کیونکر کے بصر آوے (ص ۱۲۶)، نیکو عبادت نے بھی وہ کی جگہ دو درج کیا۔ آ سی کے یہاں متن درست ہے۔

یوں تو رہ درسم اُس کو اس شہر میں سب سے ہے
اک میر ہی سے خط و پیغام نہیں رکھتا

﴿37﴾

- 37/1 خوبی کا اُس کی بسکہ طلب گار ہو گیا
37/2 کس کو نہیں ہے شوق ترا، پر نہ اس قدر
37/3 میں نو دمیدہ بال، چمن زاد طیر تھا
37/4 ٹھہرا گیا نہ ہو کے حریف اُس کی چشم کا
37/5 ہے اُس کے حرف زیر لبی کا سمجھوں میں ذکر
37/6 تو وہ متاع ہے کہ پڑی جس کی تجھ پہ آنکھ
37/7 کیا کہیے آہ، عشق میں، خوبی نصیب کی
37/8 آٹھوں پہر لگا ہی پھرے ہے تمہارے ساتھ
37/9 لاکب زو ہے اس سے بات کرنے کا مجھ کو میر
ناکردہ جرم میں تو گنہ گار ہو گیا

﴿38﴾

- 38/1 تیر جو اُس کمان سے نکلا
38/2 نکلی تھی تیغ بے دریغ اُس کی
38/3 گو کئے سر، کہ سوز دل، جوں شمع
38/4 آگے اے نالہ ہے خدا کا ناتوں
38/5 چشم و دل سے جو نکلا بھجراں میں
38/6 مَر گیا جو اسیر قید حیات
38/7 دل سے مت جا کہ حیف اُس کا وقت
38/8 اُسکی شیریں لہی کی حسرت میں
38/9 نامرادی کی رسم میر سے ہے
طور یہ اسے جوان سے نکلا

﴿39﴾

- 39/1 گرمی سے میں تو آتش غم کی پکھل گیا
39/2 ہم خستہ دل ہیں تجھ سے بھی نازک مزاج تر
39/3 گرمی عشق مانع نشو و نما ہوئی
39/4 مستی میں چھوڑ دیر کو کعبے چلا تھا میں
راتوں کو روتے روتے ہی جوں شمع گل گیا
تیوری تلے چڑھائی تو نے کہ یاں جی نکل گیا
میں وہ نہال تھا کہ اگا اور جل گیا
لغزش بڑی ہوئی تھی و لیکن سنبھل گیا

۱۔ اس شعر میں اگر مصرع ثانی میں 'تو' ہے تو پھر مصرع اول میں 'تجھ کو میر' ہونا چاہیے، تاہم یہ متن ابھی تحقیق طلب ہے۔
۲۔ نسخہ مجلس میں 'اُس' بہ صراحت ضم ہے۔ ہمارے نزدیک 'اس' زیر کسرہ کے ساتھ زیادہ بہتر ہے۔
۳۔ نسخہ عبادت (ص ۱۲۰) 'تیوڑی' ہے۔

- ساقی نشے میں تجھ سے لٹھا شیشہ شراب 39/5
 ہر ذرہ خاک تیری گلی کی ہے بے قرار 39/6
 عریان تنی کی شوخی سے دیوانگی میں میر 39/7
 مجنوں کے دشتِ خار کا دامن بھی چل گیا

﴿40﴾

- سنا ہے حال ترے کشتگاں بچاروں کا 40/1
 ہزار رنگ کھلے گل چمن کے ہیں شاہد 40/2
 ملا ہے خاک میں کس کس طرح کا عالم یاں 40/3
 عرقِ فشانے سے اُس زلف کی ہراساں ہوں 40/4
 علاج کرتے ہیں سودائے عشق کا میرے 40/5
 تری ہی زلف کو محشر میں ہم دکھا دیں گے 40/6
 نگاہِ مست کے مارے ترے خراب ہیں شوخ 40/7
 کریں ہیں دعویٰ خوش چشی آہواں دشت 40/8
 تڑپ کے مرنے سے دل کے، کہ مغفرت ہو اُسے 40/9
 تڑپ کے خرمین گل پر کبھی گر اے بجلی 40/10
 تمہیں تو زہد و درع پر بہت ہے اپنے غرور 40/11
 اُٹھے ہے گرد کی جانا لہ گور سے اس کی 40/12
 غبارِ میر بھی عاشق ہے نے سواروں کا

﴿41﴾

- دل سمجھا نہ محبت کو کچھ اُن نے کیا یہ خیال کیا 41/1
 آنکھیں کفک سے اس کی لگا کر خاک برابر ہم بھی ہوئے 41/2
 یوں نکلے ہے فلک ایدھر سے ناز کنناں، جو جانے تو 41/3
 آگے، جواب سے اُن لوگوں کے، بارے معافی اپنی ہوئی 41/4
 خون ہو بہہ سب آ بھی گیا جو عشقِ حسن و جمال کیا 41/5
 مہندی کے رنگ اُن پاتوں نے تو بہتوں کو پامال کیا
 خاک سے سبزہ میری اُگا کر اُن نے مجھ کو نہال کیا
 ہم بھی فقیر ہوئے تھے لیکن ہم نے ترکِ سوال کیا
 حال نہیں ہے عشق سے مجھ میں، کس سے تیرا حال کہوں
 آپ ہی چاہ کر اُس ظالم کو، یہ اپنا میں حال کیا

۱۔ نسخہ مجلس (ص ۱۲۹) 'دشتِ خار' بے اضافت ہے۔ اس صورت میں تکلف سے معنی پیدا کرنے ہوں گے اور 'دامنِ صحرا' کی جگہ 'خارِ صحرا' کے دئے
 سے کپڑا سکا نا ہوگا۔

۲۔ نسخہ مجلس میں 'رنگ' کی کتابت 'رنگ' ہے۔ اس نوع کی اغلاط پروف پڑھنے میں تساہل کی پیدا کردہ ہیں اور ہمارے یہاں مراد نسخہ مجلس ان۔
 بھرا ہوا ہے۔

۳۔ نسخہ مجلس میں 'دکھادیں' ہے، اسی اور عبادت کا متن دکھادیں بہتر ہے۔

۴۔ نسخہ مجلس 'پاؤں'، نسخہ عبادت 'پاؤں'، نسخہ کالج میں 'پاؤں' جب کہ ہم نے آسے کے 'پاؤں' کو اپنایا ہے۔

﴿42﴾

(قبل از 1752ء)

- 42/1 گزرا بنائے چرخ سے نالہ نگاہ کا خانہ خراب ہو جیو اس دل کی چاہ کا
42/2 آنکھوں میں جی مرا ہے ادھر دیکھتا نہیں مرنا ہوں میں تو ہائے رے صرفہ نگاہ کا
42/3 صد خانماں خراب ہیں ہر ہر قدم پہ دفن کشتہ ہوں یار میں تو ترے گھر کی راہ کا
42/4 اک قطرہ خون ہو کے پلک سے ٹپک پڑا قصہ یہ کچھ ہوا دل غفراں پناہ کا
42/5 تلوار مارنا تو تھیں کھیل ہے ولے جانا رہے نہ جان کسو بے گناہ کا
42/6 بدنام و خوار و زار و نزار و شکستہ حال احوال کچھ نہ پوچھیے اس روسیہ کا
42/7 ظالم زمیں سے لوٹا دامن اٹھا کے چلے ہو گا کمیں میں ہاتھ کسو داد خواہ کا
42/8 اے تاج شہہ نہ سر کو فرو لاؤں تیرے پاس ہے معتقد فقیر نمد کی گلاہ کا
42/9 بیمار تو نہ ہووے، جیے جب تلک کہ میر سونے نہ دے گا شور تری آہ آہ کا

﴿43﴾

- 43/1 دل سے شوقِ رخِ نکو نہ گیا جھانکنا تاکنا کبھو نہ گیا
43/2 ہر قدم پر تھی اُس کی منزل لیک سر سے سودائے جستجو نہ گیا
43/3 سب گئے ہوش و صبر و تاب و دواں لیکن اے داغ، دل سے تو نہ گیا
43/4 دل میں کتنے مسودے تھے ولے ایک پیش اُس کے روہرو نہ گیا
43/5 سب گزراں ہی میر ہم تو رہے دست کوتاہ تا سب تو نہ گیا

﴿44﴾

- 44/1 گل و بلبل بہار میں دیکھا ایک تجھ کو ہزار میں دیکھا
44/2 جل گیا دل، سفید ہیں آنکھیں یہ تو کچھ انتظار میں دیکھا
44/3 آبلے کا بھی ہونا دامن گیر تیرے کوچے کے خار میں دیکھا
44/4 تیرہ عالم ہوا یہ روزِ سیاہ اپنے دل کے غبار میں دیکھا
44/5 جن بلاؤں کو میر سنتے تھے جن بلاؤں کو میر سنتے تھے
اُن کو اس روزگار میں دیکھا

﴿45﴾

- 45/1 کئی دن سلوک و دواع کا مرے درپے دل زار تھا کبھو درد تھا، کبھو داغ تھا، کبھو زخم تھا، کبھو وار تھا

۱۔ نسخہ مجلس میں 'بنائے' بنائے پڑھا جاتا ہے۔
۲۔ نکات اشعرا (ص ۱۴۴) میں ظالم زمیں سے لوٹا دامن سمھل کے پہن درست نہیں اور اس بارے میں حاشیہ اسی بھی درست نہیں۔ تذکرہ عشقی از محمد وجیہ الدین عشقی، مرقومہ ۱۲۱۵ھ بمطابق ۱۸۰۱-۱۸۰۰ء (ص ۱۹۳) میں مصرع یوں ہے 'ظالم زمیں سے لوٹے ہے دامن سنجھل کے چل' مجلس کے نسخے میں درپے دل زار ہے جب کہ اسی اور عبادت کے یہاں درپے دل زار بہتر ہے، تاہم درپے دل زار زیادہ بہتر ہے۔

- 45/2 دم صبح بزم خوش جہاں، شب غم سے کم نہ تھی! مہرباں
45/3 دل خستہ جو لہو ہو گیا، تو بھلا ہوا کہ کہاں تلک
45/4 دل مضطرب سے گزر گئی، شب وصل، اپنی ہی فکر میں
45/5 جو نگاہ کی بھی پلک اٹھا تو ہمارے دل سے لہو بہا
45/6 یہ تمہاری ان دنوں دوستیاں مژدہ جس کے غم میں ہے خوں چکاں
45/7 نہیں تازہ دل کی شکستگی، یہی درد تھا، یہی خستگی

45/8 کبھو جائے گی جو ادھر صبا، تو یہ کہو اُس سے کہ بے وفا

مگر ایک میر شکستہ پا، ترے باغ تازہ میں خار تھا

﴿46﴾

- 46/1 مہر کی تجھ سے توقع تھی، ستم گر نکلا
46/2 داغ ہوں رشکِ محبت سے، کہ اتنا بے تاب
46/3 جیتے جی آہ ترے کوچے سے کوئی نہ پھرا
46/4 دل کی آبادی کی اس حد ہے خرابی کہ نہ پوچھ
46/5-6 اشک تر، قطرہ خوں، لختِ جگر پارہ دل (قطعہ) ایک سے ایک عدد آنکھ سے بہہ کر نکلا
46/7 گنج کاوی جو کی سینے کی غم ہجراں نے
ہم نے جانا تھا لکھے گا تو کوئی حرف اے میر
پر ترا نامہ تو اک شوق کا دفتر نکلا

﴿47﴾

- 47/1 رہے خیال تنک ہم بھی رو سیاہوں کا
47/2 نہیں ستارے یہ سوراخ پڑ گئے ہیں تمام
47/3 گلی میں اس کی پھٹے کپڑوں پر مرے مت جا
47/4 تمام زلف کے کوچے ہیں مار پیچ اُس کے
47/5 اسی جو خوبی سے لائے تجھے قیامت میں

۱۔ 'بزم خوش جہاں' مونث ہے اس لیے فاروقی صاحب کی سند کے ساتھ 'تھی' درج کیا ہے ورنہ 'آسی' مجلس و عبادت میں 'تھے' ہے۔ دوسرے مہررے 'سو غبار تھا' کو فاروقی صاحب نے غالباً تکرار کے خیال سے 'دہ غبار تھا' درج کیا ہے۔

۲۔ تمام نسخوں میں پہلا 'اُسے' درست درج ہے جب کہ 'اُسے' زخم کی جگہ بعض نسخے (آسی مجلس) خاموش ہیں، عبادت صاحب نے 'اُسے' 'اُسے' درج کیا ہے (ص ۱۲۳)۔

۳۔ تمام نسخوں میں 'گنج کاوی' بجائے 'گنج کاوی' درج ہوا لیکن دوسرے مصرعے میں 'دینے' کا تقاضا ہے کہ 'اُسے' گنج کاوی پڑھا جائے۔ آخر خاشے پر 'گنج' درج کیا ہے۔

۴۔ نسخہ مجلس (ص ۱۲۳) پر یہ مصرع دو غلطیوں کے ساتھ درج ہوا 'تمام زلف کے کوچے ہیں مار پیچ اس کی'، 'مار پیچ' بمعنی سانپ کی سی لہر، راہ وغیرہ میں اضافت، 'کے' کا تعلق 'کوچے' سے ہے جو مونث نہیں۔ آسی اور عبادت کے یہاں متن درست ہے۔

۵۔ نسخہ مجلس اور عبادت صاحب نے 'حرف کن' نے کیا 'کو' حرف کن نے کیا 'درج کر کے شعر کو قیامت تک کے لیے مبہم و بے معنی کر دیا ہے۔

تمام عمر رہیں خاک زیرِ پا اُس کے	47/6
کہاں سے تہہ کریں پیدا یہ ناظرِ حال	47/7
حساب کا ہے کا روزِ شمار میں مجھ سے	47/8
تری جو آنکھیں ہیں تلوار کے تلے بھی اُدھر	47/9
فریب خوردہ ہے تو میر کن نگاہوں کا	

﴿48﴾

اُس کا خرام دیکھ کے جایا نہ جائے گا	48/1
ہم کشتگانِ عشق ہیں ابرو و چشم یار	48/2
ہم رہ رواں راہ فنا ہیں برنگِ عمر	48/3
پھوڑا سا ساری رات جو پکتا رہے گا دل	48/4
اپنے شہیدِ ناز سے بس ہاتھ اٹھا، کہ پھر	48/5
اب دیکھ لے کہ سینہ بھی تازہ ہوا ہے چاک	48/6
ہم بے خودانِ محفلِ تصویر اب گئے	48/7
گو بے ستوں کو ٹال دے آگے سے کوہِ گن	48/8
یاد اُس کی اتنی خوب نہیں میر، باز آ	48/9
نادان پھر وہ جی سے بھلایا نہ جائے گا	

﴿49﴾

ایسا ترا رہ گزر نہ ہو گا	49/1
کیا اُن نے نشے میں مجھ کو مارا	49/2
دھوکہ ہے تمام بحرِ دنیا	49/3
آئی جو ٹھکست آئے پر	49/4
دشمنوں سے کسی کا اتنا ظالم	49/5
اب دل کے تئیں دیا تو سمجھا	49/6
دنیا کی نہ کر تو خواست گاری (قطعہ) اس سے کبھو بہرہ در نہ ہو گا	49/7-8
آ! خانہ خرابی اپنی مت کر	
ہو اس سے جہاں سیاہ نہ بھی	49/9
پھر نوحہ گری کہاں جہاں میں	49/10
ماتم زدہ میر اگر نہ ہو گا	

۱۔ اسی نے 'خاک زیرِ پا' لکھا، مجلس اور عبادت کے یہاں 'خاک زیرِ پا' ہے، تاہم 'اُس کے' کا تقاضا ہے کہ 'خاک' کو بلا اضافت درج کیا جائے۔
 ۲۔ نسخہ اسی دُعادت میں 'اُن' بہ صراحت ضم ہے جب کہ مصرعِ اوّل میں یہ ناظرِ حال کے مطابق 'اُن' زیادہ بہتر ہے۔

﴿50﴾

- غم اُس کو ساری رات سنایا تو کیا ہوا 50/1
 اُن نے تو مجھ کو جھوٹے بھی پوچھا نہ ایک بار 50/2
 خواہاں نہیں وہ کیوں ہے میں اپنی طرف سے یوں 50/3
 اب سعی کر سپہر کہ میرے موے گئے 50/4
 مت رنجہ کر کسی کو کہ اپنے تو اعتقاد 50/5
 میں صیدِ ناتواں بھی تجھے کیا کروں گا یاد 50/6
 کیا کیا دعائیں مانگی ہیں خلوت میں شیخ، یوں 50/7
 وہ فکر کر کہ چاکِ جگر پاوے التیام 50/8
 چیتے تو میر اُن نے مجھے داغ ہی رکھا 50/9
 پھر گور پر چراغ جلایا تو کیا ہوا

﴿51﴾

- گرچہ سردارِ مزوں کا ہے اسیری کا مزا 51/1
 اے کہ آزاد ہے لک چکھ نمکِ مرغِ کباب 51/2
 ہم تو گمراہِ جوانی کے مزوں پر ہیں میر 51/3
 حضرتِ خضر کو ارزانی ہو پیری کا مزا

﴿52﴾

- دل جو تھا اک آبلہ پھوٹا گیا 52/1
 طائرِ رنگِ حنا کی سی طرح 52/2
 دل نہ اُس کے ہاتھ سے چھوٹا گیا 52/3
 میں نہ کہتا تھا کہ منہ کر دل کی اور 52/4
 دل کی دیرانی کا کیا مذکور ہے 52/5
 میر کس کو اب دماغِ گفتگو
 عمر گزری ریختہ چھوٹا گیا

﴿53﴾

- یادِ ایام کہ یاں ترکِ شکیبائی تھا 53/1
 اتنی گزری جو ترے ہجر میں، سو اُس کے سبب 53/2
 تیرے جلوے کا مگر رو تھا، سحرِ گلشن میں 53/3
 یہی زلفوں کی تری بات تھی یا کاکل کی 53/4
 میر کو خوب کیا سیر تو سودائی تھا

۱۔ اس شعر کے مصرعِ اوّل کے متن میں کچھ نہ کچھ سہو ہے، جو ہمیں دستیاب نسخوں کی مدد سے دُور نہیں ہوتا، کہ سبھی نے یہی متن درج کیا ہے۔
 ۲۔ نول کشور دوم، سوم (ص ۲۷) میں 'ذات' ہے۔ اسی مجلس اور عبادت نے لذت درج کیا، وزن کے اعتبار سے بھی لذت ہی درست ہے۔
 ۳۔ نسخہ آسی و مجلس میں دیدہ حیران تماشائی، اضافت کے ساتھ درج ہے، ہمارے نزدیک یہ اضافت کے بغیر زیادہ معنی خیز ہے۔

﴿54﴾

اے دوست کوئی مجھ سا رسوا نہ ہوا ہو گا	54/1
اب اشکِ حنائی سے جو تر نہ کرے مژگاں	54/2
نیک گورِ غریباں کی کر سیر کہ دنیا میں	54/3
ہے قاعدہٴ نکلی یہ، کوئے محبت میں	54/4
اس کہنہ خرابے میں آبادی نہ کر منعم	54/5
آنکھوں سے تری ہم کو ہے چشم کہ اب ہووے	54/6
جز مرتبہٴ کل کو حاصل کرے ہے آخر	54/7
صد نشتر مژگاں کے لگنے سے نہ نکلا خوں	54/8
آگے تجھے میر ایسا سودا نہ ہوا ہو گا	

﴿55﴾

عالم میں کوئی دل کا طلب گار نہ پایا	55/1
حق ڈھونڈنے کا آپ کو آتا نہیں ورنہ	55/2
غیروں ہی کے ہاتھوں میں رہے دستِ نگاریں	55/3
جاتی ہے نظرِ خس پہ گہہ چشم پریدن	55/4
تصویر کے مانند لگے در ہی سے گزری	55/5
سورخ ہے سینے میں ہر اک شخص کے تجھ سے	55/6
مربوط ہیں تجھ سے بھی یہی ناکس و نااہل	55/7
دم بعد جنوں مجھ میں نہ محسوس تھا یعنی	55/8
آئینہ بھی، حیرت سے محبت کی، ہوئے ہم	55/9
وہ کھینچ کے شمشیر ستم رہ گیا جو میر	55/10
خوں ریزی کا یاں کوئی سزاوار نہ پایا	

﴿56﴾

کیا مرنے آنے پہ تو اے بتِ مغرور گیا	56/1
لے گیا صبح کے نزدیک مجھے خواب اے وائے	56/2
گور سے نالے نہیں اٹھتے تو نے اُگتی ہے	56/3
چشمِ خوں بستہ سے کل رات لہو پھر ٹپکا	56/4
نا تو ایں ہم ہیں کہ ہیں خاکِ گلی کی اس کی	56/5
لے کہیں منہ پہ نقاب اپنے کہ اے غیرتِ صبح!	56/6

۱۔ نول کشور دوم، سوم (ص ۲۷) پر نگہ درج ہوا ہے۔ اسی شعر میں پریدن کی جگہ مذکورہ نسخوں میں بریدن ہے۔

نالہ میر نہیں رات سے سنتے ہم لوگ
کیا ترے کوچے سے، اے شوخ! وہ رنجور گیا

56/7

﴿57﴾

خواہ مجھ سے لڑ گیا اب خواہ مجھ سے مل گیا
اپنے ہی دل کو نہ ہو واشد تو کیا حاصل نسیم
گو چمن میں غنچہ پڑمردہ تجھ سے کھل گیا
دل سے آنکھوں میں لہو آتا ہے، شاید رات کو
کش مکش میں بے قراری کی، یہ پھوڑا چھل گیا
قیس کا کیا کیا گیا اودھر، دل و دیں، ہوش و صبر
جس طرف صحرا سے لیلیٰ کا چلا محمل گیا
رشتک کی جاگہ ہے مرگ اُس کشتہ حسرت کی میر
نعلش کے ہمراہ جس کی گور تک قاتل گیا

57/1

57/2

57/3

57/4

57/5

﴿58﴾

تا بہ مقدور انتظار کیا
دشمنی ہم سے کی زمانے نے
دل نے اب زور بے قرار کیا
کہ جفا کار تجھ سا یار کیا
یاں وہی ہے جو اعتبار کیا
یہ تو ہم کا کارخانہ ہے
طاہر سدرہ تک شکار کیا
ایک ناک نے اس کی مڑگاں کے
تیری زلفوں کا ایک تار کیا
صدر گج جاں کو تاب دے باہم
ہم فقیروں سے بے ادائی کیا
آن بیٹھے جو تم نے پیار کیا
سخت کافر تھا جن نے پہلے میر
مذہب عشق اختیار کیا

58/1

58/2

58/3

58/4

58/5

58/6

58/7

﴿59﴾

شب تھا نالاں عزیز کوئی تھا
تھی تمہارے ستم کی تاب اس تک
مرغ خوش خواں عزیز کوئی تھا
صبر جو یاں عزیز کوئی تھا
شب کو اس کا خیال تھا دل میں
گھر میں مہماں عزیز کوئی تھا
چاہ بے جا نہ تھی زلیخا کی
ماہ کنعاں عزیز کوئی تھا
اب تو اُس کی گلی میں خوار ہے لیک
میر بے جاں عزیز کوئی تھا

59/1

59/2

59/3

59/4

59/5

﴿60﴾

پھوٹا کیے پیالے، لٹھتا پھرا قرا (قرا)
حکمت ہے کچھ جو گردوں یکساں پھرا کرے ہے
مستی میں میری تھایاں، اک شور اور شرابا
چلتا نہیں وگرنہ شام و سحر عرابا (عرا)
یہ نرم شانہ لونڈے ہیں تحمل دوخوابا (خواب)
ان صحبتوں میں آخر جانیں ہی جاتیاں ہیں
دیں گے ملا زمیں سے تیرا فلک قلابا (قلا)
ہر چند ناتواں ہیں، پر آگیا جو جی میں

60/1

60/2

60/3

60/4

60/5

- وے دن گئے کہ آنکھیں دریا سی بہتیاں تھیں 60/6
 مٹے دھوئے وقت اُس کے اکثر دکھائی دے ہے 60/7
 اب شہر ہر طرف سے میدان ہو گیا ہے 60/8
 دل تنگی کی اپنی ہجراں میں شرح کیا دوں 60/9
 چھاتی تو میر میری، جل کر ہوئی ہے تابا (تاب)

﴿61﴾

- دکھ اب فراق کا ہم سے سہا نہیں جاتا 61/1
 ہوئی ہے اتنی ترے لعن زلف کی حیراں 61/2
 نہیں گزرتی گھڑی کوئی مجھ خراب پر آہ 61/3
 ستم کچھ آج گلی میں تری نہیں مجھ پر 61/4
 خراب مجھ کو کیا اضطراب دل نے میر 61/5
 کہ تک بھی اس گئے، اُس دن رہا نہیں جاتا

﴿62﴾

- سمجھے تھے میر ہم کہ یہ ناسور کم ہوا 62/1
 آئے برنگ ابر، عرق ناک تم ادھر 62/2
 تجھ بن شراب پی کے ہوئے سب ترے خراب 62/3
 کافر ہمارے دل کی نہ پوچھا اپنے عشق میں 62/4
 خانہ خراب کس کا کیا تیری چشم نے (قطعہ) 62/5-6
 تلوار کس کے خون میں سر ڈوب ہے تری
 آئی نظر جو گور سلیمان کی ایک روز (قطعہ) 62/7-8
 کالے سرکشاں جہاں میں کھینچا تھا ہم بھی سر
 افسوس کی بھی چشم تھی اُن سے خلاف عقل (قطعہ) 62/9-11
 اہل جہاں ہیں سارے ترے جیتے جی تک
 کیا کیا عزیز دوست لے میر خاک میں
 ناداں یہاں کسو کا، کسو کو بھی غم ہوا

- ۱۔ نسخہ آ سی اور عبادت دونوں میں تیری ہے جب کہ 'عکس زلف' کے لیے 'ترے' موزوں ہے۔ مجلس میں 'ترے' درست ہے۔
 ۲۔ نسخہ آ سی اور عبادت دونوں میں 'برنگ ابر عرق ناک' متن ہے، جب کہ 'برنگ ابر، عرق ناک' سے شعر کے معنی میں اضافہ ہوتا ہے۔
 ۳۔ اس قطعے کا یہ تیسرا مصرع نسخہ کالج اور نول کشور دوم، سوم کے مطابق ہے۔ آ سی، مجلس اور عبادت کے یہاں مصرع یوں ہے 'کالے سرکشاں جہاں میں کھینچا تھا۔ ہی تو سر۔'
 ۴۔ نسخہ کالج، نول کشور، دوم، سوم میں 'عزیز دوست' ہے، لیکن 'عزیز دوست' آ سی کے یہاں، بہتر متن ہے۔ اس سے مصرع کے معنی واؤ عطف کی نسبت زیادہ اور بہتر ہوتے ہیں۔ کم سے کم مصرع کی روانی میں بہت اضافہ ہوتا ہے۔

﴿63﴾

دل و دماغ ہے اب کس کو زندگانی کا	63/1
اگرچہ عمر کے دس دن پہ لب رہے خاموش	63/2
سبک ہے آدے جو مندیل رکھ نماز کو شیخ	63/3
ہزار جان سے قربان بے پری کے ہیں	63/4
پھرے ہے کھینچے ہی تلوار مجھ پہ ہر دم تو	63/5
نمود کر کے وہیں بحرِ غم میں بٹھ گیا	63/6
کہے تو میر بھی اک بلبلا تھا پانی کا	

﴿64﴾

اُس آستان پہ مری خاک سے غبار رہا	64/1
خبر لی جب کہ نہ جاے میں ایک تار رہا	64/2
سر رہ اس کی فرشتے ہی کا شکار رہا	64/3
تمام عمر ہمیں اُس کا انتظار رہا	64/4
پھر اُس کو روزِ قیامت تلکِ خمار رہا	64/5
وہ دل کہ جس کا خدائی میں اختیار رہا	64/6-11
وہ دل کہ جس سے ہمیشہ جگر فگار رہا	
وہ دردناک علی الزغم بے قرار رہا	
ہزاروں حسرتیں تھیں تس پہ جی کو مار رہا	
رہا جو سینہ سوزاں میں داغ دار رہا	
کہ اُس سے قطرہ خوں بھی نہ یادگار رہا	
موا میں سجدے میں پر نقش میرا بار رہا	
جنوں میں اب کے مجھے اپنے دل کا غم ہے یہ حیف	
بشر ہے وہ پہ کھلا جب سے اس کا دام زلف	
کبھو نہ آنکھوں میں آیا وہ شوخ خواب کی طرح	
شرابِ عیش میسر ہوئی جسے یک شب	
بتاں کے عشق نے بے اختیار کر ڈالا (قطعہ)	
وہ دل کہ شام و سحر جیسے پکا پھوڑا تھا	
تمام عمر گئی اُس پہ ہاتھ رکھتے ہمیں	
ستم میں غم میں سرانجام اس کا کیا کیسے	
بہا تو خون ہو آنکھوں کی راہ بہہ نکلا	
سو اُس کو ہم سے فراموش کاریوں لے گئے	
گلی میں اس کی گیا، سو گیا، نہ بولا پھر	64/12
میں میر میر کر، اُس کو بہت پکار رہا	

﴿65﴾

اُس کی دیوار کا سر سے مرے سایا نہ گیا	65/1
گتھے گئے ایسے شتابی کہ چھڑایا نہ گیا	65/2
ہم سے ہی حالِ بتاہ اپنا دکھایا نہ گیا	65/3
اُس سے تو شمعِ غمط سر بھی کٹایا نہ گیا	65/4
جیتے جی کوچہ دلدار سے جایا نہ گیا	
کاو کاو مژہ یار و دلِ زار و نزار	
وہ تو کل دیر تلک دیکھتا ایدھر کو رہا	
گرم رو راہِ فنا کا نہیں ہو سکتا پتنگ	

- ۱۔ نسخہ لاہور کے مرتب اکبر حیدری کے مطابق اس مصرعے کا متن یوں ہے 'شہید ہوں میں تری دشمنی جانی کا' نقوش میر نمبر ۱۸۳۔
 ۲۔ نسخہ آسی اور عبادت میں 'ہار' کی جگہ 'یار' درج ہوا۔ 'بار' درست ہے، نسخہ کالج اور نول کشور دوم، سوم (ص ۳۰) کے مطابق بھی ہے۔
 ۳۔ نسخہ آسی اور عبادت میں 'اک' جب کہ زیادہ تر قدیم نسخوں میں 'یک' ہے۔
 ۴۔ نول کشور دوم، سوم میں 'گٹھ' اور نسخہ کالج میں 'گتھ' ہے جو بہتر ہے۔ آسی اور عبادت نے نول کشور میں نسخوں کا تتبع کیا ہے۔

پاس ناموس محبت تھا کہ فرہاد کے پاس	65/5
خاک تک کوچہ دلدار کی چھانی ہم نے	65/6
آتش تیرا جدائی میں یکا یک اُس دن	65/7
مہ نے آسمان شب یاد دلایا تھا اُسے	65/8
زیر شمشیر ستم میر ترپنا کیسا	65/9
جی میں آتا ہے کہ کچھ اور بھی موزوں کہے	65/10
دردِ دل ایک غزل میں تو سنایا نہ گیا	

﴿66﴾

دل کے تیں آتش ہجراں سے بچایا نہ گیا	66/1
دل میں رہ دل میں کہ معمارِ قضا سے اب تک	66/2
کبھو عاشق کے تے تے جیسے سے ناخن کا خراش	66/3
کیا تیک حوصلہ تھے دیدہ دل اپنے آہ	66/4
دل جو دیدار کا قاتل کے بہت بھوکا تھا	66/5
میں تو تھا صید زبوں، صید گہبہ عشق کے بیچ	66/6
شہر دل آہ عجب جائے تھی پڑ اُس کے گئے	66/7
آج رہتی نہیں خاے کی زباں رکھے معاف	66/8
حرف کا طول بھی جو مجھ سے گھٹایا نہ گیا	

﴿67﴾

گل میں اس کی سی جو بو آئی تو آیا نہ گیا	67/1
آہ جو نکلی مرے منہ سے تو افلاک کے پاس	67/2
گل نے ہر چند کہا باغ میں رہ پر اُس دن	67/3
سر نشین روئے خانہ ہوں، میں کیا جانوں	67/4
حیف و بے، جنکے وہ اسوقت میں پہنچا، جس وقت	67/5
خطر راہ محبت کہیں جوں حرف مٹے	67/6
خوفِ آشوب سے، غوغائے قیامت کے لیے	67/7

- ۱۔ جلسہ میں 'آتش تیز جدائی' ہے۔ تیز کو اضافت کسرہ کے بغیر درج ہونا چاہیے۔
- ۲۔ اس زمین میں میر نے نہ غزل کہا (۶۷۵ تا ۶۷۶) پہلی غزل کے اس آخری شعر کو عبادت صاحب نے دوسری غزل کا مطلع قرار دیا۔ کم و بیش یہی غلطی اسی کے یہاں بھی ہے گو ان نے ایک لکیر کھینچ کر 'قدرے' احتیاط کا مظاہرہ کیا۔ دوسری غزل کے اختتام پر بھی یہی غلطی ہے۔ حالانکہ ایسے اشعار کو مطلع کیونکر کہا اور لکھا جاسکتا ہے جس کے دونوں اشعار ہم قافیہ و ردیف نہ ہوں؟ پھر یہ بھی کہ دونوں غزلوں کے مطلع موجود ہیں۔ مجلس والوں نے البتہ بہتر روش کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان اشعار کو متعلقہ غزل کے آخر میں درج کیا۔
- ۳۔ نسخہ کالج، نول کشور دوم، سوم میں 'کا' ہے، اسی کی سند سے 'کے' اپنایا ہے جو بہتر ہے۔
- ۴۔ نول کشور طبع سوم میں 'مجھ سے' کی جگہ 'میر درج' ہوا ہے۔

میر مت عذر گریاں کے پھٹے رہنے کا کر
زخمِ دل، چاکِ جگر تھا کہ سلایا نہ گیا

67/8

﴿68﴾

ادھر آ کر شکارِ افکن ہمارا
گرہیاں سے رہا کو تہ تو پھر ہے
گئے جوں شمع اُس مجلس میں جلنے لے
بلا جس چشم کو کہتے ہیں مردم
ہوا رونے سے رازِ دوستی فاش
بہت چاہا تھا اب تر نے لیکن
چمن میں ہم بھی زنجیری رہے ہیں
کیا تھا ریختہ پردہ سخن کا
نہ بہکے مے کدے میں میر کیونکر
گردو سو جا ہے پیرا ہن ہمارا

68/1

68/2

68/3

68/4

68/5

68/6

68/7

68/8

68/9

﴿69﴾

افسانہ محبت مشہور ہے ہمارا
بالفعل اب ارادہ تا گور ہے ہمارا
ہر زخم سو جگہ سے ناسور ہے ہمارا
پچی پڑیں ہیں نزدیں، گھر دور ہے ہمارا
احوال کچھ بھی تم کو منظور ہے ہمارا
کیا کیجیے کہ دل بھی مجبور ہے ہمارا
ہیں مشتِ خاک لیکن جو کچھ ہیں میر ہم ہیں
مقدور سے زیادہ مقدور ہے ہمارا

69/1

69/2

69/3

69/4

69/5

69/6

69/7

﴿70﴾

سحر گہہ عید میں دورِ سبو تھا
غلط تھا آپ سے غافل گزرنا
چمن کی وضع نے ہم کو کیا داغ
گل و آئینہ کیا، خورشید و مہ کیا
کرو گے یاد باتیں تو کہو گے
جہاں پڑے فسانے سے ہمارے
مگر دیوانہ تھا گل بھی کسو کا
پر اپنے جام میں تجھ بن لہو تھا
نہ سمجھے ہم کہ اس قالب میں تو تھا
کہ ہر عنجبہ دل پڑ آرزو تھا
جدھر دیکھا تدر تیرا ہی رو تھا
کہ کوئی رفتہ بسیار گو تھا
دامِ عشق ہم کو بھی کبھو تھا
کہ پیرا ہن میں سو جاگہ رفو تھا

70/1

70/2

70/3

70/4

70/5

70/6

70/7

۱۔ نسخہ کالج اور نول کشوری نسخوں میں 'جلنے' کی جگہ 'جتنے' درست نہیں ہے۔

۲۔ تمام قدیم نسخوں بشمول نسخہ کالج، نول کشور دوم، سوم میں 'تو' کی جگہ 'بھی' ہے، اسی کے یہاں 'تو' بہتر ہے۔

کہیں کیا بال تیرے کھل گئے تھے کہ جھونکا باؤ کا کچھ مُشک بو تھا
نہ دیکھا میر آوارہ کو لیکن
غبار اک ناتواں سا کو بہ کو تھا

70/8

70/9

﴿71﴾

راہ دورِ عشق میں روتا ہے کیا آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا
قافلے میں صبح کے اک شور ہے یعنی غافل ہم چلے سوتا ہے کیا
سبز ہوتی ہی نہیں یہ سرزمین تخمِ خواہش دل میں تو بوتا ہے کیا
یہ نشانِ عشق ہیں جاتے نہیں داغ چھائی کے عبث دھوتا ہے کیا
غیرت یوسف ہے یہ وقتِ عزیز
میر اس کو رایگاں کھوتا ہے کیا

71/1

71/2

71/3

71/4

71/5

﴿72﴾

رونا تک اک تھما تو غم بے کراں سہا دس دن رہے جہان میں ہم، سو رہا تے دہا
پہلو میں اک گرہ سی تہ خاک ساتھ ہے شاید کہ مر گئے پہ بھی، خاطر میں کچھ رہا
آنکھوں نے رازداریِ محبت کی خوب کی آنسو جو آتے آتے رہے، تو لہو بہا
آئے تھے اک اُمید پہ تیری گلی میں ہم سو آہ اس طرح تے چلے لوہو میں ہم نہا
کس کس طرح سے میر نے کاٹا ہے عمر کو
اب آخر آخر آن کے یہ ریختہ کہا

72/1

72/2

72/3

72/4

72/5

﴿73﴾

بے کسانہ جی، گرفتاری سے، شیون میں رہا اک دل غم خوار رکھتے تھے، سو گلشن میں رہا
پنچہ گل کی طرح، دیوانگی میں ہاتھ کو گر نکالا میں گریباں سے، تو دامن میں رہا
شیع ساں چلتے رہے لیکن نہ توڑا یار سے رشہ اُلفت تمامی عمر گردن میں رہا
ڈر سے اُس شمشیر زن کے جوہر آئینہ ساں سر سے لیکر پاؤں تک میں غرق آہن میں رہا
ہم نہ کہتے تھے کہ مت دیر و حرم کی راہ چل اب یہ دعویٰ حشر تک شیخ و برہمن میں رہا
درپے دل ہی رہے اُس چہرے کے خال سیاہ ڈر ہمیں ان چوٹوں کا روزِ روشن میں رہا

73/1

73/2

73/3

73/4

73/5

73/6

- ۱۔ نسخہ کالج، نول کشور دوم، سوم (ص ۳۲) کے مطابق 'راہ دورِ عشق' میں روتا ہے کیا، آسی، مجلس، عبادت کے یہاں 'راہ دورِ عشق' سے۔۔۔ جبکہ مولوی عبدالحق کے انتخاب میں مصرع بالکل الگ سا ہے 'ابتدائے عشق' ہے روتا ہے کیا، فاروقی صاحب کے بقول 'راہ دور' اور 'آگے آگے' میں جو مناسبت ہے وہ 'ابتدائے عشق' اور 'آگے آگے' میں نہیں۔ تاہم یہ شعر عبدالحق کے متن کے مطابق معروف ہے۔
- ۲۔ مطبع نول کشور کی طبع دوم، سوم (ص ۳۲) میں 'تھما' جہدِ املا کے مطابق ہے جب کہ آسی، عبادت اور مجلس میں قدیم 'تھنبا' ہے۔
- ۳۔ قدیم نسخوں میں 'رہا' درست ہے، آسی اور دیگر کے یہاں 'دہا' یعنی 'دہا' درست نہیں۔
- ۴۔ اس مصرع کا متن نسخہ کالج اور آسی کے مطابق ہے جب کہ نول کشور دوم، سوم میں 'سو آہ اس طرح سے چلے لوہو میں نہا' ہے۔
- ۵۔ نسخہ آسی و عبادت میں ایک دل غم خوار ہے، مجلس کا متن بہتر ہے جو مذکور ہوا ہے۔

آہ کس انداز سے گزرا بیاباں سے، کہ میر
جی ہر اک نخچیر کا اُس صیدالغن میں رہا

73/7

﴿74﴾

غزے نے اُس کے، چوری میں دل کی، ہنر کیا
رنگ اڑ چلا چمن میں گلوں کا تو کیا نسیم
نافع جو تھیں مزاج کو اول، سو عشق میں
کیا جانوں بزم عیش کہ ساقی کی چشم دیکھ
جس دم کہ تیغ عشق کھنچی بوالہوس کہاں!
دل زخمی ہو کے تجھ تئیں پہنچا تو کم نہیں
ہے کون آپ میں جو ملے تجھ سے مست ناز
وہ دشت خوف ناک رہا ہے مرا وطن
کچھ کم نہیں ہیں شعبہ بازوں سے نئے گسار
ہیں چاروں طرف خیمے کھڑے گرد باد کے
لکنت تری زبان کی ہے سحر، جس سے شوخ

74/1

74/2

74/3

74/4

74/5

74/6

74/7

74/8

74/9

74/10

74/11

بے شرم محض ہے وہ گنہ گار، جن نے میر
اب کرم کے سامنے دامان تر کیا

74/12

﴿75﴾

ناکسی سے پاس میرے یار کا آنا گیا
کچھ نہ دیکھا پھر بجز اک شعلہ پُر پیچ و تاب
ایک ہی چشمک بھی فرصت صحبت احباب کی
گل کھلے صدر رنگ تو کیا، بے پری سے اے نسیم
دور تجھ سے، میر نے ایسا تعب کھینچا، کہ شوخ
کل جو میں دیکھا اُسے مطلق نہ پہچانا گیا

75/1

75/2

75/3

75/4

75/5

﴿76﴾

ہاتھ سے تیرے اگر میں ناتواں مارا گیا
یک نگہ سے بیش کچھ نقصاں نہ آیا اسکے تئیں
وصل و ہجراں سی جو دو منزل ہیں راہ عشق کی
جن نے سر کھینچا دیار عشق میں اے بوالہوس

76/1

76/2

76/3

76/4

۱۔ نسخہ مجلس میں بے شرم محض اضافت کے ساتھ درج ہوا جو غلط ہے۔

۲۔ نول کشور دوم، سوم، آسی، عبادت، مجلس سب میں دل نے سر کھینچا درج ہوا، صرف نسخہ کالج میں جن نے سر کھینچا ہے، یہی درست لگتا ہے۔

کب نیازِ عشقِ نازِ حسن سے کھینچے ہے ہاتھ
آخر آخر میر سر بر آستان مارا گیا

76/5

﴿77﴾

محبت کا جب روزِ بازار ہوگا بکیں گے سر اور کم خریدار ہوگا
نہ خالی رہے گی مری جاگہ، گر میں نہ ہوں گا تو اندوہ بسیار ہوگا
یہ منصور کا خونِ ناحق کہ حق تھا قیامت کو کس کس سے خوں دار ہوگا
عجب شیخ جی کی ہے شکل و شائِک ملے گا تو صورت سے بے زار ہوگا
کھینچے عہدِ خط میں بھی دل تیری جانب کبھو تو قیامت طر حدار ہوگا
زمین گیر ہو عجز سے تو کہ اک دن یہ دیوار کا سایہ دیوار ہوگا
نہ پوچھا اپنی مجلس میں ہے میر بھی یاں
جو ہوگا تو جیسے گنہ گار ہوگا

77/1

77/2

77/3

77/4

77/5

77/6

77/7

﴿78﴾

اشک آنکھوں میں کب نہیں آتا لہو آتا ہے جب نہیں آتا
ہوش جاتا نہیں رہا، لیکن جب وہ آتا ہے، تب نہیں آتا
صبر تھا ایک مونہں ہجراں سو وہ مدت سے اب نہیں آتا
دل سے رخصت ہوئی کوئی خواہش گر یہ کچھ بے سبب نہیں آتا
عشق کو حوصلہ ہے شہرِ اُرنہ (قطرہ) بات کا کس کو ڈھب نہیں آتا
جی میں کیا کیا ہے اپنے اے ہدم پر سخن تا بہ لب نہیں آتا
دور بیٹھا غبارِ میر اُس سے
عشقِ بن سے یہ ادب نہیں آتا

78/1

78/2

78/3

78/4

78/5,6

78/7

﴿79﴾

کب تک تو امتحان میں، مجھ سے جدا رہے گا جیتا ہوں تو تجھی میں یہ دل لگا رہے گا
یاں ہجر اور ہم میں بگڑی ہے کب کی صحبت زخمِ دل و نمک میں کب تک مزا رہے گا

79/1

79/2

۱۔ نسخہ آسی اور عبادت میں کھینچے ہے ہاتھ ہے جو مجلس میں کھینچا ہے ہاتھ سے بہتر ہے۔
۲۔ 'روزِ بازار' کی سند نسخہ کالج، نول کشور دوم، سوم میں ملنے کے بعد بھی اس زیادہ مرقع اور حسب مضمون شعر ترکیب کو، آسی، عبادت اور مجلس والوں نے نہیں اپنایا اور 'روزِ بازار' ہی درج کیا ہے۔ 'روزِ بازار' منڈی کے دن کے علاوہ گرم بازاری اور رونق کے معنی میں بھی کنایہ مرقع ہے جب کہ 'روزِ بازار' سے صرف رونق اور گرم بازاری مراد ہوگی۔ اس لیے یقین ہے کہ میر نے روزِ بازار ہی لکھا ہوگا۔ نور اللغات اور اردو لغت تاریخی اصول پر، دونوں میں راسخ دہلوی کا یہ شعر درج کیا ہے۔

سارے محشر میں تمہی تم نکلے روزِ بازار تھا زیبائی کا

۳۔ نسخہ عبادت میں اسے قطعہ درج نہیں کیا گیا۔

۴۔ نسخہ کالج، نول کشور دوم، سوم میں 'بن' کی جگہ 'میں' درج ہے جو درست نہیں۔

جی جائے گا ہمارا اک دم کو یا رہے گا	تو برسوں میں ملے ہے، یاں فکر یہ رہے ہے	79/3
بھڑکے گا جب یہ شعلہ، تب گھر جلا رہے گا	غافل نہ رہیو ہرگز، نادان! داغِ دل سے	79/4
گو سر کو کھو رہے گا، پر اُس کو پا رہے گا	مرنے پہ اپنے مت جا، سالک! طلب میں اس کی	79/5
بیچارہ عاشقی یہ کس دن بھلا رہے گا	عمر عزیز ساری دل ہی کے غم میں گزری	79/6
بیار غم میں تیرے تب تک تو کیا رہے گا	دیدار کا تو وعدہ محشر میں دیکھ کر کے	79/7
کیا ہے جو اٹھ گیا ہے، پر بستہ وفا ہے		79/8
قیدِ حیات میں ہے تو میر آ رہے گا		

﴿80﴾

تہ خاک بھی خاک آرام ہو گا	جو یہ دل ہے تو کیا سر انجام ہو گا	80/1
کہ دیدار بھی ایک دن عام ہو گا	مرا جی تو آنکھوں میں آیا یہ سنتے	80/2
وہ اک باغ کا سرو اندام ہو گا	نہ ہو گا وہ دیکھا جسے کبک تو نے	80/3
بہت اس میں ظالم تو بدنام ہو گا	نہ نکلا کر اتنا بھی بے پردہ گھر سے	80/4
تو اے ماہ کس شب لبِ بام ہو گا	ہزاروں کی یاں لگ گئیں چھت سے آنکھیں	80/5
جگر چاکی، ناکامی، دنیا ہے آخر		80/6
نہیں آئے جو میر کچھ کام ہو گا		

﴿81﴾

پر مرے جی ہی کے خیال پڑا	خواب میں تولے نظر جمال پڑا	81/1
بحر میں تو کہے کہ جال پڑا	وہ نہانے لگا تو سایہ زلف	81/2
کس کی گردن پہ یہ وبال پڑا	میں نے تو سر دیا پر اے جلاد!	81/3
یاں ہمارا رہے ہے مال پڑا	شیخ قلاش ہے جوئے میں نہ لاؤ	81/4
خوبرو اب نہیں ہیں گندم گوں		81/5
میر ہندوستان میں کال پڑا		

﴿82﴾

کہ کاروان کا کنعاں کے جی نکال لیا	نہ پوچھ خواب زلیخا نے کیا خیال لیا	82/1
شکتہ پائی نے اپنی ہمیں سنبھال لیا	رہ طلب میں گرے ہوتے سر کے بھل ہم بھی	82/2
گلے میں ہاتھ مرا پیار سے نہ ڈال لیا	رہوں ہوں برسوں سے ہم دوش پر کھو اُن نے	82/3
بتاں کی تیر ستم وہ نگاہ ہے جس نے		82/4
خدا کے واسطے بھی خلق کا وبال لیا		

﴿83﴾

اُس شوخ کم نما کا نت انتظار کھینچا	نقاش دیکھ تو، میں کیا نقش یار کھینچا	83/1
ایکوں کی کھال کھینچی، ایکوں کو دار کھینچا	رسم قلم رو عشق مت پوچھ کچھ کہ ناحق	83/2
میں نے جو ہاتھ کھینچا، اُن نے کٹار کھینچا	تھا بد شراب ساقی کتنا کہ رات مے سے	83/3
آنکھوں کو دیکھ اُس کی، آخر خمار کھینچا	مستی میں شکل ساری نقاش سے کھینچی پر	83/4
گر شانے تو نے اُس کی زلفوں کا تار کھینچا	جی کھنچ رہے ہیں اودھر، عالم کا ہو گا بلوا	83/5
پر میں نے بھی بغل میں بے اختیار کھینچا	تھے شب کسے کسائے، تیغ کشیدہ کف میں	83/6
پھرتا ہے میر تو جو پھاڑے ہوئے گریباں		83/7
کس کس ستم زدے نے دامان یار کھینچا		

﴿84﴾

مہکتا ہو نپٹ جو پھول سیلہ دارو سے مے خانا (خانہ)	یہ حسرت ہے مردوں اُس میں، لیے لبریز پیمانہ (بیانہ)	84/1
مرے دیوانے پن تک ہی رہا معمور ویرانا (دیرانہ)	نہوے زنجیر کے غل ہیں، نہوے جرگے غزالوں کے	84/2
کہاے بیمار میرے، تجھ پہ جلد آساں ہو مر جانا	مرا سر نزع میں زانو پہ رکھ کر یوں لگا کہنے	84/3
نہ ہو کیوں رہینتہ، بے شورش و کیفیت و معنی		84/4
گیا ہو میر دیوانہ، رہا سودا سو مستانا (مستانہ)		

﴿85﴾

اب کے شرط وفا بجا لایا	بارہا گور دل جھکا لایا	85/1
سارے عالم میں میں دکھا لایا	قدر رکھتی نہ تھی متاع دل	85/2
ایک عالم کے سر بلا لایا	دل کہ اک قطرہ خون نہیں ہے بیش	85/3
اُس کو یہ ناتواں اٹھا لایا	سب پہ جس بار نے گرانی کی	85/4
اور بھی خاک میں ملا لایا	دل مجھے اُس گلی میں لے جا کر	85/5
عشق کی کون انتہا لایا	ابتدا ہی میں مر گئے سب یار	85/6
اب تو جاتے ہیں بُت کدے سے میر		85/7
پھر ملیں گے اگر خدا لایا		

- ۱۔ نسخہ کالج میں 'تھا' اور 'نول' کشور دوم، سوم میں 'تھی' کے مقابلے میں نسخہ آسی کا 'تھے' اور ساتھ 'کے کسائے' بہتر ہے۔
- ۲۔ نول کشور دوم، سوم میں 'پھول' کی دارد کو محض غلطی کتابت نہیں سمجھنا چاہیے، 'پھول' کا لفظ اعلیٰ درجے کی شراب کے لیے مستعمل بہ کثرت رہا ہے۔
- ۳۔ تاہم متن میں 'پھول' کو بہ سند آسی اور بہ غرض وسعت معنی اور عام فہم ہونے کی وجہ سے اختیار کیا گیا ہے۔
- ۴۔ نسخہ آسی اور عبادت میں 'جھکا' یعنی 'جھکا' کا قدیم الما درج ہوا ہے۔
- ۵۔ آسی نے حاشیے میں 'کے' کی جگہ 'کی' درج کیا۔ نسخہ مجلس نے متن میں بریکٹ میں 'کی' شامل متن کر دیا۔

﴿86﴾

- کیا عجب، پل میں اگر ترک ہو اُس سے جاں کا 86/1
اُٹھتے پلکوں کے گرے پڑتے ہیں لاکھوں آنسو 86/2
جلوہ ماہِ تیرِ ابرِ تنک بھول گیا 86/3
ساکین کو کو ترے کب ہے تماشے کا دماغ 86/4
اُٹھ گیا ایک تو اک مرنے کو آ بیٹھے ہے 86/5
کارِ اسلام ہے مشکل ترے خال و خط سے 86/6
چارہٴ عشق بجز مرگ نہیں کچھ اے تیر 86/7
اس مرض میں ہے عبث فکر تمہیں درماں کا

﴿87﴾

- ہر دم طرف ہے دل سے مزاجِ کرخت کا 87/1
سبزِ تازہ رد کی جہاں جلوہ گاہ تھی 87/2
جوں برگِ ہائے لالہ پریشان ہو گیا 87/3
دلی میں آج بھیک بھی ملتی نہیں انھیں 87/4
خاکِ سیہ سے میں جو برابر ہوں تیر 87/5
سایہ پڑا ہے مجھ پہ کسو تیرہ بخت کا

﴿88﴾

- ہم عشق میں یہ جانا غم ہی سدا رہے گا 88/1
برقع اُٹھے پہ اس کے ہو گا جہان روشن 88/2
اک وہم سی رہی ہے اپنی نمودِ تن میں 88/3
مذکورِ یار ہم سے مت ہم نشیں کیا کر 88/4
دل ہی کے غم میں گزری اپنی تو عمر ساری 88/5
اُس گلِ بغیر، جیسے ابرِ بہار، عاشق 88/6
دانستہ ہے تغافل، غم کہنا اُس سے حاصل 88/7
اب جھمکی اس کی تم نے دیکھی کبھو جو یارو 88/8
کس کس کو تیراُن نے کہہ کر دیا ہے بوسہ 88/9
وہ ایک ہے مفتن، یوں ہی چمرا رہے گا

﴿89﴾

- بھلا ہو گا کچھ اک احوال اس سے یا بڑا ہو گا 89/1
تفحص فائدہ ناصح، تدارک تجھ سے کیا ہو گا 89/2
کسو کو شوق یا رب بیش اس سے اور کیا ہو گا 89/3
دکانیں حُسن کی آگے ترے تختہ ہوئی ہوں گی 89/4
مال اپنا ترے غم میں خدا جانے کہ کیا ہو گا
وہی پاوے گا میرا درد، دل جس کا لگا ہو گا
قلم ہاتھ آگئی ہو گی تو سو سو خط لکھا ہو گا
جو تو بازار میں ہو گا تو یوسف کب بکا ہو گا

معیشت ہم فقیروں کی سی اخوانِ زماں سے کر	89/5
خیال اُس بے وفا کا ہم نشیں اتنا نہیں اچھا	89/6
قیامت کر کے اب تعبیر جس کو کرتی ہے خلقت	89/7
عجب کیا ہے ہلاکِ عشق میں لافرباد و مجنوں کے	89/8
نہ ہو کیوں غیرتِ گلزار وہ کوچہ، خدا جانے	89/9
بہت ہمسائے اس گلشن کے زنجیری رہا ہوں میں	89/10
نہیں جز عرش جاگہ راہ میں لینے کو دم اُس کے	89/11
کہیں بین میر کو مارا گیا شب اس کے کوچے میں	89/12
کہیں دشت میں شاید بیٹھے بیٹھے اٹھ گیا ہوگا	

﴿90﴾

یاں نام یار کس کے دردِ زباں نہ پایا	90/1
وضع کشیدہ اُس کی رکھتی ہے داغِ سب کو	90/2
پایا نہ یوں کہ کرے اُس کی طرف اشارہ	90/3
یہ دل کہ خون ہووے برجا نہ تھا وگرنہ	90/4
فتنے کی گرچہ باعث آفاق میں وہی تھی	90/5
محرومِ سجدہ آخر جانا پڑا جہاں سے	90/6
ایسی ہے میر کی بھی مدت سے رونی صورت	90/7
چہرے پہ اس کے کس دن آنسو رواں نہ پایا	

﴿91﴾

پھر شب نہ لطف تھا، نہ وہ مجلس میں نور تھا	91/1
کیا کیا عزیزِ خلجِ بدن، ہائے کر گئے	91/2
کیوں کر تو میری آنکھ سے ہو دل تلک گیا	91/3
شاید نشے میں اُس سے یہ سفاکیاں ہوئیں	91/4

۱۔ نسخہ: آسی اور اُس کے تتبع میں مجلس اور عبادت کے یہاں یہ مصرع ناقابلِ فہم متن کے ساتھ ملتا ہے، ان نسخوں میں 'میں' کی جگہ ہیں 'درج' ہے اور آسی نے اس 'میں' کی غلطی کو زور کرنے کے لیے آخر میں 'کے' کو بذریعہ صحیح قیاسی 'کو' سے بدلنے کی تجویز دی، مصرع پھر بھی بے معنی ہی رہتا ہے۔ نسخہ: کالج، نول کشور دوم، سوم میں 'میں' کی سند کے بعد بھی اسے اختیار نہ کرنے کا کوئی جواز نہیں۔

۲۔ نام یار کو آسی اور عبادت نے اضافت کے بغیر درج کیا، مجلس نے اضافت کو اپنایا، لیکن 'کے' کی جگہ تینوں نے 'کا' لکھا۔ یوں مصرع ناقابلِ فہم ہوا، ہمارے اختیار کردہ متن نے شعر کو بامعنی کر دیا ہے۔

۳۔ ہمارے خیال میں یہ لفظ 'نیوتا' کی بجائے 'نیوتا' ہی ہونا چاہیے۔ آسی، مجلس اور عبادت نے 'نیوتا' ہی درج کیا، جس کا یہ کل نہیں ہے۔ نیوتا = جھکا ہوا، کمی، کمتری، عاجزی، فروتنی۔

۴۔ نول کشور دوم، سوم میں اشارہ ہے جب کہ نسخہ کالج، آسی اور عبادت کے یہاں اشارت درج ہوا ہے۔

۵۔ اس مصرع کا متن نول کشور دوم، سوم کے مطابق ہے، آسی اور عبادت نے 'دل فروز' کو 'دل فریب' سے بدلنے کی قیاسی تجویز بھی دی اور ساتھ ہی 'سب ظہور تھا' کو 'سب میں ظہور تھا' درج کیا، جو درست نہیں، ص ۳۶۔

جیتے جی پاس ہو کے نہ نکلا کسو کے میر
وہ ، دورِ گردِ بادیہِ عشق ، دور تھا

91/5

﴿92﴾

ہے حال جائے گریہ، جانِ پرِ آرزو کا
جانی نہیں اٹھائی اپنے پہ یہ خشونت
اُس آستان سے کس دن پرِ شور سر نہ پکا
شاید کہ مُند گئی ہے قمری کی چشمِ گریاں
اپنے تڑپنے کی تو تدبیر پہلے کر لوں
دانٹوں کی نظم اُس کے ہنسنے میں جن نے دیکھی
یہ عیش گہہ نہیں ہے، یاں رنگ اور کچھ ہے
بلبل غزلِ سرائی، آگے ہمارے مت کر
گلیاں بھری پڑی ہیں اے یارِ زنجیوں سے

92/1

92/2

92/3

92/4

92/5

92/6

92/7

92/8

92/9

وے پہلی التفاتیں ساری فریب نکلیں

92/10

دینا نہ تھا دل اس کو، میں میرِ آہ چوکا

﴿93﴾

(قبل از 1752ء)

دل کے سوکڑے مرے، پرستِ بھی نالاں یک جا
آہ ثابت بھی نہ نکلا یہ گریباں یک جا
کہ جہاں مارے گئے کتنے مسلمان یک جا
جمع ہم نے بھی کیا ہے سر و سماں یک جا
اُس کے کوچے میں ہے صد گنج شہیداں یک جا
ہو جے اے ابرِ بیابان میں گریاں یک جا

93/1

93/2

93/3

93/4

93/5

93/6

بیٹھ کر میر جہاں خوب نہ رویا ہووے

93/7

ایسی کوچے میں نہیں ہے ترے جاناں یک جا

﴿94﴾

فلک کا منہ نہیں اس فتنے کے اٹھانے کا
ستم شریک ترا نازگے ہے زمانے کا

94/1

۱۔ یہ مصرع بغیر اعراب و وقوف سمجھ نہیں آتا، اسی و عبادت نے اعراب سے گریز کیا ہے، جب کہ مجلس والوں نے وقفہ نہیں دیا اور اضافت غلط جگہ کی، مصرع یوں لکھا 'وہ دورِ گردِ بادیہِ عشق دور تھا' ظاہر ہے جدید قاری اس مصرع کو لفظوں کا اُلٹ پھیر ہی سمجھے گا۔

۲۔ نکاتِ اشعر، ص ۱۴۱ (مرتبہ عبادت بریلوی) میں 'پُر' کی بجائے 'میں' درج ملتا ہے۔

۳۔ نسخہ نول کشور دوم، سوم اور خطوطے (ص ۴۷) میں مصرع درست درج نہیں 'ایسا کوچہ نہیں ہے تیرا ہی جاناں یک جا'۔

۴۔ نسخہ آ سی ص ۱۳۶ اور نسخہ عبادت ص ۱۴۳ میں 'ناز' کی جگہ 'یار' لکھ کر شعر دو کوڑی کا کر دیا ہے۔ نول کشور طبع دوم و سوم میں 'ناز' سہو کتابت ہے حیرت اس امر پر کہ نسخہ کالج کی سند ناز کے بارے میں ہونے پر بھی مجلس کے نسخے میں 'یار' ہی درج ہوا۔

کہیں خیال نہیں یاں بہ حال آنے کا
سفر تو ہم کو ہے درپیش جی سے جانے کا
سراغ کیجسو نہ پھر تو نشان پانے کا
جگر میں برق کے، کاٹا مجھ آشیانے کا
تجھے بھی شوخ یہی وقت ہے بہانے کا
شہید ہوں، میں تری تیغ کے لگانے کا
شریف مکہ رہا ہے تمام عمر اے شیخ!
یہ میراب جو گدا ہے شراب خانے کا

ہمارے ضعف کی حالت سے دل قوی رکھو
تری ہی راہ میں مارے گئے سبھی آخر
بسانِ شمع جو مجلس سے ہم گئے تو گئے
چمن میں، دیکھ نہیں سکتی ٹک کہ چھتا ہے
ٹک آ تو تاسرِ بالیں، نہ کر تغلل، کیا
سراہا اُن نے ترا ہاتھ، جن نے دیکھا زخم

94/2
94/3
94/4
94/5
94/6
94/7
94/8

﴿95﴾

شام سے تا صبح دم، بالیں پہ سر یک جانہ تھا
ورنہ مجنوں ایک خاک اُفتادہ ویرانہ تھا
اب وہ دل گویا کہ اک مدت کا ماتم خانہ تھا
وا ہوئیں مژگاں کہ سبزہ سبزہ بیگانہ تھا
اے دل صد چاک کس کی زلف کا تو شانہ تھا
یا درِ بازِ بیاباں، یا درِ سے خانہ تھا
یا سڑی، یا خبطی، یا مجنون یا دیوانہ تھا
ہاتھ اس کا جو مرے لوہو میں گستاخانہ تھا
یہ نہ سمجھا وہ کہ واقع میں بھی کچھ تھا، یا نہ تھا
جو گرا دامن پہ آنسو گوہر یک دانہ تھا
شمع کا جلوہ غبارِ دیدہ پر دانہ تھا
صبح سوتے سے اٹھا تو سامنے پیانہ تھا
گوش اُس کا شبِ ادھر، تپا آخر افسانہ تھا

کل شب ہجراں تھی، لب پر نالہ بیمار نہ تھا
شہرہ عالم اُسے یمنِ محبت نے کیا
منزل اُس مہ کی رہا جو مدتوں اے ہم نشیں
اک نگاہ آشنا کو بھی وفا کرتا نہیں
روز و شب گزرے ہے پیچ و تاب میں رہتے تجھے
یاد لیاے کہ اپنے روز و شب کی جائے باش
جسکو دیکھا ہم نے اس وحشت کدے میں دہر کے
بعد خوں ریزی کے مدت بے حنا رنگیں رہا
غیر کے کہنے سے مارا، اُن نے ہم کو بے گناہ
صبح ہوتے وہ بنا گوش آج یاد آیا مجھے
شبِ فردغِ بزم کا باعث ہوا تھا حسنِ دوست
رات اسکی چشمِ میگوں، خواب میں دیکھی تھی میں
رحم کچھ پیدا کیا، شاید کہ اُس بے رحم نے

95/1
95/2
95/3
95/4
95/5
95/6
95/7
95/8
95/9
95/10
95/11
95/12
95/13
95/14

میر بھی کیا مست طافح تھا شرابِ عشق کا
لب پہ عاشق کے ہمیشہ نعرہ مستانہ تھا

﴿96﴾

نالہ مرا چمن کی دیوار تک نہ پہنچا
کام اپنا اُس کے غم میں، دیدار تک نہ پہنچا
آوارہ ہو وطن سے، جو یار تک نہ پہنچا
کارِ شکایت اپنا گفتار تک نہ پہنچا

پیغامِ غم جگر کا گلزار تک نہ پہنچا
اُس آئے کی ٹانمند، زنگار جس کو کھادے
جوں نقشِ پا ہے غربت، حیرانِ کار اُس کی
لبریز شکوہ تھے ہم، لیکن حضور تیرے

96/1
96/2
96/3
96/4

۱۔ نسخہ کالج ص ۵۸، نول کشور دوم، سوم ص ۳۷ میں 'تا' ہے، نسخہ آسی اور عبادت میں 'تھا' غلط ہے۔

۲۔ تمام نول کشوری نسخوں بشمول آسی اور مجلس کے ہے، نسخہ کالج کی سند کے ساتھ کی اختیار کیا ہے۔

- بے چشمِ نم رسیدہ، پانی چوانے کوئی 96/5
یہ بختِ سبز دیکھو باغِ زمانہ میں سے 96/6
مستوری، خور وئی دونوں نہ جمع ہوویں (قطعہ) 96/7-8
یوسف سے لے کے تاگل پھر گل سے لے کے تاغ 96/9
افسوسِ میرِ وے جو ہونے شہید آئے
پھر کام اُن کا اُس کی تلوار تک نہ پہنچا

﴿97﴾

- اس کا خیال چشم سے، شب، خواب لے گیا 97/1
کن نیندوں اب تو سوتی ہے اے چشمِ گریہ ناک 97/2
آدے جو مصطفیٰ میں تو سن لو کہ راہ سے 97/3
نے دل رہا بجا ہے، نہ صبر و حواس و ہوش 97/4
میرے حضور شمع نے گریہ جو سر کیا 97/5
احوال اس شکارِ زبوں کا ہے جائے رحم 97/6
منہ کی جھلک سے یار کے بے ہوش ہو گئے 97/7
شب ہم کو میر، پر تو مہتاب لے گیا

﴿98﴾

- کب تلک یہ ستم اٹھائیے گا 98/1
شکلِ تصویر بے خودی کب تک 98/2
سب سے مل چلے کہ حادثے سے پھر 98/3
نہ موئے ہم اسیری میں تو نسیم 98/4
کہیے گا اُس سے قصہٴ مجنوں 98/5
اُس کے پاؤں کی توقع پر 98/6
اُس کے پاؤں کو جا لگی ہے حنا 98/7
شرکتِ شیخ و برہمن سے میر (قطعہ) 98/8-9
اپنی ڈیڑھ اینٹ کی جُدی مسجد
کسی دیرانے میں بنائیے گا

۱۔ نول کشور دم، سوم میں کی درست ہے کہ اس کا تعلق 'خوبی' سے ہے جو مونث ہے۔ نسخہ کالج، آسی مجلس میں 'کے' درست نہیں۔

۲۔ نسخہ کالج اور نول کشور دم، سوم میں 'اٹھائے گا' ہے جب کہ درست 'اٹھائیے گا' ہے۔ مرتب نسخہ مجلس کے مطابق دونوں طرح درست ہے حالانکہ قافیہ ہے، جسے 'جائے' کا ہم وزن لازمی طور پر ہونا چاہیے۔

۳۔ 'مل چل' میر کا پسندیدہ روزمرہ ہے، نہ جانے کیوں آسی صاحب نے حاشیے میں 'جل' لکھا۔

﴿99﴾

(قبل از 1752ء)

- دل پہنچا ہلاکی لے کو نہٹ کھینچ کسالا 99/1
کچھ میں نہیں اس دل کی پریشانی کا باعث 99/2
معمور شرابوں سے، کبابوں سے ہے سب دیر 99/3
گزرے ہے لہو داں سر ہر خار سے اب تک 99/4
گر قصد ادھر کا ہے تو تک دیکھ کے آنا 99/5
جس گھر میں ترے جلوے سے ہو چاندنی کا فرش 99/6
دشمن نہ کدورت سے مرے سامنے ہو جو (قطعہ) 99/7-8
ناموس مجھے صافی طینت کی ہے در نہ رستم نے مری تیغ کا حملہ نہ سنبھالا
دیکھے ہے مجھے دیدہ پر خشم سے وہ میر 99/9
میر ہے ہی نصیبوں میں تھا یہ زہر کا پیالہ

﴿100﴾

(قبل از 1752ء)

- بل میں جہاں کو، دیکھتے میرے ڈبو چکا 100/1
افسوس میرے مُردے پر اتنا نہ کر کہ اب 100/2
لگتی نہیں پلک سے پلک انتظار میں 100/3
اک چشمک پیالہ ہے ساقی بہارِ عمر 100/4
ممکن نہیں کہ گل کرے ویسی شگفتگی 100/5
پایا نہ دل بہایا ہوا سیلِ اشک کا 100/6
ہر صبح حادثے سے یہ کہتا ہے آسمان 100/7
دے جامِ خون میر کو گر مُنہ وہ دھو چکا

﴿101﴾

- دیر و خرم سے گزرے، اب دل ہے گھر ہمارا 101/1
پلکوں سے تیری ہم کو کیا چشم داشت یہ بھی 101/2
دنیا و دیں کی جانب میلان ہو تو کہیے 101/3
ہیں تیرے آنے کی تمثال ہم، نہ پوچھو 101/4
جوں صبح اب کہاں ہے طولِ سخن کی فرصت 101/5
کوچے میں اس کے جا کر، بنتا نہیں پھر آنا 101/6
ہے ختم اس آبلے پر، سیر و سفر ہمارا
ان برجیوں نے بانٹا باہم جگر ہمارا
کیا جانے کہ اُس دن دل ہے کدھر ہمارا
اس دشت میں نہیں ہے پیدا اثر ہمارا
قصہ ہی کوئی دم کو ہے مختصر ہمارا
خون ایک دن گرے گا اس خاک پر ہمارا

۱۔ نکات اشعار میں ہلاکی کی جگہ ہلاکت اور لے کی جگہ رے متن میں درج ملتا ہے۔
۲۔ عبادت صاحب نے ان دونوں شعروں کو قطعہ بند نہیں سمجھا بلکہ الگ الگ شعر کے طور پر درج کیا ہے۔

اس دن ہی کو کہے تھا اکثر پدر ہمارا	ہے تیرہ روز اپنا لڑکوں کی دوستی سے لے	101/7
جوں ابر روتے ہو گا جس دم گزر ہمارا	سیلاب ہر طرف سے آئیں گے بادیے میں	101/8
بالیدہ خاک رہ سے ہے یہ شجر ہمارا	نشو و نما ہے اپنی جوں گردباد انوکھی	101/9
دامن سے باندھ دامن اے ابر تر ہمارا	یوں دور سے کھڑے ہو، کیا معتبر ہے رونا	101/10
تھمتا نہیں ہے رونا دو دو پہر ہمارا	جب پاس رات رہنا آتا ہے یاد اُس کا	101/11
اس کارواں سرا میں کیا میر بار کھولیں		101/12
یاں کوچ لگ رہا ہے شام و سحر ہمارا		

﴿102﴾

دل تے کے جانے کا نہایت غم رہا	غم رہا، جب تک کہ دم میں دم رہا	102/1
خط کے آنے پر بھی اک عالم رہا	خُسن تھا تیرا بہت عالم فریب	102/2
قطرہ خوں تھا مژہ پر جم رہا	دل نہ پہنچا گوشہ داماں تلک	102/3
اُس میں مجنوں کا مگرے ماتم رہا	سنتے ہیں لیلیٰ کے خیمے کو سیاہ	102/4
تھا حرم میں، لیک نا محرم رہا	جامہ احرام زاہد پر نہ جا	102/5
عمر بھر یاں کام دل برہم رہا	زلفیں کھولے تے تو نک آیا نظر	102/6
اپنے حق میں آب حیواں سم رہا	اُس کے لب سے تلخ ہم سنتے رہے	102/7
ایک مدت تک وہ کاغذ غم رہا	میرے رونے کی حقیقت جس میں تھی	102/8
صبح پیری شام ہونے آئی میر		102/9
تو نہ چیتا یاں بہت دن کم رہا		

﴿103﴾

دیکھتے ہی آنکھوں میں گھر کر گیا	چوری میں دل کی وہ ہنر کر گیا	103/1
عمر کو اس طور بسر کر گیا	دہرے میں، میں خاک بہ سر ہی رہا	103/2
یاں سے وہ بے چارہ سفر کر گیا	دل نہیں ہے منزل سینہ میں اب	103/3
سرسری سی ایک نظر کر گیا	حیف جو وہ نسخہ دل کے اوپر	103/4
نالہ شب سب کو خبر کر گیا	کس کو مرے حال سے تھی آگہی	103/5
اپنے جگر سے تو گزر کر گیا	گو نہ چلا تا مژہ کے تیر نگاہ	103/6

۱۔ نسخہ کالج میں سے درست جب کہ نول کشور دوم، سوم میں ہے غلط ہے۔

۲۔ نسخہ مجلس میں 'کوچ' (ص ۱۷۷، جلد اول) اور عبادت میں 'کرچ' (ص ۱۴۷) سہو کتابت اور پردف پڑھنے میں تساہل کے شاخسانے ہیں۔

۳۔ نسخہ کالج اور نول کشور دوم، سوم میں دل بالکل درست ہے، آسی اور عبادت نے دم لکھا اور یہ نہ سوچا کہ دم کے جانے کے بعد غم کرنے کا امکان کب رہتا ہے۔

۴۔ نسخہ آسی اور عبادت میں 'ولے' درست نہیں۔ نسخہ کالج اور نول کشور دوم، سوم میں 'مگر ہی' درست ہے۔

۵۔ نسخہ کالج اور طبع دوم، سوم میں 'کھولیں' کی بجائے نسخہ آسی کا متن 'کھولے' اختیار کیا ہے۔ مزید یہ کہ مجلس کے نسخے میں 'تو تو' درج ہے جب دوسرے 'تو' کو بالضم کرنے سے مصرع تقریباً بے معنی اور بندش حد درجہ ست ہو جاتی ہے۔

۶۔ صرف نسخہ کالج میں 'دہرے' جو بہتر ہے، درنول کشور دوم، سوم سے آسی عبادت تک سب نے 'ذیر' درج کیا ہے۔

۷۔ نسخہ مجلس، آسی اور عبادت میں 'چلا تا مژہ' کو 'چلا تا مژہ' درج کر کے مصرع کو بے معنی کر دیا ہے۔

مجلس آفاق میں پروانہ ساں
میر بھی شام اپنی سحر کر گیا

103/7

﴿104﴾

- واں وہ تو گھر سے اپنے پی کر شراب نکلا 104/1
آیا جو واقعے میں درپیش عالم مرگ 104/2
دیکھا جو اوس پڑتے گلشن میں ہم، تو آخر 104/3
پردے ہی میں چلا جا خورشید تو ہے بہتر 104/4
کچھ دیر ہی لگی نہ دل کو تو تیر لگتے 104/5
ہر حرفِ غم نے میرے مجلس کے تیں رلایا 104/6
روئے عرق فشاں کو بس پونچھ، گرم مت ہو 104/7
مطلق نہ اعتنا کی احوال پر ہمارے 104/8
شانِ تغافل اپنے نو خط کی کیا لکھیں ہم 104/9
کس کی نگہ کی گردش تھی میر رو بہ مسجد 104/10
محراب میں سے زاہد مست و خراب نکلا

﴿105﴾

- اک ابر واں سے اُٹھ کر بے اختیار رویا 105/1
مرغِ چمن نہ سبھا، میں تو ہزار رویا 105/2
مانند ابر ہر جا میں زار زار رویا 105/3
دل کھول کر نہ غم میں، میں ایک بار رویا 105/4
اک عجزِ عشق اُس کا اسبابِ صدم تھا 105/5
کل میر سے بہت میں ہو کر دوچار رویا

﴿106﴾

- اُس چہرے کی خوبی سے عبث گل کو بختایا 106/1
وہ آئینہ رخسارِ دم باز پس آیا 106/2
کچھ ماہ میں اُس میں نہ تفاوتِ ہوا ظاہر 106/3
اک عمر مجھے خاک میں ملتے ہوئے گزری 106/4
سبھا تو مجھے مرگ کے نزدیک پس از دیر 106/5
یہ کون شگوفہ سا چمن زار میں لایا
جب جس نہ رہا ہم کو تو دیدار دکھایا
سو بار نکالا اسے اور اُس کو چھپایا
کوچے میں ترے آن کے لوہو میں نہایا
رحمت ہے مرے یار بہت دُور سے آیا

۱۔ نختہ آسی و عبادت میں 'نارے' کے نام ہے جب کہ نول کشور دوم، سوم میں 'کا' نسبتاً بہتر ہے۔
۲۔ نختہ آسی اور شاید تتبع میں عبادت کے یہاں 'نے' درج ہوا، جس سے مصرع بے معنی ہو جاتا ہے۔ نختہ کالج اور نول کشور دوم، سوم میں 'نہ' ہے، جو درست ہے۔

- یہ باغ رہا ہم سے ولے جانہ سکے ہم 106/6
میں صیدِ رمیدہ ہوں بیابانِ جنوں کا 106/7
یا قافلہ در قافلہ ان رستوں میں تھے لوگ 106/8
رُود میں نے رکھا ہے در ترسا بچگاں پر 106/9
ٹالا نہیں کچھ مجھ کو پتنگ آج اڑاتے 106/10
ایسے بُت بے مہر سے ملتا ہے کوئی بھی 106/11
دل میر کو بھاری تھا جو پتھر سے لگایا

﴿107﴾

- دل جو زیرِ غبار اکثر تھا 107/1
اُس پہ تکیہ کیا تو تھا لیکن 107/2
سرسری تم جہان سے گزرے 107/3
دل کی کچھ قدر کرتے رہو تم 107/4
بعدِ اک عمر جو ہوا معلوم 107/5
بارِ سجدہ ادا کیا تہ تیغ 107/6
کیوں نہ ابرِ سیہ سفید ہوا 107/7
اب خرابہ ہو جہاں آباد 107/8
بے زری کا نہ کر گلہ غافل (نظہ) 107/9-14
اتنے منعم جہان میں گزرے
صاحبِ جاہ و شوکت و اقبال
تھی یہ سب کائنات زیرِ نگیں
لعل و یاقوت ہم زر و گوہر
آخر کار جب جہاں سے گیا
عیبِ طولِ کلام منت کریو 107/15
خوش رہا جب تلک رہا جیتا 107/16
میر معلوم ہے قلندر تھا

﴿108﴾

- تیرا رُخ مَحْظُوقِ قرآن ہے ہمارا 108/1
گر یہ ہے بے قراری تو رہ چکا بغل میں 108/2
ہیں اس خراب دل سے مشہور شہرِ خواباں 108/3
مشکل بہت ہے ہم سا پھر کوئی ہاتھ آنا 108/4

۱۔ 'بارِ سجدہ' متفقہ متن ہے، تاہم فاروقی صاحب نے بغیر حوالے کے بارے سجدہ درج کیا اور دوسرے مصرع میں 'بوجھ' سے مراد سُر لیا ہے۔
۲۔ نسخہ آسی و مجلس میں 'خرابا' ملا ہے۔

- ان خوں گرفتگاں پر احسان ہے ہمارا
کیا کوچے کوچے پھرنا عنوان ہے ہمارا
کہتے ہیں، صید جو ہے بے جان ہے ہمارا
دیوان حشر گویا، دیوان ہے ہمارا
یک قطرہ خون یہ دل، طوفان ہے ہمارا
روح القدس اک ادنیٰ دربان ہے ہمارا
گھر کا مشیر کتنا نادان ہے ہمارا
اندریس و خضر و عیسیٰ قاتل سے ہم چھڑائے
ہم وے ہیں سن رکھو تم مرجائیں رک کے یک جا
ہیں صید گہ کے میری لے صیاد کیا نہ دھڑکے
کرتے ہیں باتیں کس کس ہنگامے کی یہ زاہد
ماہیت دو عالم کھاتی پھرے ہے غوطے
کیا خاندان کا اپنے تجھ سے کہیں تقدس
کرتا ہے کام وہ دل جو عقل میں نہ آوے
نجر زمین دل کی ہے میر ملک اپنی
پُر داغ سینہ، مہری فرمان ہے ہمارا

﴿109﴾

(قبل از 1752ء)

- کون سے درد و ستم کا یہ طرف دار نہ تھا
آئینہ تھا یہ ولے قابل دیدار نہ تھا
تیرے کوچے میں مگر سایہ دیوار نہ تھا
ظاہر جاں نفس تن کا گرفتار نہ تھا
بے گنہ مارنے قابل یہ گنہ گار نہ تھا
یوسف مصر، زلیخا کا خریدار نہ تھا
سنگ چھاتی کا تو یہ دل ہمیں درکار نہ تھا
کب مصیبت زدہ دل، مائل آزار نہ تھا
آدم خاکی سے عالم کو چلا ہے ورنہ
دھوپ میں جلتی ہیں غربت وطنوں کی لاشیں
صد گلستاں تہہ یک بال تھے اس کے، جب تک
حیف سمجھا ہی نہ وہ قاتل نادان ورنہ
عشق کا جذب ہوا باعث سودا ورنہ
نرم تر موم سے بھی ہم کو کوئی دیتی قضا
رات، حیران ہوں، کچھ چپ ہی مجھے لگ گئی میر
درد پنہاں تھے بہت، پر لب اظہار نہ تھا

﴿110﴾

- آخر کو جستجو نے تری مجھ کو کھو دیا
رونے نے ہر گھڑی کے مجھے تو ڈبو دیا
یاں تخم یاس اشک کو میں پھر کے بو دیا
پوچھا جو میں نے دردِ محبت سے میر کو
رکھ ہاتھ اُن نے دل پہ ٹک اک اپنے، رو دیا
جی اپنا میں نے، تیرے لیے خوار ہو، دیا
بے طاقتی سکوں نہیں رکھتی ہے ہم نشیں
اے ابر اس چمن میں نہ ہو گا گلِ اُمید
خط منہ پہ آئے جاناں خوبی پہ جان دے گا
سارے رئیس اعضاء ہیں معرض تلف میں
پائے پر آبلہ سے میں گم شدہ گیا ہوں

﴿111﴾

- ناچار عاشقوں کو رخصت کے پان دے گا
یہ عشق بے محابا کس کو امان دے گا
ہر خار بادے کا میرا نشان دے گا
خط منہ پہ آئے جاناں خوبی پہ جان دے گا
سارے رئیس اعضاء ہیں معرض تلف میں
پائے پر آبلہ سے میں گم شدہ گیا ہوں

- داغ اور سینے میں کچھ بگڑی ہے، عشق دیکھیں 111/4
دل کو، جگر کو، کس کو اب درمیان دے گا
نالہ ہمارا ہر شب گزرے ہے آسمان سے 111/5
فریاد پر ہماری کس دن تُو کان دے گا
مت رُغم سے ہمارے پیارے حنا لگاؤ 111/6
پاپوس پر تمہارے سر سو جوان دے گا
گھر چشم کا ڈبومت، دل کے گئے پہ رو رو 111/7
کیا میر ہاتھ سے تو یہ بھی مکان دے گا

﴿112﴾

- ہوتا ہے یاں جہاں میں ہر روز و شب تماشا 112/1
دیکھا جو خوب تو ہے دنیا عجب تماشا
ہر چند شورِ محشر اب بھی ہے در پہ لیکن 112/2
نکلے کا یار گھر سے، ہووے گا جب تماشا
بھڑکی ہے آتشِ غم، منظور ہے جو تجھ کو 112/3
جلنے گا عاشقوں کے آدیکھ اب تماشا
طالع، جو میرِ خواری محبوب کو خوش آئی 112/4
پر غم یہ ہے مخالف دیکھیں گے سب تماشا

﴿113﴾

- کل چن میں گل و سمن دیکھا 113/1
آج دیکھا تو باغِ بن دیکھا
کیا ہے گلشن میں جو نفس میں نہیں 113/2
عاشقوں کا جلاوطن دیکھا
ذوقِ پیکانِ تیر میں تیرے 113/3
مدتوں تک جگر نے چھن دیکھا
داغ دل دیکھے، بس چن دیکھا 113/4
گھر کے گھر جلتے تھے پڑے، تیرے
ایک چشمک دو صد سنانِ مرثہ 113/5
اُس نکیلے کا بانک پن دیکھا
حسرت اُس کی جگہ تھی خوابیدہ 113/6
کھول کر میر کا کفن دیکھا

﴿114﴾

- جدا جو پہلو سے وہ دلیر یگانہ ہوا 114/1
تپش کی یاں تیں دل نے کہ دردِ شانہ ہوا
جہاں کو فتنے سے خالی کبھو نہیں پایا 114/2
ہمارے وقت میں تو آفتِ زمانہ ہوا
خلش نہیں کسو خواہش کی رات سے شاید 114/3
سرشبِ یاس کے پردے میں دل روانہ ہوا
ہم اپنے دل کی چلے دل ہی میں لیے یاں سے 114/4
ہزار حیف سر حرف اُس سے وا نہ ہوا
کھلا نشے میں جو پگڑی کا پیچ اس کی میر 114/5
سمندِ ناز پہ اک اور تازیانہ ہوا

﴿115﴾

(قبل از 1752ء)

- کیا دن تھے دے کہ یاں بھی دلِ آرمیدہ تھا 115/1
زُو آشیانِ طائرِ رنگِ پریدہ تھا
قاصد جو واں سے آیا تو شرمندہ میں ہوا 115/2
بے چارہ گریہ ناک، گریباں دریدہ تھا
اک وقت ہم کو تھا سرِ گریہ، کہ دشت میں 115/3
جو خارِ خشک تھا سو وہ طوفاں رسیدہ تھا

- جس صید گاہِ عشق میں یاروں کا جی گیا 115/4
مرگ اُس شکار گہ کا شکارِ رمیدہ تھا
مت پوچھ کس طرح سے کئی رات ہجر کی 115/5
ہر نالہ میری جان کو تیغ کشیدہ تھا
حاصل نہ پوچھ گلشنِ مشہد کا بواہوس 115/6
یاں پھل ہر اک درخت کا حلقِ بریدہ تھا
دل بے قرارِ گریہِ خونیں تھا رات میر 115/7
آیا نظر تو بسملِ درِ خونِ تپیدہ تھا

﴿116﴾

- کثرتِ داغ سے دل رشکِ گلستاں نہ ہوا 116/1
میرا دل خواہ، جو کچھ تھا، وہ کبھو یاں نہ ہوا
جی تو ایسے کئی صدقے کیے تجھ پر لیکن 116/2
حیف یہ ہے کہ تنگ تو بھی پشیمان نہ ہوا
آہ میں کب کی کہ سرمایہٴ دوزخ نہ ہوئی 116/3
کون سا اشک مرا منجِ طوفاں نہ ہوا
گو توجہ سے زمانے کی جہاں میں مجھ کو (قطعہ) 116/4
چاہ و ثروت کا میسر سرو ساماں نہ ہوا
شکر صد شکر کہ میں ذلت و خواری کے سبب 116/5
نکسی عنوان سے ہم چشمِ عزیزاں نہ ہوا
برقِ مت خوشے کی اور اپنی بیاں کر صحبت 116/6
دلِ بے رحم گیا شیخ لیے زیرِ زمیں 116/7
شکر کر یہ کہ مرا واں دلِ سوزاں نہ ہوا
دلِ بے رحم گیا شیخ لیے زیرِ زمیں 116/7
کون سی رات زمانے میں گئی جس میں میر 116/8
سینہ چاک سے میں دست و گریباں نہ ہوا

﴿117﴾

- تیرے قدم سے جا لگے جس پہ مرا ہے سر لگا 117/1
گو کہ مرے ہی خون کی دست گرفتہ ہو حنا
سنگ مجھے بہ جاں قبول اس کے عوض ہزار بار 117/2
تا بہ کجا یہ اضطراب، دل نہ ہوا ستم ہوا
کس کی ہوا، کہاں کا گل، ہم تو نفس میں ہیں اسیر 117/3
سیرِ چین کی روز و شب، تجھ کو مبارک اے صبا
کن نے بدی ہے اتنی دیر موسمِ گل میں ساقیا 117/4
دے بھی ہے دو آتش، زور ہی سرد ہے ہوا
فصلِ خزاں تلک تو میں اتنا نہ تھا خراب گرد 117/5
مجھ کو جنون ہو گیا، موسمِ گل میں کیا بلا
جانِ بلب رسیدہ سے اتنا ہی کہنے پائے ہم 117/6
جاوے اگر تو یار تک، کہیو ہماری بھی دُعا
بوئے کباب سوختہ آتی ہے کچھ دماغ میں 117/7
ہووے نہ ہووے اے نسیم! رات کسی کا دل جلا
میں تو کہا تھا تیرے تئیں، آؤ سمجھ نہ ظلم کر 117/8
آخرِ کار بے وفا! جی ہی گیا نہ میر کا

﴿118﴾

(قبل از 1752ء)

- قابو خزاں سے ضعف کا گلشن میں بن گیا 118/1
دوشِ ہوا پہ رنگِ گل وٹے یاسمن گیا
برگشتہ بخت دیکھ کہ قاصد سفر سے میں 118/2
بھججا تھا اُس کے پاس، سو میرے وطن گیا

۱۔ نول کشور دوم، سوم میں روزِ شب ہے یعنی داؤ عطف کے بغیر۔

۲۔ نول کشور دوم، سوم اور اسی کے یہاں گلِ یاسمن ہے، جب کہ نختہ کالج میں گلِ دیاسمن ہے، جو بہتر ہے۔

- 118/3 خاطر نشاں، اے صید فگن ہوگی کب تری
118/4 یادش بنجر دشت میں مانند غنکبوت
118/5 مارا تھا کس لباس میں عریانی نے مجھے
118/6 آئی اگر بہار تو اب ہم کو کیا صبا
118/7 سرسبز ملک ہند میں ایسا ہوا کہ میر
یہ ریختہ لکھا ہوا تیرا دکن تھا

﴿119﴾

- 119/1 لخت جگر تو اپنے یک لخت رو چکا تھا
119/2 دامن میں آج دیکھا پھر لخت میں نے آیا
119/3 اس قید جیب سے میں چھوٹا جنوں کی دولت
119/4 مشمت نمک کی خاطر اس واسطے ہوں حیراں
119/5 اے گرد باد مت دے ہر آن عرض وحشت
119/6 بن کچھ کہے سنا ہے عالم سے میں نے کیا کیا
119/7 روتی ہے منع ہر شب اتنا کہ کچھ نہ پوچھو
119/8,9 سر مار کر ہوا تھا میں خاک اس گلی میں (تلفظ)
سو بخت تیرہ سے ہوں پامالی صبا میں
119/10-13 یہ سرگزشت میری افسانہ جو ہوئی ہے (تلفظ)
سن کر کسی سے وہ بھی کہنے لگا تھا کچھ کچھ
کہنے لگا کہ جانے میری بلا عزیزاں
آنکھیں مری کھلیں جب جی تیر کا گیا تب
دیکھے سے اُس کو ورنہ میرا بھی جی جلا تھا

﴿120﴾

(قبل از 1752ء)

- 120/1 سر دور فلک بھی دیکھوں اپنے روبرو ٹوٹا
120/2 کہاں آتے میسر تجھ سے مجھ کو خود نمائے
120/3 کفِ جالاک میں تیری جو تھا سر رشتہ جانوں کا
120/4 طراوت تھی چمن میں سرد گویا اشکِ قمری سے
120/5 خطر کرتو، نہ لگ چل اے صبا اُس زلف سے اتنا
120/6 وہ بے کس کیا کرے، کہہ تے تو، رہی دل ہی کی دل ہی میں
نیٹ بے جا ترا دل میر سے ہے آرزو ٹوٹا

۱۔ نسخہ آسی اور مجلس میں مذکور اُس کا اُس کے ہے، جب کہ مصرع اول میں یہ سرگزشت کے بعد مذکور اس کا ہونا چاہیے تھا۔

۲۔ نول کشور طبع دوم، سوم میں تیرے روبرو ہے جب کہ نسخہ کالج، نکات اشعار اور آسی کے یہاں میرے روبرو ہے جو زیادہ بہتر ہے۔

۳۔ نسخہ آسی (ص ۴۷) میں 'کہہ' کی جگہ 'گر' ہے جو درست نہیں، تمام نسخوں میں 'کہہ' ہے اور درست بھی ہے۔

﴿121﴾

(قبل از 1752ء)

- 121/1 آنکھوں میں جی مرا ہے ادھر یار دیکھنا
عاشق کا اپنے آخری دیدار دیکھنا
- 121/2 کیسا چمن کہ ہم سے اسیروں کو منع ہے
چاک قفس سے باغ کی دیوار دیکھنا
- 121/3 آنکھیں چرائیو نہ تک ابر بہار سے
میری طرف بھی دیدہ خوں بار دیکھنا
- 121/4 ہونا نہ چار چشم دل اس ظلم پیشہ سے
ہشیار، زینہار، خبردار، دیکھنا
- 121/5 صیاد! دل ہے داغ جدائی سے رشک باغ
تجھ کو بھی ہو نصیب یہ گلزار دیکھنا
- 121/6 گر زمزمہ یہی ہے کوئی دن تو ہم صفر
اس فصل ہی میں ہم کو گرفتار دیکھنا
- 121/7 بلبل ہمارے گل پہ نہ گستاخ کر نظر
ہو جائے گا گلے کا کہیں ہار، دیکھنا
- 121/8 شاید ہماری خاک سے کچھ ہو بھی اے نسیم
غربال کر کے کوچہ دلدار دیکھنا
- 121/9 اے ہم سفر نہ آبلے کو پہنچے چشم تر
لاگا ہے میرے پاؤں میں آ خار دیکھنا
- 121/10 اُس خوش نگہ کے عشق سے پرہیز کیس جو میر
جاتا ہے لے کے جی ہی یہ آزار دیکھنا

﴿122﴾

- 122/1 غلط ہے عشق میں اے بواہوس اندیشہ راحت کا
رواج اس ملک میں ہے درد و داغ ورنج و کلفت کا
- 122/2 زمیں اک صفحہ تصویر بے ہوشاں سے مانا ہے
یہ مجلس جب سے ہے اچھا نہیں کچھ رنگ صحبت کا
- 122/3 جہاں جلوے سے اُس محبوب کے یکسر لباب ہے
نظر پیدا کر اول، پھر تماشا دیکھ قدرت کا
- 122/4 ہنوز آوارہ لیلیٰ ہے جان رفتہ مجنوں کی
موئے پر بھی رہا ہوتا نہیں وابستہ الفت کا
- 122/5 حریف بے جگر ہے صبر ورنہ کل کی صحبت میں
نیاز و ناز کا جھگڑا گروتھا ایک جرأت کا
- 122/6 نگاہ یاس بھی اُس صید افکن پر غنیمت ہے
نہایت تنگ ہے اے صید بل وقت فرصت کا
- 122/7 خرابی دل کی اس حد ہے کہ یہ سمجھا نہیں جاتا
کہ آبادی بھی یاں تھی یا کہ ویرانہ تھا مدت کا
- 122/8 نگاہ مست نے اُس کی لٹائی خانقہ ساری
پڑا ہے برہم اب تک کارخانہ زہد و طاعت کا
- 122/9 قدم تک دیکھ کر رکھ میر سر دل سے نکالے گا
پلک سے شوخ تر کاٹا ہے صحرائے محبت کا

﴿123﴾

(قبل از 1752ء)

- 123/1 جو اس شور سے میر روتا رہے گا
تو ہمسایہ کا ہے کو سوتا رہے گا
- 123/2 میں وہ رونے والا جہاں سے چلا ہوں
جسے ابر ہر سال روتا رہے گا
- 123/3 مجھے کام رونے سے اکثر ہے ناصح
تو کب تک مرے منہ کو دھوتا رہے گا
- 123/4 بس اے گریہ آنکھیں تری کیا نہیں ہیں
کہاں تک جہاں کو ڈبوتا رہے گا

مرے دل نے وہ نالہ پیدا کیا ہے جس کے بھی جو ہوش کھوتا رہے گا 123/5

تو یوں گالیاں غیر کو شوق سے دے ہمیں کچھ کہے گا تو ہوتا رہے گا 123/6

بس اے میر مرگاں سے پونچھ آنسوؤں کو 123/7

تو کب تک یہ موتی پروتا رہے گا

﴿124﴾

(قبل از 1752ء)

نئی طرزوں سے مے خانے میں رنگ مے جھلکتا تھا گلابی روتی تھی واں، جام ہنس ہنس کر چھلکتا تھا 124/1

ترے اس خاک اڑانے کی دھک سے اے مری دشت کلیجہ ریگ صحرا کا بھی دس دس گز تھلکتا تھا 124/2

گئی تیج اُس کی نزع میں کب تیر کے دل سے 124/3

اُسی کے نام کی سرن تھی، جب منکا ڈھلکتا تھا

﴿125﴾

(قبل از 1752ء)

تجھ سے ہر آن مرے پاس کا آنا ہی گیا کیا گلہ کچھ، غرض اب وہ زمانا ہی گیا (زمانہ) 125/1

چشم بن! اشک ہوئی یا نہ ہوئی یکساں ہے خاک میں جب وہ ملا، موتی کا دانا ہی گیا (دانہ) 125/2

پر مجنوں میں خرد مند کوئی جا نہ سکا عاقبت سر کو قدم کر، یہ دوانا ہی گیا (دوانہ) 125/3

ہم اسیروں کو بھلا کیا جو بہار آئی نسیم عمر گزری کہ وہ گلزار کا جانا ہی گیا 125/4

جی گیا تیر کا اس لیت و لعل میں لیکن 125/5

نہ گیا ظلم ہی تیرا، نہ بہانا ہی گیا (بہانہ)

﴿126﴾

دل عشق کا ہمیشہ حریف نبرد تھا اب جس جگہ کہ داغ ہے یاں آگے درد تھا 126/1

اک گردِ راہ تھا پئے محل تمام راہ کس کا غبار تھا کہ یہ دُنبالہ گرد تھا 126/2

دل کی شکستگی نے ڈرائے رکھا ہمیں واں چیں جبیں پہ آئی کہ یاں رنگ زرد تھا 126/3

مانندِ حرف، صفحہ ہستی سے اٹھ گیا دل بھی مرا جریدہ عالم میں فرد تھا 126/4

تھا پشتہ ریگ بادیہ اک وقت کارواں یہ گردباد کوئی بیاباں نورد تھا 126/5

گزری مدام اُس کی جوانان مست میں پیر مُغاں بھی طرفہ کوئی پیر مرد تھا 126/6

عاشق ہیں ہم تو تیر کے بھی ضبطِ عشق کے 126/7

دل جل گیا تھا اور نفس لب پہ سرد تھا

﴿127﴾

(قبل از 1752ء)

گئے قیدی ہو ہم آواز جب صیاد آ ٹوٹا بہ ویراں آشیانے دیکھنے کو ایک میں چھوٹا 127/1

مرا رنگ اڑ گیا جس وقت سبکِ محبت آگے بغل سے گر پڑا مینا و ساغر چور ہو پھوٹا 127/2

- 127/3 مراد عدہ ہی آپہنچا، ترے آنے کے وعدے تک ہوا میں موت سے سچا، رہا اے شوخ! تو جھوٹا
127/4 کفِ جاناں سے کیا امکاں، رہائی میر کوئی ہو
اچنہا ہے جو اُس کے ہاتھ سے رنگِ حنا چھوٹا

﴿128﴾

- 128/1 برقع اٹھا تھا رُخ سے مرے بدگمان کا دیکھا تو اور رنگ ہے سارے جہان کا
128/2 مت مانیو کہ ہو گا یہ بے درد اہل دیں گر آوے شیخِ پہن کے جامہ قرآن کا
128/3 خوبی کو اُس کے چہرے کی کیا پہنچے آفتاب ہے اِس میں اُس میں فرق زمین آسمان کا
128/4 ابلہ ہے وہ جو ہووے خریدارِ گلِ رُخاں اس سودے میں صریح ہے نقصان جان کا
128/5 کچھ اور گاتے ہیں جو رقیب اُس کے روبرو دشمن ہیں میری جان کے، یہ جی ہے تان کا
128/6 تسکین اُس کی تب ہوئی جب چپ مجھے لگی مت پوچھ کچھ سلوک مرے بد زبان کا
128/7-8 یاں بلبل اور گل پہ تو عبرت سے آنکھ کھول (قطعہ) گلگشتِ سرسری نہیں اس گلستان کا
گل یادگارِ چہرہِ خوباں ہے، بے خبر مرغِ چمن نشاں ہے کسو خوش زبان کا
128/9 تو برسوں میں کہے ہے لوں گا میں میر سے
یاں کچھ کا کچھ ہے حال ابھی اُس جوان کا

﴿129﴾

- 129/1 مٹاں مجھ مست بن پھر خندہ ساغر نہ ہووے گے گل گوں کا شیشہ پچکیاں لے لے کے رووے گا
129/2 کیا ہے خوں مرا پامال یہ سرخی نہ چھوٹے گی اگر قاتل تو اپنے پاؤں سو پانی سے دھوے گا
129/3 کوئی رہتا ہے جیتے جی ترے کوچے کے آنے سے
تجہی آسودہ ہو گا میر سا، جب جی کو کھووے گا

﴿130﴾

(قبل از 1752ء)

- 130/1 مجھے زہارِ خوش آتا نہیں کعبے کا ہمسایا صنم خانہ ہی یاں اے شیخ تو نے کیوں نہ بنوایا
130/2 زہاے عشق کی نیرنگ سازی غیر کو اُن نے جلایا بات کہتے واں، ہمیں مرنے کو فرمایا
130/3 بھری ہے آگ تیرے دردِ دل میں میر ایسی تو
کہ کہتے روبرو اُس شوخ کے قاصد کا منہ آیا

﴿131﴾

- 131/1 نقش بیٹھے ہے کہاں خواہشِ آزادی کا ننگ ہے نامِ رہائی تری صیادی کا
131/2 داد دے ورنہ ابھی جان پہ کھیاں ہوں میں دل جلانا نہیں دیکھا کسو فریادی کا
131/3 شہر کی سی رہی رونق اُسی کے جیتے جی مر گیا قیس جو تھا خانہ خدا وادی کا
131/4 شیخ کیا صورتیں رہتی تھیں بھلا جب تھا دیر روبہ ویرانی ہو اس کعبے کی آبادی کا

ریختہ رُتے کو پہنچایا ہوا اُس کا ہے
معتقد کون نہیں میر کی اُستادی کا

131/5

﴿132﴾

کام پل میں مرا تمام کیا غرض اُس شوخ نے بھی کام کیا
سرو و شمشاد خاک میں مل گئے تو نے گلشن میں کیوں خرام کیا
سعی طوفِ حرم نہ کی ہرگز (قطعہ) آستان پر ترے مقام کیا
تیرے کوچے کے رہنے والوں نے یہیں سے کعبے کو سلام کیا
اُس کے عیار پن نے میرے تئیں خادم و بندہ و غلام کیا
حالِ بد میں مرے تنک آ کر آپ کو سب میں نیک نام کیا
ہو گیا دل مرا تبرک جب (قطعہ) درد نے قطعہ پیام کیا
دلی کے کج نگاہ لڑکوں نے کام عشاق کا تمام کیا
کوئی عاشق نظر نہیں آتا ٹوپی والوں نے قتلِ عام کیا
عشقِ خواہاں کو میر میں اپنا
قلبہ و کعبہ و امام کیا

132/1

132/2

132/3,4

132/5

132/6

132/7,8

132/9

132/10

﴿133﴾

رات پیاسا تھا میرے لودھو کا ہوں دوانہ ترے سبک گلو کا
شعلہ آہ جوں توں اب مجھ کو فکر ہے اپنے ہر بنِ مُو کا
ہے مرے یار کے مسوں کا رشک کشتہ ہوں سبزہ لب جو کا
بوسہ دینا مجھے نہ کر موقوف ہے وظیفہ یہی دعا گو کا
شورِ قلقل کی ہوتی تھی مانع ریشِ قاضی پہ رات میں تھوکا
عطر آگیاں ہے بادِ صبح مگر کھل گیا پیچِ زلفِ خوشبو کا
ایک دو ہوں تو سحر چشم کہوں کارخانہ ہے واں تو جادو کا
میر ہرچند میں نے چاہا لیک (قطعہ) نہ چھپا عشقِ طفلِ بدخو کا
نام اُس کا لیا ادھر ادھر
اڑ گیا رنگ ہی مرے رو کا

133/1

133/2

133/3

133/4

133/5

133/6

133/7

133/8-9

﴿134﴾

آیا تھا خانقہ میں وہ نور دیدگاں کا تہہ کر گیا مصلیٰ عزلت گزیدگاں کا
آخر کو خاک ہونا درپیش ہے سبھوں کو تک دیکھ منہ کدھر ہے قامت خمیدگاں کا
جو خار دشت میں ہے سو چشمِ آبلہ سے دیکھا ہوا ہے تیرے محنت کشیدگاں کا
اب زیرِ خاک رہنا مشکل ہے کشیدگاں کو آرام کھو چلا تو ان آرمیدگاں کا

134/1

134/2

134/3

134/4

۱۔ نول کشور دوم، سوم سے لے کر آسی، عبادت و مجلس سب نے "بہ ننگ آکر درج کیا" نسخہ کاج میں "تنگ آکر" ہے اور یہی درست بھی ہے، ملاوہ! شعر پانچ اور چھ کو مسلسل بھی سمجھا جاسکتا ہے۔

تیر بلا کا ہر دم اب تیر ہے نشانہ
پتھر جگر ہے اُس کے آفت رسیدگاں کا

134/5

﴿135﴾

(قبل از 1752ء)

صحرا میں سیل اشک مرا جا بہ جا پھرا
طالع جو خوب تھے نہ ہوا جاہ کچھ نصیب
سرخ پر مرے کروڑ برس تک ہما پھرا
نامے کے انتظار میں، قاصد بھلا پھرا
تک بھی نہ مڑ کے میری طرف تو نے کی نگاہ
اک عمر تیرے پیچھے میں ظالم لگا پھرا
دیر و حرم میں کیوں کہ قدم رکھ سکے گا تیر
ایدھر تو اُس سے بت پھرے اودھر خدا پھرا

135/1

135/2

135/3

135/4

135/5

﴿136﴾

کس شام سے اٹھا تھا مرے دل میں درد سا
بیٹھا ہوں جوں غبارِ ضعیف اب و گرنہ میں
سو ہو چلا ہوں پیشتر از صبح سرد سا
پھرتا رہا ہوں گلیوں میں آوارہ گرد سا
قصہ طریقِ عشق کیا سب نے بعدِ قیس
لیکن ہوا نہ ایک بھی اُس رہ نورِ سا
حاضرِ یراقِ بے مزگی کس گھڑی نہیں
معشوق کچھ ہمارا ہے عاشقِ نبرد سا
کیا تیرے ہی جو ترے در پہ تھا کھڑا
نمِ ناک چشم و خشک لب و رنگِ زرد سا

136/1

136/2

136/3

136/4

136/5

﴿137﴾

(قبل از 1752ء)

ترے عشق میں آگے سودا ہوا تھا
خزاں التفاتِ اس پہ کرتی بجا تھی
پر اتنا بھی ظالم نہ رسوا ہوا تھا
غنجہ چمن میں ابھی دا ہوا تھا
کہاں تھا تُو، اس طور آنے سے میرے
گلی میں تری کل تماشا ہوا تھا
گریباں سے تب ہاتھ اٹھایا تھا میں نے
مری اور دامانِ صحرا ہوا تھا

137/1

137/2

137/3

137/4

زیبے طالع! اے میراں نے یہ پوچھا

137/5

کہاں تھا تو اب تک، تجھے کیا ہوا تھا

﴿138﴾

(قبل از 1752ء)

آہ کے تیں لے دل حیران و خفا کو سوچا
ترے کوچے میں مری خاک بھی پاتال ہوئی
میں نے یہ غنجہ تصویرِ صبا کو سوچا
تھا وہ بے درد، مجھے جن نے وفا کو سوچا
اب تو جاتا ہی ہے کعبہ کو تُو بت خانے سے
جلد پھر پہنچو، اے میر! خدا کو سوچا

138/1

138/2

138/3

۱۔ نسخہ آسی میں کیوں کہ درست جب کہ نسخہ مجلس جلد اول (ص ۲۰۳) پر کیوں کے درج ہوا ہے۔

۲۔ نسخہ آسی، طبع سوم و عبادت میں آہ کی میں غلط ہے، نسخہ کالج اور طباعت دوم میں آہ کے تیں درست ہے۔

﴿139﴾

- گلہ نہیں ہے ہمیں اپنی جاں گدازی کا 139/1
سمندر ناز نے اُس کے جہاں کیا پامال 139/2
ستم ہیں، قہر ہیں، لونڈے شراب خانے کے 139/3
الٹ پلٹ مری آہ سحر کی کیا ہے کم 139/4
بتاؤ ہم سے کوئی آن تم سے کیا بگڑی 139/5
خدا کو کام تو سوچنے ہیں میں نے سب لیکن 139/6
چلو ہو راہ، موافق کہے مخالف کے 139/7
کسو کی بات نہ آگے مرے نہ پایا رنگ 139/8
بسانِ خاک ہو پامال راہِ خلق اے میر 139/9
رکھے ہے دل میں اگر قصد سرفرازی کا

﴿140﴾

- اُن چشم سیاہوں نے بہتوں کو سلا رکھا 140/1
گل پھول کو ہے اُن نے پردہ سا بنا رکھا 140/2
گرمی نے ہمیں دل کی آخر کو جلا رکھا 140/3
دل جس کسو کا پایا، چٹ اُن نے اڑا رکھا 140/4
میں دیدہ و دانستہ کس راہ میں پا رکھا 140/5
رخساروں کو گو تو نے برقع سے چھپا رکھا 140/6
جھمکی سی دکھا دے کر، عالم کو لگا رکھا 140/7
سو چھائی کے زخموں نے کل لہر مزا رکھا 140/8
میں طاق بلند اوپر جینے کو اٹھا رکھا 140/9
کشتے کو اُس ابرو کے کیا میل ہو ہستی کی 140/10
قلمی ہے دلیل اے میر اُس تیغ کی بے آبی
رحم اُن نے مرے حق میں مطلق نہ روا رکھا

﴿141﴾

- کام میرا بھی ترے غم میں کہوں ہو جائے گا 141/1
خون کم کر اب کہ کشتوں کے تو پشے لگ گئے 141/2
اُس شکار انداز خونیں کا نہیں آیا مزاج 141/3
بزمِ عشرت میں بلا سلامت ہم گلوں بختوں کے تیں 141/4
کیا کہوں میں میر اُس عاشق ستم محبوب کو 141/5
طور پر اُس کے کسو دن کوئی خوں ہو جائے گا

۱۔ نول کشور طبع دوم، سوم میں ہم غلط ہے، اسی کے یہاں تم درست ہے۔ مزید یہ کہ نسخہ مجلس میں راہ موافق اضافت کے ساتھ درج ہے جب اس طرح مصرع بے معنی ہو جاتا ہے، اسی لیے ہم نے راہ کے بعد وقف درج کیا ہے۔

۲۔ نسخہ آسی و عبادت میں کل کی جگہ کی نہایت غلط ہے، نسخہ کالج و مجلس میں کل درست ہے۔

۳۔ تمام مروج نسخوں میں ملا ہے جب کہ بلا کے بغیر شعر معنی سے بے گانہ ہے لہذا صحیح قیاسی کے بغیر چارہ نہیں تھا۔

﴿142﴾

سینہ دشنوں سے چاک تا نہ ہوا	دل جو عقدہ تھا سخت وا نہ ہوا	142/1
سب گئے ہوش و صبر و تاب و توان	دل سے اک داغ ہی جدا نہ ہوا	142/2
ظلم و جور و جفا، ستم، بیداد	عشق میں تیرے ہم پہ کیا نہ ہوا	142/3
ہم تو ناکام ہی جہاں میں رہے	یاں کبھو اپنا مدعا نہ ہوا	142/4
میرِ افسوس وہ کہ جو کوئی		142/5
اس کے دروازے کا گدا نہ ہوا		

﴿143﴾

یار عجب طرح نگہ کر گیا	دیکھنا وہ دل میں جگہ کر گیا	143/1
تنگ قبائی کا سماں یار کی	پیرہن غنچہ کو تہہ کر گیا	143/2
جانا ہے اس بزم سے آیا تو کیا	کوئی گھڑی گو کہ تو رہ کر گیا	143/3
وصفِ خط و خال میں خوباں کے میر		143/4
نامہ اعمال سیہ کر گیا		

﴿144﴾

آہ سحر نے سوزشِ دل کو مٹا دیا	اس باد نے ہمیں تو دیا سا بجھا دیا	144/1
سجھی نہ بادِ صبح کہ آ کر اٹھا دیا	اُس فتنہ زمانہ کو ناحق جگا دیا	144/2
پوشیدہ رازِ عشق چلا جائے تھا سو آج	بے طاقتی نے دل کی وہ پردہ اٹھا دیا	144/3
اس موجِ خیز دہر میں ہم کو قضا نے آہ	پانی کے بلبلے کی طرح سے مٹا دیا	144/4
تھی لاگ اس کی تیغ کو ہم سے سو عشق نے	دونوں کو معرکے میں گلے سے مٹا دیا	144/5
سب شورِ ماؤں کو لیے سر میں مر گئے	یاروں کو اس فسانے نے آخر سٹلا دیا	144/6
آدارگانِ عشق کا پوچھا جو میں نشاں	مشتِ غبار لے کے صبا نے اڑا دیا	144/7
اجزا بدن کے جتنے تھے، پانی ہو بہہ گئے	آخر گداڑِ عشق نے ہم کو بہا دیا	144/8
کیا کچھ نہ تھا ازل میں نہ طالع جو تھے درست	ہم کو دلِ شکستہ قضا نے دلا دیا	144/9
گویا محاسبہ مجھے دینا تھا عشق کا	اس طور دل سی چیز کو میں نے لگا دیا	144/10
مدت رہے گی یاد ترے چہرے کی جھلک	جلوے کو جس نے ماہ کے جی سے بھلا دیا	144/11
ہم نے تو سادگی سے کیا جی کا بھی زیاں	دل جو دیا تھا سو تو دیا، سر جدا دیا	144/12
بوئے کباب سوختہ آئی دماغ میں	شاید جگر بھی آتشِ غم نے جلا دیا	144/13
تکلیفِ دردِ دل کی عبث ہم نہیں نے لی	دردِ سخن نے میرے سبھوں کو زلا دیا	144/14
اُن نے تو تیغِ کھینچی تھی پر جی چلا کے میر		144/15
ہم نے بھی ایک دم میں تماشا دکھا دیا		

۱۔ نول کشور دوم اور مخطوطے میں 'کی' ہے، آسی کے یہاں 'لی' ہے، اگر 'کی' کو درست مانا جائے تو پھر دردِ دل کی 'کو' دردِ دل کو کرنا ہوگا اسی لیے 'کی' ہی پر فی الحال اکتفا کیا جا رہا ہے۔

ردیف الف۔ دیوان دوم

﴿145﴾

- نکلے ہے جی ہی اُس کے لیے کائنات کا 145/1
 ورنہ بناؤ ہووے نہ دن اور رات کا 145/2
 صورت نہ پکڑے کام فلک کی ثبات کا 145/3
 کیا سہل ہے زمیں سے نکلتا نبات کا 145/4
 عیسیٰ و خضر کو ہے مزا کب وفات کا 145/5
 لکھنا نہ تو بھی ہو سکے اُس کی صفات کا 145/6
 شمع حرم ہو یا کہ دیا سومات کا 145/7
 ہے دیدل چشم دل کے کھلے عین ذات کا 145/8
 مصحف کو کھول، دیکھ تک انداز بات کا 145/9
 مذکور و ذکر یاں نہیں صوم و صلات کا 145/10
 کیا میر شمع کو نامہ سیاہی کا فکر ہے 145/11
 ختم رسل سا شخص ہے ضامن نجات کا

﴿146﴾

- جلوہ نہیں ہے نظم میں حسن قبول کا 146/1
 حق کی طلب ہے کچھ تو محمد پرست ہو 146/2
 مطلوب ہے زمان و مکان و جہان سے 146/3
 احمد کو ہم نے جان رکھا ہے وہی احد 146/4
 جن مردماں کو آنکھیں دیا ہے خدا نے، دے (ہیں) 146/5
 مقصود ہے علی کا، ولی کا، سبھی کا تو 146/7
 تھی گفتگوئے باغ فدک جز فساد کی (قلعہ) 146/8,9
 دعویٰ جو حق شناسی کا رکھیے سو اس قدر
- دیواں میں شعر گر نہیں نعت رسول کا
 ایسا وسیلہ ہے بھی خدا کے حصول کا
 محبوب ہے ملک کا، فلک کا، عقول کا
 مذہب کچھ اور ہوگا کسی بوالفضول کا
 سرمہ کریں ہیں رہ کی تری خاک دھول کا
 ہے قصد سب کو تیری رضا کے حصول کا
 جانے ہے جس کو علم ہے دیں کے اصول کا
 پھر جان بوجھ کر یے تلف حق بتول کا

۱۔ 'پکڑے' نسخہ کالج اور آسی کے مطابق درست ہے۔ نول کشور طبع دوم میں 'بگڑی' اور سوم میں 'پگڑی' اغلاط ہیں۔

۲۔ یہ مصرع نسخہ کالج اور نول کشور طبع دوم، سوم کے مطابق ہے، نسخہ آسی و مجلس و عبادت میں یوں ہے 'اشجار خامہ ہو دیں جو آب سیہ بخار۔'

۳۔ نسخہ کالج میں 'وید' درست ہے جب کہ نول کشور دوم سوم میں 'دیدہ' غلط، مجلس اور آسی نے 'نوشتم دل' کو بلا اضافت درج کیا۔

۴۔ نسخہ کالج، نول کشور دوم، سوم میں 'وصول' درست نہیں، آسی کے یہاں 'حصول' صحیح ہے۔

۵۔ اگرچہ مجلس کے نسخے میں نسخہ کالج اور طبع دوم، سوم نول کشور کی سند سے زمان و مکان جہاں سے لکھا لیکن ہم نے آسی کے متن 'زمان و مکان و' سے 'کو دوسرے مصرع کی مناسبت سے زیادہ موزوں خیال کیا ہے۔'

پروائے حشر کیا ہے تجھے میر شاد رہ
ہے عذر خواہ جرم جو وہ تجھ ملول کا

146/10

﴿147﴾

جو معتقد نہیں ہے علیؑ کے کمال کا
عزت علیؑ کی، قدر علیؑ کی بہت ہے دور
پایا علیؑ کو جا کے محمدؐ نے اُس جگہ
رکھنا قدم یہ اُس کے قدم کب ملک سے ہو
شخصیت ایسی کس کی تھی حتم رسل کے بعد
توڑا بتوں کو دوش نبی پر قدم کو رکھ
راہِ خدا میں اُن نے دیا اپنے بھی تئیں
نسبت نہ بندگی کی ہوئی جس کی واں درست

147/1

147/2

147/3

147/4

147/5

147/6

147/7

147/8

فکرِ نجات میر کو کیا، مدح خواں ہے وہ
اولاد کا علیؑ کی، محمدؐ کی آل کا

147/9

﴿148﴾

لذت سے نہیں خالی جانوں کا کھپا جانا
ہم جاہ و حشم یاں کا کیا کہیے کہ کیا جانا
یہ بھی ہے ادا کوئی خورشیدِ نط پیارے
کب بندگی میری سی بندہ کرے گا کوئی
تھا ناز بہت ہم کو دانت پر اپنی بھی
گردن کشی کیا حاصل مانند بگولے کے
اس گریہِ خونیں کا ہو ضبط تو بہتر ہے
یہ نقشِ دلوں پر سے جانے کا نہیں، اس کو
ڈھب دیکھنے کا ایدھر ایسا ہئی تمہارا تھا
اُس شمع کی مجلس میں جانا ہمیں، پھر واں سے
اے شورِ قیامت ہم سوتے ہی نہ رہ جادیں
کیا پانی کے مول آ کر مالک نے گہر بیچا
ہے میری، تری نسبت روح اور جسد کی سی
جانی ہے گزر جی پر اُس وقت قیامت سی
برسوں سے مری اُس کی رہتی ہے یہی صحبت

148/1

148/2

148/3

148/4

148/5

148/6

148/7

148/8

148/9

148/10

148/11

148/12

148/13

148/14

148/15

کب خضر و سیمانے مرنے کا مزا جانا
خاتم کو سلیمان کی انگشتر پا جانا
منہ صبح دکھا جانا، پھر شام چھپا جانا
جانے ہے خدا اس کو، میں تجھ کو خدا جانا
آخر وہ بُرا نکلا ہم جس کو بھلا جانا
اس دشت میں سرگاڑے جوں سیل چلا جانا
اچھا نہیں چہرے پر لوہو کا بہا جانا
عاشق کے حقوق آ کر ناحق بھی مٹا جانا
جاتے تو ہو پر ہم سے تک آنکھ ملا جانا
اک زخمِ زباں تازہ، ہر روز اٹھا جانا
اس راہ سے نکلے تو ہم کو بھی جگا جانا
ہے سخت گراں ستا یوسف کا بکا جانا
کب آپ سے میں تجھ کو اے جان! جدا جانا
یاد آوے ہے جب تیرا یک بارگی آ جانا
تج اس کو اٹھانا تو سر مجھ کو جھکا جانا

۱۔ اسی نے اُس کو کی جگہ اُس کے کی قیاسی اصلاح کی، لیکن اُس کو یعنی محبوب کو ہی درست ہے۔ اس کلمے کے معنی دوسرے مصرع کے ساتھ ہیں۔
۲۔ نسخہ آ سی و دیگر کے میرے، ترے کو میری، تری سے بدلا ہے۔ قدیم کتابت میں یاے معروف و مجہول کے پیدا کردہ تسامحات میں اجتہاد کی گنجائش ہونی چاہیے۔

کب میر بر آئے تم ویسے فریبی سے
دل کو تو لگا بیٹھے، لیکن نہ لگا جانا

148/16

﴿149﴾

پائے خطاب کیا کیا، دیکھے عتاب کیا کیا
کاٹے ہیں خاک اڑا کر جوں گرد باد برسوں
کچھ گل سے ہیں شگفتہ کچھ سرو سے ہیں قد کش
انواع جرم میرے پھر بے شمار و بے حد
اک آگ لگ رہی ہے سینوں میں کچھ نہ بوجھو
افراط شوق میں تو رویت رہی نہ مطلق
پھر پھر گیا ہے آکر منہ تک جگر ہمارے
آشفۃ اُس کے کیسو جب سے ہوئے ہیں منہ پر
کچھ سوچتا نہیں ہے مستی میں میر جی کو
کرتے ہیں پوچ گوئی پی کر شراب کیا کیا

149/1

149/2

149/3

149/4

149/5

149/6

149/7

149/8

149/9

﴿150﴾

دامن وسیع تھا تو کاہے کو چشم ترسا
شاید کباب کر کر کھایا کبوتر اُن نے
وحشی مزاج از بس مانوس بادیہ ہیں
جس ہاتھ میں رہا کی اُس کی کمر ہمیشہ
سب پیچ کی یہ باتیں ہیں شاعروں کی درنہ
طرز نگاہ اُس کی دل لے گئی سبھوں کے
تم واقف طریق بے طاقتی نہیں ہو
کچھ بھی معاش ہے یہ، کی اُن نے ایک چشمک
نک ترک عشق کرے، لاغر بہت ہوئے ہم
واعظ کو یہ جلن ہے شاید کہ فرہی سے
انداز سے ہے پیدا سب کچھ خبر ہے اُس کو
گو میر بے سرو پا ظاہر ہے بے خبر سا

150/1

150/2

150/3

150/4

150/5

150/6

150/7

150/8

150/9

150/10

150/11

۱۔ نسخہ آسی و مجلس میں 'رویت' ہے جس کا یہ محل نہیں، پھر یہ کہ قدیم نسخوں نسخہ کالج اور نول کشور دوم، سوم میں 'رویت' درج ہے جو دوسرے مصرع

معنی کے مطابق ہے۔

۲۔ نسخہ آسی و عبادت میں اسی مصرع کا متن نہایت لغو ہے 'شاید کباب کر کر کھایا کبوتر اُن نے' نسخہ مجلس نے درست متن درج کیا، لیکن اختلاف ذکر نہیں کیا۔

۳۔ نسخہ آسی و عبادت میں 'مانوس بادیہ' درست، جب کہ نسخہ کالج اور نول کشور دوم، سوم میں 'مانوس بادیہ' سہو کتابت ہے۔

﴿151﴾

- تبخِ ستم سے اُس کی مرا سر جدا ہوا 151/1
قاصد کو دے کے خط نہیں کچھ بھیجنا ضرور 151/2
وہ تو نہیں کہ اشک تھے ہی نہ آنکھ سے 151/3
حیرانِ رنگِ باغِ جہاں تھا، بہت رُکا 151/4
عالم کی بے فضائی سے تنگ آ گئے تھے ہم 151/5
درپے ہمارے جی کے ہوا غیر کے لیے 151/6
اُس کے گئے پہ دل کی خرابی نہ پوچھیے 151/7
بدتر ہے زیستِ مرگ سے ہجرانِ یار میں 151/8
کہتا تھا میرِ حال تو جب تک، تو تھا بھلا 151/9
کچھ ضبط کرتے کرتے ترا لے حال کیا ہوا

﴿152﴾

- پہلے سلوک ایسے ہی تیرے تھے، اب ہے کیا 152/1
کرتے ہو قہرِ لطف کی جاگہ، غضب ہے کیا 152/2
مجلس میں جب خفیف کیا، پھر ادب ہے کیا 152/3
اس راہِ صعبِ عشق میں یار و تعب ہے کیا 152/4
یہ بھی مقام، ہائے اہلِ تاملِ طلب ہے کیا 152/5
عالمِ تمام گر وہ نہیں تو یہ سب ہے کیا 152/6
گر یہ ہی اپنے دن ہیں تو تاریکِ شب ہے کیا 152/7
اپنا ہی ظرف تھا جو نہ پوچھا سب ہے کیا 152/8
ظاہر میں کیا کہو ہو، سخنِ زیرِ لب ہے کیا 152/9
اُس نہ بغیرِ میر کا مرنا عجب ہوا 152/10
ہر چند مرگِ عاشقِ مسکین عجب ہے کیا

﴿153﴾

- جھمکی سے دکھا کے طور کو جن نے جلا دیا 153/1
اس فتنے کو جگا کے پشیمان ہوئی نسیم 153/2
اب بھی دماغِ رفتہ ہمارا ہے عرش پر 153/3
جانی نہ قدر اُس گہرِ شب چراغ کی 153/4

۱۔ نسخہ کالج اور نول کشور دوم، سوم میں 'مرا' درست نہیں، مصرع اول میں 'تو' کے مطابق 'ترا' ہی موزوں ہے۔

۲۔ نسخہ عبادت میں 'مقام' لائے! ہے، جو درست نہیں۔

۳۔ نسخہ کالج اور طبع دوم نول کشور میں 'جھمکی' اور طبع سوم میں 'ہنس' کے غلط ہیں۔ اسی کے یہاں متن 'جھمکی' درست ہے۔

۴۔ نسخہ آسی و مجلس میں 'خرف' کا املا، 'خذف' ہے۔ نول کشور دوم، سوم میں 'خذف' اور 'خذف' سہو کتابت ہیں۔

- تقصیر جان دینے میں ہم نے کبھو نہ کی 153/5
 گرمی چراغ کی سی نہیں وہ مزاج میں 153/6
 وہ آگ ہو رہا ہے ، خدا جانے غیر نے 153/7
 اتنا کہا تھا فرش تری رہ کے ہم ہوں کاش 153/8
 اب گھٹتے گھٹتے جان میں طاقت نہیں رہی 153/9
 تنگی لگا ہے کرنے دم اپنا بھی ہر گھڑی 153/10
 کی چشم تو نے باز کہ کھولا درِ ستم 153/11
 کیا کیا زیاں میر نے کھینچے ہیں عشق میں 153/12
 دل ہاتھ سے دیا ہے جدا ، سر جدا دیا

﴿154﴾

- بہتوں کو آگے تھا یہی آزار عشق کا 154/1
 بے پردگی بھی چاہ کا ہوتا ہے لازمہ 154/2
 زندانی سیکڑوں مرے آگے رہا ہوئے 154/3
 خواہانِ مرگ میں ہی ہوا ہوں مگر نیا 154/4
 منصور نے جو سر کو کٹایا تو کیا ہوا 154/5
 جاتا وہی سنا ہمہ حسرت جہان سے 154/6
 پھر بعد میرے آج تلک سر نہیں بکا 154/7
 لگ جاوے دل کہیں تو اُسے جی میں اپنے رکھ 154/8
 چھوٹا جو مر کے ، قید عبارات میں پھنسا 154/9
 مشکل ہے عمر کاٹنی تلوار کے تلے 154/10-11
 واں رستموں کے دعوے کو دیکھا لہوئے ہیں قطع
 کھوٹ ہی رہا نہ جان کو ، نا آزمودہ کار 154/12
 ہوتا نہ میر کاش طلب گار عشق کا

﴿155﴾

- ستم سے گو یہ ترے ، کشتہ وفا نہ رہا 155/1
 کب اُس کا نام لیے غش نہ آگیا مجھ کو 155/2
 ملانا آنکھ کا ہر دم فریب تھا ، دیکھا 155/3
 موئے تو ہم پہ دلی پُر کو خوب خالی کر 155/4
 ادھر کھلی مری چھائی ، ادھر ٹمک چھڑکا 155/5
 ہوا ہوں تنگ بہت ، کوئی دن نہیں سن لچو 155/6

۱۔ متن نسخہ آسی کے مطابق ہے جب کہ نسخہ کالج میں دیکھا ہے ہوئے قطع اور نول کشور دوم، سوم میں دیکھا ہے ہوئے قطع درج ہوئے ہیں۔
 ۲۔ نسخہ کالج اور طبع دوم میں کھوئے اور طبع سوم میں کوئی ہے۔ آسی کے یہاں کھوئی بہتر ہے۔

ستم کا اُس کے بہت میں نزارا ہوں ممنون (قطعہ) جگر تمام ہوا خون و دل بجا نہ رہا 155/7,8
 اگرچہ رہ گئے تھے استخوان و پوست دے لگائی ایسی کہ تسمہ بھی پھر لگا نہ رہا
 حیات اس کے تئیں کہتے ہیں جو میر میں تھی 155/9
 گیا جہاں سے پہ تیری گلی میں آنہ رہا

﴿156﴾

کرتے ہیں نہیں ترک بتاں طور جفا کا 156/1
 ہے ابر کی چادر شفقی جوش سے گل کے 156/2
 بہتری گرو جس کلاوں کے پڑی ہے 156/3
 مر جائے گا باتوں میں کوئی غم زدہ یوں ہی 156/4
 تدبیر تھی تسکیں کے لیے لوگوں کی ، ورنہ 156/5
 ہاتھ آئے روپوں سے اٹھا بیٹھیں نہ کیونکر 156/6
 آنکھ اُس کی نہیں آئے کے سامنے ہوتی 156/7
 برسوں سے تو یوں ہے کہ گھٹا جب اُمنڈ آئی 156/8
 آنکھ اس سے نہیں اٹھنے کی صاحب نظروں کی 156/9
 تلوار کے سائے ہی میں کاٹے ہے تُو اے میر! 156/10
 کس دل زدہ کو ہووے ہے یہ ذوق فنا کا

﴿157﴾

رہتا ہے ہڈیوں سے مریؔ جو مٹا لگا 157/1
 غافل نہ سوزِ عشق سے رہ پھر کباب ہے 157/2
 دیکھا ہمیں جہاں ، وہ تھاں آگ ہو گیا 157/3
 مہلت تک بھی ہو تو سخن کچھ اثر کرے 157/4
 اب آبِ چشم ہی ہے ہمارا محیطِ خلق 157/5
 ہر چند اُس کی تیغِ ستم تھی بلند لیک 157/6
 مجلس میں اس کی بار نہ مجھ کو ملی کبھو 157/7
 بوسہ لبوں کا مانگتے ہی منہ بگڑ گیا 157/8
 عالم کی سیر میر کی صحبت میں ہو گئی 157/9
 طالع سے میرے ہاتھ پہ بے دست و پا لگا

۱۔ نسخہ کالج، نول کشور دوم، سوم میں ہزار سو کتابت ہے۔

۲۔ نول کشور ی نسخوں میں 'مری' یا 'مرے' ہے، اسی کے یہاں 'مرے' سو کتابت ہے۔ اسی سو کا تتبع نسخہ عبادت میں کیا گیا ہے۔

﴿158﴾

خط سے وہ زوئے صفائے حسن اب کم ہو گیا	158/1
سینہ کو بی سنگ سے دل خون ہونے میں رہی	158/2
ایک سا عالم نہیں رہتا ہے اس عالم کے بیچ	158/3
آنکھ کے لڑتے تری آشوب سا برپا ہوا	158/4
اُس لب جاں بخش کی حسرت نے مارا جان سے	158/5
وقت تب تک تھا تو سجدہ مسجدوں میں کفر تھا	158/6
عشق ان شہری غزالوں کا جنوں کو اب کھنچا	158/7
جی کھینچے جاتے ہیں فرط شوق سے آنکھوں کی اور	158/8
ہم نے جو کچھ اُس سے دیکھا سو خلاف چشم داشت	158/9
کیا کہوں کیا طرحیں بدلیں چاہ نے آخر کو میر	158/10
تھا گرہ جو درد چھاتی میں، سوا ب غم ہو گیا	

﴿159﴾

کینی ہو کیوں تو ناز سے پھر گرم رہ ہوا	159/1
معلوم تیرے چہرہ پُر نور کا سا لطف	159/2
پوچھ اُس سے دردِ ہجر کو جس کا بہ ناز کی	159/3
ہم پلہ اپنا کون ہے اس معرکے کے بیچ	159/4
ایسا فقیر ہونا بھلا کیا ضرور تھا	159/5
دونوں جہاں میں میرِ عبثِ روسیہ ہوا	

﴿160﴾

مذکور میری سوختگی کا جو چل پڑا	160/1
پہنچے ہے کوئی اُس تنِ نازک کے لطف کو	160/2
میں جو کہا اک آگ سی سلگے ہے دل کے بیچ	160/3
بل کیوں نہ کھائے کہ لگا رہنے اب تو داں	160/4
تھے اختلال گرچہ مزاجوں میں کب سے لیک	160/5
رہتا نہیں ہے آنکھ سے آنسو ترے لیے	160/6
سر اُس کے پاؤں سے نہیں اُٹھتے، ستم ہے میر	160/7
گر خوش غلاف نیچے اُس کا اگل پڑا	

۱۔ نسخہ کالج اور طبع دوم، سوم میں روزِ غلطی کتابت ہے۔

۲۔ نسخہ آسی ص ۱۲۶ اور نسخہ عبادت ص ۳۶۱ پر کس کی تراؤ ہے مجلس نے اختلاف نسخ کا حوالہ دیے بغیر کس کے تراؤ دکھا ہے۔

﴿161﴾

دل فرط اضطراب سے سیماب سا ہوا	161/1
شاید جگر گداختہ یک لخت ہو گیا	161/2
وے دن گئے کہ اشک سے چھڑکاؤ سا کیا	161/3
اک دن کیا تھایار نے قد ناز سے بلند	161/4
کیا اور کوئی روئے کہ اب جوش اشک سے	161/5
قصہ تو مختصر تھا ولے طول کو کھنچا	161/6
عمامہ ہے مؤذن مسجد کہ بارِ خر	161/7
بات اب تو سن کہ جائے سخن میں ہوئی	161/8
چل باغ میں بھی سوتے سے اٹھ کر کبھو کہ گل	161/9
سمجھے تھے ہم تو میر کو عاشق اُسی گھڑی	161/10
جب سن کے تیرا نام وہ بے تاب سا ہوا	

﴿162﴾

خانہ خراب ہو جیو آئینہ ساز کا	162/1
گالی ہے اب جواب ، سلام نیاز کا	162/2
اس کو وہی ہے شوق ابھی ترک تاز کا	162/3
پر وقر کچھ نہیں ہے دل بے گداز کا	162/4
کھلنا تو دیکھ اس مثرۂ نیم باز کا	162/5
جی پر وبال سب ہے یہ عمر دراز کا	162/6
لشتہ ہوں یار میں تو ترے امتیاز کا	162/7
انداز دیدنی ہے مرے دل نواز کا	162/8
پھر میر آج مسجد جامع کے تھے امام	162/9
داغ شراب دھوتے تھے کل جانماز کا	

﴿163﴾

غم ابھی کیا مٹھر مشہور کا	163/1
حق تو سب کچھ ہی ہے تو ناحق نہ بول	163/2
بیچ سے کب کا گیا ، اب ذکر کیا	163/3
طرفہ آتش خیز سنکستاں ہے دل	163/4
مر گئے پر خاک ہے سب کبر و ناز (قطعہ)	163/5-6
شور سا ہے تو ، لیکن دور کا	
بات کہتے سر کٹا منصور کا	
اُس دل مرحوم کا ، مغفور کا	
مقتبس یاں سے ہے شعلہ طور کا	
مت جھکو سر گو کسو مغرور کا	

۱۔ نسخہ آسی و عبادت میں ہوئے اور مجلس میں ہوئی درج ہوا ہے۔
 ۲۔ نسخہ آسی میں ذکر لب عبادت کے یہاں بھی یہی لایعنیت ہے۔ تاہم نسخہ کالج اور طبع دوم، سوم نول کشور میں ذکر کیا مفہوم شعر کے مطابق ہے۔

ٹھیکرے کو قدر ہے، اس کو نہیں ٹوٹے جب کاسہ سرِ فغفور کا
 ہو کھڑا وہ تو پری سی ہے کھڑی (قطعہ) منہ کھلے تو جیسے چہرہ حور کا
 دیکھ اُسے کیوں کر ملک بھیجک نہ ہوں! آنکھ کے آگے یہ بگنا نور کا
 چشمِ بہنے سے کبھو رہتی نہیں
 کچھ علاج اے میر اس ناسور کا

163/7-8

163/9

﴿164﴾

نظر میں طور رکھ اُس کم نما کا بھروسا کیا ہے عمر بے وفا کا
 گلوں کے پیرہن ہیں چاک سارے کھلا تھا کیا کہیں بند اُس قبا کا
 پرستش اب اُسی بت کی ہے ہر سو رہا ہوگا کوئی بندہ خدا کا
 بلا ہیں قادر انداز اس کی! آنکھیں کیا یکہ جنازہ جس کو تانا کا
 بہ جا ہے عمر سے اب ایک حسرت گیا وہ شور سر کا، زور پا کا
 مداوا خاطر وں سے تھا وگرنہ (قطعہ) بدایت کے مرتبہ تھا انتہا کا
 لگا تھا روگ جب سے یہ بھی سے اثر معلوم تھا ہم کو دوا کا
 مروت چشم رکھنا سادگی ہے نہیں شیبہ یہ اپنے آشنا کا
 کہیں اُس زلف سے کیا لگ چلی ہے پڑے ہے پاؤں بے ڈھب کچھ صبا کا
 نہ جا تو دُور صوفی خانقہ سے ہمیں تو پاس ہے ابر و ہوا کا
 نہ جانو میر کو ایسا ہی چپکلا (قطعہ) نمونہ ہے یہ آشوب و بلا کا
 کرودن ہی سے رخصت در نہ شب کو
 نہ سونے دے گا شور اِس بے نوا کا

164/1

164/2

164/3

164/4

164/5

164/6,7

164/8

164/9

164/10

164/11

164/12

﴿165﴾

وہ ترک مست کسو کی خبر نہیں رکھتا کہ میں شکارِ زیوں ہوں جگر نہیں رکھتا
 بلا سے آنکھ جو پڑتی ہے اُس کی دس جاگہ ہمارا حال تو مدِ نظر نہیں رکھتا
 رہے نہ کیوں کے یہ دل باختہ ہدا تنہا کہ کوئی آوے کہاں، میں تو گھر نہیں رکھتا
 جنہوں کے دم میں ہے تاثیر اور ہیں دسے لوگ ہمارا نالہ جاں کاہ اثر نہیں رکھتا

165/1

165/2

165/3

165/4

۱۔ نسخہ کالج اور نول کشوری اشاعتوں میں نہ ہو۔ اسی کے یہاں نہ ہوں ہے۔

۲۔ نسخہ کالج اور نول کشوری طبع دوم و سوم میں کو کی بجائے اسی کے یہاں کی بہتر ہے۔

۳۔ نسخہ آ سی اور بیرونی میں مجلس اور عبادت نے ان دونوں اشعار کو قطعہ شمار نہیں کیا، حالانکہ کم از کم شعر نمبر 6 کا الگ سے کوئی مفہوم ہی نہیں نکلتا۔

۴۔ نسخہ کالج اور نسخہ آ سی کے یہاں بدایت ہی درست ہے۔ فائق صاحب نے حاشیے میں اختلاف نسخ کی وضاحت فرمائی، لیکن انتخاب غلطی کا کہ نول کشوری دوم، سوم کے سہو کتابت، ہدایت کو شامل متن فرمایا۔

۵۔ نسخہ مجلس میں کتابت کس بے احتیاطی سے کی گئی اس کا اندازہ قدم قدم پر ہوتا ہے اس مصرع میں ابرو ہوا کو ابرو ہوا درج کیا ہے۔

۶۔ نسخہ کالج اور نول کشوری نسخوں میں مصرع یوں ہے نہ جانو میر کیوں ایسا ہے چپکا آ سی کا متن اختیار کیا ہے۔

- 165/5 کہیں ہیں اب کے بہت رنگ اڑ چلا گل کا
165/6 تو کوئی زور ہی نسخہ ہے اے مفرح دل
165/7 خدا کی اور سے ہے سب یہ اعتبار ارنہ
165/8 غلط ہے دعویٰ عشق اُس فضول کا بے ریب
165/9 جدا جدا پھرے ہے میر سب سے کس خاطر
خیال ملنے کا اُس کے اگر نہیں رکھتا

﴿166﴾

- 166/1 گیا میں جان سے وہ بھی جو نک آتا تو کیا ہوتا
166/2 پھرا تھا دور اُس سے مدتوں میں کوہ و صحرا میں
166/3 ہوئے آخر کو سارے کام ضائع ناشکیبی سے
166/4 دم بسمل ہمارے، زیر لب کچھ کہا سب نے
166/5 کہے سے غیر کے وہ توڑ بیٹھا دوں ہی یاروں سے
166/6 کبھو سرگرم بازی ہمدموں سے یاں بھی آجاتا
166/7 گئے لے میر کو کل قتل کرنے اُس کے در پر سے
جو وہ بھی گھر سے باہر اپنے نک آتا تو کیا ہوتا

﴿167﴾

- 167/1 میں غش کیا جو خط لے ادھر نامہ بر چلا
167/2 سدھ لے گئی تری بھی کوئی زلف مشک بو
167/3 لڑکا ہی تھا نہ قاتل نا کردہ خوں ہنوز
167/4 اے مایہ حیات گیا جس کنے سے تو
167/5 تیاری آج رات کہیں رہنے کی سی ہے
167/6 دیکھو گے کوئی گوشہ نشین ہو چکا غریب
167/7 بے سے رہا بہار میں ساری، ہزار حیف
167/8 ہم سے تکلف اُس کا چلا جائے ہے وہی
167/9 یہ چھیڑ دیکھ، ہنس کے رخ زرد پر مرے
کہتا ہے میر رنگ تو اب کچھ نکھر چلا

- ۱۔ نسخہ آسی و عبادت میں اب کی ہے، مجلس میں اب کے عنصر حاضر کے روزمرہ کے زیادہ مطابق ہے۔
۲۔ نسخہ آسی میں اعتبار درنہ یا ارنہ، اعتبار ارنہ درج ہوا، اہل مجلس نے اس غلطی کو بھی جوں کا توں اپنایا، حالاں کہ نول کشور دوم، سوم کے مطابق خدا کی اور سے یہ اعتبار ہے درنہ، حاشیے میں درج بھی کیا ہے۔
۳۔ نسخہ آسی میں بے ریب درست ہے، نسخہ کالج اور طبع دوم سوم میں بے زیب، سہو کا تب ہے۔
۴۔ نسخہ آسی میں ہم درست ہے جب کہ نول کشور دوم، سوم میں تم غلط ہے۔ شعر آٹھ اور نو کو آسی، مجلس اور عبادت نے قطعہ ہند اشعار کے طور پر درج کیا ہے، حالاں کہ یہ دونوں شعر الگ الگ اور اپنے طور پر مکمل ہیں۔

﴿168﴾

- وہ شوخ ہم کو پاؤں تلے ہی ملا کیا 168/1
چھاتی کبھو نہ ٹھنڈی کی لگ کر گلے سے آہ 168/2
کس وقت شرح حال سے فرصت ہمیں ہوئی 168/3
ہم تو گمان دوستی رکھتے تھے پر یہ دل 168/4
کیا لطف ہے جیسے جو بُرے حال کوئی میر 168/5
جینے سے تو نے ہاتھ اٹھایا ، بھلا کیا

﴿169﴾

- اس موج خیز دہر میں تُو ہے حباب سا 169/1
برق اٹھا کے دیکھے ہے منہ سے کبھو ادھر 169/2
وہ دل کہ تیرے ہوتے رہے تھا بھرا بھرا 169/3
دس روز آگے دیکھا تھا جیسا سو اب نہیں 169/4
اس عمر میں یہ ہوش کہ کہنے کو نرم گرم 169/5
ہے یہ فریب شوق کہ جاتے ہیں خط چلے 169/6
کیا سطر موج اشک روانی کے ساتھ ہے 169/7
دورخ ہوا ہے ہجر میں اُس کے جہاں ہمیں 169/8
مدت ہوئی کہ دل سے قرار و سکون گئے 169/9
مواج آب سا ہے لیکن اڑے ہے خاک 169/10
ہے میر بحر بے تہ ہستی سراب سا

﴿170﴾

- کب لطف زبانی کچھ اُس غنچہ دہن کا تھا 170/1
اسباب مہیا تھے سب مرنے ہی کے لیکن 170/2
بلبل کو مَوا پایا کل پھولوں کی دُکّاں پر 170/3
بے ڈول قدم تیرا پڑتا تھا لڑکپن میں 170/4
مرغانِ قفس سارے تسبیح میں تھے گل کی 170/5
سب سطح ہے پانی کا آئینے کا ساتھ 170/6
خوگر نہیں ہم یوں ہی کچھ ریختہ کہنے سے 170/7
بھوؤں تیں تم جس دم ج نکلے تھے اک پیچا 170/8
رہ میر غریبانہ جاتا تھا چلا روتا 170/9
ہر گام گلہ لب پر یارانِ وطن کا تھا

﴿171﴾

- یہ روش ہے دلبروں کی نہ کسو سے ساز کرنا 171/1
کوئی عاشقوں، بتاں کی کرے نقل کیا معیشت 171/2
رہیں بند میری آنکھی شب و روز ضعف ہی میں 171/3
یہ بھی طرفہ ماجرا ہے کہ اُسی کو چاہتا ہوں 171/4
نہیں کچھ رہا تُو لڑکا تجھے پر ضرور ہے اب 171/5
کوئی عاشقوں کی پھپھٹ کنہوں نے اٹھائی بھی ہے 171/6
یہی میر کھینچے قشقہ درِ ذریہ پر تھے ساجد 171/7
نہیں اعتماد قابلِ اُنہوں کا نماز کرنا

﴿172﴾

- اک آنِ اس زمانے میں یہ دل نہ وا ہوا 172/1
دکھلاتے کیا ہو دستِ حنائی کا مجھ کو رنگ 172/2
سوزش وہی تھی چھاتی میں، مرنے تلک مرے 172/3
سر ہی چڑھا رہے ہے ہر اک بادہ خوار کے 172/4
ظاہر کو گو درست رکھا مر کے میں ولے 172/5
از خویش رفتہ میں ہی نہیں اُس کی راہ میں 172/6
یوں پھر اٹھانے جائے گا اے اُبر دشت سے 172/7
لے کر جواب خط کا نہ قاصد پھرا کبھو 172/8
گو پیس مارے مہندی کے رنگوں فلک ولے 172/9
اُٹھتے تعبِ فراق کے جی سے کہاں تلک 172/10
دامن سے منہ چھپائے جنوں کب رہا چھپا 172/11
دیکھا نہ ایک گل کو بھی چشمک زنی میں ہائے 172/12
کیا جانے ملاپ کسے کہتے ہیں یہ لوگ 172/13
بحرِ بلا سے کوئی نکلتا مرا جہاز 172/14
اس بحر میں اک اور غزل تُو بھی میر کہہ 172/15
دریا تھا تُو تو تیری روانی کو کیا ہوا

﴿173﴾

- اُس کام تے جان و دل سے جو کوئی جدا ہوا 173/1
دیکھا پھر اُس کو خاک میں ہم نے ملا ہوا

لے نسخہ آسی میں یہ مصرع غلط درج ہوا ہے: 'انہیں ناز کرتے رہنا انہیں جی نیاز کرنا'۔
ع نسخہ آسی اور تنبیج میں مجلس اور عبادت نے انہوں نے لکھا جب کہ نسخہ کالج اور طبع دوم، سوم میں 'کنہوں نے بہتر ہے'۔
ع اگرچہ نول کشوری اشاعتوں اور نسخہ آسی میں 'کام و جان دل' ہے، تاہم یہ غلطی ہے۔ اسی دیوان کی غزل نمبر ۱۹۸ کے مطلع کی سند سے ہم یہاں بھی وہی متن درج کرتے ہیں جو وہاں ہے۔

کر ترک گر چہ بیٹھے ہیں پر ہے وہی تلاش	173/2
کھینچا بغل میں میں جو اُسے مست پا کے رات	173/3
نے صبر ہے، نہ ہوش ہے نے عقل ہے نہ دیں	173/4
اُٹھتا ہے میرے دل سے کبھو جوش سا تو پھر	173/5
جوں صید نیم کشتہ تڑپتا ہے ایک سا	173/6
خط آئے پر جو گرم وہ پُرکار مل چلا	173/7
ہم تو لگے کنارے، ہوئے غیر ہم کنار	173/8
جوں برق مجھ کو ہنستے نہ دیکھا کسو نے آہ	173/9
جس شعر پر سماع تھا کل خانقاہ میں	173/10
پایا مجھے رقیب نے آ اُس کی زیر تیغ	173/11
بیار مرگ سا تو نہیں روز اب تر	173/12
دیکھا تھا ہم نے میر کو کچھ تو بھلا ہوا	

﴿174﴾

گل لگے کہنے کہو، منہ نہ اُدھر ہم نے کیا	174/1
بے دماغ اتنے جو ہو ہم پہ، مگر ہم نے کیا	174/2
کیا کریں اس دل خستہ کو سپر ہم نے کیا	174/3
سج تری دیکھ کر اے شوخ حذر ہم نے کیا	174/4
کیا کہیں عمر کو اس طرح بسر ہم نے کیا	174/5
رات کی سینہ خراشی میں ہنر ہم نے کیا	174/6
دیکھتے دیکھتے ہی آنکھوں میں گھر ہم نے کیا	174/7
آہ یوں کوچہ دلبر سے سفر ہم نے کیا	174/8
منصفی کچے تو کچھ کم نہ جگر ہم نے کیا	174/9
اُس رہنم و زلف کی تسبیح ہے یاں اکثر میر	174/10
ورد اپنا یہی اب شام و سحر ہم نے کیا	

۱۔ نسخہ آسی و عبادت میں 'سیدھی' ہے، مجلس کے متن میں 'سیدھے' بہتر ہے، اختلاف نسخ درج نہیں۔

۲۔ 'شعر شورا انگیز' (جلد اول، ص ۲۸۴) میں 'کے' ہے تاہم سبھی نسخوں میں 'کرے' اس لیے یہی درج کیا ہے۔

۳۔ نسخہ آسی و عبادت اور فاروقی صاحب 'کھا گیا' درست ہے، نول کشور دوم، سوم میں 'کیا' غلطی ہے۔

۴۔ نسخہ کالج اور طبع دوم، سوم میں 'ٹھہر گئے' ہے، فاروقی صاحب نے اپنے انتخاب میں یہ مصرع یوں درج کیا ہے 'بارے کل ٹھہر گئے ظالم خوں' سے ہم۔ نسخہ آسی و عبادت میں 'بھڑ گئے' درج ہوا ہے۔

﴿175﴾

- 175/1 اس قدر آنکھیں چھپاتا ہے تو اے مغرور کیا
175/2 وصل و ہجراں سے نہیں ہے عشق میں کچھ گفتگو
175/3 ہو خرابی اور آبادی کی عاقل کو تمیز
175/4 اٹھ نہیں سکتا ترے در سے ، شکایت کیا مری
175/5 سب ہیں یکساں جب فنا یک بارگی طاری ہوئی
175/6 لطف کے حرف و سخن پہلے جو تھے بہر فریب
175/7 دیکھ بہتی آنکھ میری ہنس کے بولا کل وہ شوخ
175/8 میں تو دیکھوں ہوں تمہارے منہ کو تم نے دل لیا
175/9 ابر سا روتا جو میں نکلا تو بولا ہلتر سے
175/10 سبک! بالیں میر کا جو باٹ کا روڑا ہوا
سخت کر جی کو گیا اس جا سے وہ رنجور کیا

﴿176﴾

- 176/1 جوں ابر قبلہ دل ہے نہایت ہی بھر رہا
176/2 شب میکدے سے وارد مسجد ہوا تھا میں
176/3 مل جس سے ایک بار نہ پھر تو ہوا دُچار
176/4 تسکین دل ہو تب کہ کبھو آ گیا بھی ہو
176/5 اُس زلف و رخ کو بھولے مجھے مدتیں ہوئیں
176/6 رہتے تو تھے مکاں پہ دے آپ میں نہ تھے
176/7 اب چھیڑ یہ رکھی ہے کہ پوچھے ہے بار بار
176/8 اک دم میں یہ عجب کہ مرے سر پہ پھر گیا
176/9 کا ہے کو میں نے میر کو چھیڑا کہ اُن نے آج
یہ درد دل کہا کہ مجھے درد سر رہا

﴿177﴾

- 177/1 دل دفعۂ جنوں سے کا مہیا سا ہو گیا
177/2 نک جوش سا اٹھا تھا مرے دل سے رات کو
177/3 بے روقی باغ ہے جنگل سے بھی پرے سے
177/4 جلوہ ترا تھا جب تئیں ، باغ و بہار تھا

۱۔ نسخہ مجلس (ص ۳۲، جلد دوم) سبک بالیں غلط ہے، نسخہ آسی میں سبک بالیں درست ہے۔

۲۔ نول کشور کی اشاعت دوم، سوم میں گر یہ درج ہوا ہے۔

۳۔ نسخہ آسی و عبادت میں جنوں بے اعلان نون درج ہوا ہے جس سے مصرع میں سکتہ ہوتا ہے۔

۴۔ نول کشور سوم میں نری ہے۔

کل تک تو ہم وے ہنتے چلے آئے تھے یوں ہی
مرنا بھی میر جی کا تماشا سا ہو گیا

177/5

﴿178﴾

دل کی واشد کے لیے کل باغ میں میں ٹک گیا
عشق کی سوزش نے دل میں کچھ نہ چھوڑا کیا کہیں
سن گلہ بلبل سے گل کا اور بھی جی رک گیا
لگ اٹھی یہ آگ ناگاہی کہ گھر سب پھٹ گیا
دیکھ اب پیری میں قد تیرا کدھر کو جھک گیا
شیخ آیا مے کدے کی اور جب، تب تھک گیا
میر اس قاضی کے لوٹے کے لیے آخروا
سب کو قضیہ اس کے جینے کا تھا، بارے چک گیا

178/1

178/2

178/3

178/4

178/5

﴿179﴾

پھرتا ہے زندگی کے لیے آہ خوار کیا
کیا جانیں ہم اسیرِ نفس زاد اے نسیم
آنکھیں بہ رنگِ نقشِ قدم ہو گئیں سفید
سیکھی ہے طرحِ سینہ نگاری کی سب مری
سرکش کسو سے ایسی کدورت رکھے وہ شوخ
نے وہ نگہ چھپی ہے نہ دے پلکیں گڑ گئیں
لیتا ہے ابر اب تیں اس ناچے سے آب
عاشق کے دل سے رکھ نہ تسلی کی چشم داشت
صحبت رہی بگڑتی ہی اُس کینہ ور سے آہ
مارا ہو ایک دو کو تو ہو مدعی کوئی
مدت سے جرگہ جرگہ سر تیر ہیں غزال
پاتے ہیں اپنے حال میں مجبور سب کو ہم
آخر زمانہ سازی سے کھویا نہ وقر میر
یہ اختیار تم نے کیا روزگار کیا

179/1

179/2

179/3

179/4

179/5

179/6

179/7

179/8

179/9

179/10

179/11

179/12

179/13

﴿180﴾

غنجہ ہی وہ دہان ہے گویا
میرے مُردے سے بھی وہ چونکے ہے
ہونٹ پر رنگِ پان ہے گویا
اب تلک مجھ میں جان ہے گویا
منہ میں جب تک زبان ہے گویا
دیکھو تو مہربان ہے گویا
چاہیے جیتے گزرے اُس کا نام
سر بسر کیس ہے لیک وہ پُرکار

180/1

180/2

180/3

180/4

۱۔ نسخہ آسی، عبادت و مجلس میں نہیں ہے ہم نے فاروقی صاحب کی سند (شعر شورا انگیز جلد اول ص ۴۹۳) پر یوں ہی کو بہتر متن تصور کیا ہے۔
استدلال درست ہے کہ اس لفظ کو نہیں یعنی یوں ہی کی قدیم املا سمجھنا چاہیے۔
۲۔ نسخہ مجلس میں وقر میر اضافت کے ساتھ درج ہے، جو درست نہیں ہے۔

چپ ہے یوں، بے زبان ہے گویا	حیرت روئے گل سے مرغ چمن	180/5
مے کدہ اک جہان ہے گویا	مسجد ایسی بھری بھری کب ہے	180/6
نالہ صبح بان ہے گویا	جائے ہے شور سے فلک کی طرف	180/7
یہ زمین آسمان ہے گویا	بس کہ ہیں اس غزل میں شعر بلند	180/8
وہی شور مزاج شیب میں ہے		180/9
میر اب تک جوان ہے گویا		

﴿181﴾

بالیں کی جائے ہر شب یاں سنگ زیر سر تھا	ان تختیوں میں کس کا میلان خواب پر تھا	181/1
تتج و سناں کے منہ پر اکثر مرا جگر تھا	اُن ابرو و مژہ سے کب میرے جی میں ڈر تھا	181/2
یک عمر ورنہ اس جا پر یوں ہی کا گزر تھا	ان خوبصورتوں کا کچھ لطف کم ہے مجھ پر	181/3
اپنے تو ناخنوں میں اُس طور کا ہنر تھا	تیشے سے کوہ کن کے کیا طرغہ کام نکلا	181/4
لغزش ہوئی جو مجھ سے کیا عیب، میں بشر تھا	عصمت کو اپنی واں تو روتے ملک پھریں ہیں	181/5
وہ جیسے برقی خاطف، میں جیسے ابر تر تھا	کل ہم وہ دونوں یک جانا گاہ ہو گئے تھے	181/6
مرغ چن اگرچہ یک مشب بال و پر تھا	ہوش اڑ گئے سبھوں کے شور و سحر سے اُس کے	181/7
سوتا نہ رہتا نک تو قصہ ہی مختصر تھا	پھر آج یہ کہانی کل شب پہ رہ گئی ہے	181/8
جو کشتہ اُس کی جانب دو گام پیشتر تھا	رشک اُس شہید کا ہے خضر و مسیح کو بھی	181/9
تاسن کے سب کہیں یہ، وہ مست و بے خبر تھا	ہشیاری اس کی دیکھو، کیفی ہو مجھ کو مارا	181/10
کیا نقل کرے یارو دل کوئی گھر سا گھر تھا	صد رنگ ہے خرابی، کچھ تو بھی رہ گیا ہے!	181/11
چاروں طرف سے جنگل جلتا دہرے دہر تھا	تھا وہ بھی اک زمانہ جب نالے آتشیں تھے!	181/12
جب نالہ کش ہوا وہ، تب مجلسیں رلائیں		181/13
تھا میر دل شکستہ یا کوئی نوحہ گر تھا		

﴿182﴾

زیر لب جب کچھ کہا وہ مر گیا	تتج لے کر کیوں تُو عاشق پر گیا	182/1
دامن پاک اس کا خوں میں بھر گیا	تڑپے زیر تتج ہم بے ڈول آہ	182/2
ہاتھ سے جس کے وہ سیمیں بر گیا	خاک ہے پکڑے اگر سونا بھی پھر	182/3
پھر نہ آیا جو کوئی اودھر گیا	کیا بندھا ہے اس کے گوپے میں طلسم	182/4
آج تک وہ شوخ کس کے گھر گیا	خاندان کیا کیا ہوئے اُس بن خراب	182/5
کیا سناں و تتج سے میں ڈر گیا	ابرو و مژگاں ہی میں کالی ہے عمر	182/6
کہتے ہیں ضائع کیا اپنے تئیں		182/7
میر تو دانا تھا، یہ کیا کر گیا		

۱۔ شورا نگیز میں تھا وہ بھی اک زمانہ نالے جب آتشیں تھے۔

۲۔ نول کشور، دوم، سوم میں دہر دہر ہے۔

﴿183﴾

- جی رُک گئے اے ہم دم، دل خون ہو بھر آیا 183/1
تھی چشم دم آخر وہ دیکھنے آوے گا 183/2
بے سدھ پڑے ہیں سارے سجادوں پہ اسلامی 183/3
ہر خستہ تراں خواہاں یک زخمِ دگر کا تھا 183/4
گل برگ ہی کچھ تنہا پانی نہیں خجلت سے 183/5
بالفعل تو ہے قاصدِ محو اُس خط و گیسو کا 183/6
تابوت پہ بھی میرے پتھر پڑے لے جاتے 183/7
ہے حق بہ طرف اُس کے یوں جس کے گیا ہو تو 183/8
کیا کہیے کہ پتھر سے سر مارتے ہم گزرے 183/9
صنعت گریاں ہم نے کیں سینکڑوں یاں لیکن 183/10
در ہی کے تیں تکتے پتھر اگئیں آنکھیں تو 183/11
وہ ظالم سنگیں دل کب میر کے گھر آیا

﴿184﴾

- یار ہے میر کا مگر گل سا 184/1
یاں کوئی اپنی جان دو دشوار 184/2
دودِ دل کو ہمارے ہلک دیکھو 184/3
شوقِ این اُس کے لنبے بالوں کا 184/4
کب تھی جرأتِ رقیب کی اتنی 184/5
اک تلنگہ ایک چشمک ایک سخن 184/6
بارے مستوں نے ہوشیاری کی 184/7
شرم آتی ہے پہنچتے ادھر 184/8
ٹوٹی زنجیر پائے میر مگر 184/9
رات سنتے رہے ہیں ہم غل سا

﴿185﴾

- چمن میں جا کے جو میں گرم وصفِ یار ہوا 185/1
تمہارے ترکشِ مرگاں کی کیا کروں تعریف 185/2
ہماری خاک پہ اک بے کسی برتی ہے 185/3

۱۔ نسخہ کالج اور آسی میں ترا درست اور نول کشور دوم، سوم میں مرا غلطی کتابت ہے۔

۲۔ نسخہ کالج اور نول کشور دوم، سوم میں کیا لے کے خبر آیا کی جگہ کیا بے خبر آیا درست نہیں۔

۳۔ نسخہ آسی میں یک نگہ ہے جب کہ مجلس کے نسخے میں اک نگہ ہے۔

- 185/4 کریں نہ کیوں کے یہ خرکاں بلند پروازی
185/5 کبھو بھی اُس کو تیرہ دل سے ملتے پایا پھر
185/6 بہت دنوں سے درونے میں اضطراب سا تھا
185/7 شکیب میر جو کرتا تو دگر رہ جاتا
اُدھر کو جا کے عبث یہ حبیب ، خوار ہوا

﴿186﴾

- 186/1 ایک دل کو ہزار داغ لگا
186/2 اُس سے یوں گل نے رنگ پکڑا ہے
186/3 خوبی یک پیچہ بند خوباں کی
186/4 پاؤں دامن میں کھینچ لیں گے ہم
اندرونے میں جیسے باغ لگا
شمع سے جیسے لیں چراغ لگا
خوب باندھوں گا گر دماغ لگا
ہاتھ گر گوشہ فراغ لگا
میر اُس بے نشان کو پایا جان
کچھ ہمارا اگر سراغ لگا

﴿187﴾

- 187/1 تنگ کی اپنی صفت لکھتے جو کل وہ آ گیا
187/2 دست و پا گم کرنے سے میرے کھلے اسرارِ عشق
187/3 داغ مجبوی ہوں اُس کا میں کہ میرے روبرو
187/4 ہم بشر عاجز ، ثابت پا ہمارا کس قدر
187/5 یار کے بالوں کا بندھنا قہر ہے پگڑی کے ساتھ
187/6 ہم نہ جانا اختلاط اُس طفل بازی کوش کا
187/7 کیا کروں ناچار مرنے کو ہوا تیار میں
187/8 جی کوئی لگتا ہے اُس کے اٹھ گئے پر باغ میں
187/9 ہو گئے تحلیل سب اعضا مرے پا کر گداز
187/10 ہنس کے اُس پرچے کو میرے ہی گلے بندھوا گیا
دیکھ کر کھویا گیا سا مجھ کو ہر یک پا گیا
عکس اپنا آرسی میں دیکھ کر شرما گیا
دیکھ کر اُس کو ملک سے بھی نہ یاں ٹھہرا گیا
ایک عالم دوستاں ! اس بچ میں مارا گیا
گرم بازی لے آ گیا تو ہم کو بھی بہلا گیا
دل کی روز و شب کی بے تابلی سے جی گھبرا گیا
گل نے بہتیرا کہا ہم سے نہ ٹک ٹھہرا گیا
رفتہ رفتہ ہجر کا اندوہ مجھ کو کھا گیا
یوں تو کہتا تھا کوئی ویسے کو باندھے ہے گلے
پر وہ پھندا سا جو آیا میر بھی پھندا گیا

﴿188﴾

- 188/1 دل عشق میں خوں دیکھا آنکھوں کو گیا دیکھا
188/2 مجروح ہے سب سینہ تس پر ہے نمک پاشی
188/3 یک بار بھی آنکھ اپنی اُس پر نہ پڑی مرتے
بینغمبر کنعاں نے دیکھا ناس کہ کیا دیکھا
آنکھوں کے لڑانے کا ہم خوب مزا دیکھا
سو مرتبہ بالیں سے ہم سر کو اٹھا دیکھا

۱۔ نسخہ آسی ص ۲۲۸، نسخہ عبادت ص ۳۷۵ میں 'گرم بارے غلط ہے، نسخہ کالج اور طبع دوم، سوم میں 'گرم بازی درست ہے۔

۲۔ نسخہ کالج اور نول کشور دوم، سوم میں مصرع ہے کیا کروں ناچار ہوں مرنے کو اب تیار میں۔

۳۔ نسخہ آسی اور عبادت میں دیکھا نہ کر ہے مجلس میں دیکھا ناکہ ہے۔ یہ متن درست ہے کہ نہا یہاں حرف تائید ہے۔

- کاہش کا مری اب یہ کیا تجھ کو تعجب ہے 188/4
 آنکھیں گئیں پھر تجھ بن کیا کیا نہ عزیزوں کی 188/5
 جی دیتے ہیں مرنے پر سب شہر محبت میں 188/6
 کہہ دل کو گنویا ہے یا رنج اٹھایا ہے 188/7
 اے میر تجھے ہم نے کچھ آج خفا دیکھا

﴿189﴾

- ناگہ جو وہ صنم ستم ایجاد آ گیا 189/1
 پھوڑا تھا سر تو ہم نے بھی پر اس کو کیا کریں 189/2
 اپنا بھی قصد تھا سر دیوار باغ کا 189/3
 جو رستم اٹھانے ہی اُس کے پڑیں گے شیخ 189/4
 دیکھیں گے آدمی کی روش میر ہم تری 189/5
 گر سامنے سے نک وہ پری زاد آ گیا

﴿190﴾

- گرم مجھ سوختہ کے پاس سے جانا کیا تھا 190/1
 برسوں یک بوسہ لب مانگتے جاتے ہیں تہ ہمیں 190/2
 دیکھنے آئے دم نزع لیے منہ پہ نقاب 190/3
 جب نہ تب مرنے کو تیار رہے عشق میں ہم 190/4
 مدعی ہوتے ہیں اک آن میں اب تو دلدار 190/5
 عزت و عشق کہاں جمع ہوئے تہ اے ہدم 190/6
 گر خط سبز سے اس کے نہ تمہیں تھی کچھ لاگ 190/7
 پھر بھلا میر جی یہ زہر کا کھانا کیا تھا

﴿191﴾

- وار و گلشن غزل خواں وہ جو دلبر یاں ہوا 191/1
 طائران باغ کو تھا بیت بخشی کا دماغ 191/2
 دل کی آبادی کو پہنچا اپنے گویا چشم زخم 191/3
 سبز بختی پر ہے اس کی طائر سدرہ کو رشک 191/4
 خاک پر بھی دوڑتی ہے چشم مہر و ماہ چرخ 191/5
 تھا جگر میں جب تلک قطرہ ہی تھا خوں کا سرشک 191/6
 دامن گل گریہ خونیں سے سب افشاں ہوا
 پر ہر اک در دخن سے میر کے نالاں ہوا
 دیکھتے ہی دیکھتے یہ شہر سب ویراں ہوا
 جو شکار اُس تیغ کے سائے تلے بے جاں ہوا
 کس دنی الطبع کے گھر جا کے میں مہماں ہوا
 اب جو آنکھوں سے تجاوز کر چلا طوفاں ہوا

۱۔ نول کشور دوم، سوم میں آدمی روشی ہے۔

۲۔ نسخہ آسی میں حاشیے میں ان کے تحت 'تھے' ہیں کی جگہ پر ہے۔ تاہم تمام نسخوں میں 'ہیں' ہے۔

۳۔ نسخہ کالج اور نسخہ آسی میں 'ہوئے' ائے ہے، نول کشور دوم، سوم میں 'ہوا ہے' ہے جو درست نہیں۔

اُس کے، میرے بیچ میں آئینہ آیا تھا ولے	191/7
دل نے خوں ہو عشقِ خوباں میں بھی کیلبد لے ہیں رنگ	191/8
تم جو کل اس راہ نکلے برق سے ہنستے گئے	191/9
جی سے جانا بن گیا اُس دن ہمیں پل مارتے	191/10
جب سے ناموسِ جنوں گردن بندھا ہے تب سے میر	191/11
جیبِ جاں وابستہ زنجیر تا داماں ہوا	

﴿192﴾

آیا ہے ابر جب کا قبلے سے تیرا تیرا	192/1
ثقلت سے اُن لبوں کی پانی ہو بہہ چلے ہیں	192/2
مجنوں نے حوصلے سے دیوانگی نہیں کی	192/3
اس راہزن سے مل کر دل کیونکہ کھونہ بیٹھیں	192/4
کیا کم ہے ہولنا کی صحرائے عاشقی کی	192/5
آئینے کو بھی دیکھو پر ٹک ادھر بھی دیکھو	192/6
نیت پہ سب بنا ہے یاں مسجد اک بڑی تھی	192/7
ہمراہ خوں تلک ہو ٹک پاؤں کے چھوئے سے	192/8
غیرت سے میر صاحب سب جذب ہو گئے تھے	192/9
نکلا نہ بوند لو ہو سینہ جو اُن کا چیرا	

﴿193﴾

دیکھا نا! تے بدگمان ہمارا بھلا پھرا	193/1
میں منہ پر اپنے خاک ملے جا بہ جا پھرا	193/2
سو بار اپنے منہ سے جگر تو گیا پھرا	193/3
جوں سایہ اُس کے ساتھ ملک پھر لگا پھرا	193/4
بیارِ عشق گور سے گو بارہا پھرا	193/5
جو ایک دن نہ تیری گلی میں چلا پھرا	193/6
چندے وہ رشکِ ماہ جو ہم سے جدا پھرا	193/7
بارے وہ ربط و دوستی سب کا مزا پھرا	193/8

۱۔ دیوانِ اول کی غزل نمبر ۶۰، ۸۳ اور ۱۲۵ کی طرح دیوانِ دوم کی اس غزل کے بھی زیادہ تر توانی ہائے ہوز کی املا کے ساتھ ہی درست (املا) تصور ہوتے ہیں اور کچھ کا خیال یہی ہے کہ اس طرح کی غزلوں کو ہائے ہوز کی ردیف میں ہونا چاہیے، لیکن خود میر نے اور میر کے بعد اُن کے بھی مرتبین، فورٹ ولیم کالج کے مرتبین کے تتبع میں، ردیف الف میں درج کرتے آئے ہیں، اس لیے ہم نے بھی اس روایت کی پیروی کی ہے۔

۲۔ نسخہ کالج، نول کشور دوم، سوم میں 'خظیرا' سہو کتابت ہے جب کہ اسی کے یہاں 'خظیرا' (بمعنی چار دیواری کا حامل قبرستان) درست ہے۔

۳۔ اسی مجلس و عبادت میں دیکھا نہ ہے جب کہ اس شعر میں 'کل' دیکھانا! کا ہے۔

- 193/9,10 آٹو گرا نہ ، رازِ محبت کا پاس کر (قطعہ) میں جیسے ابر برسوں تئیں دل بھرا پھرا
بے صرفہ رونے لگ گئے ہم بھی اگر کبھو تو دیکھو کہ یاد یہ سارا بہا پھرا
193/11 بندہ ہے پھر کہاں کا جو صاحب ہو بے دماغ اُس سے خدائی پھرتی ہے جس سے خدا پھرا
193/12 خانہ خراب میر بھی کتنا غیور تھا
مرتے مٹوا پر اُس کے کبھو گھر نہ جا پھرا

﴿194﴾

- 194/1 پھر یہ کب تک شہر میں ، اب سوئے صحرا رو کیا
194/2 عشق نے کیا کیا تقرف یاں کیے ہیں آج کل
194/3 نہایت خوش اُس کے پنڈے کی سی آئی تہ ہے مجھے
194/4 کام میں قدرت کے کچھ بولا نہیں جاتا ہے ہائے
194/5 جانا اس آرام گہ سے ہے بعینہ بس یہی
194/6 عزلیتی اسلام کے کیا کیا پھرے ہیں جیب چاک
194/7 وہ آؤ کش کا مجھی پر کیا ہے سرگرم جفا
194/8 ہاتھ پر رکھ ہاتھ اب وہ دو قدم چلتا نہیں
194/9 پھول نرگس کا لیے ہچک کھڑا تھا راہ میں
کس کی چشم پُرفسوں نے میر کو جادو کیا

﴿195﴾

- 195/1 عاشق ترے لاکھوں ہوئے مجھ سا نہ پھر پیدا ہوا
195/2 مدت ہوئی اُلفت گئے ، برسوں ہوئے طاقت گئے
195/3 کل صبح سیر باغ میں دل اور میرا رک گیا
195/4 دے دن گئے جو یاں کبھو اٹھتا تھا دل سے جوش سا
195/5 کتنوں کے دل بے جاں ہوئے کتنے نہ جانا کیا ہوئے
195/6 مستی میں لغزش ہو گئی ، معذور رکھا چاہیے
195/7 جوں حسن ہے اک فتنہ گر، توں ہے عشق بھی ہے پردہ در
195/8 فرہاد و مجنوں ووں گئے ، ہم اور دامن یوں چلے
195/9 یا حرفِ خط ہے درمیاں یا گیسوؤں کا ہے بیاں
کیا میر صاحب کے تئیں پھر ان دنوں سودا ہوا

- ۱۔ ان دونوں شعروں میں بات (مضمون) مکمل ہوئی ہے لیکن کسی مروج نسخے، آسی، مجلس، عبادت نے ان دونوں شعروں کو قطعہ قرار نہیں دیا۔
۲۔ نسخہ آسی میں 'مرتے' غلط جب کہ نسخہ کالج اور نول کشور دوم، سوم میں 'مرتے' درست ہے۔
۳۔ نسخہ کالج اور نول کشور دوم، سوم میں 'آئی' بہتر ہے، آسی اور مجلس اور عبادت کے یہاں 'آتی' درج ہوا۔ البتہ طبع سوم میں 'پنڈی' سہو کتابت ہے۔
۴۔ نسخہ آسی میں 'تو' ہے جب کہ نول کشور طبع سوم کی سند 'توں' کے لیے کافی ہے کہ 'جوں' کی رعایت سے یہی بہتر ہے۔

﴿196﴾

تمام روز جو کل میں پیے لے شراب پھرا	196/1
اثر زن آہ کے وہ منہ ادھر نہ ہوتا تھا	196/2
نہ لکھے خط کی نمط ہو گئیں سفید آنکھیں	196/3
وہ رشک گنج ہی نایاب تھا بہت ورنہ	196/4
کسو سے حرف محبت کا فائدہ نہ ہوا	196/5
لکھا تو دیکھ! کہ قاصد پھرا جو مدت میں	196/6
کہیں ٹھہرنے کی جا یاں نہ دیکھی میں نے میر	196/7
چمن میں عالم امکاں کے جیسے آب پھرا	

﴿197﴾

لے رنگ بے ثباتی یہ گلستاں بنایا	197/1
اڑتی ہے خاک یا رب شام و سحر جہاں میں	197/2
اک رنگ پر نہ رہنا یاں کا عجب نہیں ہے	197/3
آئینے میں کہاں ہے ایسی صفا کہے تو	197/4
سرگشتہ ایسی کس کی ہاتھ آگئی تھی مٹی	197/5
نقش قدم سے اس کے گلشن کی طرح ڈالی	197/6
ہونے پہ جمع اپنے پھولا بہت تھا لیکن	197/7
اس صحن پر یہ وسعت اللہ رے تیری صنعت	197/8
دل تک ادھر نہ آیا، ادھر سے کچھ نہ پایا (قطعہ)	197/9-10
دریوزہ کرتے گزری گلیوں میں عمر اپنی	
وہ تو مٹا گیا تھا تربت بھی میر جی کی	197/11
دو چار اینٹیں رکھ کر پھر میں نشاں بنایا	

﴿198﴾

اُس کام جان و دل نے عالم کا جان مارا	198/1
بلبل کا آتشیں دم دل کو لگا ہمارے	198/2
خوں کچھ نہ تھا ہمارا مرکوزِ خاطر اُس کو	198/3
سرچشمہ حسن کا وہ آیا نظر نہ مجھ کو	198/4

- ۱۔ طبع دوم، سوم، نول کشور میں پیئے درست نہیں آسی کے یہاں پئے (برائے) درست ہے۔
- ۲۔ نسخہ آسی میں متن درست ہے، لیکن حاشیے میں ان کے تحت 'کون تھا درج ہوا' نسخہ کالج اور طبع دوم، سوم میں 'خواب کون سا' ہے، اس لیے 'خراب' کو سو کتابت مان کر 'کون سا' کو ہی بہتر متن تصور کرنا چاہیے۔
- ۳۔ نسخہ آسی، عبادت اور مجلس میں 'لے رنگ بے ثباتی' (کسی میں باضافت تو کسی میں بغیر اضافت) لیکن دونوں طرح یہ بے معنی ترکیب ہے۔ لہذا نسخہ کالج کے حاشیے کو سند ماننا ہوگا 'بے رنگ بے ثباتی' یوں مصرعے بمعنی ہو جاتا ہے۔

- میں کاوشِ مژہ سے عالم کو چھان مارا
اک ایک دم میں تو نے سو سو جوان مارا
جیسے زمیں کے اوپر اک آسمان مارا
گر شام بچ گیا تو پھر صبح آن مارا۔
- صبر و حواس و دانش سب عشق کے زبوں ہیں
کیا خون کا مزا ہے اے عشق تجھ کو ظالم
ہم عاجزوں پر آ کر یوں کوہِ غم گرا ہے
کب جی بچے ہے یار و خوش رو و موتاں سے
- کہتے نہ تھے کہ صاحب اتنا کڑھانہ کرے
اس غم نے میر تم کو جی سے ندان مارا

﴿199﴾

- اندازِ سخن کا سبب شور و فغاں تھا
منہ تکتے تے غزل پڑھتے عجب سحرِ بیاں تھا
ساتھ اس کے قیامت کا سا ہنگامہ رواں تھا
آندھی تھا بلا تھا، کوئی آشوب جہاں تھا
جو پھول مری خاک سے نکلا نگران تھا
جس دن کہ جنوں مجھ کو ہوا تھا وہ کہاں تھا
وہ گنج اسی کنجِ خرابی تے میں نہاں تھا
ہر چند کہ وہ بے کس و بے تاب و تواں تھا
- یہ میر ستم کشتہ کو وقت جواں تھا
جادو کی پڑی تے پرچہ ایات تھا اُس کا
جس راہ سے وہ دل زدہ دلی سے نکلتا
افردہ نہ تھا ایسا کہ جوں آب زدہ خاک
کس مرتبہ تھی حسرت دیدار مڑے ساتھ
مجنوں کو عبث دعویٰ وحشت ہے مجھی سے
غافل تھے ہم احوالِ دل خستہ سے اپنے
کس زور سے فرہاد نے خارا شکنی کی
- گو میر جہاں میں کنھوں نے تجھ کو نہ جانا
موجودہ نہ تھا تُو، تو کہاں نام و نشان تھا

﴿200﴾

- یا تن آدمی میں دل نہ بنایا ہوتا
اُجڑی اس بستی کو پھر تو نے بسایا ہوتا
زلف نے تیری تو زقار بندھایا ہوتا
اپنے دروازے تلک تُو بھی تو آیا ہوتا
اس روش سے نہ قدم تو نے اٹھایا ہوتا
عشق اپنا نہ تمہیں میں نے بچایا ہوتا
اس عمارت کو تک اک دیکھ کے ڈھایا ہوتا
- عشق کو بیچ میں یا رب تو نہ لایا ہوتا
دل نہ تھا ایسی جگہ جس کی نہ سدھ لیے کھو
عزتِ اسلام کی کچھ رکھ لی خدا نے ورنہ
گھر کے آگے سے ترے نعش گئی عاشق کی
جو ہے سو بے خود رفتار ہے تیرا اے شوخ
اب تو صد چند ستم کرنے لگے تم اے کاش
دل سے خوش طرح مکاں پھر بھی کہیں بنتے ہیں

۱۔ نسخہ کالج اور نول کشور دوم، سوم کے مطابق متن ہے۔ نسخہ آسی، مجلسِ عبادت میں یوں ہے 'گر صبح بچ گیا تو پھر شام آن مارا' اقامت کی اولیت اصول پر بھی اور یوں بھی شامل متن مصرع بہتر ہے۔

۲۔ طبع دوم، سوم میں پری سے نسخہ آسی کا پڑی بہتر ہے۔

۳۔ نسخہ کالج اور نول کشور تینوں میں 'منہ بکھے ہے' تکتے نسخہ آسی میں 'موزوں ہے'۔

۴۔ نسخہ آسی میں 'کنجِ خرابی' ہے 'ن کے تحت حاشیے میں 'خرابے' لکھا ہے مجلس والوں نے 'کنجِ خرابے' درج کیا اور اختلافِ نسخ کی وضاحت نہیں ہمارے نزدیک 'کنجِ خرابی' بہتر ہے۔

۵۔ مجلس کے یہاں کتابت کی ایک اور غلطی 'خار شکنی'۔

دل پہ رکھتا ہوں کبھو، سر سے کبھو ماروں ہوں	200/8
کاش یک بار ہمیں منہ نہ دکھایا ہوتا	200/9
میر اظہار محبت میں گیا جی نہ ترا	200/10
ہائے نادان بہت تو نے چھپایا ہوتا	

﴿201﴾

رات جوتھی، چاند سا گھر سے نکل کر رہ گیا	201/1
آنکھ دشمن کھل گئی سو ہاتھ مل کر رہ گیا	201/2
نیچے کل خوش غلاف اس کا اگل کر رہ گیا	201/3
بارے اپنا پاؤں اس رہ میں نچل کر رہ گیا	201/4
دل مرے سینے میں دو دو ہاتھ اچھل کر رہ گیا	201/5
ایسے بہتیروں کو یہ اذدر نکل کر رہ گیا	201/6
بوالہوس عیار تھا، دیکھا نا اٹل کر رہ گیا	201/7
جن نے وہ خوں حوارج سٹو کیھی، دہل کر رہ گیا	201/8
ایک ڈھیری راکھ کی تھی صبح جائے میر پر	201/9
برسوں سے جلتا تھا شاید رات جل کر رہ گیا	

﴿202﴾

طریق خوب ہے آپس کی آشنائی کا	202/1
ہوا ہے کچ نفیس ہی کی بے پری میں خوب	202/2
یہیں ہیں دیر و حرم اب تو یہ حقیقت ہے	202/3
نہ پوچھ مہندی لگانے کی خوبیاں اپنی	202/4
نہیں جہان میں کس طرف گفتگو دل سے	202/5
کسو پہاڑ میں جوں کوہ کن سر آب ماریں	202/6
بجا رہا نہ دل شیخ شور محشر سے	202/7
رکھا ہے باز ہمیں در بدر کے پھرنے سے	202/8

- ۱۔ نسخہ کالج طبع دوم و سوم میں سے درست نسخہ آسی میں ہے، سہو کتابت ہے۔
- ۲۔ دیکھنا میں نا تاکید کے لیے ہے لیکن بیشتر مقامات پر نسخہ آسی و مجلس نے نہ ہی درج کیا ہے۔
- ۳۔ نسخہ آسی میں بچ جب کہ نول کشور دوم، سوم میں دھج بہتر ہے۔
- ۴۔ مروجہ نسخوں میں آپس میں آشنائی ملتا ہے۔ فاروقی صاحب نے آپس کی آشنائی لکھا جو زیادہ بہتر ہے۔
- ۵۔ نسخہ مجلس میں دل سے کی جگہ ویسی درج ہے، دوسرا مصرع بے معنی رہتا ہے اگر پہلے میں دل کا ذکر نہ ہو، آسی کے یہاں غالباً ویسی نہیں بلکہ قدیم کتابت کے طرز پر ویسی (دل سے) ہے، اسے عبادت صاحب کے کاتب اور اہل مجلس نے ویسی پڑھا اور لکھا ہے۔ فاروقی صاحب کے شورا انگیز، ص ۵۰۵ جلد اول، میں دل سے ہے۔
- ۶۔ نسخہ آسی، عبادت و مجلس میں اپنی درست نہیں، فاروقی صاحب نے اپنے درج کیا ہے جس کا یہ کل بھی ہے۔

202/9	ملا کہیں تو دکھادیں گے عشق کا جنگل	بہت ہی خضر کو غرہ ہے رہنمائی کا
202/10	نہ انس مجھ سے ہوا اس کو، میں ہزار کیا	جگر میں داغ ہے اُس گل کی بے وفائی کا
202/11		جہاں سے میر ہی کے ساتھ جانا تھا لیکن
		کوئی شریک نہیں ہے کسو کی آئی کا

﴿203﴾

203/1	یہ رنگی بھی ہوتی ہے جی ہی چلا گیا	کل حال میر دیکھ کے غش مجھ کو آ گیا
203/2	کیا کہیے ایک عمر میں دے لب ہلے تھے کچھ	سو بات پان کھاتے ہوئے وہ چبا گیا
203/3	ثابت ہے اس کے پہلو سے پہنچے ہے ہم کو رنج	دیکھا نا! درد دل کے کہے سر جھکا گیا
203/4	نالاں ہے عندلیب، گل آشفتمے، رفتہ سرو	تک بیٹھ کر چمن میں وہ فتنہ اٹھا گیا
203/5	پڑھتا تھا میں تو سبھ لیے ہاتھ میں درود	صلواتیں مجھ کو آ کے وہ ناحق سنا گیا
203/6	رکھنا نشان قبر کا میری نہ خوش کیا	آیا سو اور خاک میں مجھ کو ملا گیا
203/7	منصف ہو تو ہی شیخ کہ اُس مست ناز بن	ہم آپ سے بھلا گئے، تجھ سے رہا گیا
203/8	ہرگز بھی نہ سر سے لگی آہ عشق میں	مانند شمع داغ ہی سب ہم کو کھا گیا
203/9	کیوں میں کہا، کہ ہنس کے نمک زخم پر چھڑک	بے لطف اُس کے ہونے میں سارا مزا گیا
203/10	آنسو تو ڈر سے پی گئے لیکن وہ قطرہ آب	اک آگ تن بدن میں ہمارے لگا گیا
203/11	وقتِ اخیر کیا یہ ادا تھی کہ غش سے میں	جب آنکھ کھولی، بالوں میں منہ کو چھپا گیا
203/12		کیا پوچھتے ہو داغ کیا مرگ میر نے
		مر کر وہ سینہ سوختہ چھائی جلا گیا

﴿204﴾

204/1	سوزِ دروں سے آخر بھسمت دل کو پایا	اس آگ نے بھڑک کر در بست گھر جلایا
204/2	جی دے کے لیتے ایسے معشوق بے بدل کو	یوسف عزیز دل ہا سستا بہت بکایا
204/3	زلفِ سیاہ اُس کی جاتی نہیں نظر سے	اس چشمِ روسیہ نے روزِ سیاہ دکھایا
204/4	نام اُس کا سن کے آنسو گر ہی پڑے پلک سے	دل کا لگاؤ یارو چھپتا نہیں چھپایا
204/5	تھا لطفِ زیست جن سے دے اب نہیں میر	مدت ہوئی کہ ہم نے جینے سے ہاتھ اٹھایا
204/6	مہندی لگی تھی تیرے پاؤں میں کیا پیارے	ہنگامِ خونِ عاشق سر پر جو تو نہ آیا
204/7	سہ پیر دی کسو سے کاہے کو ہو سکے ہے	رکتا ہے داغ ہم کو قامت کا اُس کی سایا
204/8	دیکھی نہ پیش جاتے ہرگز خرد وری میں	دانستہ باؤلا ہم اپنے تئیں بنایا
204/9	کہتی تھی بے دماغی اک شورِ مامون میں	آنکھوں کے مُند گئے پر آرام سا تو پایا
204/10		گل پھول سے بھی تو جو لیتا ہے منہ کو پھیرے
		مکھڑے سے کس کے تو نے اے میر دل لگایا

﴿205﴾

نکتہ مشتاق و یار ہے اپنا	شاعری تو شعار ہے اپنا	205/1
بے خودی لے گئی کہاں ہم کو لے	دیر سے انتظار ہے اپنا	205/2
روتے پھرتے ہیں ساری ساری رات	اب یہی روزگار ہے اپنا	205/3
دے کے دل ہم جو ہو گئے مجبور	اس میں کیا اختیار ہے اپنا	205/4
کچھ نہیں ہم مثالِ عنقا، لیک	شہر شہر اشتہار ہے اپنا	205/5
جس کو تم آسمان کہتے ہو	سو دلوں کا غبار ہے اپنا	205/6
	صرفہ آزارِ میر میں نہ کرو	205/7
	خستہ اپنا ہے، زار ہے اپنا	

﴿206﴾

زُوش ہوا جو شب وہ بالائے بام نکلا	ماہ تمام یارو کیا ناتمام نکلا	206/1
ہو گوشہ گیر، شہرتِ مدِ نظر اگر ہے	عنقا کی طرح اپنا عزلت سے نام نکلا	206/2
تھا جن کو عاشقی میں دعوائے پختہ مغزی	سودا انہوں کا آخر دیکھا تو خام نکلا	206/3
نومید قیس پایا، ناکام کوہ گن کو	اس عشقِ فتنہ گر سے وہ کس کا کام نکلا	206/4
	کیونکر نہ مر رہے جو بے تاب میر سا ہو	206/5
	اک آدھ دن تو گھر سے دل تھام تھام نکلا	

﴿207﴾

کیا کہیں، کچھ کہا نہیں جاتا	اب تو چپ بھی رہا نہیں جاتا	207/1
غم میں جاتی ہے عمرِ وہ روزہ	اپنے ہاں سے دہا نہیں جاتا	207/2
طاقِ دل تلک تعب کھینچے	اب ستم تک سہا نہیں جاتا	207/3
اُس دُر تر کا حیرتی ہے بحر	تب تو اُس سے بہا نہیں جاتا	207/4
	کب تری رہ میں میر گرد آلود	207/5
	لوہو میں آ، نہا نہیں جاتا	

﴿208﴾

کبھی اُس کی جو میں جتانے لگا	مجھے سیدھیاں وہ سنانے لگا	208/1
خجل نہ تھا جس کو تک سو وہ میں	ستم کیسے کیسے اُٹھانے لگا	208/2
رُندھے عشق میں کوئی یوں کب تک	جگر آہ منہ تک تو آنے لگا	208/3
پریشاں ہیں اس وقت میں نیک و بد	موا جو کوئی وہ ٹھکانے لگا	208/4
کروں یاد اُسے، ہوں جو میں آپ میں	سو یاں جی ہی اب بھول جانے لگا	208/5

پس از عمر اودھر گئی تھی نگاہ 208/6
سو آنکھیں وہ مجھ کو دکھانے لگا
نہیں رہتے عاقل علاقے بغیر 208/7
کہیں میر دل کو دوانے لگا

﴿209﴾

اللہ رے غرور و ناز تیرا 209/1
مطلق نہیں ہم سے ساز تیرا
ہم سے کہ تجھی کو جانتے ہیں 209/2
جاتا نہیں احتراز تیرا
مل جن سے شراب تو پیے ہے 209/3
کہہ دیتے ہیں وہ ہی راز تیرا
کچھ عشق و ہوس میں فرق بھی کر 209/4
کیدھر ہے وہ امتیاز تیرا
کہتے نہ تھے میر مت گروہا کر 209/5
دل ہو نہ گیا گداز تیرا

﴿210﴾

نظر میں آوے گا جب جی کا کھونا 210/1
ملے گا نیند بھر تب مجھ کو سونا
مرا خوں تجھ پہ ثابت ہی کرے گا 210/2
کنارے بیٹھ کر ہاتھوں کو دھونا
وصیت میر نے مجھ کو یہی کی 210/3
کہ سب کچھ ہونا تو عاشق نہ ہونا

﴿211﴾

اُس آستان داغ سے میں زر لیا کیا 211/1
گل دستہ دستہ جس کو چراغی دیا کیا
کیا بعد مرگ یاد کروں گا وفا تجھے 211/2
سہتا رہا جفا میں جب تک جیا کیا
اب وہ جگر تپش سے تڑپتا ہے تشنہ لب 211/3
مدت تلک جو میر کا لوہو پیا کیا

﴿212﴾

آنسو مری آنکھوں میں ہر دم جو نہ آ جاتا 212/1
تو کام مرا اپٹھا پردے میں چلا جاتا
اصل ہے حجاب اُس کا ہم شوق کے ماروں سے 212/2
بے پردہ جو وہ ہوتا تو کس سے رہا جاتا
طفلی کی ادا تیری جالی نہیں یہ جی سے 212/3
ہم دیکھتے تجھ کو تو تُو منہ کو چھپا جاتا
صد شکر کہ داغ دل افسردہ ہوا ورنہ 212/4
یہ شعلہ بھڑکتا تو گھر بار جلا جاتا
کہتے تو ہو یوں کہتے، یوں کہتے جو وہ آتا 212/5
یہ کہنے کی باتیں ہیں، کچھ بھی نہ کہا جاتا
ان آنکھوں سے ہم چٹخی بر جا ہے جو میں جل کر 212/6
بادام کو کل یارو مجلس ہی میں کھا جاتا
صحت سگ و آہو کی یک عمر رہی باہم 212/7
وہ بھاگتا مجھ سے تو میں اُس سے لگا جاتا
گر عشق نہیں ہے تو یہ کیا ہے بھلا مجھ کو 212/8
جی خود بخود اے ہدم کا ہے کو کھپا جاتا
جوں ابر نہ تھم سکتا آنکھوں کا مری جھکا 212/9
جوں برق اگر وہ بھی جھمکی سی دکھا جاتا

تکلیف نہ کی ہم نے اُس وحشی کو مرنے کی
تھا میر تو ایسا بھی دل جی سے اٹھا جاتا

212/9

﴿213﴾

دامن پکڑ کے رویئے یک دم سحاب کا	بالقوہ تک دکھائیے چشم پر آب کا	213/1
عالم میں خوب دیکھو تو عالم ہے خواب کا	جو کچھ نظر پڑے ہے، حقیقت میں کچھ نہیں	213/2
دیکھا ہے واژگوں ہی پیالہ حباب کا	دریا دلی جنہیں ہے، نہیں ہوتے کاسہ لیس	213/3
میں منتظر زمانے سے ہوں انقلاب کا	شاید کہ قلب یار بھی تک اس طرف پھرے	213/4
پردہ سا رہ گیا ہے کچھ اک آفتاب کا	بارے نقاب دن کو جو رکھتا ہے منہ پہ تو	213/5
خوں کر رہو گے تم کو خانہ خراب کا	تلوار بن نکلتے نہیں گھر سے ایک دم	213/6
رکھتا ہے پاؤں مست ہو جیسے شراب کا	یہ ہوش دیکھ آگے مرے ساتھ غیر کے	213/7
چھپتا نہیں مزا تو جلے سے کباب کا	مجنوں میں اور مجھ میں کرے کیوں نہ فرق عشق	213/8
انداز برق کا سا ہے عہد شباب کا	رو فرصت جوانی پہ جوں ابر بے خبر	213/9
میں سادگی سے لاگو ہوں خط کے جواب کا	واں سے تو نامہ بر کو ہے کب کا جواب صاف	213/10
وہ چشم گھر ہے غصہ و ناز و عتاب کا	ٹپکا کرے ہے زہر ہی صرف اُس نگاہ سے	213/11
لاؤں تھا رکھنے ہی کے مصراع قد یار		213/12
میں معتقد ہوں میر ترے انتخاب کا		

﴿214﴾

گوہر تر جوں سرشک آنکھوں سے سب کی گر گیا	خندہ دندان نما کرتا جو وہ کافر گیا	214/1
پاؤں رکھتا جس نے تک اودھر، پھر اُس کا سر گیا	کیا گزر کوئے محبت میں ہنسی ہے، کھیل ہے	214/2
ایک پتھر حادثے کا آگاہ، سر چر گیا	کیا کوئی زیر فلک اونچا کرے فرق غرور	214/3
ایک ناکسی سپاہی دکھنیوں میں گھر گیا	نیزہ بازاں مثرہ میں دل کی حالت کیا کہوں	214/4
بخت کی برستگی سے آتے آتے پھر گیا	بعد مدت اس طرف لایا تھا اُس کو جذب عشق	214/5
یعنی لوہا تھا کڑا تیغ ستم کا کر لے گیا	تیز دست اتنا نہیں وہ ظلم میں اب فرق ہے	214/6
سخت ہم کو میر کے مر جانے کا افسوس ہے		214/7
تم نے دل پتھر کیا، وہ جان سے آخر گیا		

﴿215﴾

چیکے ہی چیکے اُن نے ہمیں جاں بہ لب کیا	اُس بد زباں نے حرفِ سخن آہ کب کیا	215/1
ظالم نگاہ چشم لٹ اُدھر کی، غضب کیا	طاقت سے میرے دل کی خبر تجھ کو کیا نہ تھی	215/2
ایسا ہی کچھ سلوک کیا اُن نے جب کیا	یکساں کیا نہیں ہے ہمیں خاک رہ سے آج	215/3

نسخہ آسی میں 'رگر' درست نہیں، نسخہ کالج اور نول کشور دوم، سوم میں 'رگر' صحیح ہے۔
نسخہ آسی ص ۲۳۸، نسخہ عبادت ص ۲۸۷، نگاہ چشم، غلطی ہے، نگاہ چشم، نسخہ مجلس میں درست، لیکن اختلاف نسخ کی نشان دہی مفقود ہے۔

- 215/4 عتامہ لے کے شیخ کہیں سے کدے سے جا
بس مخ بچوں نے حد سے زیادہ ادب کیا
- 215/5 اُس رخ سے دل اٹھایا تو زلفوں میں جا پھنسا
القصہ اپنے روز کو ہم نے بھی شب کیا
- 215/6 ظاہر ہوا نہ مجھ پہ کچھ اُس ظلم کا سبب
کیا جانوں خون اُن نے مرا کس سبب کیا
- 215/7 کچھ آگے آئے ہوتے جو منظور لطف تھا
ہم جی سے اپنے جا چکے، تم قصد تب کیا
- 215/8 پچھڑے تمہارے، اپنا عجب حال ہو گیا
جس کی نگاہ پڑ گئی اُن نے عجب کیا
- 215/9 برسوں سے اپنے دل کی ہے دل میں کہ یار نے
اک دن جدا نہ غیر سے ہم کو طلب کیا
- 215/10 کی زندگی سودہ کی، موے اب سو اس طرح
جو کام میر جی نے کیا سو کڈھب کیا

﴿216﴾

- 216/1 اب چھاتی کے جلنے نے کچھ طور بدل ڈالا
سب درد ہوشدّت کا اس دل ہی کو دل ڈالا
- 216/2 ہم عاجزوں کا کھونا مشکل نہیں ہے ایسا
کچھ چونٹیوں کو لے کر پاؤں تلے مل ڈالا
- 216/3 اٹھکلی کی بھی اس کی دل تاب نہیں لاتا
کیا پڑی کے بچوں میں لے بالوں کو بل ڈالا
- 216/4 تشویش سے اب خالی کس دن ہے مزاج اپنا
اس دل کی خلش نے بھی کیا آہ خلل ڈالا
- 216/5 مجھ مست کو کیا نسبت اے میر مسائل سے
منہ شیخ کا مسجد میں، میں رکے کے مسل ڈالا

﴿217﴾

- 217/1 طوفان میرے رونے سے آخر کو ہو رہا ہے
یوناں کی طرح بستی یہ سب میں ڈبو رہا
- 217/2 بہتوں نے چاہا کہیے، پہ کوئی نہ کہہ سکا
احوال عاشقی کا مری گوگو رہا
- 217/3 آخر مَوا ہی واں سے نکلتا سنا اُسے
کوچے میں اُس کے جا کے ستم دیدہ جو رہا
- 217/4 آنسو تھما نہ جب سے گیا وہ نگاہ سے
پایاں کار آنکھوں کو اپنی میں رو رہا
- 217/5 کیا بے شریک زندگی کی شیخ شہر نے
بتاش بھی وہی تھا، وہی مُردہ شو رہا
- 217/6 یاروں نے جلے کے مُردے سے میرے کیا خطاب
روتے تھے ہم تو دل ہی کو، تو جی بھی کھو رہا
- 217/7 جب رات سر پٹکنے نے تاثیر کچھ نہ کی
ناچار پیر منڈکری سی مار، سو رہا

﴿218﴾

- 218/1 لعل پر کب دل مرا مائل ہوا
اُس لب خاموش کا قائل ہوا
- 218/2 لوگنیں آنکھیں، اٹھائی دل نے چوٹ
یہ تماشا ئی عبث گھائل ہوا
- 218/3 ناشکیبی سے گئی ناموس فقر
عاقبت بوسے کا میں سائل ہوا

۱۔ نسخہ کالج اور نسخہ آسی میں ترک درست جب کہ نول کشور دوم، سوم میں رکھ غلط ہے۔
۲۔ غزل کی ردیف 'رہا' ہے، مجلس کے نسخے (جلد دوم ص ۶۷) میں مطلع ہی کو ہو رہا ہے، درج کیا ہے۔
۳۔ نسخہ کالج اور نول کشور طبع دوم میں چل کے درست نہیں، نسخہ آسی اور طبع سوم میں چل کے صحیح ہے۔

ایک تھے ہم دے نہ ہوتے ہست اگر اپنا ہونا بیچ میں حائل ہوا
میر ہم کس ذیل میں، دیکھ اُس کی آنکھ
ہوش اہلِ قدس کا زائل ہوا

218/4

218/5

﴿219﴾

کوئی فقیر یہ اے کاش کے دعا کرتا
کبھو جو آن کے ہم سے بھی تو ملا کرتا
چن میں پھول گل اب کے ہزار رنگ کھلے
فقیر بستی میں تھا تو ترا زیاں کیا تھا
علاج عشق نے ایسا کیا نہ تھا اس کا
قدم کے چھونے سے استادگی مجھی سے ہوئی
بدی نتیجہ ہے نیکی کا اس زمانے میں
تلاطم آنکھ کے صد رنگ رہتے تھے تجھ بن
کہاں سے نکلی یہ آتش نہ مانتا تھا میں
گلی سے یار کی ہم لے گئے سر پر شور
خراب مجھ کو کیا دل کی لاگ نے درنہ
گئے یہ تیرے نہ تھا ہم نفس کوئی اے گل!
کہیں کی خاک کوئی منہ پہ کب تلک ملتا
موے ہی رہتی تھی عزت مری محبت میں
ترے مزاج میں تابِ تعب تھی میر کہاں
کو سے عشق نہ کرتا تو تُو بھلا کرتا

219/1

219/2

219/3

219/4

219/5

219/6

219/7

219/8

219/9

219/10

219/11

219/12

219/13

219/14

219/15

﴿220﴾

بندھا رات آنسو کا کچھ تار سا
کوئی سادہ ہی اُس کو سادہ کہے
محبت ہے یا کوئی جی کا ہے روگ
گل و سرو اچھے سبھی میں دے لے
ہوا ابرِ رحمت گنہگار سا
لگے ہے ہمیں تو وہ عیار سا
سدا میں تو رہتا ہوں بیمار سا
نہ نکلا چن میں کوئی یار سا

220/1

220/2

220/3

220/4

۱۔ نسخہ مجلس اور آسی کے یہاں 'کہ' کے مقام پر بھی 'کے' درج ہوتا ہے۔ اسی غزل کے مطلع کے علاوہ تیسرے شعر میں بھی یہی صورت ہے۔ فاروقی صاحب نے مطلع میں 'کاش' کے اور تیسرے شعر کو 'کاش' کہ لکھا ہے۔ (شعر شورا انگیز، جلد اول، ص ۵۲۳)
۲۔ نسخہ آسی میں 'موئے ہی رہتی' ہے اور درست ہے لہذا مجلس کے حاشیے (جلد دوم، ص ۷۰) پر 'موئے ہی رہتی' (بحوالہ آسی) درست نہیں، نسخہ کالج، نول کشور دوم، سوم میں 'موئی ہی رہتی' درج ہے لیکن یہ یا بے معروف و مجہول کے املا کا پیدا کردہ مغالطہ ہے۔ اس غلطی نے فاضل مصنف شعر شورا انگیز (ص ۵۲۶) سے بھی غلطی کرائی ہے۔ فاروقی صاحب نے 'موئی ہی رہتی' درج کر کے شعر کے جو معنی سمجھے اور بیان کیے وہ درست نہیں، سیدہا سا شعر ہے کہ ہم نے عشق میں جان دے کر آبرو بچائی ہے۔ 'موئے ہی رہتی' صرف مجلس کا متن ہے، گو اس سے معنی کی ترسیل مزید بہتر ہوتی ہے۔

ہمیں بھی یہ جینا ہے دشوار سا	جو ایسا ہی تم ہم کو سمجھو ہو سہل	220/5
نہ پہنچا بہم اُس دل آزار سا	فلک نے بہت کھینچے آزار لیک	220/6
ٹپکتا ہے چتون سے کچھ پیار سا	مگر آنکھ تیری بھی چپکی کہیں	220/7
لگے آنکھ میں سب کی گل خار سا	چمن ہووے جو انجمن تجھ سے واں	220/8
گرا اُس کے در پر میں دیوار سا	کھڑے منتظر ضعف جو آگیا	220/9
لگا واں تو رہتا ہے بازار سا	دکھاؤں متاع وفا کب اُسے	220/10
پھرے راتوں کو بھی پری دار سا	عجب کیا جو اُس زلف کا سایہ دار	220/11
نہیں میرِ مستانہ صحبت کا باب		220/12
مصاحب کرو کوئی ہشیار سا		

﴿221﴾

جو رفتہ محبت واقف ہے اس کے ڈھب کا	حیراں ہے لحظہ لحظہ طرزِ عجب عجب کا	221/1
یہ وجہ ہے کہ عارف منہ دیکھتا ہے سب کا	کہتے ہیں کوئی صورتِ بن معنی یاں نہیں ہے	221/2
ہے درہم اور برہم حال اُس کے روز و شب کا	نسبت درست جس کی اُس رُو و مُو سے پائی	221/3
شایانِ لطف دشمن، شائستہ میں غضب کا	افسوس ہے نہیں تُو انصاف دوست ورنہ	221/4
ہر چند عزالتی ہے وہ خال کنج لب کا	سوداگی ایک عالم اُس کا بنا پھرے ہے	221/5
اب ہاتھ سے دیا ہے سر رشتہ میں ادب کا	منہ اس کے منہ کے اوپر شام و سحر رکھوں ہوں	221/6
کیا آج کل سے اُس کی یہ بے توجہی ہے		221/7
منہ اُن نے اس طرف سے پھیرا ہے میر کب کا		

﴿222﴾

پر یہ تیرا نہ امتحان گیا	سیکڑوں بے کسوں کا جان گیا	222/1
عاشق اپنا جسے وہ جان گیا	وائے احوال اُس جفاکش کا	222/2
جی گیا پر نہ یہ نشان گیا	داغِ حرماں ہے خاک میں بھی ساتھ	222/3
آج سو سو طرف گمان گیا	کل نہ آنے میں ایک یاں تیرے	222/4
تب تو میں نے کہا سو مان گیا	حرف نشو کوئی اُسے بھی ملا	222/5
ہاتھ سے جس کے یہ مکان گیا	دل سے مت جا کہ پھر وہ پہنچایا	222/6
پھرتے پھرتے تلاش میں اُس کی (قطعہ)	پھرتے پھرتے تلاش میں اُس کی	222/7,8
شوق میں برسوں خاک چھان گیا	اب جو عیسیٰ فلک پہ ہے وہ بھی	
کون جی سے نہ جائے گا اے میر		222/9
حیف یہ ہے کہ تو جوان گیا		

﴿223﴾

ہنگام شرح غم جگر خامہ شق ہوا	223/1
بندہ، خدا ہے پھر تو، اگر گزرے آپ سے	223/2
دل میں رہا نہ کچھ تو کیا ہم نے ضبط شوق	223/3
وہ رنگ، وہ روش، وہ طرح سب گئی بہ یاد	223/4
برسوں تری گلی میں چمن ساز جو رہا	223/5
لے کر زمیں سے تابہ فلک رک گیا ہے آہ	223/6
اس نو ورق میں میر جو تھا شرح بطل سے	223/7
بیٹھا جو دب کے میں تو ترا اک سبق ہوا	

﴿224﴾

کل میں کہا، وہ طور کا شعلہ کہاں گرا	224/1
منظر خراب ہونے کو ہے چشم تر کا حیف	224/2
روح القدس کو سہل کیا یار نے شکار	224/3
پہنچایا مجھ کو عجز نے مقصود دل کے تئیں	224/4
شور اک مری نہاد سے تجھ بن اٹھا تھارات	224/5
کیا کم تھا شعلہ شوق کا، شعلے سے طور کے	224/6
ڈوبا خیال چاہ زخنداں میں اس کے میر	224/7
دانستہ کیوں کنویں میں بھلا یہ جواں گرا	

﴿225﴾

آتے ہی آتے تیرے، یہ ناکام ہو چکا	225/1
موسم گیا وہ ترکِ محبت کا ناصحا!	225/2
یا خط چلے ہی آتے تھے یا حرف ہی نہیں	225/3
نا آشنائے حرف تھا وہ شونخ جب تبھی	225/4
تڑپے ہے جب کہ سینے میں اچھلے ہے دودو ہاتھ	225/5
گر دل یہی ہے میر تو آرام ہو چکا	

﴿226﴾

سنبل تمہارے گیسوؤں کے غم میں لٹ گیا	226/1
عالم میں جاں کے مجھ کو تنزہ تھا، اب تو میں	226/2

لے نسخہ آسی میں شرح وسط ہے جب کہ نسخہ کالج اور طبع دوم، سوم میں واو عطف نہیں، اس طرح مصرع کی روانی بھی بڑھ گئی ہے۔
 ح نسخہ کالج اور آسی کے یہاں ابھی درست، جب کہ نول کشور دوم، سوم ص (۱۷۹) پر نہ تھے غلط ہے۔

- 226/3 ظلم و جفا و جور پر اصرار اس قدر
226/4 اب وہ سماں نہیں ہے کہ وہ کام جانِ خلق
226/5 دشوار سیتے ہیں گے جو بے ڈھب پھٹی ہے جیب
226/6 داماں و جیب دونوں ہوئے ٹکڑے ایک جا
226/7 خاطر اگر ہو جمع ، پریشانی بھی نہجے
226/8 ٹک رات اس کے منہ سے ہوا تھا مقابلہ
226/9 کیا پوچھو ہو نصیب ہمارے اُلٹ گئے
226/10 بلبل کی اور گل کی جو صحبت کی سیر، میر
دل اپنا دلبروں کی طرف سے اُچٹ گیا

﴿227﴾

- 227/1 سینے میں شوق ، میر کے سب درد ہو گیا
227/2 نکلا تھا آج صبح بہت گرم ہو ، ولے
227/3 بے پردہ اس کی شوخی قیامت ہے دیکھو
227/4 کشتی ہر اک فقیر کی بھری شراب سے
227/5 دفتر لکھے ہیں میر نے دل کے الم کے یہ
یاں اپنے طور و طرز میں وہ فرد ہو گیا

﴿228﴾

- 228/1 کیا تو ، نمود کس کی ، کیا کمال تیرا
228/2 کیا ہے جو ہو زنج زن ، مہ پاس کا ستارا
228/3 اے گل ، مغل پچہ وہ مرزا ہے ، اُس کے آگے
228/4 تجھ روئے خون فشاں سے انجم ہی کیا نجل ہیں
228/5 اب صبح پاس گل کے ہو کر نہیں نکلتی
228/6 پہلا قدم ہے انساں پامال مرگ ہونا
228/7 ہوگی جو چل سر مو ، پنہاں نہیں رہے گی
228/8 تفصیل حال میری تھی باعثِ کدورت
228/9 کچھ زرد زرد چہرہ ، کچھ لاغری بدن میں
کیا عشق میں ہوا ہے اے میر حال تیرا

﴿229﴾

- 229/1 فرو آتا نہیں سر ناز سے اب کے امیروں کا
اگرچہ آسماں تک شور جاوے ہم فقیروں کا

۱۔ نسخہ کالج اور آسی میں 'فلک' درست ہے، نول کشور دوم، سوم میں 'تب' غلط ہے۔
۲۔ نسخہ آسی میں 'ایک ایک' ہے، مجلس کے نسخے میں 'اک ایک' ہے جب کہ اختلاف متن مذکور نہیں۔

- 229/2 تبسم سحر ہے جب پان سے لب سرخ ہوں اُس کے
229/3 سر کناس کے درباں پاس سے ہے شب کو بھی مشکل
229/4 کئے بہتوں کے سر لڑکوں نے جو یہ باندھنوں باندھے
229/5 قفس کے چاک سے دیکھوں ہوں میں تو تگ آتا ہوں
229/6 ہمارے دیکھتے زیر نگین تھا ملک سب، جن کے
229/7 دل پُر کو تو ان پلکوں ہی نے سب چھان مارا تھا
کیا میر ان نے خالی یوں ہی ترکش اپنے تیروں کا

﴿230﴾

- 230/1 ہوئیں رسوائیاں جس کے لیے چھوٹا دیار اپنا
230/2 خدا جانے ہمیں اس بے خودی نے کس طرف پھینکا
230/3 ذلیل اُس کی گلی میں ہوں تو ہوں آزر دگی کیسی
230/4 اگرچہ خاک اڑائی دیدہ تر نے بیاباں کی
230/5 کہا بد وضع لوگوں نے، جو دیکھا رات کو ملتے
230/6 کریں جو ترک عزت واسطے مشہور ہونے کے
230/7 دل بے تاب دے طاقت سے کچھ چلتا نہیں ورنہ
230/8 عجب ہم بے بصیرت ہیں کہاں کھولا ہے بار آ کر
230/9 نہ ہو یوں مے کدہ مسجد سا، پرواں ہوش جاتے ہیں
230/10 سراپا آرزو ہم لوگ ہیں کا ہے کو زندوں میں
230/11 گیا وہ بوجھ سب، ہلکے ہوئے ہم میر آخر کو
مناسب تھا نہ جانا، اُس گلی میں بار بار اپنا

﴿231﴾

- 231/1 ربط دل زلف سے اس کی جو نہ چپاں ہوتا
231/2 ہاتھ دامن میں ترے مارتے جھنجھلا کے نہ ہم
231/3 میری زنجیر کی جھنکار نہ کوئی سنتا
231/4 ہر سحر آئے رہتا ہے ترا منہ تکتا
231/5 وصل کے دن سے بدل کیوں کہ شب بھجراں ہو
231/6 طور اپنے پہ جو ہم روتے تو پھر عالم میں
231/7 دل میں کیا کیا تھا ہمارے جو نہ ہو جانی یاس
231/8 خاک پا ہو کے ترے قد کا چمن میں رہتا

نسخہ کالج، نول کشور دوم، سوم میں آزادی درست نہیں۔ اسی کے یہاں آزر دگی بہتر ہے۔

آسی، عبادت اور مجلس میں زندوں سہو کتابت ہے، شعر کا مضمون و محل زندوں کا تقاضا کرتا ہے۔

نسخہ آسی میں کیوں کہ درست، جب کہ مجلس والوں نے پھر اسی طرح کیوں کے درج کیا ہے۔

میر بھی در کے لوگوں ہی کی سی کہنے لگا
کچھ خدا لگتی بھی کہتا جو مسلمان ہوتا

231/9

﴿232﴾

جس پہ اس موج سی شمشیر کا اک دار کیا
آگیا عشق میں جو پیش نشیب اور فراز
کیا کروں جنس وفا پھیرے لیے جاتا ہوں
اتفاق ایسے پڑے، ہم تو منافق ٹھہرے
ایسے آزار اٹھانے کا ہمیں کب تھا دماغ
جی ہی جاتے سنے ہیں عشق کے مشہور ہوئے
دیکھے اُس ماہ کو جو کتنے مہینے گزرے
نالہ بلبلی بے دل ہے پریشان بہت
میر اے کاش زباں بند رکھا کرتے ہم
صبح کے بولنے نے ہم کو گرفتار کیا

232/1

232/2

232/3

232/4

232/5

232/6

232/7

232/8

232/9

﴿233﴾

شب رفتہ میں اُس کے در پر گیا
شکتہ دل عشق کی جان کیا
ہوئے یار کیا کیا خراب اُس بغیر
کشنده تھا لڑکا ہی ناکردہ خوں
بہت رفتہ رہتے ہو تم اُس کے اب
مزاج آپ کا میر کیدھر گیا

233/1

233/2

233/3

233/4

233/5

﴿234﴾

بے طاقتی میں تُو تو اے میر مر رہے گا
کیا ہے جو راہ دل کی طے کرتے مر گئے ہم
مت کزلد کین اتنا خوں ریزی میں ہماری
آگاہی پائی ہم نے کھوئے گئے سے یعنی
فردا کا سوچ، تجھ کو کیا، آج ہی پڑا ہے
لوگوں کا پاس ہم کو مارے رکھے ہے ورنہ
پایان کار دیکھیں کیا ہووے دل کی صورت
اب رنگی رویہ اپنا کیا ہے میں نے

234/1

234/2

234/3

234/4

234/5

234/6

234/7

234/8

نسخہ آسی میں ن کے تحت حاشیہ میں آگاہی درج ہوا ہے۔ 'پائی' کے ساتھ آگاہی نہایت برا لگتا ہے، اس لیے ہم نے آگاہی کو ضرورت کے تحت داخل متن کر لیا ہے۔

ہم کوئی بیت جا کر اُس ہی کے منہ سنیں گے
وہشت زدہ کسو دن گر میر گھر رہے گا

234/9

﴿235﴾

- پند گو مشفق عبث میرا نصیحت گر ہوا 235/1
گاڑ کر مٹی میں روئے عجز کیا ہم ہی موے 235/2
اب اٹھا جاتا نہیں مجھ پاس پھر ٹک بیٹھ کر 235/3
کب کھایا جاتا تھا یوں آنکھوں میں، جیسا صبح تھا 235/4
کیا سنی تم نے نہیں بدحالی فرہاد و قیس 235/5
کون کرتا ہے طرف مجھ عاشق بیتاب کی 235/6
جل گیا یا قوت اُس کے لعل لب جب ہل گئے 235/7
کیا کہوں اب کے لجنوں میں گھر کا بھی رہنا گیا 235/8
شب نہ کرتا شور اس کوچے میں، گر میں جانتا 235/9
ہووے یارب اُن سیہ رو آنکھوں کا خانہ خراب 235/10
استخوان سب پوست سے سینے کے آتے ہیں نظر 235/11
عشق میں ان نوخطوں کے میر میں مسطر ہوا

﴿236﴾

- طرف ہوا نہ کبھو ابر دیدہ تر کا 236/1
کہاں کہاں لیے پھرتا ہے شوق اُس در کا 236/2
بچھا جو پھول اٹھا کوئی اُس کے بستر کا 236/3
وگر نہ قصد ہو کس کو شکارِ لاغر کا 236/4
محیط میں تو تلف ہوتا ہے سمندر کا 236/5
غبار دور ہو کس طور میرے دلبر کا 236/6
نشاں جو پوچھے کوئی مجھ سے یار کے گھر کا 236/7
سلوک کا ہے کوشیوہ ہے اُس ستم گر کا 236/8
چمن میں شور مرا اب تلک بھی ہے پر کا 236/9
کہ چاہ میں تو ہے مرنا براٹے شادور کا 236/10
یہ آئندہ ہے نظر کردہ کس قلندر کا 236/11
نہ ترک عشق جو کرتا تو میر کیا کرتا 236/12
جفا کشی نہیں ہے کام ناز پرور کا

ل۔ نسخہ آسی میں اب کی اور نسخہ مجلس میں اب کے ہے، اختلاف نسخہ مذکور نہیں ہے۔
ج۔ نسخہ کالج اور نول کشور دوم، سوم میں پڑا سہو ہے۔ نسخہ آسی میں بڑا درست ہے۔

﴿237﴾

طاق بلند پر اُسے سب نے اٹھا رکھا	حلقہ ہوئی وہ زلف ، کماں کو چھپا رکھا	237/1
گو چرخ نے بہ صورتِ ظاہر جدا رکھا	اُس مہ سے دل کی لاگ وہی متصل رہی	237/2
کب اُن نے خون کر نہ کسو کا دبا رکھا	گڑوا دیا ہو مار کر اک دو کو تو کہوں	237/3
چھائی کے میرے زخموں نے برسوں مزا رکھا	ٹک میں لگا تھا اُس نمکی شوخ کے گلے	237/4
اُس بوالہوس نے اپنے تئیں تو بچا رکھا	کاہے کو آئے چوٹ کوئی دل پہ شیخ کے	237/5
اس راہ خوف ناک میں کیوں تم نے پا رکھا	ہم سر ہی جاتے عشق میں اکثر سنا کیے	237/6
کیا جانوں ان بتوں نے ستم کیوں روا رکھا	آزارِ دل نہیں ہے کسو دین میں درست	237/7
اس مہ نے ایک جھکی لے دکھا کر لگا رکھا	کیا میں ہی جو چشمکِ انجم ہوں ، خلق کو	237/8
جس کی طرف نگاہ کی اُس کو سُلا رکھا	کیا زہرِ چشمِ یار کو کوئی بیاں کرے	237/9
ہر چند شعرِ میر کا دل معتقد نہ تھا		237/10
پر اس غزل کو ہم نے بھی سن کر لکھا رکھا		

﴿238﴾

گردنِ شیشہ ہی میں دست رہا	میں جوانی میں مے پرست رہا	238/1
ظلِ مہرِ دہلے دارِ بست رہا	درِ مے خانہ میں مرے سر پر	238/2
یہ سب ثابتِ شکست رہا	سر پہ پتھر جنوں میں کب نہ پڑے	238/3
تب گنہ کرنے کا نہ دست رہا	ہاتھ کھینچا سو پیر ہو کر جب	238/4
دل درونے تلے میں آبِ خست رہا	آنسو پی پی گیا جو برسوں میں	238/5
قدِ خواں کا سرو بست رہا	جب کہو تب بلند کہیے اُسے	238/6
میر کے ہوش کے ہیں ہم عاشق		238/7
فصلِ گل جب تلک تھی مست رہا		

﴿239﴾

گلِ سرخ اک زرد رخسار تھا	چمن بھی ترا عاشق زار تھا	239/1
کہیں دل ہمارا گرفتار تھا	گئی نیندِ شیون سے بلبل کی رات	239/2
بکھڑا دور ، جیسے گنہ گار تھا	قدِ یار کے آگے سروِ چمن	239/3
دلے جب تلک تو خریدار تھا	یہی جنسِ دل کی گراں قدر تھی	239/4
کہ چسپاں ہمیں بھی کہیں پیار تھا	بہت روئے ہم شبنم و گل کو دیکھ	239/5
کسو زلف سے کچھ سروکار تھا	مجھے اے دلِ چاک کیا شانہ ساں	239/6

۱۔ نسخہ کالج اور آسی کے یہاں 'بھگی' درست، یہی میر کا مرغوب لفظ ہے، نول کشور دوم، سوم میں 'بھگی' درست نہیں۔

۲۔ صرف نسخہ کالج (۱۸۱۱ء) میں اس مصرع کا متن درست ہے جو اختیار کیا گیا ہے۔ نول کشور طبع دوم 'خالِ مدوح' طبع سوم میں 'خالِ مدوح' جو

آسی اور عبادت کے نسخوں میں 'حالِ مدوح' درج ہوا۔ ان میں سے کسی سے بھی شعر میں معنی پیدا نہیں ہوتے۔

۳۔ نسخہ آسی اور عبادت میں 'درونی' درج ہوا، بجلی میں متن 'درونے' درست ہے، لیکن اختلافِ متن مذکور نہیں۔

۴۔ سبھی نسخوں میں 'سا' ہے جب کہ مصرع کا تقاضا 'ساں' کا ہے، ہم نے جرأتِ قیاس سے مصرع بہتر کیا ہے۔

گیا میریاں سے کرو گے جو یاد
کہو گے کہ مسکین عجب یار تھا

239/7

﴿240﴾

دل گیا مفت اور دکھ پایا
مر گیا تس پہ سنگسار کیا
ہو کے عاشق بہت میں پچھتایا
نخل ماتم مرا یہ پھل لایا
یہ شب ہجر سر کرے ہے پرے
ہو سفیدی کا جس جگہ سایا
صحن میں میرے اے گل مہتاب
کیوں شگوفہ تو کھلنے کا لایا

240/1

240/2

240/3

240/4

﴿241﴾

چاک کر سینہ دل میں پھینک دیا
تم کو جیتا رکھے خدا اے بتاں
کھینچے ایذا ہمیشہ کس کی بلا
مر گئے ہم تو کرتے کرتے وفا
دل سے اک داغ ہی جدا نہ ہوا
سب گئے ہوش و صبر و تاب و تواں
اٹھ گیا میر وہ جو بالیں سے
پھر مری جان مجھ میں کچھ نہ رہا

241/1

241/2

241/3

241/4

﴿242﴾

اندوہ و غم کے جوش سے دل رک کے خوں ہوا
اچھا نہیں ہے رفتن رنگیں بھی اس قدر
اب کے مجھے بہار سے آگے جنوں ہوا
سنیو کہ ایسی چال پر اک آدھ خوں ہوا
جی میں تھا خوب جا کے خرابے میں رویے
جی میں تھا خوب جا کے خرابے میں رویے
نخچیر گاہ عشق میں افراطِ صید سے
ہوں داغ نازکی کہ کیا تھا خیالِ بوس
میں دور ہوں، اگرچہ برابر ہوں خاک سے
میر ان نے سرگزشت سنی ساری رات کو
افسانہ عاشقی کا ہماری فسوں ہوا

242/1

242/2

242/3

242/4

242/5

242/6

242/7

﴿243﴾

منہ پر اُس آفتاب کے ہے یہ نقاب کیا
اے ابر تر یہ گر یہ ہمارا ہے دیدنی
پردہ رہا ہے کون سا، ہم سے حجاب کیا
بر سے ہے آج صبح سے چشم پر آب کیا
دم گنتے گنتے اپنی کوئی جان کیوں نہ دو
سو بار اُس کے کوچے تلک جاتے ہیں چلے
وہ پاس آن بیٹھے کسو کے، حساب کیا
دل ہے اگر بہ جا تو یہ ہے اضطراب کیا

243/1

243/2

243/3

243/4

لے نسخہ آئی، عبادت و مجلس میں پری ہے، 'سایہ' کے ساتھ رعایت سے ذہن اس طرف جاتا ہے لیکن مصرع بامعنی نہیں ہو پاتا، شورا نگیز جلد اول ص ۵۴۱ میں پُرے (بمعنی دستے، لشکر) درج ہوا، یہ متن بہتر ہے۔

بس اب نہ منہ کھلاؤ ہمارا ، ڈھکے رہو	243/5
دوزخ سو عاشقوں کو تو دوزخ نہیں رہا	243/6
ہم جل کر ایک راکھ کی ڈھیری بھی ہو گئے	243/7
ہستی ہے اپنے طور پہ جوں بحر، جوش میں	243/8
دیکھا پلک اٹھا کے تو پایا نہ کچھ اثر	243/9
ہر چند میر بستی کے لوگوں سے ہے نفور	243/10
پر ہائے آدمی ہے وہ خانہ خراب کیا	

﴿244﴾

اے نکیلے یہ تھی کہاں کی ادا	244/1
جادو کرتے ہیں اک نگاہ کے بیچ	244/2
بات کہنے میں گالیاں دے ہے	244/3
دل چلے جاتے ہیں خرام کے ساتھ	244/4
خاک میں مل کے میر ہم سمجھے	244/5
بے ادائی تھی آسمان کی ادا	

﴿245﴾

رہا میں تو عزت کا اعزاز کرتا	245/1
نہ ہوتا میں حسرت میں محتاج گریہ	245/2
نہ ٹھہرا مرے پاس دل ورنہ اب تک	245/3
جو جانوں کہ در بر ہے ایسا وہ دشمن	245/4
تو تمکین سے کچھ نہ بولا وگرنہ	245/5
گلو گیر ہی ہو گئی یادہ گوئی	245/6
زیارت گہ کبک تو ہو بلا سے	245/7
ٹک آ میر کی خاک پر ناز کرتا	

﴿246﴾

عید آئندہ تک رہے گا گلا	246/1
ڈوبا لوہو میں دیکھنا سر خار	246/2

۱۔ نسخہ آسی، مجلس عبادت میں یہ مصرع بے معنی ہے۔ ہستی ہے اپنے طور پہ جو بحر جوش میں ہم نے شعر شورا انگیز جلد اول، ص ۵۴۷ سے یہ مہ سمجھا اور شامل متن کیا ہے۔

۲۔ دیوان دوم کی یہ غزل نسخہ آسی میں ص ۴۹-۲۳۸ پر درج ہوئی، پانچ شعروں پر مشتمل اس غزل کے تین شعر (نمبر ۱، ۳ اور ۵) دیوان پنجم ص ۵۳۷ پر دوبارہ درج ہوئے۔ نقل راجہ عقل کے مصداق نسخہ عبادت میں یہی غلطی دیوان دوم ص ۴۰۱ اور دیوان پنجم ص ۴۵ پر دہرائی ہے۔ غزل نمبر ۲۳۲ کی طرح یہ غزل اور نمبر ۲۳۶ بھی اسی طرح، دیوان پنجم میں آسی صاحب اور عبادت صاحب نے نقل مکرر کی ہیں۔ ان غزلوں کے اور اس غلطی کے بارے میں بحث دیا ہے میں کی گئی ہے۔

میں تو افسردہ ہر چمن میں پھرا
غنجہ دل مرا کہیں نہ کھلا

246/3

﴿247﴾

یہ چوٹ کھائی ایسی دل پر کہ جی گنوا
مدت میں وہ ہوا شب ہم بستر آ کے میرا
الجباص پڑ گیا سو سنبھی نہ اپنی اُس کی
آئینہ زو ہمارا آیا نہ نزع میں بھی
اس بے مروتی کو کیا کہتے ہیں بتاؤ
وہ روئے خوب اب کے ہرگز گیا نہ دل سے
خلطہ ہمارا اس کا حیرت ہی کی جگہ ہے
طرز نگہ سے اُس کی بے ہوش کیا ہوں میں ہی
آنکھیں کھلیں تو دیکھا جو کچھ نہ دیکھنا تھا
باقی نہیں رہا کچھ، گھٹتے ہی گھٹتے ہم میں
تو نے کہ پاؤں سے دل باہر نہیں رکھا ہے
کس دن ملائمت کی اُس بت نے میر ہم سے
ختی کھنچے نہ کیونکر پتھر سے دل لگایا

247/1

247/2

247/3

247/4

247/5

247/6

247/7

247/8

247/9

247/10

247/11

247/12

﴿248﴾

سمندر کا میں کیوں احساں تہوں گا
مرے آنسو نہیں؟ اُن پر بہوں گا
نہ تو آوے، نہ جاوے بے قراری
یوں ہی اک دن سنا میں مر رہوں گا
ترے غم کے ہیں خواہاں سب، نہ کھا غم
کی کیا ہوگی جو اک میں نہ ہوں گا
اگر جیتا رہا میں میر اے یار
تو شب کو مو بہ موصہ کہوں گا

248/1

248/2

248/3

248/4

﴿249﴾

رکھتا تھا ہاتھ میں سررشتہ بہت سینے کا
رو گیا دیکھ رفو، چاک مرے سینے کا
اے پیش لو ہو پے میرا، جو تو جھوٹ کہے
کس سے یہ قاعدہ سیکھا ہے لہو پینے کا
اس میں حیران ہوں کس کس کا گلہ تجھ سے کروں
بدگمانی کا، تغافل کا، ترے کینے کا
میر کی نبض پہ رکھ ہاتھ، لگا کہنے طبیب
آج کی رات یہ بیمار نہیں جینے کا

249/1

249/2

249/3

249/4

﴿250﴾

عشق سے دل یہ تازہ داغ جلا
اس یہ خانے میں چراغ جلا
میر کی گرمی تم سے اچر ج ہے
کس سے ملتا ہے یہ دماغ جلا

250/1

250/2

ردیف الف۔ دیوان سوم

﴿251﴾

میرے مالک نے مرے حق میں یہ احسان کیا	251/1
اُس سرے دل کی خرابی ہوئی اے عشق دروغ	251/2
ضبط تھا جب تیں چاہت نہ ہوئی تھی ظاہر	251/3
انتہا شوق کی دل کے جو صبا سے پوچھی	251/4
مجھ کو شاعر نہ کہو میر کہ صاحب میں نے	251/5
درد و غم کتنے کیے جمع تو دیوان کیا	

﴿252﴾

دین و دل کے غم کو آساں ناتواں میں لے گیا	252/1
خاک و خوں میں لوٹ کر رہ جانے ہی کا لطف ہے	252/2
سرگزشت عشق کی تہہ تلے کو نہ پہنچا یاں کوئی	252/3
عرصہ دشت قیامت باغ ہو جائے گا سب	252/4
ذکر دل جانے کا وہ پُر کینہ سن ، کہنے لگا	252/5
یک جہاں مہر و وفا کی جنس تھی میرے گئے	252/6
ریختہ کا ہے کو تھا اس رتبہ اعلیٰ میں میر	252/7
جو زمیں نکلی ، اُسے تا آسمان میں لے گیا	

﴿253﴾

میرا ہی مقلدِ عمل تھا	253/1
مجنوں کے دماغ میں خلل تھا	
دل ٹوٹ گیا تو خوں نہ نکلا	253/2
شیشہ یہ بہت ہی کم بغل تھا	
تھیں سب کی نظر میں اس کی بھوویں	253/3
افسوس یہ شعر مبتذل تھا	
کیا قدر ہے ریتختے کی ، گو میں	253/4
اس فن میں نظیری کا بدل تھا	
تھا نزع میں دستِ میر دل پر	253/5
شاید غم کا یہی محل تھا	

۱۔ نسخہ کالج اور آسی میں دل درست ہے، نول کشور دوم، سوم میں دوا صحیح نہیں۔
 ۲۔ اگرچہ تمام نسخوں میں کوئی درج ہوا ہے لیکن اس سے مصرع کے کوئی معنی نہیں نکلتے، اس لیے قیاس کو کام میں لا کر متن میں کوئی درج کیا ہے۔
 ۳۔ نسخہ کالج، نسخہ آسی اور فاروقی صاحب کے یہاں کی تہہ درست دکھائی دیتا ہے۔ نول کشور دوم، سوم میں کہہ نہ درج ہوا جو درست نہیں۔
 ۴۔ رتبہ عالی نول کشور دوم، سوم میں، زیادہ درست متن رتبہ اعلیٰ ہی ہے۔

﴿254﴾

کرتا جنوں جہاں میں بے نام و رنگ آیا	254/1
شب شمع کو بھی چپکی اجلس میں لگ گئی تھی	254/2
فتنے فساد انھیں گے، گھر گھر میں خون ہوں گے	254/3
ہر سر نہیں ہے شایاں شور قلندری کا	254/4
چسپاں ہے اس بدن سے پیراہن حریری	254/5
باتیں ہماری ساری بے ڈھنگیاں ہیں وے ہی	254/6
بشرے کی اپنے رونق اے تیر عارضی ہے	254/7
جب دل کو خوں کیا تو چہرے پہ رنگ آیا	

﴿255﴾

دل اگر کہتا ہوں تو کہتا ہے وہ یہ دل ہے کیا	255/1
جاننا باطل کسو کو ، یہ قصور فہم ہے	255/2
یاں کوئی دن رات وقفہ کر کے قصد آگے کا کر	255/3
تک رہے ہیں اس کو سو ہم تک رہے ہیں ایک سے	255/4
وہ حقیقت ایک ہی ساری نہیں ہے سب میں تو	255/5
چوٹ میرے دل میں ایسی ہے کہ ہوں میں دم بہ خود	255/6
کہتے ہیں ظاہر ہے اک ہی لیلیٰ ہفت اقلیم میں	255/7
ہم تو سو سو بار مر رہتے ہیں اک اک آن میں	255/8
شاخ پر گل یا نہال اودھر جھکے جاتے ہیں سب	255/9
مرثیہ میرے بھی دل کا رقت آور ہے بلا	255/10
مختتم کو میر میں کیا جانوں ، اور مقبل ہے کیا	

﴿256﴾

ان دلبروں سے رابطہ کرنا ہے کام کیا	256/1
حیرت ہے کھولیں چشم تماشا کہاں کہاں	256/2
کی اک نگاہ گرم ، جہاں ان سے مل گئے	256/3
شکر خدا کہ سر نہ فرو لائے ہم کہیں	256/4
اُس گنج لب پہ چپکے ہوئے منہ کو رکھ کے ہم	256/5
جس جائے اس کے چہرے سے کرتے ہیں گفتگو	256/6

نول کشور دوم، سوم ص ۲۶ میں 'کی بھی چپکی' ہے، نسخہ آسی میں 'کو بھی چپکی' ہے۔ چپکی کی جگہ اگر 'چپکی' پڑھا جائے تو مصرع شاید زیادہ بامعنی ہو سکے۔
نسخہ کالج میں 'کی بھی بکی' ہے، یہ متن ناقابل فہم ہے، ممکن ہے 'بکی' ہو۔
نسخہ آسی و مجلس میں 'اُس کی' سے بہتر متن نسخہ کالج کا ہے 'اُس کو وہی درج متن کیا ہے۔

- کہتا ہے کون بدر میں نقصان کچھ رہا 256/7
پر منہ کھلے پہ اس کے ہے ماہ تمام کیا
یہ جانوں ہوں کہ دل کو ہے اس رو و مو سے لاگ 256/8
تسبیح تک تو میر نے رکھا کلال کے
وقت نماز اب بھی ہوئے تھے امام کیا 256/9

﴿257﴾

- چال یہ کیا تھی کہ ایدھر کو گزارا نہ کیا 257/1
دور ہی دور پھرے ، پاس ہمارا نہ کیا
اس کو منظور نہ تھی ہم سے محبت کرنی 257/2
ایک چشمک بھی نہ کی ، ایک اشارا نہ کیا
بعد دشنام تھی بوسے کی توقع بھی ، ولے 257/3
تلخ سننے کے تئیں ہم نے گوارا نہ کیا
مر کے بے حوصلہ لوگوں میں کہا یا فرہاد 257/4
چندے پتھر ہی سے سر اور بھی مارا نہ کیا
جی رہے ڈوبتے دریائے غم عشق میں لیک 257/5
بواہوس کی سی طرح ہم نے کنارہ نہ کیا
نیم جاں صدقے کی اُس پر نہ زیاں دیکھا نہ سود 257/6
ہم تو کچھ دوستی میں وارے کا سارا نہ کیا
لے گیا مٹی بھی دروازے کی اُن کے میں میر 257/7
پر اطمینان نے مرے درد کا چارا نہ کیا

﴿258﴾

- وہ دل نہیں رہا ہے تعب جو اٹھائے گا 258/1
یا لوہو اشک خونی سے منہ پر بہائے گا
اب یہ نظر پڑے ہے کہ برگشتہ وہ مژہ 258/2
کاوش کرے گی ٹک بھی تو سنبھلا نہ جائے گا
کھینچا جو میں وہ ساعد سیمیں تو کہہ اٹھا 258/3
بس بس ، کہیں ہمیں ابھی صاحب غش آئے گا
رتجھے تو اس کے طور پہ مجلس میں شیخ جی 258/4
پھر بھی ملا تو خوب سا ان کو رجھائے گا
جلوے سے اُس کے جل کے ہوئے خاک سنگ و خشت 258/5
بیتاب دل بہت ہے ، یہ کیا تاب لائے گا
ہم رہ چکے جو ایسے ہی غم میں کھپا کیے 258/6
معلوم جی کی چال سے ہوتا ہے جائے گا
اُڑ کر لگی ہے پاؤں میں زلف اُس کی تیج دار 258/7
بازی نہیں یہ سانپ جو کوئی کھلائے گا
اُڑتی رہے گی خاک ، جنوں کرتے گوشت و دشت 258/8
کچھ دست اگر یہ بے سروساماں بھی پائے گا
درپے ہے اب وہ سادہ قراول پسر بہت 258/9
دیکھیں تو میر کے تئیں کوئی بچائے گا

۱۔ کلب علی خاں فائق مرتبہ نسخہ مجلس کے خیال (جلد سوم، ص ۳۴) 'اب بھی' سے مفہوم واضح نہیں، شاید یہ لفظ 'آبھی' ہو حالانکہ شعر کے معنی صاف ہیں۔

۲۔ نسخہ کالج میں 'شیخ جی' سے مفہوم واضح ہوتا ہے ورنہ نول کشور دوم، سوم، آسی و مجلس سب میں 'شیخ' کے ہے۔

۳۔ نسخہ آسی میں 'کرتی' جب کہ مجلس کے نسخے میں 'کرتے' تاہم اختلاف متن درج نہیں۔ نسخہ آسی میں یاے معروف و مجہول کا امتیاز کسی جگہ۔ کسی جگہ نہیں ہے۔

۴۔ نول کشور دوم، سوم میں یہ مصرع بالکل مختلف متن کا حامل ہے درپے ہے اب وہ قاتل صد کینہ جو بہت، تاہم نسخہ کالج اور آسی کا متن یہی۔ اختیار کیا گیا ہے۔

﴿259﴾

وہ جو گلشن میں جلوہ ناک ہوا	پھول غیرت سے جل کے خاک ہوا	259/1
اُس کے دامنِ تلک نہ پہنچا ہاتھ	تھا سرِ دست جیبِ چاک ہوا	259/2
کس قدر تھا خبیثِ شیخِ شہر	اُس کے مرنے سے شہر پاک ہوا	259/3
ڈریے اُس رشکِ خور کی گری سے	کچھ تو ہے ہم سے جو تپاک ہوا	259/4
	میر ہلاک ہو گیا تھا بہت	259/5
	سو طلب ہی میں پھر ہلاک ہوا	

﴿260﴾

کیا رویئے، ہمیں کو یوں آن کر کے مارا	میر بتِ دگر سے طوفان کر کے مارا	260/1
تربت کا میری نوحہ آئینے سے کرے ہے	یعنی کہ اُن نے مجھ کو حیران کر کے مارا	260/2
بیگانہ جان اُن نے، کیا چوٹ رات کو کی	منہ دیکھ دیکھ میرا پہچان کر کے مارا	260/3
پہلے گلے لگایا، پھر دستِ جور اٹھایا	مارا تو اُن نے لیکن احسان کر کے مارا	260/4
اُس ست عہد نے کیا کی تھی قسم مجھی سے	بہتوں کو اُن نے عہد و پیمان کر کے مارا	260/5
حاضرِ ریاق ہونا کا ہے کو چاہیے تھا	مجھ بے نوا کو کیا کیا سامان کر کے مارا	260/6
	کہنے لگا کہ شب کو میرے تئیں نشا تھا	260/7
	مستانہ میر کو میں کیا جان کر کے مارا	

﴿261﴾

گیا حسنِ خوبانِ بدراہ کا	ہمیشہ رہے نامِ اللہ کا	261/1
پشیمیاں ہوا دوستی کر کے میں	بہت مجھ کو ارمان تھا چاہ کا	261/2
جگر کی سپر پھوٹ جانے لگی	بلا توڑ ہے ناوکِ آہ کا	261/3
اسیری کا دیتا ہے مژدہ مجھے	مرا زمزمہ گاہ و بے گاہ کا	261/4
رہوں جا کے مر حضرتِ یار میں	یہی قصد ہے بندہ درگاہ کا	261/5
کہا ہو دمِ قتل کچھ تو کہے	جواب اس کو کیا میرے خوں خواہ کا	261/6
عدم کو نہیں مل کے جاتے ہیں لوگ	غم اس راہ میں کیا ہے ہم راہ کا	261/7
نظرِ خواب میں اس کے منہ پر پڑی	بہت خوب ہے دیکھنا ماہ کا	261/8
	لگو نہیں! اگر آنکھ تیری ہو میر	261/9
	تماشا کر اُس کی نظر گاہ کا	

﴿262﴾

چشم سے خوں ہزار نکلے گا	کوئی دل کا بخار نکلے گا	262/1
-------------------------	-------------------------	-------

نسخہ مجلس میں تحت حاشیہ 'گلوں ہی درج ہوا، یہ درست نہیں۔ 'گلو' (بمعنی دوست، آشنا، پیچھے پڑ جانے والا) ہی درست ہے۔ یہ لفظ میر نے شعر نمبر میں بھی برتا ہے۔ آنکھ کے مناسبات سے ہے۔

اُس کی غنچہ گرہ سے روح الایں	262/2
ہو کے آخر شکار نکلے گا	
آندھیوں سے سیاہ ہوگا چرخ	262/3
دل کا تب کچھ غبار نکلے گا	
ہوے رے لگاگ تیر مڑگاں کی	262/4
کس کے سینے کے پار نکلے گا	
ناز خورشید کب تلک کھینچیں	262/5
گھر سے کب اپنے یار نکلے گا	
خون ہی آئے گا تو آنکھوں سے	262/6
ایک سیل بہار نکلے گا	
عزبت میر عشق میں کب تک	262/7
ہو کے بے اختیار نکلے گا	

﴿263﴾

اعجاز منہ تنکے ہے ترے لب کے کام کا	263/1
کیا ذکر یاں مسیح علیہ السلام کا	
رقعہ ہمیں جو آوے ہے سوتیر میں بندھا	263/2
کیا دیجیے جواب اجل کے پیام کا	
کچھ سدھ سنبھالتے ہی رکھی اُن نے پگڑی پھیر	263/3
ممنون میں نہیں ہوں جواب سلام کا	
منہ دیکھو بدر کا کہ تری روکشی کرے	263/4
تو یوں ہی نام لے ہے کسو ناتمام کا	
نوبت ہے اپنی جب سے یہی کوچ کا ہے شور	263/5
بجنا سنا نہیں ہے کبھو یاں مقام کا	
کنج لب اس کا دیکھ کے خاموش رہ گئے	263/6
یعنی کہ تھا مقام یہ حتم کلام کا	
اُس رو و مو کے محو کو کیا روزگار سے	263/7
جلوہ ہی کچھ جدا ہے مرے صبح و شام کا	
صاحب ہو، مار ڈالو مجھے تم، وگرنہ کچھ	263/8
جز عاشقی گناہ نہیں ہے غلام کا	
کب اقتدا ہو مجھ سے کسو کی سوائے میر	263/9
بندہ ہوں دل سے میں اسی سید امام کا	

﴿264﴾

ہوں نشاں کیوں نہ تیر خواہاں کا	264/1
مجھ پہ تو دا ہوا ہے طوفاں کا	
ہاتھ زنجیر ہو جنوں میں رہا	264/2
اپنے زنجیرہ گریباں کا	
چپکے دیکھو جھمکتے وے لب سرخ	264/3
ذکر یاں کیا ہے لعل و مرجاں کا	
ایک رہزن ہے اُس کی کافر زلف	264/4
غم ہی رہتا ہے دین و ایماں کا	
عمر آوارگی میں سب گزری	264/5
کچھ ٹھکانا نہیں دل و جاں کا	
کافرستاں ہے خال و خط و زلف	264/6
دفر کیا ہے دلِ مسلمان کا	
مر گیا میر نالہ کش بے کس	264/7
لئے نے ماتم میں اُس کے منہ ڈھانکا	

﴿265﴾

جس خشم سے وہ شوخ چلا آج شب آیا	265/1
آیا کبھو یاں دن کو بھی یوں تو غضب آیا	

- ۱۔ تمام نسخوں میں روح الایں درج ہے، موجودہ صورت میں مصرع ساقط الوزن ہے، روح الایں ہو تو مصرع با وزن ہو جاتا ہے۔
 ۲۔ نسخہ کالج اور آسی میں ہوئے رے (کلمہ استعجاب و تاسف) درست ہے۔ نول کشور دوم، سوم میں ہو رہی درست نہیں ہے۔
 ۳۔ نسخہ آسی میں مرے بہتر ہے۔ مجلس میں مری درج ہوا۔

- 265/2 اُس زگرے مستانہ کو کر یاد کرڑھوں ہوں
265/3 راہ اس سے ہوئی خلق کو کس طور سے یارب!
265/4 کیا پوچھتے ہو دب کے لخن منہ سے نہ نکلا
265/5 کہتے تو ہیں میلان طبیعت ہے اُسے بھی
265/6 خوں ہوتی رہی دل ہی میں آزر دگی میری
265/7 جی آنکھوں میں آیا ہے، جگر منہ تین میرے
265/8 آتے ہوئے اُس کے تو ہوئی بخود طاری
265/9 جاتا تھا چلا راہ عجب چال سے کل میر
دیکھا اُسے جس شخص نے اُس کو عجب آیا

﴿266﴾

- 266/1 کیا کام کیا ہم نے، دل یوں نہ لگنا تھا
266/2 تھا جسم کا ترک اولیٰ ایام میں پیری کے
266/3 ہر آن تھی سرگوشی، یا بات نہیں گا ہے
266/4 پامالی عزیزوں کی رکھنی تھی نظر میں ٹک
266/5 اک نحو تماشا ہیں، اک گرم ہیں قہے کے
266/6 کیونکر گلی سے اُس کی میں اٹھ کے چلا جاتا
266/7 جو تیر چلا اُس کا سو میری طرف آیا
266/8 جب تو نے نظر پھیری تب جان گئی اُس کی
266/9 کب اور غزل کہتا میں اس زمیں میں لیکن
266/10 کہتا تھا کسو سے کچھ، تکتا تھا کسو کا منہ
کل میر کھڑا تھا یاں، سچ ہے کہ دوانا تھا

﴿267﴾

- 267/1 سہل ایسا نہ تھا آخر، جی سے مرا جانا تھا
267/2 کیا مو کی پریشانی، کیا پردے میں پنہانی
267/3 لذت سے نہ تھا خالی، جانا تیغ اُس کے
267/4 کیا صورتیں بگڑی ہیں مشتاقوں کی ہجراں میں
267/5 مت سہل ہمیں سمجھو، پہنچے تھے بہم تب ہم
267/6 کیا ظلم کیا بے جا، مارا جیوں سے اُن نے
267/7 اے شور قیامت اب وعدے سے قیامت ہے
267/8 ہو باغ و بہار آیا، گل پھول کہیں پایا

نسخہ کاغذ آبی میں متن درست ہے جب کہ نول کشور دوم، سوم میں دیکھے خن منہ سے نکالا غلط ہے۔

نسخہ آبی میں جیوں جسے قاری بمعنی زندگی پڑھے گا درست نہیں، مجلس میں جیوں (جی کی جمع) درست ہے۔

کہتے نہ تھے ہم، واں سے پھر آچکے جیتے تم!
میر اُس گلی میں تم کو زہار نہ جانا تھا

267/9

﴿268﴾

جد برسوں ہم نے سورۃ یوسف کو دم کیا
چہرے کو نوج نوج لیا، چھائی کوٹ لی
وہ ربط و رابطہ جو بہت ہم نے کم کیا (ے)
مانند خامہ گو کہ مرا سر قلم کیا
سب تن بدن اس آگ نے اپنا بھسم کیا
یاں اپنے جسم زار پہ تلوار سی لگی
اُن نے جو بے دماغی سے ابرو کو خم کیا
اس زندگی سے مارے ہی جانا بھلا تھا میر
رحم ان نے میرے حق میں کیا، کیا ستم کیا

268/1

268/2

268/3

268/4

268/5

268/6

268/7

﴿269﴾

اب کے جو گل کی فصل میں ہم کو جنوں ہوا
نٹھرا گیا ہو تک بھی تو تم سے بیاں کروں
تھا شوق طوف تربت مجنوں مجھے بہت
سیلاب آگے آیا چلا، جاتے دشت میں
وہ دل کہ جس پہ اپنا بھروسا تھا، خوں ہوا
آتے ہی اس کے، رفتن صبر و سکون ہوا
اک گردباد دشت مرا رہ نموں ہوا
بے اختیار رونے کا میرے شگون ہوا
جان اس کی تیغ تیز سے رکھ کر دریغ میر
صید حرم ندان شکار زبوں ہوا

269/1

269/2

269/3

269/4

269/5

﴿270﴾

رات سے آنسو مری آنکھوں میں پھر آنے لگا
وہ لڑکپن سے نکل کر تیغ چکانے لگا
لعل جاں بخش اُس کے تھے پوشیدہ جوں آپ حیات
حیف میں اُس کے خن پر تک نہ رکھا گوش کو
جس دم کے معتقد تم ہو گے شیخ شہر کے
گرم ملنا اُس گل نازک طبیعت سے نہ ہو
عاشقوں کی پائمالی میں اُسے اصرار ہے
چشمک اس مہنگی سی دل کش دید میں آئی نہیں
یک رمت جی تھا بدن میں، سو بھی گھبرانے لگا
خون کرنے کا خیال اب کچھ اُسے آنے لگا
اب تو کوئی کوئی ان ہونٹوں پہ مر جانے لگا
یوں تو ناصح نے کہا تھا دل نہ دیوانے لگا
یہ تو البتہ کہ سن کر لعن، رم کھانے لگا (دم)
چاندنی میں رات بیٹھا تھا سو مر جھانے لگا
یعنی وہ محشر خرام اب پاؤں پھیلانے لگا
گو ستارہ صبح کا بھی آنکھ جھکانے لگا

270/1

270/2

270/3

270/4

270/5

270/6

270/7

270/8

۱۔ نسخہ کالج میں ہم سے درست نہیں، نول کشور دوم، سوم اور آسی کے یہاں ہم نے بہتر ہے۔

۲۔ نسخہ آسی (ص ۳۷۶) 'مرنے' ہے جب کہ مجلس میں 'مری' اختلاف نسخہ درج نہیں کیا۔

۳۔ نسخہ مجلس (ص ۴۴) 'سازش'، مصحفہ خیر غلطی ہے، آسی کے یہاں 'سوزش' مطابق معنی شعر درست ہے۔

۴۔ نسخہ آسی میں 'جھکانے' ہے لیکن ہم نے نسخہ کالج اور نول کشور دوم، سوم کے مطابق 'جھکانے' کو میر کا زیادہ مناسبہ متن تصور کیا ہے۔

کیونکر اس آئینہ رو سے میر ملیے بے حجاب
وہ تو اپنے عکس سے بھی دیکھو شرمانے لگا

﴿271﴾

نہج کرتے کرتے اب جوں کو میں نے وا کیا
آنکھ پڑتی تھی تمہارے منہ پہ جب تک چین تھا
سو بھی رہتا ہوں یہ کہتا، ہائے دل نے کیا کیا
گور ہی اس کو جھنکائی عشق جس کے ہاں گیا
عشق نے کیا کوچہ و بازار میں رسوا کیا
دیکھ خبطی مجھ کو رستے بند ہو جاتے ہیں اب
لوگ دل دیتے سنے تھے، میر دے گزرا ہے جی
ایک اپنے طور پر ان نے بھی اک سودا کیا

271/1

271/2

271/3

271/4

271/5

﴿272﴾

سینہ کو بی ہے تپش سے غم ہوا
آنکھیں دوڑیں خلق جا اودھر گری
دل کے جانے کا بڑا ماتم ہوا
اٹھ گیا پردہ کہاں اودھم ہوا
سب مرے نامے کا کاغذ غم ہوا
سب مرے نامے کا کاغذ غم ہوا
یار یاں تک آن کر کیا کم تہ ہوا
حشر کا ہنگامہ ہی برہم ہوا
دونوں عالم کا عجب عالم ہوا
جسم خاکی کا جہاں پردہ اٹھا
ہم ہوئے وہ میر سب وہ تہ ہم ہوا

272/1

272/2

272/3

272/4

272/5

272/6

272/7

﴿273﴾

ہجر کی اک آن میں دل کا ٹھکانا ہو گیا
واں تعلق ہی تجھے کرتے گئے شام و سحر
ہر زماں ملتے تھے باہم سو زماں ہو گیا
یاں ترے مشتاق کا مرنا بہانا ہو گیا
پر اسے اب چھوڑیے جامہ پرانا ہو گیا
شہر میں پھر ہم کو مشکل منہ دکھانا ہو گیا
کہنے تو کہہ بیٹھے مہ بہتر ہے روئے یار سے

273/1

273/2

273/3

273/4

۱۔ نسخہ مجلس (جلد سوم، ص ۴۶) میں 'گو رہی کتابت ہے، جس سے مصرع سمجھنا تقریباً ناممکن ہو جاتا ہے۔

۲۔ نسخہ آسی میں 'لیک' بھی با معنی ہے لیکن چونکہ نسخہ کالج، نول کشور دوم، سوم اور مجلس، سب نے ایک ہی درج کیا ہے، اس لیے اس کو ہر قرار رکھا ہے۔

۳۔ نسخہ مجلس کا حاشیہ (جلد سوم، ص ۴۷) طبع دوم سوم میں 'یاں یاں تک آن کر کیا کم ہوا'۔ نسخہ آسی میں 'کم غلط ہے حالانکہ نول کشور دوم، سوم سمیت خود

مجلس میں 'کم غلط ہے۔' کم حالانکہ مصرع اول میں 'زیادہ کے بعد کم' کے علاوہ کوئی اور لفظ یہاں آئی نہیں سکتا۔ آسی پر حد سے زیادہ انحصار کرنے

کے باوصف فائق صاحب نے یہاں ان کے درست متن کو بھی غلط قرار دیا۔

۴۔ نسخہ آسی اور مجلس نے مصرع ثانی یوں درج کیا 'ہم ہوئے وہ میر وہ سب ہم ہوا' جب کہ واضح طور پر نسخہ کالج اور طبع دوم، سوم کا متفقہ متن بہتر ہے۔

۵۔ 'سب' کا لفظ اس صورت میں، دونوں نحوی واحدوں کے ساتھ با معنی ہے اور صوتی طور پر بھی بہتر ہے۔

۶۔ اس غزل کے قوائی بھی لائے ہوئے درج کرنا درست املا کا تقاضا ہے، تاہم قدام اور شاید خود میر نے انہیں الف سے لکھا اس لیے پیروی کی جاتی ہے۔

- صدخن آئے تھے لب تک پر نہ کہنے پائے ایک 273/5
 رہنے کے قابل تو ہرگز تھی نہ یہ عبرت سرائے 273/6
 سیکڑوں افسوں دنوں کو پڑھتے تھے تس پر بھی میر 273/7
 بیٹھنا راتوں کو باہم اب فسانا ہو گیا

﴿274﴾

- یاد خط میں اُس کے جی پھر آ کے گھبراتا رہا 274/1
 کیا قیامت ہوتی بے پردہ ہوئے کیا جانیے 274/2
 قدّ موزوں یار کا خاطر سے جاتا ہی نہیں 274/3
 کل مکمل بیتاب دل سے آج کل کی کچھ نہیں 274/4
 آگ کھا جاتی ہے خشک وتر جو اس کے منہ پڑے 274/5
 میری تیری چاہ منہ دیکھے کی ہے جوں آری 274/6
 ہو گئے ہم محتسب کی بے شعوری سے اسیر 274/7
 لوگ ہی اس کارواں کے حرف نشو تھے تمام 274/8
 میر دیوانہ ہے اچھا بات سمجھے کیا مری 274/9
 یوں تو مجھ سے جب ملا، میں اس کو سمجھاتا رہا

﴿275﴾

- میں گلستاں میں آ کے عبث آشیاں کیا 275/1
 پھر اُس کے ابرواں کا خم و تاب ہے وہی 275/2
 دوں کس کو دوش دشمن جانی تھی دوستی 275/3
 گالی ہے حرفِ یار، قلم نے قضا کئے ہائے 275/4
 اس جنسِ خوش کے پیچھے کھپا میں چوڑا کئے کیا 275/5
 لڑکے جہان آباد کے یک شہر کرتے ناز 275/6
 میں منتظر جواب کا نامے کے مر گیا 275/7
 ناچار میر جان کو اودھر رواں کیا

﴿276﴾

- وفا تھی، مہر تھی، اخلاص تھا، تلطف تھا 276/1
 جو خوب دیکھو تو ساری وہی حقیقت ہے 276/2
 کبھو، مزاج میں اس کے ہمیں تصرف تھا
 چھپانا چہرے کا عشاق سے تکلف تھا

۱۔ نسخہ آسی (ص ۳۷۸) 'دشمنی جانی درست نہیں، نسخہ کالج، طبع دوم، سوم نول کشور میں دشمن جانی درست ہے۔

۲۔ نسخہ آسی میں 'کی درج ہے۔

۳۔ اشاعت مجلس جلد سوم ص ۳۹ پر آسی اور طبع دوم کے 'جواؤ' کو درست قرار دے کر طبع سوم میں 'خواؤ' اور نسخہ کالج میں 'جواؤ' دونوں کو غلط قرار دیا حال 'جواؤ' نام کا کوئی لفظ کسی لغت میں نہیں۔ 'جواؤ' درست بھی اور با معنی بھی، 'ذکر، چرچا' سے لے کر، 'عجیب و غریب بات' تک بھی اس شعر میں کا۔ ہیں۔ دیکھیے اردو لغت تاریخی اصول پر، جلد ہفتم ص ۶۳۵۔

- اسیرِ عشق نہیں باز خواہ لے خون رکھتے ہمارے قتل میں اُس کو عبث توقف تھا 276/3
نہ پوچھو خوب ہے بد عہدیوں کی مشق اُس کو ہزاروں عہد کیے ، پر وہی تخلف تھا 276/4
جہاں میں میر سے کاہے کو ہوتے ہیں پیدا 276/5
سنا یہ واقعہ جن نے ، اُسے تاتف تھا

﴿277﴾

- جنوں میں، ساتھ تھا کل لڑکوں کا لشکر، جہاں میں تھا 277/1
تجلی جلوہ اس رشکِ قمر کا قُرب تھا مجھ کو 277/2
گلی میں اُس کی، میری رات کیا آرام سے گزری 277/3
غضب کچھ شور تھا سر میں، بلا بے طاقتی جی میں 277/4
چہیں تھیں جی میں دے پلکیں، لگیں تھیں دل کو دے بھوویں 277/5
خیالِ چشم و روئے یار کا بھی طرفہ عالم ہے 277/6
عجب دن میر تھے دیوانگی میں دشت گردی سے 277/7
سر اوپر سایہ گستر ہوتے تھے کیکرے، جہاں میں تھا

﴿278﴾

- گل بھی ہے معشوق لیکن کب ہے اُس محبوب سا 278/1
اس کے وعدے کی وفا تک وہ کوئی ہو دے گا جو 278/2
عشق سے رکن نے مرے آگے کیا اُس شوخ کو 278/3
بعدِ مردن یہ غزلِ مطرب سے جن نے گوش کی 278/4
عقلانہ حرف زن ہو میر تو کرے بیاں 278/5
زیر لب کیا جانے کہتا ہے کیا مجذوب سا

﴿279﴾

- کبھو وہ توجہ ادھر کر رہے گا ہمیں عشق ہے تو اثر کر رہے گا 279/1
ہمارا ہے احوال حیرت کی جاگہ جو دیکھے گا وہ بھی نظر کر رہے گا 279/2
نہیں اُس طرف میر جانے سے رہتا 279/3
رہے گا تو ادھر ہی مر کر رہے گا

﴿280﴾

- میر کل صحبت میں اُس کی حرف سر کر رہ گیا 280/1
پیش جاتی کچھ نہ دیکھی، چشم تر کر رہ گیا

۱۔ نول کشور دوم، سوم میں امیر عشق نہیں بادخواہ غلط ہے، نسخہ کالج اور آسی کے یہاں متن درست ہے۔
۲۔ نول کشور دوم، سوم میں 'لیکر غلط' نسخہ کالج اور اس پر منحصر نسخہ آسی میں 'لیکر' (یعنی بول) درست ہے۔
۳۔ نسخہ آسی میں یہ مصرع بے معنی درج ہوا 'میر کا صحبت میں اُس کے حرف سر کر رہ گیا'۔ بعض نسخوں میں 'صحبت' کی جگہ 'حجت' بھی پھپھا ہے۔

خوبی اپنے طالع بد کی کہ شب وہ رشکِ ماہ	280/2
طنز و تعریضِ بتانِ بے وفا کے در جواب	280/3
سرگزشتِ اپنی سبب ہے حیرتِ احباب کی	280/4
میر کو کتنے دنوں سے رہتی تھی بے طاقی	280/5
رات دل تڑپا بہت ، شاید کہ مر کر رہ گیا	

﴿281﴾

مگر بیتِ نمط ، جن نے لیا مجھ کو ، جلایا	281/1
جب تک نہ گئی جان ، مجھے صبر نہ آیا	281/2
گر خاک سے سبزہ کوئی پڑمردہ اُگایا	281/3
اُس قد نے قیامت کا سا ہنگامہ اُٹھایا	281/4
کیوں میں نے محبت کی ، عبث منہ کو کھلایا	281/5
پر گالیاں دیں اتنی انہوں سے کہ رُجھایا	281/6
آنکھوں نے تری خوب سماں ہم کو دکھایا	281/7
کب شب لب و یارب بھی مری یوں ہی خدایا	281/8
رات اُس کے خیالات سے رہتے ہیں قضا	281/9
دن جی کے اُلجھنے کے ہی جھگڑے میں کٹے ہے	281/10
کیا کہیے دماغ اُس کا کہ گل گشت میں کل میر	
گل شاخوں سے جھک آئے تھے ، پر منہ نہ لگایا	

﴿282﴾

جب گل کہے ہے اپنے تئیں یار کے رُوسا	282/1
تحقیق کروں کس سے حقیقت کے نشے کو	282/2
کیا دُور ہے شہرت پہ اگر قد کے تھو کے	282/3
دم لاپہ کریں شیخ رکھیں شملے تو کیا ہے	282/4
تعبیر جسے کرتے ہیں ہنگامہ محشر	282/5
آرائشِ درویشی بھی اپنی نہیں بے لطف	282/6
اب کی ہے حدیث اُس سے سخن کرنے کی میں نے	282/7
کیا میر سے بولے کوئی ہے پیہدہ گو سا	

﴿283﴾

اگر وہ ماہ نکل گھر سے ٹک ادھر آتا	283/1
تو رک کے منہ تئیں کا بے کو شب جگر آتا	

۱۔ نسخہ آسی میں آپ ہی جو اگر چہ جدید الاملا کے مطابق ہے لیکن روانی مصرع کے مطابق 'آپھی' جو املائے میر کے مطابق بھی ہے، درست ہے۔
 ۲۔ فائق صاحب (جلد سوم، ص ۵۴) میں فرماتے ہیں کہ کہتھی سے مفہوم واضح نہیں ہوتا۔ غالباً نہ تھے کو کہتھی پڑھا گیا ہے۔ یہ غلط فہمی اس لیے ہوئی کہ انہوں نے دوسرے مصرعے کے آخر میں 'رُجھایا' (بمعنی روک دینا، تنگ کرنا، پھیڑنا وغیرہ) کو 'رُجھایا' سمجھا۔

- مرید پر مغال صدق سے نہ ہم ہوتے 283/2
 نہ پتھروں سے جو سر کو دو پارہ میں کرتا 283/3
 کسو ہنر سے تو ملتے تھے باہم اگلے لوگ 283/4
 جو حق شناس کوئی اور بھی نظر آتا
 زمانہ غم کا مرے کس طرح بسر آتا
 ہمیں بھی کاش کہ ایسا کوئی ہنر آتا
 شراب خانے میں شب مست ہو رہا شاید 283.5
 جو میر ہوش میں ہوتا تو اپنے گھر آتا

﴿284﴾

- وہ کم نما و دل ہے شائق کمال اُس کا 284/1
 ہم کیا کریں علاقہ جس کو بہت ہے اُس سے 284/2
 بس ہو تو وام کر بھی اُس پر نثار کرے 284/3
 یہ جانتا تو اس سے ہم خواب میں نہ ہوتا 284/4
 اُن زلفوں سے نہ لگ کر چل اے نسیم ظالم 284/5
 جس داغ سے کہ عالم ہے مبتلا بلا میں 284/6
 مستانہ ساتھ میرے رونی پھرے ہے بلبل 284/7
 میری طرح جھکے ہیں بے خود ہو سر و گل بھی 284/8
 جو کوئی اُس کو چاہے ظاہر ہے حال اُس کا
 رکھ دیتے ہیں گلے پر خنجر نکال اُس کا
 یک نقد دل رکھے ہیں سو تو ہے مال اُس کا
 پکا خیال جی کا ایسا خیال اُس کا
 تاریک ہے جہاں پھر بیکا جو بال اُس کا
 سوداغ جان عاشق منہ پر ہے خال اُس کا
 گل سے جو دل لگا ہے، ابتر ہے حال اُس کا
 دیکھا کہیں چمن میں شاید جمال اُس کا
 کیا تم کو پیار سے وہ اے میر منہ لگا دے
 پہلے ہی چوے تم تو کاٹو ہو گال اُس کا

﴿285﴾

- زار رکھا، بے حال رکھا، بے تاب رکھا، بیمار رکھا 285/1
 میلان اُس کا تھا کا ہے کو جانب الفت کیشوں کے 285/2
 عشق بھی ہم میں ہائے تصرف کیسے کیسے کرتا ہے 285/3
 کیا پوچھو ہودی کے اکابر، فاضل، کامل، صابر، رنج 285/4
 کام اس سے اک طور پہ لیتے بے طور اُس کو ہونے نہ دیتے 285/5
 حیف ہے میر سپر دوں نے ہم سے نہ اُس کو یار رکھا

﴿286﴾

- دل رات دن رہے ہے سینے میں عشق ملتا 286/1
 اب تو بدن میں سارے اک پھنک رہی ہے آتش 286/2
 شب ماہ چارہ تھا کس حسن سے نمایاں 286/3
 اے رشک شمع گویا تو موم کا بنا ہے 286/4
 تکلیف باغ ہم کو یاروں نے، کی و گرنہ 286/5
 ہر چند چاہتا ہوں پر جی نہیں سنبھلتا
 وہ مہ گلے سے لگتا تو یوں جگر نہ جلتا
 ہوتا بڑا تماشا جو یار بھی نکلتا
 مہتاب میں تجھی کو دیکھا ہے یوں پگھلتا
 گل پھول سے کوئی بھی اپنا ہے دل بہلتا

آسی عبادت اور مجلس کے نسخوں میں کوئی بھی کی جگہ کوئی دم ہے، نہ مجلس کے حاشیے میں ہے کہ طبع دوم، سوم اور نہ کالج میں بھی ہے۔ حاشیے کا اشاریہ انہوں نے دوسرے مصرع میں ہے، پر دیا، ہمارے خیال میں دم کی جگہ بھی لگانے سے شعر کے معنی درست طور پر سمجھے جاسکتے ہیں۔

286/6 رونے کا جوش دیا آنکھوں کو ہے بعینہ جیسے ہو زرد کوئی برسات میں اُلتا

286/7 کرتا ہے دے سلوک اب جس سے کہ جان جاوے

ہم میر یوں نہ مرتے اُس پر جو دل نہ چلتا

﴿287﴾

287/1 بوسہ اُس بت کا لے کے منہ موڑا بھاری پتھر تھا ، چوم کر چھوڑا

287/2 ہو کے دیوانے ہم ہوئے زنجیر دیکھ کر اس کے پاؤں کا توڑا

287/3 دل نے کیا کیا نہ رات درد دیے جیسے پکتا رہے کوئی پھوڑا

287/4 گرم رفتن ہے کیا سمندِ عمر نہ لگے جس کو باد کا گھوڑا

287/5 کیا کرے بختِ مدعی تھے بلند کوہ گن نے تو سر بہت پھوڑا

287/6 دل ہی مرغِ چمن کا ٹوٹ گیا پھول گل چیں نے ہائے کیوں توڑا

287/7 ہے لبِ بامِ آفتابِ عمر

کر لے سو کیا ہے میر دن تھوڑا

﴿288﴾

288/1 ہے عشق میں صبر ناگوارا پھر صبر بن اور کیا ہے چارا

288/2 اُن بالوں سے مشک مت جُل ہو عنبر تو عرق عرق ہے سارا

288/3 یوں بات کرے ہے میرے خوں سے گویا نہیں اُن نے مجھ کو مارا

288/4 دیکھو ہو تو دور بھاگتے ہو کچھ پاس نہیں تمہیں ہمارا

288/5 تھا کس کو دماغِ باغ اُس بن بلبل نے بہت مجھے پکارا

288/6 رخسار کے پاس وہ دُرِ گوش ہے پہلوئے ماہ میں ستارا

288/7 ہوتے ہیں فرشتے صید آ کر آہوے حرم ہیں یاں چکارا

288/8 پھولی مجھے دیکھ کر گلوں میں بلبل کا ہے باغ میں اجارا

288/9 جب جی سے گزر گئے ہم اے میر

اُس کوچے میں تب ہوا گزارا

﴿289﴾

289/1 دلِ عجب چرچے کی جاگہ تھی ، سو دیرانہ ہوا جوشِ غم سے جی جو بولا یاٹ سو دیوانہ ہوا

289/2 بزمِ عشرت پر جہاں کی گوشِ داکڑ جائے چشم آج یاں دیکھا کیا تہ جو کچھ ، کل افسانہ ہوا

۱۔ نسخہ آ سی اور مجلس میں چلتا کی جگہ چلتا درج ہوا، حالانکہ یہ قافیہ شعر نمبر ۲ میں بندھ چکا، مزید یہ کہ نول کشور دوم، سوم میں بھی چلتا ہی درج۔ شعر کا مضمون بھی دل چلنے کے محاورے کا متقاضی ہے۔

۲۔ نسخہ آ سی، نول کشور دوم، سوم میں اس مصرع کا متن درست نہیں۔ نسخہ کالج اور تصحیح میں نسخہ مجلس میں بولایا درست ہے، ورنہ بولائے سے کسی قسم کے متباد نہیں۔

۳۔ نسخہ کالج اور نول کشور دوم، سوم میں متفقہ طور پر 'کیا' ہے۔ آ سی مجلس و عبادت میں 'گیا' درج ہوا۔ دیکھا کیا یوں بھی بہت بہتر متن ہے۔

- دیر میں جو میں گدایانہ گیا اودھر ، کہا 289/3
کیا کہیں حسرت لیے جیسے جہاں سے کوئی جائے 289/4
شاہ جی کہیے کدھر سے آپ کا آنا ہوا
یار کے کوچے سے اپنا اس طرح جانا ہوا
میر تیراں جور کیشوں کے جو کھائے بے شمار
چھاتی اب چھلنی ہے میری ، ہے جگر چھانا ہوا 289/5

﴿290﴾

- کیا کہے حال کہیں دل زدہ جا کر اپنا 290/1
دوری یار میں ہے حال دل اتر اپنا 290/2
یک گھڑی صاف نہیں ہم سے ہوا یار بھی 290/3
ہر طرف آئینہ داری میں ہے اس کے رو کی 290/4
لب بہ لب رکھ کے نہ اس گل کے کھو ہم سوئے 290/5
کس طرح حرف ہونا صبح کا موثر ہم میں 290/6
کیسی رسوائی ہوئی عشق میں ، کیا نقل کریں 290/7
اُس گل تر کی قبا کے کہیں کھولے تھے بند 290/8
تجھ سے بے مہر کے لگ لگنے نہ دیتے ہرگز 290/9
پیش کچھ آؤ ، یہیں ہم تو ہیں ہر صورت سے 290/10
دل بہت کھینچتی ہے یار کے کوچے کی زمیں 290/11
میر خط بھیجے پر اب رنگ اڑا جاتا ہے 290/12
کہ کہاں بیٹھے کدھر جاوے کبوتر اپنا

﴿291﴾

- کیا میر دل شکستہ بھی وحشی مثال تھا 291/1
آخر کو خواب مرگ ہمیں جا سے لے گئی 291/2
میں جو کہا کہ دل کو تو تم نے ہرا دیا 291/3
سرو اس طرف کو جیسے گنہگار تھا کھڑا 291/4
کیا میرے روزگار کے اہل سخن کی بات 291/5
کیا کیا ہوائیں دیدہ تر سے نظر پڑیں 291/6
کہتے تھے ہم ، تباہ ہے اب حال میر کا 291/7
دیکھا نہ تم نے اس میں بھلا کچھ بھی حال تھا

﴿292﴾

- اُن نے کھینچا ہے مرے ہاتھ سے داماں اپنا 292/1
بارہا جاں لب جاں بخش سے دی جن نے ہمیں 292/2
کیا کروں ، گر نہ کروں چاک گریباں اپنا
دشمن جانی ہوا اب وہی جاناں اپنا

۱۔ نسخہ آسی میں 'اُس کے رو کئے' ہے، مجلس میں 'اُس کے رو کی'۔
۲۔ نول کشور دوم، سوم میں 'نہ اور آسی کے یہاں' یہ جب کہ نسخہ کالج میں 'نہ ہے'، یہ اور 'نہ دونوں' با معنی ہیں۔

- 292/3 خلیے یاد آتے ہیں دے، جب کہ بدلتے کپڑے
292/4 کیا ہوئی یک جہتی وہ کہ لہ طرف تھے میرے
292/5 جس طرح شاخ پراگندہ نظر آتے ہیں بید
292/6 مشکلیں سیکڑوں چاہت میں ہمیں آئیں پیش
292/7 دل فقیری سے نہیں میر کسو کا ناساز
خوش ہوا کتنا ہے یہ خانہ ویراں اپنا

﴿293﴾

- 293/1 دل عجب شہر تھا خیالوں کا
293/2 جی کو جنجال، دل کو ہے الجھاؤ
293/3 یار کے حلقہ حلقہ بالوں کا
293/4 موئے دلبر سے مشک بو ہے نسیم
293/5 نہ کہا کچھ، نہ آ پھرا، نہ ملا
293/6 دم نہ لے اس کی زلفوں کا مارا
میر کاٹا جیسے نہ کالوں کا

﴿294﴾

- 294/1 احوال نہ پوچھو کچھ، ہم ظلم رسیدوں کا
294/2 دیوانگی عاشق کی سمجھو نہ لباسی ہے
294/3 عاشق ہے دل اپنا تو گل کشت گستاں میں
294/4 ناچار گئے مارے میدانِ محبت میں
294/5 پتے کے کھڑکنے سے، ہوئی ہے ہمیں وحشت
294/6 کیا کیا نہ گیا اُس دن صبر اور دماغ و دل
294/7 کرتے ہیں پس از سالے دل شاد گلے لگ کر
سو میر وہ ملنا بھی اب ترک ہے عیدوں کا

﴿295﴾

- 295/1 سطح جو ہاتھوں میں تھا اُس کے ریخ گل فام کا
295/2 کچھ نہیں عنقا صفت پر شہرہ آفاق ہوں
295/3 سیر کے قابل ہے ہونا بہن میرے نام کا
295/4 اس میں کچھ نقصان ہوتا تھا مگر ایام کا
295/5 صبح تک جاتا نہیں ہے مینہ آیا شام کا
تا بہ گیسو اپنا کچا سوت کچھ الجھا ہے میر
گم ہے سر رشتہ ہمارے خواب اور آرام کا

۱۔ نول کشوری طباعت دوم، سوم میں 'کہ' کا حذف ہونا، سہو کتابت ہے۔ نسخہ کالج اور آسی کے یہاں 'کہ' موجود ہے۔
۲۔ متن نسخہ کالج اور نول کشور دوم، سوم کے مطابق ہے، ورنہ آسی، مجلس و عبادت میں 'مو' سے پریشاں درج ہوا ہے۔

﴿296﴾

- کل رات رو کے صبح تک میں رہا گرا 296/1
اب شہر خوش عمارتِ دل کا ہے کیا خیال 296/2
کیا طے ہو راہِ عشق کی، عاشقِ غریب سے 296/3
لازم پڑی ہے کسلِ دلی کو فادگی 296/4
ٹھہرے نہ اُس کے عشق کا سرگشتہ وضعیف 296/5
دے مارنے کو تیکے سے سر تک اٹھا تو کیا 296/6
پھرتا تھا میرِ غم زدہ یک عمر سے خراب 296/7
اب شکر ہے کہ بارے کسی در پہ جا گرا

﴿297﴾

- چاہت کے سطرچ کش ہو کچھ بھی اثر نہ دیکھا 297/1
خالی بدن جیوں سے یاں ہو گئے لیکن 297/2
کس دن سرشکِ خونی منہ پر نہ بہہ کر آئے 297/3
یاں شہرِ شہر بستی اوجڑ ہی ہوتے پائی 297/4
اب کیا کریں کہ آیا آنکھوں میں جی ہمارا 297/5
لاتے نہیں فردِ سر ہرگز بتاں خدا سے 297/6
سوچھا نہ چاہ میں کچھ، برباد کر چکے دل 297/7
میر اندھے ہو رہے تھے، اپنا بھی گھر نہ دیکھا

﴿298﴾

- کیا ہے عشق جب سے میں نے اُس ترکِ سپاہی کا 298/1
اگر ہم قطعہ شب سا لیے چہرہ چلے آئے 298/2
ہوا ہے عارفانِ شہر کو عرفان بھی اوندھا 298/3
ہمیشہ التفات اس کا کسو کے بخت سے ہو گا 298/4
بہ رنگِ کہرِ بانیِ شمع اُس کا رنگ جھمکے ہے 298/5

- ۱۔ نول کشور طبع دوم اور نسخہ کالج میں سے درست ہے، طبع سوم نسخہ آسی اور مجلس میں ہے غلط۔
۲۔ نسخہ آسی میں 'کی' اور 'کے' کی اغلاط حد سے زیادہ ہیں۔ یہ اغلاط ان تسامحات سے علاوہ ہیں جو یائے معروف اور مجهول کی املا کی پیدا کردہ ہیں۔ یہاں بھی 'کے' کی جگہ 'کی' درج ہوا ہے۔
۳۔ نول کشور دوم، سوم میں مصرع درست نہیں کس دن سرشکِ خون منہ پر نہیں گرائے۔ نسخہ کالج و آسی کے یہاں متن درست ہے۔
۴۔ نسخہ مجلس میں مصرع غلط ہے یاں شہر شہر بستی اوجڑ ہی ہوتے پائے۔ نسخہ آسی میں بستی درست لیکن پائی کی جگہ پائے غلط ہے۔ شعر شور انگیز (جلد اول، ص ۵۹۵) پر متن درست اور بمطابق نسخہ کالج ہے۔
۵۔ نسخہ مجلس اور آسی میں التفات کے ساتھ اُس کی اور ہوگی درج ہوئے جو درست نہیں۔ دوسرے مصرع میں نسخہ آسی میں اُس کی لطف گاہ گاہی درج ہوا۔

298/6 بڑھیں گے عہد کے درویش اس سے اور کیا یارو کیا ہے لڑکوں نے دینا انہوں کو تاج شاہی کا
298/7 خراب احوال کچھ بکنا پھرے ہے دیو کعبے میں
خن کیا معتبر ہے میر سے وہی تباہی کا

﴿299﴾

299/1 آنکھوں میں اپنی رات کو خوں ناب تھا سو تھا جی دل کے اضطراب سے بے تاب تھا سو تھا
299/2 آ کر کھڑا ہوا تھا بہ صد حسن جلوہ ناک اپنی نظر میں وہ دُرِ نایاب تھا سو تھا
299/3 ساون ہرے نہ بھادوں میں ہم سوکھے اہل درد سبزہ ہماری پلکوں کا سیراب تھا سو تھا
299/4 درویش کچھ گھٹا نہ بڑھا ملک شاہ سے بخرتہ کلاہ پاس جو اسباب تھا سو تھا
299/5 کیا بھاری بھاری قافلے یاں سے چلے گئے تجھ کو وہی خیالِ گراں خواب تھا سو تھا
299/6 برسوں سے ہے تلاوت و سجادہ و نماز پر میل دل جو سوئے ہے ناب تھا سو تھا
299/7 ہم خشک لب جو روتے رہے جوئیں بہہ چلیں
پر میر دشت عشق کا بے آب تھا سو تھا

ردیف الف۔ دیوان چہارم

﴿300﴾

300/1 کرتا ہوں اللہ اللہ، درویش ہوں سدا کا سرمایہ توکل یاں نام ہے خدا کا
300/2 میں نے نکل جنوں سے مشق قلندری کی زنجیر سر ہوا ہے، تھا سلسلہ جو پا کا
300/3 یارب ہماری جانب یہ نگ کیوں ہے عائد کیا جی ہی سے تمارتے ہیں جو نام لے وفا کا
300/4 کیا فقر میں گزر ہو چشم طمع سے دن ہے راہ تنگ ایسی جیسے سولی کا ناکا
300/5 ابر اور جوش گل ہے، چل خانقہ سے صوفی ہے لطف مے کدے میں وہ چند اس ہوا کا
300/6 ہم وحشیوں سے مدت مانوس جو رہے ہیں مجنوں کو شوخ لڑکے کہنے لگے ہیں کا کا
300/7 آلودہ خوں سے ناخن ہیں شیر کے سے ہر سو جنگل میں چل بنے تو پھولا ہے زور ڈھا کا
300/8 یہ دو ہی صورتیں ہیں یا منعکس ہے عالم یا عالم آئینہ ہے اُس یارِ خود نما کا
300/9 کیا میں ہی جاں بہ لب ہوں، پیاری دلی سے مارا ہوا ہے عالم اس درد بے دوا کا
300/10 زلفِ سیاہ اُس کی رہتی ہے چت چڑھی ہی میں مبتلا ہوا ہوں اے وائے کس بلا کا
300/11 غیرت سے تنگ آئے غیروں سے لڑمیں گے
آگے بھی میر سید کرتے گئے ہیں ساکا

۱۔ نول کشور دوم، سوم، آسی اور عبادت کے یہاں دیکھوں غلط ہے۔ صرف نسخہ کالج میں آنکھوں ہے جو درست ہے۔

۲۔ نسخہ مجلس میں عائد کی جگہ عابد درج ہوا۔

۳۔ جی ہی ہے نسخہ آسی، مجلس و عبادت میں غلط، جی ہی سے نسخہ کالج اور نول کشور دوم میں درست ہے۔

﴿301﴾

- 301/1 واجب کا ہو نہ ممکن مصدر صفت ثنا کا
301/2 سب روم روم تن میں زردی غم بھری ہے
301/3 بند اُس قبا کا کھولیں کیا ناخن فقیراں
301/4 ناسازی طبیعت کیا ہے جواں ہوئے پر
301/5 گل پھول فصل گل میں صد رنگ ہیں شگفتہ
301/6 عاشق کی چشم تر میں گو دبتے آویں لیکن
301/7 زوریں کش اُس جواں کی کس سے کماں کھینچے ہے
تھایک و جنازا میر اُن نے جس کو تاکا

﴿302﴾

- 302/1 قصہ کہیں سوئے کیا کہیں ملنے کی رات کا
302/2 جرات سے گرچہ زرد ہوں پر مانتا ہے کون
302/3 کیونکر بسر کرے غم و غصہ میں ہجر کے
302/4 جاگہ سے لے گیا ہمیں اُس کا خرام ناز
302/5 ڈرتا ہوں مالکان جزا چھاتی دیکھ کر
302/6 داعظ کہے سوچ ہے دلے ے فروش سے
302/7 بھونکا کریں رقیب پڑے کوئے یار میں
302/8 ان ہونٹوں کا حریف ہو ظلمات میں گیا
302/9 عالم کو حکیم کا باندھا طلسم ہے
302/10 گر یار میر اہل ہے تو کام سہل ہے
اندیشہ تجھ کو یوں ہی ہے اپنی نجات کا

﴿303﴾

- 303/1 تجاہل ، تغافل ، تساہل کیا
303/2 نہیں تاب لاتا دل زار اب
303/3 زمین غزل ملک سی ہو گئی
303/4 جنوں تھا نہ مجھ کو نہ چپ رہ سکا
303/5 نہ سوئے دروں فصل گل میں چھپا
303/6 ہمیں شوق نے صاحبو کھو دیا
303/1 ہوا کام مشکل ، توکل کیا
303/2 بہت ہم نے صبر و تحمل کیا
303/3 یہ قطعہ تصرف تہ میں بالکل کیا
303/4 کہ زنجیر ٹوٹی تو میں غل کیا
303/5 سر و سینہ سے داغ نے گل کیا
303/6 غلاموں سے اُس کے تو تسل کیا

۱۔ نسخہ آسی میں تو حسب معمول کی کی جگہ کے درج ہوا، مجلس میں بھی اسی غلطی کا اعادہ ہوا۔ اس سہو سے مصرع کے معنی بدل گئے بلکہ شعر بے معنی ہو گیا ہے۔

۲۔ نسخہ آسی، مجلس و عبادت میں 'تو' ہے۔ نسخہ کالج اور نول کشور دوم میں 'سو' بہتر ہے۔

۳۔ وقف درج کرنے کے شوق میں مرتب نسخہ مجلس نے تصرف میں کے درمیان وقفہ (کامہ) درج کر دیا ہے، (جلد سوم ص ۲۴۶)

حقیقت نہ تیر اپنی سمجھی گئی
شب و روز ہم نے تاہل کیا

303/7

﴿304﴾

رفتہ عشق کیا ہوں میں اب کا
لوگ جب ذکرِ یار کرتے ہیں
مست رہتا ہوں جب سے ہوش آیا
ہم تو ناکام ہی چلے یاں سے
درس کہیے جنوں کا تو مجنوں
لعل کی بات کون سنتا ہے

304/1

304/2

304/3

304/4

304/5

304/6

زلف سا بیچ دار ہے ہر شعر

304/7

ہے خن میر کا عجب ڈھب کا

﴿305﴾

میں جو نظر سے اس کی گیا تو وہ سرگرم کار اپنا
کیا یاری کر دور پھرا وہ کیا کیا اُن نے فریب کیے
ہاتھ گلے میں اُن نے نہ ڈالا، میں یہ گلا جا کاٹوں گا
چھاتی پہ سانپ سا پھر جاتا ہے، یاد میں اُس کے بالوں کی
بات کہے، نکوار نکالے، آنکھ لڑائے، جی مارے
ہم نے یار کو وفاداری میں کوتاہی، تقصیر نہ کی

305/1

305/2

305/3

305/4

305/5

305/6

رحم کیا کر، لطف کیا کر، پوچھ لیا کر، آخر ہے

305/7

میر اپنا، غم خوار اپنا، پھر زار اپنا، بیمار اپنا

﴿306﴾

اے کاش مرے سر پر اک بار وہ آ جاتا
تب تک ہی محل ہے جب تک نہیں آتا وہ
اک آگ لگا دی ہے چھاتی میں جدائی نے
یا لاگ کی وے باتیں، یا ایسی ہی بیزاری
کیا نور کا بٹکا ہے چہرہ کہ شبِ مہ میں
اس شوق نے دل کے بھی کیا بات بڑھائی تھی
یہ ہمدی کا دعویٰ اُس کے لب خنداں سے
اب تو نہ رہا وہ بھی، طاقت گئی سب دل کی

306/1

306/2

306/3

306/4

306/5

306/6

306/7

306/8

ٹھہراؤ سا ہو جاتا، یوں جی نہ چلا جاتا
اس رستے نکلتا تو ہم سے نہ رہا جاتا
وہ مہ گلے لگتا تو یوں دل نہ چلا جاتا
وہ جو نہ لگا لیتا، تو میں نہ لگا جاتا
منہ کھولے جو سو رہتا تو ماہ چھپا جاتا
رقعہ اُسے لکھتے تو طومار لکھا جاتا
بس کچھ نہ چلا ورنہ پستے کو چبا جاتا
جو حال کبھو اپنا میں تم کو سنا جاتا

۱۔ نسخہ نول کشور دوم، سوم اور آسی میں 'غم' دغصہ ہے جب کہ نسخہ کالج میں 'غم' غصہ ہے۔

۲۔ نسخہ آسی میں 'یار' درست ہے، مجلس کی اشاعت میں 'یار' طبع ہوا ہے۔

وسواس نہ کرتا تھا مر جانے سے ہجراں میں
تھا میر تو ایسا بھی دل جی لے سے اٹھا جاتا

306/9

﴿307﴾

پر بعد نماز اٹھ کر مے خانے چلا جاتا
یوسف بھی جو واں ہوتا تو اس پہ بکا جاتا
جی مفت مرا جاتا، اُس شوخ کا کیا جاتا
سر کھینچتا یہ شعلہ تو مجھ کو جلا جاتا
تھے جمع قلم کاغذ، پر کچھ نہ لکھا جاتا
کیا ہوتا یکا یک وہ سر پر مرے آ جاتا
جو ہاتھ مرے چڑھتا تو پان کو کھا جاتا
کیوں کام بگڑ جاتا جو صبر کیا جاتا

307/1

307/2

307/3

307/4

307/5

307/6

307/7

307/8

تھا میر بھی دیوانہ پر ساتھ ظرافت کے
ہم سلسلہ داروں کی زنجیر ہلا جاتا

307/9

﴿308﴾

یہ دل نے کیا کیا کہ اسیر بلا کیا
گو بے کسی سے عشق کی آتش میں جل اٹھا
آیا نہ اُس طرف سے جواب ایک حرف کا
ڈرتا ہی میں رہا کہ پلک کوئی گڑ نہ جائے

308/1

308/2

308/3

308/4

بد حال ٹھنڈی سانسیں بھرا کب تلک کرے

308/5

سرگرم مرگ میر ہوا تو بھلا کیا

﴿309﴾

یاں پھر اگر آؤں گا، سید نہ کہاؤں گا
بت خانے میں جاؤں گا، زقار بندھاؤں گا
آئندہ کسو سے میں دل کو نہ لگاؤں گا
کیا جائے پاؤں گا یا اُس کو نہ پاؤں گا

309/1

309/2

309/3

309/4

گر میر ہوں چپکا سا پر طرفہ ہنرور ہوں

309/5

بگڑے گا نہ نک وہ تو سو باتیں سناؤں گا

۱۔ نسخہ آسی ص ۲۶۰، جیسے درج ہوا جو درست نہیں مجلس میں جلد سوم ص ۲۳۹، جی سے درست ہے لیکن اختلاف متن مذکور نہیں۔

۲۔ نسخہ آسی اور مجلس میں 'جل بچھا' ہے، شعر شورا گنیز میں 'جل اٹھا' بہتر ہے (جلداول، ص ۶۲۰)۔

۳۔ اشاعت مجلس میں پروف اچھی طرح نہ پڑھنے کے سبب ہونے والی اغلاط بہت سی ہیں۔ یہاں ردیف 'کیا' کی جگہ 'کب' چھپا ہے۔ جلد سوم،

﴿310﴾

- دیوانگی میں مجنوں میرے حضور کیا تھا 310/1
گردن کشی سے اپنی مارے گئے ہم آخر 310/2
غم قرب و بعد کا تھا، جب تک نہ ہم نے جانا 310/3
اے دوائے یہ نہ سمجھے مارے پڑیں گے اس میں 310/4
مرتا تھا جس کی خاطر اُس کی طرف نہ دیکھا 310/5
میر ستم رسیدہ ظالم غیور کیا تھا

﴿311﴾

- دل کو گل کہتے تھے، درد و غم سے مرجھایا گیا 311/1
عشق سے ہو حال جی میں کچھ تو کہیے دیکھو 311/2
جستجو میں یہ تعب پھینچی کہ آخر ہو گئے 311/3
اک نلکہ کرنے میں غارت کر دیا، اے دوائے ہم 311/4
کیا تعجب ہے جو کوئی دل زدہ ناگہ مرے 311/5
ماہ کہتے تو کہا اُس روئے خوش کا ہے حریف 311/6
جیسے پر چھائیں دکھائی دے کے ہو جاتی ہے محو 311/7
میر بھی اُس کام جاں کا دوں ہی تھا سایا، گیا

﴿312﴾

- ہم مست عشق جس کے تھے، وہ روٹھ کر گیا 312/1
جاں بخشی اس کے ہونٹوں کی سن آب زندگی 312/2
کہتے ہیں میر کبے گیا ترک عشق کر 312/3
راہِ دل شکستہ کدھر، وہ کدھر گیا

﴿313﴾

- شاید جگر حرارت عشقی سے جل گیا 313/1
بے یار حیف باغ میں دل نلک بہل گیا 313/2
اُس آہوئے رمیدہ کی شوخی کہیں سو گیا 313/3
دن رات خوں کیا ہی کیے ہم جگر کو پھر 313/4
تیور بدلنے سے تو نہیں اُس کے بے حواس 313/5
ہر چند میں نے شوق کو پنہاں کیا ولے 313/6
کرتے ہیں نذر ہم کہ نہ اُلفت کریں کہیں 313/7
چلنے لگے تھے راہ طلب، پر ہزار شکر 313/8
میں وہ دلا تو آگے ہی تھا فرط شوق سے 313/9
کل دردِ دل کہا، سو مرا منہ اُبل گیا
دے گل کو آگ چار طرف میں نہ جل گیا
دکھلائی دے گیا تو چھلاوا سا چھل گیا
گر پھول گل سے کوئی گھڑی جی بہل گیا
اندیشہ یہ ہے، طور ہی اُس کا بدل گیا
اک آدھ حرف پیار کا منہ سے نکل گیا
گر دل ضعیف اب کے ہمارا سنبھل گیا
پہلے قدم ہی پاؤں ہمارا پچل گیا
طور اُس کا دیکھ اور بھی کچھ دل دہل گیا

سر آب لگے جھکانے بہت خاک کی طرف
شاید کہ میر جی کا دماغی خلل گیا

313/10

﴿314﴾

عشق رسوائی طلب نے مجھ کو سرگرداں کیا 314/1
ہم سے تو جز مرگ کچھ تدبیر بن آتی نہیں 314/2
داخل دیوانگی ہی تھی ہماری عاشقی 314/3
شکر کیا اس کی کریمی کا ادا بندے سے ہو 314/4
تغ سی بھوویں جھکائیں، برچھیاں سی لٹوے مڑے 314/5
ایک ہی انداز نے اُس کافر بے مہر کے 314/6
لکھنؤ دلی سے آیا، یاں بھی رہتا ہے اُداس 314/7
میر کو سرشتگی نے بے دل و حیراں کیا

﴿315﴾

دل سنبھالے کہیں میں کل جو چلا جاتا تھا 315/1
بے دماغی کا سماں دیکھنے کی کس کو تاب 315/2
سوزش دل کے سبب مرگ نہ تھی عاشق کی 315/3
لہلہا دے ہے حقیری سے مجھے اب وہ بھی 315/4
میر کو واقعہ، کیا جانیے، کیا تھا درپیش 315/5
کہ طرف دشت کے جوں سیل چلائے جاتا تھا

﴿316﴾

ترک لباس سے میرے اُسے کیا، وہ رفتہ رعنائی کا 316/1
پاس سے اٹھ چلتا ہے وہ، تو آپ میں میں رہتا ہی نہیں 316/2
حال نہ میرا دیکھے ہے، نہ کہے سے تامل ہے اس کو 316/3
ظاہر میں خورشید ہوا وہ نور میں اپنے پنہاں ہے 316/4
یاد میں اس کی شقامت کی میں لوہو رو سوکھ گیا 316/5
جائے کا دامن پاؤں میں الجھا، ہاتھ آنچل اکلائی کا
لے جاتا ہے جا سے مجھ کو، جانا اُس ہر جانی کا
محو ہے خود آرائی کا یا بے خود ہے خود رائی کا
خالی نہیں ہے حسن سے چھپنا ایسے بھی پیدائی کا
آخر یہ خمیازہ کھینچا اس خرچ بالائی کا

۱۔ نسخہ آسی اور عبادت میں برچھیاں سے وئے نہ۔

۲۔ نسخہ آسی اور بیرونی میں عبادت کے یہاں 'آپھی' کا جدید املا آپ ہی درج ہوا ہے۔ ہم نے نسخہ مجلس کے مطابق قدیم املا کو ہر اس جگہ اختیار کیا جہاں جدید املا سے مصرعے کی روانی متاثر ہوتی دکھائی دی۔

۳۔ نسخہ آسی میں 'پلا' (پالکسر) ہے۔ اشاعت مجلس میں 'نکلا' ہے۔ اختلاف نسخہ مذکور نہیں، 'نکلا' کسی حوالے کے بغیر ہے، لہذا اس صورت میں 'چلا' کو فاروقی صاحب کے تتبع میں اختیار کرنا بہتر ہے۔ 'جوں سیل چلے جانا' میر کا عمومی اسلوب ہے اور بہت سے اشعار میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔

۴۔ نسخہ کالج اور نول کشور دوم میں 'محو' ہے خود آرائی درست ہے جب کہ آسی و عبادت کے یہاں 'محو' ہے وہ خود آرائی ہے جس سے مصرع ساقط الوزن ہو جاتا ہے۔

۵۔ نسخہ مجلس میں یاد میں اس کے قامت کی جب کہ آسی کے یہاں یاد میں اُس کی قامت کی بہتر ہے۔

316/6 بعد مرگ چراغ نہ لاوے گور پہ وہ عاشق کی آہ جیتے جی بھی داغ ہی تھا میں اُس کی بے پروائی کا
316/7 چشم وفا اخوانِ زماں سے سادہ ہو سو رکھے میر
قصہ ہے مشہورِ زمانہ پہلے دونوں بھائی کا

﴿317﴾

317/1 پھرے ہے وحشی سا گم گشتہ عشق کا تیرا سمھوں سے پاتے ہیں بیگانہ آشنا تیرا
317/2 دریغ و درد تجھے کیوں ہے یاں تو جی ہی گئے ہوا ہے ایک نگہ میں زیاں کیا تیرا
317/3 جہاں بھرا ہے ترے شورِ حسن و خوبی سے لبوں پہ لوگوں کے ہے ذکر جا بہ جا تیرا
317/4 نگاہ ایک ادھر، ایک تیغ تیز کی اور ہمارا خون ہی کرتا ہے مدعا تیرا
317/5 نظر کنہوں نے نہ کی حالِ میر پر افسوس غریب شہر وفا تھا وہ خاک پا تیرا

﴿318﴾

318/1 صورتِ شیریں کے آگے کام اپنا کر گیا عشق میں کس کُسن سے فرہاد ظالم مر گیا
318/2 خانہ آبادی ہمیں بھی دل کی یوں ہے آرزو جیسے جلوے سے ترے گھر آرسی کا بھر گیا
318/3 میر سختی کش تھا غافل، پر خدا نے خیر کی حادثے کا کیسا اس کے سر پہ سے پتھر گیا

﴿319﴾

319/1 کیا ہے عشق سو پھر مجھے غم رہا مژہ غم رہیں، حالِ درہم رہا
319/2 ضعیف و قوی دونوں رہتے نہیں نہ یاں زال ٹھہرا، نہ رستم رہا
319/3 سحرِ جلوہ کیوں کر، کل ہو کیا ہے یہ اندیشہ ہر رات، ہر دم رہا
319/4 ہوا غم مجھے خوں جگر میں نہیں اگر آنسو آتے کوئی تھم رہا
319/5 رہی آتی آندھی سی سینے میں میر بہت دن تڑپنے کا اودھم رہا

﴿320﴾

320/1 مکتے گیا، مدینے گیا، کربلا گیا جیسا گیا تھا، ویسا ہی چل پھر کے آ گیا
320/2 دیکھا ہو کچھ اس آمد و شد میں تو میں کہوں خود گم ہوا ہوں، بات کی تہہ اب جو پا گیا
320/3 کپڑے گلے کے میرے نہ ہوں اب دیدہ کیوں مانند ابر دیدہ تر اب تو چھا گیا

۱۔ نسخہ آسی میں 'کی' درست نہیں۔ مجلس نے بالعموم اس نوع کے اختلافات کا ذکر ہی نہیں کیا۔

۲۔ نسخہ آسی میں 'کرنا' (ص ۶۴) اور طبع مجلس جلد سوم ص ۲۵۶ پر 'کرنا' ہے۔ دونوں بامعنی ہیں گو معنی مختلف ہوں گے۔

۳۔ نسخہ کالج اور نول کشور طبع دوم میں 'گیا' ہے۔ یہ بھی بامعنی ہے تاہم آسی کا متن 'کیا' زیادہ بہتر ہے۔ 'کرنا' سے معنی نازک پیدا ہوتے ہیں، اس۔

اسی کو اپنایا ہے۔

۴۔ نسخہ آسی اور مجلس میں یہ مصرع غلط اور بے گانہ معانی متن کا حامل ہے۔ 'سحر جلوہ کیوں کر رہے' بگلی ہو کیا 'نسخہ کالج اور نول کشور دوم میں متن درر

ہے جو اختیار کیا گیا۔

- 320/4 جاں سوز آہ و نالہ سمجھتا نہیں ہوں میں
320/5 وہ مجھ سے بھاگتا ہی پھرا کبر و ناز سے
320/6 جو رہ سپہر دوں سے برا حال تھا بہت
320/7 دیکھا جو راہ جاتے تبختر کے ساتھ اُسے
320/8 بیٹھا تو بورے کے تئیں سر پہ رکھ کے تیر
صف کس ادب سے ہم فقرا کی اٹھا گیا

﴿321﴾

- 321/1 عشق کی ہے بیماری ہم کو، دل اپنا سب درد ہوا
321/2 تب بھی نہ سر کھینچا تھا، ہم نے، آخر مر کر خاک ہوئے
اب جو غبارِ ضعیف اٹھا تھا، پامالی میں گرد ہوا

﴿322﴾

- 322/1 عشق کیا کیا آفتیں لاتا رہا
322/2 مہر و مہ، گل پھول سب تھے، پر ہمیں
322/3 دل ہوا کب عشق کی رہ کا دلیل
322/4 منہ دکھاتا برسوں وہ خوش رو نہیں
322/5 کچھ نہ میں سمجھا جنوں و عشق میں
322/6 داغ تھا جو سر پہ میرے شمع ساں
322/7 کیسے کیسے رک گئے ہیں میر ہم
مدتوں منہ تک جگر آتا رہا

﴿323﴾

- 323/1 اوصافِ مونے کے شعر سے الجھاؤ پڑ گیا
323/2 جیتے جی یہ ملا نہ رہا، سو رہا غریب
323/3 کیا اُس کے دل جلے کی تمامی میں دیر ہو
323/4 فرہاد، پہلوانِ محبت پہاڑ تھا
323/5 گل رنگ رنگ شاخ پہ نکلا بہار میں
323/6 یاں حادثے کی باد سے ہر اک شجر حجر
323/7 شرمادے سروے، ہووے اگر آدمی روش
وصف اُس کے قد کا میر سے سن کر اکڑ گیا

۱۔ نسخہ آسی ص ۴۶۴ پر یہ درست ہے۔ فاروقی صاحب کے انتخاب میں بھی یہ ہی ہے۔ مجلس میں یہ سہو کتابت ہے۔
۲۔ نسخہ آسی ص ۴۶۵ پر یہ مصرع نہایت بے معنی اور غلط درج ہوا ہے۔ اوصافِ بوئے شعرے مجلس کے نسخے میں، متن درست لیکن اختلاف نسخ درج نہیں۔
۳۔ نسخہ آسی میں کھل گئی ہیں درج ہوا ہے جو درست ہے، مجلس میں کھلی سہو کتابت ہے۔
۴۔ نسخہ آسی و عبادت (ص ۶۶۸) میں سرودہ غلط ہے جب کہ نسخہ کالج اور طبع دوم میں سرودہ درست ہے۔

﴿324﴾

جان اپنا جو ہم نے مارا تھا	کچھ ہمارا اسی میں دارا تھا	324/1
کون لیتا تھا نام مجنوں کا	جب کہ عہد جنوں ہمارا تھا	324/2
کوہ فرہاد سے کہیں آگے	سر مرا اور سنگِ خارا تھا	324/3
ہم تو تھے جو دوستی اُس کے	گو کہ دشمن جہان سارا تھا	324/4
لطف سے پوچھتا تھا ہر کوئی	جب تلک لطف کچھ تمہارا تھا	324/5
آستاں کے آئینہ کی خاک ہوا	آستاں کا بھی کیا ستارا تھا	324/6
پاؤں چھاتی پہ میری رکھ چلتا	پاں کبھو اس کا یوں گزارا تھا	324/7
موسم گل میں ہم نہ چھوٹے حیف	گشت تھا ، دید تھا ، نظارا تھا	324/8
اس کی ابرو جو تک جھکی ایدھر	قتل کا تیغ سے اشارا تھا	324/9
عشق بازی میں کیا موئے ہیں تیر	آگے ہی جی انہوں نے ہارا تھا	324/10

﴿325﴾

خوب کیا جو اہل کرم کے جود کا کچھ نہ خیال کیا	ہم جو فقیر ہوئے تو ہم نے ، پہلے ترک سوال کیا	325/1
روند کے جور سے ان نے ہم کو، پاؤں حنائی اپنے کیے	خون ہمارا بکھل گہ میں ، کن رنگوں پامال کیا	325/2
نکلے ہے گر گھاس جلی بھی ، خاک سے الفت کشتوں کی	یوں تے بالیدہ سپہر پھرے ہے گویا اُن نے نہال کیا	325/3
دل جو ہمارا خون ہوا تھا ، رنجِ دالم میں گزری ہمیں	یعنی ماتم اُس رفتہ کا ہم نے ماہ و سال کیا	325/4
تیر سدا ہے حال رہو ہو، مہر و وفا سب کرتے ہیں	تم نے عشق کیا سو صاحب کیا یہ اپنا حال کیا	325/5

﴿326﴾

ہم کوئے مغاں میں تھے ، ماہِ رمضاں آیا	صد شکر کہ مستی میں جانا نہ کہاں آیا	326/1
گو قدر محبت میں تھی سہل مری لیکن	ستا جو بکا میں تو مجھ کو بھی گراں آیا	326/2
رسم اٹھ گئی دنیا سے اک بار مروت کی	کیا لوگ زمیں پر ہیں ، کیسا یہ سماں آیا	326/3
نفع ہوا نقصاں چاہت میں کیا گئی جی کا	کی ایک نگہ اُن نے ، سو جی کا زیاں آیا	326/4
بہل بھی تو نالاں تھی پر سارے گلستاں میں	اک آگ پھٹکی ہے ، میں جب سرگرم نغاں آیا	326/5

۱۔ نسخہ آسی میں آستاں کی کسو کی خاک ہوا ہے۔ مجلس کے یہاں کے درست لیکن اختلاف مذکور نہیں۔

۲۔ نسخہ آسی اور مجلس میں پہلے ہی ہے جب کہ نسخہ کالج اور طبع دوم نول کشور میں ہی نہیں، فاروقی صاحب نے بھی ہی شامل متن نہیں کیا۔ یوں یہ نسخہ کالج میں اغلاط نسخہ آسی سے کم ہیں۔

۳۔ نسخہ آسی اور مجلس میں یہ بالیدہ سپہر ہے تاہم فاروقی صاحب کی سند (ص ۶۳۹، شعر شورانگیز، جلد اول) سے یوں شامل متن کیا ہے کہ یوں۔ مصرع کا استعجاب لہجہ (برائے طنز) واضح اور شدید ہوتا ہے۔

۴۔ نسخہ کالج اور نول کشور دوم میں 'کیا' سہو کتابت لگتا ہے نسخہ آسی میں 'کیا' درست ہے۔

۵۔ نسخہ مجلس کے حاشیے میں پھٹکی کو نسخہ آسی میں سہو کتابت قرار دیا، حالانکہ پھٹکی (جو نسخہ کالج اور نول کشور، دوم کے مطابق ہے) اور پھٹکی دونوں ایک لفظ کے دو مختلف املا ہیں۔

طائر کی بھی رہتی ہے پھر جان چمن ہی میں گل آئے جہاں ، وہ بھی جوں آب رواں آیا 326/6
خلوت ہی رہا کی ہے مجلس میں تو یوں اُس کی 326/7
ہوتا ہے جہاں یک جا میں میر جہاں آیا

﴿327﴾

خوں نہ ہوا دل چاہیے جیسا، گواپ کام سے جاوے گا 327/1
آنکھیں لگی رہتی ہیں اکثر چاکِ نفس سے سیروں کی 327/2
فتنے کتنے جمع ہوئے ہیں ، زلف و خال و خد و قد 327/3
عشق میں تیرے کیا کیا سن کر یار گئی کر لے جاتے ہیں 327/4
ایک نگہ کی امید بھی اس کی چشمِ شوخ سے ہم کو نہیں 327/5
اب تو جوانی کا یہ نشہ ہی تے بے خود تجھ کو رکھے گا 327/6
دیر سے اس اندیشے نے ناکام رکھا ہے میر ہمیں 327/7
پاؤں چھوئیں گے اس کے ہم تو وہ بھی ہاتھ لگاوے گا

﴿328﴾

بہار آئی ، چلو چمن میں ، ہوا کے اوپر بھی رنگ آیا 328/1
کہاں تلک گل نہ ہووے غنجہ ، رہا مندے منہ ، سونگ آیا 328/2
چلے ہیں مونڈھے ، پھٹی ہے کہنی ، چُسی ہے چولی ، چھنسی ہے مہری
قیامت اُس کی ہے تنگ پوشی ، ہمارا جی تو بہ تنگ آیا 328/3
وہی ہے رونا ، وہی ہے کڑھنا ، وہی ہے شورشِ جوانی کی سی
بڑھاپا آیا ہے عشق ہی میں ، پہ میر ہم کو نہ ڈھنگ آیا

﴿329﴾

دل کو کہیں لگنے دو میرے ، کیا کیا رنگ دکھاؤں گا 329/1
عہد کیے جاؤں ہوں اب کی شے آخر مجھ کو غیرت ہے 329/2
گرچہ نصیحت سب ضائع ہے ، لیکن خاطرِ ناصح کی 329/3
چہرے سے خوں ناب ملوں گا ، پھولوں سے گل کھاؤں گا
تو بھی منانے آوے گا تو ساتھ نہ تیرے آؤں گا
دل دیوانہ کیا سمجھے گا اور بھی میں سمجھاؤں گا

- ۱۔ نسخہ آسی میں 'جھونکا' بھی درست ہے، تاہم نسخہ کالج اور نول کشور دوم میں 'جھونکا' جدید املا کے مطابق بھی ہے۔
- ۲۔ مجلس کے حاشیے میں غلط طور پر درج ہے کہ نسخہ آسی میں 'گرے'۔ نسخہ کالج، طبع دوم، سوم اور آسی میں 'گئی' کرے اور درست ہے۔ البتہ مجلس میں 'گئی' کرے ہے اور غلط ہے۔ اسی لیے فرماتے ہیں 'مفہوم واضح نہیں ہوتا' (جلد سوم، ص ۲۶۲) (گئی = درگزر، تحمل، تغافل)
- ۳۔ نسخہ آسی و عبادت میں ہے 'نسخہ مجلس میں ہی درج ہوئے ہیں'۔ یہی زیادہ تر معروف و مقبول ہے۔
- ۴۔ نسخہ آسی، نول کشور دوم، سوم اور نسخہ عبادت میں 'سوزش' ہے، صرف نسخہ کالج میں 'شورش' ہے جو درست ہے۔
- ۵۔ نسخہ آسی اور فاروقی صاحب کے یہاں 'اب کی' میر کے اسلوب کے زیادہ قریب ہے۔ صرف نسخہ مجلس میں 'اب کے' ہے جو اگرچہ بظاہر زیادہ درست لگتا ہے لیکن میر کا نمائندہ متن وہی ہے جو درج ہوا۔
- ۶۔ شعر شورا انگیز میں 'جاؤں گا' درج ہوا لیکن سند کے بغیر اس لیے آسی اور مجلس کے 'آؤں گا' کو برقرار رکھا ہے۔

- 329/4 جھک کے سلام کو کرنا سجدہ ہی ہو جاتا ہے سر جاوے گو اس میں میرا، سر نہ فرو میں لاؤں گا
- 329/5 سر ہی سے سرواہ تیرے سب ہے ہجر کی اُس کی کلفت میں سر کو کاٹ کے ہاتھ پہ رکھے، آپ بھی تے ملنے جاؤں گا
- 329/6 خاک ملا منہ، خون آنکھوں میں، چاک گریباں تادامن صورت حال اب اپنی اس کے خاطر خواہ بناؤں گا
- 329/7 دل کے تیں اس راہ میں کھو، افسوس کناں اب پھرتا ہوں
- یعنی رفیق شفیق تے پھر ایسے تیر کہاں میں پاؤں گا

﴿330﴾

- 330/1 اگرچہ جہاں میں نے سب چھان مارا دے اُس کی نایابی نے جان مارا
- 330/2 قیامت کو جرمانہ شاعری پر مرے سر سے میرا ہی دیوان مارا
- 330/3 رہائی ہے اُس صید افکن سے مشکل گیا سانجھ تو صبح پھر آن مارا
- 330/4 لگا آتشیں نالہ شب اپنے دل کو اس انداز سے جیسے اک بان مارا
- 330/5 قیامت کا عرصہ ہے اے تیر درہم مرے شور و زاری نے میدان مارا

﴿331﴾

- 331/1 جگر خوں کیا، چشم نم کر گیا گیا دل، سو ہم پرستم کر گیا
- 331/2 اُن آنکھوں کو نرس لکھا تھا کہیں مرے ہاتھ دونوں قلم کر گیا
- 331/3 شب اک شعلہ دل سے ہوا تھا بلند تن زار میرا بھسم کر گیا
- 331/4 مرے مزرع زرد پر شکر ہے کل اک ابر آیا، کرم کر گیا
- 331/5 نہ اک یارث وعدہ وفا کر سکا بہت بار قول و قسم کر گیا
- 331/6 فقیری میں تھا شیب بار گراں قد راست کو اپنے خم کر گیا
- 331/7 بُکائے شب و روز اب چھوڑ تیر بُکائے نواح آنکھوں کا تو درم کر گیا

﴿332﴾

- 332/1 یاری کیے سو کا، کا ہے کو نام نکلا ناکام عشق تب تو عاشق کا نام نکلا

۱۔ نول کشور دوم، آسی اور عبادت کے یہاں جھکے سلام ہے، نسخہ کالج میں جھک کے سلام بہتر ہے۔

۲۔ نسخہ آسی اور تنج میں نسخہ مجلس میں سرواہ ہے جس کا مفہوم آسی صاحب نے اپنی فرہنگ میں درود سر بیان فرمائے جب کہ اس لفظ کے مفرد وجود شہادت کسی لغت سے دستیاب نہیں۔ ان حالات میں فاروقی صاحب نے اپنی نکتہ آفرینی اور معنی یابی کی تفسی کے لیے سرواڈ (معنی شعر و شاعر افسانہ لغویات) کا غریب فارسی لفظ قیاسی صحیح کے طور پر داخل متن کر کے حق شرح ادا کر دی جب کہ کسی نسخے سے سرواڈ سند میسر نہیں۔ ہمار نزدیک میر نے اس کہاوت کو نظم کیا ہے کہ سر سے سرواہا ہے، یعنی سر کے ساتھ پگڑی ہوتی ہے، سرواڈ کے ساتھ فوج ہوتی ہے وغیرہ۔

۳۔ نسخہ آسی مجلس میں رکھ کے آپ ہی ہے جب کہ نسخہ کالج میں رکھے آچھی۔ فاروقی صاحب کے یہاں بھی یہی متن ہے۔

۴۔ نسخہ آسی میں رفیق و شفیق، نسخہ کالج سے میر کا زیادہ نمائندہ اسلوب جھلکتا ہے، وہاں رفیق شفیق سے اضافت کے ساتھ اور بغیر دونوں طرح پڑ سے مصرع کی روانی بھی بڑھتی ہے۔

۵۔ نسخہ کالج میں اک بار ہے، نول کشوری نسخوں اور آسی کے یہاں اک یار ہے۔

- 332/2 ہنگامے سے جہاں میں ہم نے جنوں کیا ہے ہم جس طرف سے نکلے، ساتھ ازدحام نکلا
332/3 پامالی کے خطر سے نکلا نہ کبک اودھر جیدھر سے ناز کرتا وہ خوش خرام نکلا
332/4 جنگِ زمانہ میں تو بحث ہے عشق ہی کا بے جا ہوا دل اپنا جب وہ مقام نکلا
332/5 جانا تھا ہم نے تجھ کو، تو پختہ مغز ہوگا دیکھا تو میر تیرا سودا بھی خام نکلا

﴿333﴾

- 333/1 نے ہم سے کچھ، نہ اُس ستم ایجاد سے ہوا ظلم صریح عشق کی امداد سے ہوا
333/2 شیریں کا حسن ایسا تھا جو خستہ جان دیں جو کچھ ہوا سو خواہشِ فرہاد سے ہوا
333/3 خوش زمزمہ طیور ہی ہوتے ہیں میر اسیر ہم پر ستم یہ صبح کی فریاد سے ہوا

﴿334﴾

- 334/1 زار کیا، بیمار کیا، اس دل نے کیا آزار کیا داغ سے تن گلزار کیا، سب آنکھوں کو خوں بار کیا
334/2 جرم ہے ہم الفت کشتوں کا، لگ پڑنے سے شوخ ہوا اب کہتے ہیں دل میں اپنے، ہم نے اُسے کیوں پیار کیا
334/3 چاہا ہم نے کیا کیا تھا، پر اپنا چاہا کچھ نہ ہوا عزت کھوئی، ذلت کھینچی، عشق نے خوار و زار کیا
334/4 پیش گئی کب پیشِ زمانہ طبعِ حسن پر کس کس کے اک گردش میں سپہر نے جیسے سطحِ زمیں ہموار کیا
334/5 سادگی میری نے آہ نہ جانا، جی ہی اس میں جاتا ہے عشق کا اُس پُرکار کے میں نے لوگوں میں اقرار کیا

﴿335﴾

- 335/1 سینے کا سوز بہت بھڑکا جلا تن مارا جامہ زیبوں نے غضب آگ پہ دامن مارا
335/2 صورت اس کی مری کھینچی تھی گلے لگتے ہوئے سو جفاکار نے نقاش کو گردن مارا
335/3 دل ہی میں خون ہوئی وصل کی خواہش اے میر ہم نے آزادگی ہجر سے کیا من مارا

﴿336﴾

- 336/1 پیری میں بے دندان ہو بیٹھے، پر افسوس یہ ہم کو رہا دانت تمہارے منہ میں کے ہیں، اس مغرور نے یوں نہ کہا
336/2 کیا روداد کہیں ہم اپنی، گریہ زاری کج محبت کی رونا سا کوئی روئے ہیں، آنکھوں سے اک رو بہا
336/3 صبر مرا سا بے جری پر ہو نہ سکے گا انساں سے جو رو جفا و ستم جو گزرے سب کچھ میں نے میر سہا

۱۔ نسخہ کالج، نول کشور دوم میں پامالی کے خطر سے درست ہے جب کہ نسخہ آسی میں پامالی خطر سے سہو کتابت ہے۔

۲۔ نسخہ آسی میں تجھ کو ہم نے سے نسخہ کالج اور طبع دوم میں ہم نے تجھ کو بہتر ہے۔

۳۔ نسخہ آسی میں اصرار غلط ہے جب کہ نول کشور دوم، سوم میں اقرار درست ہے۔

۴۔ نول کشور دوم میں گریہ زار ہے، سوم میں گریہ وزاری اور نسخہ آسی و عبادت میں گریہ وزار ہے۔

﴿337﴾

- چاہت کا اظہار کیا، سو اپنا کام خراب ہوا 337/1
 ساری ساری راتیں جاگے، عجز و نیاز و زاری کی 337/2
 کیا کہیے مہتاب میں شب کی وہ بھی ٹک آ بیٹھا تھا 337/3
 شمع جو آگے شام کو آئی، رشک سے جل کر خاک ہوئی 337/4
 مرتے نہ تھے ہم عشق کے رفتہ بے کفنی سے یعنی میر 337/5
 دیر میسر اس عالم میں مرنے کا اسباب ہوا

﴿338﴾

- تھا محبت سے کبھو ہم میں، کبھو یہ غم میں تھا 338/1
 کیا ہوا پہلو سے دل، کیا جانو کیا جانوں ہوں میں 338/2
 ایک قطرہ خوں جھمکتا صبح چشمِ غم میں تھا 338/3
 میر گزرے دونوں یاں عید و محرم ایک سے 338/3
 یعنی دس دن جینے کے میں اپنے ہی ماتم میں تھا

﴿339﴾

- وفاداری نے جی مارا ہمارا 339/1
 چڑھی تیوری کبھو اس کی نہ اتری 339/2
 رہا افسوس آنکھیں تر ہوئیں تو 339/3
 نہ بارے یادری طالع نے کچھ کی 339/4
 گلہ لب تک نہ آیا میر ہرگز 339/5
 کھپا جی ہی میں غم سارا ہمارا

ردیف الف۔ دیوان پنجم

﴿340﴾

- دل رفتہ جمال ہے اُس ذوالجلال کا 340/1
 ادراک کو ہے ذات مقدس میں دخل کیا 340/2
 حیرت سے عارفوں کو نہیں راہ معرفت 340/3
 ہے قسمت زمین و فلک سے غرض نمود 340/4
 مرنے کا بھی خیال رہے میر اگر تجھے 340/5
 ہے اشتیاق جانِ جہاں کے وصال کا

۱۔ نول کشور سوم اور آ سی کے یہاں چاہت کیا اظہار کیا غلط، طبع دوم میں چاہت کا اظہار کیا درست ہے۔

۲۔ نسخہ آ سی اور مجلس میں 'جھمکتا' ہے، یہ کل میر کے مرغوب لفظ 'جھمکتا' کا ہے، فاروقی صاحب کے یہاں بھی یہی متن ہے۔

۳۔ نسخہ مجلس میں بعض اغلاط نہایت مضحکہ خیز ہیں۔ شعر نمبر ۴ کا دوسرا مصرع درج کرنے کی بجائے شعر نمبر ۵ کا دوسرا مصرع ہی ہر دو جگہ درج کر دیا گیا ہے۔ جلد سوم، ص ۲۶۹۔

﴿341﴾

- 341/1 ہے حرفِ خامہ دل زدہ حسن قبول کا
341/2 رہ بیروی میں اس کی کہ گامِ نخست میں
341/3 وہ مقتدائے خلق جہاں اب نہیں ہوا
341/4 سرمہ کیا ہے وضع پئے چشمِ اہلِ قدس
341/5 ہے متحد نبی و علی و وصی کی ذات
341/6 دھو منہ ہزار پانی سے سو بار پڑھ درود
341/7 حاصل ہے میر دوستی اہل بیت اگر
تو غم ہے کیا نجات کے اپنی حصول کا

﴿342﴾

- 342/1 عشق تو ہن رسوائی عالم باعث ہے رسوائی کا
342/2 ہے جو سیاهی جرمِ قمر میں اس کے سوا کچھ اور نہیں
342/3 نزع میں میری حاضر تھا پر آنکھ نہ ایدھر اس کی پڑی
342/4 کوشش میں سر مارا لیکن در پہ کسی کے چا نہ سکا
342/5 رنگِ سراپا اس کا ہوا لے آگے دل خوں کرتی رہی شہ
342/6 آنا سن، ناداری سے ہم نے، جی دینا ٹھہرایا ہے
342/7 فرقت میں ہے ہر عضو اس کا جوں عضو از جارفہ میر
جو کشتہ ہے ظلم رسیدہ اس کے دردِ جدائی کا

﴿343﴾

- 343/1 دُور بہت بھاگو ہو ہم سے، سیکھے طریقِ غزالوں کا
343/2 صورت گر کی پریشانی نے طول نہایت کھینچا ہے
343/3 بہت کیا تو لہ پتھر میں سوراخ کیے ہیں درفشوں نے
343/4 سرو لب جو، لالہ دگل نسرین و سمن ہیں، شگوفہ ہے
343/5 غنچہ ہوا ہے خارِ بیاباں بعد زیارت کرنے کے
343/6 پہلے تدارک کچھ ہوتا تو نفع بھی ہوتا، سو تو میر
کام ہے آخر عشق میں اس کے، بیماروں بد حالوں کا

۱۔ نسخہ آسی ص ۵۳۲، نسخہ عبادت ص ۳۹، 'مایا' کی جگہ پایا درج ہے، جو درست نہیں۔ نسخہ کالج اور نول کشور دوم میں 'مایا' صحیح ہے۔

۲۔ نسخہ کالج میں 'میری' درست ہے، نسخہ آسی اور نول کشور دوم میں 'میر' اٹلا ہے۔

۳۔ نسخہ آسی میں 'سے' کی جگہ میں 'اور یار' کی جگہ بار غلط ہیں، نسخہ کالج اور نول کشور دوم میں 'سے' اور یار درست ہیں۔

۴۔ نسخہ کالج اور طبع دوم میں 'کرتی رہی' جب کہ آسی کے یہاں 'کرتی تھی' درج ہوا ہے۔

۵۔ نسخہ آسی اور نول کشور طبع دوم میں 'بہت کیا تھا' سے 'بہت کیا تو' بدرجہا بہتر متن ہے جو نسخہ کالج کے مطابق ہے۔

﴿344﴾

- اگر ہستا اُسے سیر چمن میں اب نیکے پاؤں گا 344/1
مجھے گل اس کے آگے خوش نہیں آیا کچھ اس پر بھی 344/2
بشارت اے صبا دیجو اسیران قفس کو بھی 344/3
دماغ ناز برداری نہیں ہے کم دماغی سے 344/4
خشونت، بدسلوکی، خشم گینی کس لیے اتنی 344/5
ابھی ہوں منتظر، جاتی ہے چشم شوق ہر جانب 344/6
بلا میں زیر سر ہوں کاش افتادہ رہوں یوں ہی 344/7
اٹھا سر خاک سے تو تیر ہنگامے اٹھاؤں گا

﴿345﴾

- رسوائے شہر ہے یاں حرف و سخن ہمارا 345/1
دل خون ہو گیا تھا غم لکھتے سو رہے ہے 345/2
ظن ریاض میں شب مہتاب کے نہیں گل 345/3
میدان عشق میں تو قیمہ بدن ہوا ہے 345/4
میر اس کی آنکھیں دیکھیں ہم نے سفر کو جاتے 345/5
عین بلا ہوا ہے سو اب وطن ہمارا

﴿346﴾

- منہ اپنا کبھو وہ ادھر تڑ کر رہے گا 346/1
جو دلبر ہے ایسا تو دل جا چکا ہے 346/2
ہر اک کام موقوف ہی وقت پر ہے 346/3
نہ ہوں گو خبر مردماں حال بد سے 346/4
ہمیں عشق ہے تو اثر کر رہے گا 346/5
کسو روز آنکھوں میں گھر کر رہے گا
دل خوں شدہ بھی جگر کر رہے گا
مرا نالہ سب کو خبر کر رہے گا
فن شعر میں میر صناع ہے وہ
دل اس کا کوئی تو ہنر کر رہے گا

﴿347﴾

- سخن مشتاق ہے عالم ہمارا 347/1
رہے ہم عالمِ مستی میں اکثر 347/2
غنیمت ہے جہاں میں دم ہمارا 347/3
رہا کچھ اور ہی عالم ہمارا
کرو ہو پاس کچھ تو کم ہمارا
بہت ہی دور ہم سے بھاگتے ہو

- ۱۔ نسخہ کالج میں خوش نہیں آیا جب کہ نول کشور دوم اور نسخہ آسی میں خوش نہیں آتا ہے۔
۲۔ نسخہ آسی میں نہ آؤں گا، نہ جاؤں گا درست نہیں۔ نسخہ کالج اور نول کشور دوم میں جو جاؤں درست ہے، گو تا فر کا حامل ہے۔
۳۔ نسخہ آسی مجلس اور عبادت میں ادھر ہے جب کہ کل ادھر کا ہے۔
۴۔ متن مطابق نسخہ کالج اور نول کشور دوم ہے، آسی مجلس میں ہر اک کام موقوف ہے وقت پر ہی۔
۵۔ نسخہ کالج اور طبع دوم میں نہ ہوئے نہ ہوں، مردماں کے حوالے سے بہتر ہے۔ یہ آسی کے نسخے میں ہے۔

بکھر جاتے ہیں کچھ گیسو تمہارے ہوا ہے کامِ دل برہم ہمارا
رکھے رہتے ہیں دل پر ہاتھ اے میر
یہیں شاید کہ ہے سب غم ہمارا

347/4

347/5

﴿348﴾

عشق کیا ، ناکام رہا ، آخر کو کام تمام کیا
تیوری چڑھائی، غصہ کیا، جب ہم نے جھک کے سلام کیا
آخر دل کی بے تابی سے خط بھیجا ، پیغام کیا
شہر میں اب رسوا ہیں ، یعنی بدنامی سے کام کیا
رات ہوئی جس جاگہ ہم کو، ہم نے وہیں بسرام کیا
حرف و سخن سے ٹکا لوہو، اب جو کچھ ارقام کیا
لوگوں میں لیکن پوچھ کیا ، یہ لطف بے ہنگام کیا
اس کو چے سے نکل کر ہم نے رو بہ قفا ہر گام کیا
میر جو ان نے منہ کو ادھر کر ہم سے کوئی بات کہی
لطف کیا ، احسان کیا ، انعام کیا ، اکرام کیا

348/1

348/2

348/3

348/4

348/5

348/6

348/7

348/8

348/9

﴿349﴾

عشق ہو حیوان کا یا انس ہو انسان کا
عاشق و معشوق کی میں طرفہ صحبت میر کی
میں خرد گم عشق میں اُس لڑکے کے آخر ہوا
مرنا اس کے عشق میں خالی نہیں ہے حسن سے
گر پڑیں گے ٹوٹ کر اکثر ستارے چرخ سے
ہر درق ہر صفحے میں اک شعر شور انگیز ہے
کیا ملاوے آنکھ زگس اس کی چشم سرخ سے
بات کرتے جائے ہے منہ تک مخاطب کے جھلک
کیا کہوں سارا زمانہ کشتہ و مردہ ہے میر
اس کے اک انداز کا ، اک ناز کا ، اک آن کا

349/1

349/2

349/3

349/4

349/5

349/6

349/7

349/8

349/9

﴿350﴾

عشق ہمارے خیال پڑا ہے خواب گئے آرام گیا
عشق کیا سو دین گیا ، ایمان گیا ، اسلام گیا
کس کس اپنی کل کو رو دے ہجر اس میں بے کل اُس کا
جی کا جانا ٹھہر رہا ہے صبح گیا یا شام گیا
دل نے ایسا کام کیا کچھ جس سے میں ناکام گیا
خواب گئی ہے ، تاب گئی ہے ، چین گیا ، آرام گیا

350/1

350/2

350/3

۱۔ نسخہ آسی مجلس میں ایسی شہرت تھی نسخہ کالج اور نول کشور دوم میں بھی شہرت ایسی ہے۔

۲۔ نسخہ آسی مجلس و عبادت میں خواب گیا آرام گیا ہے۔ ہمارا متن مطابق نسخہ کالج و نول کشور دوم ہے۔

- آج گیا یا کل جاوے گا ، صبح گیا یا شام گیا 350/4
اب کیا ہے وہ عہد گیا ، وہ موسم وہ ہنگام گیا 350/5
لطف گیا ، احسان گیا ، انعام گیا ، اکرام گیا 350/6
اب جو قرار کیا ہے دل سے خط بھی گیا ، پیغام گیا 350/7
نالہ میر سواد میں ہم تک دو شیش شب سے نہیں آیا 350/8
شاید شہر سے ظالم کے عاشق وہ بدنام گیا۔

﴿351﴾

- طوفِ مشہد کو کل جو جاؤں گا 351/1
صل میں رنگ اڑ گیا میرا 351/2
چھانتا ہوں کسی گلی کی خاک 351/3
اس کے در پر گئے ہیں کتاب و قواں 351/4
لوٹتا ہے بہار منہ کی خط 351/5
میر میں اس پہ زہر کھاؤں گا

﴿352﴾

- خیال چھوڑ دے واعظ تو بے گناہی کا 352/1
سیاہ بخت ہی تیرے مجھے کفایت تھے 352/2
کسو کے حسن کے شعلے کے آگے اڑتا ہے 352/3
سلوک میر سنو میرے رنگ کا ہی کا

﴿353﴾

- ہر جا پھرا غبار ہمارا اڑا ہوا 353/1
آہ سحر نے دل کی نہ کھولی گرہ کبھی 353/2
وے میر اثر جو شورشِ دل میں تھے ہیں کہاں 353/3
نالے کیے جس نے بہت سے تو کیا ہوا

﴿354﴾

- پہلو سے اٹھ گیا ہے وہ نازنین ہمارا 354/1
ہوں کیوں نہ سزا اپنے حرفِ غزل کہ ہے یہ 354/2
کیا کیا جگر خوں ، آزار کیسے کھینچے 354/3
حرف و سخن تھے اپنے ، یا داستاں جہاں میں 354/4
جز درد اب نہیں ہے پہلو نشیں ہمارا
دے زرع سیر حاصل ، قطع زمیں ہمارا
آساں نہیں ہوا دل ، اندوہ گیس ہمارا
مذکور بھی نہیں ہے یا اب کہیں ہمارا

۱۔ یہاں وزن میں ایک سبب (فع) کی کمی موجود ہے۔

۲۔ نسخہ کالج کے مطابق مصرع ہے۔ نسخہ آسی و طبع دوم میں گئی ہے درج ہوا ہے۔

۳۔ نسخہ مجلس نے نسخہ کالج اور طبع دوم کی سند پر سیاہ بخت سے میرے مجھے کنایت تھے جب کہ یہاں آسی کا متن ہی بجائے سے درست دکھائی دیتا ہے۔

۴۔ نسخہ آسی و عبادت میں سوزش درست نہیں نسخہ کالج اور طبع دوم میں سوزش صحیح ہے۔

- 354/5 کیا رایگاں بتوں کو دے کر ہوئے ہیں کافر
354/6 لختِ جگر بھی اپنا یا قوتِ ناب سا ہے
354/7 کیا خاک میں ملایا ہم کو سپہرِ دوں نے
354/8 حالت ہے نزع کی یاں آؤ کہ جاتے ہیں ہم
354/9 اک عمر مہرِ درزی جن کے سبب سے کی تھی
پاتے ہیں میر اُن کو سرگرم کیس ہمارا

﴿355﴾

- 355/1 آج ہمارا دل تڑپے ہے، کوئی ادھر سے آوے گا
355/2 ہم نہیں لکھتے اس لیے اس کو شوخ بہت ہے وہ لڑکا
355/3 رنج بہت کھینچے تھے ہم نے طاقتِ جی کی تمام ہوئی
355/4 اندھے سے ہم چاہ میں اس کی گواہی ناصح پھرتے ہیں
355/5 عاشق ہووے وہ بھی یارب، تا کچھ اس سے کہا جاوے
355/6 عاشق کی دل جوئی کی بھی راہ و رسم سے واقف رہ
355/7 آنکھیں موندے یہ دلبر جو سوتے رہیں سو بہتر ہے
355/8 کیا صورت ہے، کیا قامت ہے، دست و پا کیا نازک ہیں
355/9 چتون بے ڈھب آنکھیں پھریں ہیں پلوں سے بھی نظر چھوٹی
عشق ابھی کیا جاپے ہم کو کیا کیا میر دکھاوے گا

﴿356﴾

- 356/1 شیخِ حرم سے لڑکے چلا ہوں اب کعبے میں نہ آؤں گا
356/2 بہر پرستش پیشِ صنم، ہاتھوں سے فسیس رہاں کے
356/3 رور و ذیر کے پانی سے یا آپ چاہ سے اُس جا کے
356/4 طائف رستہ کعبے کا جو کوئی مجھ سے پوچھے گا
356/5 بے دیں اب جو ہوا سو ہوا ہوں طرفِ حرم سے مجھ کو کیا
356/6 آ کے مسافرِ میرِ عرب میں اور عجم میں کہتے ہیں
اب شہروں میں ہندوستان کے کافر میر میں کہاؤں گا

۱۔ نسخہ کالج اور طبع دوم کے ساتھ ساتھ فاروقی صاحب کے یہاں بھی ہے، محذوف ہے۔ نسخہ آسی میں ہے، موجود، مجلس نے ہے کے حذف کو غلطی کتابت بتایا ہے۔

۲۔ نسخہ آسی میں پھری ہے۔ نسخہ کالج اور طبع دوم میں پھریں زیادہ بہتر ہے، گو فاروقی صاحب نے بھی پھری کوروا رکھا ہے۔

۳۔ نسخہ مجلس جلد چہارم ص ۱۲ کے حاشیے میں فائق صاحب نے نسخہ آسی میں تین اشعار کی غزل کی تکرار اور اعادے (نقلی مکرر) کا ذکر کیا، اے کیلئے یہ تھی کہاں کی ادا، اور مرتبین قدیم کی غلطی کی نشان دہی بھی کی، لیکن دیوان پنجم کی مجلس نمبری ۷۱ اور دیوان دوم کی مجلس نمبری ۱۰۱ (اور ہمارے یہاں نمبر ۲۳۵) بھی کم دبیش، ایک ہی غزل ہے، کے بارے میں کچھ نہیں بتایا۔ دیوان دوم کی یہ غزل دیوان پنجم میں نہایت ہی دلچسپ حک و اضافے (بقیہ حاشیا گلے صفحے پر)

۴۔ مجلس اور نسخہ آسی میں ایک سبب کم ہے، تو، کو قیاسی طور پر شامل کر کے شعر کو با وزن کیا ہے۔

﴿357﴾

- کیسی سعی حوادث نے کی آخر کار ہلاک کیا 357/1
ایسا پلید آلودہ دنیا خلق نہ آگے ہوا ہوگا 357/2
قدرت حق میں کیا قدرت جو دخل کسوی فضولی کرے 357/3
آہ سے تھے رخنے چھاتی میں پھیلنا ان کا یہ سہل نہ تھا 357/4
خوگر ہونا حزن و بقا سے میر ہمارا یوں ہی نہیں 357/5
برسوں روتے کڑھتے رہے تب ہم دل کو غم ناک کیا

(بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر)

کی حامل ہے کہ اسے الگ غزل کے طور پر درج کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ اس جانب مرتب کو صرف وضاحت کرنا چاہیے۔ ہم ان دونوں دواوین کی غزلوں کو یہاں بالقابل درج کر کے اختلاف متن کے نہایت فکر انگیز مطالعے کا امکان پیدا کر رہے ہیں تاکہ حواشی کی بے مغزطوالت سے بچا جاسکے۔

نسخہ مجلس نمبر ۱۰۱ (۲۳۵)، دیوان دوم

نسخہ مجلس نمبر ۱، دیوان پنجم

- | | | | |
|----|-----------------------------------|----|----------------------------------|
| ۱ | رہا میں تو عزت کا اعزاز کرتا | ۱ | رہا میں تو عزت کا اعزاز کرتا |
| ۲ | چلا عشق خواری کو ممتاز کرتا | ۲ | چلا عشق خواری کو ممتاز کرتا |
| ۳ | نہ ٹھہرا مرے پاس دل ورنہ اب تک | ۳ | نہ ٹھہرا مرے پاس دل ورنہ اب تک |
| ۴ | اُسے ایسا ہی میں تو جاں باز کرتا | ۴ | اُسے آپ سا ہی میں جاں باز کرتا |
| ۵ | تو تمکین سے کچھ نہ بولا وگرنہ | ۵ | تو تمکین سے کچھ نہ بولا وگرنہ |
| ۶ | مسیحا صنم ترک اعجاز کرتا | ۶ | تو کا ہے کو الفت سے میں ساز کرتا |
| ۷ | گلو گیر ہی ہو گئی یادہ گوئی | ۷ | گلو گیر ہی ہو گئی یادہ گوئی |
| ۸ | رہا میں خموشی کو آواز کرتا | ۸ | رہا میں خموشی کو آواز کرتا |
| ۹ | نہ ہوتا میں حیرت میں محتاج گریہ | ۹ | نہ حیرت میں محتاج رونے کا ہوتا |
| ۱۰ | جو کچھ آنسوؤں کو پس انداز کرتا | ۱۰ | جو کچھ آنسو آگے پس انداز کرتا |
| ۱۱ | زیارت گہہ کبک تو ہو بلا سے | ۱۱ | زیارت گہہ کبک تو ہو بلا سے |
| ۱۲ | تک آئیر کی خاک پر ناز کرتا | ۱۲ | تک آئیر کی خاک پر ناز کرتا |
| ۱۳ | جو جانوں کہ در بر ہے ایسا وہ دشمن | ۱۳ | تو کا ہے کو الفت سے میں ساز کرتا |

دونوں دواوین کے متنوں کو دیکھ کر اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ دیوان دوم کی غزل کا متن اور ترتیب اشعار ہی میر کے نمائندہ ہیں۔ دیوان پنجم میں اس غزل کا مسخ شدہ متن بلاشبہ مرتبین فورٹ ولیم کالج کی کم سواد کی کاشتوت ہے، لیکن بعد کے جن مرتبین نے (جن میں آسی، فائق اور عبادت بھی شامل ہیں) کے بارے میں کیا کہا جائے کہ انہوں نے بھی اس غلطی کا اعادہ کیا اور فائق صاحب نے تو غلطی کا اندازہ ہونے پر بھی اس غزل کو بھی مکرر درج کیا اور چند غزلوں بعد وہی آسی صاحب والی ترتیب میں تین اشعار کی ایک اور غزل (مجلس، دیوان پنجم، جلد چہارم ص ۱۵، غزل نمبر ۲۲) بھی مکرر درج فرمائی ہے۔

۱ نسخہ آسی و عبادت میں 'آکے' درج ہوا، یہ درست نہیں۔ نسخہ کالج اور طبع دوم میں 'آگے' صحیح ہے۔

۲ نسخہ نول کشور دوم اور آسی میں 'پھلنا' ہے۔ نسخہ کالج میں 'پھیلنا' زیادہ بہتر ہے۔

﴿358﴾

- 358/1 بعد ہمارے اس فن کا جو کوئی ماہر ہووے گا درد آگیاں انداز کی باتیں اکثر پڑھ پڑھ رووے گا
- 358/2 چشم تماشا دا ہووے تو دیکھا بھالی غنیمت ہے مت موندے آنکھوں کو غافل دیر تک پھر سووے گا
- 358/3 جست و جو بھی اس کی کرے جس کا نشان کچھ پیدا ہو پانا اس کا میر ہے مشکل جی تو یوں ہی کھووے گا

﴿359﴾

- 359/1 رکھے تھا ہاتھ میں سر رشتہ بہت سینے کا رہ گیا دیکھو رفو چاک مرے سینے کا
- 359/2 اے پیش لوہو پیے میرا جو تو جھوٹ کہے کس سے یہ قاعدہ سیکھا ہے لہو پینے کا
- 359/3 میر کی نبض پہ رکھ ہاتھ لگا کہنے طبیب آج کی رات یہ بیمار نہیں جینے کا

﴿360﴾

- 360/1 ناگاہ جس کو عشق کا آزار ہو گیا سہل آگے اس کے مُردن دشوار ہو گیا
- 360/2 ہے حسن کیا متاع کہ جس کو نظر پڑی وہ جان بیچ کر بھی تے خریدار ہو گیا
- 360/3 برسوں تیں جہان میں کیونکر رہا ہے خضر میں چار دن میں جینے سے بیزار ہو گیا
- 360/4 ہم بستری بن اس کی میں صاحب فراش ہوں ہجراں میں کڑھتے کڑھتے ہی بیمار ہو گیا
- 360/5 ہم دام تھے سوچھٹ گئے، سب دام سے اٹھے تھی دل کو میرے چوٹ گرفتار ہو گیا
- 360/6 اس کی نگاہ مست کا کھایا ہی تھا فریب پر شیخ طرز دیکھ کے ہشیار ہو گیا
- 360/7 کیا متقی تھا میر پر آئین عشق میں مجرم سائلست و خوں کا سزاوار ہو گیا

۱۔ نسخہ آسی و عبادت میں سر رشتہ جہت ہے جس کی بے معنویت عیاں ہے۔ نسخہ کالج میں بہت درست متن ہے۔

۲۔ اس غزل سے پہلے نسخہ مجلس جلد چہارم ص ۱۵ پر جو تین شعر درج ہیں، ادنیٰ لفظی تغیر کے ساتھ وہی ہیں جو جلد دوم ص ۹۳ پر درج ہوئے ہیں۔ آسی کی تین اغلاط میں سے فائق صاحب صرف ایک کو گرفت میں لائے، دو کو دہرا دیا۔ یہ تین شعر درج ذیل ہیں:

دیوان دوم، مجلس نمبر ۱۰۲، جلد دوم، ص ۹۳

دیوان پنجم، مجلس نمبر ۲۲، جلد چہارم، ص ۱۲

- | | |
|---------------------------------|-------------------------------|
| ۱ عید آئندہ تک رہے گا رگلا | ۱ عید آئندہ تک رہے گا رگلا |
| ہو چکی عید، تو گلے نہ ملا | ہو گئی عید تو گلے نہ ملا |
| ۲ ڈوبا لوہو میں دیکھتا سر خار | ۲ ڈوبے لوہو میں دیکھتے سر خار |
| حیف کوئی بھی آبلہ نہ چھلا | حیف کوئی بھی آبلہ نہ چھلا |
| ۳ میں تو افسردہ ہر چمن میں پھرا | ۳ میر افسردہ دل چمن میں پھرا |
| غنیہ دل مرا کہیں نہ کھلا | غنیہ دل کہیں نہ اُس کا کھلا |

۳۔ نسخہ آسی و مجلس دونوں نے بھی کی جگہ ہی درج کیا، نسخہ کالج اور طبع دوم میں بھی درست ہے۔

﴿361﴾

- 361/1 سمندر کا میں کیوں احساں سہوں گا
361/2 ترے غم کے ہیں خواہاں سب نہ کھا غم
361/3 نہ وہ آوے ، نہ جاوے بے قراری
کسو دن میر یوں ہی مر رہوں گا

﴿362﴾

- 362/1 پھرتے پھرتے اس کے لیے میں آخردشت نور ہوا
362/2 جیتے جی میت کے رنگوں لوگ مجھے اب پاتے ہیں
362/3 گرم مزاج رہا نہیں اپنا ویسے اُس کے ہجر اں میں
362/4 میر نہ اپنے درد دل کو مجھ سے کہا کر روز و شب
صبح جو گوش دل سے سنا تھا دل میں میرے درد ہوا

﴿363﴾

- 363/1 عشق صد میں جان چلی وہ چاہت کا ارمان گیا
363/2 میں جو گدایا نہ چلا یا در پر اس کے نصف شب
363/3 آگے عالم عین تھا اس کا اب عین عالم ہے وہ
363/4 مطلب کا سرشتہ گم ہے کوشش کی کوتاہی نہیں
363/5 خاک سے آدم کر دکھلایا یہ منت کیا تھوری ہے
363/6 ترک بچے سے عشق کیا تھا رختے کیا کیا میں نے کہے
363/7 کیوں کہ جہت ہو دل کو اُس سے میر مقام حیرت ہے
چاروں اور نہیں ہے کوئی، یاں داں یوں ہی دھیان گیا

﴿364﴾

- 364/1 دل تڑپے ہے، جان کچے ہے، حال جگر کا کیا ہوگا
364/2 دیدہ تر کو سمجھ کر اپنا ہم نے کیا کیا حفاظت کی
364/3 کیا جانیں آشفۃ دلاں کچھ ان سے ہم کو بحث نہیں
364/4 پاؤں حنائی اس کے لیے آنکھوں پر اپنی ہم نے رکھے

۱۔ نسخہ آسی میں نہ درج نہیں، نسخہ عبادت کے کاتب نے 'سب کھا غم' کی بے معنویت کو سب کا کھا غم کے درمندانہ مشورے سے بدل دیا ہے۔

متن مطابق نسخہ کالج و طبع دوم ہے۔

۲۔ یہ مصرع نسخہ آسی و مجلس کے مطابق ہے۔ نسخہ کالج و طبع دوم میں یوں ہے 'دیکھ آنکھیں وہ سرمہ گیس میں پھر دنبالہ گرد ہوا'۔ دونوں مصرعوں میں کی تکرار، محاسن میں سے نہیں، اسی لیے اس متن کو اختیار نہیں کیا۔

۳۔ نسخہ کالج و طبع دوم میں مصرع یوں ہے 'میں جو گدایا نہ چلا در او پر اُس کے نصف شب'۔

۴۔ نسخہ کالج میں شور مرا درست ہے، آسی و مجلس میں شور گیا درج ہوا ہے۔

- 364/5 جاگہ سے بے تہہ جاتے ہیں دعویٰ وے ہی کرتے ہیں اُن کو غرور! و ناز نہ ہوگا جن کو کچھ آتا ہوگا
- 364/6 رُو بہ ہی اب لا ہی چکے ہیں ہم سے قطع اُمید کرو روگ لگا ہے عشق کا جس کو وہ اب کیا اچھا ہوگا
- 364/7 دل کی لاگ کہیں جو ہو تو میر چھپائے اس کو رکھ یعنی عشق ہوا ظاہر تو لوگوں میں رسوا ہوگا

﴿365﴾

- 365/1 جاذبہ میرا تھا کامل سو بندے کے وہ گھر آیا شکر خدا کا کرے کہاں تک ، عہد فراق بسر آیا
- 365/2 بجلی سا وہ چمک گیا آنکھوں سے پھوئیں پٹپٹنے لگیں ابرنمط خفگی سے اس بن جی بھی رندھا ، دل بھر آیا
- 365/3 گل تے تھے سو سو رنگ پر ایسا شورِ طیور بلند نہ تھا اُس کے رنگ چمن میں کوئی شاید پھول نظر آیا
- 365/4 سیل بلا جوشاں تھا لیکن ، پانی پانی شرم سے تھا ساحل دریا خشک لبی دیکھے سے میری تر آیا
- 365/5 کیا ہی خوش پُرکار ہے دلبر نوچہ کشی گیر اپنا کوئی زبردست اس سے لڑ کر عہدے سے کب بر آیا
- 365/6 صنعت گریاں بہتری کیں لیک دربخ ہزار دربخ جس سے یار بھی ملتا ہم سے ، ایسا وہ نہ ہنر آیا
- 365/7 میر پریشاں خاطر آ کر رات رہا بت خانے میں راہ رہی کعبے کی اودھر یہ سودائی کدھر آیا

﴿366﴾

- 366/1 اب یاں سے ہم اٹھ جائیں گے ، خلق خدا ، ملک خدا ہرگز نہ ایدھر آئیں گے ، خلق خدا ، ملک خدا
- 366/2 مطلب اگر یاں گم ہوا ، اندیشے کی جاگہ نہیں جا کر کہیں کچھ پائیں گے ، خلق خدا ، ملک خدا
- 366/3 دل میں نہ جانے یہ کوئی ، ہم کھانے کودیں ہیں نہیں جو ہے مقدر کھائیں گے ، خلق خدا ، ملک خدا
- 366/4 گو ”لکھنؤ“ ویراں ہوا ، ہم اور آبادی میں جا مقسوم اپنا لائیں گے ، خلق خدا ، ملک خدا
- 366/5 اب دی پری گزری گئی ہم آج کل بے خانماں کیا غیر ازیں ٹھہرائیں گے ، خلق خدا ، ملک خدا
- 366/6 اس بستی سے اٹھ جائیں گے درویشوں کی کیا مشورت وہ بھی یہی فرمائیں گے ، خلق خدا ، ملک خدا
- 366/7 تو میر ہووے گا جہاں امر قضا کے تابعان روزی تھے پہنچائیں گے ، خلق خدا ، ملک خدا

﴿367﴾

- 367/1 اس کی سی جو چلے ہے راہ تو کیا آسماں پر گیا ہے ماہ تو کیا
- 367/2 لڑکے ملنا گئے ہے آپ سے بے لطف یار ہووے نہ عذر خواہ تو کیا
- 367/3 کب رُبُخ بدر روشن ایسا ہے ایک شب کا ہے اشتباہ تو کیا

۱۔ نسخہ آسی ، نول کشور دوم اور مجلس میں ’غرور ناز‘ ہے۔ نسخہ کالج میں ’غرور و ناز‘ (دوصفات) بہتر متن ہے۔

۲۔ نسخہ آسی میں ’بھویں اور طبع دوم میں ’بھویں غلط ہیں۔ نسخہ کالج میں ’پھوئیں‘ (پھوئی) (بھووار کے معنی میں) درست ہے۔

۳۔ نسخہ آسی میں ’کل غلط مجلس میں ’گل درست‘ لیکن اختلاف نسخہ مذکور نہیں ، دوسرے مصرعے میں ’رنگ چمن‘ باضافت کسرہ آسی و مجلس و عبادت میں غلط ہے۔

۴۔ نسخہ آسی اور مجلس میں ’لڑکے‘ ساتھ ملا کر لکھنے سے ’لڑکے‘ پڑھا جاتا ہے۔ نسخہ کالج طبع دوم میں ’ملتا درست نہیں ، آسی و مجلس میں ’ملنا‘ صحیح ہے۔

بے خرد خالفتہ میں ہیں لگو مست 367/1
 وہ کرے مست یک نگاہ تو کیا 367/2
 اس کے پر پیچ گیسو کے آگے 367/3
 ہودے کالا کوئی سیاہ تو کیا 367/4
 حسن والے ہیں کج روش سارے 367/5
 ہوئے دو چار روبراہ تو کیا 367/6
 دل رہے وصل جو مدام رہے 367/7
 مل گئے اس سے گاہ گاہ تو کیا 367/8
 ایک اللہ کا بہت ہے نام 367/9
 جمع باطل ہوں سو الہ تو کیا 367/10
 میر کیا ہے فقیر مستغنی
 آوے اُس پاس بادشاہ تو کیا

﴿368﴾

بے تابوں کے جور سے میں جب کہ مر گیا 368/1
 ہو کر فقیر صبر مری گور پر گیا 368/2
 اے آہ سرد! عرصہ محشر میں تیغ جما 368/3
 جلتا ہوں میں، سنوں کہ جہنم ٹھٹھر گیا 368/4
 مفلس سو مر گیا، نہ ہوا وصل یار کا 368/5
 تیری ہی رہ گزر میں یہ جی جا رہا ہے شوخ 368/6
 سنیو کہ میر آج ہی کل میں گزر گیا 368/7

﴿369﴾

دل گیا مفت اور دکھ پایا 369/1
 ہو کے عاشق بہت میں پچھتایا 369/2
 مر گئے پر بھی سنگ سار کیا 369/3
 نخل ماتم مرا تہ پھل لایا 369/4
 صحن میں میرے اے گل مہتاب 369/5
 کیوں شگوفہ لے تھلنے کا آیا 369/6
 یہ شب ہجر ہے کھڑی نہ رہے 369/7
 ہو سفیدی کا جس جگہ سایا 369/8
 جب سے بے خود ہوا ہے اس کو دیکھ 369/9
 آپ میں میر پھر نہیں آیا 369/10

﴿370﴾

بات کہتے جی کا جانا ہو گیا 370/1
 مرنا عاشق کا بہانا ہو گیا 370/2
 جائے بودن تو نہ تھی دنیائے دوں 370/3
 اتفاقاً اپنا آنا ہو گیا 370/4
 ماہ اُس کو کہہ کے سارے شہر میں 370/5
 مجھ کو مشکل منہ دکھانا ہو گیا 370/6
 کر رکھا تعویذ طفلی میں جسے 370/7
 اب سو وہ لڑکا سیانا ہو گیا 370/8
 اس بلا سے آہ میں غافل رہا 370/9
 یک بہ یک دل کا لگانا ہو گیا 370/10
 کج لب سے یار کے اچٹا نہ ٹک 370/11
 الغرض دل کا ٹھکانا ہو گیا 370/12
 رفتہ رفتہ اس پری کے عشق میں 370/13
 میر سا دانا دوانا ہو گیا 370/14

۱۔ نسخہ آسی و عبادت میں 'میں' بجائے 'میں' ہیں غلط ہے۔ عبادت کے یہاں 'گو' بالضم یعنی 'گو' درج ہوا ہے۔

۲۔ نسخہ کالج (۱۸۱۱ء) میں یہ غزل دیوان اول میں (تیسرے شعر کے علاوہ) ص ۲۵۴ پر درج ہوئی ہے۔ بعد کے مرتبین نے اسے دیوان اول بجائے پنجم میں شامل کیا ہے لہذا انہی کا اتباع کیا جا رہا ہے۔

﴿371﴾

- عشق بلا پر شور و شر نے جب میداں میں خم مارا 371/1
 بود بود کی اپنی حقیقت لکھنے کے شائستہ نہ تھی 371/2
 غیر کے میرے مرجانے میں تفاوت ارض و سما کا ہے 371/3
 اُن بالوں سے طلسم جہاں کا در بستہ تھا گویا سب 371/4
 دور اُس قبلہ رو سے مجھ کو جلد رقیب نے مار رکھا 371/5
 کاٹ کے سر عاجز کا اُن نے اور بھی گپڑی پھیر رکھی (عاشق) 371/6
 جس مضممار میں رستم کی بھی راہ نہ نکلی میر تبھی 371/7
 اس میدان کی خاک پہ ہم نے جرأت کر کے قدم مارا

﴿372﴾

- چاہ میں جو رہم پہ کم نہ ہوا 372/1
 فائدہ کیا نماز مسجد کا 372/2
 یار ہمراہ نعلش جس دم تھا 372/3
 نہ گیا اُس طرف کا خط لکھنا 372/4
 بے دلی میں ہے میر خوش اس سے 372/5
 دل کے جانے کا حیف غم نہ ہوا

﴿373﴾

- کل تلک داغوں سے خوں کے دامن زیں پاک تھا 373/1
 کیا جنوں کو روؤں تر دتی سے اُس کی گل نمط 373/2
 رو جو آئی رونے کی مڑگاں نہ ٹھہری ایک پل 373/3
 ایک ہی شمع شعلہ خو کے لائے میں جل بجھا 373/4
 بادشاہ وقت تھا میں تخت تھا میرا دماغ 373/5
 ڈھال تلوار اُس جواں کے ساتھ اب رہتی نہیں 373/6
 تنگ پوشی تنگ درزی اُس کی جی میں کھب گئی 373/7
 بات ہے جی مارنا ، بازیچہ قتل عام ہے 373/8
 غنچہ دل وا ہوا نہ ، باغوں باغوں میں پھرا 373/9
 درک کیا اس درس گہ میں میر عقل و فہم کو 373/10
 کس کے تئیں ان صورتوں میں معنی کا ادراک تھا

﴿374﴾

- جدا اُس سیم تن سے کیا سونا 374/1
کہ مٹی کوڑے کا اب ہے بچھونا
بہت کی جستجو اس کی نہ پایا 374/2
ہمیں درپیش ہے اب جی کا کھونا
تماشا دیکھنے ہنستا چلا آ 374/3
کرے ہے شیشہ بازی میرا رونا
جگر کے زخم شاید ہیں نمک بند 374/4
وصیت میر نے مجھ کو یہی کی
کہ سب کچھ ہونا تو، عاشق نہ ہونا 374/5

﴿375﴾

- سر مارنا پتھر سے یا ٹکڑے جگر کرنا 375/1
اس عشق کی دادی میں ہر نوع بسر کرنا
کہتے ہیں ادھر منہ کر وہ رات کو سوتا ہے 375/2
اے آہ سحر گاہی ٹک تو بھی اثر کرنا
دیواروں سے سر مارا تب رات سحر کی ہے 375/3
اے صاحب سنگیں دل اب میری خبر کرنا

﴿376﴾

- دل کے خوں ہونے کا غم کیا اب سے تھا 376/1
سینہ کو بی سخت ماتم کب سے تھا
اس کی مقتولی کا ہم کو رشک ہے 376/2
دو قدم جو کشتہ آگے سب سے تھا
کون مل سکتا ہے اُس ادبаш سے 376/3
اختلاط اُس سے ہمیں اک ڈھب سے تھا
گرم ملنے والے دیکھے یار کے 376/4
ایک ٹھنڈا ہو گیا، اک تب سے تھا
چپ سی مجھ کو لگ گئی تھی تب سے میر 376/5
شور ان شیریں لبوں کا جب سے تھا

﴿377﴾

- عشق کیے پچھتائے ہم تو دل نہ کسو سے لگانا تھا 377/1
جیدھر ہو وہ مہ نکلا اُس راہ نہ ہم کو جانا تھا
غیریت کی اس کی شکایت یار عبت اب کرتے ہیں 377/2
طور اُس شوخ ستم پیشہ کا طفلی سے بیگانہ تھا
بزم عیش کی شب کایاں دن ہوتے ہی یہ رنگ ہوا 377/3
شع کی جاگہ دود نک تھا، خاکستر پروانا تھا
دخل مروت عشق میں تھا تو دروازے سے تھوڑی دور 377/4
ہمرہ نعل عشق کے اس ظالم کو بھی آنا تھا
طرفہ خیال کیا کرتا تھا، عشق و جنوں میں روز و شب 377/5
روتے روتے ہنسنے لگا، یہ میر عجب دیوانا تھا

﴿378﴾

- ناخن سے بوالہوس کا گلا یوں ہی چھل گیا 378/1
لوہو لگا کے وہ بھی شہیدوں میں مل گیا
دل جمع تھا جو غنچے کے رنگوں خزاں میں تھا 378/2
اے کیا کہوں بہار گل زخم کھل گیا

۱۔ نسخہ آسی میں 'بزم عیش' شب، تاہم نسخہ کالج اور طبع دوم میں 'بزم عیش' کی شب بہتر ہے۔

- بے دل ہوئے یہ کرتے تدارک جو رہتا ہوش 378/3
 دیکھا نہیں پہاڑ گراں سنگ یا سبک 378/4
 شبنم کی سی نمود سے تھا میں عرق عرق 378/5
 غم کھینچتے ہلا نہیں جاگہ سے کیا کروں 378/6
 صورت نہ دیکھی دیسی کشادہ جبین کہیں 378/7
 میں میر اس تلاش میں چین و چگل گیا

﴿379﴾

- ایک نہ خواہش بر آئی، تاجی کا غبار نکل جاتا 379/1
 آتش دل کی لپٹوں کا ہے یارو کچھ عالم ہی جدا 379/2
 نعرہ کرنا عاشق کا ہے ساتھ اک ہیبت کے یعنی 379/3
 اہل زمیں تو کیا ہیں اُن کا اہل تھا راہ سے لے جانا 379/4
 کشتی زبردستوں کی اس سے پاک ہوئی تو کیا ہے عجب 379/5
 غم سے ہو کر زرد سر صورت ساری خزاں کی ہے 379/6
 ڈھلتے ڈھلتے ضعف سے آئے میر سو اُن نے منہ پھیرا 379/7
 یا قوتی سے بوسہ لب کی، جی شاید کہ سنبھل جاتا

﴿380﴾

- کیا کیا عشق میں رنج اٹھائے، دل اپنا سب خون ہوا 380/1
 تڑپا ہے پہلو میں اب جب طاقت دل میں کچھ نہ رہی 380/2
 جنگل میں میں روئے چلا تھا دل جو بھرا تھا میر بہت 380/3
 آیا سیل آگے سے چلا، کیا بخت سے مجھ کو شگون ہوا

﴿381﴾

- آیا سو آپ تیغ ہی مجھ کو چٹا گیا 381/1
 کیا شہر خوش عمارت دل سے ہے گفتگو 381/2
 موقوفِ یار، غیر جلانا مرا نہیں 381/3
 تنہائی بے کسی مری یک دست تھی کہ میں 381/4
 کیا تم سے اپنے دل کی پریشانی میں کہوں 381/5
 روزانہ اب تو اپنے تئیں سوچتا نہیں 381/6
 سرِ بدی مری نشستی ہے میر 381/7
 قاصد جو لے کے نامہ گیا، سو بھلا گیا

۱۔ نسخہ آسی میں 'ہیبت' درست ہے جب کہ نسخہ مجلس میں 'نیت' پروف نہ دیکھنے کی خرابی کا پیداکردہ ہے۔ دوسرے مصرع میں نسخہ آسی میں 'سیل بلائے' ہے جب کہ نسخہ کالج میں 'سیل بلائے'۔

﴿382﴾

- کچھ اندیشہ ہم کو نہیں ہے اپنے حالِ درہم کا 382/1
 روتے، گڑھتے، خاک میں ملتے جیتے رہے ہم دنیا میں 382/2
 کشتی ہماری عشق میں کیا تھی، ہاتھ ملاتے پاک ہوئی 383/3
 عالم ہستی کیا عالم تھا، غم دنیا و دیں کا نہ تھا 383/4
 یاں واجب ہے ہم کو تم کو، دم لیویں تو شمرہ لیں 383/5
 چھاتی کوئی، منہ نوجا، سر دے دے مارا پتھر پر 383/6
 لڑکے شوخ بہت ہیں لیکن ویسا تیر نہیں کوئی 382/7
 دھوم قیامت کی سی ہے، ہنگامہ اس کے اودھم کا

﴿383﴾

- گل چیں نہیں جو کوئی بھی اس تازہ چمن کا 383/1
 غربت ہے دل آویز بہت، شہر کی اس کے 383/2
 جب زمزمہ کرتی ہے صدا چھتی ہے دل میں 383/3
 کب مشقِ نمک سے ہوئی تسکینِ جراحت 383/4
 جو چاکِ گریبان کہ دامن کی ہو زہ تک 383/5
 قربان کیا تیر اسے چاکِ کفن کا

﴿384﴾

- یہ تو جدائی جوں توں کٹتی ہے ملنے کی تلو تو کہیے گا 384/1
 پاس ہمارا گو نہ کرو تم، پاس ہی اب سے رہیے گا

ردیف الف۔ دیوان ششم

﴿385﴾

- فلک نے پیس کر سزمہ بنایا 385/1
 زمانے میں مرے شورِ جنوں نے 385/2
 بلا تھی کوفت کچھ سوزِ جگر سے 385/3
 تمامی عمر جس کی جستجو کی 385/4
 نہ تھی بیگانگی معلوم اُس کی 385/5
 قریب دیرِ خضر آیا تھا لیکن 385/6
 نظر میں اُس کی میں، تو بھی نہ آیا
 قیامت کا سا ہنگامہ اٹھایا
 ہمیں تو کوٹ کوٹ اُن نے جلایا
 اُسے پاس اپنے اک دم بھی نہ پایا
 نہ سمجھے ہم اُسی سے دل لگایا
 ہمیں رستا نہ کہے کا بتایا

۱۔ نسخہ کالج میں دل کے خون ہونے میں ہمارے درست ہے جب کہ اسی کے یہاں دل کے خون ہوئے ہیں ہمارے درست نہیں۔
 ۲۔ نسخہ کالج اور طبع دوم میں 'کا' جب کہ اسی اور مجلس میں 'کی' ہے۔

حق صحبت نہ طیروں کو رہا یاد	کوئی دو پھول اسیروں تک نہ لایا	385/7
غورِ حسن اس کا دس گنا ہے	ہمارا عشق اُسے رکن نے جتایا	385/8
عجب نقشہ ہے نقاشِ ازل نے	کوئی ایسا نہ چہرہ پھر بنایا	385/9
علاقہ میر تھا خنجر سے اُس کے		385/10
ندان اپنا گلا ہم نے کٹایا		

﴿386﴾

اپنے ہوتے تو با عتاب رہا	بے دماغی سے با خطاب رہا	386/1
ہو کے بے پردہ ملتفت بھی ہوا	ناکسی سے ہمیں حجاب رہا	386/2
نہ اٹھا لطف کچھ جوانی کا	کم بہت موسمِ شباب رہا	386/3
کارواں ہائے صبح ہوتے گیا	میں ستم دیدہ محو خواب رہا	386/4
ہجر میں جی ڈھبائے گرے ہی رہے	ضعف سے حالِ دل خراب رہا	386/5
گھر سے آئے گلی میں سڑ باری تے	یار بن دیر اضطراب رہا	386/6
ہم سے سلجھ نہ اُس کے اُلجھے بال	جان کو اپنی پیچ و تاب رہا	386/7
پردے میں کام یاں ہوا آخر	داں سدا چہرے پر نقاب رہا	386/8
سوزِ سینہ ساتھ اپنے لے گئی	خاک میں بھی ہمیں عذاب رہا	386/9
حیف ہے میر کی جناب سے میاں		386/10
ہم کو اُن سمجھے اجتناب رہا		

﴿387﴾

بے طاقتی نے دل کی گرفتار کر دیا	اندوہ درِ عشق نے بیمار کر دیا	387/1
دروازے پر کھڑا ہوں کئی دن سے یار کے	حیرت نے حسن لے کی، مجھے دیوار کر دیا	387/2
سائے کو اس کے دیکھ کے وحشت بلا ہوئی	دیوانہ مجھ کو جیسے پری دار کھ کر دیا	387/3
نسبت ہوئی گناہوں کی از بس ثمری طرف	بے جرم اُن نے مجھ کو گنہگار کر دیا	387/4
دن رات اس کو ڈھونڈھے ہے دل، شوق نے مجھے	نایاب کس گہر کا طلب گار کر دیا	387/5
دُور اس سے زار زار جو روتا رہا ہوں میں	لوگوں کو میری زاری نے بیزار کر دیا	387/6

۱۔ نسخہ مجلس ترقی ادب کے مولف نے حاشیے میں دیگر نسخوں کی اغلاط بسلسلہ لفظ 'گنا' گنوائیں، وہ سب درست لیکن خود اپنے متن میں 'دس گنا' کو 'دس گناہ' کتابت کرایا ہے (جلد چہارم، ص ۱۸۶)۔

۲۔ سبھی نسخوں میں 'ڈھبائے' ہی ہے حالانکہ 'ڈھبے' گرنے کا ہے، یا 'ڈھبائے' ہی رہا ہونا چاہیے تھا۔

۳۔ نسخہ آسی میں 'بارے' درست نہیں، نسخہ کالج اور نول کشور دوم میں 'باری' درست ہے۔

۴۔ نسخہ کالج ص ۷۰۹ اور نسخہ طبع دوم میں ص ۳۲۶ پر ساتھ اپنے کئی زیادہ رواں ہے۔ نسبتاً آسی اور مجلس کے اپنے ساتھ گئی کے مقابلے میں۔

۵۔ نسخہ آسی ص ۶۲۷ اور عیادت ص ۸۴۳ میں 'اندوہ درِ عشق' ہے۔ مجلس نے بلا وضاحت 'اندوہ درِ عشق' درج کیا ہے۔

۶۔ نسخہ کالج میں 'حسن کی' صحیح ترجمہ کہ آسی کے یہاں 'عشق کی' اور طبع دوم میں 'حسن سے' غلط ہے۔

۷۔ نسخہ مجلس جلد چہارم ص ۱۸۷ پر 'پری دار' سہو کتابت ہے جو اس نسخے میں بہت عام ہے۔

- خوبی سے بختِ بد کی، اُسے عشق سے مرے 387/7
جس کے لگائی، جی میں نہ اُس کے لہوس رہی 387/8
پہلو میں دل نے لوٹ کے آتش سے شوق کی 387/9
کیا جانوں عشق جان سے کیا چاہتا ہے میر 387/10
خون ریزی کا مجھے تو سزاوار کر دیا

﴿388﴾

- موتے ہم جس کی خاطر بے وفا تھا 388/1
معالج کی نہیں تقصیر ہرگز 388/2
نہ خود سر کیوں کر ہم ہوں، یار اپنا 388/3
رکھا تھا منہ کبھو اُس کج لب پر 388/4
نہ ملیو چاہنے والے سے اپنے 388/5
پریشاں کر گئی فریادِ بلبل 388/6
لے برسوں، وہی بیگانگی تھی 388/7
نہ دیوانے تھے ہم سے قیس و فرہاد 388/8
بدن میں صبح سے تھی سنناٹ 388/9
صنم خانے سے اٹھ کعبے گئے ہم 388/10
بدن میں اُس کے ہے ہر جائے دل کش 388/11
کوئی عنقا سے پوچھے نام تیرا 388/12
چڑھی تیوری جن میں تیر آیا 388/13
گلِ حسن آج شاید کچھ خفا تھا

﴿389﴾

- سوزِ دروں سے مجھ پہ ستم بر ملا ہوا 389/1
بد حال ہو کے چاہ میں مرنے کا لطف کیا 389/2
نکلا گیا نہ دامن سے پُر پیچ زلف کے 389/3
کیا اور لکھیے کیسی خجالت مجھے ہوئی 389/4
رہتا نہیں تڑپنے سے ناک ہاتھ کے تلے 389/5
کیا جانوں میر دل کو مرے کیا بلا ہوا

۱۔ نسخہ آسی میں کی غلط اور نسخہ کالج میں کے درست ہے۔

۲۔ نسخہ آسی میں انہیں جب کہ نسخہ مجلس میں انہی ہے۔

۳۔ نسخہ کالج اور طبع دوم میں جلا ہے جب کہ آسی کے یہاں چلا بہتر ہے۔

﴿390﴾

جمع اس کے نکلے ، عالم ہو گیا	390/1
گو پریشاں ہو گئے گیسوے یار	390/2
کیا کہوں کیا طرح بدلی یار نے	390/3
کیا لکھوں مشکل ہوئی تحریرِ حال	390/4
دم دیے بہتیرے یاروں نے ولے	390/5
کیوں نہ درہم برہم اپنا ہو مزاج	390/6
باغ جیسے راغ وحشت گاہ ہے	390/7
کیا نماز اے میر اس اوقات کی	390/8
جب کہ قد محراب سا خم ہو گیا	

﴿391﴾

وہ دیکھنے ہمیں تک بیماری میں نہ آیا	391/1
گلشن کے طاروں نے کیا بے مروتی کی	391/2
بے بیچ اُس کا غصہ یارِ بلائے جاں ہے	391/3
قد بلند اگرچہ بے لطف بھی نہیں ہے	391/4
انگڑاتے خوب رویاں حسرت سے پیش و پس ہیں	391/5
نقشہ عجب ہے اس کا نقاش نے ازل کے	391/6
شب کو نشے میں باہم تھی گفتگوئے درہم	391/7
دل بستگی میں کھلنا اس کا نہ اُس سے دیکھا	391/8
عاشق جہاں ہوا ہے بے ڈھنکیاں ہی کیس ہیں	391/9
اس میر بے خرد نے کب ڈھب سے دل لگایا	

﴿392﴾

باتیں ہماری یاد رہیں ، پھر باتیں ایسی نہ سنیے گا	392/1
سعی و تلاش بہت سی رہے گی اس انداز کے کہنے کی	392/2
دل کی تسلی جب کہ ہوگی گفت و شنود سے لوگوں کی	392/3
گرم اشعارِ میر درونہ داغوں سے یہ بھر دیں گے	392/4
زرد و شہر میں پھرے گا گلیوں میں نے گل چنیے گا	

۱۔ نسخہ کالج ص ۱۱ پر لکھوں درست، طبع دوم اور آسی کے یہاں کہوں غلط۔ نسخہ مجلس نے آگاہ ہو کر بھی متن میں کہوں ہی درج کیا حالانکہ شعر نمبر ۳ میں کیا کہوں کہا جا چکا ہے۔

۲۔ جھنکایا اور جھنکایا باہم مترادف بھی ہیں اور کثیر المعنی بھی، اس لیے مصرع میں ہر دو مقامات پر فیصلہ کرنا آسان نہیں، البتہ یہ طے ہے کہ دوسرے مصرعے میں (نسخہ کالج کے مطابق) جھنکایا کا بظاہر محل نہیں، گو خوب شراب پلانا کے معنی سے اشتباہ ہو سکتا ہے۔ سر دست آسی اور مجلس کا متن ہی اختیار کیا جاتا ہے۔

﴿393﴾

- 393/1 تھا اندوہ گرہ مدت سے دل میں خوں ہو درد ہوا
393/2 وعدہ خلائی اس ظالم کی کھا گئی میری جان غمیں
393/3 گرمی کرے وہ مجھ سے جب تک، تب تک میں ہی برد ہوا
چاہ نے بدلے رنگ کئی اب جسم سراسر زرد ہوا
گرد و غبار دشت و وادی گریے سے میرے یک سو ہیں
رونے کے آگے اُن کے تو دریا بھی میرا اب گرد ہوا

﴿394﴾

- 394/1 میں رنجِ عشق کھینچے بہت ناتواں ہوا
394/2 بستر سے اپنے اُٹھ نہ سکا شب، ہزار حیف
394/3 شاید کہ دل تڑپنے سے زخمِ دروں پھٹا
394/4 غیر از خدا کی ذات مرے گھر میں کچھ نہیں
394/5 مستوں میں اس کی کیسی تعین سے ہے نشست
394/6 سائے میں تاک کے مجھے رکھا اسیر کر
394/7 ہم نے نہ دیکھا اُس کو سو نقصانِ جاں کیا
394/8 ٹک رکھ لے ہاتھ، تن میں نہیں اور جائے زخم
394/9 دے تو کھڑے کھڑے مرے گھر آ کے پھر گئے
394/10 گردش نے آسمان کی تے عجائب کیا سلوک
394/11 مرغِ چمن کی نالہ کشی کچھ خنک سی تھی
394/12 دو پھول لا کے پھینک دیئے میری گور پر
394/13 سر کھینچا دودِ دل نے جہاں تیرہ ہو گیا
394/14 کہتے ہیں میر سے کہیں اوباش لڑ گئے
ہنگامہ اُن سے ایسا الہی کہاں ہوا
مرنا تمام ہو نہ سکا، نیم جاں ہوا
بیارِ عشق چار ہی دن میں گراں ہوا
خوں ناب میری آنکھوں سے منہ پر رواں ہوا
یعنی کہ اب مکان مرا لامکاں ہوا
شیشہ ہوا نہ کیف کا، پیر مغاں ہوا
صیاد کے کرم سے قفسِ آشتیاں ہوا
اُن نے جو اک نگاہ کی اُس کا زیاں ہوا
بس میرے دل کا یار جی! اب امتحاں ہوا
میں بے دیار و بے دل و بے خانماں ہوا
پیرِ کبیر جب میں ہوا، وہ جواں ہوا
میں آگ دی تے چمن کو جو گرم فغاں ہوا
یوں خاک میں ملا کے مجھے مہرباں ہوا
دم بھر میں صبحِ زیرِ فلک کیا سماں ہوا

﴿395﴾

- 395/1 جس رفتی کو عشق کا آزار ہو گیا
395/2 نسبت بہت گناہوں کی میری طرف ہوئی
395/3 حیرت زدہ میں عشق کے کاموں کا یار کے
395/4 پھیلے شگافِ سینے کے اطراف درد سے
دو چار دن میں برسوں کا بیمار ہو گیا
ناکردہ جرم میں تو گنہ گار ہو گیا
دروازے پر کھڑے کھڑے دیوار ہو گیا
کوچہ ہر ایک زخم کا بازار ہو گیا

۱۔ نسخہ کالج میں گرد و غبار دشت ہے جب کہ آسی اور طبع دوم میں گرد و غبار دشت درست نہیں۔

۲۔ نسخہ آسی میں آگے ہے جب کہ مجلس میں آئے۔ اختلاف نسخ درج نہیں۔

۳۔ نسخہ آسی مجلس میں آگے ہے جب کہ گردش کے لیے کی موزوں۔ اس نوع کی اغلاط کو یائے معروف و مجهول کے املا کے سبب پیدا شدہ تصور کیا گیا ہے۔

۴۔ نسخہ آسی و عبادت میں آگ دے ہے۔ مجلس میں آگ دی درست لیکن اختلاف متن درج نہیں۔

۵۔ نسخہ کالج اور طبع دوم میں نگار درست نہیں۔ آسی کے یہاں شگاف صحیح ہے۔

بازار میں جہان کے ہے حسن کیا متاع	395/5
دل لے کے میری جان کا دشمن ہوا ندان	395/6
عاشق کو اُس کی تیغ سے ہے لاگ، کھینچتے ہی	395/7
مرتے مو، رہا نہ ہوا، تنگ ہی رہا	395/8
کیا جرم تھا کسو پہ نہ معلوم کچھ ہوا	395/9
جو میر کشت و خون کا سزاوار ہو گیا	

﴿396﴾

دشمن ہو جی کا گاہک ہوتا ہے جس کو چاہا	396/1
جی ہے جہاں، قیامت درد و الم رہا واں	396/2
تازہ جھمک بھی شب کو تاروں میں آسماں کے	396/3
خمیازہ کش ہوں اُس کی مدت سے اس ادا کا	396/4
جانا کہ منہ کھلا ہے آتش کدے کا شاید	396/5
آنکھیں مری لگو ہیں بے جا نہیں لگیں ہیں	396/6
میں راہ عشق میں تو آگے ہی دو دلا تھا	396/7
کرنا وفا نہیں ہے آسان عاشقی میں	396/8
کہتے تو تھے نہ دیکھو، اُس سے لگے نہ جاؤ	396/9
یا مرتضیٰ علی ہے تیرا گدائے در یہ	396/10
کر حالِ تیر پر بھی تک التفات شاہا	

﴿397﴾

بلبل کا شور سن کے نہ مجھ سے رہا گیا	397/1
لوگوں نے پائی راکھ کی ڈھیری مری جگہ	397/2
چہرے پہ بال بکھرے رہے سب شب وصال	397/3
چلنا ہوا تو قافلہ روزگار سے	397/4
کیا بات رہ گئی ہے مرے اشتیاق سے	397/5
سب زخم صدر اُن نے نمک بند خود کیے	397/6
سارے حواس میرے پریشاں ہیں عشق میں	397/7
بادل گرج گرج کے سناٹا ہے یعنی یاں	397/8

- ۱۔ نسخہ کالج اور طبع دوم میں 'کہوں نے' متن ہے۔
 ۲۔ نسخہ کالج میں مصرع یوں ہے 'دیکھا ہے اُن نے، جس نے، اس کو، مجھے سراہا' جب کہ طبع دوم میں 'دیکھا ہے اُن نے جب سے اس کو مجھے سراہا' اسی کا درج کردہ متن اختیار کیا ہے۔
 ۳۔ نسخہ آسی ص ۶۳۱ 'کیا کروں جب کہ مجلس کے یہاں کیا کہوں' ہے۔ اختلاف مذکور نہیں۔
 ۴۔ مصرع مطابق نسخہ کالج ہے، آسی کے یہاں متن ہے 'نوبت سے ہر کوئی نئی نوبت بجا گیا'۔

وے جو ناز ہی رہے آئے نہ اس طرف میں منتظر تو جی سے گیا ، اُن کا کیا گیا 397/9
دل دے کے جان میر نے پایاں کار دی 397/10
یہ سادہ لوح ، طرح نئی دل لگا گیا

﴿398﴾

میں ہوں خاک افتادہ جس آزار کا عشق بھی اس کا ہے نام اک پیار کا 398/1
بچتا سر کیوں نہ گلیوں میں پھروں 398/2
خون کر کے تک نہ دل اُن نے لیا 398/3
گھر سے وہ معمار کا جو اٹھ گیا 398/4
نقل اس کی بے وفائی کی ہے اصل 398/5
سرجودے دے مارتے گھر میں پھرے 398/6
اک گدائے در ہے سیلاب بہار 398/7
دلبراں دل جنس ہے گنجاشی 398/8
عشق کا مارا ہے کیا پینے گا میر 398/9
حال ہے بد حال اس پیار کا

﴿399﴾

جو تو ہی صنم ہم سے بیزار ہوگا 399/1
غم ہجر رکھے گا بے تاب دل کو 399/2
جو افراطِ اُلفت ہے ایسا تو عاشق 399/3
اچھتی ملاقات کب تک رہے گی 399/4
تجھے دیکھ کر لگ گیا دل نہ جانا 399/5
لگا کرنے ہجران سختی سی سختی 399/6
یہی ہوگا ، کیا ہوگا ، میر ہی نہ ہوں گے 399/7
جو تو ہوگا ، بے یار و غم خوار ہوگا

﴿400﴾

دیر بد عہد وہ جو یار آیا 400/1
اب تو اس کے تئیں قرار آیا 400/2
میری آنکھوں ہی پر غبار آیا 400/3
میں چمن میں بہت پکار آیا 400/4

۱۔ نسخہ کالج ص ۱۴ اور نول کشور طبع دوم ص ۴۲۹ میں 'اصرار' ہے، آسی کے یہاں 'اسرار' ہے جو درست ہے۔

۲۔ نسخہ کالج طبع دوم میں 'بے یار و غم خوار' ہے۔ آسی کے یہاں 'بے یار و غم خوار' ہے۔

۳۔ نسخہ مجلس میں 'راہ' ہے لیکن اختلاف درج نہیں۔

- ہار کر میں تو کاٹا تھا گلا وہ قماری گلے کا ہار آیا 400/5
 طائرِ عمر کو نظر میں رکھ غیب سے ہاتھ یہ شکار آیا 400/6
 موسم آیا تو نخلِ دار میں میرا 400/7
 سرِ منصور ہی کا بار آیا

﴿401﴾

- زمانہ ہجر کا آسان کیا بسر آیا 401/1
 رہیں جو منتظر آنکھیں غبارِ لائیں ولے 401/2
 ہزار طرح سے آوے گھڑی جدائی میں 401/3
 ملا جو عشق کے جنگل میں خضر میں نے کہا 401/4
 یہ لہر آئی گئی زور کالے پانی تک 401/5
 نثار کیا کریں ہم خانماں خراب اسیر 401/6
 نہ روؤں کیوں کر علی الاطلاق اُس دن میں 401/7
 جوان مارے ہیں بے ڈھنگی ہی سے اُن نے بہت 401/8
 چک کمر کی جو یاد آوے اس کی بہ آوے 401/9
 کہ پانی میر کے اشکوں کا تا کمر آیا

﴿402﴾

- ہو کوئی اُس بے وفا دلدار سے کیا آشنا 402/1
 قدر جانو کچھ ہماری ورنہ پچھتاؤ گے تم 402/2
 باغ کو بے لالہ و گل دیکھ، کہتے تھے طیور 402/3
 اب تو تُو لڑکا نہیں عشق و ہوس میں کر تیز 402/4
 ملتے ملتے منہ چھپانا بھی لطیفہ ہے نیا 402/5
 تھا جنوں کا لطف مجنوں سے سو دنیا سے گیا 402/6
 اب جو ہاتھ آئے ہیں ہم مت مفت کھو دیجو ہمیں 402/7
 کیسا ہی پانی ہو اُس کو پیروی میں جانا ہے پیر 402/8
 تھا جوانی میں مگر تو میر دریاۓ آشنا

﴿403﴾

- گئے تھے سیر چمن کو اٹھ کر، گلوں میں تک جی لگا نہ اپنا 403/1
 ملا تو تھا وہ بخواہش دل، مزہ بھی پاتے ملے سے لیکن 403/2

۱۔ شعر شورا انگیز (جلد اول، ص ۶۸۳) میں 'نخلِ دار' میر درج ہوا ہے۔ اسی مجلسِ دو دیگر میں 'میں' ہے جو بہتر بھی ہے۔
 ۲۔ نسخہ آسی کے حاشیے میں 'دریا' درج ہوا جب کہ متن میں 'دانا آشنا' ہے۔ اگرچہ 'دانا' کا قافیہ بھی بے معنی تو نہیں لیکن سارا تلازمہ دریا کا ہی ہے اور یوں بھی دریا کے قافیے سے شعر میں معنی بھی بہتر ہوتے ہیں، اس لیے اسی کو شامل متن کر لیا ہے۔
 ۳۔ نسخہ مجلس میں ص ۲۰۱ جلد چہارم 'تلاش جوش بہار' غلط اضافت لگانے سے مصرع بے معنی ہو کر رہ گیا۔

- جہاں کا دریائے بے کراں تو سراب پایاں کا نکلا 403/3
 نکالی سرکش نے چال ایسی کہ دیکھ حیرت سے رہ گئے ہم 403/4
 کہے بھی کوئی تو اس سے جس میں سخن کسو کا اثر کرے کچھ 403/5
 نہ ہوش ہم کو، نہ صبر تم کو، نہ شور سر میں، نہ زور پا میں 403/6
 جہاں میں رہنے کو جی بہت تھا، نہ کر سکے میر کچھ توقف 403/7
 بنا بھی نا پائیدار اس کی، اسی سے رہنا بنا نہ اپنا

﴿404﴾

- رہا ویسا ہی ہنگامہ مری بھی زار نالی کا 404/1
 معنی سے سنا مصرع جو میرے شعرِ حالی کا 404/2
 سماں اب یاد ہوگا کب تمہیں وہ خرد سالی کا 404/3
 اچنبھا ہے نظر بازوں کو ان ہونٹوں کی لالی کا 404/4
 الہی ہووے منہ کا لاشتاب اس دستِ خالی کا 404/5
 خیال اب کس کو ہے اے ہم نشیں نازک خیالی کا 404/6
 پر یکھا کچھ نہیں ہے ہم کو ان کی جھڑکی گالی کا 404/7
 تشنہ کیا ہے میری دُور کی اس دیکھا بھالی کا 404/8
 نہ پہنچی تے جو دعائے میر وائے تک تو عجب کیا ہے 404/9
 علو مرتبہ ہے بس کہ اس درگاہِ عالی کا

﴿405﴾

- دل جو ناگاہ بے قرار ہوا 405/1
 شب کا پہنا جو دن تلک ہے مگر 405/2
 گردِ سر اس کے جو پھرا میں بہت 405/3
 بسترِ خواب سے جو اس کے اٹھا 405/4
 مجھ سے لینے لگے ہیں عبرت لوگ 405/5
 روز و شب روتے کڑھتے گزرے ہے 405/6
 روؤں کیا اپنی سادگی کو تے میر 405/7
 میں نے جانا کہ مجھ سے یار ہوا

﴿406﴾

- جس ستم دیدہ کو اس عشق کا آزار ہوا 406/1
 ایک دو دن ہی میں وہ زار زبوں خوار ہوا

- ۱۔ نسخہ مجلس میں نہ ہوش ہم کو، نہ صبر دل تم کو چھپا ہے، تم کا لفظ یہاں سہو کتابت ہے کیونکہ اس سے وزن بھی مجروح ہوتا ہے اور معنی بھی۔
 ۲۔ نسخہ آسی اور مجلس میں 'جھپا' سہو کتابت ہے، نسخہ کالج میں 'چھپا' درست ہے۔
 ۳۔ نسخہ آسی میں نہ پہنچے جب کہ مجلس میں نہ پہنچی درج ہوا، اختلاف نسخہ مذکور نہیں۔
 ۴۔ نسخہ آسی، عبادت و مجلس میں سادگی پر ہے جب کہ نسخہ کالج و طبع دوم میں سادگی کو بہتر متن ہے۔
 ۵۔ نسخہ آسی مجلس میں زار و زبوں خوار جب کہ نسخہ کالج میں زار زبوں خوار بہتر ہے۔

- 406/2 روزِ بازار میں عالم کے عجب شے ہے حسن
406/3 دھوپ میں آگے کھڑا اُس کے جلا کرتا ہوں
406/4 ہوش کچھ جن کے سروں میں تھا شتابی چپتے
406/5 ہو بخود تو کسو کو ڈھونڈ نکالے کوئی
406/6 مرغِ دل کی ہے رہائی سے مراد دل اب جمع
406/7 پیار کی دیکھی جو چتون کسو کی ، میں جانا
406/8 تکیہ اس پر جو کیا تھا سو گرا بستر پر
406/9 کیونکہ سب عمر صعوبت میں کٹی تیری میر
اپنا جینا تو کوئی دن ہمیں دشوار ہوا

﴿407﴾

- 407/1 آج اُس خوش پرکار جواں مطلوب حسین نے لطف کیا
407/2 آنسو کی بوند آنکھوں سے دونوں اب تو نکلتی ایک نہیں
407/3 مرتے جیسے صبر کیا تھا ویسی ہی بے صبری کی
407/4 ہاتھ رکھے رہتا ہوں دل پر برسوں گزرے ہجراں میں
ایک دن اُن نے گلے سے مل کر ہاتھ میں میرا دل نہ لیا

﴿408﴾

- 408/1 اب یارِ دہپہر کو کھڑا نک جو یاں رہا
408/2 جو قافلے گئے تھے انہوں کی اُنھی پھی گرد
408/3 سوکھی پڑی ہیں آنکھیں مری دیر سے جواب
408/4 اعضا گدازِ عشق سے ایک ایک بہہ گئے
408/5 منعم کا گھر تہادی ایام میں بنا
408/6 اُس کے فریبِ لطف پہ مت جا کہ ہم نشیں!
408/7 اب در پہ اس کے گھر کے گرا ہوں دگر نہ میں
408/8 ہے جان تو جہان ہے ، مشہور ہے مثل
408/9 ترکِ شراب خانہ ہے پیری میں ورنہ میر
ترسا بچوں ہی میں رہا جب تک جواں رہا

﴿409﴾

- 409/1 سخنِ مشتاق ہے عالم ہمارا
409/2 رہے گا دیر تک ماتم ہمارا
409/3 نہیں ہے مرجِ آدم اگر خاک
409/4 زمین و آسماں زیر و زبر ہے
409/5 کسو کے بالِ درہم دیکھتے میر
ہوا ہے کامِ دلِ برہم ہمارا

ردیفب _____ دیوان اول

﴿410﴾

سو جاتے ہیں لیکن سخت کنار ہر شب	رکھتا ہے ہم سے وعدہ ملنے کا یار ہر شب	410/1
اُس آفتاب رُو کو یہ روزگار ہر شب	مدت ہوئی کہ اب تو ہم سے جدا رکھے ہے	410/2
رہتی ہیں باز آنکھیں چندیں ہزار ہر شب	دیکھیں ہیں راہ کس کی یارب! کہ اختر دس کی	410/3
کرنا ہے ماہ میرے گھر سے گزار ہر شب	دھوکے ترے کسودن میں جان دے رہوں گا	410/4
رہتا ہے آسمان پر تب سے غبار ہر شب	دل کی کدورت اپنی اک شب بیاں ہوئی تھی	410/5
اک آہ میرے دل کے لہوتی ہے پار ہر شب	کس کے لگا ہے تازہ تیر نگاہ اُس کا	410/6
روتی ہے تمنع تب سے بے اختیار ہر شب	مجلس میں میں نے اپنا سوز جگر کہا تھا	410/7
مابوس وصل اُس کے کیا سادہ مردماں ہیں		410/8
گزرے ہے میراُن کو امیدوار ہر شب		

﴿411﴾

ٹپکا کرے ہے آنکھوں سے خواب روز و شب	اب وہ نہیں کہ آنکھیں تھیں پُر آب روز و شب	411/1
آتے تھے آنکھوں سے چلے سیلاب روز و شب	اک وقت رونے کا تھا ہمیں بھی خیال سا	411/2
رہتا تھا پاس وہ درِ نایاب روز و شب	اُس کے لیے نہ پھرتے تھے ہم خاک چھانٹتے	411/3
رکھتا ہے شاد بے خور و بے خواب روز و شب	قدرت تو دیکھ عشق کی، مجھ سے ضعیف کو	411/4
رگڑا ہے سر میانہ محراب روز و شب	سجدہ اُس آستان کا نہیں یوں ہوا نصیب	411/5
بیٹھے ہی رہتے تھے بہم احباب روز و شب	اب رسم ربط اٹھ ہی گئی ورنہ پیش ازیں	411/6
دل کس کے رُو و مُو سے لگایا ہے تیر نے		411/7
پاتے ہیں اُس جوان کو بے تاب روز و شب		

﴿412﴾

پڑتی رہی ہے زور سے شبنم تمام شب	رویائے غم سے ترے ہم تمام شب	412/1
چھاتی ہی میں رہا ہے مرا دم تمام شب	رکنے سے دل کے آج بچا ہوں تو اب جیا	412/2
روتی ہے یوں تو تمنع بھی کم تمام شب	یہ اتصال اشک جگر سوز کا کہاں	412/3
شکوہ عبث ہے تیر کہ کڑھتے ہیں سارے دن (قطعہ)	یا دل کا حال رہتا ہے درہم تمام شب	412/4-5
گزرا کسے جہاں میں خوشی سے تمام روز		
کس کی کئی زمانے میں بے غم تمام شب		

۱۔ نسخہ آسی ص ۵۵، مجلس ص ۲۱۰، جلد اول اک آہ میرے دل کی درج ہوا، یہاں کے 'کامل' ہے، 'کی' کا نہیں۔ نسخہ مجلس نے آسی کے یائے معروف مجہول کے اشتہات کو کسی جگہ درست کر دیا (اکثر حوالے کے بغیر بھی) ہے تو بہت سے مقامات پر برقرار رکھا ہے۔

۲۔ یہ شعر نول کشور طبع دوم، سوم میں درج نہیں ہوا، البتہ نسخہ کالج اور آسی کے یہاں موجود ہے۔

﴿413﴾

- 413/1 ہوتا نہ پائے سرو جو جوئے چمن میں آب
413/2 اس پر لہو کے پیاسے ہیں تیرے لبوں کے رشک
413/3 شب سوز دل کہا تھا میں مجلس میں شمع سے
413/4 دل لے گیا تھا زیرِ زمیں میں بھرا ہوا
413/5 دریا میں قطرہ قطرہ ہے آپ گہر کہیں
ہے میر موج زن ترے ہر یک تھن میں آب

﴿414﴾

(قبل از 1752ء)

- 414/1 کس کی مسجد، کیسے بت خانے، کہاں کے شیخ و شاہ
414/2 تو کہاں، اُس کی کمر کیدھر، نہ کرو اضطراب
414/3 موند رکھنا چشم کا ہستی میں عین دید ہے
414/4 تو ہو اور دنیا ہوساتی، میں ہوں، مستی ہو مدام
414/5 ہے ملاحیت تیرے باعث شور پر تجھ سے نمک
414/6 کب تھی یہ بے جراتی شایان آہوئے حرم
414/7 کیا ہو رنگ رفتہ، کیا قاصد ہو جس کو خط دیا
414/8 وائے اس چینی پر اے مستی کہ دورِ چرخ میں تے
414/9 چوبے حریفِ بنِ الف بے میں نہیں پہچانتا
414/10 مت ڈھلک مرگاں سے اب تو اے سرشکِ آب دار
414/11 کچھ نہیں بھر جہاں کی موج پر مت بھول میر
دور سے دریا نظر آتا ہے لیکن ہے سراب

﴿415﴾

(قبل از 1752ء)

- 415/1 دیکھ خورشید تجھ کو اے محبوب!
415/2 آئی کنعاں میں بادِ مصر، ولے^۵
عرقِ شرم میں گیا ہے ڈوب
نہ گئی تا بہ کلبہ یعقوب

۱۔ نسخہ آسی مجلس میں عین دید اضافت کسرہ کے ساتھ بھی اگرچہ با معنی ہے تاہم عین دید بغیر اضافت اس لیے اپنایا کہ کثیر المعنویت کا قرینہ قائم رہے۔

۲۔ نسخہ آسی میں ملاحیت درست ہے جب کہ نول کشوری طباعتوں، دوم، سوم میں ملامت، سہو اور ج چلا آتا ہے۔

۳۔ نسخہ آسی ص ۵۶، نسخہ مجلس، جلد اول، ص ۲۱۳-۲۱۴، شعر نمبر ۸ اور ۹ کو قطعہ قرار اور درج فرمایا ہے۔ تمام اغلاط سمیت اس غلطی کو عبادت صاحب کا نسخہ ص ۱۶ پر من و عن درج کرتا ہے۔ اسی غزل کے شعر نمبر ۱۱ اور ۱۱ بھی، نسخہ آسی عبادت کے نزدیک قطعہ بند ہیں۔ اس مرتبہ اس مغالطے میں مجلس والے اُن کے ہم نوا نہیں، بس خاموش ہیں۔

۴۔ نسخہ مجلس میں چوب حریفی اضافت کے ساتھ درج ہوا۔ ہمارے نزدیک بلا اضافت زیادہ بہتر ہے۔

۵۔ نسخہ آسی اور مجلس عبادت میں آئی کنعاں سے بادِ مصر لے درج ہے، جو بالکل بے معنی ہے۔ بادِ مصر کو مصر سے آنا چاہیے نہ کہ کنعاں سے۔ 'سے' کو 'میں' سے بدلا جائے تو اس قیاسی تصحیح کے بعد شعر با معنی ہو جاتا ہے۔

- 415/3 دن عصا شیخ یک قدم نہ رکھے راہ چلتا نہیں یہ خر بے چوب
414/4 اس لیے عشق میں نے چھوڑا تھا تو بھی کہنے لگا برا، کیا خوب!
415/5 پی ہو ے، تو لہو پیا ہوں میں محتسب آنکھوں پر ہے کچھ آشوب
415/6 میر شاعر بھی زور کوئی تھا دیکھتے ہو نہ بات کا اسلوب

رولیفب۔ دیوان دوم

﴿416﴾

- 416/1 اندوہ سے ہوئی نہ رہائی تمام شب مجھ دل زدہ کو نیند نہ آئی تمام شب
416/2 جب میں شروع قصہ کیا آنکھیں کھول دیں یعنی تھی مجھ کو چشم نمائی تمام شب
416/3 چشمک چلی گئی تھی ستاروں کی صبح تک کی آسمان نے دیدہ درائی تمام شب
416/4 بخت سیہ نے دیر میں کل یادری سے کی (سی) تھی دشمنوں سے اُس کو لڑائی تمام شب
416/5 بیٹھے ہی گزری وعدے کی شب وہ نہ آ پھرا ایذا عجب طرح کی اٹھائی تمام شب
416/6 ستارے سے دل سے گزر جائیں، سو کہاں بلبل نے گو کی نالہ سرائی تمام شب
416/7 تارے سے میری پلکوں پہ قطرے سرشک کے دیتے رہے ہیں میر دکھائی تمام شب

﴿417﴾

- 417/1 داغ ہوں، جلتا ہے دل بے طور اب دیکھیے کیا گل کھلے ہے اور اب
417/2 زخمِ دل غائر ہو پہنچا تا جگر تم لگے کرنے ہماری غور اب
417/3 شعر پڑھتے پھرتے ہیں سب میر کے اس قلمِ رو میں ہے اُن کا دور اب

﴿418﴾

- 418/1 وہ جو کشش تھی اس کی طرف سے، کہاں ہے اب تیر دکماں ہے ہاتھ میں، سینہ نشاں ہے اب
418/2 اتنا بھی منہ چھپانا خط آئے پہ، وجہ کیا لڑکا نہیں ہے نامِ خدا تو جواں ہے اب
418/3 پھول اس چمن کے دیکھتے کیا کیا جھڑے ہیں ہائے سیل بہار آنکھوں سے میری رواں ہے اب
418/4 جن و ملک، زمین و فلک سب نکل گئے بارِ گرانِ عشق و دلِ ناتواں ہے اب

۱۔ نسخہ مجلس جلد اول ص ۲۱۴ پر سوالیہ نشان کی موجودگی مصرع کو صرف استفہامی قرار دینے پر اصرار کر رہی ہے، ہم نے یہ علامت حذف کر دی ہے تاکہ مصرع استفہامی کے علاوہ خبریہ جملے کے طور پر بھی دیکھا جاسکے اور استجابیہ کے طور پر بھی امکانِ قرأت باقی رہے۔
۲۔ نسخہ مجلس جلد دوم ص ۹۶ پر دیدہ درائی کو واضح طور پر دیدہ ورائی لکھا گیا ہے۔ یہ غلطی مجلس کے مرتب نے ہر مقام پر کی ہے۔
۳۔ بارِ گرانِ عشق نسخہ کالج اور طبع دوم، سوم کے مطابق درست ہے۔ اسی اور عبادت کے یہاں بارِ گران و عشق غلط ہے۔

- 418/5 نکلی تھی اُس کی تیج ، ہوئے خوش نصیب لوگ
418/6 زردی رنگ ہے غم پوشیدہ پر دلیل
418/7 پیش از دم سحر مرا رونا لہو کا دیکھ
418/8 نالاں ہوئی کہ یاد ہمیں سب کو دے گئی
418/9 برسوں ہوئے گئے اُسے ، پر بھولتا نہیں
یادش بہ خیر، میر رہے خوش، جہاں ہے اب

﴿419﴾

- 419/1 شبنم سے کچھ نہیں ہے گل و یاسمن میں اب
419/2 لو سُدھ شتاب فاختہ گریہ ناک کی
419/3 سوزش بہت ہو دل میں تو آنسو کو پی نہ جا
419/4 تھا گوش زد کہ گوروں تلے میں لگ لگ اٹھے ہے آگ
419/5 جی ڈوب جائے ، دیکھیں جہاں بھر نظر ادھر
419/6 لب تشنگانِ عشق کے ہیں کام کے وہ لعل
419/7 تب قیس جنگلوں کے تئیں آگ دے گیا
419/8 سُن سوزِ دل کو میرے بہت روئی راتِ شمع
419/9 دیکھو تو کس روانی سے کہتے ہیں شعر میر
دُور سے ہزار چند ہے اُن کے سخن میں اب

﴿420﴾

- 420/1 جیسا مزاج آگے تھا میرا، سو کب ہے اب
420/2 سُدھ کچھ سنبھالتے ہی وہ مغرور ہو گیا
420/3 دُوری سے اُس کی آہ عجب حال میں ہیں لوگ
420/4 طاقت کہ جس سے تابِ جفا تھی سو ہو چکی
420/5 دریا چلا ہے آج تو بوس و گنار کا
420/6 جاں بخشیاں جو پیش تر از خط کیا کیے
420/7 رنجش کی وجہ آگے تو ہوتی بھی تھی کوئی
420/8 نے چاہ وہ اُسے ہے، نہ مجھ کو ہے وہ دماغ
ہر روز دل کو سوز ہے، ہر شب تعب ہے اب
ہر آن بے دماغی و ہر دم غضب ہے اب
کچھ بھی جو پاس وہ نہ کرے تو عجب ہے اب
تھوڑی سی کوفت میں بھی بہت سالتعب ہے اب
گر جی چلاوے کوئی دوانا تو ڈھب ہے اب
اُن ہی لبوں سے خلقِ خدا جاں بہ لب ہے اب
روپوش ہم سے یار جو ہے بے سبب ہے اب
جانا مرا ادھر کو بہ شرطِ طلب ہے اب

۱۔ گردن جھکائے، اسی عبادت، درست نہیں ہے۔

۲۔ نسخہ: آسی و عبادت میں مصرع یوں ہے 'نالاں ہوئے کہ یاد ہمیں سب کو دے گئے' ظاہر ہے اس مصرع کا دوسرا مصرع سے کوئی ربط نہیں۔
۳۔ نسخہ: مجلس کے حاشیے میں رقم ہے کہ۔۔۔ لیکن گوڑ بہ معنی پاؤں بھی ہو سکتا ہے جس کی جمع گوڑوں ہے۔ دوسرے مصرع میں 'کفن' کے بعد جو تمام نسخوں میں متفق متن ہے کے بارے میں قیاس آرائی غیر ضروری بلکہ غلط ہے۔

جانا ہوں دن کو ملنے تو کہتا ہے دن ہے میر
جو شب کو جائے تو کہے ہے کہ شب ہے اب

420/9

﴿421﴾

عشاق کے تئیں ہے عجز و نیاز واجب
یوں سرفرو نہ لاوے ناداں کوئی وگر نہ
ہے فرض عین رونا ، دل کا گداز واجب
رہنا سجود میں ہے جیسے نماز واجب
ناسازی طبیعت ایسی پھر اُس کے اوپر
ہے ہر کسو سے مجھ کو ناچار ساز واجب
لڑکا نہیں رہا تو ، جو کم تمیز ہووے
عشق و ہوس میں اب ہے کچھ امتیاز واجب
صرفہ نہیں ہے مطلق جان عزیز کا بھی
اے میر تجھ سے ظالم ہے احتراز واجب

421/1

421/2

421/3

421/4

421/5

﴿422﴾

تاہوت پر بھی میرے نہ آیا وہ بے نقاب
اُس آفتاب حسن کے جلوے کی کس کو تاب
میں اُٹھ گیا ولے نہ اُٹھا بچ سے حجاب
آنکھیں ادھر کیے سے بھڑاتا ہے ووں ہی آب
اس عمر برق جلوہ کی فرصت بہت ہے کم
جو کام پیش آوے تجھے اُس میں ہوشیاب
غفلت سے ہے غرور تجھے ورنہ ہے بھی کچھ
یاں وہ سماں ہے جیسے کہ دیکھے ہے کوئی خواب
اس موج خیز دہر نے کس کے اُٹھائے ناز
کج بھی ہوا نہ خوب کُلہ گوشہ حباب
یہ بستیاں اُڑ کے کہیں بستیاں بھی ہیں
دل ہو گیا خراب جہاں ، پھر رہا خراب
بے تابیاں بھری ہیں مگر کوٹ کوٹ کر
خرقے میں جیسے برق ہمارے ہے اضطراب
ٹک دل کے نفع ہی کو کیا کر مطالعہ
اس درس کہ میں حرف ہمارا ہے اک کتاب
مجنوں نے ریگ بادیہ سے دل کے غم گئے
ہم کیا کریں کہ غم ہیں ہمارے تو بے حساب
کاش اُس کے روبرو نہ کریں مجھ کو حشر میں
کتنے مرے سوال ہیں جن کا نہیں جواب
شاید کہ ہم کو بوسہ بہ پیغام دست دے
پھرتا ہے بچ میں تو بہت ساغر شراب
ہے ان بھوؤں میں خال کا نقطہ دلیل فہم
کی ہے سمجھ کے بیت کسوں نے یہ انتخاب

422/1

422/2

422/3

422/4

422/5

422/6

422/7

422/8

422/9

422/10

422/11

422/12

گزرے ہے میر لوٹے دن رات آگ میں
ہے سوزِ دل سے زندگی اپنی ہمیں عذاب

422/13

﴿423﴾

جو کہو تم سو ہے بجا صاحب
سادہ دہنی میں نکتہ چیں تھے تم
ہم بُرے ہی سہی بھلا صاحب
اب تو ہیں حرف آشنا صاحب
نہ دیا رحم ٹک بتوں کے تئیں
کیا کیا ہائے یہ خدا صاحب
بندگی ایک اپنی کیا کم ہے
اور کچھ تم سے کہیے کیا صاحب

423/1

423/2

423/3

423/4

۱۔ نسخہ آسی مجلس عبادت میں یہ مصرع یوں درج ہے 'جانا ہوں دن کو ملنے تو کہتا ہے دن کو میر'، حالاں کہ اس طرح شعر بے معنی رہتا ہے۔ اس مصرع کے دوسرے حصے کو یوں ہونا چاہیے کہتا ہے شب کو میر یا کہتا ہے دن ہے میر۔

مہر افزا ہے منہ تمہارا ہی	423/5
خط کے بھٹنے کا تم سے کیا شکوہ	423/6
پھر گئیں آنکھیں تم نہ آن پھرے	423/7
شوقِ رخ، یادِ لب، غمِ دیدار	423/8
بھول جانا نہیں غلام کا خوب	423/9
کس نے سن شعر میر یہ نہ کہا	423/10
کہو پھر ہائے کیا کہا صاحب	

﴿424﴾

عجب صحبت ہے کیونکر صبح اپنی شام کرے اب	424/1
ہزاروں خواہشِ مردہ نے سر دل سے نکالا ہے	424/2
بلا آشوب تھا گو جان پر آغازِ الفت میں	424/3
بہت کی یا صنم گوئی، ہوئے مشہور کافر ہم	424/4
زبانِ خامہ کے ملتے ہزاروں اشک گرتے ہیں	424/5
کہاں تک کام ناکام اُس جفا جو کے لیے مریے	424/6
فسانہ شاخ در شاخ اُس نہالِ حسن کے غم کا	424/7
کہاں اے میر بے برگ دنوا اتمام کرے اب	

﴿425﴾

برقع میں کیا چھپیں دے، ہوویں جنہوں کی یہ تاب	425/1
اٹکلے ہمیں کو اُن نے آخر ہدف بنایا	425/2
کچھ قدر میں نہ جانی غفلت سے رفتگاں کی	425/3
اُن بن ہی کے سبب ہیں اُس لالچی سے سارے	425/4
اُس بحرِ حسن کے تئیں دیکھا ہے آپ نے میں کیا	425/5
اچرج ہے یہ کہ مطلق کوئی نہیں ہے خواہاں	425/6
تھی چشمِ یہ، رُکے گا پلکوں سے گریہ، لیکن	425/7
تُو بھی تو مختلط ہو سبزے میں ہم سے ساتی (قطعہ)	425/8-9
نگلی ہیں اب کے کلیاں اس رنگ سے چمن میں	
کیا لعل لبِ کسو کے اے میر چرت چڑھے ہیں	425/10
چہرے پہ تیرے ہر دم بہتا رہے ہے خونا ب	

۱۔ نسخہ آسی میں زبانِ خامہ کے ملتے ہی ہزاروں۔۔۔ ہی اس مصرع میں فالتو ہے۔ نسخہ کالج اور طبع دوم، سوم میں ہی نہیں ہے۔

۲۔ نسخہ آسی میں ہمیں کی جگہ حاشیے میں سے ہم کو درج ہوا، جس سے مصرع بہتر ہو جاتا ہے۔

۳۔ نسخہ آسی، مجلسِ عبادت میں 'آب' میں ہے جب کہ نسخہ کالج، نول کشور دوم، سوم کے علاوہ فاروقی صاحب کے یہاں جلد دوم، ص ۱۰۹ 'آپ' میں (یعنی اپنے اندر) متن ہے۔ مؤخر الذکر کو قدامت کے ساتھ ساتھ طرزِ ادا کی جدت کے سبب بھی اختیار کیا ہے۔

ردیف ب۔ دیوان سوم

﴿426﴾

- ماہِ صیام آیا، ہے قصدِ اعتکاف، اب 426/1
 مسلم ہیں رفتہ رُو کے، کافر ہیں خستہ مُو کے 426/2
 جو حرف ہیں سوئڑھے خط میں لکھے ہیں شاید 426/3
 مجرم ٹھہر گئے ہم پھرنے سے ساتھ تیرے 426/4
 گو لگ گیا گلے میں، مت کھینچ تیغ مجھ پر 426/5
 کیا خاک میں ملا کر اپنے تئیں موا ہے 426/6
 کھینچے تئیں جاے غول میں کن کن کے میر دیکھیں 426/7
 لگتی ہے سرخ اُس کے دامن کے تئیں سنجاف اب

﴿427﴾

- طاقتِ تعب کی، غم میں تمہارے، نہیں ہے اب 427/1
 کل کچھ صبا ہوئی تھی گل افشاں نفس میں بھی 427/2
 چیتے تو لاگ پلکوں کی اس کے کہیں گے ہم 427/3
 زردی چہرہ اب تو سفیدی کو کھینچ گئی 427/4
 مسکن جہاں تھا دل زدہ مسکین کا ہم تو واں 427/5
 کل دیر میر پکارے، نہیں ہے اب

﴿428﴾

- بولا جو مُو پریشاں آنکے میر صاحب 428/1
 ہر لحظہ اک شرارت، ہر دم ہے یک اشارت 428/2
 بندے یہ اب نوازش کچے تو کچے ورنہ 428/3
 دل کا الجھنا اپنے ایسا نہیں کہ سلجھے 428/4
 فکرِ جگر رہے ہے اُس دم غلام کو بھی 428/5
 جس دم لگو ہو کرنے تم مشقِ تیر صاحب

﴿429﴾

- دل پر تو چوٹ تھی ہی، زخمی ہوا جگر سب 429/1
 حیف اُس سے حال میرا کہتا نہیں ہے کوئی 429/2

۱۔ نول کشور دوم، سوم میں ماہِ صیام آیا ہے کہ قصد۔۔۔ متن ہے۔ تاہم اسی کے یہاں ہے کی مطابقت مصرع ثانی سے بہتر ہے۔
 ۲۔ اگرچہ نسخہ کاج، نول کشور دوم، سوم میں کھینچے بھی درست ہے لیکن اسی کے متن کھینچے کی مناسبت دیکھیں کے ساتھ زیادہ ہے۔

- 429/3 بجلی سی اک تجلی آئی تھی آساں سے
429/4 اُس ماہِ دین تو اپنی دکھ میں بسر ہوئی تھی
429/5-6 کیا فہم، کیا فراست، ذوق و بھرسماعت (قطعہ) تاب و توان و طاقت یہ کر گئے سفر سب
429/7 منزل کو مرگ کی تھا آخر مجھے پہنچنا
دنیا میں حسن و خوبی میر اک عجیب شے ہے
رندان و پارسیاں جس پر رکھیں نظر سب

﴿430﴾

- 430/1 شیون میں شب کے ٹوٹی زنجیر میر صاحب
430/2 ہم سر نہ کھینچتے تھے تو وہ تیغ کھینچ نہ سکتی
430/3 کھینچتی نہیں کہاں اب ہم سے ہوائے گل کی
430/4 کب ہیں جوانی کے سے اشعار شور آور
430/5 تم کس خیال میں ہو، تصویر سے جو چپ ہو
کرتے ہیں لوگ کیا کیا تقریر میر صاحب

﴿431﴾

- 431/1 سب آتش سوزندہ دل سے ہے جگر آب
431/2 پھرتی ہے اڑی، خاک بھی مشتاق کسو کی
431/3 کیا کرے، اُسے آگ سا بھڑکایا ہے جن نے
431/4 دل میں تو لگی دوں سی، بھریں چشمے سی آنکھیں
431/5 کس طور سے بھر آنکھ کوئی یار کو دیکھے
431/6 ہم ڈرتے شکر رنجی سے، کہتے نہیں یہ بھی
431/7 کس شکل سے اک رنگ پہ رہنا ہو جہاں کا
431/8 شعلے جو مرے دل سے اٹھیں ہیں سونہ بیٹھیں
431/9 استادہ ہو دریا تو خطرناکی بہت ہے
431/10 شب روؤں ہوں ایسا کہ جدھر یار کا گھر ہے
431/11 اس دشت سے ہو میر ترا کیوں کے گزارا
تا زانو ترے رگل ہے، تری تا بہ کمر آب

۱۔ نسخہ کالج اور طبع دوم، سوم میں 'پیش تر' بھی درست ہے لیکن آسی کے یہاں 'پیش تر' زیادہ مطابق مضمون شعر ہے۔

۲۔ نسخہ کالج، طبع دوم، سوم میں 'بکھیرتے' سہو اور ج ہوا ہے۔

۳۔ نسخہ کالج، طبع دوم، سوم میں 'ہے' آسی کے یہاں 'تھا' سے بہتر ہے۔

۴۔ نسخہ آسی اور مجلس میں 'جاتا ہوں' غلط ہے۔ اسی لیے قیاسی صحیح کے طور پر 'جاتا ہے' کر دیا ہے۔

﴿432﴾

- پڑا ہے فرق خورد^۱ و خواب میں اب 432/1
 جنوں میں اب کے نے دامن ہے، نے جیب 432/2
 ہوا ہے خواب ملنا اُس سے شب کا 432/3
 گدائی لی ہے میں نے اُس کے در کی 432/4
 گلے لگنے بن اُس کے اتنا روئے 432/5
 کہاں بل کھائے بال اُس کے، کہاں یہ 432/6
 عبت سنبل ہے پیچ و تاب میں اب 432/7
 بلا چرچا ہے میرے عشق کا میر
 یہی ہے ذکر شیخ و شاب میں اب

ردیف ب۔ دیوان چہارم

﴿433﴾

- ہوا جو دل خوں، خرابی آئی، ہر ایک اعضا میں ہے فتور اب 433/1
 حواس نگم ہیں، دماغ گم ہے، رہا سہا بھی گیا شعور اب 433/2
 مریں گے غائب ہزار یوں تو نظر میں ہرگز نہ لاوے گا تو
 کریں گے ضائع ہم آپ ہی کو بتنگ ہو کر ترے حضور اب 433/3
 وجوب و امکاں میں کیا ہے نسبت کہ میر بندے کا پیش صاحب
 نہیں ہے ہونا ضرور کچھ تو مجھے بھی ہونا ہے کیا ضرور اب

﴿434﴾

- کیا گئی جان و دل سے تاب شتاب 434/1
 ہیں گی وے پلکیں اور کئی رخنے 434/2
 یوں صبا بھی سبک نہیں جاتی 434/3
 پیر ہو کر ہوا ہوں یوں غافل 434/4
 مرتے ہیں ہو جواب نامہ وہی 434/5
 مہربانی تو دیر میں ہے کبھو 434/6
 آنسو آتے ہیں اب شتاب شتاب
 حال دل ہو گیا خراب شتاب
 جوں گیا موسم شتاب شتاب
 جیسے لڑکوں کو آوے خواب شتاب
 آوے خط کا اگر جواب شتاب
 ہے دل آزاری و عتاب شتاب
 یاں قدم چاہیے رکھیں گن کر
 میر لے ہے کوئی حساب شتاب

﴿435﴾

- 435/1 بیگار بھی درکار ہیں سرکار میں صاحب
435/2 محروم نہ رہ جائیں کہیں بعد فنا بھی
435/3 لیتی ہے ہوا رنگ سراپا سے تمہارے
435/4 رہتا تھا سر زلف بھی زیر گلہ آگے
435/5 ہے چار طرف شور مری بے خبری کا
435/6 گو فہم نہ ہو کفر کی اسلام کی نسبت
435/7 یا گفتگو کا میری نہ کرتے تھے کہو ذکر
435/8 طالع سے زلیخا نے لیا مصر میں یوسف
435/9 رکھتی ہے لکھا ساتھ، مٹا دینے کا میرے
435/10 یہ عرض مری یاد رہے بندگی میں تیر
جی بچتے نہیں عشق کے اظہار میں صاحب

﴿436﴾

- 436/1 درد سر کا پہر پہر ہے اب
436/2 وہ دماغ ضعیف ہی نہ رہا
436/3 کیا ہمیں، ہم تو ہو چلے ٹھنڈے
436/4 کیا کہیں حال خاطر آشفۃ؎
436/5 عزلتی تیر جوں صبا اُس بن
خاک برسر ہے، در بدر ہے اب

﴿437﴾

- 437/1 جوش رونے کا مجھے آیا ہے اب
437/2 ٹیڑھے بانگے سیدھے سب ہو جائیں گے
437/3 ہوں یہ خود تو کوئی پہنچے مجھ تک
437/4 کاش کے ہو جائے سینہ چاک چاک
دیدۂ ترابر سا چھایا اب
اُس کے بالوں نے بھی بل کھایا ہے اب
بے خودی نے حال پہنچایا ہے اب
رکتے رکتے جی بھی گھبرایا ہے اب

۱۔ 'معلوم نہیں' کی آسی صاحب نے حاشیے میں یہ اصلاح دی 'معلوم ہمیں'، بد مذاقی کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

۲۔ آسی صاحب کے یہاں 'اُس' درج ہوا۔

۳۔ آسی کی املا یائے معروف و مجهول کے حوالے سے نہایت مغالطہ انگیز ہے۔ اس شعر میں 'زندگانی' ہے درج ہوا ہے۔ اس سے اگلے شعر میں 'بے دماغی' ہی درست درج ہوا۔

۴۔ نسخہ مجلس جلد سوم، ص ۲۷۲: کیا کہیں حال خاطر آشفۃ؎ حالاں کہ اگر حال کو بااضافت لکھا جائے تو خاطر بھی زیر کسرہ کے ساتھ ہونا چاہیے حال خاطر آشفۃ؎ تاہم خاطر آشفۃ؎ (اسیہ) زیادہ بہتر لگتا ہے۔

۵۔ کلیات آسی ص ۴۷۱ میں 'بالوں' بھی کے درمیان 'نے' درج نہیں ہوا۔ مرتب نسخہ مجلس نے ختلاف مذکور نہیں کیا۔

- 437/5 راہ پر وہ کیوں کہ آدے مست ناز دشمنوں نے اُس کو بہکایا ہے اب
437/6 کیا جیس گے ، داغ ہو کر خوں ہوا زندگی کا دل جو سرمایا ہے اب
437/7 میر شاید کعبے ہی میں رہ پڑے
دیر سے تو یاں خدا لایا ہے اب

﴿438﴾

- 438/1 کیا کریں تدبیر، دل مقدور سے باہر ہے اب نا امید اس زندگانی کرنے سے اکثر ہے اب
438/2 جن دنوں ہم کافروں سے ربط تھا دے ہو چکے وہ بت بے مہر اپنی اور سے پتھر ہے اب
438/3 دُور تک رسوا ہوا ہوں شہروں شہروں ملک ملک میرے شعر و شاعری کا تذکرہ گھر گھر ہے اب
438/4 وہ طبیعت ہی نہیں ہے میری اے مشفق طبیب کر دوا جو طبع میں آدے ترے بہتر ہے اب
438/5 بے خود اُس مست ادا و ناز بن رہتے ہیں ہم عالم اپنا دیکھیے تو عالم دیگر ہے اب
438/6 وہ سپاہی پیشہ لوگوں ہی میں رہتا ہے کھڑا گرد و پیش اُس دشمن احباب کے لشکر ہے اب
438/7 گفتگو انسان سے محشر میں ہے یعنی کہ میر
سارا ہنگامہ قیامت کا مرے سر پر ہے اب

﴿439﴾

- 439/1 خلاف وعدہ بہت ہوئے ہو، کوئی تو وعدہ وفا کرو اب ملا کے آنکھیں دروغ کہنا کہاں تلک، کچھ حیا کرو اب
439/2 خیال رکھیے نہ سرکشی کا، سنو ہو صاحب کہ پیری آئی خمیدہ قامت بہت ہوا ہے، جھکائے ہی سر رہا کرو اب
439/3 کہاں ہے طاقت جو میر کا دل سب ان بلاؤں کی تاب لاوے
کر شے غمزے کو ناز سے ٹک ہماری خاطر جدا کرو اب

﴿440﴾

- 440/1 یار میرا بہت ہے یار فریب مکر سے عہد سب قرار فریب
440/2 راہ رکھتے ہیں اُس کے دام سے صید ہے بلا کوئی وہ شکار فریب
440/3 عہدے سے نکلیں کس طرح عاشق اک ادا اُس کی ہے، ہزار فریب
440/4 التفاتِ زمانہ پر مت جا
میر دیتا ہے روزگار فریب

﴿441﴾

- 441/1 کوئی اپنا نہ یار ہے ، نہ حبیب اُس ستم گر کے ہم ہیں شہر غریب
441/2 سر رگڑتے اُس آستان پر میر
یاری کرتے اگر ہمارے نصیب

۱۔ کلیات مجلس جلد سوم، ص ۲۷۲ کیوں کے درج ہے بجائے کیوں کہ۔

۲۔ نسخہ آسی میں (ص ۲۷۲) 'گرد و پیش' کتابت ہوئی ہے۔

ردیف ب۔ دیوان پنجم

﴿442﴾

- 442/1 کب سے صحبت بگڑی سی ہے کیوں کر کوئی بناوے اب
442/2 سو چہتے آتے ہیں جی میں، بگڑی پر گل رکھے سے
442/3 تیغ بلند ہوئی ہے اُس کی، قسمت ہوں گے زخم رسا
442/4 داغ سرو سینے کے میرے حسرت آگین چشم ہوئے
442/5 دم دو دم گھبراہٹ ہو تو ہو سکتا ہے تدارک بھی
442/6 دل کے داغ بھی گل ہیں لیکن دل کی تسلی ہوتی نہیں
442/7 اُس کی کفک کی پامالی میں دل جو گیا تھا شاید تیر
یار ادھر ہو مائل نک تو وہ رفتہ ہاتھ آوے اب

﴿443﴾

- 443/1 دل خوں ہوا تھا یکسر پانی ہوا جگر سب
443/2 یا رب کدھر گئے دے جو آدمی روش تھے
443/3 حرف و سخن سے مطلق یاں گفتگو نہیں ہے
443/4 عالم کے لوگوں کا ہے تصویر کا سا عالم
443/5 میر اس خرابے میں کیا آباد ہووے کوئی
دیوار در در گرے ہیں ویراں پڑے ہیں گھر سب

﴿444﴾

- 444/1 عشق و جنوں کی کیا اب تدبیر ہے مناسب
444/2 دوری شعلہ خویاں آخر جلا رکھے گی
444/3 جلدی نہ قتل میں کر پچھتاوے گا بہت تو
444/4 رسوائے شہر ہونا عزت ہے عاشقی میں
444/5 دل کی خرابی کے تو درپے ہے اے صنم کیوں شہ
زنجیر ہے مناسب، شمشیر ہے مناسب
صحبت جو ایسی ہووے درگیر ہے مناسب
خوں ریزی میں ہماری تاخیر ہے مناسب
احوال کی ہمارے تشہیر ہے مناسب
اس خانہ خدا کی تعمیر ہے مناسب

۱۔ شعر شورا انگیز جلد دوم، ص ۱۲۳ بگڑی رہی ہے درج ہوا۔ ہم نے اسی کے متن 'بگڑی ہی ہے' کو برقرار رکھا ہے۔
۲۔ نسخہ آ سی، مجلس اور عبادت میں اس مصرع میں دو بڑی غلطیاں ہیں۔ سو چہتے بمعنی سو فکریں، سو خیال کو انہوں نے 'سو چہتے' سمجھا اور درج کیا اور 'پر بگڑی پر گل رکھے سے' اس میں پہلا پر نہایت بے پر یعنی غیر ضروری ہے۔
۳۔ نسخہ آ سی اور نول کشور طبع دوم میں 'سو تین گھڑی غلط ہے' نسخہ کالج کا متن 'سو کوئی گھڑی درست ہے' نسخہ مجلس میں بھی آ سی کی غلطی کا اعادہ کیا گیا ہے۔
۴۔ نسخہ کالج اور نول کشور دوم میں دو درست ہے جب کہ آ سی مجلس میں وہ غلط۔ نسخہ مجلس میں اسی مصرع میں 'باؤ' ہے جب کہ (شاید) آ سی کے یہاں 'باؤ' ہے۔ شعر شورا انگیز میں 'باؤ' ہی ہے۔
۵۔ نول کشور دوم اور آ سی کے یہاں 'اے صنم تو' ہے جب کہ نسخہ کالج میں 'اے صنم کیوں بہتر متن ہے'۔

- شب اُس کو میں نے دیکھا سوتے بغل میں اپنی 444/6
 رجم آشنا کسو کو اس بستی میں نہ پایا 444/7
 ہے سرگزشت اپنی نہ نوشتنی ہی بہتر 444/8
 دنیا میں کوئی پھر پھر آیا نہیں ہے صاحب 444/9
 اک بار تم کو مرنا اے میرا ہے مناسب

﴿445﴾

- یعنی سفر ہے دور کا آگے اور اپنی رخصت ہے اب 445/1
 تنہا بیٹھ رہے ہیں یک سو، ہجر میں یہ صحبت ہے اب 445/2
 کیا کیا کرے اس مہلت میں کچھ بھی ہمیں فرصت ہے اب 445/3
 چین سے سٹپیں جو کچھ نہیں رکھتے فقر بھی اک دولت ہے اب 445/4
 پاؤں پہ سر رکھنے کی مجھ کو رخصت دی تھی میرا اُن نے 445/5
 کیا پوچھو ہو سر پر میرے منت سی منت ہے اب

﴿446﴾

- سارے جتنے نظر آتے ہیں دیکھو تو عیار ہیں سب 446/1
 سیل سے ہلکے عاشق ہو دیں تو جوش و خروش بھریں آویں 446/2
 ایک پریشاں طرفہ جماعت دیکھی چاہنے والوں کی 446/3
 کیا کیا خواہشیں بے کس، بے بس مشتاق اُس سے رکھتے ہیں 446/4
 عشق جنہوں کا پیشہ ہووے سیکڑوں ہوں تو ایک ہی ہیں 446/5
 کوہ گن و مجنون و دامتق میر ہمارے یار ہیں سب

﴿447﴾

- سیدھی نظر جو اُس کی نہیں ہے یاس ہے اپنی نظر میں اب 447/1
 دل کھنچتا ہے جانب صحرا، جی نہیں لگتا گھر میں اب 447/2
 صورت خوب اُس کی ہے پھرتی، اکثر چشم تر میں اب 447/3
 یعنی وطن دریا ہے اس میں چار طرف ہیں سفر میں اب 447/4
 کاوش سے ان پلوں کی رہتی ہے خلش جگر میں اب
 موسم گل کا شاید آیا، داغ جنوں کے سیاہ ہوئے
 نقش نہیں پانی میں ابھرتا یہ تو کوئی اچنبھا ہے
 ایک جگہ پر جیسے بھنور ہیں لیکن چکر رہتا ہے

۱۔ نسخہ آسی مجلس میں ہی میر سے نسخہ کالج اور طبع دوم کا اے میر بہتر متن ہے۔

۲۔ نسخہ آسی میں ٹھہرا ہے جس کا اتباع مجلس اور عبادت کے کلیات میں بھی ہوا، درست نہیں، نسخہ کالج میں ٹھہرائی درست ہے۔ فاروقی صاحب یہاں بھی یہی متن درج ہوا ہے۔

۳۔ نسخہ آسی و مجلس و عبادت میں چین میں ہیں جب کہ نسخہ کالج اور فاروقی صاحب کے انتخاب میں چین سے ہیں درج ہے، اسی مصرع میں 'اک' سے بہتر فقر بھی اک ہے۔

۴۔ نسخہ آسی میں وہ شامل متن نہیں، البتہ خواہاں کو خواہاں لکھ کر وزن پورا کر دیا ہے۔

۵۔ نسخہ مجلس ص ۳۵، دریا کی کتابت دیا ہوئی ہے۔

حسرت نے ملنے کی آیا میر تمہارا خون پیا
تغ و تبر اُس ترک بچے ظالم کی نہیں ہے کمر میں اب

447/5

﴿448﴾

باہم ہوئی ہے ترک ملاقات کیا سبب
ہم تو تمہارے حسن کی حیرت سے ہیں خموش
اب کم بہت ہے ہم یہ عنایات کیا سبب
تم ہم سے کوئی کرتے نہیں بات کیا سبب
ہم تیرہ روز آپ سے تم بن ، سحر گئے
اُس کی نگاہ مست تو اودھر نہیں پڑی
تھا مرتبہ ہمیشہ سگ یار کا بلند
ہے میر سے سلوک مساوات کیا سبب

448/1

448/2

448/3

448/4

448/5

﴿449﴾

دل سے گئے بے کس کہلائے، ایسا کہاں ہدم ہے اب
سینہ زنی سے غم زدگی ہے، سر دھنا ہے، رونا ہے
کون ایسے محروم غمیں کا ہم راز و محرم ہے اب
دل جو ہمارا خون ہوا ہے اس سے بلا ماتم ہے اب
یعنی کبھو جو کڑھتا تھا میں ، وہ رونا ہر دم ہے اب
دل میں غم ہے، مڑگاں غم ہیں، حال بہت درہم ہے اب
بے تابی ہے زیادہ زیادہ ، صبر بہت کم کم ہے اب
خون ہوا دل ، داغ ہوا پھر ، درد ہوا ، پھر غم ہے اب
ملنے والو ! پھر ملیے گا ، ہے وہ عالم دیگر میں
میر فقیر کو سکر ہے یعنی مستی کا عالم ہے اب

449/1

449/2

449/3

449/4

449/5

449/6

449/7

ردیف ب۔ دیوان ششم

﴿450﴾

ہے عشق میں جو حال بتر تو ہے کیا عجب
لے جا کے نامے کتنے کبوتر ہوئے ہیں ذبح
مر جائے کوئی خستہ جگر تو ہے کیا عجب
اڑتی سی ہم کو آدے خبر تو ہے کیا عجب
شب ہجر کی بھی ہووے سحر تو ہے کیا عجب
اس آہ کا ہو اس میں اثر تو ہے کیا عجب
آوے ادھر بھی اُس کی نظر تو ہے کیا عجب
عاشق سے جو بندھے نہ کمر تو ہے کیا عجب (شاعر)
کر جائے کوئی رفتہ سفر تو ہے کیا عجب
ترک وطن کیا ہے عزیزوں نے چاہ میں

450/1

450/2

450/3

450/4

450/5

450/6

450/7

۱۔ نسخہ آسی میں کیونکر (دونوں مرتبہ) ہے جب کہ مجلس کے یہاں کیوں کے درج ہوا ہے۔

- برسوں سے ہاتھ مارتے ہیں سر پہ اُس بغیر 450/8
معلوم سودمندی عشاق ، عشق میں 450/9
گھر بار میں لٹا کے گیا گھر سے بھی نکل 450/10
ملتی نہیں ہے آنکھ اُس آئینہ رو کی میر 450/11
وہ دل جو لے کے جاوے مگر تو ہے کیا عجب

﴿451﴾

- آیا ہے شیب سر پہ ، گیا ہے شباب اب 451/1
بگڑا بنا ہوں عشق سے سو بار عاقبت 451/2
خوں ریزی عاشقوں کی ہے ظالم اگر ثواب 451/3
بھڑکی دروں میں آتش سوزندہ عشق کی 451/4
ہوں اُس بہشتی رُو سے جدا میں جحیم میں 451/5
قاصد جو آیا چپ ہے ، نشان خط کا کچھ نہیں 451/6
کیا رنج و غم کو آگے ترے میں کروں شمار 451/7
چھٹکی ہیں آنکھیں اور جھکی آتی ہیں بہت 451/8
آرام کرے میری کہانی بھی ہو چکی 451/9
جانا سبھوں نے یہ کہ تو معشوق میر ہے 451/10
خلع العذار سے یہ کیا ہے حجاب اب

﴿452﴾

- منہ دھوتے اُس کے آتا تو ہے اکثر آفتاب 452/1
سر صدقے تیرے ہونے کی خاطر بہت ہے گرم 452/2
ہر خانہ کیوں نہ صبح جہاں میں ہو پُر فروغ 452/3
تجربہ کا فراغ ہے اک دولت عظیم 452/4
نازک مزاج ہے تو کہیں گھر سے مت نکل 452/5
پیدا ہے روزِ مشرق نو کی نمود سے 452/6
ہو پست اُس کے نور کا زیرِ زمیں گیا 452/7
اس رُخ کی روشنی میں نہ معلوم کچھ ہوا 452/8
کس زور کش کی قوسِ قزح ہے کمانِ پاک 452/9
روشن ہے یہ کہ خوف ہے اُس غصہ ور کا میر 452/10
نکلے ہے صبح کا نپتا جو تھر تھر آفتاب

۱۔ 'فراغ' کی کتابت نسخہ مجلس میں 'فراغ' ہوئی ہے۔

۲۔ نسخہ آسی میں 'زور غلط' جب کہ نسخہ کالج ص ۲۱ پر 'زور درست' ہے۔

۳۔ نسخہ آسی میں 'کمانِ پاک' نسخہ کالج میں 'کمانِ تاک' نول کشور دوم میں 'کمانِ تلک' مندرج ہیں۔

﴿453﴾

- 453/1 آئینہ سا جو کوئی یاں آشنا صورت ہے اب بے مروت اس زمانے میں ہمہ حیرت ہے اب
453/2 کیا کوئی یاری کسو سے کر کے ہووے شاد کام دوستی ہے دشمنی، الفت نہیں کلفت ہے اب
453/3 چاہتا ہے درد دل گر لے نا کسوں سے دل، دماغ سوداغ اپنا ضعیف اور قلب بے طاقت ہے اب
453/4 کیوں کہ دنیا دنیا رسوائی مری موقوف ہو عالم عالم مجھ پہ اُس کے عشق کی تہمت ہے اب
453/5 اشک نو میدانہ پھرتے ہیں مری آنکھوں کے بیچ تیر یہ دے ہے دکھائی، جان کی رخصت ہے اب

﴿454﴾

- 454/1 مارے ہی ڈالے ہے جس کا زندگی میں اضطراب ساتھ میرے دل گڑا تو آچکا مرنے کا خواب
454/2 ٹک ٹھہرتا بھی تو کہتے، تھا کسو بجلی کی تاب یا کہ نکبت گل کی تھا، آیا گیا عہد شباب
454/3 کی نماز صبح کو کھو کر نماز اشراق کی ہو گیا مجھ پر ستم اچٹا نہ ٹک مستی میں خواب
454/4 دیکھنا منہ یار کا اس وجہ سے ہوتا نہیں یا الہی دے زمانے سے اٹھا رسم نقاب
454/5 ضعف ہے اُس کے مرض اور اس کے غم سے الغرض دل بدن میں آدمی کے ایک ہے خانہ خراب
454/6 یار میں، ہم میں پڑا پردہ جو ہے ہستی ہے یہ بیچ سے اٹھ جائے تو ہووے ابھی رفع حجاب
454/7 صورت دیوار سے مدت کھڑے در پر رہے پر کھو صحبت میں اُس کی ہم ہوئے نہ باریاب
454/8 سے سے توبہ کرنی ہی معقول اگر ہم جانتے ہم پہ شیخ شہر برسوں سے کرے ہے احتساب
454/9 جمع تھے خواباں بہت لیکن پسند اُس کو کیا کیا غلط میں نے کیا اے میر وقت انتخاب

﴿455﴾

- 455/1 اُس مغل زا سے بھی ہر بات کی تکرار خوب بد زبانی بھی کی اُن نے تو کہا بسیار خوب
455/2 لگ نہیں پڑتے ہیں لے کے ہاتھ میں شمشیر تیز بے کسوں کے قتل میں اتنا نہیں اصرار خوب
455/3 آخر ان خواباں نے عاشق جان کر مارا مجھے چاہ کا اپنی نہ کرنا ان سے تھا اظہار خوب
455/4 آج کل سے مجھ کو بے تابی و بد حالی ہے کیا مجھ مریض عشق کے کب سے نہ تھے آثار خوب
455/5 کیا کریں اُس کی کیسے جنت در بستہ دی ورنہ مفلس غم زدوں کے کچھ نہ تھے کردار خوب
455/6 مختراع جور و ستم میں بھی ہوا وہ نوجواں ظلم تب کرتا ہے جب ہو کوئی منت دار خوب
455/7 دہر میں پستی بلندی برسوں تک دیکھی ہے میں جب لٹا پامالی سے میں تب ہوا ہموار خوب
455/8 کیا کسو سے آشنائی کی رکھے کوئی اُمید کم پہنچتا ہے بہم دنیا میں یارو! یار خوب
455/9 کہتے تھے انبی کے سے اے میر مت کھا بیچ و تاب کہتے تھے انبی کے سے اے میر مت کھا بیچ و تاب
آخر اُس کو بچے میں جا کھائی نہ تو نے مار خوب

۱۔ نسخہ کالج اور نول کشور دوم میں 'کر' ہے، اسی کے یہاں 'گر' شاید بہتر ہے۔

۲۔ نسخہ آ سی ص ۶۳۷، میں 'ہستی' درج ہے اور یہی درست بھی ہے، نسخہ مجلس جلد چہارم، ص ۲۰۹ پر 'پستی' درج ہے۔

۳۔ نسخہ کالج میں 'نہی' سہواً 'نتھی' درج ہوا ہے۔

ردیف ت۔ دیوان اول

﴿456﴾

- روزانہ ملوں یار سے ، یا شب ہو ملاقات 456/1
 کیا فکر کروں میں کہ کسو ڈھب ہو ملاقات
 نے بخت کی یاری ہے، نہ کچھ جذب ہے کامل 456/2
 وہ آپھی ملے تو ملے پھر جب ہو ملاقات
 دوری میں کروں نالہ و فریاد کہاں تک 456/3
 اک بار تو اُس شوخ سے یار ب! ہو ملاقات
 جاتی ہے غشی بھی کبھو، آتے ہیں بہ خود بھی 456/4
 کچھ لطف اُٹھے بارے اگر اب ہو ملاقات
 دشت ہے بہت میر کو مل آئیے چل کر 456/5
 کیا جائے پھر یاں سے گئے کب ہو ملاقات

﴿457﴾

- سب ہوئے نادم پئے تدبیر ہو، جاناں سمیت 457/1
 تیر تو نکلا مرے سینے سے لیکن جاں سمیت
 تنگ ہو جاوے گا عرصہ خفگانِ خاک پر 457/2
 گر ہمیں زیرِ زمیں سو نپا دلِ نالاں سمیت
 باغ کر دکھلائیں گے دامانِ دشتِ حشر کو 457/3
 ہم بھی واں آئے اگر مژگانِ خوں افشاں سمیت
 قیس و فرہاد اور دامنِ عاقبت جی سے گئے 457/4
 سب کو مارا عشق نے، مجھ خانماں ویراں سمیت
 اُٹھ گیا پردہ نصیحت گر کے لگ پڑنے سے میر 457/5
 پھاڑ ڈالا میں گریباں رات کو داماں سمیت

﴿458﴾

- پلکوں پہ تھے پارہ جگر رات 458/1
 ہم آنکھوں میں لے گئے بسر رات
 اک دن تو وفا بھی کرتے وعدہ 458/2
 گزری ہے امیدوار ہر رات
 مکھڑے سے اٹھائیں اُن نے زلفیں 458/3
 جانا بھی نہ ہم، گئی کدھر رات
 تو پاس نہیں ہوا تو روتے 458/4
 رہ رہ گئی ہے پہر پہر رات
 کیا دن تھے کہ خون تھا جگر میں 458/5
 رو اُٹھتے تھے بیٹھ دو پہر رات
 واں تم تو بناتے ہی رہے زلف 458/6
 عاشق کی بھی یاں گئی گزر رات
 ساقی کے جو آنے کی خبر تھی 458/7
 گزری ہمیں ساری بے خبر رات
 کیا سوزِ جگر کہوں میں ہمد! (قطع) 458/8-9
 لے آیا جو سخنِ زبان پر رات
 صحبت یہ رہی کہ شمعِ روئی 458/10
 لے شام سے تا دمِ سحر رات
 کھلتی ہے جب آنکھ شب کو تجھ بن 458/11
 کلتی نہیں آتی پھر نظر رات
 دن وصل کا یوں کٹا، کہے تو
 کاٹی ہے جدائی کی مگر رات

۱۔ اس نزل کے شعر ۸ اور ۹ مسلسل مضمون کے قطعہ بند اشعار ہیں لیکن نسخہ آسی ص ۵۸، نسخہ عبادت ۱۶۸ اور نسخہ مجلس جلد اول، ص ۲۱۶، ان دونوں شعروں کو الگ الگ شعر کے طور پر درج کرتے ہیں۔ اس تدوین غزلیات میر میں اس طرح کے نئے قطعات میر کی تعداد کافی ہے۔

کل تھی شب وصل اک ادا پر (قطعہ) اُس کی، گئے ہوتے ہم تو مر رات
جاگے تھے ہمارے سخت خفتہ پہنچا تھا بہم وہ اپنے گھر رات
کرنے لگا پشت چشم نازک سوتے سے اٹھا جو چونک کر رات
تھی صبح جو منہ کو کھول دیتا ہر چند کہ تب تھی اک پہر رات
پر زلفوں میں منہ چھپا کے پوچھا
اب ہووے گی میر کس قدر رات

458/12-16

﴿459﴾

جیتا ہی نہیں، ہو جسے آزارِ محبت 459/1
امکان نہیں جیتے جی ہو قید سے آزاد 459/2
تقصیر نہ خواہاں کی، نہ جلاد کا کچھ جرم 459/3
ہر جنس کے خواہاں ملے بازارِ جہاں میں 459/4
اس راز کو رکھ جی ہی میں تا جی بچے تیرا 459/5
ہر نقش قدم پر ترے سر بیچے ہیں عاشق 459/6
کچھ مست ہیں ہم دیدہ پر خونِ جگر سے 459/7
بیکار نہ رہ عشق میں تو رونے سے ہرگز 459/8
مجھ سہی ہو مجنوں بھی یہ کب مانے ہے عاقلؔ 459/9
ہر سر نہیں اے میر سزاوارِ محبت

﴿460﴾

(قبل از 1752ء)

جی میں ہے یادِ رخ و زلفِ سیہ فام بہت 460/1
دستِ صیاد تلک بھی نہ میں پہنچا جیتا 460/2
ایک دو چشمک ادھر گردشِ ساغر کہ مدام 460/3
دل خراشی و جگر چاکی و خونِ افشانی 460/4
پھر نہ آئے جو ہوئے خاک میں جا آسودہ 460/5
غالباً زیرِ زمیں میر ہے آرام بہت

۱۔ اسی غزل میں ایک ہی انداز کی یہ دوسری غلطی ہے۔ نسخہ آسی و عبادت نے ان پانچ شعروں پر مشتمل قطع کو قطعہ بند تصور نہیں فرمایا۔ نسخہ مجلس نے اس سے بھی بڑھ کر بواجہی کا مظاہرہ کیا۔ شعر نمبر بارہ اور تیرہ درج کرنے کے بعد قطعہ درج کیا، گویا ان کے نزدیک شعر ۱۶ تا ۱۷ قطعہ بند ہیں حالاں کہ قطعے میں مذکور واقعے کا آغاز شعر نمبر ۱۲ سے ہوتا ہے۔

۲۔ نول کشور دوم، سوم، آسی و مجلس میں جیتا درست ہے۔ نسخہ کالج میں اور آسی کے یہاں ان کے تحت حاشیے میں چھٹا درج ہوا، جو درست نہیں۔
۳۔ نول کشور دوم، سوم میں یہ مصرع یوں ہے مجھ سہی ہو مجنوں سے یہ کب بانی ہے عاقلؔ نسخہ مجلس کے حاشیے ص ۲۱۸ کے مطابق یہی مقن نسخہ آسی کا بھی ہے حالاں کہ آسی کے یہاں مصرع بالکل درست درج ہوا ہے یعنی وہی متن ہے جو نسخہ مجلس نے وہاں سے لیا ہے۔

﴿461﴾

- کیا کہیں اپنی اُس کی شب کی بات 461/1
اب تو چپ لگ گئی ہے حیرت سے 461/2
نکتہ دانانِ رفتہ کی نہ کہو 461/3
کس کا روئے سخن نہیں ہے ادھر 461/4
ظلم ہے ، قہر ہے ، قیامت ہے 461/5
کہتے ہیں آگے تھا بتوں میں رحم 461/6
گو کہ آتشِ زباں تھے آگے میر 461/7
اب کی کہیے ، گئی وہ تب کی بات

﴿462﴾

- ہر صبح دم کروں ہوں الحاح یا انابت 462/1
مت لے حساب طاقت ، اے ضعف! مجھ سے ظالم 462/2
تو بھی مری دعا سے ملتی نہیں اجابت 462/3
لا اقل نہیں ہے تیرے یہ کون سی ہے بابت
کیا کیا لکھا ہے میں نے ، وہ میر کیا کہے گا
گم ہووے نامہ بر سے یا رب مری کتابت

روایت _____ دیوان دوم

﴿463﴾

- دیر کچھ کھنچتی تو کہتے بھی ملاقات کی بات 463/1
گفتگو شاہد و مے سے ہے ، نہ غیبت نہ گلہ 463/2
سن کے آوازِ سبِ یار ہوئے ہم خاموش 463/3
منہ ادھر اور سخن زیرِ لبی غیر کے ساتھ 463/4
اس لیے شیخ ہے چپکا کہ پڑے شیر میں شور 463/5
یہ کس آشفۃ کی جمعیتِ دل تھی منظور 463/6
گفتگو و صفوں سے اُس ماہ کے کرے اے میر 463/7
کا ہش افزا ہے ، کروں اُس کی اگر ذات کی بات

﴿464﴾

- ہم تم سے چشم رکھتے تھے دلداریاں بہت 464/1
دیکھیں تو کیا دکھائے یہ افراطِ اشتیاق 464/2
سو التفات کم ہے ، دل آزاریاں بہت
لگتی ہیں تیری آنکھیں ہمیں پیاریاں بہت

- 464/3 جب تک ملے جلے سے جفائیں تھیں اٹھ سکیں کرنے لگے ہو اب تو ستم کاریاں بہت
464/4 آزار میں تو عشق کے جاتا ہے بھول جی یوں تو ہوئیں تھیں یاد میں بیماریاں بہت
464/5 شکوہ خراب ہونے کا کیا چاہنے میں میر
ایسی تو اے عزیز ہیں یاں خواریاں بہت

﴿465﴾

- 465/1 یاد آیا ہے کہ ہنگامہ رہا کرتا تھا رات شور و شر سے میرے اک فتنہ رہا کرتا تھا رات
465/2 کام کیا تھا جیب و دامن سے مجھے پیش از جنوں سینہ چاکی اپنی میں بیٹھا کیا کرتا تھا رات
465/3 جن دنوں کھینچا تھا سر اُس بادشاہ حسن نے ہر گلی میں اک فقیر اُس کو دعا کرتا تھا رات
465/4 اب جہاں کچھ بات چھیڑی سوچ لایا پیش ازیں میں کہا کرتا غم دل وہ سنا کرتا تھا رات
465/5 ہجر میں کیا کیا میں دیکھے ہیں ان آنکھوں سے میں زرد رخ پر لالہ گوں آنسو بہا کرتا تھا رات
465/6 کیا کہوں پھر کیسے کیسے دن دکھاتا ساہبا وہ سخن نشو جو تک میرا کہا کرتا تھا رات
465/7 دیکھنے والے ترے دیکھے ہیں سب اے رشک شمع جوں چراغ وقف دل سب کا جلا کرتا تھا رات
465/8 بعد میرے اس غزل پر بھی بہت روویں گے لوگ میں بھی ہر بیت پر اُس کے بُکا کرتا تھا رات
465/9 دیکھ خالی جا، کہیں گے برسوں اہل روزگار
میر اکثر دل کا قصہ یاں کہا کرتا تھا رات

﴿466﴾

- 466/1 کیا پوچھتے ہو آہ مرے جنگ بُو کی بات گویا وفا ہے عہد میں اُس کے کبھو کی بات
466/2 اس باغ میں نہ آئی نظر خرامی مری گر سبز بھی ہوا ہوں تو جیسے کسو کی بات
466/3 آئینہ پانی پانی رہا اُس کے سامنے کہیے جہاں کہوں یہ تو ہے روبرو کی بات
466/4 سرگل نے پھر جھکا کر اٹھایا نہ شرم سے گلزار میں چلی تھی کہیں اُس کے رُو کی بات
466/5 حرمت میں مے کی کہنے سے واعظ کے ہے فتور کیا اعتبار رکھتی ہے اُس پونج گو کی بات
466/6 ہم سوختوں میں آتش سرکش کا ذکر کیا چل بھی پڑی ہے بات تو اُس تند خو کی بات
466/7 کیا کوئی زلف یار سے حرف و سخن کرے
رکھتی ہے میر طول بہت اُس کے مُو کی بات

﴿467﴾

- 467/1 سنتا نہیں اگرچہ ہمارا نگار بات پر منہ پہ آ ہی جاتی ہے بے اختیار بات
467/2 بلبل کے بولنے سے ہے کیوں بے دماغ گل آپس میں یوں تو ہوتی ہے یارو ہزار بات
467/3 منہ تک رہو جو ہو وہ فریبندہ حرف زن اس تھوڑے سن و سال میں یہ پیچ دار بات
467/4 بوسہ دے چپکے لب کا کہ تب کچھ نہیں مزا پاوے گی سارے شہر میں جب اشتہار بات
467/5 ہے کس کی صوت انکر اصوات واعظا کب آدمی کی جنس کرے ہے پکار بات
467/6 آہو کو اُس کی چشم سخن گو سے مت ملا شہری سے کر سکے ہے کہیں بھی گنوار بات

- یوں بارِ گل سے اب کی جھکے ہیں نہالِ باغ 467/7
 آزرده دل کو حرف پہ لانے کا لطف کیا 467/8
 مر جاں کوئی کہے ہے، کوئی ان لیوں کو لعل 467/9
 یوں چپکے چپکے میر تلف ہوگا کب تلک 467/10
 کچھ ہووے، بھڑکراں سے بھی کر، ایک بار بات

﴿468﴾

- ہوتی ہے گرچہ کہنے سے یارو پرانی بات 468/1
 جانے نہ تجھ کو جو، یہ تصنع تو اُس سے کر 468/2
 لگ کر تدرود رہ گئے دیوارِ باغ سے 468/3
 کہتے تھے اُس سے ملیے تو کیا کیا نہ کہیے لیک 468/4
 اب تو ہوئے ہیں ہم بھی ترے ڈھب سے آشنا 468/5
 بلبل کے بولنے میں سب انداز ہیں مرے 468/6
 بھڑکا تھا رات دیکھ کے وہ شعلہ خُو مجھے 468/7
 عالم سیاہ خانہ ہے کس کا کہ روز و شب 468/8
 اک دن کہا تھا یہ کہ خموشی میں ہے وقار 468/9
 اب مجھ ضعیف و زار کو مت کچھ کہا کرو 468/10
 خط لکھتے لکھتے میر نے دفتر کیے رواں 468/11
 افراطِ اشتیاق نے آخر بڑھائی بات

﴿469﴾

- ہے زباں زد جو سکندر ہو چکا لشکر سمیت 469/1
 چشمے آبِ شور کے نکلا کریں گے واں، جہاں 469/2
 ہم اُٹھے روتے تولی گردوں نے پھر راہِ گریز 469/3
 مستی میں شرمِ گنہ سے میں جو رویا دھاڑ مار 469/4
 بعث اپنا خاک سے ہوگا جو اس شورش کے ساتھ 469/5
 کب تلک یوں لوہو پیٹے، ہاتھ اُٹھا کر جان سے 469/6
 گنجِ قاروں کا سایاں کس کے کئے تھا سو تو میر 469/7
 خاک میں ملتا ہے اب تک اپنے مال و زر سمیت

۱۔ نسخہ آسی ص ۲۵۶ کرتی جو درج ہے، مجلس میں کرتی ہے بہتر ہے۔
 ۲۔ نسخہ نول کشور، دوم، سوم میں مصرع غلط درج ہوا سو مجھ سے ہے سخن نہیں میں جو بنائی بات۔
 ۳۔ نسخہ آسی میں 'بیتی' درج ہے، جس سے شعر میں ابو پیٹے کا فاعل مشکم کی بجائے 'کمر' ہو جاتی ہے۔

﴿470﴾

دیکھیے کب ہو وصال، اب تو لگے ہے ڈر بہت	470/1
دل کی ویسی ہے خرابی کثرتِ اندوہ سے	470/2
ہم نشیں جا بیٹھ، محنت کش کوئی دل چاہیے	470/3
بس نہیں مجھ ناتواں کا ہائے جو کچھ کر سکوں	470/4
سخت کر جی کیوں کہ ایک باری کریں ہم ترکِ شہر	470/5
دیکھ رُوئے زرد پر بھی میرے آنسو کی ڈھلک	470/6
ہم نفس کیا مجھ کو تو رویا کرے ہے روز و شب	470/7
کم مجھی سے بولنا، کم آنکھ مجھ پر کھولنا	470/8
کیا سبب ہے اب مکاں پر جو کوئی پاتا نہیں	470/9
میر صاحب آگے تو رہتے تھے اپنے گھر بہت	

﴿471﴾

ملامت گر! نہ مجھ کو کر ملامت	471/1
گلے مل عید قرباں کو سبھوں کے	471/2
تری نا آشنائی کے ہیں بندے	471/3
بہت رونے نے رسوا کر دکھایا	471/4
کبھو تلوار وہ کھینچے ہے اے میر	471/5
لڑی قسمت تو سر کو ٹک ہلا مت	

ردیف ت۔ دیوان سوم

﴿472﴾

شعر کے پردے میں میں نے غم سنایا ہے بہت	472/1
بے سبب آتا نہیں اب بہ دم عاشق کو غش	472/2
وادی و کہسار میں روتا ہوں دھاڑیں مار مار	472/3
دا نہیں ہوتا کسو سے دل گرفتہ عشق کا	472/4
میر گم گشتہ کا ملنا اتفاقی امر ہے	472/5
جب کبھو پایا ہے، خواہش مند پایا ہے بہت	

۱۔ نول کشور طبع دوم میں ڈر طبع سوم میں در ہے، نسخہ کالج اور آسی میں ڈر درست ہے۔
 ۲۔ نسخہ مجلس مسلسل کیوں کہ کو کیوں کے ہی لکھا ہے حالانکہ نسخہ آسی میں کیونکہ درست درج ہوتا ہے۔
 ۳۔ اس لفظ کا قدیم الما ڈاڑھیں ہی سبھی نسخوں میں رقم ہوا ہے، متن میں موجودہ الما کو اختیار کیا ہے۔

﴿473﴾

- عجب نہیں ہے نہ جانے جو میر چاہ کی ریت 473/1
مت ان نمازیوں کو خانہ ساز دیں جانو 473/2
غم زمانہ سے فارغ ہیں مایہ باخشاں 473/3
ہزار شانہ و مساوک و غسل شیخ کرے 473/4
کسو کے بستر سنجاب تہ و قصر سے کیا کام 473/5
ہوئے ہیں سوکھ کے عاشق طنبورے کے سے تار 473/6
شفق سے ہیں در و دیوار زرد شام و سحر 473/7
کہا تھا ہم نے بہت بولنا نہیں ہے خوب 473/8
ملے تھا میر سے ہم کل کنار دریا پر 473/9
فتیلہ مو وہ جگر سوختہ ہے جیسے اتیت

﴿474﴾

- جب سے چلی چمن میں ترے رنگ پاں کی بات 474/1
یاں لہ شیر حسن میں تو کہیں ذکر بھی نہیں 474/2
اختر شناس کو بھی خلل ہے دماغ کا 474/3
ایسا خدا ہی جانے کہ ہو عرش یا نہ ہو 474/4
کیا لطف جو سنو، اُسے کہتے پھرا کرو 474/5
لے شام سے جہاں میں ہے تاصبح ایک شور 474/6
اوباش کس کو پوچھتے ہیں التفات سے 474/7
ہر حرف میں ہے ایک کجی، ہر سخن میں چیچ 474/8
کینے سے کچھ کہا ہی کیا زیر لب مجھے 474/9
کیا پوچھتے ہو میر مرے مہرباں کی بات

۱۔ نسخہ کالج اور آسی کے یہاں لار ہی ہے جب کہ طبع دوم میں ہارے طبع سوم میں ہاری درست نہیں۔

۲۔ نسخہ کالج میں 'خبیث و پلٹ' درج ہوا۔

۳۔ نسخہ آسی میں 'بستر و سنجاب' درست نہیں، نسخہ کالج طبع دوم و سوم میں 'بستر سنجاب' بہتر ہے۔

۴۔ نسخہ آسی و مجلس میں 'گور کی بھی ڈھیر ہے' کی کوئی سے بدل دیا ہے۔

۵۔ نسخہ آسی میں 'گیت' درست جب کہ نسخہ کالج اور طبع دوم، سوم میں 'میت' درست نہیں۔

۶۔ نسخہ آسی میں 'یاں' ہے جب کہ نسخہ مجلس میں بغیر وجہ بتائے ہاں درج ہوا جو غلط بھی ہے۔

﴿475﴾

- مانند مرغ دوست نہ کہہ بار بار دوست 475/1
 کھڑکے ہے پات بھی تو لگا بیٹھتا ہے چوٹ 475/2
 سب کو ہے رشک مجھ میں جو تجھ میں ہے اختلاط 475/3
 تجھ سے ہزار اُن نے بنا کر، دیے بگاڑ 475/4
 یہ تو کچھ آگے دشمن جانی سے بھی چلا 475/5
 بے گانگی خلق جہاں جائے خوف ہے 475/6
 مجھ بے نوا کی یاد رہے میر یہ صدا 475/7
 اس نے کدے میں رہیو بہت ہوشیار دوست

﴿476﴾

- سیر کی ہم نے اٹھ کے تا سورت 476/1
 منہ لگانا تو درکنار، اُن نے 476/2
 منہ دکھاتی ہے آری ہر صبح 476/3
 خوب ہے چہرہ پری لیکن 476/4
 کب تک کوئی جیسے صورتِ ناز (قلعہ) آدے پیاری بنا بنا صورت 476/5-6
 ایک دن تو یہ کہہ کہ ملنے کی 476/7
 حلقے آنکھوں میں پڑ گئے، منہ زرد
 ہو گئی میر تیری کیا صورت

﴿477﴾

- وصلِ دلبر نہ ٹک ہوا قسمت 477/1
 ایک بوسے پہ بھی نہ صلح ہوئی 477/2
 شیخِ جنت تجھے، مجھے دیدار 477/3
 پھولِ چمن ہاتھوں سے سیجوں کو دیے 477/4
 کیا ازل میں ملا نہ لوگوں کو 477/5
 تھی ہماری بھی میر کیا قسمت

۱۔ تمام نسخوں میں 'نگہ درج ہے جو یہاں بے معنی ہے۔ فائق صاحب کی تصحیح قیاسی ہے کہ نہ کہہ ملا کر لکھنے سے 'نکبہ' اور یوں 'نگہ' ہو گیا۔

۲۔ نسخہ آسی اور طبع سوم میں ہی درست نہیں۔ نسخہ کالج اور طبع دوم میں بھی درست ہے۔

۳۔ نسخہ آسی میں ہے 'طبع سوم میں ہی جب کہ نسخہ کالج اور طبع دوم میں بھی ہے۔

۴۔ نسخہ کالج، نول کشور دوم، سوم میں رہیو میر کا لفظ ہے۔ آسی اور مجلس میں رہیوے ان کا اپنا متن ہے۔

۵۔ میر نے 'صورت' ہی لکھا ہو گا تا کہ ردیف کی صورت میں فرق نہ آئے، نسخہ کالج (۱۸۱۱ء) میں بھی 'صورت' ہی چھپا، مراد وہی، شہر سورت ہے۔

﴿478﴾

دل لگا کر ہم تو پچھتائے بہت	زخم جھیلے ، داغ بھی کھائے بہت	478/1
ہم تو اپنی اور سے آئے بہت	جب نہ تب جاگہ سے تم جایا کیے	478/2
ہم مزاج اپنا ادھر لائے بہت	دیر سے سوئے حرم آیا نہ ٹک	478/3
پر ہمیں ان میں تہی بھائے بہت	پھول گل ، شمس و قمر سارے ہی تھے	478/4
روویں گے سونے کو ہمسائے بہت	گر بُکا اس شور سے شب کو ہے تو	178/5
رشتک سے گل پھول مرجھائے بہت	وہ جو نکلا صبح جیسے آفتاب	478/6
میر سے پوچھا جو میں عاشق ہو تم		478/7
ہو کے کچھ چپکے سے شرمائے بہت		

﴿479﴾

کیا کریں ہم ، چاہتا تھا جی بہت	کوشش اپنی تھی عبث ، پر کی بہت	479/1
سعی کی اے شیخ! ہم نے بھی بہت	کعبہ مقصود کو پہنچے نہ ہائے	479/2
آرزو اپنی بھی ہے تُو جی بہت	سب ترے محو دعائے جان ہیں	479/3
عشق نے کیوں دل کو مہلت دی بہت	رک رہا ہے ، دیر سے تڑپا نہیں	479/4
دل کو اُس کے ساتھ الفت تھی بہت	کیوں نہ ہوں دوری میں ہم نزدیک مرگ	479/5
جہد کی ملنے میں اپنی سی بہت	وہ نہ چاہے جب تیں ، ہوتا ہے کیا	479/6
یوں تو فال گوش ہم نے لی بہت	کب سنا حرفِ شکون وصل یار	479/7
آسمان سے یوں رہی کشتی بہت	تھا قوی ، آخر ملے ہم خاک میں	479/8
آج درہم کرتے تھے کچھ گفتگو		479/9
میر نے شاید کہ دارو پی بہت		

﴿480﴾

اجل تو ہے دل کے مرض کی بدایت	خدا جانے ہووے گی کیا نہایت	480/1
نہیں لب مرے آشنائے شکایت	خُن غم سے آغشتہ خوں ہے ولیکن	480/2
کرم کرے تو مہربانی ، عنایت	نہیں یہ گنہ گار ملنے کے قابل	480/3
نہیں یار کے دل میں کرتا سراپت	گیا آسمان پر جو نالہ تو کیا ہے	480/4
ہمیں عشق میں میر چپ لگ گئی ہے		480/5
نہ شکر و شکایت ، نہ حرف و حکایت		

۱۔ نسخہ کالج میں 'میں' بہتر اور درست ہے، اسی کے یہاں 'کے' ہے۔
 ۲۔ یہ غزل، نول کشوری نسخوں کے تتبع میں اسی صاحب نے بھی ردیف 'ت' کی ایک غزل کے بعد درج کی، اس کی ترتیب بدل کر ہم اسے ردیف کی آخری غزل (دیوان سوم) کے طور پر درج کر رہے ہیں۔

ردیف ت۔ دیوان چہارم

﴿481﴾

- 481/1 جب سے آنکھیں لگی ہیں ہماری، نیند نہیں آتی ہے رات
481/2 سخت ہیں کیا اپام جدائی، دشواری سے کٹتے ہیں
481/3 جوں دن ہجر کے غم میں اُس کے شام و سحر ہم کرتے ہیں
481/4 رات کو جس میں چین سے سوویں سو تو اُس کی جدائی میں
481/5 رات کو قیامت جی یہ رہے ہے، سر پہ بلالائی ہے رات
- تکتے راہ رہے ہیں دن کو، آنکھوں میں جاتی ہے رات
دن دیواروں سے سر ماروں ہوں، پتھر ہے چھاتی ہے رات
ورنہ کسے دن خوش آتا ہے، کس کے تئیں بھاتی ہے رات
شعِ نبط جلتے رہتے ہیں، اور ہمیں کھاتی ہے رات
- روز و شب کی اپنی معیشت نقل کریں کیا تم سے میر
دن کو قیامت جی یہ رہے ہے، سر پہ بلالائی ہے رات

﴿482﴾

- 482/1 دیر کب رہنا ملے ہے، یاں نہیں مہلت بہت
482/2 کم نہیں دیوانہ ہونا لے بھی ہمارا دفعۃً
482/3 گریہ وزاری سے روز و شب کے شکوے کچھ نہیں
482/4 کیا وداع اُس یار کے کوچے سے ہم مشکل ہوئے
482/5 بعد مرگ آنکھیں کھلی رہنے سے یہ جانا گیا
482/6 سُن کے ضائع روزگاری اُس کی، جی لایانہ تاب
482/7 آنکھیں جاتی ہیں مُندیِ ضعیفِ دلی سے دم بہ دم
482/8 دل گئے پر آج کل سے چپ نہیں مجھ کو لگی
482/9 دل میں جا کرتا ہے طورِ میر شاید دوستان
اُن نے صاحبِ دل کو سے رکھی ہے صحبت بہت
- دے کسے فرصت سپہرِ دوں، ہے کم فرصت بہت
ڈریے! ہو جاوے، خردور کی جو پلٹے مت بہت
مجھ کو رونا ہے یہ، جی کو اس سے ہے اُلفت بہت
زار باراں لوگ روتے تھے دمِ رخصت بہت
دیکھنے کی میرے اُس کے جی میں تھی حسرت بہت
آپ کو کر بیٹھے ضائع، ہم کو تھی حسرت بہت
اِن دنوں اُن کو بھی ایدھر ہی سے ہے غفلت بہت
گزری اِس بھی بات کو اے ہم نفسِ مدّت بہت

﴿483﴾

- 483/1 چشم رہنے لگی پر آب بہت
483/2 دیرو کعبے میں اُس کے خواہش مند
483/3 دل کے دل ہی میں رہ گئے ارمان
483/4 مارنا عاشقوں کا گر ہے ثواب
483/5 کہیے بے پردہ کیوں کہ عاشق ہیں
483/6 میر بے خود ہیں، اُس جناب سے اب
چاہیے سب کو اجتناب بہت
- شاید آوے گا خونِ ناب بہت
ہوتے پھرتے ہیں ہم خراب بہت
کم رہا موسمِ شباب بہت
تو ہوا ہے تمہیں ثواب بہت
ہم کو لوگوں سے ہے جاب بہت

۱۔ نول کشوری نضوں اور آسی کے یہاں ہوتا ہی درج ہے۔ ہونا قیاسی ہے، گو اس سے بھی شعر یقینی طور پر بامعنی نہیں ہوا۔
۲۔ نسخۂ مجلس میں کیوں کے ہی درج ہوا، آسی کے یہاں کیونکہ درست ہے۔

﴿484﴾

- 484/1 دل نے کام کیے ہیں ضائع، دلبر ہے دل خواہ بہت
484/2 راہ کی بات سنی بھی ہے تو جانا حرفِ غریب اُس کو
484/3 حیرانی ہے کیوں کر ہووے نسبت اپنی اُس سے درست
484/4 شوق کا خط طو مار ہوا تھا ہاتھ میں لے کر کھولا جب
484/5 سب کہتے ہیں روئے توجہ ایدھر کرنے کہتا تھا
484/6 اب تو ہے پیری، حضرت ہو کر ایک کنارے بیٹھے ہیں
484/7 کیا گزری ہے جی یہ تمہارے ہم سے تو کچھ میر کہو
آنے لگی ہے دردِ عالم سے صاحب لب پر آہ بہت

﴿485﴾

- 485/1 کرتا ہے گرچہ یاروں سے وہ ٹیڑھی بانکی بات
485/2 تھی بحر کی سی لہر کہ آئی، چلی گئی
485/3 اب تو وفا و مہر کا مذکور ہی نہیں
485/4 مرغِ اسیر کہتے تھے کس حسرتوں سے ہائے
485/5 شبِ باش اُن نے کہتے ہیں، آنے کہا ہے میر
دن اچھے ہوں تو یہ بھی ہو، اُس مہرباں کی بات

ردیف ت۔ دیوان پنجم

﴿486﴾

- 486/1 دل کہ تہہ کی کہی نہیں جاتی، نازک ہیں اسرار بہت
486/2 کافر مسلم دونوں ہوئے پر نسبت اُس سے کچھ نہ ہوئی
486/3 ہجر نے جی ہی مارا ہمارا، کیا کہیے کیا مشکل ہے
486/4 منہ کی زردی، تن کی زاری چشمِ تر پر چھاتی ہے
486/5 کہہ کے تغافل اُن نے کیا تھا، لیکن تقصیر اپنی ہے
486/6 حرفِ دشمن اب تنگ ہوا ہے اُن لوگوں کا تسلا تھا اپنے
486/7 رات سے شہرتِ اس بستی میں میر کے اُٹھ جانے کی ہے
جنگل میں جو جلد بسا جا، شاید تھا بیمار بہت

۱۔ نسخہ آسی میں 'تدیم' ملا ہے۔ مجلس کے املا سے 'کو بہتر سمجھا ہے۔

۲۔ نسخہ کالج، نول کشور دوم میں 'چھائی' ہے جب کہ نسخہ آسی میں 'چھائی' ہے۔

۳۔ نسخہ کالج اور طبع دوم میں 'کا بہتر' ہے۔ آسی کے یہاں 'کے غلط' ہے۔

492/8 وہ نہیں ہجراں میں اُس بن خواب خوش آوے مجھے اب خیال اُس کی طرف ہر لحظہ جاتا ہے بہت
492/9 کیا کروں کہنے لگا ایدھر نہ آنے پائے وہ بد کہیں ہنگامہ آرا میر آتا ہے بہت

﴿493﴾

493/1 منہ پہ رکھتا ہے وہ نقاب بہت ہم سے کرتا ہے اب لحجاب بہت
493/2 چشمک گل کا لطف بھی نہ اٹھا کم رہا موسم شباب بہت
493/3 دیر بھی کچھ لگی نہ مرتے ہمیں عمر جانی رہی شباب بہت
493/4 ڈھونڈتے اُس کو کوچے کوچے پھرے دل نے ہم کو کیا خراب بہت
493/5 چلنا اپنا قریب ہے شاید جاں کرے ہے اب اضطراب بہت
493/6 توبہ سے بہار میں نہ کروں گو کرے شیخ احتساب بہت
493/7 اُس غصیلے سے کیا کسو کی نہج مہربانی ہے کم ، عتاب بہت
493/8 کشتن مردماں اگر ہے ثواب تو ہوا ہے اُسے ثواب بہت
493/9 دیر تک کعبے میں تھے شب بے ہوش پی گئے میر جی شراب بہت

﴿494﴾

494/1 کیا کہیں ، ہے حال دل درہم بہت کڑھتے ہیں دن رات اس پر ہم بہت
494/2 رہتا ہے ہجراں میں غم غصے سے کام اور دے بھی سن کے ہیں برہم بہت
494/3 اضطراب اس کا نہیں ہوتا ہے کم ہاتھ بھی رکھتے ہیں دل پر ہم بہت
494/4 اُس گلی سے جی اچھٹا نک نہیں دل جگر کرتے ہیں پتھر ہم بہت
494/5 میر کی بد حالی شب مذکور تھی کڑھ گئے یہ حال سن کر ہم بہت

﴿495﴾

495/1 باہر چلنے میں آبادی سے ہے، کر نہ تغافل یار بہت دشتی وحش و طیر آئے ہیں ہونے تیرے شکار بہت
495/2 دعویٰ عاشق بے چارے کا کون سنے گا محشر میں خیل ملائک واں بھی ہوں گے اُس کے خاطر دار بہت
495/3 خشکی لب کی ، زردی رخ کی ، نمنا کی دو آنکھوں کی جو دیکھے ہے کہ ہے ان نے کھینچا ہے آزار بہت
495/4 جسم کی حالت ، جی کی طاقت نبض سے کر معلوم طبیب کہنے لگا جاں بر کیا ہو گا ، یہ تو ہے بیمار بہت
495/5 چار طرف ابرو کے اشارے اس ظالم کے زمانے میں ٹھہرے کیا عاشق بے کس یاں چلتی ہے تلوار بہت
495/6 پیش گئی نہیں کچھ چاہت میں ، کافر و مسلم دونوں کی سیکڑوں سب سے پھینکے گئے اور ٹوٹے ہیں زنا رہت

۱۔ نسخہ آسی ص ۶۳۹ اور نول کشور طبع دوم ص ۴۳۴ میں وہ غلط ہے جب کہ نسخہ کالج ص ۳۲۱ میں اب درست ہے۔

۲۔ نسخہ کالج اور نول کشور طبع دوم میں باہر چلنے میں بہتر ہے۔ آسی کے یہاں چلنے میں باہر ہے۔

۳۔ نسخہ کالج میں پیش کیے نہ ہے جب کہ یہاں آسی کا متن پیش گئی نہیں بہتر ہے۔ اگرچہ یہاں بھی نہیں کی جگہ نہ ہوتا تو زیادہ بہتر ہے۔

۴۔ نسخہ کالج اور نول کشور دوم میں کافر و مسلم جب کہ آسی کے یہاں واو عطف کے ساتھ کافر و مسلم ہے۔

دیکھیے رفتہ رفتہ کیا ہووے	490/2
دیر افسوس کرتے رہیے گا	490/3
مہر و لطف و کرم، عنایت کم	490/4
بے تفاوت ہے فرق آپس میں	490/5
پشت پا پر ہے چشم شوخ اس کی	490/6
دختر رز سے رہتے ہیں محشور	490/7
آویں محشر میں کیوں نہ پائے حساب	490/8
واں تک اپنی دعا پہنچتی نہیں	490/9
گل کے دیکھے کا غش گیا ہی نہ میر	490/10
منہ پہ چھڑکا مرے گلاب بہت	

﴿491﴾

اچنتی سے لگی اپنے تو وہ تلوار، یا قسمت	491/1
ہوئے جب سو جواں یک جا توقع سی ہوئی ہم کو	491/2
پڑا سایہ نہ اُس کی تیغ خوں آلودہ کا سر پر	491/3
رہا تھا زیر دیوار اُس کے میں برسات میں جا کر	491/4
موئے ہم تشنہ لب دیدار کے حالاں کہ گریاں ہے	491/5
در مسجد پہ ہو کر بے نوا بیٹھے ہیں نیا ہادی	491/6
نصیبوں میں ہے جن کے عیش وہ بھی میر جیتے ہیں	491/7
جیے ہیں ہم بھی جو مرنے کو تھے تیار یا قسمت	

رولفت _____ دیوان ششم

﴿492﴾

جو کوئی اُس بے وفا سے دل لگاتا ہے بہت	492/1
اس کے سونے سے بدن سے کس قدر چسپاں ہے ہائے	492/2
کیا پس از چندے مری آوارگی منظور ہے	492/3
چاہ میں بھی بیش تر جانے سے کم ہوتا ہے دفر	492/4
گرچہ کم جاتا ہوں پر دل پر نہیں کچھ اختیار	492/5
بھول جاوے گا سخن پردازی اُس کے سامنے	492/6
بامزہ معشوق کیا کم ہیں پر اس کو کیا کروں	492/7

۱۔ نسخہ آسی میں ہی درست جب کہ نسخہ مجلس میں ہے بے محل و بے معنی ہے۔

۲۔ نسخہ مجلس میں مرنے ہے آسی کے یہاں مومنے، اہل مجلس نے اختلاف نسخ درج نہیں کیا۔

492/8 وہ نہیں ہجراں میں اُس بن خواب خوش آدے مجھے اب خیال اُس کی طرف ہر لحظہ جاتا ہے بہت
492/9 کیا کروں کہنے لگا ایدھر نہ آنے پائے وہ بد کہیں ہنگامہ آرا میر آتا ہے بہت

﴿493﴾

493/1 منہ پہ رکھتا ہے وہ نقاب بہت ہم سے کرتا ہے اب حجاب بہت
493/2 چشمک گل کا لطف بھی نہ اٹھا کم رہا موسم شباب بہت
493/3 دیر بھی کچھ لگی نہ مرتے ہمیں عمر جانی رہی شباب بہت
493/4 ڈھونڈتے اُس کو کوچے کوچے پھرے دل نے ہم کو کیا خراب بہت
493/5 چلنا اپنا قریب ہے شاید جاں کرے ہے اب اضطراب بہت
493/6 توبہ سے بہار میں نہ کروں گو کرے شیخ احتساب بہت
493/7 اُس غصیلے سے کیا کسو کی نہج مہربانی ہے کم ، عتاب بہت
493/8 کشتن مردماں اگر ہے ثواب تو ہوا ہے اُسے ثواب بہت
493/9 دیر تک کعبے میں تھے شب بے ہوش پی گئے میر جی شراب بہت

﴿494﴾

494/1 کیا کہیں ، ہے حال دل درہم بہت کڑھتے ہیں دن رات اس پر ہم بہت
494/2 رہتا ہے ہجراں میں غم غصے سے کام اور دے بھی سُن کے ہیں برہم بہت
494/3 اضطراب اس کا نہیں ہوتا ہے کم ہاتھ بھی رکھتے ہیں دل پر ہم بہت
494/4 اُس گلی سے جی اچھٹا نک نہیں دل جگر کرتے ہیں پتھر ہم بہت
494/5 میر کی بد حالی شب مذکور تھی کڑھ گئے یہ حال سن کر ہم بہت

﴿495﴾

495/1 باہر چلنے میں آبادی سے تے، کر نہ تغافل یار بہت دشتی وحش و طیر آئے ہیں ہونے تیرے شکار بہت
495/2 دعویٰ عاشق بے چارے کا کون سنے گا محشر میں خلیل ملائک واں بھی ہوں گے اُس کے خاطر دار بہت
495/3 خشکی لب کی ، زردی رخ کی ، نمنا کی دو آنکھوں کی جو دیکھے ہے کہے ہے ان نے کھینچا ہے آزار بہت
495/4 جسم کی حالت ، جی کی طاقت نبض سے کر معلوم طبیب کہنے لگا جاں بَر کیا ہو گا ، یہ تو ہے بیمار بہت
495/5 چار طرف ابرو کے اشارے اس ظالم کے زمانے میں ٹھہرے کیا عاشق بے کس یاں چلتی ہے تلوار بہت
495/6 پیش گئی نہیں کچھ چاہت میں ، کافر و مسلم دونوں کی سیکڑوں سبتے پھینکے گئے اور ٹوٹے ہیں زناں بہت

۱۔ نسخہ آسی ص ۱۶۳۹ اور نول کشور طبع دوم ص ۴۳۴ میں وہ غلط ہے جب کہ نسخہ کالج ص ۳۲۲ میں اب درست ہے۔

۲۔ نسخہ کالج اور نول کشور طبع دوم میں باہر چلنے میں بہتر ہے۔ آسی کے یہاں چلنے میں باہر ہے۔

۳۔ نسخہ کالج میں پیش کیے نہ ہے جب کہ یہاں آسی کا متن پیش گئی نہیں بہتر ہے۔ اگرچہ یہاں بھی نہیں کی جگہ نہ ہوتا تو زیادہ بہتر ہے۔

۴۔ نسخہ کالج اور نول کشور دوم میں کافر مسلم جب کہ آسی کے یہاں واؤ عطف کے ساتھ کافر و مسلم ہے۔

- 495/7 جی کے لگاؤ کیسے سے ہم نے جی ہی جاتے دیکھے ہیں اس پہ نہ جانا آہ بُرا ہے اُلفت کا آزار بہت
- 495/8 کس کو دماغ سیر چمن ہے، کیا ہجراں میں واشد ہو کم گلزار میں اُس بن جا کر آتا ہوں بیزار بہت
- 495/9 میر دعا کر حق میں میرے تو بھی فقیر ہے مدت سے اب جو کبھو دیکھوں اُس کو تو مجھ کو نہ آوے پیار بہت

ردیف ٹ۔ دیوان اول

﴿496﴾

- 496/1 نہ پایا دل ہوا روزِ سیہ سے جس کا جالٹ پٹ کسوی زلف ڈھونڈی موبہ موکا کل کو سب لٹ لٹ
- 496/2 تو کن نیندوں پڑا سوتا تھا دروازے کو موندے شب میں چوکھٹ پر تری کرتا رہا سر کو پٹک کھٹ کھٹ
- 496/3 چٹیں لگتی ہیں دل پر بلبلوں کے باغباں تُو جو (پہنیں) چمن میں توڑتا ہے ہر سحر کلیوں کے سینے چٹ چٹ
- 496/4 ترے ہجراں کی بیماری میں میرِ ناتواں کو شب ہوا ہے خواب سونا آہ اس کروٹ سے اُس کروٹ

ردیف ٹ۔ دیوان سوم

﴿497﴾

- 497/1 کیا لڑکے دلی کے ہیں عیار اور نٹ کھٹ دل لیں ہیں یوں کہ ہرگز ہوتی نہیں ہے آہٹ
- 497/2 ہم عاشقوں کو مرتے کیا دیر کچھ لگے ہے چٹ جن نے دل پہ کھائی وہ ہو گیا ہے چٹ پٹ (چٹ)
- 497/3 دل ہے جدھر کو اودھر کچھ آگ سی لگی تھی اس پہلو ہم جو لیٹے، جل جل گئی ہے کروٹ
- 497/4 کلیوں کو تُو نے چٹ چٹ لے باغباں جو توڑا بلبل کے دل جگر کو ظالم لگی ہے کیا چٹ
- 497/5 جی ہی بٹے نہ میرا تو اس کو کیا کروں میں ہر چند بیٹھتا ہوں مجلس میں اُس سے ہٹ ہٹ
- 497/6 دیتی ہے طول بلبل کیا نالہ و فغاں کو دل کے اُلجھنے سے ہے یہ عاشقوں کی پھپھٹ
- 497/7 مردے نہ تھے ہم ایسے دریا پہ جب تھا تکیہ اس گھاٹ گاہ و بے گہ رہنے لگا تھا ہنگامٹ
- 497/8 رک رک کے دل ہمارا بیتاب کیوں نہ ہو دے کثرت سے درد و غم کی رہتا ہے اس پہ جھرمٹ
- 497/9 شب میر سے ملے ہم، اک وہم رہ گیا ہے اس کے خیالِ مَو میں اب تو گیا بہت لٹ

۱۔ اس مصرع کا متن نسخہ آسی کے مطابق ہے۔ نول کشور دوم، سوم میں مصرع یوں ہے 'کسوی زلف ڈھونڈھو موبہ موکا کل کا سب لٹ پٹ'۔

۲۔ نول کشور دوم، سوم میں 'چٹ پٹ' ہے۔ بہ اعتبار معنی یہ بھی درست ہے۔

۳۔ نسخہ آسی اور مجلس میں اس شعر کا قافیہ 'پھٹ پٹ' درج کیا ہے، یہ درست نہیں۔ نول کشور دوم، سوم میں 'پھپھٹ' ہے اور یہی درست ہے کہ یہ اسلوب میر کے مطابق بھی ہے اور درست لفظ بھی۔

۴۔ نسخہ آسی میں 'تھا' کی جگہ ہے 'درج ہوا'، جو درست نہیں۔ نسخہ کالج، نول کشور دوم، سوم میں 'تھا' ہے اور یہی درست بھی ہے۔

عشق کیا ہو ہم نے کہیں تو عشق ہمارا جی مارے	504/8
رحم کی جاگہ کی ہے پیدا شاید اُس کے دل میں بھی	504/9
کل کہتے ہیں ہوگی قیامت، کل کی کل ہی لیں گے دیکھ	504/10
کرتی ہے بوزلہب معنبر، آئے ہو بے خود سے کچھ	504/11
بارے مزاج شریف تمہارا میر گیا کیدھر ہے آج	

ردیف ج۔ دیوان پنجم

﴿505﴾

کس تازہ مقتل پہ کشندے تیراٹ ہوا ہے گزارا آج	505/1
کل تک ہم نے تم کو رکھا تھا، سو پردے میں کلی کے رنگ	505/2
کوئی نہیں شاہانِ سلف میں خالی پڑے ہیں دونوں عراق	505/3
چشمِ مشتاق اُس لب و رخ سے لمحہ لمحہ اٹھتی نہیں	505/4
اب جو نسیم معطر آئی، شاید بال کھلے اُس کے	505/5
کل ہی جوش و خروش ہمارے، دریا کے سنے تلاطم تھے	505/6
چشمِ چرائی دُور سے کر وا، مجھ کو لگا یہ کہہ کے لگ گیا	505/7
کل ہی زیاں جیوں کے کیے ہیں عشق میں کیا کیا لوگوں نے	505/8
میر ہوئے ہو بے خود کب کے، آپ میں بھی تو نکل آؤ	505/9
ہے دروازے پر انبوہ اک رفتہ شوق تمہارا آج	

﴿506﴾

دشتی وحش و طیر اُس کی سرتیزی ہی میں شکار ہے آج	506/1
پی کے شراب شگفتہ ہوا ہے، اُس نوگل پہ بہار ہے آج	506/2
شوق کی اپنے نگاہ جہاں تک جاوے بوس و گنار ہے آج	506/3
رات کو دارو پی سویا تھا، اُس کا صبح خمار ہے آج	506/4
کیا ہے جان بن اپنے کئے، سوان قدموں پہ نثار ہے آج	506/5
کل کی نسبت دل کو ہمارے، بارے کچھ تو فرار ہے آج	506/6

- ۱۔ نول کشوری طباعتوں میں بد بردست مندرج ہے لیکن نسخہ مجلس نے کلیات آسی کی اغلاط کو بھی 'مقدس' سمجھا، لہذا حوالہ دے کر بھی، درج وہی 'بدتر' کیا چونکہ آسی ص ۶۷ پر ہے۔ علاوہ ازیں 'نکو زو' کو 'نکور' درج کیا ہے۔
- ۲۔ نسخہ آسی اور مجلس میں 'تیرے' درج ہوا۔ مصرع کے مطابق 'تیرا' ہونا چاہیے۔
- ۳۔ فاروقی صاحب نے شعر شورا انگیز جلد دوم ص ۱۸۱ پر 'آشوب زباں' کو 'آشوب زباں' لکھا اور شرح کی ہے۔
- ۴۔ نسخہ کالج کا متن 'کہہ کے گیا' بہتر ہے ورنہ آسی اور مجلس میں 'کہتے گیا' درج ہوا ہے۔
- ۵۔ نسخہ کالج، نول کشور دوم میں 'چارا' ہے، آسی کے یہاں 'دارا' بہتر ہے۔ مصرع اول میں جیوں (جی کی جمع) کو 'جیوں' لکھا ہے، نسخہ مجلس، جلد چہارم، ص ۴۲۔

- 504/8 عشق کیا ہو ہم نے کہیں تو عشق ہمارا جی مارے
504/9 رحم کی جاگہ کی ہے پیدا شاید اُس کے دل میں بھی
504/10 کل کہتے ہیں ہوگی قیامت، کل کی کل ہی لیں گے دیکھ
504/11 کرتی ہے بوزلفِ معبر، آئے ہو بے خود سے کچھ
بارے مزاج شریف تمہارا میر گیا کیدھر ہے آج

ردیف ج۔ دیوان پنجم

﴿505﴾

- 505/1 کس تازہ مقتل یہ کشندے تیرا ہوا ہے گزارا آج
505/2 کل تک ہم نے تم کو رکھا تھا، سو پردے میں کلی کے رنگ
505/3 کوئی نہیں شاہانِ سلف میں خالی پڑے ہیں دونوں عراق
505/4 چشمِ مشتاق اُس لب و رخ سے لمحہ لمحہ اٹھتی نہیں
505/5 اب جو نسیم معطر آئی، شاید بال کھلے اُس کے
505/6 کل ہی جوش و خروش ہمارے، دریا کے سے تلاطم تھے
505/7 چشمِ چرائی دُور سے کروا، مجھ کو لگا یہ کہہ کے گئے گیا
505/8 کل ہی زیاں جیوں کے کیے ہیں عشق میں کیا کیا لوگوں نے
505/9 میر ہوئے ہوئے خود کب کے، آپ میں بھی تو نک آؤ
ہے دروازے پر انبوہ اک رفتہ شوق تمہارا آج

﴿506﴾

- 506/1 شہر سے یار سوار ہوا جو سواد میں خوب غبار ہے آج
506/2 برافروختہ رخ ہے اُس کا کس خوبی سے مستی میں
506/3 اُس کا سحرِ حسن سرا سر اوج و موج و تلاطم ہے
506/4 آنکھیں اُس کی لال ہوئیں ہیں اور چلے جاتے ہیں سر
506/5 گھر آئے ہو فقیروں کے تو آؤ بیٹھو لطف کرو
506/6 کیا پوچھو ہو سانجھ تلک پہلو میں کیا کیا تڑپا ہے

- ۱۔ نول کشوری طباعتوں میں بد بردست مندرج ہے لیکن نسخہ مجلس نے کلیات آسی کی اغلاط کو بھی 'مقدس' سمجھا، لہذا حوالہ دے کر بھی، درج وہی بدتر کیا جو نسخہ آسی ص ۳۷ پر ہے۔ علاوہ ازیں 'کو' کو 'کو' و 'دور' کو 'دور' کیا ہے۔
۲۔ نسخہ آسی اور مجلس میں تیرے درج ہوا۔ مصرع کے مطابق تیرا ہونا چاہیے۔
۳۔ فاروقی صاحب نے شعر شورا انگیز جلد دوم ص ۱۸۱ پر آشوب زباں کو آشوب زماں لکھا اور شرح کی ہے۔
۴۔ نسخہ کالج کا متن کہہ کے گیا، بہتر ہے ورنہ آسی اور مجلس میں کہتے گیا درج ہوا ہے۔
۵۔ نسخہ کالج، نول کشور دوم میں چار ہے، آسی کے یہاں دارا بہتر ہے۔ مصرع اول میں جیوں (جی کی جمع) کو جیوں لکھا ہے، نسخہ مجلس، جلد چہارم، ص ۳۲۔

ردیف ج۔ دیوان اول

﴿502﴾

آئے ہیں میر منہ کو بنائے خفا سے آج	502/1
واشد ہوئی نہ دل کو فقیروں کے بھی ملے	502/2
جینے میں اختیار نہیں ورنہ ہم نشیں!	502/3
ساقی تک ایک موسم گل کی طرف بھی نہ دیکھ	502/4
تھاجی میں اُس سے ملیے تو کیا کیا نہ کہیے میر	502/5
پر کچھ کہا گیا نہ غم دل، حیا سے آج	

ردیف ج۔ دیوان چہارم

﴿503﴾

حال برا ہے، تم کو ہم سے اتنی غفلت کیا ہے آج	503/1
سامنے ہے وہ آئینے پر آنکھ نہیں کھل سکتی ہے	503/2
فرق و تیغ جڑے رہتے ہیں جیسے دل کی لاگ لگی	503/3
شیشہ، صراحی، ساغر دینا سب کل تک بھی حاضر تھے	503/4
میر کھڑے اک ساعت ہی میں غش تم کرنے لگتے ہو	503/5
تاب نہیں، کیا ضعف ہے دل میں، جی بے طاقت کیا ہے آج	

﴿504﴾

ہم تو لب خوش رنگ کو اُس کے مانا لعلِ احمر آج	504/1
عشق کے جو سرگشتہ ہوئے ہم، رفتہ رفتہ دوار ہوا	504/2
عرش پہ دھونی لگانے کو تھے دودِ دل سے کب تک ہم	504/3
جینے سے ہم غم کشتوں کے خاطر تم بھی جمع کرو	504/4
ملکوں ملکوں شہروں شہروں، قریہ قصبہ، دیہہ و دیار	504/5
خط سے آگے مہر و وفا کا دعویٰ سب کچھ صادق تھا	504/6
دیدہ و دل بھی اُس کی جانب میل کھی رکھتے ہیں	504/7

۱۔ نول کشور دوم، سوم میں 'جھا' ہے، اسی نے بھی اسی کی بیروی کی ہے، نسخہ کالج میں 'خفا' ہے جو درست بھی ہے۔

۲۔ نول کشور دوم، سوم میں 'جیتے غلط' ہے۔ نسخہ کالج اور آسی کے یہاں 'جینے درست' ہے۔

۳۔ نول کشور دوم، سوم میں 'تو' ہے۔ نسخہ کالج اور آسی کے یہاں 'بھی زیادہ بہتر' ہے۔

۴۔ نول کشور دوم، سوم اور آسی کے یہاں 'یار نہیں بے یار آج' طبع ہوا ہے۔ کلب علی خاں فائق کے نزدیک یہ کتابت کی غلطی ہے اور چونکہ مصرع چاہتا ہے، اس لیے 'نور' صحیح قیاسی کے طور پر درج کیا ہے۔ 'نور' یار کے بعد بھی مصرع کے معنی واضح نہیں ہیں۔ ہمارے خیال میں 'نور' کچھ بہتری کی صورت پیدا ہوتی ہے۔

عشق کیا ہو ہم نے کہیں تو عشق ہمارا جی مارے	504/8
یوں ہی نکو رو دلبر اپنا ہم سے ہوا ہے بدبر آج	
رحم کی جاگہ کی ہے پیدا شاید اُس کے دل میں بھی	504/9
دیکھ رہا ہے منہ کو ہمارے حال ہمارا سن کر آج	
کل کہتے ہیں ہوگی قیامت، کل کی کل ہی لیس گے دیکھ	504/10
یاں تو قیامت، عشق میں اُس کے، ہے گی اپنے سر پر آج	
کرتی ہے بوزلفِ معنبر، آئے ہو بے خود سے کچھ	504/11
بارے مزاج شریف تمہارا میر گیا کیدھر ہے آج	

ردیف ج۔ دیوان پنجم

﴿505﴾

کس تازہ مقتل پہ کشندے تیرا ہوا ہے گزرا آج	505/1
زہ دامن کی بھری ہے لہو سے کس کو تو نے مارا آج	
کل تک ہم نے تم کو رکھا تھا، سو پردے میں کلی کے رنگ	505/2
صبح شگفتہ گل جو ہوئے تم، سب نے کیا نظارا آج	
کوئی نہیں شاہانِ سلف میں خالی پڑے ہیں دونوں عراق	505/3
یعنی خود گم اسکندر ہے، نا پیدا ہے دارا آج	
چشمِ مشتاق اُس لب و رخ سے لمحہ لمحہ اٹھتی نہیں	505/4
کیا ہی لگے ہے اچھا اس کا مکھڑا پیارا پیارا آج	
اب جو نسیمِ معطر آئی، شاید بال کھلے اُس کے	505/5
شہر کی ساری گلیاں ہو گئیں گویا عنبر سارا آج	
کل ہی جوش و خروش ہمارے، دریا کے سے تلاطم تھے	505/6
دیکھ ترے آشوبِ زباں سے کے کر بیٹھے ہیں کنارا آج	
چشمِ چراغی دور سے کر دا، مجھ کو لگا یہ کہہ کے گیا	505/7
صید کریں گے کل ہم آکر، ڈال چلے ہیں چارا آج	
کل ہی زیاں جیوں کے کیے ہیں عشق میں کیا کیا لوگوں نے	505/8
سادگی میری چاہ میں دیکھو میں ڈھونڈوں ہوں دارا آج	
میر ہوئے ہو بے خود کب کے، آپ میں بھی تو نک آؤ	505/9
ہے دروازے پر انبوہ اک رفتہ شوق تمہارا آج	

﴿506﴾

شہر سے یار سوار ہوا جو سواد میں خوب غبار ہے آج	506/1
دشتی وحش و طیر اُس کی سرتیزی ہی میں شکار ہے آج	
برافروختہ رخ ہے اُس کا کس خوبی سے مستی میں	506/2
پی کے شراب شگفتہ ہوا ہے، اُس نوگل پہ بہار ہے آج	
اُس کا بحرِ حسن سرا سر ادج و مونج و تلاطم ہے	506/3
شوق کی اپنے نگاہ جہاں تک جاوے یوس و کنار ہے آج	
آ نکھیں اُس کی لال ہوئیں ہیں اور چلے جاتے ہیں سر	506/4
رات کو دارو پی سویا تھا، اُس کا صبح خمار ہے آج	
گھر آئے ہو فقیروں کے تو آؤ بیٹھو لطف کرو	506/5
کیا ہے جان بن اپنے کئے، سوان قدموں پہ نثار ہے آج	
کیا پوچھو ہو سانجھ تک پہلو میں کیا کیا تڑپا ہے	506/6
کل کی نسبت دل کو ہمارے، بارے کچھ تو قرار ہے آج	

- ۱۔ نول کشوری طباعتوں میں بدتر درست مندرج ہے لیکن نسخہ مجلس نے کلیات آسی کی اغلاط کو بھی 'مقدس' سمجھا، لہذا حوالہ دے کر بھی، درج وہی 'بدتر' کیا جو نسخہ آسی ص ۶۷ پر ہے۔ علاوہ ازیں نکو رو کو نکور و درج کیا ہے۔
- ۲۔ نسخہ آسی اور مجلس میں تیرے درج ہوا۔ مصرع کے مطابق تیرا ہونا چاہیے۔
- ۳۔ فاروقی صاحب نے شعر شورا نگین جلد دوم ص ۱۸۱ پر آشوب زباں کو آشوب زماں لکھا اور شرح کی ہے۔
- ۴۔ نسخہ کالج کا متن کہہ کے گیا بہتر ہے ورنہ آسی اور مجلس میں کہتے گیا درج ہوا ہے۔
- ۵۔ نسخہ کالج، نول کشور دوم میں چارا ہے، آسی کے یہاں دارا بہتر ہے۔ مصرع اول میں جیوں (جی کی جمع) کو جیوں لکھا ہے، نسخہ مجلس، جلد چہارم ص ۴۲۔

- 506/7 مت چوکو، اس جنس گراں کو دل کی وہیں لے جاؤ تم
ہندستان میں لہ ہندو بچوں کی بہت بڑی سرکار ہے آج
- 506/8 خوب جو آنکھیں کھول کے دیکھا شاخ گل سا نظر آیا
ان رنگوں پھولوں میں ملا کچھ جو جلوہ یار ہے آج
- 506/9 جذب عشق جدھر چاہے لے جائے ہے حمل لیلیٰ کا
یعنی ہاتھ میں مجنوں کے ناتے کی اُس کے مہار ہے آج
- 506/10 رات کا پہنا ہار جواب تک دن کو اتارا اُن نے نہیں
شاید تیر جمال گل بھی اُس کے گلے کا ہار ہے آج

﴿507﴾

- 507/1 رنگ یہ ہے دیدہ گریاں سے آج
لو ہو ٹپکتا ہے گریاں سے آج
- 507/2 سر بہ فلک ہونے کو ہے کس کی خاک
گرد یک اُٹھتی ہے بیاہاں سے آج

﴿508﴾

- 508/1 کہوں سو کیا کہوں، نے صبر و نے قرار ہے آج
جو اس چن میں یہ اک طرفہ انتشار ہے آج
- 508/2 سراپنا عشق میں ہم نے بھی یوں تو پھوڑا تھا
پر اس کو کیا کریں اوروں کا اعتبار ہے آج
- 508/3 گیا ہے جانب وادی سوار ہو کر یار
غبار گرد پھرے ہے بہت شکار ہے آج
- 508/4 جہاں کے لوگوں میں جس کی تھی کل تیں عزت
اُسی عزیز کو دیکھا ذلیل و خوار ہے آج
- 508/5 سحر سواد میں چل زور پھولی ہے سروس
ہوا ہے عشق سے گل زرد، کیا بہار ہے آج
- 508/6 سواری اس کی ہے سرگرم گشت دشت مگر
کہ خیرہ تیرہ نمودار یک غبار ہے آج
- 508/7 سپہر چھڑیوں میں کل تک پھرے تھا ساتھ اپنے
عجب ہے سب کا اُسی سفلے پر مدار ہے آج
- 508/8 بخار دل کا نکالا تھا درد دل کہہ کر
سودر دوسرے، بدن گرم ہے، بخار ہے آج
- 508/9 کسو کے آنے سے کیا اب کہ غش ہے کل دن سے
ہمیں تو اپنا ہی اے میر انتظار ہے آج

ردیف ج۔ دیوان اول

﴿509﴾

- 509/1 کاش اُنھیں ہم بھی گنہ گاروں کے بیچ
ہوں جو رحمت کے سزاواروں کے بیچ
- 509/2 جی سدا اُن ابروؤں میں ہی رہا
کی بسر ہم عمر تلواروں کے بیچ
- 509/3 چشم ہو تو آئینہ خانہ ہے دہر
منہ نظر آتا ہے دیواروں کے بیچ
- 509/4 ہیں عناصر کی یہ صورت بازیاں
شعبدے کیا کیا ہیں ان چاروں کے بیچ

۱۔ نول کشور دوم اور آسی کے یہاں کے بجائے میں درست نہیں نسخہ کالج میں میں درست ہے۔

۲۔ نسخہ آسی میں ہندو بچوں ہے جب کہ مجلس کے نسخے میں غلطی سے ہندو بچے درج ہوا ہے۔

۳۔ نسخہ کالج اور نول کشور دوم میں 'سا' ہے، آسی کے یہاں پے درست نہیں ہے۔

پڑ گئی ہے دھوم بازاروں کے بچ	جب سے لے نکلا ہے تو یہ جنس حسن	509/5
جی رہا کب ایسے آزاروں کے بچ	عاشقی و بے کسی و رنجی	509/6
وہ چمک کا ہے کو ہے تاروں کے بچ	جو سرشک اُس ماہ بن جھمکے ہے شب	509/7
لوٹے یوں کب تک انگاروں کے بچ	اُس کے آتش ناک رخساروں بغیر	509/8
پھول گل ہوتے ہی ہیں خاروں کے بچ	بیٹھنا غیروں میں کب ہے نگ یار	509/9
یارو مت اُس کا فریب مہر کھاؤ		509/10
میر بھی تھے اُس کے ہی یاروں کے بچ		

﴿510﴾

(قبل از 1752ء)

بھیج دے کیوں نہ زلیخا اُسے کنعان کے بچ	فائدہ مصر میں یوسف رہے زندان کے بچ	510/1
حسرتیں کتنی گرہ تھیں رمق اک جان کے بچ	تو نہ تھا مُردن دشوار میں عاشق کے آہ	510/2
خون جھمکے ہے پڑا دیدہ گریان کے بچ	چشم بد دور کہ کچھ رنگ ہے اب گرے پر	510/3
رنگ کچھ اور ہی ہو جائے ہے اک آن کے بچ	حال گلزارِ زمانہ کا ہے جیسے کہ شفق	510/4
اینڈی ہیں نکہیں سایہ مرگان کے بچ	تاک کی چھاؤں میں جوں مست پڑے سوتے نہیں	510/5
عاقبت اُن نے ہمیں زہر دیا پان کے بچ	جی لیا بوسہ رخسارِ مخطّط دے کر	510/6
سر تو تک ڈال کے دیکھ اپنے گریبان کے بچ	دعویٰ خوش دہنی اُس سے اسی منہ پر گل	510/7
کان رکھ رکھ کے بہت دردِ دلی میر کو تم		510/8
سننے تو ہو، پہ کہیں درد نہ ہو کان کے بچ		

﴿511﴾

دن نہ پھر جائیں گے عشاق کے اک رات کے بچ	کر نہ تاخیر تو اک شب کی ملاقات کے بچ	511/1
جاتے رہتے ہیں ہزاروں کے سراک بات کے بچ	حرف زن مت ہو کسی سے تو کہ اے آفت شہر	511/2
سمجھ اک ہاتھ میں ہے، جام ہے اک ہات کے بچ	میری طاقت کو قبول، آہ کہاں تک ہوگا	511/3
ہے سیاہی مژہ میں وہ نگہ گھات کے بچ	سُرگیں چشم پہ اُس شوخ کی زہار نہ جا	511/4
کرتے ہیں ایسی معیشت تو مساوات کے بچ	بیٹھیں ہم اُس کے سب کو کے برابر کیوں کر	511/5
پند گو یوں ہی نہ کر اب خلل اوقات کے بچ	تاب و طاقت کو تو رخصت ہوئے مدت گزری تے	511/6
اک دلی غزدہ ہے سو بھی ہے آفات کے بچ	زندگی کس کے بھروسے پہ محبت میں کروں تے	511/7
بے سے دُمنج بچہ اک دم نہ رہا تھا کہ رہا		511/8
اب تلک میر کا تکیہ ہے خرابات کے بچ		

۱۔ نسخہ آسی میں 'کی' بجائے 'کے' بہتر ہے۔ 'نکات اشعار' میں یہ مصرع یوں ہے۔ 'سہل سو نہیں تجھے دشواریاں عاشق کی آہ'۔

۲۔ نسخہ آسی میں 'جوں' سے 'پڑی' سوتی ہیں 'بجائے' نے اختلافِ نسخ کا ذکر نہیں کیا۔

۳۔ نسخہ آسی کے مطابق شعر نمبر ۶ اور ۷ قطعہ بند ہیں حالانکہ یہ الگ الگ اشعار ہیں۔

۴۔ نسخہ آسی میں 'ایک' دل غم زدہ جب کہ 'بجائے' کا متن 'اک' دل غم زدہ بہتر ہے لیکن مرتبہ نسخہ 'بجائے' نے شعر نمبر ۷ اور مقطع کو قطعہ قرار دیا، یہ بھی مضحکہ خیز غلطی ہے، جلد اول ص ۲۲۳۔

﴿512﴾

- 512/1 ساتھ ہوں لاک بے کسی کے عالم ہستی کے بیچ باز خواہ خوں ہے میرا، کون ہے اس بستی کے بیچ
- 512/2 عرش پر ہے ہم نمد پوشانِ اُلفت کا دماغ اوج دولت کا سا ہے یاں فقر کی بستی کے بیچ
- 512/3 ہم سیہ کاروں کا رستا تو ہے مے خانے کی آؤر آگئے ہیں میر مسجد میں چلے مستی کے بیچ

ردیف چ۔ دیوان دوم

﴿513﴾

- 513/1 آگ ساٹو جو ہوا اے گل تر آن کے بیچ صبح کی باد نے کیا پھونک دیا کان کے بیچ
- 513/2 ہم نہ کہتے تھے کہیں زلف، کہیں رخ نہ دکھا اک خلاف آیا نہ ہندو و مسلمان کے بیچ
- 513/3 باوجودِ ملکیت نہ ملک میں پایا وہ تقدس کہ جو ہے حضرت انسان کے بیچ
- 513/4 پاسباں سے ترے کیا دور، جو ہو سازِ رقیب ہے نہ اک طرح کی نسبت سگ و دربان کے بیچ
- 513/5 جیسی عزت مری، دیواں میں امیروں کے ہوئی تے ویسی ہی اُن کی بھی ہوگی مرے دیوان کے بیچ
- 513/6 ساتھ ہے اس سرعریاں کے یہ وحشت کرنا پگڑی اُبھی ہے مری اب تو بیابان کے بیچ
- 513/7 دے پھریں پلکیں اگر کھب گئیں جی میں تو وہیں رخنہ پڑ جائیں گے واعظ ترے ایمان کے بیچ
- 513/8 کیا کہوں، خوی خط دیکھ ہوئی بند آواز سرمہ گویا کہ دیا اُن نے مجھے پان کے بیچ
- 513/9 گھر میں آئینے کے کب تک تمہیں نازاں دیکھوں کبھو تو آؤ مرے دیدہ حیران کے بیچ
- 513/10 میرزائی کا کب اے میر! چلا عشق میں کام کچھ تعب کھینچنے کو تاب تو ہو جان کے بیچ

﴿514﴾

- 514/1 عشق میں اے طیب ہاں ٹک سوچ پائے جاں درمیاں ہے یاں، ٹک سوچ
- 514/2 بے تامل ادائے کیں مت کر قتل میں میرے مہرباں، ٹک سوچ
- 514/3 سرسری مت جہاں سے جا، غافل پاؤں تیرا پڑے جہاں، ٹک سوچ

۱۔ آسی اور مجلس دونوں جگہ ساتھ ہو درج ہے حالاں کہ ساتھ ہوں با معنی ہے۔

۲۔ نسخہ آسی و مجلس میں گواہی چھانسخہ کالج میں کو اس ہے۔ کون اس سے مطلب صاف ہو جاتا ہے۔ موجودہ صورت میں آسی اور مجلس میں اس شعر کو پڑھنا اور با معنی سمجھنا ممکن نہیں۔

۳۔ نسخہ آسی اور مجلس میں ہم سیہ کاروں کا ہنسنا وہ ہے مے خانے کی آؤر۔ اس مصرع کو با معنی متن نہیں سمجھا جاسکتا، ہماری قیاسی تصحیح کے بعد اب اس میں معنی ہیں۔

۴۔ نول کشور دوم، سوم اور آسی کے نسخوں میں یہ مصرع یوں درج اور مشہور چلا آتا ہے جیسی عزت مرے دیواں کی امیروں میں ہوئی۔ ہمارا اختیار کردہ متن نسخہ کالج کے مطابق ہے اور بلاشبہ بہتر ہے۔

۵۔ نول کشور دوم، سوم اور آسی کے یہاں یہ مصرع یوں ہے ساتھ ہی اس سرعریاں کی یہ وحشت کرنا۔ نسخہ کالج کا اختیار کردہ متن اس سے بہتر ہے۔

- پھل اتنا پڑا ہے کیوں یاں تو 514/4
ہونٹ اپنا بلا نہ سمجھے دین 514/5
گل و رنگ و بہار پردے ہیں 514/6
ہر عیاں میں ہے وہ نہاں ، نک سوچ 514/7
فائدہ ، سر جھکے کا شیب میں تیر
پیری سے آگے اے جواں نک سوچ

﴿515﴾

- دل کھو گیا ہوں میں یہیں دیوانہ پن کے بیچ 515/1
کیا جانے دل میں چاؤ تھے کیا کیا ذم وصال 515/2
کنعاں سے جا کے مصر میں یوسف ہوا عزیز 515/3
بس تلے جنوں! کہ مجھ میں نہیں کچھ سوائے دم 515/4
سر سبز ہند ہی میں نہیں کچھ یہ ریختہ 515/5
ستھرائی اور نازکی گل برگ کی درست 515/6
بلبل خموش و لالہ و گل دونوں سرخ و زرد (قطعہ) 515/7-8
کل ہم بھی سیر باغ میں تھے ساتھ یار کے
یا ساتھ غیر کے ہے تہیں ویسی بات چیت (قطعہ) 515/9-10
یا پاس میرے لگتی ہے چپ ایسی آن کر
فرہاد و قیس و تیر ، یہ آوارگان عشق 515/11
یوں ہی گئے ہیں ، سب کی رہی من کی من کے بیچ

﴿516﴾

- جھوٹ ہر چند نہیں یار کی گفتار کے بیچ 516/1
کس کی خوبی کے طلب گار ہیں عزت طلباں 516/2
خضر و عیسیٰ کے تئیں نام کو جیتا سن لو 516/3
اگلے کیا بیچ تمہارے نہ تھے بس عاشق کو 516/4
عشق ہے جس کو ترا اُس سے تو رکھ دل کو جمع 516/5
ہم بھی اب ترک وفا ہی کریں گے ، کیا کریے 516/6
دیدنی دشت جنوں ہے کہ پھپھولے پا کے 516/7
پردہ اٹھتا ہے تو پھر جان پر آفتی ہے 516/8
اس زمیں میں غزل اک اور بھی موزوں کر تیر 516/9
پاتے ہیں زور ہی لذت تری گفتار کے بیچ

۱۔ طبع دوم، سوم اور نسخہ آسی میں نہیں درج ہے، جو درست نہیں۔ نسخہ کالج میں نہیں ہے، یہ درست اور با معنی ہے۔

۲۔ نسخہ مجلس میں مجوز ہے، ہم نے آسی کے املا کی پیروی کی ہے۔

۳۔ نول کشوری نسخوں بشمول نسخہ آسی میں نہیں ہے، مخطوط دیوان اول میر، بس ہے۔ یہی بہتر ہے (بحوالہ نسخہ مجلس)۔

۴۔ نسخہ کالج میں کہتے کا یہ محل نہیں، آسی نے حاشیے میں 'پھتی' لکھتا، یہ البتہ بہتر ہے۔

﴿517﴾

جی لیے اُن نے ہزاروں کے یونہی پیار کے بچ	آتی ہے خون کی بو دوستی یار کے بچ	517/1
اور رہ جائے تری ایک ہی تلوار کے بچ	حیف وہ کشتہ کہ سورخ سے آوے تجھ تک	517/2
جی ہی دینا پڑے ہے عشق کے اقرار کے بچ	گرچہ چھپتی نہیں ہے چاہ پہ رہ منکر پاک	517/3
یہی ہنکار سی ہے مرغِ گرفتار کے بچ	نالہ شب آوے نفس سے تو گل اب اس پہ نہ جا	517/4
جیت میں اپنی نکالی ہے اسی ہار کے بچ	اُنس کرتا تو ہے وہ مجھ کو خرد باختہ جان	517/5
لطف نکلے ہیں ہزاروں تری رفتار کے بچ	چال کیا کبک کی، اک بات چلی آتی ہے	517/6
موسم رفتہ بھی پھر آوے ہے گلزار کے بچ	تو جو جاتا ہے جن میں تو تماشے کے لیے	517/7
کن نے گاڑی ہیں لگا ہیں ترے رخسار کے بچ	داغ چمک نہ اس افراط سے تھے مکھڑے پر	517/8
یہ جگر داری تھی کس خوں کے سزاوار کے بچ	گھٹے شمشیر زنی سے کھنڈ نازک میں ہیں	517/9
دانے تسبیح کے ہیں رشتہ زُتار کے بچ	توبہ صد بار کہ مستی میں پرو ڈالے ہیں	517/10
حلقہ گیسوئے خواہاں پہ نہ کر چشم سیاہ		517/11
میر امرت نہیں ہوتا دہن یار کے بچ		

ردیف چ۔ دیوان سوم

﴿518﴾

حال رہتا ہی نہیں عشق کے آزار کے بچ	حال کہنے کی کسے تاب اس آزار کے بچ	518/1
کہ تنگ ٹھہرے ترے سایہ دیوار کے بچ	آرزو مند ہے خورشید، میسر ہے کہاں	518/2
دانے سبتحے کے پرو رشتہ زُتار کے بچ	کیا کہیں ہم کہ گلے ڈالے پھرے مستی میں	518/3
یہ جو اک خال پڑا ہے ترے رخسار کے بچ	ریشک خوبی کا اسی کی تلجگر مہ میں ہے داغ	518/4
کہ تامل کیے پایا اُسے گل زار کے بچ	مل گیا پھولوں میں اس رنگ سے کرتے ہوئے سیر	518/5
جنس لگ جاوے گی یہ بھی کوسرکار کے بچ	قدر تم گو نہ کرو میرے متاعِ دل کی	518/6
گردِ سر رفتہ ہیں اے میر ہم اُس کشتے کے		518/7
رہ گیا یار کی تلے جو ایک ہی تلوار کے بچ		

- ۱۔ نسخہ آسی اور مجلس میں چشم کووا ہے، جب کہ نسخہ کالج اور طبع دوم، سوم میں چشم سیاہ ہے جو زیادہ نمائندہ اسلوب میر اور بہتر متن ہے۔
- ۲۔ نسخہ آسی میں پھریں ہے جب کہ نسخہ کالج اور نول کشور دوم، سوم میں پھرے ہے جو بہتر ہے۔
- ۳۔ نسخہ آسی مجلس میں کئے ہے۔ یہاں کی مصرع کے مطابق زیادہ ضروری ہے۔
- ۴۔ نسخہ آسی میں کئے جب کہ مجلس میں کی ہے تاہم اختلاف نسخ مندرج نہیں۔

﴿519﴾

اُس کی سی بو نہ آئی گل و یاسمن کے بیچ	کل لے گئے تھے یار ہمیں بھی چمن کے بیچ	519/1
اے کاش وہ زبان ہو میرے دہن کے بیچ	کشتہ ہوں میں تو شیریں زبانی یار کا	519/2
سرگشتی میں عمر گئی سب وطن کے بیچ	اس بحر میں رہا مجھے چکر بھنور کے طور	519/3
تو آگ لگ اٹھے گی ہمارے کفن کے بیچ	گر دل جلا بھٹتا یہی ہم ساتھ لے گئے	519/4
پاتے ہیں لطف جان کا ہم تیرے تن کے بیچ	سنگی جامہ ظلم ہے اے باعث حیات	519/5
چسپانی لباس سے پیارے! بدن کے بیچ	نازک بہت ہے تولہ، کہیں افسردگی نہ آئے	519/6
ہے قہر وہ جو دیکھے نظر بھر کے، جن نے میر		519/7
برہم کیا جہاں مژہ برہم زدن کے بیچ		

﴿520﴾

دانستہ جا پڑے ہے کوئی بھی بلا کے بیچ	جانا نہ دل کو تھا تری زلف رسا کے بیچ	520/1
مشہور ہے فقیر بھی اہل وفا کے بیچ	فرہاد و قیس جس سے مجھے چاہو پوچھ لو	520/2
کوٹاہی تم بھی مت کرو جور و جفا کے بیچ	آخر تو میں نے طول دیا بحث عشق کو	520/3
بیٹھا گیا نہ مجھ سے تو ایسی ہوا کے بیچ	آئی جو لب پہ آہ تو میں اٹھ کھڑا ہوا	520/4
دیکھوں ہوں جس کو ہے وہ اسی کی دعا کے بیچ	اقبال دیکھ اس ستم و ظلم و جور کا	520/5
بوئے وفا نہ پائی کسو آشنا کے بیچ	دل اس چمن میں بہتوں سے میرا لگا، ولے	520/6
جوش و خروش میر کے جاتے رہے نہ سب		520/7
ہوتا ہے شور چاہنے کی ابتدا کے بیچ		

ردیف چ۔ دیوان چہارم

﴿521﴾

اب کیسے لوگ آئے زمین آسمان کے بیچ	آگے تو رسم دوستی کی تھی جہاں کے بیچ	521/1
بلبل پکارتی ہی رہی گل سستاں کے بیچ	میں بے دماغ عشق اٹھا سو چلا گیا	521/2
ہیت کو اپنی موجوں میں آب رواں کے بیچ	تحریک چلنے کی ہے جو دیکھو نگاہ کر	521/3
ہے جائے گیر عشق کی تب استخواں کے بیچ	کیا سیل ہو ہما کی پس از مرگ میری اور	521/4
آیا نہیں یہ لفظ تو ہندی زباں کے بیچ	کیا جانوں لوگ کہتے ہیں کس کو سرور قلب	521/5
بگڑی تھی رات اُس کے سگ و پاسباں کے بیچ	طالع سے بن گئی کہ ہم اس مہ کنے گئے	521/6
آنے لگا ہے منہ نظر اس آستاں کے بیچ	اتنی جبین رگڑی کہ سنگ آئندہ ہوا	521/7
بجلی پڑی رہے ہے مرے آشیاں کے بیچ	خوگر ہوئے ہیں عشق کی گرمی سے خار و خس	521/8

اُس روئے برفروختہ ہی سے ڈرے ہے میر
یہ آگ جا لگے گی کسی دودماں کے بچ

521/9

﴿522﴾

صورت پھرے نہ یار کی کیوں چشم تر کے بچ
خوش سیرتی ہے جس سے کہ ہوتا ہے اعتبار
اُس کے سمنہ ناز کا پامال تو رہوں
منہ اُس کا دیکھ رہیے کہ رفتارِ ناز کو
ہر دانہ سرشک میں تارِ نگاہ ہے
کیا دل کو خوں کیا کہ تڑپنے لگا جگر
ایسا ہوا ہے قیمہ کہ اب ہے حساب پاک
ہے اپنے خانوادے میں اپنا ہی شور میر
بلبل بھی اک ہی بولتا ہوتا ہے گھر کے بچ

522/1

522/2

522/3

522/4

522/5

522/6

522/7

522/8

﴿523﴾

رنج کیا کیا ہم نے کھینچے دوستی یاری کے بچ
دوش و آغوش و گریباں دامن گل چیں ہوئے
ایک کو اندیشہ کار، ایک کو ہے فکر یار
منتظر تو رہتے رہتے پھر کنیں آنکھیں نداں
جان کو قید عناصر سے نہیں ہے داری
روتے ہی گزری ہمیں تو لے شب نشینی باغ کی
یاد پڑتا ہے جوانی تھی کہ آئی رنگ
ایک ہوویں جو زبان و دل تو کچھ نکلے بھی کام
یوں اثر اے میر کیا ہو گریہ و زاری کے بچ

523/1

523/2

523/3

523/4

523/5

523/6

523/7

523/8

﴿524﴾

گل منعکس ہوئے ہیں بہت آب جو کے بچ
ستھراؤ کر دیا ہے تمنائے وصل نے
بحث آڑی جوب سے تمہارے تو چپ رہو
ہم ہیں قلندر، آکر اگر دل سے دم بھریں
جائے شراب پانی بھریں گے سبو کے بچ
کیا کیا عزیز مر گئے اس آرزو کے بچ
کچھ بولنا نہیں تمہیں اس گفتگو کے بچ
عالم کا آئینہ ہے سب ایک ہو کے بچ
گل کی تو بو سے غش نہیں آتا کسو کے تیں
ہے فرق میر پھول کی تے اور اُس کی بو کے بچ

524/1

524/2

524/3

524/4

524/5

۱۔ نسخہ آسی ص ۷۷ شب چلنے کے درست نہیں، نول کشور دوم، سوم میں 'سب' ہے۔

۲۔ نسخہ آسی میں 'ہے' سے بہتر نول کشور دوم میں 'تو' ہے۔

۳۔ نسخہ آسی مجلس میں 'پھول' کے یہ وہی یاے مجہول و معروف کی خرابی کتابت کا نتیجہ ہے۔

ردیف ج۔ دیوان پنجم

﴿525﴾

- 525/1 آج ہمیں بد حالی سی ہے حال نہیں ہے جان کے بچ
525/2 پایہ اُس کی شہادت کا ہے عرشِ عظیم سے بالاتر
525/3 یوں ہی نظر چڑھ رہتی نہیں کچھ حسرت میں تو چشمِ سفید
525/4 وہ پر کالہ آتش کا ہے صبح تلک بھڑکا بھی نہ تھا
525/5 وعدے کرو ہو برسوں کے تم دم کا بھر وسا ہم کو نہیں
525/6 تبعیت سے جو فارسی کی کچھ میں نے ہندی شعر کہے
525/7 بندے خدائے پاک کے ہم جو میر نہیں تو زیرِ فلک
پھر یہ تقدس آیا کہاں سے مُشتِ خاکِ انسان کے بچ

﴿526﴾

- 526/1 فصل گل میں اسیر ہوئے تھے من ہی کی رہی من کے بچ
526/2 یہ اُلجھاؤ سلجھتا ہم کو دے ہے دکھائی مشکل سا
526/3 وہ کرتا ہے گزبانِ درازی حیرت سے ہم چپکے ہیں
526/4 دشتِ شہلا میں جا کر مریے اپنے نصیب جو سیدھے ہوں
526/5 کبک کی جان مسافر ہووے، دیکھے خرامِ ناز اُس کا
526/6 کیا شیریں ہے حرف و حکایت حسرت ہم کو آتی ہے
526/7 غم و اندوہِ عشقی سے ہر لحظہ نکلتی رہتی ہے
جان غلط کر میر آئی ہے گویا تیرے بدن کے بچ

﴿527﴾

- 527/1 اس کے رنگ کھلا ہے شاید کوئی پھول بہار کے بچ
527/2 رحم کرے وہ ذرا ذرا کھتو دیکھنے آوے دم بھریاں
527/3 چین نہ دے گا خاک کے نیچے ہر گز عشق کے ماروں کو

۱۔ نسخہ مجلس جلد چہارم، ص ۴۴، ہوا سہو کتابت ہے۔
۲۔ نسخہ آسی کے مطابق متن ہے، مجلس نے اس شعر میں تین فرق کیے۔ 'برسوں کے بعد'، 'تم' درج نہیں، 'دم کا' کی بجائے 'دم بھڑکا' لکھا۔ دوسرے مصرع میں 'اک اک' جب کہ آسی کے یہاں 'ایک اک' ہے۔
۳۔ نسخہ کالج، نول کشور دوم میں 'ستم تازہ کو ہے'، یہاں 'کو بظاہر غیر ضروری ہے۔
۴۔ نسخہ کالج اور نول کشور دوم میں ہے جب زباں درج ہے۔ آسی کے نسخے میں ہے زبان بہتر ہے کہ زیادہ رواں ہے۔
۵۔ نسخہ مجلس میں 'دست بلا سہو کتابت ہے۔
۶۔ نسخہ کالج میں 'غیر نول کشور دوم اور آسی کے یہاں 'غیر ہے۔
۷۔ نسخہ آسی میں 'ذره ذرہ درج ہوا ہے۔ مجلس میں 'ذرا ذرا' اختلاف نسخ کا ذکر کیے بغیر ہے۔

- چشم شوخ سے اُس کی یارو کیا نسبت ہے غزالوں کو 527/4
 دیکھتے ہیں ہم بڑا تفاوت شہری اور گنوار کے
 کون شکارِ رم خوردہ سے جا کے کہے لک پھر کر دیکھ 527/5
 کوئی سوار ہے تیرے پیچھے گرد و خاک و غبار کے
 رونے سے جو رود بہا تو اس کا کیا ہے یارِ عجب! 527/6
 جذب ہوئے ہیں کیا کیا دریا اپنے جیب و گنار کے
 چشمک، غمزہ، عشوہ، کرشمہ، آن لہ، انداز و ناز و ادا 527/7
 حسن سوائے حسنِ ظاہرِ میر بہت ہیں یار کے بیچ

﴿528﴾

- اے بوئے گلِ سمجھ کے مہکے پون کے بیچ 528/1
 زخمی پڑے ہیں مرغ ہزاروں چمن کے بیچ
 دیکھے نے کیا میں اندر ہی اندر گداز ہوں 528/2
 دھوکا ہے جوں حبابِ مرے پیرہن کے بیچ

ردیف چ۔ دیوان ششم

﴿529﴾

- لطف جیسے ہیں اُس کی چاہ کے بیچ 529/1
 رنج ویسے ہی ہیں نباہ کے بیچ
 ذوقِ صید اُس کو تھا تو خیلِ ملک 529/2
 دھوم رکھتے تھے دامِ گاہ کے بیچ
 کب مزہ ہے نمازِ صبح میں وہ 529/3
 جو صبحی کے ہے گناہ کے بیچ
 اُس غصیلے کی سرخ آنکھیں دیکھ 529/4
 اٹھے آشوبِ خانقاہ کے بیچ
 جان و دل دونوں کر گئے تھے غش 529/5
 دیکھ اُس رشکِ مہ کو راہ کے بیچ
 اُس کی چشمِ سیہ ہے وہ جس نے 529/6
 کتنے جی مارے اک نگاہ کے بیچ
 سانجھ ہی رہتی پھر اگر ہوتا 529/7
 کچھ اثرِ نالہ پگاہ کے بیچ
 کیا رہیں جور سے بتوں کے ہم 529/8
 رکھ لے اپنی خدا پناہ کے بیچ
 منہ کی دو جھائیوں سے مت شرما 529/9
 جھانکیں ہوتی ہیں گروئے ماہ کے بیچ
 میر بیمار ہے کہ فرق نہیں 529/10
 متصل اس کی آہ آہ کے بیچ

﴿530﴾

- وامق و فرہاد و مجنوں کون ہے یاروں کے بیچ 530/1
 جو کہوں میں کوئی ہے میرے بھی غنواروں کے بیچ
 جمعِ خوباں میں مرا محبوب اس مانند ہے 530/2
 جوں میرِ تابندہ آتا ہے کبھو تاروں کے بیچ

۱۔ نسخہ کالج میں یار و عجب ہے۔ اسی کے یہاں یارِ عجب بہتر ہے۔

۲۔ شعر شورشِ انگیز جلد دوم ص ۲۱۳؛ آن درج ہی نہیں اور مصرع کو موزوں تصور کیا گیا ہے۔

۳۔ مصرع مطابق متن اسی ہے، نسخہ مجلس میں بغیر اختلاف مذکور کیے یوں ہے اُس کی چشمِ سیاہ ہے جس نے۔

۴۔ نسخہ آسی مجلس و عبادت میں جھانکیں ہوتی ہے درج ہے، نہیں کا محفل ہے۔

- 530/3 جو جفا عاشق پہ ہے سو اور لوگوں پر نہیں
530/4 مر گئے بہترے صاحب دل، ہوں کس کو ہوئی
530/5 رونا کڑھنا عشق میں دیکھا مرا جن نے، کہا
530/6 منتظر برسوں رہے افسوس آخر مر گئے
530/7 خاکِ تربت کیوں نہ اپنی دلبرانہ اٹھ چلے
530/8 صاف میداں لامکاں سا ہو تو میرا دل کھلے
530/9 باغ میں تھے شب گلِ مہتاب میرے آس پاس
یار بن یعنی رہا میں تیر انکاروں کے بچ

﴿531﴾

- 531/1 دل یہی ناب جس کو دل کہتے ہیں اس عالم کے بچ
531/2 چھاتی کتنی سنگ ہی سے دل کے جانے میں نہیں
531/3 نقشہ اُس کا مردم دیدہ میں میرے نقش ہے
531/4 شادوے جواب جواں تازہ ہوئے ہیں شہر میں
531/5 دل نہ ایسا کر کہ پشت چشمؔ وہ نازک کرے
531/6 حد سے افزوں اُس گلی میں شور ہے عشاق کا
531/7 رونق و آبادی ملکِ سخن ہے اُس تلک
ہوں ہزاروں دم الہی تیر کے اک دم کے بچ

ردیف ج۔ دیوان اول

﴿532﴾

- 532/1' ہونے لگا گزارؔ غم یار بے طرح
532/2' اب کچھ طرح نہیں ہے کہ ہم غم زدے ہوں شاد
532/3' جاں بر تمہارے ہاتھ سے ہوگا نہ اب کوئی
532/4' فتنہ اُٹھے گا در نہ نکل گھر سے تو شتاب
532/5' لوہو میں شور بور ہے دامن و جیب تیر
بھرا ہے آج دیدہ خوں بار بے طرح

۱۔ نسخہ کالج ص ۲۵، نول کشور دوم ص ۳۳۶ میں دل یہی ہے درج ہے۔ آسی اور مجلس نے دل یہی نہ درج کیا ہے، یہی متن معروف ہے، شاید بہتر بھی ہے۔

۲۔ نسخہ کالج میں 'پشت چشم' بالکل درست ہے۔ میر نے دیوان اول کی ردیف ت میں بھی یہ محاورہ باندھا ہے، نسخہ آسی اور مجلس نے 'پشت و چشم' لکھ کر محاورے سے ناواقفیت کا مظاہرہ کیا۔ نول کشور دوم کے مرتب نے مصرع کی 'صحیح' میں خوب اجتہاد کیا، دل نہ ایسا چشم کر کہ پشت وہ نازک کرنے۔

۳۔ نسخہ آسی میں 'گداز' صحیح نہیں، نسخہ کالج اور نول کشور دوم، سوم میں 'گزار' درست ہے۔

﴿533﴾

خاطر کرے ہے جمع وہ ہر بار ایک طرح	533/1'
میں اور قیس و کوہ کن اب جو زباں پہ ہیں	533/2'
منظور اُس کو پردے میں ہیں بے حجابیاں	533/3'
سب طرحیں اُس کی اپنی نظر میں تھیں کیا کہیں	533/4'
گھر اُس کے جا کے آتے ہیں پامال ہو کے ہم	533/5'
گہ گل ہے، گاہ رنگ، گہے باغ کی ہے بو (نقطہ)	533/6'
نیرنگ حسن دوست سے کر آنکھیں آشنا	533/7'
ہر طرح تو ذلیل ہی رکھتا ہے میر کو	533/8'
ہوتا ہے عاشقی میں کوئی خوار ایک طرح	

ردیف ح۔ دیوان دوم

﴿534﴾

آنے کی اپنے کیا کہیں اس گلستاں کی طرح	534/1'
کیا میں ہی چھیڑ چھیڑ کے کھاتا ہوں گالیاں	534/2'
آگے تو بے طرح نہ کبھو کہتے تھے ہمیں	534/3'
یہ شور دل خراش کب اٹھتا تھا باغ میں	534/4'
کرتے تو ہوستم، پہ نہیں رہنے کے حواس	534/5'
نقشہ الہی دل کا مرے کون لے گیا	534/6'
مرغ چمن نے زور زلایا سبھوں کے تئیں	534/7'
لگ کر گلے سے اُس کے بہت میں بکا کیا	534/8'
جو کچھ نہیں تو بجلی سے ہی پھول پڑ گیا	534/9'
یہ باتیں رنگ رنگ ہماری ہیں ورنہ میر	534/10'
آ جاتی ہے کلی میں کبھو اس دہاں کی طرح	

﴿535﴾

بھرنے آویں کیوں کہ آنکھیں میری پیانے کی طرح	535/1'
اُس کی آمد میں ہے ساری فصل گل آنے کی طرح	535/2'
سیکھ لی تاروں نے اس کی آنکھ جھکانے کی طرح	535/3'
کوئی تو بتلاؤ اُس کے دام میں لانے کی طرح	535/4'
اس شجر میں کتنی ہے اُس میرے دیوانے کی طرح	535/5'
عشق نے مدت سے یاں ڈالی ہے ویرانے کی طرح	535/6'
دور گردوں سے ہوئی کچھ اور سے خانے کی طرح	
آنکھتا ہے کبھو ہنستا تو ہے باغ و بہار	
چشمک انجم میں اتنی دل کشی آگے نہ تھی	
ہم گرفتاروں سے وحشت ہی کرے ہے وہ غزال	
ایک دن دیکھا جو اُن نے بید کو تو کہہ اٹھا	
آج کچھ شبہ وفا کی کیا خرابی ہے نئی	

۱۔ نسخہ کالج اور نول کشور دوم، سوم میں مصرع یوں ہے۔ 'سیکھے ہے عندلیب بھی ہم سے فغاں کی طرح'۔

- 535/7' سچ سا کچھ ہے کہ زلف و خط سے ایسا ہے بناؤ
535/8' کس طرح جی سے گزر جاتے ہیں آنکھیں موند کر
535/9' ہے اگر ذوق وصال اس کا تو جی ٹھو بیٹھے
535/10' یوں بھی سر چڑھتا ہے اے نا صبح کوئی مجھ سے کہ پائے
535/11' جان کا صرفہ نہیں ہے کچھ تجھے کڑھنے میں میر
عم کوئی کھاتا ہے میری جان غم کھانے کے طرح

رولیفح۔ دیوان سوم

﴿536﴾

- 536/1' یاد آ گیا تو بنے لگیں آنکھیں بُو کی طرح
536/2' چسپاں قبا وہ شوخ سدا غصے ہی رہا
536/3' گالی، لڑائی آگے تو تم جانتے نہ تھے
536/4' ہم جانتے تھے تازہ بنائے جہاں کو لیک
536/5' سرسبز ہم ہوئے نہ تھے جو زرد ہو چلے
536/6' دے دن کہاں کہ مست سر اندازم میں تھے
536/7' تسکین دل کی کب ہوئی سیر چمن کیے
536/8' آخر کو اُس کی راہ میں ہم آپ گم ہوئے
536/9' کیا لوگ یوں ہی آتش سوزاں میں جا پڑے
536/10' ڈرتا ہوں چاکِ دل کو مرے پلکوں سے یہ
536/11' دھوتے ہیں اشکِ خونی سے دست و دہن کو میر
طور نماز کیا ہے جو یہ ہے وضو کی طرح

رولیفح۔ دیوان چہارم

﴿537﴾

- 537/1' کیا ہم بیاں کسو سے کریں اپنے یاں کی طرح
537/2' جوں سبزہ چل چمن میں، لب جو پہ سیر کر
537/3' جو سقف بے عمد ہو، نہیں اُس کا اعتماد
537/4' اثبات بے ثباتی ہوا ہوتا آگے تو
537/5' اب کہتے ہیں بلا سے ستم کش یہ تیرگی
537/6' نقصانِ جاں صریح تھا سودے میں عشق کے
کی عشق نے خرابی سے اس خاندان کی طرح
عمر عزیز جاتی ہے آپ رواں کی طرح
کس خانماں خراب نے کی آسماں کی طرح
کیوں اس چمن میں ڈالتے ہم آشیاں کی طرح
قد جو ہوا ہمارا خیدہ کہاں کی طرح
ہم جان کر نکالی ہے جی کے زیاں کی طرح

۱۔ اس لفظ کی یہ املا نسخہ آسی کے مطابق ہے۔ نسخہ کالج میں جو جڑا اور طبع دوم، سوم میں جو جڑا ہے۔
۲۔ نول کشور سوم، آسی مجلس میں اپنی باگی طرح درج ہوئے۔ نول کشور دوم میں اپنے یاں کی طرح درست ہے۔

دل کو جو خوب دیکھا تو ہو کالہ مکان ہے 537/7'
 کل دیکھ آفتاب کو رویا ہوں دیر تک 537/8'
 جاوے گا اپنی بھول طرح داری میر وہ 537/9'
 کچھ اور ہو گئی جو کسو ناتواں کی طرح

﴿538﴾

مر گیا فرہاد جیسے، مرتے بارے اُس طرح 538/1'
 ٹکڑے ٹکڑے کر دکھایا میں نے ان کو اس لیے 538/2'
 مست و بے خود ہر طرف پہروں پھرا کرتے ہو تم 538/3'
 عشق کی کہیے طرح کیا دامت و فرہاد و قیس 538/4'
 جو عرق تحریک میں اُس رشکِ مہ کے منہ پہ ہے 538/5'
 میر کب ہووے ہیں گرم جلوہ تارے اس طرح

﴿539﴾

بچے ہے ہم کو عشق میں آزار ہر طرح 539/1'
 ترکیب و طرح ناز و اداسب سے دل لگے 539/2'
 یوسف کی اس نظیر سے دل کو نہ جمع رکھ 539/3'
 جس طرح میں دکھائی دیا، اُس سے لگ پڑے 539/4'
 چھپ لگ کے بامِ درد سے گلی کوچے میں سے میر 539/5'
 میں دیکھ لوں ہوں یار کو اک بار ہر طرح

ردیف ج۔ دیوان پنجم

﴿540﴾

اب اُن نے سچ بنائی ہے خوں خوار بے طرح 540/1'
 کرتا ہے میرے خون پہ اصرار بے طرح 540/2'
 بگڑا پھرے ہے اب وہ طرح دار بے طرح 540/3'
 کہتا ہے بیٹھا متصل اب یار بے طرح 540/4'
 لوہو میں ڈوبے دیکھو دامان و جیب میر 540/5'
 بھرا ہے آج دیدہ خوں بار بے طرح

﴿541﴾

شاخ گل سا جائے ہے لہکا اُن نے نئی یہ ڈالی طرح 541/1'
 اس اوباش نے پہناوے کی ایسی نرالی نکالی طرح 541/2'
 وہ نوباوہ گلشنِ خوبی سب سے رکھے ہے نرالی طرح
 مونڈھے چلے ہیں، چولی چسی ہے مہری پھنسی ہے، بند کسے

جہہ نوجا، منہ نوجا، سب سینہ نوجا ناخن سے
میر نے کی ہے غم غصے میں اپنی یہ بد حالی طرح

541/3'

ردیفخ _____ دیوان دوم

﴿542﴾

اگر چہ لعل بدخشاں میں رنگ ڈھنگ ہے شوخ
کبھو تو نیو چلا کر، ستم کھنچیں کب تک
سکھائیں کن نے تجھے آہ ایسی اچلیاں
بغیر بادہ تو یوں گرم آ کے کب ملتا
جگر میں کس کے ترے ہاتھ سے نہیں سوراخ
صنم فراق میں میں تیرے کچھ تو کر رہتا
خیال چاہ کے سرشتے کا تجھے کب ہے
ابھی تو آنے میں عرصہ ہے کچھ قیامت کے
پہلے تیرے دونوں لبوں کا بھی کیا ہی رنگ ہے شوخ
کماں کے طور سے تو سخت خانہ جنگ ہے شوخ
کہ برق پر تری شوخی سے کام ننگ ہے شوخ
نشہ ہے زور تجھے، اُس کی یہ ترنگ ہے شوخ
ملک تلک تو ترا زنجی خدنگ ہے شوخ
پہ کیا کروں کہ مرا ہاتھ زیر سنگ ہے شوخ
ترے تو ہاتھ میں شام و سحر پتنگ ہے شوخ
قد بلند کو کھینچ اپنے، کیا درنگ ہے شوخ
برآر میر سے کس طرح تیری صحبت ہو
تجھے تو نام سے اُس خستہ جاں کے ننگ ہے شوخ

542/1'

542/2'

542/3'

542/4'

542/5'

542/6'

542/7'

542/8'

542/9'

ردیفخ _____ دیوان چہارم

﴿543﴾

ہے میرے جو سرشک دما دم کا رنگ سرخ
ریش سے اُس کے تختہ ہے سینے کا سنگ سرخ

543/1'

ردیفخ _____ دیوان پنجم

﴿544﴾

جھمک ہے اُس کے بدن میں ہر ایک جا ہے شوخ
پڑے ہے سیکڑوں جا راہ چلنے میں اُس پر
برنگ برق سراپا وہ خود نما ہے شوخ
کسو کی آنکھ تو دیکھے کوئی بلا ہے شوخ
نظر پڑی نہیں کیا اُس کی شوخ چشمی میر
حضور یار کے چشم غزال کیا ہے شوخ

544/1'

544/2'

544/3'

﴿545﴾

گلبن چمن کے اُس کو جو دیکھتے ہیں گستاخ
کیا تازہ کوئی اب کی نکلی بہار میں شاخ

545/1'

۱۔ نسخہ کالج میں یہ جب کہ نول کشور دوم، سوم اور نسخہ آسی میں یہ ہے۔ اگرچہ کے ساتھ پُنے کی مناسبت زیادہ ہے اس لیے وہی درست ہے۔
۲۔ نسخہ آسی، نول کشور سوم کے تتبع میں ریش کا درج کرتے ہیں۔ طبع دوم میں ریش سے درست اور با معنی ہے۔

ردیف دیوان اول

﴿546﴾

- کیا ہے یہ جو گاہے آجاتی ہے آندھی کوئی زرد (قطعہ) ۱ یا بگولا جو کوئی سر کھینچے ہے صحرا نورد 546/1-2
- شوق میں یہ محمل لیلیٰ کے ہو کر بے قرار ۲ اک نہادِ دادی مجنوں سے اٹھ چلتی ہے گرد 546/3
- وجہ دم سردی نہیں میں جانتا رونے کے بعد ۳ مینہ برسا ہے کہیں شاید، ہوا آتی ہے سرد 546/4
- باز رکھا باطنِ پیر مغاں نے شیخ کو ۴ مل گیا اُس پیر زن کو غیب سے اک پیر مرد 546/5
- ایک شب پہلو کیا تھا گرم اُن نے تیرے ساتھ ۵
- رات کو رہتا ہے اکثر تیر کے پہلو میں درد ۶

﴿547﴾

(قبل از 1752ء)

- آوے گی میری قبر سے آواز میرے بعد ۱ اُبھریں گے عشق دل سے ترے راز میرے بعد 547/1
- چینا مرا تو تجھ کو غنیمت ہے نا سمجھا! ۲ کھینچے گا کون پھر یہ ترے ناز میرے بعد 547/2
- شعبِ مزار اور یہ سوزِ جگر مرا ۳ ہر شب کریں گے زندگی نا ساز میرے بعد 547/3
- حسرت ہے اُس کے دیکھنے کی دل میں بے قیاس ۴ اغلب کہ میری آنکھیں رہیں باز میرے بعد 547/4
- کرتا ہوں میں جو نالے سر انجام باغ میں ۵ منہ دیکھو، پھر کریں گے ہم آواز میرے بعد 547/5
- دن گل موا ہی میں تو، پہ تو جا کے لوٹیو ۶ صحنِ چمن میں اے پر پرواز میرے بعد 547/6
- بیٹھا ہوں تیر مرنے کو اپنے میں مستعد ۷ پیدا نہ ہوں گے مجھ سے بھی جانا باز میرے بعد 547/7

﴿548﴾

- نہ پڑھا خط کو یا پڑھا قاصد ۱ آخر کار کیا کہا قاصد 548/1
- کوئی پہنچا نہ خط مرا اس تک ۲ میرے طالع ہیں نارسا قاصد 548/2
- سرِ نوشتِ زبوں سے زر ہو خاک ۳ راہ کھوٹی نہ کر تُو جا قاصد 548/3
- گر پڑا خط تو تجھ پہ حرف نہیں ۴ یہ بھی میرا ہی تھا لکھا قاصد 548/4
- یہ تو رونا ہمیشہ ہے مجھ کو ۵ پھر کبھو، پھر کبھو، بھلا قاصد 548/5
- اب غرض خامشی ہی بہتر ہے ۶ کیا کہوں تجھ سے ماجرا قاصد 548/6
- شب کتابت کے وقت گریے میں ۷ خط لکھا تھا سو بہہ گیا قاصد 548/7
- کہنہ قصہ لکھا کروں.. تا کے ۸ بھیجا کب تک کروں نیا قاصد 548/8

۱ نسخہ آ سی ص ۶۲، عبادت ۴، ۱۱ اور اشاعت مجلس جلد اول ص ۲۳۶، اس قطعے کے دونوں شعروں کو الگ الگ شعروں کے طور پر درج کرتے ہیں۔
کہ پہلے شعر میں تو بات ہی پوری نہیں ہوئی 'کیا اور' یا 'سے دو سوال کیے ہیں۔
۲ نسخہ کالج، نول کشور دوم، سوم میں خط ہے۔ آ سی کے یہاں 'جو' ہے، مجلس و عبادت نے بھی 'جو' ہی برقرار رکھا ہے۔

ہے طلسمات اُس کا گلوچہ تو جو گیا ، سو وہیں رہا قاصد
 باول پر ہے برات جس کا جواب اُس کو گزرے ہیں سالہا قاصد
 نامہ میر کو اڑاتا ہے
 کاغذ باد کرے گیا قاصد

548/9

548/10

548/11

﴿549﴾

ہوں رہ گزر میں تیرے ہر نقش پا ہے شاہد
 طوفِ حرم میں بھی میں بھولا نہ تجھ کو اے بت
 شرمندہ اثر کچھ باطن مرا نہیں ہے
 نالے میں اپنے پنہاں میں بھی ہوں ساتھ تیرے
 اڑتی ہے خاک میری ، بادِ صبا ہے شاہد
 آتا تھا یاد تو ہی ، میرا خدا ہے شاہد
 وقتِ سحر ہے شاہد ، دستِ دعا ہے شاہد
 شاہد ہے گردِ محمل ، شورِ درا ہے شاہد
 ایذا ہے میر پر جو وہ تو کہوں ہی گا میں
 بارے یہ کہہ کہ تیری خاطر میں کیا ہے شاہد

549/1

549/2

549/3

549/4

549/5

﴿550﴾

اے گلِ نودمیدہ کی مانند ہم تو کس آفریدہ کی مانند
 ہم اُمیدِ وفا پہ تیری ہوئے غنچہ دیر چیدہ کی مانند
 خاک کو میری سیر کر کے پھرا وہ غزالِ رمیدہ کی مانند
 سر اٹھاتے ہی ہو گئے پامال سبزہ نودمیدہ کی مانند
 نہ کئے رات ہجر کی جو نہ ہو نالہ تیغ کشیدہ کی مانند
 ہم گرفتارِ حال ہیں اپنے طائر پر بریدہ کی مانند
 دل تڑپتا ہے اشکِ خونیں میں صیدِ درخون تپیدہ کی مانند
 تجھ سے یوسف کو کیونکہ نسبت دیں کب ششیدہ ہو دیدہ کی مانند
 میر صاحب بھی اُس کے ہاں تھے لیک
 بندہ زر خریدہ کی مانند

550/1

550/2

550/3

550/4

550/5

550/6

550/7

550/8

550/9

﴿551﴾

قفس تو یاں سے گئے پر مدام ہے صیاد
 بہت ہیں ہاتھ ہی تیرے ، نہ کر قفس کی فکر
 چن کی صبح کوئی دم کو شام ہے صیاد
 مرا تو کام انہی میں تمام ہے صیاد

551/1

551/2

- ۱۔ نسخہ آسی اور عبادت میں 'باد' مجلس کی طباعت میں 'باد' درج ہیں۔ میر کا زیادہ پسندیدہ درج متن ہے۔
 ۲۔ آسی، عبادت اور مجلس نے 'گر گیا' درج کیا ہے، 'کر گیا' ہی تقاضائے معنی شعر ہے اور یہی نسخہ کالج اور نول کشور دوم، سوم میں بھی درج ہوا ہے۔
 ۳۔ ۱۸۱۱ء میں مطبوعہ نسخہ کالج، ملکتہ میں اس غزل کی ردیف کی مانند درج ہے، بعد کے نسخوں میں املا کے مانند ہو گیا۔ اب جب کہ آج کے قاری کے لیے کی مانند زیادہ مانوس ہے تو اسے نہ اپنانے کا کوئی جواز نہیں۔
 ۴۔ نسخہ مجلس میں 'صیدِ درخون تپیدہ' درج ہے۔ 'صید' کو بے اضافت لکھنا، اس قدر خوبصورت ترکیب کو سخ کرنا ہے۔
 ۵۔ نسخہ آسی میں 'کب' کی جگہ 'تب' سہو ہے، تمام نسخوں میں 'کب' ہے اور درست بھی۔

- چمن میں، میں نہیں ایسا پھنسا کہ یوں چھوٹوں 551/3
مجھے تو ہر رگ گل، تار دام ہے صیاد
یہی گلوں کو تنگ دیکھوں اتنی مہلت ہو 551/4
ابھی کہ وحشی ہے اس کش مکش کے بیچ ہے میر 551/5
خدا ہی اس کا ہے جو تیرا رام ہے صیاد

﴿552﴾

(قبل از 1752ء)

- میرے سنگ مزار پر فرہاد 552/1
رکھ کے تیشہ کہے ہے یا استاد!
ہم سے بن مرگ کیا جدا ہو ملال 552/2
جان کے ساتھ ہے دل ناشاد
موند آنکھیں، سفر عدم کا کر 552/3
بس ہے دیکھا نہ عالم ایجاد
فکر تعمیر میں نہ رہ منعم 552/4
زندگانی کی کچھ بھی ہے بنیاد
خاک بھی سر پہ ڈالنے کو نہیں 552/5
کس خرابے میں ہم ہوئے آباد
سنتے ہو، ٹک سنو کہ پھر مجھ بعد 552/6
نہ سنو گے یہ نالہ و فریاد
لگتی ہے کچھ سموم سی تو نسیم! 552/7
خاک کس دل جلے کی، دی برباد
بھولا جاے غم بتاں میں جی 552/8
غرض آتا ہے پھر خدا ہی یاد
تیری قیدِ قفس کا کیا شکوہ 552/9
نالے اپنے سے اپنی ہے فریاد
ہر طرف ہیں اسیر ہم آواز 552/10
باغ ہے گھر ترا تو اے صیاد
ہم کو مرنا یہ ہے کہ کب ہوں کہیں 552/11
اپنی قیدِ حیات سے آزاد
ایسا وہ شوخ ہے کہ اٹھتے صبح 552/12
جانا سو جائے اُس کی ہے معاد
یوں ہی تصدیق کھینچے ہے بہزاد 552/13
چاہنا تو مرے نہیں امداد
نہیں صورت پذیر نقش اُس کا 552/14-16
خوب ہے خاک سے بزرگوں کی (قطعہ)
تو ہی مجھ دل جلے کو کر ارشاد
پر مروت کہاں کی ہے اے میر!
نا مرادی ہو جس پہ پروانہ
وہ جلاتا پھرے چراغِ مراد

رولیف د۔ دیوان دوم

﴿553﴾

- رہے بغیر تیرے اے رشکِ ماہِ تاچند 553/1
آنکھوں میں یوں ہماری عالم سیاہ تاچند
اب دیکھنے میں پیارے ٹک تو بڑھا عنایت 553/2
کوٹاہ تر پلک سے ایدھر نگاہ تاچند
خط سے جو ہے گرفتہ وہ مہ نہیں نکلتا 553/3
مانندِ چشمِ اختر ہم دیکھیں راہ تاچند

لے نسخہ آسی، عبادت اور مجلس میں کی برباد نہ تو مستند ہے، نہ ہی برطابق محاورہ ہے۔ 'برباد دینا'، 'برباد کرنا' سے بہتر ہے، پھر یہ کہ نسخہ کالج، نول دوم، سوم میں دی ہی درج ہوا ہے۔

- 553/4 عمر عزیز ساری منت ہی کرتے گزری بے جرم آہ رہے یوں عذرخواہ تاچند
553/5 یاں ناز و سرکشی سے کیا دیکھتا نہیں ہے کج اس چمن میں ٹھہری گل کی کلاہ تاچند
553/6 جب مہ اُدھر سے نکلا ، جانا وہ گھر سے نکلا رکھتا ہے داغ دیکھیں یہ اشتباہ تاچند
553/7 ایذا بھی گھنچ چکے گر جو ہفتے عشرے کی ہو (وہ) اس طرح مرتے رہے اے میر آہ تاچند

﴿554﴾

- 554/1 تجھ دن اے نو بہار کی مانند چاک ہے دل اتار کی مانند
554/2 پہنچی شاید جگر تک آتش عشق اشک ہیں سب شرار کی مانند
554/3 گو دماغ اُس کی رہ سے اُٹھنے کا بیٹھے اب ہم غبار کی مانند
554/4 کوئی نکلے کلی تولا لالے کی اس دل داغ دار کی مانند
554/5 سرود کو دیکھ عش کیا ہم نے تھا چمن میں وہ یار کی مانند
554/6 ہار کر شب گلے پڑے اس کے ہم بھی پھولوں کے ہار کی مانند
554/7 برق تری بہت ، دے نہ ہوئی اس دل بے قرار کی مانند
554/8-9 اُن نے پہنچی تھی صید گہ میں تیغ (قطعہ) برق ابر بہار کی مانند
554/10 اُس کے گھوڑے کے آگے سے نہ لے ہم بھی دبلے شکار کی مانند
554/11 زخم کھا بیٹھو جگر پر مت تو بھی مجھ دل فگار کی مانند
اس کی سرتیز ہر پلک ہے میر
خبر آہ دار کی مانند

﴿555﴾

- 555/1 آواز ہماری سے نہ رک ہم ہیں دعا یاد آوے گی بہت ہم بھی فقیروں کی صدا یاد
555/2 ہر آن وہ انداز ہے جس میں کہ کہے جی اُس مختزع جور کو کیا کیا ہے ادا یاد
555/3 کیا صحبتیں اگلی گئیں خاطر سے ہماری اپنی بھی وفا یاد ہے ، اُس کی بھی جفا یاد
555/4 کیفیتیں عطار کے لونڈے میں بہت تھیں اس نخے کی کوئی نہ رہی حیف دوا یاد
555/5 کیا جائے کہی یوں لب یار کی لذت جب تک جنیں گے ہم کو رہے گا وہ مزا یاد
555/6 جی بھول گیا دیکھ کے چہرہ وہ کتابی ہم عصر کے علامہ تھے پر کچھ نہ رہا یاد
555/7 سب غلطی رہی بازی طفلانہ کی یک سو وہ یاد فراموش تھے ، ہم کو نہ کیا یاد
555/8 کعبے تو گئے بھول کے ہم دیر کا رستہ آتا تھا دے راہ میں ہر گام خدا یاد
555/9 اک لطف کے شرمندہ نہیں تیر ہم اس سے گویاں سے گئے اُن نے بہت ہم کو کیا یاد

﴿556﴾

اڑا کیے مرے پر کالہ جگر صیاد	اسیر کر کے نہ لی تو نے تو خبر صیاد	556/1
موئے گئے بھی مرے مشت بال و پر صیاد	پھریں گے لوٹے صحن چمن میں باد کے ساتھ	556/2
تو دیکھو کہ رہے ہم قفس میں مر صیاد	رہے گی ایسی ہی گر بے کلی ہمیں اس سال	556/3
کہ میں کدھر ہوں، کدھر ہے قفس، کدھر صیاد	چمن کی یاد کے آتے خبر نہ اتنی رہی	556/4
اسیر موسم گل میں ہمیں نہ کر صیاد	شکستہ بالی کو چاہے تو ہم سے ضامن لے	556/5
کھلا سو منہ پہ ہمارے قفس کا در صیاد	ہوا نہ وا در گلزار اپنے ڈھب سے کبھو	556/6
چمن میں اپنے بھی ہیں خار و خس کے گھر صیاد	سنا ہے بھڑکی ہے اب کی بہت ہی آتش گل	556/7
پڑا نہ اب کی کوئی پھول گل نظر صیاد	لگی بہت رہیں چاک قفس سے آنکھیں لیک	556/8
اسیر میر نہ ہوتے اگر زباں رہتی		556/9
ہوئی ہماری یہ خوش خوانی سحر صیاد		

﴿557﴾

بگڑے تھے کچھ سنور گئے شاید	لڑ کے پھر آئے ڈر گئے شاید	557/1
بال اُس کے بکھر گئے شاید	سب پریشاں دلی میں شب گزری	557/2
صوفیاں بے خبر گئے شاید	کچھ خبر ہوتی تو نہ ہوتے خبر	557/3
یار سب کوچ کر گئے شاید	ہیں مکان و سرا و جا خالی	557/4
دل کو لے کر مکر گئے شاید	آنکھ آئینہ رو چھپاتے ہیں	557/5
زخم اب دل کے بھر گئے شاید	لوہو آنکھوں میں اب نہیں آتا	557/6
حضرت خضر مر گئے شاید	اب کہیں جنگلوں میں ملتے نہیں	557/7
کام سے بال و پر گئے شاید	بے کلی بھی قفس میں ہے دشوار	557/8
شور بازار سے نہیں اٹھتا		557/9
رات کو میر گھر گئے شاید		

﴿558﴾

سو پھر بگڑی پہلی ہی صحبت کے بعد	بنی تھی کچھ اک اُس سے مدت کے بعد	558/1
قیامت تھی اک لے، ایک ساعت کے بعد	جدائی کے حالات میں کیا کہوں	558/2
یہ راحت ہوئی ایسی محنت کے بعد	موا کوہ کن بے ستوں، کھود کر	558/3
یہ گرمی تری اس شرارت کے بعد	لگا آگ، پانی کو دوڑے ہے تو	558/4
کوئی بات مانی سو منت کے بعد	کہے کو ہمارے کب اُن نے سنا	558/5
لہو ٹپکے ہے اب شکایت کے بعد	خن کی نہ تکلیف ہم سے کرو	558/6

۱۔ نسخہ آسی، عبادت اور مجلس میں شکار درج ہے، ہم فاروقی صاحب کی سند کے ساتھ اسیر جو بہتر ہے، درج کر رہے ہیں۔ شعر شورا نگین جلد دوم ص ۳۸
 ۲۔ نسخہ آسی میں ایک ایک درج ہے۔ مجلس میں اک ایک بہتر ہے۔ اختلاف متن مذکور نہیں۔

نظر میر نے کیسی حسرت سے کی
بہت روئے ہم اُس کی رخصت کے بعد

558/7

ردیف _____ دیوان سوم

﴿559﴾

- | | |
|------------------------------------|--------|
| زمیں پر میں جو پھینکا خط کو کر بند | 559/1 |
| گرفتِ دل سے ناچاری ہے، یعنی | 559/2 |
| پھنسا دل زلف و کاکل میں، نہ پوچھو | 559/3 |
| سب اُس کی چشمِ پُر نیرنگ کے محو | 559/4 |
| چمن میں کیوں کے ہم پر بستہ جاویں | 559/5 |
| بہت پیکانِ تیر یار ٹوٹے | 559/6 |
| ہوئیں رونے کی مانع میری پلکیں | 559/7 |
| کہا کیا جائے اُن ہونٹوں کے آگے | 559/8 |
| کھلے بندوں نہ آیا یاں وہ ادبِ اش | 559/9 |
| یہی اوقات ہیں گے دید کے میاں | 559/10 |
| بچا رہتا تھا چہرہ جس سے، سواب | 559/11 |
| فنِ اشعار میں ہوں پہلوں میر | 559/12 |
| مجھے ہے یاد اس کشتی کا ہر بند | |

﴿560﴾

- | | |
|--|-------|
| ہماری بات کو اے شمعِ بزمِ کریو یاد | 560/1 |
| ہمیں اسیر تو ہونا ہے اپنا اچھا یاد | 560/2 |
| نہ دردِ مندی سے یہ راہ تم چلے، ورنہ | 560/3 |
| ہزارِ فاختہ گردن میں طوق پہنے پھرے | 560/4 |
| جہاں میں اتنے ہی آشوب کیا رہیں گے بس | 560/5 |
| چمن میں اُٹھتے ہیں ستاہٹے سے اے بلبل! | 560/6 |
| ثباتِ قصر و در و بام و خشت و گل کتنا | 560/7 |
| چمن میں یار ہمیں لے گئے تھے، وانہ ہوئے | 560/8 |
| ہمیں تو مرنے کا طور اُس کے خوش بہت آیا | 560/9 |

۱۔ نسخہ آسی میں بند بر بند درج ہے، مجلس میں بند پر بند درست، لیکن اختلافِ متن درج نہیں ہوا۔

۲۔ نسخہ کالج آسی کے یہاں میں جب کہ نول کشور دوم، سوم میں میں کتابت کی غلطی ہے۔

۳۔ نسخہ آسی میں میں ہیں غلط ہے جب کہ نسخہ کالج اور نول کشور دوم، سوم میں ہو درست ہے۔

- نظر نہ کرنی لے طرف صید کے دہم بسمل 560/10
 چلے نہ تنگ اگر ہم نگاہ عجز گریں 560/11
 کب اُن نے دل میں کرا انصاف ہم پہ لطف کیا 560/12
 تمام رنجھ بچاؤ ہیں اب تو پھر پس مرگ 560/13
 اگرچہ گنج بھی ہے پر خرابیاں لے ہیں بہت 560/14
 نہ پھر خرابے میں اے میر خانماں برباد

﴿561﴾

- عشق لو ہو پی گیا سب تن میں ہے سو درد درد 561/1
 کب مری شب کو سحر ہے ایک بد حالی کے بیچ 561/2
 کارواں درکارواں یاں سے چلے جاتے ہیں لوگ 561/3
 مرد و زن سب ہیں نہ پیر دیر تُو دخت تاک سے 561/4
 دفتر اعمال میرا بھول جاویں میر کاش 561/5
 ہے قیامت اس جریدے کو جو دیکھیں فرد فرد

﴿562﴾

- بہت ہے تن درد پر زرد زرد 562/1
 وہ بیمار گو تو نہ جانے مجھے 562/2
 گزرتی ہے کیا تیر دل پر ترے 562/3
 تو ہوتا ہے ہر لحظہ کچھ زرد زرد

ردیف دیوان چہارم

﴿563﴾

- زردی عشق سے ہے تن زار بد نمود 563/1
 بے برگی، بے نواکی سے ہیں عشق میں ہزار 563/2
 ہر چند خوب تجھ کو بنایا خدا نے، لیک 563/3
 اب میں ہوں جیسے دیر کا بیمار بد نمود
 پائیز دیدہ جیسے ہوں اشجار بد نمود
 اے ناز پیشہ کبر ہے بسیار بد نمود

۱۔ نول کشور دوم، سوم اور آسی کے یہاں نہ کرتے، صحیح نہیں، نسخہ کالج میں نہ کرنی درست ہے۔

۲۔ نسخہ آسی، عبادت و مجلس میں خرابے یاں ہے، نسخہ کالج، نول کشور دوم، سوم میں خرابیاں ہے جو اس لیے بھی بہتر ہے کہ دوسرے مصرع میں خراب مذکور ہے۔

۳۔ نسخہ کالج اور طبع دوم، سوم میں تو بہتر ہے، آسی و عبادت نے سو لکھا ہے۔

۴۔ نول کشور دوم، سوم اور نسخہ آسی میں پیر و دیر بے معنی محض ہے۔ نسخہ کالج میں پیر دیر درست ہے۔

۵۔ نسخہ آسی میں یہ شعر نہایت غلط متن کے ساتھ ہے بہت ہے تن درد پر درد۔ درد اٹھے گی مری خاک سے زرد گرد۔ نسخہ کالج اور نول کشور دوم کے مطابق متن درج کیا گیا ہے۔

563/4 ہے خوش نما جو سہل مر میں ہم ، ولے ترا خوں ریزی میں ہماری ہے اصرار بد نمود
563/5 پوشیدہ رکھنا عشق کا اچھا تھا حیف میر سمجھا نہ میں کہ اس کا ہے اظہار بد نمود

﴿564﴾

564/1 کب سے ہے باغ کے پس دیوار باش و بود مشکل کریں ہیں جیسے گرفتار باش و بود
564/2 دنیا میں اپنے رہنے کا کیا طور ہم کہیں زنداں میں جوں کریں ہیں گنہگار باش و بود
564/3 بے یار کس کا جینے کو جی چاہتا ہے میر کرتے ہیں ہم ستم زدہ ناچار باش و بود

﴿565﴾

565/1 جاوے جدائی کا یہ آزار ، گاہ باشد اچھا بھی ہووے دل کا آزار ، گاہ باشد
565/2 امیدوار اُس کے ملنے کے جی سے ہم ہیں آنکھ ناز کرتا یاں یار ، گاہ باشد
565/3 گو قدر دل کی کم ہے پر چیز کام کی ہے لے تو رکھیں تمہیں ہو درکار ، گاہ باشد
565/4 کہتا ہوں سو کرے ہے لیکن رہوں ہوں ڈرتا آوے کسوخن پر تکرار ، گاہ باشد
565/5 کہتے تو ہیں گئے سو کب آئے کیا کریں تب جو خواب مرگ سے ہوں بیدار ، گاہ باشد
565/6 غصے سے اپنے ابرو جو خم کرے ہے ہر دم وہ اک لگا بھی بیٹھے تلوار ، گاہ باشد
565/7 غیرت سے عشق کی ڈر کیا شیخ و گہر دینی تسبیح کا ہو رشتہ زتار گاہ باشد
565/8 وحشت پہ میری مت جا، غیرت بہت ہے مجھ کو ہو بیٹھوں مرنے کو بھی تیار گاہ باشد
565/9 ہے ضبط عشق مشکل ، ہوتا نہیں کسو سے ڈر میر بھی ہو اس کا اظہار گاہ باشد

﴿566﴾

566/1 تن کو جس جاگہ سے چھیڑوں ہوں، وہاں ہے درد درد ہاتھ لگتے دل کے ہو جاتا ہوں کچھ میں زرد زرد
566/2 اب تو وہ حسرت سے آہ و نالہ کرنا بھی گیا کوئی دم ہونٹوں تک آ جاتا ہے گا بے سرد سرد

﴿567﴾

567/1 اُس کی دوری ہیں کڑھا کرتے ہیں ہم حد سے زیادہ جی گیا آخر ، رہا دل کو جو غم حد سے زیادہ
567/2 چھاتی پھٹ جاتی جو یوں رک کر نہ کرتا ترک چشم گزرے اُس کے عشق میں جی پر ستم حد سے زیادہ
567/3 خوف کر عاشق کے سر کٹنے کی قطعی ہے دلیل ہو جہاں شمشیر ابرو اُس کی خم حد سے زیادہ
567/4 کچھ بھی نزدیک اُس کے ٹھہرا ہو تو دیکھے بھر نظر قدر ہے عاشق کی ان آنکھوں میں کم حد سے زیادہ
567/5 پاس اُس کے دم بہ خود پہروں تھے، سوطاقت کہاں بات کہتے میر اب کرتے ہیں دم حد سے زیادہ

﴿568﴾

شعر دیواں کے میرے کر کر یاد	568/1
خود کو عشق بتاں میں بھول نہ جا	568/2
سب طرف کرتے ہیں نکلیاں کی	568/3
وحشی اب گردباد سے ہم ہیں	568/4
چار دیواری عناصر میر	568/5
خوب جاگہ ہے، پر ہے بے بنیاد	

رولیف د۔ دیوان پنجم

﴿569﴾

اُس سے نہ اُلفت ہو مجھ کو تو ہووے نہ میرا چہرہ زرد	569/1
ہاتھ نہ رکھوں کیوں میں دل پر رنج و بلا ہے قیامت درد	
ملنے میں خنکی ہی کرتا وہ کاش کے پہلے چاہ کے دن	569/2
گرمی نہ ہوتی، آپس میں تو کھینچتے نہ ہر دم آہ سرد	
برسوں میں اقلیم جنوں سے دو دیوانے نکلے تھے	569/3
میر آوارہ شہر ہوا ہے، قیس ہوا ہے بیاباں گرد	

﴿570﴾

کہتے ہو تم کہ یکسر مجھ میں وفا ہے شاید	570/1
کم ناز سے ہے کس کے بندے کی بے نیازی	570/2
یاں کچھ نہیں ہے باقی اُس کے حساب لیکن	570/3
قید فراق سے تو چھوٹیں جو مر رہیں ہم	570/4
یہ عشق ہے یقینی، حال ایسا کم سنا ہے	570/5
اے میر دل کسو سے تیرا لگا ہے شاید	

﴿571﴾

رکھتا ہے دل گنار میں صد پارہ درد مند	571/1
تسکین اپنے دل کی جو پاتا نہیں کہیں	571/2
اسلامی کفری کوئی ہو، ہے شرط درد عشق	571/3

۱۔ نسخہ کالج اور نول کشور دوم میں میرا درست ہے نسخہ آسی میں نہ درج نہیں ہو سکا۔
۲۔ نسخہ کالج اور نول کشور دوم میں 'کھینچتے' ہے اگر چہ آسی کے متن 'کھینچتی' سے بہتر ہے لیکن وزن میں یہی آتا ہے اس لیے برقرار رکھا ہے۔

- 571/4 قابل ہوئی! ہیں سیر کے چشمانِ خوں فشاں دیکھیں ہیں آنکھوں لوہو کا فوارہ دردمند
571/5 کیا کام اُس کو یاں کے نشیب و فراز سے رکھتا ہے پاؤں دیکھ کے ہموارہ دردمند
571/6 اس کارواں سرائے کے ہیں لوگ رفتی حسرت سے اُن کا کرتے ہیں نظارہ دردمند
571/7 سو بار جوصلے سے اگر رنج کش ہو میر پھر فرطِ غم سے مر رہے یک بارہ دردمند

﴿572﴾

- 572/1 ہے عشق کا فسانہ میرا نہ یاں زباں زد ہر شہر میں ہوئی ہے یہ داستاں زباں زد
572/2 حسرت سے حسنِ گل کی چُپکا ہوا ہوں ورنہ طیرانِ باغ میں ہوں میں خوش زباں، زباں زد
572/3 مذکور عاشقی کا ہر چار سو ہے باہم یعنی نہیں کہانی میری کہاں زباں زد
572/4 فرہاد و قیس و دامت ہر اک سے پوچھ لو تم شہروں میں عشق کے ہوں میں ناتواں زباں زد
572/5 کیا جانے میر کس کے غم سے ہے چپ و گرنہ حرف و سخن میں کیا ہی، ہے یہ جواں زباں زد

﴿573﴾

- 573/1 کیا کہیے ہوئے مملکتِ ہستی میں وارد بے یار و دیار اب تو ہیں اس بستی میں وارد
573/2 کچھٹے ہوش نہ تھا منبر و محراب کا ہم کو کچھٹے ہوش نہ تھا منبر و محراب کا ہم کو
صد شکر کہ مسجد میں ہوئے مستی میں وارد

﴿574﴾

- 574/1 کچھ تدبیر بتاؤ ہم کو دل اپنا ہے دردِ آلود خاک اڑاتے کہاں تک پھر یہ چہرہ سب ہے گردِ آلود

ردیف ذیوان چہارم

﴿575﴾

- 575/1 درویشی کی جو سوختگی ہے، سو ہے لذیذ نان و نمک ہے داغ کا بھی ایک شے لذیذ

۱۔ تمام نسخوں میں 'قابل ہوئے ہیں' درج ہے، شاید کاتب کا تصرف ہے یا پھر یائے معروف و مجهول کا تسامح، ہم نے 'چشمان' کی تائیدیت کے مد نظر 'ہوئی' لکھا ہے۔

۲۔ نسخہ آسی میں 'کچھ بہتر ہے' اشاعتِ مجلس میں 'کیا' درج ہے، جلد چہارم ص ۱۵۱ اور اختلاف مذکور نہیں۔

۳۔ نول کشور دوم، سوم میں 'سو ہے لذیذ' جب کہ آسی نے 'سو بھی ہے لذیذ' درج کیا ہے، مصرع میں 'بھی' باعتبار وزن زائد ہے۔

ردیف۔ دیوان اول

﴿576﴾

- اے آہ پھر اثر تو ہے برجھی کی چوٹ پر 576/1
دیکھا وہی کہ آنسوؤں میں چو پڑا جگر 576/2
اے اشتیاق سیر چمن، تیری کیا خبر 576/3
یہ جی بھی یوں ہی جائے گا، رہتا ہے تو کدھر 576/4
وے مشک فام زلفیں پریشاں ہوئیں اگر 576/5
روتے ہی مجھ کو گزرے ہے کیا شام، کیا سحر 576/6
میں نے جو آنکھیں کھول کے دیکھیں سو چشم تر 576/7
ہر سمت کو ہے تشنہ لبی کا مری خطر 576/8
کرتا ہے کون منع کہ سچ اپنی تو نہ دیکھ 576/9
لیکن کبھی تو میر کے کر حال پر نظر

﴿577﴾

- پھر دیکھنا ادھر کو آنکھیں ملا ملا کر 577/1
کعبے تلک تو پہنچے لیکن خدا خدا کر 577/2
حسرت نے اُس کو مارا آخر لایا لایا کر 577/3
رکھا ہمیں تو اُن نے آنکھیں دکھا دکھا کر 577/4
گودڑ کیا گریباں سارا سیلا سیلا کر 577/5
پھبتا ہے اُس کو کرنا باتیں چپا چپا کر 577/6
اُس شعلہ خوں نے ہم کو مارا جلا جلا کر 577/7
ہر چند لاتے ہیں ہم باتیں بنا بنا کر 577/8
میں منع میر تجھ کو کرتا نہ تھا ہمیشہ 577/9
کھوئی نہ جان تو نے دل کو لگا لگا کر

﴿578﴾

(قبل از 1752ء)

- نہیں اس قافلے میں اہل دل، ضبط نفس بہتر 578/1
نظر اے ایر تر آپھی نہ آدے گا برس بہتر 578/2
سمجھ اے عندلیب اُس باغ سے کنج قفس بہتر 578/3
نہ ہو ہرزہ درا اتنا، خوشی اے جس بہتر
نہ ہونا ہی بھلا تھا سامنے اُس چشم گریاں کے
سدا ہو خار خار باغباں، گل کا جہاں مانع

۱۔ نکات اشعار میں 'اُس' کی بجائے 'مجھ' درج ہوا ہے۔ نکات اشعار کے متن میں مطبوعہ نسخوں کے متن سے اختلاف بہت ہیں، ممکن ہے میر۔ میں یہ تراجم خود کی ہوں۔

- 578/4 برا ہے امتحان لیکن نہ سمجھے تو تو کیا کریے
578/5 سیہ کردوں گا گلشن دودل سے باغیاں میں بھی
578/6 کیا دانوں سے رشکِ باغ اے لہند آفریں الفت
578/7 قدم تیرے چھوئے تھے جن نے اب وہ ہاتھ ہے سر ہے
578/8 عبث پوچھے ہے مجھ سے میر میں صحر کو جاتا ہوں
خرابی ہی پہ دل رکھا ہے جو تو نے تو بس بہتر

﴿579﴾

(قبل از 1752ء)

- 579/1 دیکھوں میں اپنی آنکھوں سے آدے مجھے قرار
579/2 ساقی تُو ایک بار تو توبہ میری تُو
579/3 کیا زمزمہ کروں، ہوں خوشی تجھ سے ہم صغیر
579/4 کس ڈھب سے راہِ عشق چلوں، ہے یہ ڈر مجھے
579/5 کوچے کی اُس کے راہ نہ بتلائی بعد مرگ
579/6 اے پائے خم کی گردشِ ساغر ہو دست گیر
579/7 وسعت جہاں کی چھوڑ جو آرام چاہے میر
آسودگی رکھے ہے بہت، گوشہ مزار

﴿580﴾

- 580/1 یہ عشق بے اجل کش ہے بس اے دل اب تو کھل کر
580/2 سفر ہستی کا مت کر سرسری، جوں باد اے رہو
580/3 سن اے بے درد گل چیں غارتِ گلشن مبارک ہے
580/4 نہ وعدہ تیرے آنے کا، نہ کچھ امید طالع سے
580/5 یہ کیا جانوں کہ کیوں رونے لگا رونے سے رہ کر میں
580/6 مرے پاس اُس کی خاک پائے بیماری میں رکھی تھی تے
580/7 تجلی جلوہ ہیں کچھ بام و در غم خانے کے میرے
580/8 تری خاموشی سے قمری ہوا شورِ جنوں رسوا
580/9 گدازِ عاشقی کا میر کے شب ذکر آیا تھا
جو دیکھا شمعِ مجلس کو تو پانی ہو گئی گھل کر

۱۔ نسخہ مجلس کے حاشیہ جلد اول ص ۲۳۶ کے مطابق مخطوطے میں ہے، بہتر ہے، اے ہمارے خیال میں ہے سے بدرجہا بہتر ہے۔

۲۔ نسخہ آسی میں خرابی ہے یہ درست نہیں، نول کشوری نسخوں میں خرابی ہی پہ بہت بہتر ہے۔

۳۔ نسخہ آسی میں اُس کی خاک پائے جب کہ نسخہ مجلس میں اُس کے خاک پائے ہے، ہم نے آسی کے یہاں کی کی مطابقت میں رکھا تھا، کورکھی تھی، کر لیا ہے۔ موجودہ صورت میں مصرعِ با معنی ہو گیا ہے۔

۴۔ نسخہ کالج اور نول کشور دوم، سوم میں گل ہے، آسی کے یہاں گل، سہو کتابت ہے۔

﴿581﴾

(قبل از 1752ء)

- کر رحم تک، کب تک لے ستم مجھ پر جفا کار اس قدر 581/1
بھاگے مری صورت سے وہ، عاشق میں اُس کی شکل پر 581/2
منزل پہنچنا اک طرف، نے صبر ہے نے ہے سکوں 581/3
ہے جاے ہر دل میں تری، آدر گزر کر بے وفا 581/4
جز کش مکش ہووے تو کیا عالم سے ہم کو فائدہ 581/5
غیر اور بغل گیری تری، عید اور ہم سے بھاگنا 581/6
طاقت نہیں ہے بات کی، کہتا تھا نعرہ مارے 581/7
کیا جانتا تھا میر ہو جاوے گا بیمار اس قدر

﴿582﴾

- قیامت تھا سماں اُس خشم گیں پر 582/1
نہ دیکھا آخر اُس آئینہ زُرد کو 582/2
گئے دن عجز و نالے کے کہ اب ہے 582/3
ہوا ہے ہاتھ گلدستہ ہمارا 582/4
خدا جانے کہ کیا خواہش ہے جی کو 582/5
پر انشائی قفس ہی کی بہت ہے 582/6
جگر میں اپنے باقی روتے روتے (قطعہ) اگرچہ کچھ نہیں اے ہمنشیں، پر 582/7-8
کبھو جو آنکھ سے چلتے ہیں آنسو
قدم دشتِ محبت میں نہ رکھ میر 582/9
کہ سر جاتا ہے گامِ اولیں پر

۱۔ نکات اشعار میں 'کب تک' کی بجائے 'کب لگ' ہے جو شاید بعد میں میر نے خود بہتر کیا۔

۲۔ یہ مصرع نسخہ کالج اور نول کشور دوم، سوم کے مطابق ہے، آسی، عبادت و مجلس میں یہ مصرع یوں ہے 'یک سینہ، خنجر سینکڑوں، اک جان و آزا اس قدر'۔

۳۔ نسخہ آسی ص ۶۷ نسخہ عبادت ۱۱۸۰ اور مجلس جلد اول ص ۲۳۹، ہر تین نے شعر نمبر ۶ اور ۷ کو قطعہ بند درج کیا ہے حالاں کہ دونوں الگ الگ شعر ہیں اور بالکل مختلف مضمون کے حامل۔

۴۔ گزشتہ غزل کی طرح اس غزل میں بھی شعر ۵ اور ۹ کو تینوں مرتبہ کلیات میر نے قطعہ قرار دیا اور درج کیا ہے حالاں کہ یہ دونوں بھی الگ الگ اشعار ہیں۔ البتہ ان دونوں شعروں کے بعد کے دو شعر مسلسل ضرور ہیں۔

۵۔ نول کشور دوم، سوم کی غلطی کو مجلس نے بہتر متن سمجھتے ہوئے، آسی کے متن پر ترجیح دی اور 'پھر' کی بجائے مصرع میں 'بھر' درج کیا۔ آسی نے حاشہ میں 'بھر' ضرور درج کیا لیکن یہ ناموزوں ہے۔ (زمین پر) 'پانی پھر جانا' کے محاوراتی لطف کو میر کیوں ہاتھ سے جانے دیتے بھلا!

﴿583﴾

(قبل از 1752ء)

- دل ، دماغ و جگر یہ سب اک بار (قطعہ) ۱ کام آئے فراق میں اے پار! 583/1-2
- کیوں نہ ہو ضعف غالب اعضا پر ۲ مر گئے ہیں قشون کے سردار 583/3
- گل بزمردہ کا نہیں ممنون ۳ ہم اسیروں کا گوشہ دستار 583/4
- مت نکل گھر سے ہم بھی راضی ہیں ۴ دیکھ لیں گے کبھو سر بازار 583/5
- سیکڑوں حرف ہیں گرہ دل میں ۵ پر کہاں پائے لب اظہار 583/6
- سیر کر دشت عشق کا گلشن ۶ عجبے ہو ہو رہے ہیں سو سو خار 583/7
- روز محشر ہے رات ہجراں کی ۷ ایسی ہم زندگی سے ہیں بیزار 583/8
- بخت نالہ بھی کیجیو بلبل! ۸ پہلے پیدا تو کر لب گفتار 583/9
- پاک دل پر ہیں ہاشم سد نوہاں ۹ ابا کروں یک انار و سد بہار 583/10
- اگر رداں دل کا اب نالہ! ۱۰ اس کو دیتے ہیں دیدہ دیدار 583/11
- گو غزل ہو گئی قصیدہ سی ۱۱ عاشقوں کا ہے طول حرف شعار 583/12-13
- ہر سحر لگ چلی تو ہے توشیم! (قطعہ) ۱۲ اے سیہ مست ناز تک ہشیار 583/14-15
- شاخسانے ہزار نکلیں گے ۱۳ جو گیا اس کی زلف کا اک تار 583/16-17
- واجب القتل اس قدر تو ہوں (قطعہ) ۱۴ کہ مجھے دیکھ کر کہے ہے پکار 583/18
- یہ تو آیا نہ سامنے میرے ۱۵ لاؤ میری میاں پر تلوار 583/19
- آ زیارت کو قبر عاشق پر (قطعہ) ۱۶ اک طرح کا ہے یاں بھی جوش بہار 583/20
- نکلے ہے میری خاک سے زنگ ۱۷ یعنی اب تک ہے حسرت دیدار 583/21
- میر صاحب! زمانہ نازک ہے ۱۸ دونوں ہاتھوں سے تھامیے دستار 583/22-26
- سہل سی زندگی پہ کام کے تئیں ۱۹ اپنے اوپر نہ کیجیے دشوار 583/20
- پار ان کا ہے کیا ۲۰ سب سے رکھے سلاوک اہی نامہار 583/21
- کوئی ایسا گناہ اور نہیں ۲۱ یہ کہ کچھ ستم کسی پر یارے 583/22-26
- واں جہاں خاک کے برابر ہے (قطعہ) ۲۲ قدر ہفت آسمان ظلم شعار 583/22-26
- یہی درخواست پاس دل کی ہے ۲۳ نہیں روزہ نماز کچھ درکار

۱۔ نسخہ آسی اور پیر و کاروں میں عبادت اور مجلس کے نسخوں نے ان دو مسلسل شعروں کو قطعہ درج نہیں کیا۔ الگ الگ اشعار کو قطعہ بند سمجھنا اور درج کرنا اور قطعات کے اشعار کو الگ الگ شعر کے طور پر درج کرنے کی اغلاط نسخہ آسی میں بہت زیادہ ہیں اور ان نسخوں میں بھی ذرا آئی ہیں جن کے مرتبین نے غالباً شعر سمجھے بغیر درج کیے ہیں۔

۲۔ یہاں پھر وہی غلطی ہے۔ شعر نمبر ۱۱۲ اور ۱۳ کو کسی مروجہ نسخے نے قطعہ درج نہیں کیا حالانکہ چاروں مل کر ایک بات مکمل کر رہے ہیں۔

۳۔ تینوں نسخوں نے شعر نمبر ۱۸ تا ۱۹ یا شاید ۱۸ تا ۲۱ کو قطعہ بند درج کیا۔ حالانکہ یہ دونوں اور پھر یہ چاروں شعر بھی الگ الگ معنی اور مضمون کے حامل ہیں، البتہ شعر نمبر ۲۲ تا ۲۶ قطعہ بند ہیں۔

۴۔ نول کشور سوم آسی کے یہاں بار درج ہوا جب کہ دوم اور مجلس میں یار ہے۔

در مسجد پہ حلقہ زن ہو تم کہ رہو بیٹھ خانہ تمار
جی میں آدے سو کیجیو پیارے ایک ہونا نہ درپے آزار
حاصلِ دو جہان ہے اک حرف
ہو مری جان آگے تم مختار

﴿584﴾

لبوں پر ہے ہر لحظہ آہ شرر بار	584/1
ہوئیں کس ستم دیدہ کے پاس یک جا	584/2
کہو کوئی دیکھے اُسے سیر کیونکر	584/3
حلاوت سے اپنی جو آگاہ ہو تو	584/4
سبک کر دیا دل کی بے طاقتی نے	584/5
گدھا سا لدا پھرتا ہے شیخ ہر سو	584/6
مرے نخل ماتم پہ ہے سنگِ باران	584/7
ہمیں بار اُس در پہ کثرت سے کیا ہو	584/8
یہ آنکھیں گئیں ایسی ہو کر دُر افشاں	584/9
کب اس عمر میں آدمی ، شیخ ہو گا	584/10
جہاں تیر رہنے کی جاگہ نہیں ہے	584/11
چلا چاہیے یاں سے اسباب کر بار	

﴿585﴾

غصے سے اٹھ چلے ہو جوٹ دامن کو جھاڑ کر	585/1
دل وہ نگر نہیں کہ پھر آباد ہو سکے	585/2
یار رہ طلب میں کوئی کب تلک پھرے	585/3
منظور ہو نہ پاس ہمارا تو حیف ہے	585/4
غالب کہ دیوے قوتِ دل اس ضعیف کو	585/5
نگلیں گے کامِ دل کے کچھ اب اہلِ ریش سے	585/6
اس فن کے پہلوانوں سے گشتی رہی ہے میر	585/7
بہتوں کو ہم نے زیر کیا ہے پچھاڑ کر	

﴿586﴾

مرتے ہیں تیری زگس بیمار دیکھ کر	586/1
افسوس دے کہ منتظر اک عمر تک رہے	586/2
جاتے ہیں جی سے کس قدر آزار دیکھ کر	
پھر مر گئے ترے تئیں اک بار دیکھ کر	

۱۔ نسخہ آسی میں اک بار جب کہ مجلس کے نسخے میں یک بار درج ہوا، اختلاف نسخ کا ذکر نہیں۔
۲۔ نسخہ کالج میں 'تو' ہے، نول کشور دوم، سوم میں 'جو' یا 'تو' کچھ مذکور نہیں، آسی کے یہاں 'جو' ہے جو بہتر ہے۔

ناخواندہ خط شوق لگے چاک کرنے تو	586/3
کوئی جو دم رہا ہے سو آنکھوں میں ہے پھر اب	586/4
دیکھیں جدھر وہ رشک پری پیش چشم ہے	586/5
جاتا ہے آسمان لیے کوپے سے یار کے	586/6
تیرے خرام ناز پہ جائے ہیں جی چلے	586/7
طالع نے چشم پوشی کی یاں تک کہ ہم نشیں	586/8
جی میں تھا اُس سے ملیے تو کیا کیا نہ کہیے میر	586/9
پ جب ملے تو رہ گئے ناچار دیکھ کر	

﴿587﴾

دیکھ اُس کو ہنستے سب کے دم سے گئے اُکھڑ کر	587/1
کیا کیا نیاز طینت اے ناز پیشہ تجھ بن	587/2
قد کش چن کے اپنی خوبی کو نیو چلے ہیں	587/3
وہ سر چڑھا ہے اتنا، اپنی فردتی سے	587/4
پائے ثبات بھی ہے نام آوری کو لازم	587/5
دوری میں دلبروں کی کلتی ہے کیوں کے سب کی	587/6
اب کیسا زند و تقویٰ دارو ہے اور ہم ہیں	587/7
دیکھو نہ چشم کم سے معمورہ جہاں کو	587/8
اُس پشت لب کے اوپر دانے عرق کے یوں ہیں	587/9
ناسازگاری اپنے طالع کی کیا کہیں ہم	587/10
اپنے مزاج میں بھی ہے میر ضد نہایت	587/11
پھر مر ہی کے اُنھیں گے بیٹھیں گے ہم جو اڑ کر	

﴿588﴾

کہتا ہے کون تجھ کو یاں یہ نہ کر، تو وہ کر	588/1
وہ تنگ پوش اک دن دامن کشاں گیا تھا	588/2
کیا قصر دل کی تم سے دیرانی نقل کرے	588/3
ہم اپنی آنکھوں تک یہ رنگ عشق دیکھیں	588/4
رنگ شکستہ اپنا بے لطف بھی نہیں ہے	588/5

۱۔ نسخہ آسی میں آب غلط ہے، نسخہ کالج نول کشور دوم، سوم میں اب درست ہے۔

۲۔ نسخہ آسی میں بن کی جگہ میں درست نہیں۔ نسخہ کالج طبع دوم، سوم میں متن بن ہے۔

۳۔ نول کشور طبع دوم اور آسی کے یہاں آنکھیں درست نہیں، نسخہ کالج اور طبع دوم میں آنکھوں درست ہے۔

۴۔ نسخہ آسی، عبادت اور مجلس، سب میں دیکھی ہے حالاں کہ شعر کے معنی کا تقاضا دیکھو ہے۔

- یہ دل حزیں ہوا ہے کیا کیا جفائیں سہہ کر
برسوں عذاب دیکھے، قرونوں تعب اٹھائے 588/6
- اسرار عاشقی کا پچھتائے یار کہہ کر
ایکوں کی کھال پھینچی، ایکوں کو دار کھینچا 588/7
- گر ہو سکے تو زاہد اس وقت میں گنہ کر
طاعت کوئی کرے ہے! جب ابر زور جھوٹے 588/8
- کیوں تو نے آخر آخر اس وقت منہ دکھایا
دی جان میر نے جو حسرت سے اک نگہ کر 588/9

﴿589﴾

- حال ہے اور، قال ہے کچھ اور
شیخی کا اب کمال ہے کچھ اور 589/1
- دم میں عاشق کا حال ہے کچھ اور
وعدے برسوں کے کن نے دیکھے ہیں 589/2
- ہر جگہ پاں خیال ہے کچھ اور
سہل مت بوجھ یہ طلسم جہاں 589/3
- اُس کے گیسو کا بال ہے کچھ اور
تو رگ جاں سمجھتی ہو گی نسیم! 589/4
- عاشقوں کا وصال ہے کچھ اور
نہ ملیں گو کہ ہجر میں مر جائیں 589/5
- اُس پہ بھی احتمال ہے کچھ اور
کوز پستی پہ شیخ کی مت جاؤ 589/6
- اس میں اُس میں بڑا تفاوت ہے (قطعہ) کب تک چال ڈھال ہے کچھ اور
میر تلوار چلتی ہے تو چلے 589/7-8
- خوش خراموں کی چال ہے کچھ اور

﴿590﴾

- ضبط گریہ سے پڑ گئے ناسور
دل جو اپنا ہوا تھا زخمی پُور 590/1
- قرص خورشید ہو گیا کافور
صبح اُس سردی مہر کے آگے 590/2
- دولت حسن پر نہ ہو مغرور
ہم ضعیفوں کو پائمال نہ کر 590/3
- گر اٹھے ہے غبارِ خاطر مور
عرش پر بیٹھتا ہے، کہتے ہیں 590/4
- شکوہ آبلہ ابھی سے میر
ہے پیارے ہنوز دلی دور 590/5

﴿591﴾

- غیرت سے رہ گئے ہم یک سو کباب ہو کر
غیروں سے مل چلے تم مست شراب ہو کر 591/1
- گل بہہ گیا چمن میں تجلت سے آب ہو کر
اُس روئے آتشیں سے برقع سرک گیا تھا 591/2
- دیکھا کیا نہ کر تو سرمست خواب ہو کر
کل رات مندگیں تھیں بہتوں کی آنکھیں غش سے 591/3
- نکلے ہے صبح وہ بھی اب بے نقاب ہو کر
پردہ رہے گا کیونکر خورشیدِ خاوری کا 591/4
- نکلا ہے چشم تر سے وہ خونِ ناب ہو کر
یک قطرہ آب میں نے اس دور میں پیا ہے 591/5
- شکر خدا کہ نکلا واں سے خراب ہو کر
آ بیٹھتا تھا صوفی ہر صبح میکدے میں 591/6
- شرم و حیا کہاں تک ہیں میر کوئی دن کے
اب تو ملا کر دم تک بے حجاب ہو کر 591/7

۱۔ اس میں اُس میں کا جواب چوتھے مصرعے میں ہے، اس لیے ان دونوں شعروں کو قطعہ تصور کرنا ضروری ہے جب کہ کسی نسخے میں یہ قطعہ بند قرار نہیں دیئے
۲۔ مجلس کی اشاعت جلد اول ص ۲۳۹ میں 'سرومہر' درج ہوا ہے جو غلط ہے۔

﴿592﴾

- 592/1 ہو آدمی اے چرخ، ترک گردش ایام کر
592/2 دنیا ہے بے صرفہ نہ ہو، رونے میں یا کڑھنے میں تو
592/3 مست جنوں رہ روز و شب شہرہ ہوشہر و دشت میں
592/4 جتنی ہو ذلت خلق میں اتنی ہے لعزت عشق میں
592/5 مر رہ کہیں بھی میر جا، سرگشتہ پھرنا تا کجا
ظالم کسو کا سن کہا، کوئی گھڑی آرام کر

﴿593﴾

(قبل از 1752ء)

- 593/1 رہنے کا پاس نہیں ایک بھی تار آخر کار
593/2 لوح تربت پہ مری پہلے یہ لکھو کہ اے
593/3 مشیت خاک اپنی جو پامال ہے یاں اس پہ نہ جا
593/4 چشم وادیکھ کے اس باغ میں کیسب جو زکس
593/5 اول کار محبت تو بہت سہل ہے میر
جی سے جاتا ہے ولے صبر و قرار آخر کار

﴿594﴾

- 594/1 خط میں ہے کیا سامان پسینے پر
594/2 کوئی ہوتا ہے دل تپش سے بُرا
594/3 دل سے میرے شکستیں ابھی ہیں
594/4 چاک سینہ سے کھل گئے ٹانگے
594/5 جور دلبر سے کیا ہوں آزرده
میر اس چار دن کے جینے پر

﴿595﴾

- 595/1 ہم بھی پھرتے ہیں یک چشم لے کر
595/2 دست کش نالہ، پیش رو گریہ
595/3 مرگ اک ماندگی کا وقفہ ہے
595/4 اس کے اوپر کہ دل سے تھا نزدیک
595/5 بارہا صید گہ سے اُس کے گئے
595/6 ضعف یاں تک کھنچا کہ صورت گر
595/7 دل پہ کب اکتفا کرے ہے عشق
595/8 شوق اگر ہے یہی تو اے قاصد!

میر صاحب ہی چو کے اے بد عہد!
ورنہ دینا تھا دل قسم لے کر

595/0

﴿596﴾

داڑھی سفید شیخ کی تُو مت نظر میں کر
اے ابر خشک مغز سمندر کا منہ نہ دیکھ
بگلا شکار ہووے تو لگتے ہیں ہاتھ پر
سیراب تیرے ہونے کو کافی ہے چشم تر
آخر عدم سے کچھ بھی نہ اکھڑا مرا میاں
مچھ کو تھا دستِ غیب پکڑ لی تری کمر
سوتا تھا بے خبر تو نشے میں جو رات کو
سو بار میر نے تری اٹھ اٹھ کے لی خبر

596/1

596/2

596/3

596/4

﴿597﴾

پشت پا ماری بس کہ دنیا پر
ڈوبے اچھلے ہے آفتاب ہنوز
زخم پڑ پڑ گیا مرے پا پر
کہیں دیکھا تھا تجھ کو دریا پر
ابر جھوما ہی جا ہے صحرا پر
جی ہی اپنا چلا نہ صہبا پر
دل پُرخوں تو تھا گلابی شراب
پاں جہاں میں کہ شہر کوراں ہے
سات پردے ہیں چشمِ مینا پر
کہ مصیبت پڑی تمنا پر
طارم تاک سے لہو ٹپکا
میر کیا بات اُس کے ہونٹوں کی
جینا دو بھر ہوا مسیحا پر

597/1

597/2

597/3

597/4

597/5

597/6

597/7

597/8

﴿598﴾

جھوٹے بھی پوچھتے نہیں تکے حال آن کر
وے لوگ تم نے ایک ہی شونی میں کھو دیے
انجان اتنے کیوں ہوئے جاتے ہو جان کر
پیدا کیے تھے چرخ نے جو خاک چھان کر
پر گھر سے در پہ آئے نہ تم بات مان کر
اچھا نہیں ہے، آ نہ ہمیں امتحان کر
اچھی نہیں یہ بات مت اتنی زبان کر
مت کر خراب ہم کو تو اوروں میں سان کر
تربت پہ میری خون سے میرے، نشان کر
یا رب! کبھو تو ہم پہ اُسے مہربان کر
افسانے ما دمن کے سنیں میر کب تلک
چل اب کہ سوویں منہ پہ دوپٹے کو تان کر

598/1

598/2

598/3

598/4

598/5

598/6

598/7

598/8

598/9

۱۔ نسخہ آسی، عبادت مجلس میں 'پکڑنی' ہے جس کا یہ محل نہیں 'پکڑنی' بہت بہتر متن ہے۔
۲۔ نسخہ آسی میں متن یوں ہے 'زخم پاؤں' جب کہ قدیم نسخوں میں 'پڑ پڑ گیا' درست اور بہتر ہے۔
۳۔ نسخہ مجلس نے 'گروے' کو 'گر دے' درج کیا ہے۔ آسی کے یہاں یہ درست درج ہوا ہے۔
۴۔ نسخہ کالج، مطبع نول کشور دوم، سوم میں 'تک' درست ہے جب کہ آسی کے یہاں 'تک' غالباً سہو درج ہوا ہے۔

﴿599﴾

- آزار دیکھے کیا کیا اُن پلوں سے اُنک کر 599/1
 سرو و تدر و دونوں پھر آپ میں نہ آئے 599/2
 کب آنکھ کھول دیکھا تیرے تیں سرہانے 599/3
 حاصل بجز کدورت اس خاک داں سے کیا ہے 599/4
 یہ مشّت خاک یعنی انسان ہی ہے روکش 599/5
 دل کام چاہتا ہے اب اُس کے گیسوؤں سے 599/6
 ٹک منہ سے اس کے دی شب برقع سرک گیا تھا 599/7
 دھولا چکے تھے مل کر کل لونڈے میکدے کے 599/8
 کل رقص شیخ مطلق دل کو لگا نہ میرے 599/9
 منزل کی تیر اُس کی کب راہ تجھ سے نکلی 599/10
 یاں خضر سے ہزاروں مر مر گئے بھٹک کر

ردیف رب دیوان دوم

﴿600﴾

- رفار میں یہ شوخی، رحم اے جواں زمیں پر 600/1
 آنکھیں لگیں ستر ہیں گی برسوں وہیں سبھوں کی 600/2
 میں مشّت خاک یارب بارِ گرانِ غم تھا 600/3
 آنکھیں ہی کچھ رہی ہیں لوگوں کی تیری رہ میں 600/4
 خاک سیہ سے یکساں ہر ایک ہے کہے تو 600/5
 چشمے کہیں ہیں جوشاں، جوئیں نہیں ہیں جاری 600/6
 آتا نہ تھا فرو سر جن کا کل آسمان سے 600/7
 جو کوئی یاں سے گزرا کیا آپ سے نہ گزرا 600/8
 پھر بھی اٹھالی سر پر تم نے زمیں سب آ کر 600/9
 کچھ بھی مناسبت ہے، یاں عجز واں تکبر 600/10
 پست و بلند یاں کا ہے اور ہی طرف سے 600/11
 قصر جناں تو ہم نے دیکھا نہیں جو کہیے 600/12
 یاں خاک سے انہوں کی لوگوں نے گھر بنائے 600/13

۱۔ نول کشور طبع دوم میں جی لے گئے ہیں درج ہے جب کہ ہیں کی جگہ یہ نسخہ کالج اور متن آسی میں بہتر ہے۔

۲۔ نسخہ مجلس کے کاتب نے دھولا لکھ کر مصرع بے معنی کر دیا ہے۔

۳۔ نول کشور دوم، سوم کے متن 'لگیں رہیں گی' کو بہتر سمجھ کر درج کیا۔ نسخہ آسی ص ۲۶۴ میں 'لگی رہیں گی' موجودہ املا کے مطابق ہے۔

۴۔ نسخہ آسی میں 'آنکھیں ہیں' کچھ رہی ہیں، نسخہ مجلس میں 'آنکھیں ہی' کچھ رہی ہیں۔

کیا سر جھکا رہے ہو میر اس غزل کو سن کر
بارے نظر کرو تک اے مہرباں زمیں پر

600/14

﴿601﴾

اب ہو گئے ہیں آخر بیمار تیری خاطر
یہ سب ستم اٹھائے اے یار تیری خاطر
جاتے ہیں پگڑی لے جاے بازار تیری خاطر
میں جی سے اپنے گزرا سو بار تیری خاطر
قشعے لگائے، پہنے زُتار تیری خاطر
سب اونچ نیچ کی ہے ہموار تیری خاطر
سو سو میں میں نے کھینچی تلوار تیری خاطر
پیسے لیے پھرے ہیں زردار تیری خاطر

601/1

601/2

601/3

601/4

601/5

601/6

601/7

601/8

601/9

تجھ سے دوچار ہونا پھر آہ بن نہ آیا
دی جان میر جی نے ناچار تیری خاطر

﴿602﴾

اے صبا گر شہر کے لوگوں میں ہو تیرا گزار
خاکِ دہلی سے جدا ہم کو کیا یک بارگی
منصبِ بلبل غزل خوانی تھا سو تو ہے اسیر
طائر خوش زمزمہ رنجِ قفس میں ہے خوش
برگ گل سے بھی کیا نہ ایک نے تک ہم کو یاد
بے خلش کیوں کر نہ ہو گرم سخن گلزار میں
بلبل خوش لہجہ کے جانے پہ گو غوغائیاں
طائرانِ خوش لب و لہجہ نہیں رہتے چھپے
شہر کے کیا ایک دو کو چوں میں تھی شہرت رہی
کیا کہوں سوے چین ہوتا جو میں سرگرم گشت
شور سن سن کر غزل خوانی کا میری ہم صغیر
خوش نوائی کا جنہیں دعویٰ تھا رہ جاتے خموش
بعضوں کو رشکِ قبولِ خاطر و لطفِ سخن

602/1

602/2

602/3

602/4

602/5

602/6

602/7

602/8

602/9

602/10

602/11

602/12

602/13

۱۔ نسخہ کالج اور آسی کے یہاں پگڑی درست ہے، نول کشور دوم، سوم میں پگڑے غلط ہے۔

۲۔ نسخہ کالج میں مصرع یوں ہے 'اک آن تیرے ابرو ایدھر جھکے نہ پائے'۔ آسی کے یہاں ایک آن ہے۔

۳۔ میر کی یہ مسلسل غزل قدرے سوانحی مضمرات کی حامل بتائی جاتی ہے۔ میر کے دس سالہ قیام، ہجرت پور (۱۱۷۳ تا ۱۱۸۳ھ) سے واپسی کے بعد

احساسات کا گمان ان اشعار پر ہوتا ہے۔

۴۔ نول کشور دوم، سوم اور آسی کے یہاں 'چڑیاں' ہے، نسخہ کالج میں 'چیاں' بہتر ہے۔

۵۔ نسخہ آسی میں نامہ و پیغام پرش سے نسخہ کالج میں نامہ و پیغام و پرش بہتر ہے۔

ایک کہتے تھے رسوخ دل ہے اپنا استوار
جانتے ہیں ذاتِ سامی ہی کو ہم سب خاکسار
بیٹھ کر کہتے تھے منہ پہ میرے بعضے بعضے یار
کر رکھی ہے جان اپنی ہم نے حضرت پر شمار
واہ واہ ہے رابطہ، رحمت ہے یہ اخلاص پیار
بس کہ نامے کا کیا یاروں کے میں نے انتظار
تو بھی ہوتا اس دل بے تاب و طاقت کو قرار
اُن ہم آوازوں سے جن کا میں کیا ربط آشکار
آویں گے گھر بار کی تیرے خبر کو بار بار
آفریں! صد آفریں! اے مردمانِ روزگار
گو چمن میں خوش کی تم نے میری جاے نالہ زار
طالعِ برگشتہ بھی کرتے ہیں اب امدادِ کار
سامعوں کی چھاتیاں نالوں سے ہو دیں گی فگار
کیوں کہ یارانِ زماں سے چاک ہے دل جوں انار
لیک ہے اظہار ہر ناکس سے اپنا ننگ و عار
بیتِ بجشی طبعِ نازک پر ہے اپنی ناگوار
ان سے اہلِ دل سدا کھینچے ہیں رنج بے شمار
کاہ کے چاہے نہیں کہسار ہوتے بے وقار
کام کے جو لوگ صاحبِ فن ہیں سو محسود ہیں
بے تہی کرتے رہیں گے حاسدانِ نابکار

﴿603﴾

رکھے نہ تم نے کانِ نک اس داستان پر
آیا ہے اب مزاجِ ترا امتحان پر
جھنجھلاہٹ اب تو آوے ہے اُس کے سیان پر
تشہیر کون شہر میں ہو پارہ نان پر
تھا جو سماں لبوں کے ترے رنگِ پان پر
اغماض کرتے جاتے ہیں جی کے زیان پر
مارا بہت پتنگ نے سرِ شمع دان پر
ٹھہرو بہ قدرِ یک مژہ تم اس مکان پر

ایکوں^۱ کے ہونٹوں کے اوپر آفریں اُستاد تھا
رابط کا دعویٰ تھا جن کو کہتے تھے خالص ہیں ہم
نقل کرتے کیا یہ صحبت منعقد جب ہوتی بزم
بندگی ہے خدمتِ عالی میں ہم کو دیر سے
سو نہ خط اُن کا، نہ کوئی پرچہ پہنچا مجھ تلک
رفتہ رفتہ ہو گئیں آنکھیں مری دونوں سفید
لکھتے گر دو حرفِ لطف آمیز بعد از چند روز
سو تو یک نوشتہ کاغذ بھی نہ آیا میرے پاس
خط کتابت سے یہ کہتے تھے نہ بھولیں گے تجھے
جب گیا میں یاد سے تب کس کا گھر، کاہے کا پاس
اب بیاباں در بیاباں ہے مرا شور و فغاں
ہے مثلِ مشہور یہ عمر سفر کوتاہ ہے
اک پر افشانی میں بھی ہے یہ وطنِ گلزار سا
منہ پہ آویں گے سخنِ آلودہ خونِ جگر
لب سے لے کر تاخن ہیں خوں چکاں شکوے بھرے
چپ بھلی گو تلخ کامی کھینچی اس میں پڑے
آج سے کچھ بے حسابی جو رکنِ مردم نہیں
بس قلم رکھ ہاتھ سے جانے بھی دے یہ حرفِ میر (تلمہ)
602/14
602/15
602/16
602/17
602/18
602/19
602/20
602/21
602/22
602/23
602/24
602/25
602/26
602/27
602/28
602/29
602/30
602/31-32

آہستہ خونِ دل سے سخن تھے زبان پر
کچھ ہو رہے گا عشق و ہوس میں بھی امتیاز
یہ دل بری کے فن و فریب اتنی عمر میں
محتاج کرتے خدا نہ نکالے کہ جوں ہلال
دیکھا نہ ہم نے چھوٹ میں یا قوت کی کبھو
کیا رہردانِ راہِ محبت ہیں طرفہ لوگ
پہنچا نہ اُس کی داد کو مجلس میں کوئی رات
یہ چشمِ شوق طرفہ جگہ ہے دکھاؤ کی
603/1
603/2
603/3
603/4
603/5
603/6
603/7
603/8

۱۔ نسخہ کالج میں اِیکوں ہے اس لیے یہی اختیار کیا، آسی مجلس میں اِیک ہے۔

۲۔ نسخہ آسی میں واہ واہی لکھا ہے، اس کے علاوہ اخلاص و پیار بھی درست نہیں۔

۳۔ نسخہ مجلس جلد دوم ص ۱۳۵ پر محتاج کو بجائے محتاج کر غلطی کتابت ہے۔

بزار کے کو دیکھ کے خرقے بہت پھٹے بیٹھا وہ اس قماش سے آکر دکان پر
603/9
موزوں کرو کچھ اور بھی شاید کہ میر جی
603/10
رہ جائے کوئی بات کسو کی زبان پر

﴿604﴾

کیا کیا نہ لوگ کھلتے جاتے ہیں جان پر
604/1
کچھ ان دنوں اشارہ ابرو ہیں تیز تیز
604/2
تھوڑے میں دور کھینچے ہے کیا آدم آپ کو
604/3
کس پر تھے بے دماغ کہ ابرو بہت ہے خم
604/4
کس رنگ راہ پائے نگاریں سے تو چلا
604/5
چرچا سا کر دیا ہے مرے شور عشق نے
604/6
پی پی کر اپنا لو ہو رہیں گو کہ ہم ضعیف
604/7
یہ وہم ہے کہ اور کا ہے میرے تئیں خیال
604/8
تکفینیں ہزار ہیں اُس کام جاں کے بچ
604/9
دامن میں آج میر کے داغ شراب ہے
604/10
تھا اعتماد ہم کو بہت اس جوان پر

﴿605﴾

مَت آنکھ ہمیں دیکھ کے، یوں مار دیا کر
605/1
آئینے کی مشہور پریشاں نظری ہے
605/2
سو بار کہا غیر سے صحبت نہیں اچھی
605/3
کیوں آنکھوں میں سرے کا تو دنبالہ رکھے ہے
605/4
کچھ خوب نہیں اتنا ستانا بھی کسو کا
605/5
ہے میر فقیر اس کو نہ آزار دیا کر

﴿606﴾

طاقت نہیں ہے جان میں کڑھنا تعب ہے اور
606/1
ہر چند چپ ہوں لیک مرا حال ہے عجیب
606/2
آنکھ اُس کی اس طرح سے نہیں پڑتی ٹک ادھر
606/3
کیا کہیے حال دل کا جدائی کی رات میں
606/4
دل لے چکے دکھا کے رخ خوب کو تبھی
606/5
اس دل لگی کے روگ کو نسبت مرض سے کیا
606/6
طور اگلے تیرے ملتے نہیں اس طرح سے ٹک
606/7

۱۔ نچہ آسی مجلس میں دل لگے کے روگ ہے، بجل شعر متقاضی ہے کہ دل لگی ہو۔

کیا بات تیری اے ہمہ عیاری و فریب
آ نکھیں کہیں ہیں اور، سخن زیر لب ہے اور
اسباب مرگ کے تو مہیا ہیں سارے میر
شاید کہ زندگانی کا اپنی سبب ہے اور

606/8

606/9

﴿607﴾

آہم نشیں کسو کے مت عشق کی ہوس کر
جانی ہیں یوں ہی ناداں جانیں ترس ترس کر
فرصت سے اس چمن کی بکل رو کے میں جو پوچھا
چشمک کی ایک گل نے میری طرف کوئیں کر
ہم مو سے ناتواں تھے سو ہو چکے ہیں کب کے
نکلے ہو تم پیارے کس پر کمر کو کس کر
جی رک گیا کہیں تو، پھر ہوئے گا اندھیرا
مت چھیڑا بر مجھ کو یوں ہی برس برس کر
کیا ایک تنگ میں لہوں، اُس زلف پر شکن سے
اس دام میں موئے ہیں بہتیرے صید پھنس کر
اک جمع کے سر اوپر روزِ سیاہ لایا
پکڑی میں بال اپنے نکلا جو وہ گھڑس لے کر
اس قافلے میں کوئی دل آشنا نہیں ہے
نکلے گئے کے اپنے ناحق نہ اے جس کر
صیاد اگر اجازت گلگشت کی نہیں نک
دیوارِ باغ کو تو بارے درِ قفس کر
بے بس ہے میر تجھ بن رہتا نہیں دل اُس کا
نک تو بھی اے ستم جو جو و ستم کو بس کر

607/1

607/2

607/3

607/4

607/5

607/6

607/7

607/8

607/9

﴿608﴾

آئی ہے اُس کے کوچے سے ہو کر صبا کچھ اور
کیا سر میں خاک ڈالتی ہے اب ہوا کچھ اور
تدبیر دوستوں کی مجھے نفع کیا کرے
بیماری اور کچھ ہے، کریں ہیں دوا کچھ اور
مستانِ عشق و اہل خرابات میں ہے فرق
مے خوارگی کچھ اور ہے، یہ نشہ تھا کچھ اور
کیا نسبت اُس کے قامتِ دل کش سے سرو کو
اندازِ اس کا اور کچھ، اُس کی ادا کچھ اور
مانجا جو آرسی نے بہت آپ کو تو کیا
رخسار کی ہے سطح کی تے اُس کے صفا کچھ اور
اُس کی زیادہ گوئی سے دل داغ ہو گیا
شکوہ کیا جب اُس سے تب اُن نے کہا کچھ اور
اس طور سے تمہارے تو مرتے نہیں ہیں ہم
اب واسطے ہمارے نکالو جفا کچھ اور
صورت پرست ہوتے نہیں معنی آشنا
ہے عشق سے بتوں کے مرا مدعا کچھ اور
مرنے پہ جان دیتے ہیں وارفتگانِ عشق
ہے میر راہ و رسم دیارِ وفا کچھ اور

608/1

608/2

608/3

608/4

608/5

608/6

608/7

608/8

608/9

﴿609﴾

چمکی ہے جب سے برقِ سحر گستاں کی اور
جی لگ رہا ہے خار و خسِ آشیاں کی اور
وہ کیا یہ دل لگی ہے فنا میں کہ رفتگان
منہ کر کے بھی نہ سوئے کبھو پھر جہاں کی اور

609/1

609/2

۱۔ نسخہ آسی میں ہی ہوں درست نہیں، نسخہ کالج، فول کشور دوم، سوم میں 'میں ہوں'۔
۲۔ آسی صاحب کا اس لفظ کے بارے میں فرمانا درست ہے کہ وہی اور اکبر آباد میں 'ارستا' یا 'اُڑستا' بولا جاتا ہے۔ 'گھرس' کسی لکھنؤی کا تب کا تصرف ہے کیوں کہ اہل لکھنؤ 'گھرسنا' بولتے ہیں۔
۳۔ اس مصرع میں نسخہ آسی میں تین مرتبہ کے استعمال ہوا، مجلس کے نسخے میں 'سطح' کی بہتر ہے، لیکن 'رخسار' کے ہی لکھا حالاں کہ محل 'کی' کا ہے۔

رہ جاتے ہیں گے دیکھ کے گل اُس دہاں کی اور
دیکھا نہ کر غضب سے سو خستہ جاں کی اور
جوئے چمن میں دیکھ تک آب رواں کی اور
لاوے اُسی کو کھینچ سو ناتواں کی اور
رہتے ہیں کان سب کے اُسی بدزبان کی اور
اب دیکھتا نہیں ہے کوئی اس مکاں کی اور
جانا ہے اکثر اب تو غبار آسماں کی اور

کیا حال ہو گیا ہے ترے غم میں میر کا
دیکھا گیا نہ ہم سے تو تک اُس جواں کی اور

رنگ سخن تو دیکھ کہ حیرت سے باغ میں
آنکھیں سی کھل ہی جائیں گی جو مر گیا کوئی
کیا بے خبر ہے رفتن رنگین عمر سے
یاں تاب سعی کس کو مگر جذب عشق کا
یا رب ہے کیا سزا سخن تلخ یار میں
یا دل وہ دیدنی تھی جگہ یا کہ تجھ بغیر
آیا کسے تکدرِ خاطر ہے زیرِ خاک

609/3

609/4

609/5

609/6

609/7

609/8

609/9

609/10

﴿610﴾

مگر اور اُٹھتے تب ، ہوئے ہو اب اور
تہ دل ہے کچھ ، اور زیر لب اور
طرح پاں کھانے کی تھی کچھ جب اور
تکلف نہیں اس میں ، تھے تم تب اور
اٹھائیں گے تیرے ستم پہ لب اور

جدا اتفاقاً رہا ایک میر
وگر نہ ملے یوں تو اُس سے سب اور

نئے طور سیکھے ، نکالے ڈھب اور
ادا کچھ ہے ، انداز کچھ ، ناز کچھ
لب سرخ کر تک دکھاتے نہیں
نہ گرمی ، نہ جوش ، نہ اب وہ تپاک
زمانہ مرا کیوں کے یک ساں رہے

610/1

610/2

610/3

610/4

610/5

610/6

﴿611﴾

تصدیق کھینچی ہم نے یہ کام اختیار کر
پر دم بخود ہی رہتے ہیں ہم جی کو مار کر
کافر کو بھی نہ اُس سے الہی دوچار کر
اے ترک صید پیشہ ہمیں بھی شکار کر
کس طور جی کو ہم نہ لگا بیٹھیں ہار کر
بیٹھا تو روزِ حشر تیں انتظار کر
کل سب چلے ہیں رختِ سفر اپنا بار کر
ہم اور ابر آج اٹھے ہیں قرار کر
یہ پھول گل بھی زور رہے ہیں بہار کر

مرتے ہیں میر سب یہ نہ اس بے کسی کے ساتھ
ماتم میں تیرے کوئی نہ رویا پکار کر

آخر دکھائی عشق نے چھاتی نگار کر
اُس باعثِ حیات سے کیا کیا ہیں خواہشیں
تک سامنے ہوا کہ نہ ایماں نہ دین و دل
جا شوق پر ، نہ جاتن زار و نزار پر
وہ سخت باز داؤ میں آتا نہیں ہے ہارے
ہم آپ سے گئے تو گئے پر بسانِ نقش
کن آنکھوں دیکھیں رنگ خزاں کے کہ باغ سے
جل تھل بھریں نہ جب تیں دم تب تیں نہ لیں
اک صبح میری چھاتی کے داغوں کو دیکھ تو

611/1

611/2

611/3

611/4

611/5

611/6

611/7

611/8

611/9

611/10

۱۔ نسخہ مجلس جلد دوم ص ۱۴۱ مگر ادا تھے تب کتابت کا سہو ہے۔

۲۔ نسخہ آسی، عبادت اور مجلس میں تیرے ستم ہی غلط ہے، نسخہ کالج میں تیرے ستم یہ درست ہے۔

﴿612﴾

- جنوں میں اب کے کام آئی نہ کچھ تدبیر بھی آخر 612/1
اگر ساکت ہیں ہم حیرت سے پر ہیں دیکھنے قابل 612/2
یکایک یوں نہیں ہوتے ہیں پیارے جان کے لاگو 612/3
کلیجہ چھن گیا پر جان سختی کش بدن میں ہے 612/4
نہ دیکھی ایک دانشدہ اپنے دل کی اس گلستاں میں 612/5
سروکار آہ کب تک خامہ و کاغذ سے یوں رکھے 612/6
پھرے ہے بادلا سا پیچھے ان شہری غزلوں کے 612/7
بیاباں مرگ ہو گا اس چلن سے میر بھی آخر

﴿613﴾

- رہ جاؤں چپ نہ کیونکہ برا جی میں مان کر 613/1
کہتے ہیں چلتے وقت ملاقات ہے ضرور 613/2
کیا لطف تھا کہ مے کدے کی پشت بام پر 613/3
آیا نہ چل کے یاں تیں وہ باعث حیات 613/4
ایسے ہی تیز دست ہوٹلوں ریزی میں تو پھر 613/5
بے مروتی کہ نگہ کا مضائقہ 613/6
رنگین گور کرنی شہیدوں کی رسم ہے 613/7
رکھنا تھا وقت قتل مرا امتیاز ، ہائے 613/8
تم تیغ جو کھینچ کے کیا سوچ میں گئے 613/9
وے دن گئے کہ طاقت دل کا تھا اعتماد 613/10
اُس گوہر مراد کو پایا نہ ہم نے میر 613/11
پایان کار مر گئے یوں خاک چھان کر

﴿614﴾

- مجھ کو قفس میں سنبل و ربیحاں کی کیا خبر 614/1
رہتا ہے ایک نشہ انہیں جن کو ہے شناخت 614/2
نک پوچھتے ، جو آن نکلتا کوئی ادھر 614/3
برباد جائے یاں کوئی دولت تو کیا عجب 614/4

۱۔ نول کشور دوم، سوم میں کھلے پانی درست نہیں، آسی کے یہاں کھلے پائے صحیح ہے۔

۲۔ نسخہ مجلس میں ہوئی بجائے ہوں طبع ہوا ہے، آسی کے یہاں ہو درست ہے۔

۳۔ سبھی نسخوں میں رکھتا ہے جو ہو ہے، مصرع میں معنی برطابق مضمون رکھنا سے ہی پیدا ہوتے ہیں۔

آیا ہے ایک شہر غریباں سے تازہ تو
میر اُس جوانِ حال پریشاں کی کیا خبر

614/5

﴿615﴾

لاگو ہو میرے جی کا ، اتنی ہی دوستی کر	اب تنگ ہوں بہت میں ، مت اور دشمنی کر	615/1
پچھتائے ہم نہایت سینے کے چاک سی کر	جب تک شگاف تھے کچھ اتنا نہ جی رُکے تھا	615/2
اب بھائیوں سے چندے تو گرگِ آشتی کر	قصہ نہیں سنا کیا یوسف ہی کا جو تو نے	615/3
شہروں میں ہم نہ دیکھا بالیدہ ہوتے کیکر	نا سازی و خشونت جنگل ہی چاہتی ہے	615/4
رہ رہ گیا ہوں برسوں لوہو کو اپنے پی کر	کچھ آج اشکِ خونیں میں نے نہیں چھپائے	615/5
بس جی چکا بہت میں ، اب کیا کروں گا جی کر	کس مردنی کو اُس دن بھاتی ہے زندگانی	615/6
جو کچھ کیا ہے میں نے ، پہلے اُسے سہی کر (صح)	حرفِ غلط کو سن کر درپے نہ خوں کے ہونا	615/7
جو تجھ سے ہو سکے سوا اب تو بھی مت کمی کر	دن رات گڑھتے گڑھتے میں بھی بہت رُکا ہوں	615/8
تو بھی جو یاں رہے تو زہارِ مت بدی کر	رہتی ہے سو نکوئی ، رہتا نہیں ہے کوئی	615/9
تھی جب تلک جوانی رنج و تعب اٹھائے		615/10
اب کیا ہے میر جی میں ترکِ ستم گری کر		

ردیف دیوان سوم

﴿616﴾

شعلہ ہے شمع ساں یاں ہر یک سخن زباں پر	گرمی سے گفتگو کی کر لے قیاس جاں پر	616/1
گویا کہ مہر کی ہے ان نے مرے دہاں پر	دیکھ اُس کے خط کی خوبی لگ جاتی ہے چپ ایسی	616/2
میں غنمتی میں نہیں ہوں ، دے ہفتم آسماں پر	ہوں خاک مجھ کو اُن سے نسبتِ حساب کیا ہے	616/3
بجلی سے بھی پڑے گا پھول آکے آشیاں پر	گھر باغ میں بنایا پر ہم نے یہ نہ جانا	616/4
تو بھی تو گوشِ وا کر ملک میری داستاں پر	روتے ہیں دوست اکثر سن سرگذشتِ عاشق	616/5
ہونے لگے ہوں خوں جب ہونٹوں کے رنگِ پاں پر	کیا بات میں تب اس کی جاوے کسو سے بولا	616/6
کیا جانوں آفت آئی کیا طاقت و تواں پر	ترپے ہے دل گھڑی بھر تو پہروں غش رہے ہے	616/7
سودا بنے جو اُس سے تو میرِ منفعت ہے		616/8
اپنی نظر نہیں ہے پھر جان کے زیاں پر		

۱۔ 'جان کی زیاں' نسخہ آسی مجلس میں یاے معروف و مجہول میں فرق روانہ رکھنے کے سبب سے ہے، اسی لیے 'جان کے زیاں' لکھنا ضروری ہے۔

﴿617﴾

پس مارا دل غموں نے کوٹ کر کیا اُجاڑا اس نگر کو لوٹ کر
ابر سے آشوب ایسا کب اُٹھا خوب روئے دیدہ تر پھوٹ کر
کیوں گریباں کو پھروں پھاڑے نہ میر
دامن اُس کا تو گیا ہے چھوٹ کر

617/1

617/2

617/3

﴿618﴾

اے مرغِ چمن صبح ہوئی زمزمہ سر کر دم کھینچ تیرے دل سے کوئی ٹکڑے جگر کر
وہ آنہ رو باغ کے پھولوں میں جو دیکھا ہم رہ گئے حیران اسی منہ پہ نظر کر
ہے بے خبری مجھ کو ترے دیکھے سے ساقی ہر لحظہ مری جان مجھے میری خبر کر
جس جائے سراپا میں نظر جاتی ہے اس کے آتا ہے مرے جی میں یہیں عمر بسر کر
فرہاد سے پتھر پہ ہوئیں صنعتیں کیا کیا دل جا کے جگر کاوی میں کچھ تو بھی ہنر کر
پڑتے نگہ اُس شوخ کی ہوتا ہے وہ احوال رہ جاوے ہے جیسے کہ کوئی بجلی سے ڈر کر
معشوق کا کیا وصل درے ایسا دھرا ہے تا سنج پتنگا بھی جو پہنچے ہے تو مر کر
یک شب طرف اس چہرہ تاباں سے ہوا تھا پھر چاند نظر ہی نہ چڑھا جی سے اتر کر
کسب اور کیا ہوتا عوض رستخیز کے کاش
پچھتائے بہت میر ہم اس کام کو کر کر

618/1

618/2

618/3

618/4

618/5

618/6

618/7

618/8

618/9

﴿619﴾

جب ہم کلام ہم سے ہوتا ہے پان کھا کر کس رنگ سے کرے ہے باتیں چبا چبا کر
تھی جملہ تن لطافت عالم میں جاں کے ہم کوٹ مٹی میں اٹ گئے ہیں اس خاک داں میں آ کر
سعی و طلب بہت کی مطلب کے تئیں نہ پہنچے ناچار اب جہاں سے بیٹھے ہیں ہاتھ اٹھا کر
غیرت یہ تھی کہ آیا اُس سے جو میں خفا ہو مرتے تے موا پہ ہر گز اودھر پھرا نہ جا کر
قدرت خدا کی، سب میں خلع العذار آؤ بیٹھو جو مجھ گئے تو پردے میں منہ چھپا کر
ارمان ہے جنہوں کو وے اب کریں محبت ہم تو ہوئے پشیمان دل کے تئیں لگا کر
میں میر ترک لے کر دنیا سے ہاتھ اٹھایا
درویش ٹو بھی تو ہے، حق میں مرے دعا کر

619/1

619/2

619/3

619/4

619/5

619/6

619/7

﴿620﴾

پڑتی ہے آنکھ ہر دم جا کر صفائے تن پر سو جی گئے تھے صدقے اُس شوخ کے بدن پر

620/1

۱۔ نسخہ آسی میں کیا شب اور طبع سوم میں یا شب دونوں غلط ہیں، نسخہ کالج میں یک شب درست ہے۔
۲۔ نسخہ آسی اور مجلس میں ہم تو درست نہیں، یوں شعر معقد ہو جاتا ہے۔ نسخہ کالج میں ہم کو کا تعلق تھی سے ہے، لہذا شعر معقد نہیں رہتا اور دونوں مصرعوں کا مفہوم وہیں مکمل ہو رہا ہے۔
۳۔ نول کشور دوم، سوم اور آسی کے یہاں مرنے موا غلط ہے، نسخہ کالج کا متن مرنے موا ہی درست ہے۔

نام خدا نکالے کیا پاؤں رفتہ رفتہ	620/2
تو بھی تو ایک دل چل گلشن میں ساتھ میرے	620/3
دل جو بہ جائیں ہے، وحشی سا میں پھروں ہوں	620/4
درکار عاشقوں کو کیا ہے جواب نامہ	620/5
تب ہی بھلے تھے جب تک حرف آشنا نہ تھے تم	620/6
گر دُرُخ اُس کے پیدا خط کا غبار یوں ہے	620/7
کس طرح میر جی کا ہم توبہ کرنا مانیں	620/8
کل تک بھی داغ مے تھے لمس اُن کے پیر ہن پر	

﴿621﴾

سحر گوش گل میں کہا میں نے جا کر (قطعہ)	621/1-2
لگا کہنے فرصت ہے یاں یک تبسم	
تو وہ بھی گریہاں میں منہ کر چھپا کر	621/3
نکازا تجھے خوب صورت بنا کر	621/4
جگر پھر گیا رات ہونٹوں پہ آ کر	621/5
نہ پوچھا کہہو لطف سے نک بلا کر	621/6
خجالت سے ہم رہ گئے سر جھکا کر	621/7
مبارک تمہیں میر ہو عشق کرنا	
بہت ہم تو پچھتائے دل کو لگا کر	

﴿622﴾

صاف غلطاں خوں میں ہے نچیر یار	622/1
کو تہی کی میرے طول عمر نے	622/2
آکڑوں کی پاؤں میں بیڑی ہوئی	622/3
ہے کشیدہ جیسی تیغ آفتاب	622/4
میر ہم تو ناز ہی کھینچا کیے	622/5
کیوں کہ کوئی کھینچے ہے تصویر یار	

﴿623﴾

میں اور ، یار اور ، مرا کاروبار اور	623/1
ہوتا ہے گرد شہر کے روز اک مزار اور	623/2
مذہب سے میرے کیا تجھے ، تیرا دیار اور	
چلتا ہے کام مرگ کا خوب اُس کے دور میں	

۱۔ نسخہ آسی اور نول کشور دوم، سوم میں ہم غلط ہے، مجلس نے باوجود آگاہی ہم ہی درج کیا، نسخہ کالج میں 'تم' درست ہے۔

۲۔ نسخہ آسی اور نول کشور دوم، سوم کے تتبع میں کل تک تھے داغ مے کے درج کرتا ہے، جب کہ زیادہ بہتر متن نسخہ کالج میں ہے کل تک بھی داغ مے تھے

۳۔ نسخہ آسی، عبادت اور مجلس کسی نے ان دونوں شعروں کو بطور قطعہ درج نہیں کیا۔

۴۔ نسخہ آسی و مجلس میں رنگ درج ہے جس سے نسخہ کالج کا رنگ بہتر ہے۔

- 623/3 بندے کو ان فقیروں میں گنیے نہ شہر کے
623/4 دل کو تو لاگ ہی ہے، تکیوں راہ کب تک
623/5 بسمل پسند کر کے، تڑپنا نہ دیکھنا
623/6 میں اس کی گردِ رہ کا رہا منتظر بہت
623/7 درِ سراب جو عشق کا ہے گور تک ہے ساتھ
623/8 کا ہے کو اس قرار سے تھا اضطراب و قلق
623/9 کس کو فقیری میں سر و دل حرف کا ہے تیر
کرتے ہیں اس دماغ پہ ہم انکسار اور

﴿624﴾

- 624/1 دعویٰ ہے یونہی اس کا ترے حسنِ گوش پر
624/2 شاید کسو میں اس میں بہت ہو گیا ہے بعد
624/3 جیب و کنار سے تو بڑھا پانی دیکھیے
624/4 اک شور ہے جو عالم کون و فساد میں
624/5 ہے بارِ دوش جس کے لیے زندگی سو وہ
624/6 جو ہے سو مست بادۂ وہم و خیال ہے
624/7 مرغِ چمن نے کیا حق صحبت ادا کیا
624/8 جب تک بہار رہتی ہے، رہتا ہے مست تو
عاشق ہیں میر ہم تو ترے عقل و ہوش پر

﴿625﴾

- 625/1 کیا جانیں گے کہ ہم بھی عاشق ہوئے کسو پر
625/2 ہر کوئی چاہتا ہے سرمہ کرے نظر کا
625/3 کر باغباں حیا تک، گل کو نہ ہاتھ میں مل
625/4 حسرت سے دیکھتے ہیں پرواز ہم صغیراں
625/5 حرف و سخن کرے ہے کس لطف سے برابر
625/6 گوشوق سے ہو دل خوں مجھ کو ادب وہی ہے
625/7 تنِ راکھ سے ملا سب، آنکھیں دیے سی جلتی
ٹھہری نظر نہ جو کی تے میر اس فقیلہ مو پر

۱۔ نول کشور سوم میں اضطراب و غلط غلط ہے، آ سی نے بھی غلطی دہرائی، نسخہ کالج اور طبع دوم میں اضطراب و قلق جو بالکل موزوں ہے۔
۲۔ نسخہ آ سی میں اس کا ہے جب کہ مجلس نے اختلاف ظاہر کیے بغیر اس کو درج کیا، آ سی کا متن بہتر ہے۔
۳۔ نول کشور دوم، سوم اور آ سی کے یہاں کیے ہیں جو درست نہیں، نسخہ کالج (ص ۴۷۱) میں 'کی' ہے جو بالکل موزوں اور درست ہے۔
۴۔ شعر شورا انگیز میں فاروقی صاحب نے عباسی صاحب کی سند سے 'جوگی' درج متن کیا ہے لیکن کسی قدیم نسخے سے اس کی تصدیق نہیں ہوتی۔ یوں بھی یہ لفظ مصرع میں کچھ زیادہ معنی خیز نہیں لگا۔

رولیف ر۔ دیوان چہارم

﴿626﴾

- مت اس چمن میں غنچہ روش بود و باش کر 626/1
دل رکھ قوی، فلک کی زبردستی پر نہ جا 626/2
ہے کیا تو جیسے بند ہے مٹھی کہ جا چلا 626/3
یوں ہی ہے سینہ کو بی اگر چاہے دل کی داد 626/4
پھرتا ہے کیا تو میر گلستاں میں غم زدہ 626/5
کچھ دل خراش لکھ بھی، قلم اک تراش کر

﴿627﴾

- مرتے ہیں ہم تو آدم خاکی کی شان پر 627/1
جھمگھٹ لٹھا دل میں لالہ رخوں کے خیال سے 627/2
عرصہ ہے تنگ صدر نشینوں پہ، شکر ہے 627/3
آفات میں ہے مرغ چمن گل کے شوق سے 627/4
اُس کام جاں کے جلوں کا میں ہی نہیں ہلاک 627/5
جاتے تو ہیں یہ خواہش دل موت ہے نری 627/6
نقدیس دل تو دیکھ، ہوئی جس کو اُس سے راہ 627/7
انداز و ناز اتنے اُس ادبائش کے ہیں قہر 627/8
شونی تو دیکھو، آپھی ۛ کہا آؤ بیٹھو میر 627/9
پوچھا کہاں، تو بولے کہ میری زبان پر

﴿628﴾

- کیا صبر ہم نے جو اُس کے ستم پر 628/1
لکھا جو گیا اُس کو کیا نقل کرے 628/2
جھکے تک جدھر، جھک گئے لوگ اودھر 628/3
خن زن ہوں ہر چند دے مست آنکھیں 628/4
جگر کو سراہ ۛ میر اُس رنج کش کے 628/5
گیا دو قدم جو ہمارے قدم پر

۱۔ نول کشور دوم، سوم اور آسی کے یہاں 'چرکت' ہے جس کا یہاں کوئی جواز نہیں، حاشیے میں آسی نے 'جھکھٹ' درج کیا ہے۔ فی الحال اسی کو شاہ متین کیا جا رہا ہے۔ گو یہ لفظ بھی یہاں پوری طرح کارگر نہیں، تاہم صحیح ترین لفظ کے ملنے تک 'چرکت' سے بہتر ہے۔
۲۔ نول کشور دوم، سوم میں 'جاتے' کی جگہ 'جانے' اور 'نری' کی جگہ 'تری' لکھا گیا جس سے مصرع معنی سے بے گانہ ہو گیا، آسی کا متن گونوالے کے 'ہے تاہم' یا معنی ضرور ہے۔
۳۔ نسخہ آسی میں 'آپ ہی' بجائے 'نقیر یا ہر جگہ' آپھی درج کیا ہے جو متن میر کا زیادہ نمائندہ بھی ہے اور آج کے قاری کے لیے بھی اجنبی نہیں۔
۴۔ نسخہ آسی میں 'سراہ' درست نہیں، 'سراہ' ہونا چاہیے۔ نول کشور دوم، سوم میں 'سرا' بالکل ہی غلط ہے۔

﴿629﴾

- تجھ کو ہے سو گند خدا کی ، میری اذر نگاہ نہ کر 629/1
عشق و محبت یاری میں کیا لطف رکھے ہے کرنا ضبط 629/2
مانگ پناہ خدا سے بندے ، دل لگنا اک آفت ہے 629/3
گھاس ہے میخانے کی بہتر ، ان شیخوں کے مصلے سے 629/4
میر نہ ہم کہتے تھے تجھ سے ، حال نہیں کچھ رہنے کا 629/5
چاہ بلائے جان و دل ہے ، آ! جانے دے ، چاہ نہ کر

﴿630﴾

- کل سے دل کی کل بگڑی ہے ، جی مارا بے کل ہو کر 630/1
ایک سجود خلوص دل سے آہ کیا نہ جوانی میں 630/2
جیب دریدہ خاک ملوں کے حال سے کیا آگاہی تمہیں 630/3
ایک تو ہم ٹو ہوتے نہیں ہیں ، سر بہتیرا مار چکے 630/4
جی ہی ملا جاتا ہے اپنا میر سماں یہ دیکھے سے 630/5
آنکھیں ملتے اٹھتے ہیں بستر سے دلبر جب سو کر

﴿631﴾

- یہ لطف اور پوچھا مجھ سے خطاب کر کر 631/1
چھاتی جلی ہے کیسی ، اڑتی جو یہ سنی ہے 631/2
خون ریزی سے کچھ آگے تشہیر کر لیا تھا 631/3
گنتی میں تو نہ تھا میں پر کل مجھل ہوا وہ 631/4
مستی و بے خودی میں آسودگی بہت تھی 631/5
روپوش ہی رہا وہ ، مرنے تک اپنے لیکن 631/6
کیا جانے کہ دل پر گزرے ہے میر کیا کیا 631/7
کرتا ہے بات کوئی آنکھیں پر آب کر کر

﴿632﴾

- جدائی تا جدائی فرق ہے ملتے بھی ہیں آ کر 632/1
اگر چہ چپ لگی ہے عاشقی سے مجھ کو حیرت ہے 632/2
جو جانوں تجھ میں بلبل تہہ نہیں تو کیوں زباں دیتا 632/3
فلک نے باغ سے جوں غنچہ نرگس نکالا ہے 632/4
سبد پھولوں بھرے بازار میں آئے ہیں موسم میں 632/5
نکل کر گوشہ مسجد سے تو بھی میر سودا کر

﴿633﴾

اس رفتہ پاس اُس کو لائے تھے لوگ جا کر
سن سن کے دردِ دل کو بولا کہ جاتے ہیں ہم
آگے زمیں کی تہہ میں ہم سے بہت تھے، تو بھی
میرے ہی خوں میں اُن نے تیغہ نہیں سلایا
دل ہاتھ سے گیا ہے لطفِ قضا ہے میرے
جو وجہ کوئی ہو تو کہنے میں بھی کچھ آوے
اب تو پھر وہو بے غم تب میر جانیں گے ہم
اچھے رہو گے جب تم دل کو کہیں لگا کر

﴿634﴾

بزم میں منہ ادھر کریں کیوں کر
یوں بھی مشکل ہے، دوں بھی مشکل ہے
راز پوشی عشق ہے منظور
مست و بے خود ہم اس کے در پہ گئے
سو رہا بال منہ پہ کھول کے وہ
مہ فلک پر ہے، وہ زمیں پر آہ
دل نہیں دردمند اپنا میر
آہ نالے اثر کریں کیوں کر

ردیف ر دیوان پنجم

﴿635﴾

اپنے موئے بھی رنج و بلا ہے ہمایوں کی جانوں پر
میں تو کیا کیا حرف و سخن تھے میرے جہاں سے جاتے رہے
تو بھی رباط کہن سے صوفی سیر کو چل تک سبزے کی
آمد و رفت نسیم سے ظاہر رجش بلبل ہے لیکن
جینغہ جینغہ اُس کی سی ابرو دکش نکلی نہ کوئی یاں
جان تو یاں ہے گرم رفتن لیت و لعل واں ویسی ہے
بعد مرے سب سے کو میرے ہاتھوں ہاتھ ملک لیں گے
دل کی حقیقت عرش کی عظمت سب کچھ ہے معلوم ہمیں
راہ چلو تم اپنی اپنی میرے طریق سے کیا تم کو
عشق عجائب زور آور ہے کشتی سب کی پاک ہوئی
ذکر میر ہے کیا پیری میں حرف و سخن ہے جوانوں پر

نسخہ آسی اور نول کشور سوم میں مجھ سے ہے، تجھ سے، نسخہ مجلس میں مصرع اول سے مناسبت نہیں رکھتا۔

﴿636﴾

- کئی داغ ایسے جلائے لے جگر پر 636/1
 گیا میری دادی سے سیلاب بچ کر 636/2
 سر رہ سے اُس کے موئے ہی اُنھیں گے 636/3
 سر اسی آستان پر رگڑتے گئے ہیں 636/4
 ہم آتا اُسے سُن کے جیتوں میں آئے 636/5
 اُسے لطف اس کا ہی لاوے تو لاوے 636/6
 سرکتے نہیں شوق کشتوں کے سر بن 636/7
 اُتر جو گیا دل سے رُکش ہو اُس کا 636/8
 بھری تھی مگر آگ دل میں، دروں میں (قطعہ) 636/9-10
 گیا پی جو ان آنسوؤں کے تئیں میں 636/11-12
 سر عجز ہر شام تھا خاک پر ہی (قطعہ) 636/13
 پلک اُٹھے آثار اچھے نہ دیکھے 636/14
 طرف شاخ گل کی پلک کے نہ دیکھا 636/15
 غزل در غزل صاحبو یہ بھی دیکھو 636/16
 نہیں عیب کرنا نظر اک ہنر پر 636/17

﴿637﴾

- بھروسا اسیری میں تھا بال و پر پر 637/1
 سوارانِ شائستہ گشتے ہیں تیرے 637/2
 کھلا پیش دندان نہ اُس کا گرچہ 637/3
 جلے کیوں نہ چھاتی کہ اپنی نظر ہے 637/4
 نہ محشر میں چونکا مرا خونِ خفته 637/5
 کئی زخم کھا کر تڑپتا رہا دل 637/6
 سنا تھا اُسے پاس لیکن نہ پایا 637/7

۱۔ نسخہ آسی میں چلائے جب کہ نسخہ کالج اور نول کشور دوم میں جلائے ہے۔

۲۔ نسخہ کالج نول کشور دوم میں 'سا' ہے، آسی کے یہاں 'کا' ہے۔ دونوں درست، تاہم قدامت اور زیادہ مستند ہونے کی بنا پر نسخہ کالج کو فوقیت دی ہے۔

۳۔ غزلیات میر میں 'نئے قطعات' کی دریافت کا سلسلہ جاری ہے، اس غزل میں شعر نو اور دس مسلسل مضمون کے حامل ہیں، پھر شعر گیارہ اور بارہ میں بھی بات چار مصرعوں میں پوری ہوئی ہے لیکن نسخہ آسی، عبادت اور مجلس میں سے کسی نے بھی ان کو قطعہ درج نہیں کیا۔ یوں لگتا ہے جیسے مرتبین نے اشعار درج کرتے ہوئے ان کے مفہیم و مضامین سمجھنے کی طرف کچھ زیادہ توجہ نہیں دی۔

۴۔ نسخہ آسی میں متن ہے 'تہہ دل تھے کیسے ہی' مجلس میں متن درست ہے۔

۵۔ نسخہ آسی مجلس میں یہ مصرع بالکل بے معنی ہے 'سو پرواز ہوئی نہ نفس کی بھی در پر' نسخہ کالج اور نول کشور دوم میں مصرع یوں ہے 'سو پروا ہوئے نہ نفس کے بھی در پر' اس مصرع کے معنی بہر طور کچھ نہ کچھ متعین کیے جاسکتے ہیں اسی لیے شامل متن کیا گیا ہے۔

سر شب کہے تھا بہانہ طلب وہ (قطعہ) گھڑی ایک رات آئی ہوگی پہر پر
کہو پاس بیٹھا رہے کب تلک یوں کہو ہوگی رخصت گئے اب سحر پر
جہاں میں نہ کی میر اقامت کی نیت
کہ مشعر تھا آنا مرا یاں سفر پر

637/8-9

637/10

﴿638﴾

عشق خدائی خراب ہے ایسا جس سے گئے ہیں گھر کے گھر
کعبہ و دیر کے ایوانوں کے گرے پڑے ہیں در کے در
جج سے کوئی آدمی ہو تو سارا عالم جج ہی کرے
کئے سے آئے شیخ جی لیکن دے تو وہی ہیں خر کے خر
رنج و تعب میں مرثے دیکھے ہم نے مسک دولت مند
جی کے جی بھی عبث جاتے ہیں ان لوگوں کے، زر کے زر
مسلم و کافر کے جھگڑے میں جنگ و جدل سے رہائی نہیں
لوتھوں پہ لوتھیں گرتی رہیں گی کھلتے رہیں گے سر کے سر
سخت مصیبت عشق میں یہ ہے جانیں چلی جاتی ہیں لیک
ہاتھ سروں پر ماریں گے تو بند رہیں گے گھر کے گھر
کب سے گرمی عشق نے میرے چشمہ چشم کو خشک کیا
کپڑے گلے سب تن کے لیکن دے ہیں اب تک تر کے تر
نکے اب کے قفس میں شاید کوئی کلی تو نکلے میر
سارے طیر شگفتہ چمن کے ٹوٹ گئے دے پر کے پر

638/1

638/2

638/3

638/4

638/5

638/6

638/7

﴿639﴾

بات کہو کیا چپکے چپکے بیٹھ رہو ہو یاں آکر
دل کا راز کیا میں ظاہر بلبل سے گلزار میں لیک
جیسا بیچ و تاب پر اپنے بالیدہ تھا دیا ہی
ڈھونڈتے تا اطفال پھریں نہاب کے جنوں کی ضیافت میں
ہا ہا ہی ہی نے شوخ کی میرے تنگ کیا خوش رویاں کو
چاہ کا جو اظہار کیا تو فرط شرم سے جان گئی
میر یہ کیا رونا ہے جس سے آنکھوں پر رومال رکھا
دامن کے ہر پاٹ کو اپنے گریہ وزاری سے دریا کر

639/1

639/2

639/3

639/4

639/5

639/6

639/7

۱۔ اس غزل کے شعر آٹھ اور نو مسلسل ہیں تاہم کسی نسخے نے انہیں قطعہ بند نہیں لکھا۔
۲۔ متن برطانیہ نسخہ کالج و نول کشور دوم ہے۔ اسی کے یہاں 'تم بیٹھے' درست نہیں۔

﴿640﴾

ترجہی نگاہیں کیا کرتے ہودم بھر کے یاں آنے پر	6-10/1
زور ہوا ہے چل صوفی تک تو بھی رباط کہنہ سے	6-10/2
گل کھائے بے تہ بلبل نے شور قیامت کا سا کیا	6-10/3
سر نیچے کر لیتا تھا تلوار چلاتے ہم پر دے	6-10/4
گالی مار کے غم پر میں نے صبر کیا، خاموش رہا	6-10/5
نادیدہ ہیں نام خدا کے ایسے جیسے قحط زدہ	6-10/6
حال پریشان سن مجنوں کا کیا جلتا ہے جی اپنا	6-10/7
عاشق ہم بھی تیر رہے ہیں اُس ڈھب کے دیوانے پر	

﴿641﴾

روزوں میں رہ سکیں گے ہم بے شراب کیوں کر	6-11/1
تھوڑے سے پانی میں بھی چل نکلے ہے اچھرتا	6-11/2
چشمے بھیرے اب تک ہیں یادگار اُس کی	6-11/3
دل کی طرف کا پہلو سب متصل جلے ہے	6-11/4
اول سحر کھانا، آخر صبوحی کرنا	6-11/5
اُجڑے نگر کو دل کے دیکھوں ہوں جب کہوں ہوں	6-11/6
جرم و ذنوب تو ہیں بے حد و حصر یا رب!	6-11/7
پیش از سحر اٹھے ہے آج اُس کے منہ کا پردہ	6-11/8
خط میر آوے جاوے جو نکلے راہ ادھر کی	6-11/9
نبھتا نہیں ہے قاصد لاوے جواب کیوں کر	

﴿642﴾

تڑپے ہے غم زدہ دل لاوے گا تاب کیوں کر	6-12/1
پرست ناتواں ہوں مجھ پر بھاری ہے جی ہی اپنا	6-12/2
اس بحر میں ہے مٹا شکلِ حباب ہر دم	6-12/3
پانی کے دھوکے پیاسے کیا کیا عزیز مارے	6-12/4
آبِ رواں نہ تھا کچھ وہ لطفِ زندگانی	6-12/5
سینے میں میرے کب سے اک سینک سی رہے ہے	6-12/6

۱۔ نسخہ کالج میں بھی 'نبھتا' ہے اور اسی نے بھی متن میں 'کوئی' لکھ کر حاشیے میں یہی لفظ لکھا ہے۔ طبع دوم میں 'رستا' بھی اتنا موثر نہیں، اس لیے اسی 'نبھتا' کو درج کیا ہے۔

۲۔ نسخہ آسی میں پُر ناتواں درست نہیں، مجلس میں اختلاف متن کا ذکر نہیں لیکن درج پُر کیا ہے۔

۳۔ نسخہ کالج ص ۶۴۰، نول کشور دوم ص ۳۸۸ میں پُر آب ہے، یہ درست نہیں۔ آسی کے متن کا اتباع کیا گیا ہے۔

شلاق خواری کی تھی خجالت جو کچھ نہ بولا 642/7
سوزِ دل و جگر سے جلتا ہے تن بدن سب 642/8
منہ کیا ہے نامہ بر کا نکلے جواب کیوں کر
میں کیا، کوئی ہو، کھینچے ایسے عذاب کیوں کر
چہرہ کتابی اُس کا مجموعہ میر کا ہے 642/9
اک حرف اس دہن کا ہوتا کتاب کیوں کر

﴿643﴾

لاوے جھمکتے رخ کی آئینہ تاب کیوں کر 643/1
ہے شعر و شاعری گو کب سے شعار اپنا 643/2
جوں ابر اگر نہ روویں وادی و کوہ پر ہم 643/3
اب بھی نہیں ہے ہم کو اے عشق نا اُمیدی 643/4
اُڑ اُڑ کے جا لگے ہے وہ تیر مار کا کل 643/5
چشمِ محیط سے جو ہووے نہ چشمِ تر کے 643/6
اب تو تپش نے دل کی اودھم مچا رکھی ہے 643/7
رو چاہیے ہے اس کے در پر بھی بیٹھنے کو 643/8
ہم تو ذلیل اُس کے ہوں میر باب کیوں کر

﴿644﴾

سنا تم نے جو گزرا سانحہ ہجراں میں یاروں پر 644/1
کیا ہے عشقِ عالم کش نے کیا ستھراؤ لوگوں کا 644/2
تڑپ کر گرم تک جوں برق، ٹھنڈے ہوتے جاتے ہیں 644/3
بڑی دولت ہے درویشی جو ہو ہمراہ قناعت کے 644/4
سیاحتِ خوب مجھ کو یاد ہے پر کی بھی وحشت کی 644/5
گئے فرہاد و مجنوں، ہو کوئی تو بات بھی پوچھیں 644/6
گئی اس ناتوانِ عشق کے آگے سے پیری ٹل 644/7
سبکِ روحی مری اے میر بھاری ہے ہزاروں پر

﴿645﴾

اک آدھ دن نکل مت اے ابرادھر سے ہو کر 645/1
اب کل نہیں ہے تجھ کو بے قتل غم کشوں کے 645/2
کہتے ہیں راہِ پائی زاہد نے اس گلی کی 645/3
ہے نظم کا سلیقہ ہر چند سب کو لیکن 645/4
کیا خوب زندگی کی دنیا میں شیخِ جی نے 645/5
بیٹھا ہوں میں ابھی تک سارا جہاں ڈبو کر
کہتے تو تھے کہ ظالمِ خوں ریزی سے نہ خو کر
روتا کہیں نہ آوے ایمان و دیں کو کھو کر
جب جانیں کوئی لاوے یوں موتی سے پرو کر
تعبیر کرتے ہیں سب اب اُن کو مردہ شو کر

۱۔ نسخہ کالج اور آسی کے یہاں چہرہ اس مصرع میں بے معنی ہے۔ نول کشور دوم میں چہرہ (غالب، زور آور) درست ہے۔
۲۔ نسخہ کالج اور نول کشور دوم کے مطابق جو ہو ہمراہ میں اصرار آسی کے متن جو ہو ہمراہ سے زیادہ ہے۔

گو تیرے ہونٹھ ظالم آبِ حیات ہوں اب 645/6
 کیا ہم کو جی کی، بیٹھے ہم جی سے ہاتھ دھو کر 645/7
 کس کس ادا سے فتنے کرتے ہیں قصدِ ادھر کا 645/8
 ٹکڑے جگر کے میرے مت چشمِ کم سے دیکھو 645/9
 احوالِ میر جی کا مطلق گیا نہ سمجھا
 کچھ زیر لب کہا بھی سو دیر دیر رو کر

﴿646﴾

عشق ہمارا خون کرے ہے جی نہیں رہتا یار بغیر 646/1
 جان عزیز کی جاں بھی گئے پر آنکھیں کھلی تیرہ جاں کی 646/2
 گوندھے گئے سوتا زہر ہے، جو سبد میں تھے سولالت سے 646/3
 پھولوں کا موسم کا شکے ہو پردے سے ہوا کے چشمک زن 646/4
 وحش و طیر سے دشت بھرے تھے صیادی تھی یار کی جب 646/5
 خالی پڑے ہیں دام کہیں تیرا اُس کے ذوقِ شکار بغیر

﴿647﴾

چندے بجا ہے گریہ و اندوہ و آہ کر 647/1
 کیا دیکھتا ہے ہر گھڑی اپنی ہی سچ کو شوخ 647/2
 رحمت اگر یقینی ہے تو کیا ہے زہد شیخ 647/3
 چھوڑ اب طریقِ جور کو اے بے وفا سمجھ 647/4
 چسپیدگی داغ سے مت منہ کو اپنے موڑ 647/5
 اس وقت ہے دعا و اجابت کا وصلِ میر 647/6
 یک نعرہ تو ابھی پیشِ کشِ صبح گاہ کر

﴿648﴾

شورید سر رکھا ہے جب سے اس آستان پر 648/1
 گھائل گرا رہا ہے فتراک سے بندھا ہے 648/2
 لطفِ بدن کو اس کے ہرگز پہنچ سکے نہ 648/3
 خاشاک و خار و خس کو کر ایک جا جلایا 648/4
 وہ باغباں پسر کچھ گل گل شگفتہ ہے اب 648/5
 پر کالے آگ کے تھے کیا نالہائے بلبل 648/6
 دل کیا مکاں پھر اُس کا کیا صحنِ میر لیکن 648/7
 غالب ہے سعی میں تو میدانِ لامکاں پر

۱۔ نسخہ کالج اور طبع دوم میں 'یے' جو 'برودریا' درست ہے، اسی کے یہاں متن ہے 'یے' جو 'برودریا' ہے، جو درست نہیں۔

۲۔ نسخہ مجلس جلد چہارم ص ۶۲ پر 'کھلی' درج متن ہی نہیں ہوا۔

۳۔ نسخہ آ سی اور نول کشور دوم میں 'لامالت' ہے، نسخہ کالج میں 'لامالت' درست ہے۔

﴿649﴾

- آیا نہ پھر ادھر وہ مست شراب ہو کر 649/1
 صید زبوں میں میرے یک قطرہ خوں نہ نکلا 649/2
 وعدہ وصال کا ہے کہتے ہیں حشر کے دن 649/3
 دارو پیے نہ ساتھ آغیروں کے بیش تریاں 649/4
 یک قطرہ آب اُس بن میں نے اگر پیا ہے 649/5
 نکلا ہے میر پانی وہ خون ناب ہو کر

﴿650﴾

- ابر سیہ قبلے سے اٹھ کر آیا ہے نئے خانے پر 650/1
 رنگ ہوا سے ٹپکنے لگا ہے سبزے میں کوئی پھول کھلا 650/2
 شور جنوں ہے جوانوں کے سر میں پاؤں میں زنجیریں ہیں 650/3
 بے تابانہ شمع پر آیا گرد پھرا پھر جل ہی گیا 650/4
 قدر جان جو کچھ ہووے تو صرفہ بھی ہم میر کریں 650/5
 منہ موڑیں کیا آنے سے اُس کے اپنی جان کے جانے پر

﴿651﴾

- سعی سے اس کی ہوا مائل گریباں چاک پر 651/1
 کیوں نہ ہوں طرفہ نگین خوش طرح یعنی لمبے کمال 651/2
 ہم کو مٹی کر دیا پامالی گردوں نے تیر 651/3
 وہ نہ آیا ناز کرتا تک ہماری خاک پر

ردیف ر۔ دیوان ششم

﴿652﴾

- دل گئے آفت آئی جانوں پر 652/1
 عشق میں ہوش و صبر سنتے تھے 652/2
 گرچہ انسان ہیں زمیں سے ولے 652/3
 شہر کے شوخ سادہ رُو لڑکے 652/4
 عرش و دل دونوں کا ہے پایہ بلند 652/5
 یہ فسانہ رہا زبانوں پر
 رکھ گئے ہاتھ سو تو کانوں پر
 ہیں دماغ اُن کے آسمانوں پر
 ظلم کرتے ہیں کیا جانوں پر
 سیر رہتی ہے ان مکانوں پر

۱۔ نسخہ آسی میں 'آخریں' کز جب کہ مجلس میں کہ ہے۔ مجلس کے یہاں ہو کتابت کا امکان رکھا جائے تو یہاں 'کہہ' بہتر ہے۔

۲۔ نسخہ آسی میں 'بعضی' نسخہ کالج میں 'بعضی' جب کہ نول کشور دوم میں 'یعنی' ہے، اسی کو بہتر سمجھ کر درج متن کیا ہے۔

۳۔ مصرع نسخہ آسی کے مطابق ہے، نسخہ کالج اور نول کشور دوم میں 'دل کی آفت ہی آئی' ہے۔

۴۔ اس مصرع کا متن نول کشور دوم اور آسی کے مطابق ہے، نسخہ کالج میں ہے 'گرچہ انسان ہیں زمینی ولے'۔

- 652/6 جب سے بازار میں ہے تجھ سی متاع
652/7 لوگ سر دینے جاتے ہیں کب سے
652/8 کجی اوباش کی ہے وہ در بند
652/9 کوئی بولا نہ قتل میں میرے
652/10 یاد میں اُس کے ساق سیمیں کی
652/11 بھی زمانے میں خرچی جن کی روپے
652/12 غم و غصہ ہے جسے میں میرے
652/13 قصے دنیا میں میر بہت سنے
نہ رکھو گوش ان فسانوں پر

﴿653﴾

- 653/1 آئے ہو گھر سے اٹھ کر میرے مکاں کے اوپر
653/2 پھولوں سے اٹھنگا ہیں کھڑے پاس کے ٹھہریں
653/3 برسات اب کے گزری خوف و خطر میں ساری
653/4 رخسار سا کسو کے کا ہے کو ہے فروزاں
653/5 بے سدھ پڑا رہوں ہوں بستر پہ رات دن میں
653/6 عشق و ہوس میں کچھ تو آخر تمیز ہوگی
653/7 اُلفت کی کلفتوں میں معلوم بھی تے ہوئی نہ
653/8 جو دعا تھا اکثر غیرت سے لیک گا ہے
653/9 وہ جان دل کی خواہش آیا نہیں جہاں میں
653/10 کیا لوگ ہیں مجہاں سودائے عاشقی میں
653/11 حیرت سے اُس کے رُو کی چپ لگ گئی ہے ایسی
653/12 جو راہ دوستی میں اے میر مر گئے ہیں
سر دیں گے لوگ اُن کے پا کے نشاں کے اوپر

﴿654﴾

- 654/1 آیا جو اپنے گھر سے وہ شوخ پان کھان کر
654/2 شاید کہ منہ پھرا ہے بندوں سے کچھ خدا کا
654/3 کان اس طرف نہ رکھے اُس حرف ناشنو نے
654/4 کہتے تھے ہم کہ اُس کو دیکھا کرو نہ اتنا
654/5 آگے ہی مر رہے ہیں ہم عشق میں بتاں کے
654/6 وہ بے وفا نہ آیا بالیں پہ وقت رفتن

۱۔ نسخہ آسی میں یاد میں اس کے ساق سیمیں کے، مجلس کے نسخے میں یاد میں اُس کی ساق سیمیں کی۔
۲۔ نسخہ آسی میں متن درست ہے۔ نسخہ مجلس میں 'گل فروش کا' کی بجائے 'گل فروش کل درج ہوا ہے۔
۳۔ متن نسخہ کالج کے مطابق ہے۔ نسخہ آسی اور مجلس میں معلوم ہے ہوئی وہ درج ہے جس کے کوئی معنی نہیں۔ نسخہ مجلس میں اعتماد کو ہو کتابت سے اُماذ درج کیا گیا ہے۔

جلتے تھے ہو لے ہو لے ہم یوں تو عاشقی میں 654/7
سو تے نہ لگ چل اُس سے اے باد تو نے ظالم 654/8
مدت ہوئی ہمیں ہے واں سے جواب مطلق 654/9
کیا دور میر منزل مقصود کی ہے اپنے 654/10
اب تھک گئے ہیں اودھر قاصد چلا چلا کر

﴿655﴾

آیا ہے ابر قبلہ چلا خانقاہ پر 655/1
وہ آنکھ اٹھا کے شرم سے کب دیکھے ہے ولے 655/2
بالفرض چاہنا ہے گنہ، لیک میری جاں 655/3
کیا بحث میرے دتر سے، میں ہوں فقیر محض 655/4
تہ سے سخن کی لوگ نہ تھے آشنا عبث 655/5
ڈر چشم شوخ تلچرخ سے گل پھول یک طرف 655/6
دیکھی ہے جن نے یار کے رخسار کی جھمک 655/7
ہم جاں بہ لب پتنگوں کی سدھ لیجیو شباب 655/8
کہتے تو ہیں کہ ہم بھی تمہیں چاہتے ہیں میر 655/9
پر اعتماد کس کو ہے خواہاں کی چاہ پر

﴿656﴾

میلان دلربا ہو کیوں کر وفا کے اوپر 656/1
کشتہ ہوں اس حیا کا کٹوائے بہتوں کے سر 656/2
مہندی لگا کے ہرگز گھر سے تو مت نکلیو 656/3
ہوں کو بہ کو صبا سا پر کچھ نہیں ہے حاصل 656/4
بندوں سے کام تیرا اے میر کچھ نہ نکلا 656/5
موقوف مطلب اپنا اب رکھ خدا کے اوپر

﴿657﴾

زانو پہ سر ہے اکثر مت فکر اس قدر کر 657/1
خورشید و ماہ دونوں آخر نہ دیے نکلے 657/2
یوسف عزیز دلہا جا مصر میں ہوا تھا 657/3
دل کوئی لے گیا ہے تو میر نک جگر کر
آنکھوں میں پھر نہ آئے جی سے مرے اتر کر
ذلت جو ہو وطن میں تو کوئی دن سفر کر

۱۔ نسخہ آسی اور عبادت ہر ایک نے چلتے درج کیا ہے حالاں کہ گل جلتے کا ہے۔ دوسرے مصرع میں نسخہ آسی میں 'آخر' درست ہے جب کہ نسخہ کا اور طبع دوم میں آگے غلط ہے۔

۲۔ تمام نسخوں میں 'چاہنا' درج ہے لیکن اسے سہو کا تب سمجھ بغیر چارہ نہیں۔ 'چاہنا' سے شعر بالکل صاف ہو جاتا ہے۔

۳۔ تمام نسخوں میں 'شور' درج ہوا، یہ بھی سہو کتابت ہے۔ 'شوخ' سے شعر کے معنی واضح ہو جاتے ہیں۔

۴۔ نسخہ کالج اور نول کشور دوم میں 'دل' سے 'کو اکٹھا' دلے لکھا ہوا ہے۔ اصل میں یہ 'دیئے' ہے، سہو کتابت سے ی کے نقطہ درج نہ ہوئے، آسی صاحب نے و دال سمجھ کر 'دل' سے 'کو متن' میں جگہ دی۔ دوسرے مصرع میں 'آئی' کو بھی 'آئے' کرنا ہوگا، ورنہ خورشید و ماہ کا مسئلہ آئی (جو متن مجلس ہے) سے حل نہیں ہو

اے ہم نشیں غشی ہے، میں ہوش میں نہیں ہوں	657/1
کیا حال زار عاشق کرے بیان نہ پوچھو	657/5
دیتے نہیں ہیں سونے تک آہ و نالے اس کے	657/6
اتنا ہے منہ چھپایا شوخ اُس کے محرموں نے	657/7
کیا پھیر پھیر گردن باتیں کرے ہے سب میں	657/8
بن دیکھے تیرے میں تو بیمار ہو گیا ہوں	657/9
رنے کیے جو تو نے پتھر کی سل میں تو کیا	657/10
مارے سے غل کیے سے، جاتا نہیں ہے ہرگز	657/11
نکلے گا اُس گلی سے شاید کہ میر مر کر	

﴿658﴾

باندھے کمر سحر گہ آیا ہے میرے کہیں پر	658/1
اقرار میں کہاں ہے انکار کی سی خوبی	658/2
کنج نفس میں جوں توں کاٹیں گے ہم اسیراں	658/3
جوں آب گیری کردہ شمشیر کی جراحت	658/4
آخر کو ہے خدا بھی تو اے میاں جہاں میں	658/5
غصے میں عالم اس کا کیا نظر پڑا ہے	658/6
تھے چشم خوں فشاں پر شاید کہ دست و دامن	658/7
ہیں میر داغ خوں کے پیرا ہن، آستیں پر	

﴿659﴾

گل کیا جسے کہیں کہ گلے کا تو ہار کر	659/1
آغوشیں جیسے موجیں الہی کشادہ ہیں	659/2
یاں چلتے دیر کچھ نہیں لگتی ہے میڑی جاں	659/3
مختار رونے ہنسنے میں تجھ کو اگر کریں	659/4
مشق ستم ہوئی ہے بہت صاف یار کی	659/5
صیادی میں علو تقدس تو اس کا دیکھ	659/6
بہنے لگی ہے تیغ کی جدول تو تیری تیز	659/7
میں بے قرار خاک میں کب تک ملا کروں	659/8
میں رفتہ میر مجلس تصویر کا گیا	659/9
تو بیٹھا میرا حشر تک اب انتظار کر	

۱۔ نسخہ کالج میں دیتے نہیں ہی ہیں میں ہی فالتو ہے۔ آہ و نالے کی کتابت میں آہ و نالے کی غلطی ہے۔ اسی کے یہاں نول کشور دوم کی تبعیت سے آہ و نالے ہے، یہاں نسخہ کالج کے مطابق واؤ عطف ضروری ہے۔

۲۔ نسخہ آسی و مجلس میں باتیں کری ہیں، روزمرہ کی برجستگی اور بے تکلفی کا لطف رکھتا ہے لیکن نسخہ کالج اور نول کشور دوم کی سند اس نسبتاً ”جدید اسلوب“ کو حاصل ہے جو درج متن کیا گیا ہے۔

۳۔ نسخہ کالج اور نول کشور دوم میں پہلے ہی مار کر درست نہیں، اسی کے یہاں پہلی ہی بار بہتر ہے۔

ردیف ز۔ دیوان اول

﴿660﴾

پلکوں کی صف سے بھیڑیں گئیں منہ کو موڑ موڑ	آشوب دیکھ چشم تری سر رہے ہیں جوڑ	660/1
سننے ہی نام، آنکھ سے آنسو گرے کر دڑ	لاکھوں جتن کیے، نہ ہوا ضبط گر پہ لیک	660/2
اب ضبط گریہ سے ہے اُدھر ہی کو سب نہوڑ	زخمِ دروں سے میرے نہ تک بے خبر رہو	660/3
برسوں رہی ہے جان کے رکنے کی یاں مردڑ	گرمی سے برشکال کی پروا ہے کیا ہمیں	660/4
بے درد یوں چمن میں کسو پھول کو نہ توڑ	بلبل کی اور چشمِ مروت سے دیکھ تک	660/5
بہترے عاشقی میں موئے سر کو پھوڑ پھوڑ	کچھ کو بکن ہی سے نہیں تازہ ہوا یہ کام	660/6
بے طاقتی سے تیر لگے چھوٹے پران		660/7
ظالم خیال دیکھنے کا اُس کے اب تو چھوڑ		

ردیف ز۔ دیوان اول

﴿661﴾

(قبل از 1752ء)

بسل پڑی ہے چرخ پہ میری دعا ہنوز	ہوتا نہیں ہے بابِ اجابت کا وا ہنوز	661/1
پھرتا ہوں منہ پہ خاک ملے جا بہ جا ہنوز	دن رات کو کھنچا ہے قیامت کا اور میں	661/2
ہوتی نہیں ہماری تمہاری صفا ہنوز	خط کاڑھ لا کے تم تو منڈا بھی چلے ولے	661/3
دل ہی مرا ہے جو نہیں ہوتا ہے وا ہنوز	غنجے چمن چمن کھلے اس باغِ دہر میں	661/4
جیتا ہے وہ ستم زدہ مہجور کیا ہنوز	احوال نامہ بر سے مرا سن کے کہہ اٹھا	661/5
کھلتا نہیں جو سعی سے تیری صبا ہنوز	غنجہ نہ بوجھ دل ہے کسی مجھ سے زار کا	661/6
ہے دل خراش کوچے میں تیرے صدا ہنوز	توڑا تھا کس کا شیشہ دل تو نے سنگ دل	661/7
اڑتا نہیں ہے طائرِ رنگِ حنا ہنوز	چلو میں اُس کے میرا لہو تھا سو پی چکا	661/8
بے بال و پر اسیر ہوں کجِ قفس میں تیر		661/9
جانی نہیں ہے سر سے چمن کی ہوا ہنوز		

۱۔ نول کشور طبع دوم، سوم میں بھڑکیں ہیں، درست نہیں، اسی کے نسخے میں بھیڑیں گئیں، درست ہے، مجلس کے نسخے جلد اول ص ۲۵۶ میں 'بھیڑ' درج کی، لیکن 'گئیں' حذف ہو گیا ہے۔

۲۔ نسخہ آسی میں قدیم اندازِ کتابت میں ہے، درست ہے، لیکن مجلس کے کاتب نے اُسے ہی سمجھا اور درج کیا۔

۳۔ نسخہ آسی میں اہل لکھنؤ کے تلفظ کے عین مطابق 'مزوڑ' درج ہوا ہے۔

﴿662﴾

خط لے کرتا نہیں کنارہ ہنوز	ہے گریبان پارہ پارہ ہنوز	662/1
آتش دل نہیں بجھی شاید	قطرہ اشک ہے شرارہ ہنوز	662/2
اشک جھمکا ہے جب نہ نکلا تھا	چرخ پر صبح کا ستارہ ہنوز	662/3
لب پہ آئی ہے جان کب کی ہے	اُس کے موقوف یک اشارہ ہنوز	662/4
عمر گزری دوائیں کرتے میر		662/5
درد دل کا ہوا نہ چارہ ہنوز		

﴿663﴾

(قبل از 1752ء)

مر گیا میں پہ مرے باقی ہیں آثار ہنوز	تر ہیں سب سر کے لہو سے در و دیوار ہنوز	663/1
دل بھی پُر داغ چمن ہے پر اسے کیا کچے	جی سے جاتی ہی نہیں حسرت دیدار ہنوز	663/2
بہہ گئے عمر ہوئی ابر بیماری کوٹے دے	لہو برسا رہے ہیں دیدہ خوں بار ہنوز	663/3
بدن لے جایو پوچھوں ہوں تجھی سے یہ طبیب	پہ ہوا کوئی بھی اس درد کا بیمار ہنوز	663/4
بارہا چل چکی تلوار تری چال پہ شوخ!	تو نہیں چھوڑتا اس طرز کی رفتار ہنوز	663/5
ایک دن بال فشاں تک ہوئے تھے خوش ہو کر	ہیں غم دل کی اسیری میں گرفتار ہنوز	663/6
کوئی تو آبلہ پا دشت جنوں سے گزرا	ڈوبا ہی جائے ہے لوہو میں سر خار ہنوز	663/7
منتظر قتل کے وعدے کا ہوں اپنے، یعنی	جیتا، مرنے کو رہا ہے یہ گنہ گار ہنوز	663/8
اڑ گئے خاک ہو کتنے ہی ترے کوچے سے	باز آتے نہیں پر تیرے ہوادار ہنوز	663/9
ایک بھی زخم کی جا جس کے نہ ہوتی پہ کہیں	کوئی دیتا ہے سنا دیے کو آزار ہنوز	663/10-11
تک تو انصاف کر اے دشمن جان عاشق	میان سے نکلی پڑے ہے تری تلوار ہنوز	
میر کو ضعف میں میں دیکھ کہا کچھ کہیے	ہے تجھے کوئی گھڑی قوت گفتار ہنوز	663/12-15
ابھی اک دم میں زباں چلنے سے رہ جاتی ہے	درد دل کیوں نہیں کرتا ہے تو اظہار ہنوز	
آنسو بھر لا کے بہت خون سے یہ کہنے لگا	کیا کہوں تجھ کو سمجھ اس پہ نہیں یار ہنوز	

آنکھوں میں آن رہا جی جو نکلتا ہی نہیں
دل میں میرے ہے گرہ حسرت دیدار ہنوز

﴿664﴾

(قبل از 1752ء)

مجھ کو پوچھا بھی نہ یہ کون ہے غم ناک ہنوز	ہو چکے حشر، میں پھرتا ہوں جگر چاک ہنوز	664/1
اشک کی لغزش مستانہ پہ مت کیجو نظر	دامن دیدہ گریاں ہے مرا پاک ہنوز	664/2

لے نسخہ آسی میں ضبط غلط ہے، نسخہ کالج، نول کشور دوم میں ضبط ہے جو درست ہے۔
یہ نول کشور دوم، سوم میں گنودرست نہیں، نسخہ کالج اور آسی کے یہاں گنودرست ہے۔

بھر نظر دیکھنے پاتا نہیں میں نزع میں بھی منہ کے تئیں پھیرے ہی لیتا ہے وہ بے باک ہنوز
بعد مرنے کے بھی آرام نہیں میر مجھے
اُس کے کوچے میں ہے پامال مری خاک ہنوز

664/3

664/4

﴿665﴾

ہو چکا خون جگر رونا نہیں کچھ کم ہنوز
دل جلوں پر روتے ہیں جن کو ہے کچھ سوز جگر
وضع یکساں اس زمانے میں نہیں رہتی کہیں
آ رہا ہے جی مرا آنکھوں میں اک پل اور ہوں
ہیں مژہ دستور سابق ہی یہ میرے غم ہنوز
سج رکتی ہے ہماری گور پر ماتم ہنوز
قد ترا چوگاں رہا ہے کس طرح سے غم ہنوز
پر نہیں جاتا کسی کے دیکھنے کا غم ہنوز
وہ جو عالم اس کے اوپر تھا سو خط نے کھو دیا
بتلا ہے اس بلا میں میر اک عالم ہنوز

665/1

665/2

665/3

665/4

665/5

ردیف ز۔ دیوان دوم

﴿666﴾

اُس شوخ نے سنا نہیں نام صبا ہنوز
عاشق کے اس کو گریہ خونیں کا درد کیا
کیا جانے وہ کہ گزرے ہے یاروں کے جی پہ کیا
برسوں میں نامہ برسے مرا نام جو سنا
گھلیاتے رات کے تئیں باچھیں تو پھٹ گئیں
کیا کیا کرے ہے جتیں قاصد سے لیتے خط
سو بار اک دم میں گیا ڈوب ڈوب جی
خط سے ہے بے وفائی حسن اُس کی آئینہ
سو عقدے فرط شوق سے پیش آئے دل کو یاں
یاں میر ہم تو پہنچ گئے تے مرگ کے قریب
واں دلبروں کو ہے وہی قصید جفا ہنوز

666/1

666/2

666/3

666/4

666/5

666/6

666/7

666/8

666/9

666/10

﴿667﴾

ہے میرے لوہو رونے کا آثار سا ہنوز
کب تک کھنچے گی صبح قیامت کی شام کو
مدت ہوئی کہ خون جگر میں نہیں ولے
کوچہ کوئی کوئی ہے چمن زار سا ہنوز
عرصے میں میں کھڑا ہوں گنہ گار سا ہنوز
جاتا ہے آنسوؤں کا چلا تار سا ہنوز

667/1

667/2

667/3

ل۔ نسخہ آسی میں نہ بھی با معنی ہے لیکن نسخہ کالج میں نے زیادہ بہتر ہے۔
ع۔ نسخہ آسی اور تبعیت میں مجلس کے یہاں بھی بے وفائی حسن اُس کے آئینہ ہے حالاں کہ یہاں واضح طور پر کی کا محل ہے۔
س۔ نسخہ کالج ہول کشور دوم، سوم میں یہی متن ہے، جب کہ آسی کے یہاں ہم پہنچ ہی گئے ہیں۔ شعر کے لہجے کے مطابق نسخہ کالج کے متن کو ترجیح دی گئی۔

سایہ سا آ گیا تھا نظر اُس کا ایک دن 667/1
 برسوں سے گل چمن میں نکلتے ہیں رنگ رنگ 667/5
 مدت سے ترکِ عشق کیا میر نے ولے 667/6
 زار و زبون و زرد ہے ، بیمار سا ہنوز

﴿668﴾

کب تک بھلا بتاؤ گے یوں صبح و شام روز 668/1
 وہ سرکشی سے گو متوجہ نہ ہو ادھر 668/2
 گہہ رنج کھینچنے کو کہلا ، گہہ ہلاک کو 668/3
 منظور بندگی نہیں میری تو کیا کروں 668/4
 برسوں ہوئے کہ رات کو ٹک بیٹھتے نہیں 668/5
 رہتے ہیں تم کو میر جی کیا ایسے کام روز

ردیف ز۔ دیوان سوم

﴿669﴾

ہے تند و تیز اُس کی نگاہ اس طرف ہنوز 669/1
 سرکاٹ کر ہم اُس کے قدم کے تلے رکھا 669/2
 مدت سے مثلِ شب سے مرا تیرہ روزگار 669/3
 پتھر اگئیں ہیں آنکھیں مری نقشِ پا کے طور 669/4
 جس کی جہت سے مرنے کے نزدیک پہنچے ہم 669/5
 آنکھیں ہماری مُند چلیں ہیں جس بغیرِ پاں 669/6
 برسوں سے میر ماتمِ مجنوں ہے دشت میں 669/7
 روتا ہے آ کے ابرِ سیاہ اس طرف ہنوز

ردیف ز۔ دیوان چہارم

﴿670﴾

ہے زیرِ خاک لاشہ عاشقِ تپاں ہنوز 670/1
 گردش سے اُس کی خاک برابر ہوئی ہے خلق 670/2
 اُس تک پہنچنے کا نہیں ہے حال کچھ ولے 670/3
 پیدا ہے عشق کشتے کا اُس کے نشاں ہنوز
 استادہ روئے خاک پہ ہے آسماں ہنوز
 جاتے ہیں گرتے پڑتے بھی ہم ناتواں ہنوز

- 670/4 پروانہ جل کے خاک ہوا پھر اڑا کیا
670/5 چندیں ہزار جانیں گئیں اس کی راہ میں
670/6 مدت ہوئی کہ خوار ہو گلیوں میں مر گئے
670/7 لخت جگر کے غم میں کہ تھا لعل پارہ میر
رخسارِ زرد پر ہے مرے خوں رواں ہنوز

﴿671﴾

- 671/1 دیوانگی کی ہے وہی زورِ آوری ہنوز
671/2 سر سے گیا ہے سایہ لطف اُس کا دیر سے
671/3 شوخی سے زارِ گریہ کے خوں چشم میں نہیں
671/4 کب سے نگاہ کاڑے ہے یاں روزِ آفتاب
671/5 مہووت ہو گیا ہے جہاں اک نظر گئی
671/6 ابرِ کرم نے سستی بہت کی پہ کیا حصول
671/7 مدت سے میر بے دل و دیں دلبروں میں ہے
کرتا نہیں ہے اُس کی کوئی دلبری ہنوز

﴿672﴾

- 672/1 گرچہ آتے ہیں گل ہزار ہنوز
672/2 بے قراری میں ساری عمر گئی
672/3 خاکِ مجنوں جہاں ہے صحرا میں
672/4 کب سے ہے وہ خلافِ وعدہ ولے
672/5 قیس و فرہاد پر نہیں موقوف
672/6 برسوں گزرے ہیں اس سے ملتے ولے
672/7 عشق کرتے ہوئے تھے بے خود میر
اپنا اُن کو ہے انتظار ہنوز

﴿673﴾

- 673/1 وہ قحط ہے مَوِ ناز ہنوز
673/2 کیا ہوا خوں ہوا کہ داغ ہوا
673/3 سادگی دیکھ اُس جفا جو سے
673/4 ایک دن وا ہوئی تھی اِس منہ پر
673/5 معتر کیا ہے میر کی طاعت
رہن بادہ ہے جانماز ہنوز

﴿674﴾

خاک ہو کر اڑیں ہیں یار ہنوز 674/1
دل کا بیٹھا نہیں غبار ہنوز
نہ جگر میں ہے خوں، نہ دل میں خوں 674/2
درپے خوں ہے روزگار ہنوز
دست بر دل ہوں مدتوں سے میر 674/3
دل ہے ویسا ہی بے قرار ہنوز

﴿675﴾

دوستاں حسن و خوبی ہے کیا چیز 675/1
ٹھہری ہے جان سی بھی شے کیا چیز

ردیف ز۔ دیوان پنجم

﴿676﴾

اس بستر افسردہ کے گل خوشبو ہیں مرجھائے ہنوز 676/1
اُس زلف و کاکل کو گوندھے دیر ہوئی مشاطہ کو 676/2
آ نکھ لگے اک مدت گزری پائے عشق جو بیچ میں ہے 676/3
تہ داری کیا کہیے اپنی سختی سے اُس کی چیتے موئے 676/4
اس نکہت سے موسم گل میں پھول نہیں یاں آئے ہنوز
سانپ سے لہراتے ہی ہیں پر بال اس کے بل کھائے ہنوز
ملتے ہیں معشوق اگر تو ملتے ہیں شرمائے ہنوز
حرف و سخن کچھ لیکن ہرگز منہ پہ نہیں ہم لائے ہنوز
ایسی معیشت کر لوگوں سے جیسی غم کش میر نے کی 676/5
برسوں ہوئے ہیں اٹھ گئے اُن کو روتے ہیں ہمسائے ہنوز

﴿677﴾

کب سے گیا ہے، آیا نہیں نامہ بر ہنوز 677/1
خونِ جگر کو سوکھے ہوئے برسوں ہو گئے 677/2
ہر چند آسماں پہ ہماری دعا گئی 677/3
مدت سے لگ رہی ہیں مری آنکھیں اُس کی اور 677/4
برسوں سے لکھنؤ میں اقامت ہے مجھ کو لیک 677/5
تیشے سے کوہکن کے، دل کوہ جل گیا 677/6
جل جل کے ہو گیا ہے کبد تو کباب میر 677/7
جوں غنچہ ناشگفتہ ہے داغِ جگر ہنوز

۱۔ نسخہ مجلس کے مرتب کے خیال میں اسی کے متن میں مفہوم ندارد ہے، اُن کا خیال یہ ہے کہ ترتیب بدل جانے سے قبل مصرع یوں ہوگا اس بستر کے افسردہ گل خوش بو نہیں مرجھائے ہنوز۔ دونوں مصرعوں میں کچھ خاص فرق نہیں کہ معنی بہر طور تکلف سے اخذ کرنے پڑے ہیں۔ اس لیے اسی کے مصرع کو ہی برقرار رکھا ہے۔

۲۔ نسخہ کالج ص ۶۳۳، نول کشور دوم ص ۳۹۰ میں یہ مصرع یوں درج ہے سانپ سے لہراتے ہیں بال اس کے بل کھائے ہنوز۔

۳۔ مصرع نسخہ کالج کے مطابق ہے، ورنہ کلیات اسی میں یوں درج ہے حرف و سخن کچھ کہیے لیکن ہرگز منہ پہ نہیں لائے ہنوز۔

۴۔ نسخہ کالج اور نول کشور دوم میں دایا ہے، اسی کے یہاں راہی بہتر ہے۔

﴿678﴾

- کب سے آنے کہتے ہیں تشریف نہیں لاتے ہیں ہنوز 678/1
 کہتا ہے برسوں سے ہمیں، تم دور ہو یاں سے دفع بھی ہو 678/2
 راتوں پاس گلے لگ سوئے ننگے ہو کر ہے یہ عجب 678/3
 ساتھ کے پڑھنے والے فارغ تحصیل علمی سے ہوئے 678/4
 گل صدر رنگ چمن میں آئے، بادخزاں سے بکھر بھی گئے 678/5
 عشق و جنوں کی بہار کے عاشق میر جی گل کھاتے ہیں ہنوز

﴿679﴾

- کب سے قیدی ہیں پہ ہے نالیش بسیار ہنوز 679/1
 وہ میر چارہ اس شہر سے کب کا نکلا 679/2
 بالا بالا ہی بہت عشق میں مارے گئے یار 679/3
 سال میں اب بہاری کہیں آ کر برسا 679/4
 اب کے بالیدین گھلا تھا بہت دیکھو نہ تیر 679/5
 ہمسر لالہ ہے خار سر دیوار ہنوز

﴿680﴾

- سرکش ہے، تند خو ہے، عجب ہے زباں دراز 680/1
 آتش کا ایسا لایحہ کب ہے زباں دراز 680/2
 پروانہ تیری چرب لساں سے ہوا ہلاک
 اے شمع تُو تو کوئی غضب ہے زبان دراز

ردیف س۔ دیوان اول

﴿681﴾

- اے اب تر تُو اور کسی سمت کو برس 681/1
 حراماں تو دیکھ پھول بکھیرے تھی کل صبا 681/2
 مڑگاں بھی بہہ گئیں مرے رونے سے چشم کی 681/3
 مجنوں کا دل ہوں، تحمل لیلیٰ سے ہوں جدا 681/4

- ۱۔ اسی کے یہاں آئے ہے نسخہ کالج اور نول کشور دوم میں آنے کو فاروقی صاحب نے بھی درج کیا ہے، اگرچہ یہاں گل 'آنا' کا ہے۔
 ۲۔ نسخہ کالج اور نول کشور دوم میں 'سوئے' بہتر ہے، اسی مجلس نے 'سوئے' درج کیا ہے۔
 ۳۔ نسخہ آ سی مجلس نے نول کشور دوم کے اتباع میں 'چہل' درج کیا نسخہ کالج میں 'جہل' ہے جو بہتر ہے۔
 ۴۔ نسخہ آ سی اور مجلس میں 'ہی' ہے۔ فاروقی صاحب نے بھی درج کیا جو یہاں بہتر بھی ہے۔
 ۵۔ نول کشور دوم، سوم میں 'زبس' ہے، اسی کے یہاں ہی 'بس' ہے۔

- اے گریہ اس کے دل میں اثر خوب ہی کیا 681/5
 اُس کی زباں کے عہدے سے کیونکر نکل سکوں 681/6
 روتا ہوں جب میں سامنے اُس کے تو دے ہے نفس
 کہتا ہوں ایک میں تو سناتا ہے مجھ کو دس
 حیراں ہوں میر نزع میں اب کیا کروں بھلا 681/7
 احوال دل بہت ہے، مجھے فرصت اک نفس

﴿682﴾

- کیوں کے نکلا جائے سحر غم سے مجھ بے دل کے پاس 682/1
 ہے پریشاں دشت میں کس کا غبارِ ناتواں 682/2
 آکے ڈوبی جاتی ہے کشتی مری ساحل کے پاس
 گرد کچھ گستاخ آئی ہے چلِ محمل کے پاس
 گرم ہو گا حشر کو ہنگامہ دعویٰ بہت 682/3
 دور اس سے جوں ہوا، دل پر بلا ہے مضطرب 682/4
 بوئے خوں آتی ہے با صبح گا ہی سے مجھے 682/5
 آہ نالے مت کیا کر اس قدر بیتاب ہو 682/6
 اے ستم کش میر ظالم ہے جگر بھی دل کے پاس

﴿683﴾

(قبل از 1752ء)

- مر گیا میں ملا نہ یار افسوس 683/1
 ہم تو ملتے تھے جب اہا ہا ہا! 683/2
 آہ افسوس صد ہزار افسوس
 نہ رہا دوں ہی روزگار افسوس
 یوں گنواتا ہے دل کوئی، مجھ کو 683/3
 یہی آتا ہے بار بار افسوس
 قتل کرے، تو ہمیں کرے گا خوشی 683/4
 یہ توقع تھی تجھ سے یار افسوس
 رخصتِ سیرِ باغِ ٹکے نہ ہوئی 683/5
 یوں ہی جاتی رہی بہار، افسوس
 خوب بد عہد تو نہ مل لیکن 683/6
 میرے تیرے تھا یہ قرار افسوس
 خاک رہے میر تیری ہوتا دے 683/7
 نہ ہوا اتنا اقتدار افسوس

۱۔ اس لفظ کا قدیم املا 'دوہیں' ہے، اسی نے یہی درج کیا، مجلس کے نسخے میں قدیم و جدید دونوں کو ملا کر لکھا گیا 'دوہیں'، اس لیے تصحیح کر دی ہے۔
 ۲۔ نسخہ آسی اور مجلس میں 'قتل کر' بطور مرکب، اسم فاعل درج ہوا، اس اجنبی ترتیب کے استعمال کی کوئی دوسری مثال کلام میر سے نہیں ملتی، اس لیے اسے سہو کتابت سمجھتے ہوئے 'قتل کر' درج کیا ہے، یہاں کے 'مقدر' سمجھا جائے گا۔
 ۳۔ آسی اور مجلس دونوں میں 'ٹکے' ہے جب کہ قدیم نول کشوری طباعتوں میں 'ٹک' ہے، جو بہتر بھی ہے۔
 ۴۔ آسی و مجلس میں 'خاک پر' درج ہے جس کے کوئی معنی نہیں، اس لیے 'خاک رہ' سے مصرعِ با معنی کیا گیا ہے۔

ردیف س۔ دیوان دوم

﴿684﴾

گئے جس دم سے ہم اُس تند خو پاس	684/1
قیامت ہے نہ اے سرمایہ جان	684/2
زلایا ہم نے پہروں رات اُس کو	684/3
کہیں اک دور کی سی کچھ تھی نسبت	684/4
دل اے چشمِ مروت کیوں نہ خوں ہو	684/5
یہی گالی ، یہی جھڑکی ، یہی چھیڑ	684/6
چل اب اے میر بس اُس سرو قد میں	684/7
بہت رویا چمن کی آب جو پاس	

﴿685﴾

تو بھی تک آن کھڑا ہو جیوٹ گنہ گار کے پاس	685/1
پوچھنے در نہ سبھی آتے ہیں بیمار کے پاس	685/2
بیٹھے بھی تو بھلا مردم ہشیار کے پاس	685/3
کہیے جو ایک دو افسوں ہوں دلدار کے پاس	685/4
یہ جو اک خال پڑا ہے ترے رخسار کے پاس	685/5
یہ بلا نگلی نئی زلف شکن دار کے پاس	685/6
یوں ہی مریے گا نفس کی کبھو دیوار کے پاس	685/7
تک کبھو بیٹھو کسو طالب دیدار کے پاس	685/8
تر بیت پائی ہے تم نے کسو عیار کے پاس	685/9
خط نمودار ہے یوں لعلِ شکر بار کے پاس	685/10
یوں تو تسبیح بھی ہم رکھتے ہیں زنار کے پاس	685/11
ابھی تسبیح دھری تھی دستار کے پاس	685/12
اتنی مدت میں نہ پہنچا کوئی خط یار کے پاس	685/13
اختلاط ایک تمہیں میر ہی غم گش سے نہیں	685/14
جب نہ تپ یوں تو نظر آتے ہو دو چار کے پاس	

۱۔ 'اے برطانیہ نسخہ کالج طبع دوم سوم ہے، ورنہ آسی کے یہاں آؤ ہے۔

۲۔ قدیم نسخوں میں اس لفظ کا املا ہو جوتا ہے، ہو جیو کا املا نسبتاً مانوس ہے اور یہ احتمال بھی نہیں رہتا کہ آج کا قاری ہو جو کو الگ الگ پڑھے گا۔

﴿686﴾

عزت نہیں ہے دل کی کچھ اُس دربار کے پاس	686/1
پہروں شبوں کو غم میں ترے جاگتے رہے	686/2
راہ و روش رکھیں ہیں جدا درد مند عشق	686/3
کیا جانے قدرِ غنیہ دل باغباں پر	686/4
جو دیر سے حرم کو گئے سو وہیں موئے	686/5
کیا جانے کہ کہتے ہیں کس کو یگانگی	686/6
میر اس دل گرفتہ کی یاں تو ملی نہ داد	686/7
عقدہ یہ لے کے جاؤں گا مشکل کشا کے پاس	

﴿687﴾

یا اب پھٹک نہیں ہے کہیں اُن کے آس پاس	687/1
ہم تو کیا ہے عشق میں دور از قیاس پاس	687/2
مایہ نہیں ہے کچھ فلک بے سپاس پاس	687/3
رکھتا ہے کون آتش سوزندہ گھاس پاس	687/4
پچیں گے اب یہ جنس کس دل شناس پاس	687/5
ہشیار رہ یہ عاریتی ہے لباس پاس	687/6
وحشی ہے میر، ربط ہے اُس سے خلاف عقل	687/7
بیٹھے سو جا کے کیا کوئی ایسے اداس پاس	

رودیفس _____ دیوان سوم

﴿688﴾

گلا مت توڑ اپنا اے جس! بس	688/1
کبھو دل کی نہ کہنے پائے اُس سے	688/2
گل و گلزار سے کیا قیدیوں کو	688/3
نہ ترساؤ، یکایک مار ڈالو	688/4
بہت کم دیتے تھے بادل دکھائی	688/5
کسو محبوب کی ہو گور پر گل	688/6
نہیں اس راہ میں فریاد رس بس	
جہاں بولے، لگا کہنے کہ بس بس	
ہمیں داغ دل و کنجِ قفس بس	
کرو گے کب تلک ہم پر ترس بس	
رہے ہم ہی تو روتے اس برس بس	
ہماری خاک کو ہے خار و خس بس	

۱۔ نسخہ کالج، نول کشور دوم، سوم میں گئے بمطابق مجلس بہتر ہے۔ تاہم اسی کے یہاں گئے اور مجلس میں گئے دونوں سے ہی مصرع میں معافی کی گرنہ نہیں کھلتی۔

۲۔ اسی میں موئے درست جب کہ نول کشور دوم، سوم میں ہوئے غلط درج ہے۔

چمن کے غم میں سینہ داغ ہے میر
بہت نکلی ہماری بھی ہوس بس

688/7

﴿689﴾

عشق میں غم نہ چشم تر ہے بس
نہ بے لعل خوں، دل و جگر ہے بس
رہ گئے منہ نہوں سے فوج کے ہم
گر ہوس ہے اسی قدر ہے بس
آپ سے جا کے پھر نہ آئے ہم
بس ہمیں تو یہی سفر ہے بس
چاہ میں ہم نہیں زیادہ طلب
کبھو پوچھو جو تم خبر، ہے بس
چشم پوشی نہ کر، فقیر ہے میر
مہر کی اُس کو اک نظر ہے بس

689/1

689/2

689/3

689/4

689/5

﴿690﴾

امیروں تک رسائی ہو چکی بس
مری بخت آزمائی ہو چکی بس
بہار اب کے بھی جو گزری قفس میں
تو پھر اپنی رہائی ہو چکی بس
کہاں تک اس سے قصہ قضیہ ہر شب
بہت باہم لڑائی ہو چکی، بس
نہ آیا وہ مرے جاتے جہاں سے
یہیں تک آشنائی ہو چکی بس
لگا ہے حوصلہ بھی کرنے تنگی
غموں کی اب سہائی ہو چکی بس
برابر خاک کے تو کر دکھایا
فلک بس بے ادائی ہو چکی بس
دُنی کے پاس کچھ رہتی ہے دولت
ہمارے ہاتھ آئی، ہو چکی بس
دکھا اُس بت کو پھر بھی یا خدایا
تری قدرت نمائی ہو چکی بس
شرر کی سی ہے چشمک فرصت عمر
جہاں دی تک دکھائی، ہو چکی بس
گلے میں گیر دی کفنی ہے اب میر
تمہاری میرزائی ہو چکی بس

690/1

690/2

690/3

690/4

690/5

690/6

690/7

690/8

690/9

690/10

ردیفس۔ دیوان چہارم

﴿691﴾

مدت ہجر میں کیا کرے بیاں یار کے پاس
حال پرسی بھی نہ کی آن کے بیمار کے پاس
حق یہ ہے خواہش دل ہے تو مری آجانا
جب کہ خوں ریزی کو بٹھلائیں مجھے دار کے پاس
در اسیری کا کھلا منہ پہ ہمارے کیا تنگ
مرہی رہے گا قفس کے در و دیوار کے پاس

691/1

691/2

691/3

۱۔ نسخہ آبی اور نول کشور طبع سوم میں ہے، اسی کے یہاں حاشیے میں ہے: 'یہی' ہے جب کہ نسخہ کالج میں بھی یہی درج ہے لیکن شعر کے معنی صاف ہوتے، اس لیے 'یہی' کو برقرار رکھا ہے، گو یہ بھی لازمی طور پر درست نہیں، لیکن بہتر ہے۔
۲۔ نول کشوری نغموں میں اب سے جا کر کے مقابلے میں نسخہ کالج کا متن آپ سے جا کر اختیار کرنے سے شعر زمین سے آسمان پر پہنچ جاتا ہے۔

- 691/4 آنا اُس کا تو دم قتل ضروری ہے ولے کون آتا ہے کسو خوں کے سزاوار کے پاس
- 691/5 پائے یار اکیلا تو غم دل کہیے سو تو بیٹھا ہی اُسے پاتے ہیں دو چار کے پاس
- 691/6 منہ پہ ناخن کی خراشوں سے لگا دل بہنے چشمے نکلے ہیں نئے چشم جگر بار کے پاس
- 691/7 میں تو تلوار تلے اُس کے لیے بیٹھا میر وہ کھڑا بھی نہ ہوا آ کے گنہ گار کے پاس

﴿692﴾

- 692/1 کل ہاتھ جا رہا تھا دل بے قرار پاس گویا کہ جا رہا کسو سوزندہ نار پاس
- 692/2 کس جد وکد سے حیف ہے مجھ کو کیا شکار ٹھہرا نہ پھر وہ صید گلن اس شکار پاس
- 692/3 اُس گل بغیر پہروں ہیں بلبل سے نالہ کش کرتے ہیں اپنی اور سے تو ہم ہزار پاس
- 692/4 خوش حال دے جو حال کہیں دلبروں سے دیر رویا نہ میں تو ایک گھڑی اپنے یار پاس
- 692/5 دوری میں جس کی مر گئے رک رک کے میر ہم نکلا نہ وہ سو ہو کے ہمارے مزار پاس

﴿693﴾

- 693/1 اب نہیں ہوتی چشم تر افسوس بہہ گیا خون ہو جگر افسوس
- 693/2 دیدنی ہے یہ خستہ حالی لیک ایدھر اُس کی نہیں نظر افسوس
- 693/3 عیب ہی عیب میرے ظاہر ہیں مجھ کو آیا نہ کچھ ہنر افسوس
- 693/4 میر ابتر بہت ہے دل کا حال یعنی دیراں پڑا ہے گھر افسوس

رولیفس۔ دیوان پنجم

﴿694﴾

- 694/1 یار ہم سے جدا ہوا افسوس نہ جدا ہو کے پھر ملا افسوس
- 694/2 جب تلک آن کر رہے مجھ پاس مجھ میں تب تک نہ کچھ رہا افسوس
- 694/3 دل میں حسرت گرہ ہے رخصت کی چلتے اُن نے نہ کچھ کہا افسوس
- 694/4 کیا تدارک ہے عشق میں دل کا میں بلا میں ہوں مبتلا افسوس
- 694/5 سب سے بیگانگی کی جس کے لیے وہ نہیں ہم سے آشنا افسوس
- 694/6 رات دن ہاتھ ملتے رہتے ہیں دل کے جانے کا ہے بڑا افسوس
- 694/7 باچھیں پھٹ پھٹ گئیں ہیں گھگھیاتے بے اثر ہو گئی دعا افسوس!
- 694/8 مجھ کو کرنا تھا احتراز اُس سے ہائے افسوس کیا کیا افسوس
- 694/9 نوش دارو ہے نیش دارو میر ہتاثر نہیں دوا افسوس

﴿695﴾

- کوئی دن کرے معیشت جا سو کامل کے پاس 695/1
 بوئے خوں پھک پھک دماغوں میں چلی آتی ہے کچھ 695/2
 شور و ہنگامہ بہت دعویٰ ضروری ہے بہت 695/3
 گرد سے ہے ناتقہ سلمیٰ کو مشکل رہروی 695/4
 تل سے تیرے منہ کے دل تھا داغ ابے برنائے چرب 695/5
 دل گدازِ عشق سے سب آب ہو کر بہہ گیا 695/6
 ملیے کیونکر نہ کفِ افسوس جی جاتا ہے میر 695/7
 ڈوبتی ہے کشتی درطے سے نکل ساحل کے پاس

﴿696﴾

- صد بارہ گلا تیرا ہے کر ضبطِ نفس بس 696/1
 دنیا طلبی نفس نہ کر شومی سے جوں سگ 696/2
 خنداں نہ مرے قتل میں رکھ تیغ کو پھر سان 696/3
 اس زار نے ہاتھ اُن کا جو کھینچا لگے کہنے 696/4
 کیا میرِ اسیروں کو ، درِ باغ جو داہو 696/5
 ہے رنگ ہوا دیکھنے کو چاکِ قفس بس

﴿697﴾

- آنکھ کھلتے گئی بہارِ افسوس 697/1
 جس کی خاطر ہوئے کنارہ گزریں 697/2
 نہ معترف ، نہ آشنا کوئی 697/3
 بے قراری نے یوں ہی جی مارا 697/4
 خوں ہوئی دل ہی میں امید وصال 697/5
 چارہ اشتیاق کچھ نہ ہوا 697/6
 اک ہی گردش میں اُس کی آنکھوں کی 697/7
 گور اپنی رہی گذرِ گہ میں 697/8
 منتظر ہی ہم اس کے میر گئے 697/9
 یاں تک آیا کبھو نہ یارِ افسوس

﴿698﴾

- کیا کیا تم نے ہم سے کہا تھا کچھ نہ کیا افسوس افسوس! 698/1
 کیا کیا کڑھایا، جی سے مارا، لوہو پیا افسوس افسوس

۱۔ اس شعر میں 'ناتقہ سلمیٰ' ہی مذکور ہے، عرب شاعری میں سلمیٰ، محبوبہ کا کنایہ ہے۔ مصرع ثانی میں 'آتی' بہتر ہے، مجلس کے نسخے میں اختلاف درج کیے آئی ہے۔

- 698/2 نور چراغ جاں میں تھا کچھ، یوں ہی نہ آیا لیکن وہ گل ہو ہی گیا آخر کو یہ بکھتا سا دیا افسوس افسوس
698/3 رخصت میں پاپوس کی سب کی جی جاتا تھا سو اُن نے ہاتھ میں عاشقِ وارفتہ کا دل نہ لیا افسوس افسوس
698/4 میر کی آنکھیں مند نے پر وہ دیکھنے آیا تھا ظالم اور بھی یہ بیمارِ محبت تک نہ گیا افسوس افسوس

﴿699﴾

- 699/1 گروں سر پھر کے کرتے پہروں پاس سو تو ہم لوگ اُس کے آس نہ پاس
699/2 خط پہ خط بھیجتا تھا لکھوا کر جب تلک یار تھا نہ حرف شناس
699/3 دل نہ باہم ملے تو ہجراں ہے ہم دے رہتے ہیں گو کہ پاس ہی پاس
699/4 عرش و دل میں رہے مگر برسوں وہم ہے پر کہیں کہیں ہے قیاس
699/5 ہے چلا جب سے وہ پریشاں ربط جمع اک دم رہے نہ میرے حواس
699/6 نا اُمیدی بھی حد رکھتی ہے جیتا کب تک رہے گا کوئی نراس
699/7 جز خدا ہم کسو سے ڈرتے نہیں گھر ہمارا ہے واں جہاں ہے ہراس
699/8 میں تو حیرانِ کار ہوں بے ہوش کیوں کہ نکلے گی میرے دل کی بھڑاس
699/9 میرِ وحشی کا دل ہے بے طاقت چلتا پھرتا ہے پر اُداس اُداس

ردیفش۔ دیوان اول

﴿700﴾

- 700/1-2 ہر جزوِ مد سے دست و بغل اٹھتے ہیں خروش (قطعہ) کس کا ہے رازِ بحر میں یارب کہ یہ تے ہیں جوش
700/3 ابروئے کج ہے موج، کوئی چشم ہے حباب موتی کسی کی بات ہے، سپی کسی کا گوش
700/4 ان مخ بچوں کے کوچے ہی سے میں کیا سلام کیا مجھ کو طوفِ کعبہ سے، میں رنبدِ دردِ نوش
700/5 حیرت سے ہووے پر تو مہ نور آئندہ تو چاندنی میں نکلے اگر ہو سفید پوش
700/6 کل ہم نے سیرِ باغ میں دل ہاتھ سے دیا (قطعہ) اک سادہ گل فروش کا آ کر سبد بہ دوش
700/5-6 جاتا رہا نگاہ سے جوں موسمِ بہار آج اُس بغیر داغ جگر ہیں سیاہ پوش

۱۔ ردیف 'س' کی یہ غزل کلیات میر مرتبہ عبدالباری آسی میں آغازِ دیوان اول سے قبل ص ۶۷ پر اس عنوان کے ساتھ درج ہوئی ہے "یہ غزل ایک قلمی نسخہ تحریر شدہ ۱۲۳۹ھ میں موجود ہے" مجلس کی اشاعت کلیات میر جلد چہارم کے آخر میں بطور ضمیمہ تین غزلیں درج ہیں، جن میں پہلی یہ ہے۔ شمس الرحمن فاروقی صاحب نے بھی اس غزل کے تین شعر انتخاب کیے اور شعر شورا انگیز جلد دوم ص ۲۹۹ پر 'جنگ نامہ' کے تحت درج کیے ہیں۔ حالاں کہ 'جنگ نامہ' کے آخری شعر میں میر نے جس غزل کی جانب اشارہ کیا وہ ردیف 'ی' کی ایک اور غزل ہے جو جنگ نامہ کا حصہ ہے لیکن آسی نے 'جنگ نامہ' کے آخر میں اسے درج نہیں کیا۔ فاروقی صاحب نے غلط طور پر اسے 'جنگ نامہ' کی غزل سمجھا۔

۲۔ نسخہ آسی اور مجلس دونوں نے ان مسلسل اشعار کو قطعہ درج نہیں کیا۔

۳۔ تمام نسخوں میں الما نے ہے، متن میں آج کل کا الما نے درج کیا ہے۔

شب اس دل گرفتہ کو وا کر بہ زور سے (قطعہ) ۱ بیٹھے تھے شیرہ خانے میں ہم کتنے ہرزہ کوش
آئی صدا کہ یاد کرو دور رفتہ کو عبرت بھی ہے ضرور تک اے جمع تیز ہوش
جمشید جس نے وضع کیا جام، کیا ہوا وے کھبتیں کہاں گئیں، کیدھروے نائے ونوش ۲
جز لالہ اس کے جام سے پاتے نہیں نشاں ہے کوکنار اس کی جگہ اب سبو بہ دوش
جھومے ہے بید جائے جوانانِ مے گسار بالائے خم ہے خشت سر پیر مے فروش
میر اس غزل کو خوب کہا تھا ضمیر نے
پر اے زباں دراز بہت ہو چکی، خموش!

700/7-11

700/12

﴿701﴾

دل تو افگار ہے، جگر ہے ریش اک مصیبت ہے میرے تئیں درپیش
پان تو لیتا جا فقیروں کے ”برگ سبزست تحفہ درویش“
فکر کر زادِ آخرت کا بھی
میر اگر تو ہے عاقبت اندیش

701/1

701/2

701/3

ردیفش _____ دیوان دوم

﴿702﴾

گل کو ہوتا صبا قرار اے کاش رہتی اک آدھ دن بہار اے کاش
تہ جو دو آنکھ مند گئیں میری اُس پہ واہوتیں ایک بار اے کاش
تگن نے اپنی مصیبتیں نہ گئیں رکھتے میرے بھی غم شمار اے کاش
جان آخر تو جانے والی تھی اُس پہ کی ہوتی میں شمار اے کاش
اس میں راہِ سخن نکلتی تھی شعر ہوتا ترا شعار اے کاش
خاک بھی وہ تو دیوے گا برباد نہ بناویں مری مزار اے کاش
شش جہت اب تو تنگ ہے ہم پر اُس سے ہوتے نہ ہم دوچار اے کاش
مرتے بھی تو ترے ہی کوپے میں ملتی یاں جائے گور دار اے کاش ۳
ان لبوں کی کلی سے دل ہے بھرا چل پڑے بات پیش یار اے کاش
بے اجل میر اب پڑا مرنا
عشق کرتے نہ اختیار اے کاش

702/1

702/2

702/3

702/4

702/5

702/6

702/7

702/8

702/9

702/10

۱۔ پانچ اشعار کے اس غیر معمولی قطعہ کو آسی نے قطعہ درج کیا لیکن مجلس کے نسخے میں شعر ۱۵ اور ۶ کو قطعہ سمجھا اور درج کیا ہے جب کہ شعر ۷ سے ۱ کے مسلسل اشعار اس غزل کا تیسرا قطعہ ہیں۔

۲۔ نسخہ آسی مجلس میں ناوونوش فاروقی صاحب کی سند سے نائے ونوش درج کیا ہے، شعر شورانگیز جلد دوم، ص ۳۰۵۔

۳۔ آسی کے مطابق ایک قلمی نسخے میں اس شعر کا دوسرا مصرع یوں درج ہے وہیں کرتے مری مزار اے کاش اور یہ کہ مزار قافیے کا دوسرا شعر نمبر ۶) قدیم قلمی نسخے میں نہیں ملتا۔

﴿703﴾

کیا کیسے کیا رکھیں ہیں ہم تجھ سے یار خواہش	703/1
لے ہاتھ میں قفسِ نک، صیاد چل چمن تک	703/2
نے کچھ گنہ ہے دل کا نے جرم چشم اس میں	703/3
حالانکہ عمر ساری مایوس گزری تس پر	703/4
غیرت سے دوستی کی کس کس سے ہو جے دشمن	703/5
ہم مہرورز کیونکر خالی ہوں آرزو سے	703/6
اٹھتی ہے موج ہراک آغوش ہی کی صورت	703/7
صد رنگ جلوہ گر ہے ہر جا وہ غیرت گل	703/8
یک بار بر نہ آئی اُس سے امید دل کی	703/9
کرتے ہیں سب تمنا پر میر جی نہ اتنی	703/10
رکھے گی مار تم کو پایاں کار خواہش	

﴿704﴾

مطلق نہیں ادھر ہے اُس دربا کی خواہش	704/1
دیکھیں تو تیغ اُس کی اب کس کے سر چڑھے ہے	704/2
لعلِ خموش اپنے دیکھو ہو آرسی میں	704/3
اقلیمِ حسن سے ہم دل پھیر لے چلے ہیں	704/4
خونِ جگر ہی کھانا آغازِ عشق میں ہے	704/5
وہ شوخ دشمن جاں، اے دل تو اس کا خواہاں	704/6
میرے بھی حق میں کر نک ہاتھوں کو میر اونچا	704/7
رکھتا ہے اہل دل سے ہراک دعا کی خواہش	

﴿705﴾

ہم پر روا جو رکھتے ہو جور و جفا ہمیش	705/1
کس اعتبار دل کے تئیں گل کہیں ہیں لوگ	705/2
کچھ عہد میں ہمارے محبت ہوئی ہے نگ	705/3
فرصتِ مرض سے دل کے ہمیں کب ہوئی تنگ	705/4
اب عید بھی بغیر ملے اُس کے ہے دہا	705/5
ہم تو جو رفتی ہیں ملے ہی رہیں تو خوب	705/6
واقف نہیں ہوں میر سے تو پر تمام شب	705/7
کرتا ہے شور آن کر اک بے نوا ہمیش	

ردیف ش۔ دیوان سوم

﴿706﴾

اُس کے در پر شب نہ کراے دل خروش
اُس کی مستی دیکھ کر جاتا ہے ہوش
قد و خد و گیسو و لعلِ خموش
چاندنی سے ہو جو میرا قبر پوش
اور کیا کرتے ہیں مفلس دُرد نوش
گر نصیب دشمنان ہے دردِ گوش
جب نہ تب ملتا ہے بازاروں میں تیر
ایک لوطی ہے وہ ظالم سرفروش

706/1
706/2
706/3
706/4
706/5
706/6
706/7

﴿707﴾

طرح خوش، ناز خوش، اس کی ادا خوش
نہیں ناساز فقر اپنا کسو کا
بتوں کے غم میں نالاں جب نہ تب ہوں
کلی رکتی ہے، گل ہے دل پریشاں
جہان تنگ کڑھنے ہی کی جاتھی
رہا پھولوں میں کرتا زمزمہ میں
خوشا ہم جو نہ رکھے ہم کو ناخوش
خرابی کی ہماری ہے ہوا خوش
نہ راضی خلق مجھ سے، نے خدا خوش
کسو کی اس چمن میں گزرے کیا خوش
کوئی دن میں تکلف سے رہا خوش
مری اس باغ میں گزری سدا خوش
گیا اس شہر ہی سے تیر آخر
تمہاری طرزِ بد سے کچھ نہ تھا خوش

707/1
707/2
707/3
707/4
707/5
707/6
707/7

﴿708﴾

فکر میں مرگ کے ہوں سر درپیش
کس کی آنکھیں پھریں ہیں آنکھوں میں
مستی بھی اہل ہوش کی ہے جنہیں
کیا کروں نقلِ راہِ ہستی میں
ہے عجب طور کا سفر درپیش
دم یہ دم ہے مری نظر درپیش
آوے ہے عالمِ دگر درپیش
مرحلے آئے کس قدر درپیش
کیا پتنگے کو شمع روئے تیر
اس کی شب کو بھی ہے سحر درپیش

708/1
708/2
708/3
708/4
708/5

﴿709﴾

ہوں تو دریا، پر کیا ترکِ خروش
مست رہتے ہیں ہم اپنے حال میں
عاقبت تجھ کو لباسِ راہِ راہ
دل کے دل ہی میں کھپائے اپنے جوش
عرض کرے حال، پر ہے کس کے گوش
لے گیا ہے راہ سے اے تنگ پوش

709/1
709/2
709/3

ہو نہ آگے میرے جوں سون زباں ہو سکے تو گل کے رنگوں رہیے گوش
میر کو لطفلان تہ بازار میں
دیکھو شاید ہو وہیں وہ دل فروش

709/4

709/5

ردیفش _____ دیوان چہارم

﴿710﴾

نکلے پردے سے روئے یار اے کاش منہ کرے نک ادھر بہار اے کاش
کچھ وسیلہ نہیں جو اُس سے ملوں شعر ہو یار کا شعار اے کاش
کہیں اُس بحرِ حسن سے بھر جائے موج ساں میری بھی کنار اے کاش
برق ساں ہو چکوں تڑپ کر میر یوں ہی آوے مجھے قرار اے کاش
اعتمادی نہیں ہے یاری غیر یار سے ہم سے ہووے پیار اے کاش
آدے سرِ رشتہ جنوں کچھ ہاتھ ہو گریبان تار تار اے کاش
میر جنگل تمام بس جاوے بن پڑے ہم سے روزگار اے کاش

710/1

710/2

710/3

710/4

710/5

710/6

710/7

﴿711﴾

اُس کا خیال آدے ہے عیار کی روش کچھ اُس کی ہم نے پائی نہ رفتار کی روش
کیا چال ہے گی زہر بھری روزگار کی سب اُس گزندہ کی ہے سیہ مار کی روش
وہ رفت و خیز گرم تو مدت سے ہو چکی رہتے ہیں اب گرے پڑے بیمار کی روش
جاتے ہیں رنگ و بوئے گل و آب جو چلے آئی نہ خوش ہمیں تو یہ گلزار کی روش
مائل ہوا ہے سروِ گلستاں کا دل بہت کچھ آگئی تھی اس میں قد یار کی روش
زندان میں جہاں کے تہ بہت ہیں خراب حال کرتے ہیں ہم معاش گنہ گار کی روش
یوں سر بکھیرے عشق میں پھرتے نہیں ہیں میر
اظہار بھی کریں ہیں تو اظہار کی روش

711/1

711/2

711/3

711/4

711/5

711/6

711/7

﴿712﴾

رہتے ہیں بہت دل کے ہم آزار سے ناخوش بستر پہ گرے رہتے ہیں بیمار سے ، ناخوش
جانا جو مقرر ہے مرا دارِ فنا سے اس بستی کے میں ہوں در و دیوار سے ناخوش

712/1

712/2

۱۔ نسخہ آسی اور مجلس دونوں میں میر تو درج ہے، حالاں کہ کوزے بغیر شعر میں معنی کی ترسیل آسان نہیں رہتی۔

۲۔ نسخہ آسی میں ہے درج نہیں، اُس کا خیال آوے عیار کی روش۔

۳۔ نسخہ آسی میں 'کے اور' کے املا میں حد درجہ بے احتیاطی ہے۔ کچھ طے نہیں ہو سکتا کہ وہ کہاں یاے معروف کو مجہول کے انداز میں درج کر رہے ہیں اور کب اور کہاں یاے مجہول سے معروف مراد لیں گے مثلاً اسی شعر میں مصرع اول میں زندان میں جہاں کی اور دوسرے مصرع میں گنہ گار کی روش اب ان میں سے پہلی کی کو مجلس کا نسخہ کے مانتا ہے اور دوسری کی کو 'کے' ہی سمجھتا ہے۔

خوش ہیں نہ گل تر سے، نہ ہم خار سے ناخوش	ہمواری سے ہیں نرم و خشن ایک سے دونوں	712/3
کیا جائیے ہم کس لیے ہیں یار سے ناخوش	سر رشتہ دل بند نہیں زلف و کمر میں	712/4
اقرار سے بیزار ہیں، انکار سے ناخوش	ہے عشق میں صحبت مری خواہاں کی عجب کچھ	712/5
رہتے ہوتے ہی ایک مرے پیار سے ناخوش	خوش رہتے ہیں احباب بہم رابط کیے سے	712/6
اک بات کا بھی لوگوں میں پھپھٹا کرنا		712/7
ہم ہیں گے بہت میر کے بستار سے ناخوش		

رویفش۔ دیوان پنجم

﴿713﴾

اس آرزو نے مارا یہ بھی خدا کی خواہش	رکھتے رہے بتوں سے مہر و وفا کی خواہش	713/1
جی کو نہیں ہے میرے مطلق دوا کی خواہش	بیاری دلی پر میں صبر کر رہا ہوں	713/2
دل کو یہی ہمارے اکثر رہا کی خواہش	شب وصل کے میسر آئی نہ ایک دن بھی	713/3
سوجان کی ہے کاہش، اک اُس ادا کی خواہش	چاہت بہت کسو کی اے ہم نشیں بری ہے	713/4
ابلہ کسو کو ہو گی اس بد بلا کی خواہش	مشتاق عاشقی کا عاقل کوئی نہ ہو گا	713/5
درویشوں سے کریں گے اب ہم دعا کی خواہش	عجز و انابت اپنی یوں ہی تھی صبح گہ کی	713/6
حیرانِ کارِ اُلفت اے میر چپ ہوں میں تو		713/7
پوچھا کرو ہو ہر دم کیا بے نوا کی خواہش		

﴿714﴾

راہِ رفتن ہے اب مگر درپیش	رنج و غم آئے بیش تر درپیش	714/1
ہے خجالت سے تیشہ سر درپیش	مرگ فرہاد سے ہوا بدنام	714/2
میری مدت سے ہے نظر درپیش	یار آنکھوں تلے ہی پھرتا ہے	714/3
ہے چراغوں کو بھی سحر درپیش	خانہ روشن پننگوں نے نہ کیا	714/4
غم سے نزدیک مرنے کے پہنچے		714/5
دور کا میر ہے سفر درپیش		

﴿715﴾

بے کراں دریائے غم کے ہیں بلا جوش و خروش	کرا کریں ہیں لہجوں لطموں کے دڑیڑے سب کے گوش	715/1
مے کدے سے باہر آتے ہی نہیں ذی عقل و ہوش	صومعے کو اس ہوائے ابر میں دیتے ہیں آگ	715/2
تنگ و رزی سے کبھی ملتا نہیں وہ تنگ پوش	تنگ چولی سو جگہ سے، کسماتے ہی چلی	715/3
گرمی پہنچے کیا اچھلتا ہے سپند ہرزہ کوش	وائے رے پروانہ کیسا چپکے جل کر رہ گیا	715/4

۱۔ نسخہ مجلس میں مصرع اول میں 'گر چہ چاہا ہے' اس سہو کتابت کے بعد مصرع کے معنی معلوم کر سکتا ممکن نہیں رہتا۔
۲۔ نسخہ آسی میں 'دی بجائے' ذی چھپا ہے۔

کیسا خود گم سر بکھیرے تیر ہے بازار میں
ایسا اب پیدا نہیں ہنگامہ آرا دل فروش

715/5

﴿716﴾

ادھر آتا بھی وہ سوار اے کاش! اُس کا ہو جاتا دل شکار اے کاش
زیر دیوار خانہ باغ اُس کے ہم کو جا ملتی خانہ دار اے کاش
کب تک بے قرار رہیے گا کچھ تو ملنے کا ہو قرار اے کاش
راہ تکتے تو پھٹ گئیں آنکھیں اُس کا کرتے نہ انتظار اے کاش
اس کی پامالی سرفرازی ہے راہ میں ہو مری مزار اے کاش
پھول گل کچھ نہ تھے کھلی جب چشم اور بھی رہتی ٹک! بہار اے کاش
اب وہی میر جی کھپاتا ہے
ہم کو ہوتا نہ اس سے پیار اے کاش

716/1

716/2

716/3

716/4

716/5

716/6

716/7

﴿717﴾

غصے میں ناخنوں نے مرے کی ہے کیا تلاش تلوار کا سا گھاؤ ہے جیسے کا ہر خراش
صحت میں اُس کی کیوں کہ رہے مرد آدمی وہ شوخ و شنگ دے تہ، ادب و بد معاش
بے رحم تجھ کو ایک نظر کرنی تھی ادھر کشتے کے تیرے نکلے ہوئے لے گئے بھی لاش
آباد اُجڑا لکھنؤ پُغدوں سے اب ہوا مشکل ہے اس خرابے میں آدم کی بود و باش
عمر عزیز یاس ہی میں جاتی ہے چلی
امیدوار اُس کے نہ ہم ہوتے میر کاش

717/1

717/2

717/3

717/4

717/5

ردیف ص۔ دیوان اول

﴿718﴾

شیخ ہو دشمنِ زنِ رقا ص
کیوں نہ "القاص" لاسحب القاص

718/1

ردیف ص۔ دیوان سوم

﴿719﴾

ہے دل بے تاب کا بھی دیا رقص
رقصِ بیکل تم سنو ہو جیسا رقص

719/1

ردیف ص _____ دیوان چہارم

﴿720﴾

طاہر دل کی پیش سینے میں جانو تم بکل کا قص
ان ہی رنگوں ہوتا ہے اُس صید طرفہ دل کا قص

720/1

ردیف ص _____ دیوان پنجم

﴿721﴾

شاعری شیوہ ہے شعار اخلاص دین و مذہب مرا ہے پیار اخلاص
اب کہاں وہ مُودتِ قلبی ہووے ظاہر میں یوں ہزار اخلاص
سورت اخلاص کی پڑھی برسوں
میر رکھتا نہیں ہے یار اخلاص

721/1

721/2

721/3

ردیف ض _____ دیوان اوّل

﴿722﴾

سال میں اب بہاری تجھ سے اک باری ہے فیض
چشمِ نم دیدہ سے عاشق کی سدا جاری ہے فیض

722/1

ردیف ض _____ دیوان سوم

﴿723﴾

آج رکھ آیا کمر میں پیش قبض
سو ہی کھینچی مجھ پہ گھر میں پیش قبض

723/1

ردیف ض _____ دیوان چہارم

﴿724﴾

کیا کہوں کیا ہے دلبر خود غرض
خود نما ، خود رائے ، خود سر ، خود غرض

724/1

ردیف ض دیوان پنجم

﴿725﴾

عالم علم سے اس عالم میں ہر لحظہ طاری ہے فیض 725/1
ہے معلوم کہ عالم عالم، پھریاں وہ جاری ہے فیض
سنگ و شجر میں پاتے یوں ہی غنچہ و گل ہیں بار و پر 725/2
عالم ہزدہ ہزار جو ہیں یہ سب میں وہ ساری ہے فیض

ردیف ط دیوان اول

﴿726﴾

سب سے آئینہ نمط رکھتے ہیں خواہاں اختلاط 726/1
ہوتے ہیں یہ لوگ بھی کتنے پریشاں اختلاط
تنگ آیا ہوں میں رشکِ تنگ پوشی سے تری 726/2
اس تن نازک سے یہ جائے کو چسپاں اختلاط

ردیف ط دیوان دوم

﴿727﴾

عشق کی رہ نہ چل خبر ہے شرط 727/1
اول گام ترک سر ہے شرط
دعویٰ عشق یوں نہیں صادق 727/2
زردی رنگ و چشم تر ہے شرط
خامی جاتی ہے کوئی گھر بیٹھے 727/3
پنتہ کاری کے تئیں سفر ہے شرط
قصہ حج ہے تو شیخ کو لے چل 727/4
کعبہ جانے کو یہ بھی خر ہے شرط
قلب، یعنی کہ دل، عجب زر ہے 727/5
اس کی نقادی کو نظر ہے شرط
حق کے دینے کو چاہیے ہے کیا 727/6
یاں نہ اسباب، نے ہنر ہے شرط
دل کا دینا ہے سہل کیا اے میر 727/7
عاشقی کرنے کو جگر ہے شرط

﴿728﴾

کرتے نہیں ہیں اُس سے نیا کچھ ہم اختلاط 728/1
ہوتا تھا اگلے لوگوں میں بھی باہم اختلاط
ٹک گرم میں ملوں تو مجھی سے ملے خنک 728/2
اوروں سے تو وہی ہے اُسے ہر دم اختلاط
ایسا نہ ہو کہ شیخ دعا دیوے ہم نشیں 728/3
ابلیس سے کرے ہے کوئی آدم اختلاط
بیگانگی مجھی سے چلی جاتی ہے خصوص 728/4
رکھتا ہے یوں تو یار سے اک عالم اختلاط
کس طور اتفاق پڑی صحبت اُس سے دیر 728/5
ہے میر بے دماغ و قیامت کم اختلاط

ردیف ط۔ دیوان سوم

﴿729﴾

شاید اُس سادہ نے رکھا ہے خط	729/1
کہ ہمیں متصل لکھا ہے خط	
شوق سے بات بڑھ گئی تھی بہت	729/2
دفتر اُس کو لکھے ہیں، کیا ہے خط	
نامہ کب یار نے پڑھا سارا	729/3
نہ کہا یہ بھی آشنا ہے خط	
ساتھ ہم بھی گئے ہیں دور تلک	729/4
جب اُدھر کے تئیں چلا ہے خط	
کچھ خلل راہ میں ہوا اے میر	729/5
نامہ بر کب سے لے گیا ہے خط	

﴿730﴾

ہم نہ سمجھے رابطہ ان نو خطوں سے تھا غلط	730/1
ہوتے ہیں برخود غلط یہ، ہو گیا یہ کیا غلط	
کہتے ہو کیا کیا لکھا ہے خط میں مجھ کو میر نے	730/2
کب کہا، کن نے یہ سب جھوٹ، افتراء، بے جا، غلط	

ردیف ط۔ دیوان چہارم

﴿731﴾

دل لگے کے تئیں جگر ہے شرط	731/1
بے خبر مت رہو، خبر ہے شرط	
عشق کے دو گواہ لا، یعنی	731/2
زردی رنگ و چشم تر ہے شرط	

﴿732﴾

دل کا لگانا جی کھوتا ہے، اس کو جگر ہے پیارے شرط	732/1
سو تو بہا تھا خون ہو آگے، پہلے داؤ میں ہارے شرط	

ردیف ط۔ دیوان پنجم

﴿733﴾

جس کو ہوا ہے اُس صنم بے وفا سے ربط	733/1
اُس کو خدا ہی ہووے تو ہو کچھ خدا سے ربط	
گل ہو کے برگ برگ ہوئے پھر ہوا ہوئے	733/2
رکھتے ہیں اس چمن کے جو غنچے صبا سے ربط	
زنہار پشت پا سے نہیں اٹھتی اُس کی آنکھ	733/3
اُس چشم سرگیں کو بہت سے حیا سے ربط	
شاید اُسی کے ہاتھ میں دامن ہو یار کا	733/4
ہو جس ستم رسیدہ کو دست دعا سے ربط	

رویفگ _____ دیوان چہارم

﴿824﴾

اس رنگ سے جو زرد، زبوں زار ہیں ہم لوگ	824/1
کیا اپنے تئیں پستی بلندی سے جہاں کی	824/2
مقصود تو حاصل ہے طلب شرط پڑی ہے	824/3
خون ریز ہی لڑکوں سے لڑا رہتے ہیں آنکھیں	824/4
دل پھنس رہے ہیں دام میں زلفوں کے کسوکی	824/5
بازار کی بھی جنس پہ جی دیتے ہیں عاشق	824/6
ان پریوں سے لڑکوں کے جھپٹے ٹٹیں دل آئے	824/7
جاتے ہیں چلے قافلہ در قافلہ اس راہ	824/8
مارے ہی پڑیں کچھ کہیں عشاق تو شاید	824/9
گوشت نہی نظر میر کی ہو، آنکھیں تو نک دیکھ	824/10
کیا دل زدگاں سادہ میں پُرکار ہیں ہم لوگ	

﴿825﴾

کیا چلے جاتے ہیں جہان سے لوگ	825/1
قہر ہے بات بات پر گالی	825/2
شہر میں گھر خراب ہے اپنا	825/3
ایک گردش میں ہیں برابر خاک	825/4
دردِ دل اُن نے کب سنا میرا	825/5
باؤٹے سے بھی لپک لہک ہے انہیں	825/6
شوق میں تیر سے چلے اودھر	825/7
آدمی اب نہیں جہان میں تیر	825/8
اٹھ گئے اس بھی کاروان سے لوگ	

- ۱۔ نسخہ آسی میں اک خاک برابر درست نہیں ہے، نسخہ کالج اور طبع دوم میں اب صحیح ہے۔
- ۲۔ نسخہ آسی میں چھپے درست، نسخہ کالج میں چھپے سہو کتابت ہے۔
- ۳۔ نسخہ آسی، عبادت و مجلس میں گز ہے، نسخہ کالج اور طبع دوم میں گوزیادہ بہتر ہے۔
- ۴۔ نسخہ آسی و مجلس میں باد، نسخہ کالج میں باؤ اور طبع دوم میں یاد، جو درست نہیں۔

﴿821﴾

بہت اُس طرف کو تو جاتے ہیں لوگ	روہ مرگ سے کیوں ڈراتے ہیں لوگ	821/1
تکلف ہے یاں جو چھپاتے ہیں لوگ	مظاہر سب اُس کے ہیں، ظاہر ہے وہ	821/2
ہمارے سیں ہی بتاتے ہیں لوگ	عجب کی جگہ ہے کہ اُس کی جگہ	821/3
کبھو آپ میں ہم کو پاتے ہیں لوگ	رہے ہم تو کھوئے گئے سے سدا	821/4
ہمیں کو نشانہ بناتے ہیں لوگ	اُس ابرو کماں پر جو قرباں ہیں ہم	821/5
قیامت اذیت اُٹھاتے ہیں لوگ	نہ سویا کوئی شور شب سے مرے	821/6
اُن آنکھوں کے بیمار ہیں میر ہم		821/7
بجا دیکھنے ہم کو آتے ہیں لوگ		

رودیف گ۔ دیوان سوم

﴿822﴾

ہم کھڑے تلواریں لکھاویں، نقش ماریں اور لوگ	قتل گہ میں دست بوس اس کا کریں فی الفور لوگ	822/1
ایک تو ناساز، پھر اُس سے ملے بے طور لوگ	کج روی ہم عاشقوں سے اس کی بس اب جا چکی	822/2
حیف میرے حال پر کرتے نہیں ٹک غور لوگ	زخم تیغ یار غائر ہو کے پہنچا دل تلک	822/3
بعد میرے کب اُٹھاویں گے ترے یہ جور لوگ	جا کے دنیا سے تجھے یاد آؤں گا میں بھی بہت	822/4
رسم و عادت ہے کہ ہر یک وقت کا ہوتا ہے ذکر		822/5
میر بارے یاد کر روویں گے کیا یہ دور لوگ		

﴿823﴾

چشم پر خوں نگار کے سے رنگ	چاک دل ہے انار کے سے رنگ	823/1
تیغ خوں ریز یار کے سے رنگ	کام میں ہے ہوائے گل کی موج	823/2
افعی تیغ دار کے سے رنگ	تاب ہی میں رہے ہے اُس کی زلف	823/3
دل گل بے بہار کے سے رنگ	کیا جو افسردگی کے ساتھ کھلا	823/4
اب دل بے قرار کے سے رنگ	برق اب بہار نے بھی لیے	823/5
ہم بھی لاغر شکار کے سے رنگ	سج خنجر گہ میں ہیں مامون	823/6
اہلِ روزگار کے سے رنگ	عمر کا بھی سُرنگ جاتا ہے	823/7
کف پائے نگار کے سے رنگ	برگ گل میں نہ دل کشی ہو گی	823/8
اس بیاباں میں میر محو ہوئے		823/9
ناتواں اک غبار کے سے رنگ		

- 818/9 فردوس کو بھی آنکھ اٹھا دیکھتے نہیں کس درجہ سیر چشم ہیں کوئے بتاں کے لوگ
818/10 کیا سہل جی سے ہاتھ اٹھا بیٹھتے ہیں ہائے یہ عشق پیشگاں ہیں الہی کہاں کے لوگ
818/11 منہ تلپتے ہی رہے ہیں سدا مجلسوں کے بیچ گویا کہ میر محو ہیں میری زباں کے لوگ

﴿819﴾

- 819/1 کیا عشق خانہ سوز کی دل میں چھپی ہے آگ اک سارے تن بدن میں مرے پھک رہی ہے آگ
819/2 گلشن بھرا ہے لالہ و گل سے اگرچہ سب پر اُس بغیر اپنے تو بھائیں لگی ہے آگ
819/3 پاؤں میں پڑ گئے ہیں پھپھولے مرے تمام ہر گام راہ عشق میں گویا دبی ہے آگ
819/4 جل جل کے سب عمارتِ دل خاک ہو گئی کیسے نگر کو آہ محبت نے دی ہے آگ
819/5 اب گرم و سرد دہر سے یکساں نہیں ہے حال پانی ہے دل ہمارا ٹبھی، تو کبھی ہے آگ
819/6 کیوں کر نہ طبعِ آتشیں اُس کی ہمیں جلائے ہم مشتِ خس کا حکم رکھیں، وہ پری ہے آگ
819/7 کب لگ سکے ہے عشقِ جہاں سوز کو ہوس ماہی کی زیتِ آب، سمندر کا جی ہے آگ
819/8 روزِ ازل سے آتے ہیں ہوتے جگر کباب کیا آج کل سے عشق کی یارو جلی ہے آگ
819/9 انگارے سے نہ گرتے تھے آگے جگر کے لخت جب تب ہماری گود میں اب تو بھری ہے آگ
819/10 یا رب! ہمیشہ جلتی ہی رہتی ہیں چھاتیاں یہ کیسی عاشقوں کے دلوں میں رکھی ہے آگ
819/11 انفرنگی سوختہ جاناں ہے قہرِ میر دامن کو ٹک ہلا کہ دلوں کی بجھی ہے آگ

﴿820﴾

- 820/1 ہے آگ کا سانالہ کا ہش ۲ فنا کا رنگ کچھ اور صبح دم سے ہوا ہے ہوا کا رنگ
820/2 دیکھے ادھر تو مجھ سے نہ یوں آنکھ وہ چھپائے ظاہر ہے میرے منہ سے مرے مدعا کا رنگ
820/3 کس بے گنہ کے خوں میں ترا پڑ گیا ہے پاؤں ہوتا نہیں ہے سرخ تو ایسا حنا کا رنگ
820/4 بے گنہ شکستہ رنگی خورشید کیا عجب ہوتا ہے زرد بیش تر اہل فنا کا رنگ
820/5 گل پیر ہن نہ چاک کریں کیوں کہ رشک سے کس مرتبے میں شوخ ہے اُس کی قبا کا رنگ
820/6 رہتا تھا ابتدائے محبت میں منہ سفید اب زرد سب ہوا ہوں، یہ ہے انتہا کا رنگ
820/7 داروئے لعل گوں نہ پیو، میرزا ہو تم گرمی پہ ہے دلیل بہت اس دوا کا رنگ
820/8 خوبی ہے اس کی حیزِ تحریر سے بروں کیا اُس کا طورِ حسن لکھوں، کیا ادا کا رنگ
820/9 پوچھیں ہیں وجہِ گریہِ خونیں جو مجھ سے لوگ کیا دیکھتے نہیں ہیں سب اُس بے وفا کا رنگ
820/10 مقدور تک نہ گزرے مرے خوں سے یارِ میر غیروں سے کیا گلہ ہے، یہ ہے آشنا کا رنگ

۱۔ اس سے قبل شعر نمبر 818/5 کے متن میں آئی نے کسی لکھا، قدیم نسخوں میں کسولتا ہے لہذا اسے برقرار رکھا گیا، اس شعر میں نچے کالج اور
کشور دوم، سوم میں کبھی (دونوں جگہ) درج ہے جب کہ آئی نے دل ہمارا کھو، تو کبھی ہے لکھا۔
۲۔ نچہ مجلس میں کا ہش کا املا کالیش درج ہے، جلد دوم ص ۱۷۳۔

ردیف گ۔ دیوان اول

﴿817﴾

جب سے خط ہے سیاہ خال کی تھا نگ	817/1
بات اہل کی چلی ہی جاتی ہے	817/2
بن جو کچھ بن سکے جوانی میں	817/3
عشق کا شور کوئی چھپتا ہے	817/4
اُس دقن میں بھی سبزی ہے خط کی	817/5
کس طرح اُن سے کوئی گرم ملے	817/6
چلی جاتی ہے حسبِ قدر بلند (قطعہ) دور تک اس پہاڑ کی ہے ڈانگ	817/7-8
تفرہؔ باطل تھا طور پر اپنے	
میں نے کیا اس غزل کو سہل کیا	817/9
میرؔ بندوں سے کام کب نکلا	817/10
مانگنا ہے جو کچھ خدا سے مانگ	

ردیف گ۔ دیوان دوم

﴿818﴾

غافل ہیں ایسے، سوتے ہیں گویا جہاں کے لوگ	818/1
مجنون و کوہ کن نہ تلفِ عشق میں ہوئے	818/2
کیوں کر کہیں کہ شہر وفا میں جنوں نہیں	818/3
رواقِ تھی دل میں جب تیں بستے تھے دلبراں	818/4
تو ہم میں اور آپ میں مت دے کسو کو دخل	818/5
مرتے ہیں اُس کے واسطے یوں تو بہت ولے	818/6
پتے کو اس چمن کے نہیں دیکھتے ہیں گرم	818/7
بت چیز کیا کہ جس کو خدا نانتے ہیں سب	818/8

۱۔ نسخہ مجلس کے مرتب نے نور اللغات کے حوالے سے 'ساگ' کے معنی شام درج فرمائے ہیں، جو غلط ہیں۔ حوالہ بھی درست نہیں کہ مذکورہ لغت میں کہیں بھی ساگ کے یہ معنی درج نہیں۔ یہ لفظ سواگ ہی ہے بہرہ و پ بھرنے کے معنی میں۔

۲۔ نسخہ آسی مجلس نے کوئی درج کیا حالاں کہ یہ لفظ 'کنوئیں' ہے، 'کنوئیں' بھنگ پڑنا، محاورہ ہے۔

۳۔ نسخہ آسی اور مجلس نے ان اشعار کو قطعہ بند نہیں لکھا، انہیں مسلسل شعر سمجھا جائے تو بہتر معانی حاصل ہو سکتے ہیں ورنہ الگ الگ صورت میں آٹھواں شعر بالکل نامکمل دکھائی دے گا۔

۴۔ آسی اور بیرونی میں مجلس نے 'تفرہ' درج کیا، اس لفظ کے بعد نہ جانے انہوں نے شعر سے کیا معنی مراد لیے ہوں، یہ اصل میں 'تفرہ' ہے بہ معنی غرور، تکبر۔

قیامت ہے مشتاق لوگوں کی کثرت 814/4
کہاں تک اسے سر سے مارا کروں میں 814/5
بہار آئی پر ایک چٹی بھی گل کی 814/6
بہت میر پھر ہم جہاں میں رہیں گے 814/7
اگر رہ گئے آج شب کی سحر تک

﴿815﴾

وہ تو نہیں کہ اودھم رہتا تھا آشیاں تک 815/1
لبریز جلوہ اُس کا سارا جہاں ہے یعنی 815/2
ہجراں کی سختیوں سے پتھر دل و جگر ہیں 815/3
سودائے عاشقی میں نقصاں ہے جی کا لیکن 815/4
واماندہ نقش پا سے یک دست ہم ہیں بے کس 815/5
جی مارتے ہیں دلبر عاشق کا اس خطر سے 815/6
دل دھڑکے ہے جو بجلی چمکے ہے سوئے گلشن 815/7
دیواروں سے بھی مارا، پتھروں سے پھوڑ ڈالا 815/8
یہ تنگی و نزاکت اس رنگ سے کہاں ہے 815/9
ان جلتی ہڈیوں پر ہرگز ہما نہ بیٹھے 815/10
پہنچی ہے عشق کی تپ سے میر استخوان تک

﴿816﴾

اس کی رہے گی گرمی بازار کب تک 816/1
عہد و عید و حشر قیامت ہے دیکھیے 816/2
دل کا، جگر کا لوہو تو غم نے سکھا دیا 816/3
نسبت بہت گناہوں کی کرتا ہے اس طرف 816/4
اُس کی نگاہ مست ہے اکثر سوئے رباط 816/5
دیوار و در بڑے تھے جہاں داں نشاں نہیں 816/6
مہمان کوئی دن ہے کا ہے وارفتہ عشق کا 816/7
ترسا کے مارنے میں، عذاب شدید ہے 816/8
صیاد اسیر کر کے جسے اٹھ گیا ہو میر 816/9
وہ دام کی شکن میں گرفتار کب تک

۱۔ نسخہ کالج اور طبع دوم میں 'پھر ہم' کی کتابت 'برہم' ہوئی ہے، نسخہ آسی میں 'پھر ہم' مطابق مضمون شعر ہے۔

۲۔ نسخہ آسی میں 'عشق کی تب' درج ہے مجلس کے یہاں 'عشق کی تپ' ہے، اختلاف درج نہیں۔

۳۔ تمام نسخوں میں 'سے چھپا ہے' صرف نول کشور دوم میں ہے درست ہے جس کے بعد شعر با معنی ہو جاتا ہے۔

۴۔ طبع دوم میں 'دن' ہے جو باقی نسخوں میں 'دم' سے اس شعر کی حد تک بہتر ہے۔

- 811/3 مقصود گم ہے پھرتا جو رہتا ہے رات دن ہلاکان ہو کے ہو گا کبھو آسماں ہلاک
- 811/4 اُس ظلم کیش کی ہے طرب گاہ ہر کہیں عاشق خدا ہی جانے ہوا ہے کہاں ہلاک
- 811/5 جی میر نے دیا، نہ ہوا لیک وصل یار
- افسوس ہے کہ مفت ہوا یہ جواں ہلاک

﴿812﴾

- 812/1 جب رکھی نوبت تم نے، تو گوشِ ہوش نہ کھولے ٹک چکے چکے کسو کو چاہا پوچھنے آئے نہ بولے ٹک
- 812/2 اب جو چھاتی جلی فی الواقع لطف نہیں ہے شکایت کا صبر کرو کیا ہوتا ہے یوں پھوڑے ٹل کے پھپھولے ٹک
- 812/3 آنکھیں کھولیں، حال کے کہتے دیر ہوئی ہے بس یعنی ساری رات کہانی کہی ہے میر اب چل کر سولے ٹک

ردیفک _____ دیوان ششم

﴿813﴾

- 813/1 جب کہتے تھے، تب تم نے تو گوشِ ہوش نہ کھولے ٹک چکے چکے کسو کو چاہا، پوچھا بھی تو نہ بولے ٹک
- 813/2 اب جو چھاتی جلی فی الواقع، لطف نہیں ہے شکایت کا صبر کرو، کیا ہوتا ہے یوں پھوڑے ٹل کے پھپھولے ٹک
- 813/3 نالہ کشی میں مرغِ چمن یکتا ہے پر ہم جانیں تب نعرہ زناں جب صبح سے آ کے ساتھ ہمارے بولے ٹک
- 813/4 اس کے قامتِ موزوں سے کیا سرو برابر ہووے گا ناموزوں ہی نکلے گا سنجیدہ کوئی جو بولے ٹک
- 813/5 آنکھیں جو کھولیں سوتے سے تو حال کے کہتے مجھ کو کہا مشکل ہے دلدارِ عاشق برسوں وہ بے تاب رہے
- 813/6 بے طاقت اس دل کو میرے ہاتھ میں اپنے تولے ٹک
- 813/7 ایسے دردِ دل کرنے کو میر کہاں سے جگر آوے گرمِ سخن لوگوں میں ہو، کوئی بات کرے تو رو لے ٹک

﴿814﴾

- 814/1 رہے ہے غش و درد دو دو پہر تک سر زخم پہنچا ہے شاید جگر تک
- 814/2 ہوئے ہیں حواس اور ہوش و خرد گم خبر کچھ تو آئی ہے اس بے خبر تک
- 814/3 زمیں گرد، اس مہ کے میرے، ہیں عاشق ستارے فلک کے رہے ہیں ادھر تک

۱۔ 'جب کہے تو تب تم نے تو گوش۔۔۔' نسخہ کالج میں یہ متن ہے۔ نول کشور دوم میں اور پھر غلط ہے، متن برطانیہ آ سی ہے۔ علاوہ ازیں غزل نمبر ۸۱۲ کے تینوں شعر دیوان ششم کی غزل ۸۱۳ میں معمولی لفظی رد و بدل کے ساتھ موجود ہیں۔ اس اعتبار سے غزل نمبر ۸۱۲ کو الگ غزل شمار نہ کرنا چاہیے۔

۲۔ آ سی مجلس میں پھوڑیں درج ہے جب کہ ٹل پھوڑے کا ہے۔

۳۔ تمام نسخوں میں 'یکتا' ہی چھپا ہے، اگر اسے 'یکتا' پڑھیں تو شاید یہ بہتر ہو۔

۴۔ نسخہ کالج اور طبع دوم میں 'حال ہی کہتے مجھ کو کیا' درست نہیں ہے۔

۵۔ آ سی اور مجلس میں 'دو برسوں' ہے، نسخہ کالج اور طبع دوم کا متن 'برسوں' بہتر ہے۔

۶۔ اس شعر کے مصرع اول کے مفہوم میں قیاس کرنا پڑتا ہے، نسخہ آ سی میں 'کے' کی جگہ 'کی' درج ہے اور نسخہ مجلس نے 'ادھر کو بہ صراحت ضم' ادھر لکھا ہے۔

اُنس نہیں انسان سے اچھا عشق و جنوں اک آفت ہے
 فرق ہوئے کیا چھوڑے ہے آدم میں اُس کی جدائی خاک
 ہو کے فقیر گلی میں اس کی چین بہت سا پایا ہم
 لے کے سرہانے پتھر رکھا، جائے فرش بچھائی خاک
 قلب گداز ہیں جن کے دے بھی مٹی سونا کرتے ہیں
 میر اکسیر بنائی اُنہوں نے جن کی جہاں سے اُٹھائی خاک

808/7

808/8

808/9

﴿809﴾

کیا ہم میں رہا گردشِ افلاک سے اب تک
 تھے نوخطوں کی خاک سے اجزا جو برابر
 تا حدِ نظر چھا رہے ہیں لالہ صد برگ
 دشمن ہوئی ہے جس کے لیے ساری خدائی
 ہر چند کہ دامن تیں ہے چاک گریباں
 گو خاک سی اڑتی ہے مرے منہ پہ جنوں میں
 دے لے کپڑے تو بدلے، ہوئے میر اُس کو کئی دن
 تن پر ہے شکن تنگی پوشاک سے اب تک

809/1

809/2

809/3

809/4

809/5

809/6

809/7

﴿810﴾

شاد افونیوں کا دل غم ناک
 تین دن گور میں بھی بھاری ہیں
 ہاتھ پہنچا نہ اس کے دامن تک
 تیز جاتا ہوں میں تو جوں سیلاب
 عشق سے ہاتھ کیا ملاوے کوئی
 بندگی کیشوں پر ستم مت کر
 دشت دشت اب کے ہے گلِ تریاک
 یعنی آسودگی نہیں تہ خاک
 میں گریباں کروں نہ کیوں کر چاک
 میرے مانع سلمہوں کیا خس و خاشاک
 یاں زبردستوں کی ہے کشتی پاک
 ڈر خدا سے تو اے بت بے باک

810/1

810/2

810/3

810/4

810/5

810/6

810/7

عشقِ مردِ آزمانے آخر کار
 کیے فرہاد و قیس میرِ ہلاک

﴿811﴾

اے عشق کیا جو مجھ ساگے ہوا ناتواں ہلاک
 میں چل بسا تو شہر ہی ویران سب ہوا
 کر ہاتھ تک ملا کے کوئی پہلوں ہلاک
 اس نیم جاں کے بدلے ہوا یک جہاں ہلاک

811/1

811/2

۱۔ نسخہ مجلس کے مرتب کو چھار ہے ہیں (آسی) اور چھار ہی ہے (نسخہ کالج) تو دکھائی دیا لیکن آسی کے یہاں تا مد نظر بجائے تا حد نظر کی غلطی نظر نہ آئی۔
 ۲۔ نسخہ مجلس جلد چہارم ص ۸۸ پر دئے ہے، آسی کے یہاں خرابی طباعت سے لفظ پڑھنا ممکن نہیں، فاروقی صاحب نے وہ کا جدید املا درج کیا ہے۔
 ۳۔ نسخہ کالج اور نول کشور دوم میں ہوئے ہے، آسی کے یہاں ہوں درج ہے۔
 ۴۔ نسخہ مجلس میں مجھ سے غلط درج ہوا ہے، آسی کے یہاں مجھ سا درست ہے۔

سبب مرگِ فرہاد کا ہو گیا تھا نگوں ہے سرِ تیشہِ ثُجَلَت سے اب تک
ہلا تو بھی لب کو کہ عیسیٰ کے دم کی چلی جائے ہے بات مدت سے اب تک
عقیق لب اُس کے کبھو دیکھے تھے میں بھرا ہے دہن آبِ حسرت سے اب تک
گئی عمر ساری مجھے عجز کرتے نہ مانی کوئی اُن نے منت سے اب تک
نہ ہو گو جنوں میر جی کو پر ان کی
طبیعت ہے آشفۃِ وحشت سے اب تک

806/5

806/6

806/7

806/8

806/9

ردیفک _____ دیوان پنجم

﴿807﴾

اب رنج و درد و غم کا پہنچا ہے کام جاں تک پر حوصلے سے شکوہ آیا نہیں زباں تک
آواز کے ہماری تم حزن پر نہ جاؤ یہ نالہِ حزیں تو جاتے ہیں آسماں تک
رونا جہاں جہاں تو عین آرزو ہے لیکن روتا ہوں رویا جاوے میرے کئے جہاں تک
اکثر صداع مجھ کو رہتا ہے عاشقی میں تصدیعِ درد و غم سے کھینچے کوئی کہاں تک
آوارہ ہی ہوئے ہم سر مار مار ، یعنی نو پر نکل گئے ہیں اپنے سب آشیاں تک
اے دوائے بے نصیبی سر سے بھی گزرے لیکن پیشانی تک نہ پہنچی اس خاکِ آستاں تک
نفع کثیر اٹھایا ، کر عشق کی تجارت
راہی ہیں میرا اب تو ہم جان کے زیاں تک

807/1

807/2

807/3

807/4

807/5

807/6

807/7

﴿808﴾

دل کی تڑپ نے ہلاک کیا ہے دھڑکے نے اُس کے اُڑائی خاک دل کی تڑپ نے ہلاک کیا ہے دھڑکے نے اُس کے اُڑائی خاک
خشک ہوا خوں اشک کے بدلے ریگ رواں سے آئی خاک خشک ہوا خوں اشک کے بدلے ریگ رواں سے آئی خاک
صورت کے ہم آئے کی سے ظاہر فقر نہیں کرتے صورت کے ہم آئے کی سے ظاہر فقر نہیں کرتے
ہوتے ساتے ، روتے پاتے اُن نے منہ کو لگائی خاک ہوتے ساتے ، روتے پاتے اُن نے منہ کو لگائی خاک
پتچ و تاب سے خاک بھی میری ، جیسے بگولا پھرنے لگی پتچ و تاب سے خاک بھی میری ، جیسے بگولا پھرنے لگی
سر میں ہوا ہی اُس کے بہت تھی ، تب تو ہوئی یہ ہوائی خاک سر میں ہوا ہی اُس کے بہت تھی ، تب تو ہوئی یہ ہوائی خاک
اور غبارِ کسو کے دل کا کس انداز سے نکلے آہ اور غبارِ کسو کے دل کا کس انداز سے نکلے آہ
روئے فلک پر بدلی سی تو ساری ہماری چھائی خاک روئے فلک پر بدلی سی تو ساری ہماری چھائی خاک
نعمتِ رنگِ رنگِ حق سے بہرہِ بختِ سیہ کو نہیں نعمتِ رنگِ رنگِ حق سے بہرہِ بختِ سیہ کو نہیں
سانپ رہا گو گنج کے اوپر کھانے کو تو کھائی خاک سانپ رہا گو گنج کے اوپر کھانے کو تو کھائی خاک
اپنے تئیں گم جیسا کیا تھا یاں سر کھینچ کے لوگوں نے اپنے تئیں گم جیسا کیا تھا یاں سر کھینچ کے لوگوں نے
عالمِ خاک میں ویسی ہی اب ڈھونڈے اُن کی نہ پائی خاک عالمِ خاک میں ویسی ہی اب ڈھونڈے اُن کی نہ پائی خاک

808/1

808/2

808/3

808/4

808/5

808/6

ردیفک _____ دیوان سوم

﴿804﴾

لیکن کبھو شکایت آتی! نہیں زباں تک	ہر چند صرف غم ہیں لے دل جگر نے جاں تک	804/1
شور آج بلبلوں کا جاتا ہے آسمان تک	کیا کوئی اُس کے رنگوں گل باغ میں کھلا ہے	804/2
ناچار صبر کرنا عاشق سے ہو کہاں تک	دو چار دن جو ہوں تو رک رک کے کوئی کاٹے	804/3
تب عشق کی ہماری پہنچی ہے استخوان تک	ان جلتی ہڈیوں کو شاید ہما نہ کھاوے	804/4
روئے جہاں جہاں ہم جوں اب میر اُس دن		804/5
اب آب ہے سراسر، جاوے نظر جہاں تک		

ردیفک _____ دیوان چہارم

﴿805﴾

سرماریں نہیں اپنے در و دیوار سے اب تک	وحشت تھی ہمیں بھی وہی گھر بار سے اب تک	805/1
اچھا بھی ہوا کوئی اس آزار سے اب تک	مرتے ہی سنا اُن کو جنہیں دل لگی کچھ تھی	805/2
سوئے نہیں ساتھ اُس کے کبھو پیار سے اب تک	جب سے لگی ہیں آنکھیں کھلی راہ تکے ہیں	805/3
بستر پہ گرے رہتے ہیں بیمار سے اب تک	آیا تھا کبھو یار سو مامول ہم اس کے	805/4
وعدہ نہ ہوا ایک وفا یار سے اب تک	بدعہدیوں میں وقتِ وفات آن بھی پہنچا	805/5
کرتا ہے اشارت بھی تو تلوار سے اب تک	ہے قہر و غضب دیکھ طرف کشتے کے ظالم!	805/6
کچھ رنجِ دلی میرِ جوانی میں کھنچا تھا		805/7
زردی نہیں جاتی مرے رخسار سے اب تک		

﴿806﴾

نہ ایسا کھلا گل نزاکت سے اب تک	رہا پھول سایارِ نزہت سے اب تک	806/1
نہ دیکھا کوئی ایسی صورت سے اب تک	لبالب ہے وہ حسنِ معنی سے سارا	806/2
نہ رونق گئی کس کی دولت سے اب تک	سلیمان، سکندر کہ شاہانِ دیگر	806/3
خن کرتے ہیں ان کی ہمت سے اب تک	کرم کیا صفت ہے، نہ ہوں گر کریمیاں	806/4

۱۔ نسخہ آسی اور مجلس میں 'آسی' ہے جب کہ نسخہ کالج میں 'آسی' کو ترجیح دی ہے۔

۲۔ نسخہ کالج اور طبع دوم میں 'مارے' ہے اور نسخہ آسی میں 'ماریں' مجلس کے مرتب کے نزدیک 'ن' ک میں جدید املا ہے اور آسی کے یہاں قدیم۔ حالاً کہ یہ املا کا معاملہ نہیں۔ دونوں لفظوں کا محمل استعمال الگ الگ ہے، اس شعر میں 'ماریں' بہتر ہے کہ یہ مارتے ہیں کے معنی دے رہا ہے جب 'مارے' ماضی کا صیغہ ہے۔

۳۔ نسخہ کالج اور طبع دوم میں 'نزبت' سہو کتابت ہے، آسی کے یہاں متن 'نزہت' درست ہے۔

۴۔ آسی کے یہاں 'سے' طبع ہوا ہے، نسخہ کالج اور طبع دوم میں 'ہے' درست ہے۔

- 801/3 دل سے آگے تک قدم رکھو تو پھر بھی دلبرو
801/4 بے گدازِ دل نہیں امکانِ رونا اس قدر
801/5 سوچتا اپنا کرے کچھ ابر تو ہے مصلحت
801/6 سبز ہے رونے سے میرے، گوشہ گوشہ دشت کا
801/7 دے حنائے پامری آنکھوں ہی میں پھرتے ہیں سمیر
یعنی ہر دم اُس کے زیرِ پا ہے چشمِ گریہ ناک

﴿802﴾

- 802/1 سوخوں چکاں گلے ہیں لب سے مری زباں تک
802/2 ملنے میں میرے گا ہے تک تن دیا نہ اُن لہانے
802/3 ہر چند میں نے سر پر اُس رہ کی خاک ڈالی
802/4 اِن ہڈیوں کا جلنا کوئی ہما سے پوچھو
802/5 اُس کی گلی کے سگ سے کی ہے موافقت میں
802/6 ابر بہار نے شبِ دل کو بہت جلایا
802/7 اُس مہ کے گوش تک تو ہرگز نہیں پہنچتی
802/8 قیدِ نفس میں مرنا کب شوق کا ہے مانع
802/9 ہونا جہاں کا اپنی آنکھوں میں ہے نہ ہونا
802/10 جاتی ہیں خط کے پیچھے جوں مہر آنکھیں میری
اب کارِ شوق میرا پہنچا ہے میر یاں تک

﴿803﴾

- 803/1 لیا چہرہ دہتی سے گر میر سر تک
803/2 مجھے نیند کیسی کہ مانندِ انجم
803/3 اٹھا پاس بے اختیاری سے سب کا
803/4 دماغ اور دل ہیں سراسیمہ دونوں
803/5 بلا شور ہنگامہ ہے دل زدوں کا
803/6 نہ دے ماریں چوکھٹ سے سر کو تو کہو
803/7 محبت میں جی سے گئے میر آخر
خبرِ گفتنی ہے یہ ہر بے خبر تک

۱۔ نسخہ آسی اور مجلس میں پھرتی ہے، نول کشور دوم، سوم کی سند پر پھرتے ہیں سے متن بہت بہتر یعنی مصرع قابلِ فہم ہو گیا ہے۔

۲۔ نسخہ کالج اور طبع دوم میں اُن نے ہے، لہذا آسی اور مجلس کے اُس نے کی اہمیت نہیں رہی۔

۳۔ مجلس کی اشاعت میں دے ماریں کی جگہ دے ماریں طبع ہوا ہے۔

﴿798﴾

- 798/1 حال آں کہ کام پہنچ گیا کب کا جاں تلک
798/2 اُس رشک مہ کے دل میں نہ مطلق کیا اثر
798/3 جو آرزو کی اُس سے سودل میں ہی خوں ہوئی
798/4 کھینچا کیے وہ دور بہت آپ کو سدا
798/5 بلبل قفس میں اس لب و لہجے پہ یہ فغاں
798/6 پچھتائے اٹھ کے گھر سے کہ جوں نو دمیدہ پر
798/7 ہم صحبتی یار کو ہے اعتبار شرط
اپنی پہنچ تو میر نہیں پاساں تلک

﴿799﴾

- 799/1 ہم بے کسوں کا کون ہے ہجراں میں غم شریک
799/2 دم رک کے دوں ہی کہو اگر مر نہ جائے وہ
799/3 خوں ہوتے ہوتے ہو چکے آخر کہاں تلک
799/4 دل تنگ ہو جیے تو نہ ملیے کسو کے ساتھ
799/5 شاید کہ سر نوشت میں مرنا ہے گھٹ کے میر
کاغذ نہ محرم غم دل ، نے قلم شریک

﴿800﴾

- 800/1 چلی ہے باغ کی صبا کیا خاک
800/2 ہے غبار اس کے خط سے دل میں بہت
800/3 ہم گرے اس کے در ہی پر مر کر
800/4 خاک ہی میں ملائے رکھتے ہو
800/5 سب موئے ابتدائے عشق ہی میں
800/6 خاک پر ہے سدا جبین نیاز
800/7 تربت میر پر چلے تم دیر
اتنی مدت میں واں رہا کیا خاک

﴿801﴾

- 801/1 آج کل سے کچھ نہ طوفاں زرا ہے چشم گریہ ناک
801/2 یوں نہ روؤ تو نہ روؤ ورنہ روؤ پیار سے

۱۔ نسخہ آسی اور مجلس دونوں میں 'اُس کے درج ہے'، تنہائی کے حوالے سے 'اُس کی بہتر ہے'۔ نسخہ آسی میں 'ی' اور 'ے' کے پیدا کردہ تسمیحات کو محکم نے کسی کسی جگہ درست بھی کیا اور کسی جگہ یہ درنگی ہونے سے رہ بھی گئی ہے۔
۲۔ نسخہ آسی میں 'دریا ہے چشم گریہ ناک' جب کہ مجلس کے نسخے میں 'دریائے چشم گریہ ناک' بہتر ہے، اختلاف نسخ درج نہیں۔
۳۔ نسخہ کالج اور نول کشور دوم، سوم میں ورنہ کے بعد رو، دو چار ہے، ہم نے آسی کے متن کو شامل نسخہ کیا ہے۔

﴿795﴾

- کب دسترس ہے لعل کو تیرے سخن تلک 795/1
آزادگی، لے پہ چھوڑ نفس ہم نہ جا سکے 795/2
تر دستیاں ہوں دست و گریبان ہاتھ کی 795/3
مارا گیا خرام ہٹاں پر سفر میں میر 795/4
اے بک کہتا جائیو اُس کے وطن تلک

ردیفک _____ دیوان دوم

﴿796﴾

- دیکھی تھی تیرے کان کے موتی کی اک جھلک 796/1
یا رب! اک اشتیاق نکلتا ہے چال سے 796/2
طاقت ہو جس کے دل میں وہ دو چار دن رہے 796/3
برسوں ہوئے کہ جان سے جاتی نہیں غلش 796/4
آئی نہ ہاتھ میر کی میت پہ کل نماز 796/5
تابوت پر تھی اس کے نیٹ کثرت ملک

﴿797﴾

- عزت اپنی اب نہیں ہے یار کو منظور نک 797/1
حال میرا شہر میں کہتے رہیں گے لوگ دیر 797/2
پشت پامارے ہیں شاہی پر گدائے کوئے عشق 797/3
چاہنے کا مجھ سے بے قدرت کا کیا ہے اعتبار 797/4
حق تو سب کچھ تھا ہی، ناحق جان دی کس واسطے 797/5
منکرِ حسن ہٹاں کیوں کر نہ ہووے شیخ، میر 797/6
پھر کہیں کیا دل لگایا میر جو ہے زرد رو 797/7
منہ پر آیا تھا ترے دو چار دن سے نور نک

۱۔ نسخہ آسی اور مجلس میں 'آزادگی' سے نسخہ کالج اور طبع دوم، سوم کا متن 'آزادگی'، یہ چھوڑ بہت بہتر ہے۔
۲۔ نول کشور دوم، سوم اور اتباع میں آسی کے یہاں 'جھک' درج ہوا ہے، یہ لفظ یوں بھی 'موتی' کے لیے مناسبت نہیں رکھتا پھر بطور قافیہ بھی ڈھلک،
فلک، تلک، پلک کے ساتھ ہم قافیہ نہیں ہے۔ نسخہ کالج میں 'جھک' درست ہے۔
۳۔ ممکن ہے کسی خطوطے میں یہ مصرع یوں ہو جاتی نہیں ہے اشک کی رخسار سے ڈھلک۔
۴۔ نسخہ آسی میں 'مل' اور پھری پلک سے کوئی معنی برآمد نہیں ہوتے، نول کشور دوم، سوم میں 'ہاں' ہے، غالباً یہ لفظ 'مل' ہے اور پھری کو 'بھری' سے بدلنا
ہوگا، تب شعر بمعنی ہو سکتا ہے، 'نک مل گئی تھی آگے مرے وہ بھری پلک'۔

﴿792﴾

- کہیں پہنچو بھی مجھ بے پاؤں تک 792/1
کچھ اپنی آنکھ میں یاں کا نہ آیا 792/2
جسے شب آگ سا دیکھا سلگتے 792/3
ترا منہ چاند سا دیکھا ہے شاید 792/4
جب آیا آہ تب اپنے ہی سر پر 792/5
ہم آوازوں کو سیراب کی مبارک 792/6
کھنچی کیا کیا خرابی زیرِ دیوار 792/7
گلی تک تیری لایا تھا ہمیں شوق 792/8
یہی دردِ جدائی ہے جو اس شب (قطعہ) 792/9-10
دکھائی دیں گے ہم میت کے رنگوں
کہاں پھر شور و شیون جب گیا میر 792/11
یہ ہنگامہ ہے اُس ہی نوحہ گر تک

﴿793﴾

- دست و پا مارے وقتِ بسل تک 793/1
کعبے پہنچا تو کیا ہوا اے شیخ! 793/2
درپے حمل اُس کے جیسے جرس 793/3
بجھ گئے ہم چراغ سے، باہر 793/4
نہ گیا میر اپنی کشتی سے 793/5
ایک بھی تختہ پارہ ساحل تک

﴿794﴾

- طوفاں ہے میرے اشکِ ندامت سے یاں تلک 794/1
میرے قفس کو لے تو چلو باغباں تلک 794/2
پہنچے نہ ہوتے کاش کہ ہم آشیاں تلک 794/3
آتا ہے ایک عمر میں میری زباں تلک 794/4
میں ترکِ عشق کر کے ہوا گوشہ گیر میر 794/5
ہوتا پھروں خراب جہاں میں کہاں تلک

۱۔ نسخہ آسی مجلس میں جو ہے، تاہم نسخہ کالج میں 'بھی' ہے، دونوں ہی اچھے ہیں، ندامت نسخہ اور سربلغ الفہم ہونے کی بنا پر بھی 'کو متن' میں رکھا ہے۔
۲۔ نسخہ آسی میں ہو بے قرار جب کہ نسخہ کالج اور نول کشور طبع دوم سوم میں ہوں بے قرار ہے۔

﴿789﴾

میر گم کردہ چین زمزمہ پرداز ہے ایک	789/1
کچھ ہو اے مرغِ قفس! لطف نہ جاوے اس سے	789/2
نا توانی سے نہیں بالِ فشانِی کا دماغ	789/3
گوش کو ہوش کے ٹک کھول کے سن شور جہاں	789/4
چاہے جس شکل سے تمثالِ صفت اُس میں درآ	789/5
عالم آئینے کے مانند درِ باز ہے ایک	

﴿790﴾

(قبل از 1752ء)

بالیں پہ میری آوے گا تو گھر سے جب تلک	790/1
اتنا دن اور دل سے تپش کر لے گا ویش	790/2
نقاش کیوں کہ کھینچ چکا تُو شمیہ یار	790/3
شب کوتہ اور قصہ مری جان کا دراز	790/4
باقی یہ داستان ہے اور کل کی رات ہے	790/5
گر جان میری میر نہ آ پہنچے لب تلک	

﴿791﴾

شوق ہے، تو ہے اُس کا گھر نزدیک	791/1
آہ کرنے میں دم کو سادھے رہ	791/2
ڈوبیں دریا و کوہ و شہر و دشت	791/3
حرفِ دوری ہے گرچہ انشاء، لیک	791/4
دور اب بیٹھتے ہیں مجلس میں	791/5
خبر آتی ہے سو بھی دور سے یاں	791/6
توشہ آخرت کا فکر رہے	791/7
دور پھرنے کا ہم سے وقت ملے ہے کیا	791/8
مر بھی رہ میر، شب بہت رویا	791/9
ہے مری جان، اب سحر نزدیک	

۱۔ نسخہ آسی میں 'کر لیں' ہے جو زیادہ مناسب نہیں، نول کشور دوم، سوم میں 'کر لے' ہے۔
 ۲۔ نسخہ کالج اور نول کشوری اشاعتوں میں 'کا' ہے، نکات اشعار میں 'کے' درج ہوا ہے، اس شعر کے مصرعِ اول میں مجلس کے نسخے میں 'کیوں' کے ہی درج ہوا ہے۔
 ۳۔ نسخہ کالج، نول کشور دوم، سوم میں 'وقت گیا' آسی کے یہاں وقت ہے کیا بہتر ہے۔

786/4 رویا تھا نزع میں میں اُسے یاد کر بہت اب تک مری ہر ایک مژہ نم ہے زیرِ خاک
786/5 کیا آسماں پہ کھینچے کوئی تیر آپ کو جانا جہاں سے سب کو مسلم ہے زیرِ خاک

﴿787﴾

787/1 اب وہ نہیں کہ شورش رہتی تھی آسماں تک آشوبِ نالہ اب تو پہنچا ہے لا مکاں تک
787/2 بہہ بھی گیا بدن کا سب ہو کے گوشت پانی اب کارو، اے عزیزاں! پہنچی ہے استخوان تک
787/3 تصویر کی سی شمعیں خاموش جلتے ہیں ہم سوزِ دروں ہمارا آتا نہیں زباں تک
787/4 روتے پھرے ہیں لوہو، اک عمر اُس گلی میں باغ و بہار ہی ہے جاوے نظر جہاں تک
787/5 آنکھیں جو روتے روتے جاتی رہیں، بجا ہے انصاف کر کہ کوئی دیکھے ستم کہاں تک
787/6 بے لطف تیرے کیونکر تجھ تک پہنچ سکیں ہم ہیں سب راہ اپنے کتنے یہاں سے واں تک
787/7 ہم بے نصیب سر کو پتھر سے کیوں نہ پھوڑیں پہنچا کبھو نہ جبہ اُس سب آستان تک
787/8 مانند طیرِ نو پر، اُٹھے جہاں گئے ہم دشوار ہے ہمارا، آنا پھر آشیاں تک
787/9 تن کام میں ہمارے دیتا نہیں وہی کچھ حاضر ہیں تیر ہم تو اپنی طرف سے جاں تک

﴿788﴾

788/1 ہیں بعد مرے مرگ کے آثار سے اب تک سوکھا نہیں لوہو در و دیوار سے اب تک
788/2 رنگینیِ عشق اُس کے ملے پر ہوئی معلوم صحبت نہ ہوئی تھی کسی خونخوار سے اب تک
788/3 کب سے متحمل ہے جھاؤں کا دلِ زار زہار وفا ہو نہ سکی یار سے اب تک
788/4 ابرو ہی کی جنبش نے یہ ستھراؤ کیے ہیں مارا نہیں ان نے کوئی تلوار سے اب تک
788/5 وعدہ بھی قیامت کا بھلا کوئی ہے وعدہ پر دل نہیں خالی غم دیدار سے اب تک
788/6 مدت ہوئی گھٹ گھٹ کے ہمیں شہر میں مرتے واقف نہ ہوا کوئی اس اسرار سے اب تک
788/7 برسوں ہوئے دل سوختہ بلبل کو موئے لیک اک دود سا اُٹھتا ہے چن زار سے اب تک
788/8 کیا جانیے ہوتے ہیں سخنِ لطف کے کیسے پوچھا نہیں اُن نے تو ہمیں پیار سے اب تک
788/9 اس باغ میں اغلب ہے کہ سرزد نہ ہوا ہو یوں نالہ کو مرغِ گرفتار سے اب تک
788/10 خط آئے پہ ہے دن ہی سہ تم سے ہمارا جاتا نہیں اندھیر یہ سرکار سے اب تک
788/11 نکلا تھا کہیں وہ گلِ نازک شبِ مہ میں سوکھت نہیں جاتی ہے رخسار سے اب تک
788/12 دیکھا تھا کہیں سایہ ترے قد کا چمن میں ہیں تیر جی آوارہ پری دار سے اب تک

۱۔ نول کشور دوم اور کلیات میر مرتبہ آسی میں سنگ راہ درست ہے جب کہ طبع سوم میں سنگ عام غلط ہے۔

۲۔ نسخہ آسی مجلس میں ہے درج ہے، فاروقی صاحب کی سند سے ہیں کہ زیادہ مناسب اور مطابق متن ہے، درج کیا ہے۔ شعر شورانگ

جلد دوم، ص ۳۶۳۔

ردیفق _____ دیوان پنجم

﴿783﴾

مہر قیامت، چاہت آفت، فتنہ فساد بلا ہے عشق	783/1
عشق سے نظم گل ہے یعنی عشق کوئی ناظم ہے خوب	783/2
عشق ہے باطن اس ظاہر کا ظاہر باطن عشق ہے سب	783/3
دارِ سائر ہے یہ جہاں میں، جہاں تہاں مقصوف ہے	783/4
موج زنی ہے میر فلک تک ہر لجنہ ہے طوفاں زا	783/5
سرتا سر ہے تلاطم جس کا وہ اعظم دریا ہے عشق	

﴿784﴾

ارض و سما میں عشق ہے ساری، چاروں اور پھر ہے عشق	784/1
ظاہر و باطن، اول و آخر، پائیں بالا عشق ہے سب	784/2
ایک طرف جبریل آتا ہے، ایک طرف لاتا ہے کتاب	784/3
خاک و باد و آب و آتش سب ہے موافق اپنے تئیں	784/4
میر کہیں ہنگامہ آرا میں تو نہیں ہوں چاہت کا	784/5
صبر نہ مجھ سے کیا جاوے تو معاف رکھو کہ نیا ہے عشق	

﴿785﴾

بیتاب ہے دل غم سے، نہٹ زار ہے عاشق	785/1
وہ دیکھنے کو جادے تو بہتر ہے دگر نہ	785/2
رہتا ہے کھڑا دھوپ میں دو دو پہر آ کے	785/3
اٹھتا نہیں تلوار کے سائے کے تلے سے	785/4
چسپاں ہیں ہوئے میر خریدار سے تنہا	785/5
کیا جنس ہے معشوق کہ بازار ہے عاشق	

ردیفک _____ دیوان اول

﴿786﴾

بے چین مجھ کو چاہتا ہر دم ہے زیر خاک	786/1
آسودگی جو چاہے تو مرنے پہ دل کو رکھ	786/2
تنہا تو اپنی گور میں رہنے پہ بعد مرگ	786/3
چھاتی پہ بعد مرگ بھی دل جم ہے زیر خاک	
آشفتگی طبع بہت کم ہے زیر خاک	
مت اضطراب کریو کہ عالم ہے زیر خاک	

سر سے گئی نہ جی بھی گئے پر ہوائے شوق
پھر بھی ہمارے ساتھ وہی ہے ادائے شوق
کیا دردناک نے بھی کوئی ہے نوائے شوق
یک مشب پر ہے مرغ گلستاں پہ ہائے شوق

ہر چار اور اُڑتی پھرے ہے ہماری خاک
دیر و حرم میں ہم کو پھراتا ہے دیر تک
افسوس ایسے کوچے سے تم آشنا نہیں
درد اور آہ و نالہ کرے ہے دم سحر

779/3

779/4

779/5

779/6

کیا پوچھتے ہو شوق کہاں تک ہے ہم کو تیر
مرنا ہی اہل درد کا ہے انتہائے شوق

779/7

ردیف۔ دیوان چہارم

﴿780﴾

کچھ کہتے ہیں سر الہی، کچھ کہتے ہیں خدا ہے عشق
گہ ساری ہے دماغِ دِل میں، گا ہے سب سے جدا ہے عشق
بوکش ہو کر سببِ ذن کا غش نہ کرے تو سزا ہے عشق
یعنی درد و رنج و تعب ہے آفتِ جان و بلا ہے عشق

لوگ بہت پوچھا کرتے ہیں، کیا کہیے میاں کیا ہے عشق
عشق کی شان اکثر ہے ارفع لیکن شائیں عجائب ہیں
کام ہے مشکل الفت کرنا اس گلشن کے نہالوں سے
الفت سے پرہیز کیا کر، کلفت اس میں قیامت ہے

780/1

780/2

780/3

780/4

میر لاف مزاج محبت، موجبِ نخی کشیدن ہے
یار موانقِ مل جاوے تو لطف ہے چاہ، مزا ہے عشق

780/5

﴿781﴾

ہیں فنِ عشق کے بھی مشکل بہت دقائق
اک آشنا ہے مجھ سے اس باغ میں شقائق
بیاری دوستی کی ہے دشمنِ خلایق
کس مرتبے میں ہم بھی ہیں دیکھنے کے شائق

دل کا مطالعہ کر، اے آگہ حقائق
چھاتی جلوں کے آگے کھنچتا ہے بیشتر دل
ہے راستی کہ انساں مشتق ہے اُس ہی سے
جی سارے تن کا کھنچ کر آنکھوں میں آ رہا ہے

781/1

781/2

781/3

781/4

کل میر جی نے ضائع اپنے تئیں کیا ہے
یہ کام تھا نہ اُن کی شائستگی کے لائق

781/5

﴿782﴾

اور آسماں غبارِ سر رہ گزارِ عشق
ہے وحشائِ دشت میں بھی اعتبارِ عشق
القصہ ہے خرابہ کہنہ، دیارِ عشق
روتا نہیں ہے کھول کے دل راز دارِ عشق

نزدیک عاشقوں کے زمیں ہے قرارِ عشق
مقبولِ شہر ہی نہیں مجنوںِ ضعیف و زار
گھر کیسے کیسے دیں کے بزرگوں کے ہیں خراب
گو ضبط کرتے ہو ویں جراحتِ جگر کے زخم

782/1

782/2

782/3

782/4

مارا پڑا ہے اُس ہی کرنے میں ورنہ میر
ہے دور گردِ وادیِ وحشت شکارِ عشق

782/5

﴿777﴾

کیا کہوں تم سے میں کہ کیا ہے عشق	777/1
عشق ہی عشق ہے جہاں دیکھو	777/2
عشق معشوق، عشق عاشق ہے	777/3
عشق ہے طرز و طور عشق کے تئیں	777/4
گر پرستش خدا کی ثابت کی	777/5
دل کش ایسا کہاں ہے دشمن جاں	777/6
ہے ہمارے بھی طور کا عاشق	777/7
کوئی خواہاں نہیں محبت کا	777/8
میر جی زرد ہوتے جاتے ہو	777/9
کیا کہیں تم نے بھی کیا ہے عشق	

ردیفق۔ دیوان سوم

﴿778﴾

کیا حقیقت کہوں کہ کیا ہے عشق	778/1
دل لگا ہو تو جی جہاں سے اٹھا	778/2
اور تدبیر کو نہیں کچھ دخل	778/3
کیا ڈبایا ہے محیط میں غم کے	778/4
عشق سے جا نہیں کوئی خالی	778/5
کوہ گن کیا پہاڑ کاٹے گا	778/6
عشق ہے عشق کرنے والوں کو	778/7
کون مقصد کو عشق بن پہنچا	778/8
میر ترنا پڑے ہے خواباں پر	778/9
عشق مت کر کہ بد بلا ہے عشق	

﴿779﴾

گر بادے میں تجھ کو صبا لے کے جائے شوق	779/1
وصل و جدائی سے ہے مُبرا وہ کام جاں	779/2

۱۔ نسخہ کالج اور نسخہ آسی میں ثابت کی ہے، نول کشور دوم، سوم میں ثابت ہے اتنا بہتر نہیں۔
 ۲۔ نسخہ کالج میں 'کے' سے مصرع میں ایک اور ہی طرح کی پیدا ہوئی ہے، تاہم یہ شعر آسی اور نول کشور دوم، سوم کے متن 'کا' کے ساتھ ہی معروف ہے۔
 ۳۔ نسخہ آسی میں 'دبایا' غلطی ہے، بظاہر انہوں نے نسخہ کالج اور نول کشور دوم، سوم کے 'ڈبایا' کی تصحیح کی ہے۔

﴿773﴾

بہارِ باغ و گل و لالہ دلربا بن حیف
بھرے ہیں پھولوں سے جیب و کنار لیکن حیف

773/1

﴿774﴾

اے تجھ بغیر لالہ و باغ و بہار حیف
گل سے چمن بھرے ہوں، نہ ہو تو ہزار حیف

774/1

ردیفق _____ دیوان اول

﴿775﴾

درد ہی خود ہے، خود دوا ہے عشق
شیخ کیا جانے تو کہ کیا ہے عشق
تو نہ ہووے تو نظم کل اٹھ جائے
سچے ہیں شاعراں، خدا ہے عشق

775/1

775/2

ردیفق _____ دیوان دوم

﴿776﴾

اے رشکِ برق تجھ سے مشکل ہے کارِ عاشق
اک جھمکی میں کہاں پھر صبر و قراہِ عاشق
خاکِ سیہ سے یکساں تیرے لیے ہوا ہوں
تو بھی تو ایک شب ہو شمعِ مزارِ عاشق
اے بحرِ حسن ہووے یہ آگِ سرد تک، تب
جوں موج ہو لبالب تجھ سے کنارِ عاشق
دل خواہ کوئی دلبر ملتا تو دل کو دیتے
گر چاہنے میں ہوتا کچھ اختیارِ عاشق
پلکوں کی اُس کی کاوشِ ہر دم جب ایسی ہووے
مشکل کہ جی سے جادے پھر خارِ عاشق
کیا جانے، محو جو ہو اپنے ہی رُو و مُو کا
گزرے ہے کس طرح سے لیل و نہارِ عاشق
خواری کا اپنی موجب ہے اضطرابِ ہر دم
دل سمجھے تو رہے بھی کچھ اعتبارِ عاشق
آنکھوں تلے سے سر کے وہ چشمِ مست تک تو
جانتا دکھائی دیوے رنج و خمارِ عاشق
کیا بوجھ بھاری سے میں ناکام کاٹتا ہوں
دنیا سے ہے نرالا کچھ کاروبارِ عاشق
اس پردے میں غمِ دل کہتا ہے میر اپنا
کیا شعر و شاعری ہے یارو شعارِ عاشق

776/1

776/2

776/3

776/4

776/5

776/6

776/7

776/8

776/9

776/10

ہاتھ کسی کا دیکھتے رہیے، گا ہے ہم سے ہو نہ سکا
اپنی نظر اپنے میر رہے ہے اکثر دستِ دعا کی طرف

768/7

﴿769﴾

عشق سے ہم کو نگاہ نہیں کچھ ہائے زبانِ جاں کی طرف 769/1
از بس مکروہات سے یاں کا مزلہ زار لبالب ہے 769/2
صورت کی شیرینی ایسی، نئی زبان کی ایسی کچھ 769/3
وہ محبوب تو راہ گیا ہے اپنی لیکن دیر تلک 769/4
نکس سے کہوں جو میر طرف کر اُس سے داد دلا دیوے 769/5
چھوٹے بڑے ہر ایک نے کی ہے اُس اوباش جواں کی طرف

﴿770﴾

کیا نیچی آنکھوں دیکھو ہو تلوار کی طرف 770/1
آوارگی کے محو ہیں ہم خانماں خراب 770/2
مانا ہے قبلہ کعبہ خدا فرطِ شوق سے 770/3
شاید متاعِ حسن کھلی ہے کسو کی آج 770/4
عاشق کی اور ناز کناں جاوے ہے کبھو 770/5
ہرگز طرف نہ ہو سکی رخسارِ یار کی 770/6
کچھ گل صبا کا لاگو نہیں اس چمن میں میر 770/7
کرتے ہیں سب ہی اپنے طرف دار کی طرف

﴿771﴾

نظر کیوں گئی رو و مو کی طرف 771/1
نہ دیکھو کبھی موتیوں کی لڑی 771/2
اگر آرسی میں صفائی ہے لیک 771/3
چڑھے نہ کہیں کود یہ مغز میں 771/4
اُسے ڈھونڈتے میر کھوئے گئے
کوئی دیکھے اس جستجو کی طرف 771/5

﴿772﴾

ہنتے ہی ہنتے مار رکھا، تھے جو ہم ظریف 772/1
ہے یار بھی ہمارا قیامت ستم ظریف

۱۔ نسخہ کالج اور نول کشور دوم میں اے میر رہی ہے اسی کے یہاں اے میر رہے ہے بہتر ہے۔
۲۔ نسخہ کالج اور بعد کے سبھی نسخوں میں یہی چھپا ہے، ممکن ہے یہی متن میر ہو، تاہم مرتب نسخہ مجلس کا بھی کا قیاس بھی اچھا ہے۔

وہ جو مانع ہو تو کیا ہے، شوق کمال کو پہنچا ہے وقفہ ہوگا تب ملنے میں ہم بھی کریں گے جب موقوف
765/4
حلقے پڑے ہیں چشم تر میں، سوکھے ایسے تم نہ رہے
765/5
رونا کڑھنا عشق میں اُس کے میر کرو گے کب موقوف

﴿766﴾

پلکیں نہ ہوئی تھیں مری خوں ناب لے سے واقف میں آگے نہ تھا دیدہ پُر آب سے واقف 766/1
ہم اب بھی جنوں کے نہیں آداب سے واقف پتھر تو بہت لڑکوں کے کھائے ہیں ولیکن 766/2
اس عالم اسباب میں اسباب سے واقف ہم تنگ خلّاق یہ عجب ہے کہ نہیں ہیں 766/3
جوں دیدہ انجم نہیں ہیں خواب سے واقف شب آنکھیں کھلی رہتی ہیں ہم منتظروں کی 766/4
بل کھائے انہیں بالوں کو لے ہم جانیں ہیں یا تیر ہیں بیچ و غم و رنج و تب و تاب سے واقف 766/5

﴿767﴾

نگاہیں ہیں میری نظر کی طرف نظر کیا کروں اُس کے گھر کی طرف 767/1
نہیں کوئی کرتا تہ ہنر کی طرف چھپاتے ہیں منہ اپنا کامل سے سب 767/2
نہ کوئی ہوا چشم تر کی طرف بڑی دھوم سے ابر آئے، گئے 767/3
نہیں دیکھتے ہم جگر کی طرف اندھا دھند روتے ہیں آنکھوں سے خوں 767/4
رہا بے خبر گرچہ ہجران میں تیر رہے گوش اُس کے خبر کی طرف 767/5

ردیف۔ دیوان پنجم

﴿768﴾

کوئی نظر کر عبرت آگیاں اُس کی ناز و ادا کی طرف دیکھ نہ ہر دم اے عاشق! قاتل کی تیغ جفا کی طرف 768/1
غالب ہے کیا عہد میں میرے اے دل رنج و شکنجہ کی طرف چار طرف سے نزول حوادث جاؤں کدھر تنگ آیا ہوں 768/2
چاہیے بندہ قصد کرے جانے کا اپنے خدا کی طرف آوے زمانہ جب ایسا تو ترک عشق بتاں کا کر 768/3
ابر آیا، سبزہ بھی ہوا، کرتا نہیں کوئی ہوا کی طرف قحط مروت اب جو ہوا ہے کس کو دماغ بادہ کشی 768/4
شہر حسن کے لوگوں میں کرتا نہیں کوئی وفا کی طرف ظلم و ستم سے، جو رو جفا سے کیا کیا عاشق مارے گئے 768/5
پشت پائے نگاہ اٹھائی، چھوڑی اُس نے حیا کی طرف شام و سحر ہے عکس سے اپنے حرف و سخن اس گل رُو کو 768/6

۱۔ نسخہ آسی میں 'خوں باب' سہو اور رنج ہوا ہے، نسخہ کالج اور نول کشور دوم میں 'خوں ناب' درست ہے۔

۲۔ آسی اور مجلس میں 'بالوں کے درج' ہے، نسخہ کالج میں 'کوئی قیدنا بہتر' ہے، نول کشور دوم میں 'مصرع نہایت غلط درج' ہوا، انہیں بالوں کی ہم جاتے ہیں اے میر۔

۳۔ نسخہ کالج اور طبع دوم میں 'گرتا' ہے، آسی کے یہاں 'کرتا' درست ہے۔

۴۔ نسخہ آسی اور طبع دوم میں 'رنج و غنا' واد عطف کے بغیر ہے، نسخہ کالج میں 'رنج و غنا' زیادہ بہتر ہے۔

ردیف _____ دیوان دوم

﴿763﴾

میلانِ دل ہے زلفِ سیہ قام کی طرف	763/1
دل اپنا عدلی داورِ محشر سے جمع ہے	763/2
اس پہلوئے نگار کو بستر سے کام کیا	763/3
یک شب نظر پڑا تھا کہیں تو سوابِ مدام	763/4
آنکھیں جنہوں کی زلف و رخ یار سے لگیں	763/5
جوں چشمِ یار بزم میں اگلا پڑے ہے آج	763/6
خارا شکاف و سینہ خراش ایک سے نہیں	763/7
دل پک رہے ہیں جن کے انہی سے ہمیں ہے شوق	763/8
دیکھی ہے جب سے اُس بتِ کافر کی شکلِ میر	763/9
جاتا نہیں ہے جی تک اسلام کی طرف	

ردیف _____ دیوان سوم

﴿764﴾

کیا پیام و سلام ہے موقوف	764/1
حیرتِ حسنِ یار سے چپ ہیں	764/2
روز وعدہ ہے ملنے کا لیکن	764/3
وہ نہیں ہے کہ داد لے چھوڑیں	764/4
پیشِ مژگاں دھرے رہے خنجر	764/5
کہہ کے صاحبِ کبھو بلاتے تھے	764/6
اقتدا میر ہم سے کس کی ہوئی	764/7
اپنے اب ہاں امام ہے موقوف	

ردیف _____ دیوان چہارم

﴿765﴾

آج ہمارا سر پھرتا ہے، باتیں جتنی سب موقوف	765/1
کس کو دماغ اب اُس سے رہا یاں آٹھ پہر کی منت کا	765/2
اُس کی گلی میں آمد و شد کی گھات ہی میں ہم رہتے تھے	765/3
حرف و سخن جو با یک دیگر رہتے تھے، سوابِ موقوف	
رابطِ اخلاص سے دن گزرے ہے خلطہ اس سے سب موقوف	
اب جو شکستہ پا ہو بیٹھے ڈھب کرنے کے ڈھب موقوف	

ردیف دیوان اول

﴿760﴾

آج کل کا ہے کو بتلائے ہو گستاخی معاف	760/1
آہ برچھی سی لگی تھی تیر سی دل کی تپش	760/2
ایک دن میں نے لکھا تھا اُس کو اپنا دردِ دل	760/3
پاؤں پر سے اپنے میرا سر اٹھانے مت جھکو	760/4
صفِ اُلٹ جا عاشقوں کی گر ترے ابرو ہلیں	760/5
شیخِ مت روکش ہو مستوں کا تو اس جیتے اوپر	760/6
عشق کے بازار میں سودا نہ کیہ جو تو تو میر	760/7
سر کو جب واں بچ چکے ہیں تو یہ ہے دستِ لاف	

﴿761﴾

غالب ہے تیرے عہد میں بیدار کی طرف	761/1
کن نے لیا ہے تم سے چمکے کہ دادِ دو	761/2
ہر تارِ زلفِ قیمتِ فردوس ہے ترا	761/3
ہم نے تو پریشانی نہ جانی کہ ایک بار	761/4
حیرانِ کارِ عشق ہے شیریں کا نقشِ میر	761/5
کچھ یوں ہی دیکھتا ہے نہیں فرہاد کی طرف	

﴿762﴾

جو دیکھو مرے شعرِ تر کی طرف	762/1
کوئی دادِ دل آہ کس سے کرے	762/2
محبت نے شاید کہ دی دل کو لہ آگ	762/3
لگی ہیں ہزاروں ہی آنکھیں ادھر	762/4
بہت رنگ ملتا ہے دیکھو کبھو	762/5
یہ خود کس کو اُس تابِ رخ نے رکھا	762/6
کرے کون شمس و قمر کی طرف	

۱۔ نسخہ آسی میں 'لینے' ہے جب کہ نسخہ کالج اور نول کشور دوم، سوم میں 'لیتے' زیادہ بہتر ہے۔

۲۔ نسخہ آسی میں 'نک' کی جگہ 'ملک' بے معنی و بے مغز کتابت کا نمونہ ہے۔

۳۔ نسخہ کالج سمیت تمام نسخوں میں 'دیکھتا' ہے اور یہی درست ہے۔ آسی کے یہاں 'دیکھنا' سہو ہے کاتب کا۔

۴۔ نسخہ کالج، نول کشور دوم، سوم میں 'دل کو' بہتر ہے، آسی اور مجلس میں 'دل' میں ہے۔

- عشق میں جی بھی ہم گنوا بیٹھے 757/2
 ہو گیا کیا زیاں درلغ درلغ
 سب سے کی دشمنی جنہوں کے لیے 757/3
 دے ہیں نامہرباں ، درلغ درلغ
 قطع امید ہے قریب اس سے 757/4
 تیج ہے درمیاں درلغ درلغ
 دل گئے پر نہ درد ، نہ تسبیح 757/5
 کہتے ہیں ہر زماں درلغ درلغ
 اٹھنے دیتا نہیں شکستہ دل 757/6
 ڈھے گیا کیا مکاں درلغ درلغ
 تب کھلی آنکھ میر اپنی جب 757/7
 جا چکا کارواں درلغ درلغ

﴿758﴾

- ہم کو شہر سے اس مہ کے ہے عزم راہ دروغ دروغ 758/1
 یہ حرکت تو ہم نہ کریں گے خانہ سیاہ دروغ دروغ
 اُلفت کلفت کون کہے ہے چاہ گناہ لکھا رکن نے 758/2
 بے دردی سے دے رکھتے ہیں یہی گناہ دروغ دروغ
 شیخ کو وہ تو جھوٹ کہے ہے جھوٹ کو کیونکر جھوٹ گنیں 758/3
 اہل درد جو کوئی ہو تو کیسے آہ دروغ دروغ
 عشق کے مارے غمزگاں سے اُس کرے بہتان و کذب 758/4
 اُس بے مہر کی ہم لوگوں سے الفت چاہ دروغ دروغ
 کس دلبر کو شوق سے دیکھا میر غلط ہے ، تہمت ہے 758/5
 منہ پہ کسو کے پڑی نہیں ہے گاہ نگاہ دروغ دروغ

﴿759﴾

- کیا کہیے میاں اب کے جنوں میں سینہ اپنا یکسر داغ 759/1
 ہاتھ گلوں سے گل دستے ہیں ، شمع نمط ہے سر پر داغ
 داغ جلانے فلک نے بدن پر ، سرو چراغاں ہم کو کیا 759/2
 کہاں کہاں اب مرہم رکھیں جسم ہوا ہے سراسر داغ
 صحبت درگیر آتے اُس کی پہر ، گھڑی ، ساعت نہ ہوئی 759/3
 جب آئے ہیں گھر سے اُس کے تب آئے ہیں اکثر داغ
 غیر کو دیکھ کے اس مجلس میں غیرت عشق سے آگ لگی 759/4
 اُچھلے کودے سپند نمط ہم ، ہو گئے آخر جل کر داغ
 جلتی چھاتی پہ سنگ زنی کی سختی ایام سے میر 759/5
 گرمی سے میری آتش دل کی سارے ہوئے دے پتھر داغ

دل جگر جل کر ہوئے ہیں دونوں ایک درمیان آیا ہے جب سے پائے داغ 753/3
منفعل ہیں لالہ و شمع و چراغ ہم نے بھی کیا عاشقی میں کھائے داغ 753/4
وہ نہیں اب میر جو چھاتی جلے 753/5
کھا گیا سارے جگر کو ہائے داغ

﴿754﴾

صحبت کسو سے رکھنے کا اُس کو نہ تھا دماغ 754/1
باتیں کرے برہنگی دل کی ، پر کہاں 754/2
دو حرف زیر لب کہے ، پھر ہو گیا خوش 754/3
کر فکر اپنی ، طاقتِ فکری جو ہو ضعیف 754/4
آتش زبانی شمعِ نبط میر کی بہت 754/5
اب چاہیے معاف رکھیں جل گیا دماغ

ردیف غ۔ دیوان چہارم

﴿755﴾

ہمارے آگے چمن سے گئی بہار درلغ 755/1
درلغ درد و صد افسوس صد ہزار درلغ

﴿756﴾

دل جگر دونوں پر چلائے داغ 756/1
دل جلے ہم نہیں رہے بے کار 756/2
جل گئے دیکھ گرمیِ اغیار 756/3
احتیاطاً صراحی سے 756/4
عشق نے کیا ہمیں دکھائے داغ
زخم کاری اٹھائے ، کھائے داغ
آئے اس کوچے سے تو پائے داغ
ہم نے سجادے کے دھلائے داغ
دیکھے دامن کے نیچے کے سے دیے
میر نے گر تلے چھپائے داغ 756/5

ردیف غ۔ دیوان پنجم

﴿757﴾

غم کھنچا رایگاں درلغ درلغ 757/1
ہم ہوئے خستہ جاں درلغ درلغ

۱۔ نسخہ آسی میں 'آئے' سے طبع دوم، سوم میں 'پائے' بہتر ہے۔
۲۔ نسخہ کالج اور نول کشوری طباعتوں میں 'احتیاطاً ہی درج ہے'، 'احتیاطاً' ہو تو مفہوم صاف ہو جائے۔

ردیف غ۔ دیوان اول

﴿750﴾

ہم اور تیری گلی سے سفر ، دروغ دروغ	750/1
تم اور ہم سے محبت تمہیں ، خلاف خلاف	750/2
غلط غلط کہ رہیں تم سے ہم تک غافل	750/3
فروغ کچھ نہیں دعوے کو صبح صادق کے	750/4

کہاں دماغ ہمیں اس قدر ، دروغ دروغ
ہم اور اُلفتِ خوبِ دگر ، دروغ دروغ
تم اور پوچھو ہماری خبر ، دروغ دروغ
شبِ فراق کو کب ہے سحر ، دروغ دروغ

کسو کے کہنے سے مت بدگماں ہو میر سے تو
وہ اور اس کو کسو پر نظر ، دروغ دروغ

﴿751﴾

شیخ ، سچ ، خوب ہے بہشت کا باغ	751/1
جائیں گے گر وفا کرے گا دماغ	

ردیف غ۔ دیوان دوم

﴿752﴾

اب اس کے غم سے جو کوئی چاہے سوکھائے داغ	752/1
چشم و دل و دماغ و جگر سب کو رو رہے	752/2
جی جل گیا تقربِ اغیار دیکھ کر	752/3
کیا لالہ ایک داغ پہ پھولے ہے باغ میں	752/4
کیا شیخ کے درعے میں تردد ہے ، ہم نے آپ	752/5
آخر کو روئے کار سے پردہ اٹھے گا کیا	752/6
دل کی گرہ میں غنچہ لالہ کے رنگِ میر	752/7
سوزِ دروں سے کچھ نہیں ہے اب سوائے داغ	

ردیف غ۔ دیوان سوم

﴿753﴾

اب نہیں سینے میں میرے جائے داغ	753/1
دل جلا ، آنکھیں جلیں ، جی جل گیا	753/2

۱۔ نول کشور دوم، سوم میں چلائے، آسی کے یہاں جلائے، یہاں زیادہ بہتر ہے۔
۲۔ نسخہ آسی میں 'دوغ' کی بجائے 'دوغ' درج ہے، ص ۷۷۷۔ دوسرے مصرع میں آسی کا متن 'مے' کے درست ہے، نول کشور دوم، سوم میں 'ہم نے' ہے جو غلط ہے۔

ردیف ع۔ دیوان چہارم

﴿746﴾

ایک ہی گل کا صرف کیا ہے میں نے سراپا جیسے شمع
تلووں تک وہ داغ گیا ہے سب مجھ کو کھا جیسے شمع

746/1

ردیف ع۔ دیوان پنجم

﴿747﴾

لیے داغ سر پر جو آئی تھی شمع
پتنگے کے حق میں تو بہتر ہوئی
نہ اُس مہ سے روشن تھے سب لبزم میں
وہی ساتھ تھا میرے شب گیر میں
پتنگ اور وہ کیوں نہ باہم جلیں
فروغ اس کے چہرے کا تھا پردہ در

747/1

747/2

747/3

747/4

747/5

747/6

747/7

تف دل سے میرا ک کف خاک ہے
مرتی خاک پر کیوں جلائی تھی شمع

﴿748﴾

کیا جھکا فانوس میں اپنا دکھلاتی ہے دور سے شمع
وہ بیٹھا ہے جیسے نکلے چودھویں رات کا جاند کہیں
آگے اس کے فردغ نہ تھا، جلتی تھی بجھی سی مجلس میں
جلنے کو جو آتی ہیں ستیاں میر سنہل کر جلتی ہیں
کیا بے صرفہ رات جلی بے بہرہ اپنے شعور سے شمع

748/1

748/2

748/3

748/4

﴿749﴾

آتی ہے مجلس میں تو فانوس میں آتی ہے شمع
وہ سراپا دیکھ کر، پردے میں جل جاتی ہے شمع

749/1

۱۔ نسخہ کالج ص ۱۶۵ اور نول کشور دوم میں 'اُن نے ہی کھائی' نسخہ آسی کے مطابق متن ہے۔ نسخہ مجلس نے اپنے ہی حاشیے میں 'گھلانی' بجائے درج کیا ہے۔
۲۔ نسخہ کالج میں 'روشن تھی شب' ہے جسے نسخہ مجلس کے مرتب نے بہتر قرار دیا (گودرج نہیں کیا) لیکن ہمارے خیال میں آسی کا متن ہی مفہوم شاعر سے بہتر ہے۔

﴿742﴾

اُس کے ہوتے بزم میں فانوس میں آتی ہے شمع
یعنی اس آتش کے پرکالے سے شرماتی ہے شمع
ہر زماں جاتی ہے کھٹکتی سامنے تیرے کھڑی
جوشِ غم سے آپ ہی اپنے تئیں کھاتی ہے شمع
بیٹھے اُس مہ کے کسو کو دیکھتا ہے کب کوئی
رنگِ رُو کر بزم میں ہر چند جھمکاتی ہے شمع
باو سے جنبش میں کچھ رہتی نہیں ہے متصل
اُس بھہو کے سے جو گھٹتی ہے سو جھنجھلاتی ہے شمع
چھوڑتی ہے لطف کیا افسردگی خاطر کی میر
آگے اس کے چہرہ روشن کے بجھ جاتی ہے شمع

742/1

742/2

742/3

742/4

742/5

﴿743﴾

عشق میں کچھ نہیں دوا سے نفع
کڑھے کب تک نہ ہو بلا سے نفع
کب تلک ان بتوں سے چشم رہے
ہو رہے گا بس اب خدا سے نفع
میں تو غیر از ضرر نہ دیکھا کچھ
ڈھونڈو تم یار و آشنا سے نفع
مغتتم جان گر کسو کے تئیں
پہنچے ہے تیرے دست و پا سے نفع
اب فیروں سے کہہ حقیقتِ دل
میر شاید کہ ہو دعا سے نفع

743/1

743/2

743/3

743/4

743/5

ردیف ع _____ دیوان سوم

﴿744﴾

آگے جب اُس آتشیں رخسار کے آتی ہے شمع
پانی پانی شرمِ مفرط سے ہوئی جاتی ہے شمع

744/1

﴿745﴾

ہے مری ہر اک غزل پر اجتماع
خائفہ میں کرتے ہیں صوفی سماع
وجد میں رکھتا ہے اہلِ فہم کو
میرے شعر و شاعری کا استماع
نیم بسمل چھوڑ دینا، رحم کر
اُس شکارِ افکن کا ہے گا اختراع
کچھ ضرر عاید ہوا میری ہی اور
ورنہ اس سے سب کو پہنچا انتفاع
یار دشمن ہو گیا اس کے سبب
ہے متاعِ دوستی بھی کیا متاع
دل جگر خوں ہو کے رخصت ہو گئے
حسرت آلودہ ہے کیا اشکِ وداع
میر دردِ دل نہ کہہ ظالم بس اب
ہو گیا ہے سامعوں کو تو صداع

745/1

745/2

745/3

745/4

745/5

745/6

745/7

ردیف ظ _____ دیوان چہارم

﴿738﴾

عشق ہمارا جی مارے ہے، ہم ناداں ہیں کیا مخطوظ 738/1
 ایسی شے کا زیاں کھینچے تو دانا ہووے کیا مخطوظ
 پانی منہ میں بھر آتا ہے، اُس کے عقیق لب دیکھے 738/2
 اب ہے تشنہ کامِ جدائی، میر و گرنہ تھا مخطوظ

ردیف ظ _____ دیوان پنجم

﴿739﴾

لطف جوانی کے ساتھ گئے، پیری نے کیا ہے کیا مخطوظ 739/1
 کیوں کہ جس یارب حیرت ہے بے مزہ ایسے نامخطوظ
 رونے کڑھنے کو عیش کہو ہو، ہم تو تمہارے دعا گو ہیں 739/2
 یوں ہی ہمیشہ عشق میں اس کے رکھے ایسا خدا مخطوظ
 زردی منہ کی، اشک کی سرخی، دونوں اب تو رنگ پہ میں 739/3
 شاید میر بہت رہتے ہو اُس سے ہو کے جدا مخطوظ

ردیف ع _____ دیوان اول

﴿740﴾

سب پہ روشن ہے کہ شب مجلس میں جب آتی ہے شمع 740/1
 اس بھبھوکے سے کو بیٹھا دیکھ جل جاتی ہے شمع

ردیف ع _____ دیوان دوم

﴿741﴾

تیرے ہوتے شام کو گر بزم میں آ جائے شمع 741/1
 ہو نخل ایسی کہ منہ اپنا نہ پھر دکھائے شمع
 کیا جلے جاتے ہیں تجھ سے سب دیے سے دیکھتے 741/2
 گر یہی یاں کا ہے ڈھب تو حیف مجلس وائے شمع
 کس کے تئیں ہوتا ہے قطع زندگانی کا یہ شوق 741/3
 سر کٹانے کو گلے میں جمع ہیں رگ ہائے شمع
 کچھ نہیں مجھ میں درونے کی جلن سے اس طرح 741/4
 کھا چلا ہے جیسے اک ہی داغ سرتا پائے شمع
 داغ ہو کر جان دی اُن نے تمہارے واسطے 741/5
 مُشتِ خاکِ میر پر سو تم نہ لے کر آئے شمع

کرتی ہے آدمی کو دنی صحبت فقیر
اچھا نہیں ہے میر سے بے تہ گدا سے ربط

733/5

﴿734﴾

عشق کو جرأت و جگر ہے شرط زردی رنگ و چشم تر ہے شرط
بے خبر حال سے نہ رہ میرے میں کہے رکھتا ہوں خبر ہے شرط
جج کو جاوے تو شیخ کو لے جا کعبے جانے کو یہ بھی خر ہے شرط
پیسوں پر رکھتے ہیں یہ لڑکے عشق سیمیں تیاں کو زر ہے شرط
خام رہتا ہے آدمی گھر میں ہختہ کاری کے تیں سفر ہے شرط
خبث یاروں کا کر فسانوں میں عیب کرنے کو بھی ہنر ہے شرط
لعل پارے ہیں میر لخت جگر
دیکھ کر خون رو نظر ہے شرط

734/1

734/2

734/3

734/4

734/5

734/6

734/7

﴿735﴾

رکھتا ہے میرے دل سے تمہارا غم اختلاط ہر لمحہ، لحظہ، آن و زماں، ہر دم، اختلاط
ہم دے ملے ہی رہتے ہیں مردم کی شکل کیا ان صورتوں میں ہوتا نہیں باہم اختلاط
شیریں لباب جہاں کے نہیں چھوٹ جانتے
ہوں گو کہ میر صاحب و قبلہ کم اختلاط

735/1

735/2

735/3

ردیف ظ۔ دیوان اول

﴿736﴾

غیر مجھ کو جو کہتے ہیں محظوظ
تجھ سے ملتے ہیں، رہتے ہیں محظوظ

736/1

ردیف ظ۔ دیوان سوم

﴿737﴾

جو وہ ہے تو ہے زندگانی سے حظ مزا عمر کا ہے، جوانی ہے حظ
نہیں وہ تو سب کچھ یہ بے لطف ہے نہ کھانے میں لذت، نہ پانی سے حظ
کہا درد دل رات کیا میر نے
اٹھایا بہت اس کہانی سے حظ

737/1

737/2

737/3

۱۔ نسخہ کالج ص ۶۳۹ اور نسخہ آسی ص ۵۷۱ میں 'چھوٹ' ہے، نول کشور دوم میں 'چھوٹ' ہے، تاہم مفہوم ہر دو سے نہیں کھلتا۔

رولیف گ۔ دیوان پنجم

﴿826﴾

- 826/1 رات کی بات کہیں ہم کس سے، بے تہیاں اکثر ہیں لوگ سرگرم بے راہ روی ہیں خود گم بے رہبر! ہیں لوگ
826/2 بدتر آپ سے پاؤں کسو کو تو میں اس کا عیب کہوں خوب تامل کرتا ہوں تو سب مجھ سے بہتر ہیں لوگ
826/3 دیوانے ہیں شہر وفا کی راہ و رسم کے ہم تو میر دل کے کہے جی دینے والے قاطبہ گھر گھر ہیں لوگ

﴿827﴾

- 827/1 رہتے ہیں اس سے لاگ پہ ہم بے قرار الگ کرتے ہیں دوڑنت ہی تماشاے یار الگ
827/2 تھا گردِ بوئے گل سے بھی دامن ہوا کا پاک کیا اب کے اس چمن سے گئی ہے بہار الگ
827/3 پاس اس کا بعد مرگ ہے آدابِ عشق سے بیٹھا ہے میری خاک سے اٹھ کر غبار الگ
827/4 ناگاہ اُس نگاہ سے میں بھی ہوا نہاں جاتا ہے جوں نکل کے کسو کا شکار الگ
827/5 خوں باری سے نہیں پڑی لوہو کی چھینٹ کبھی اب تک تو بارے اپنے ہیں جیب و کنار الگ
827/6 تا جانیں لوگ کشتہ بھراں ہیں یہ غریب کریو تمام گوروں سے میری مزار الگ
827/7 بچتے نہیں ہیں بو زدگی سے گلوں کی میر گوی طائرانِ خستہ جگر ہوں ہزار الگ

﴿828﴾

- 828/1 وہ نہیں ملتا ایک کسو سے مرتے ہیں اودھر جا جا لوگ یعنی ضایع اپنے تئیں کرتے ہیں اُس بن کیا کیا لوگ
828/2 جیسے غم بھراں میں اُس کے عاشق جی کھو بیٹھے ہیں برسوں مارے چرخِ فلک تو ایسے ہوویں پیدا لوگ
828/3 زلف و خال و خط سے اُس کے، جہاں تہاں اب بحث ہے عقل ہوئی ہے گم خلقت کی، یا کہتے ہیں سودا لوگ
828/4 چار قدم چلنے میں اُس کے دیکھتے جاتے ہیں جو کلف فتنے سر کھینچا ہی کریں ہیں ایک قیامت برپا لوگ
828/5 دنیا جائے نہیں رہنے کی میر غرور نہیں اچھا جو جاگہ سے جاتے ہیں اپنی، دے کرتے ہیں بے جا لوگ

۱۔ نسخہ آسی میں بے رہبر درست جب کہ مجلس کی اشاعت میں بے رہبر اور طبع دوم میں بے رتبہ درست نہیں۔
۲۔ نسخہ مجلس کے حاشیے کے مطابق ن، ک میں 'کئی' ہے جو درست ہے حالانکہ نول کشور دوم اور آسی کے یہاں 'کہے' بالکل درست ہے۔ فائق صاحب نے اسی حاشیے میں لکھا کہ نسخہ آسی میں 'کئے' ہے حالانکہ وہاں 'کہے' درج ہے۔
۳۔ نسخہ کالج میں 'چھینٹ' بھی درست نہیں، آسی کا متن 'بھی' درست ہے۔

ردیف۔ دیوان اول

﴿829﴾

(قبل از 1752ء)

- فصل خزاں میں سیر جو کی ہم نے جائے گل 829/1
 اللہ رے عندلیب کی آواز دل خراش 829/2
 مقدور تک شراب سے رکھ انکھریوں میں رنگ 829/3
 یہ دیکھ سینہ داغ سے رشک چمن ہے یاں 829/4
 بلبل ہزار جی سے خریدار اُس کی ہے 829/5
 نکلا ہے ایسی خاک سے کس سادہ رو کی یہ 829/6
 بارے سرشک سرخ کے داغوں سے رات کو 829/7
 آ عندلیب صلح کریں جنگ ہو چکی 829/8
 گل چیں سمجھ کے چنیو کہ گلشن میں میر کے 829/9
 لخت جگر پڑے ہیں، نہیں برگ ہائے گل

﴿830﴾

- گل کی جفا بھی جانی دیکھی وفائے بلبل 830/1
 کر سیر جذب الفت، گل چیں نے کل چمن میں 830/2
 کھٹکے ہیں خار ہو کر ہر شب دل چمن میں 830/3
 یک رنگیوں کی راہیں طے کر کے مر گیا ہے 830/4
 آئی بہار دے گلشن گل سے بھرا ہے لیکن 830/5
 پیغام بے غرض بھی سنتے نہیں ہیں خواباں 830/6
 یہ دل خراش نالے ہر شب کے میر تیرے 830/7
 کر دیں گے بے نمک ہی شورِ نوائے بلبل

﴿831﴾

- کیسا چمن، اسیری میں کس کو ادھر خیال 831/1
 مشکل ہے مٹ گئے ہوئے نقشوں کی پھر نمود 831/2
 مٹو کو عبث ہے تاب، کلی یوں ہی تنگ ہے 831/3
 رخسار پر ہمارے ڈھلکنے کو اشک کے 831/4
 پرواز خواب ہو گئی ہے، بال و پر خیال
 جو صورتیں بگڑ گئیں اُن کا نہ کر خیال
 اُس کا دہن ہے وہم و گمان و کمر خیال
 دیکھے ہے جو کوئی سو کرے ہے گہر خیال

نسخہ مجلس میں ہوائے گل نہایت غلط ہے، اسی کے یہاں 'سوائے گل' بالکل درست ہے۔

نسخہ کالج طبع دوم، سوم اور آسی کے یہاں بھی 'بہار و گلشن' درج ہوا ہے، نہیں معلوم کس بنا پر نسخہ مجلس کے مرتب نے واؤ کو زائد قرار دے کر 'بہار و گلشن' کا متن اپنایا ہے حالانکہ واؤ اس مصرع میں روانی کا ذریعہ ہے۔

کس کو دماغِ شعر و سخن ضعف میں کہ میر
اپنا رہے ہے اب تو ہمیں بیشتر خیال

831/5

﴿832﴾

سیر کر عندلیب کا احوال
تپ غم تو گئی طبیب ولے
سبزہ نورستہ رنگزار کا ہوں
کیوں نہ دیکھوں چمن کو حسرت سے
سرد مہری کی بس کہ گل رونے
ہجر کی شب کو یاں تیں تڑپا
ہم تو سہ گزرے کج روی تیری
دیدہ تر پہ شب رکھا تھا میر
لکھ ابر ہے مرا رومال

832/1

832/2

832/3

832/4

832/5

832/6

832/7

832/8

﴿833﴾

جانیں ہیں فرش رہ تری مت حال حال چل
اک آن میں بدلتی ہے صورت جہان کی
سالک بہر طریق بدن ہے وبال جاں
آوارہ میرے ہونے کا باعث وہ زلف ہے
دنیا ہے میر حادثہ گاہ مقرر
یاں سے تو اپنا پاؤں شتابی نکال چل

833/1

833/2

833/3

833/4

833/5

﴿834﴾

شرط یہ ابر میں ہم میں ہے کہ روویں گے کل
آج آوارہ ہو اے بال اسیرانِ قفس!
صبح کہ اٹھتے ہی عالم کو ڈبوویں گے کل
یہ گل و باغ و خیابان نہ ہوویں گے کل
وعدہ وصل رہا ہے شب آئندہ یہ میر
بختِ خوابیدہ جو تک جاگتے تسوویں گے کل (جاگے)

834/1

834/2

834/3

﴿835﴾

مندا ہے اختلاط کا بازار آج کل
اس مہلت دو روزہ میں خطرے ہزار ہیں
لگتا نہیں ہے دل کا خریدار آج کل
اچھا ہے رہ سکو جو خبردار آج کل
مارا پڑے گا کوئی طلب گار آج کل
اوباشوں ہی کے گھر تجھے پانے لگے ہیں روز

835/1

835/2

835/3

۱۔ نسخہ آسی اور مجلس میں بال بال درج ہے جب کہ قدیم ترین نسخہ کالج، نول کشور دوم، سوم اور مخطوطے میں حال حال املایا ہے اور یہی درست ہے۔
۲۔ نسخہ مجلس میں ہوائے کی کتابت ہوائے ہوتی ہے اور بال کے نیچے بھی زیر لگا کر بال اسیرانِ قفس ایسی ترکیب کو ابہام زدہ کر دیا ہے۔
۳۔ نسخہ آسی اور مجلس دونوں میں 'جاگے' کی بجائے 'جاگتے' لکھا گیا ہے، وزن کے اعتبار سے 'جاگے' شاملِ متن کرنا ممکن نہیں، گوکل 'جاگے' کا ہی ہے۔

برسوں ہوئے کہاں تیں اے یار آج کل	ملنے کی رات داخلِ ایام کیا نہیں	835/1
اک رنگ پر ہے دیدہ خوں بار آج کل	گلزار ہو رہی ہے مرے دم سے کوئے یار	835/5
پڑتی نہیں ہے جی کو جفا کار آج کل	تا شام اپنا کام کھینچے کیوں کے دیکھیے	835/6
آباد ہے سو خانہ خمار آج کل	کعبہ تلک تو سنتے ہیں دیرانہ و خراب	835/7
لاوے گی اک بلا تری رفتار آج کل	ٹھوکر دلوں کو لگنے لگی ہے خرام میں	835/8
تو جا رہے ہیں جبہ و دستار آج کل	ایسا ہی مغ بچوں میں جو آنا ہے شیخ جی	835/9
ہر اک کو شہر میں ہے یہ آزار آج کل	حیران میں ہی حال کی تدبیر میں نہیں	835/10
	اچھا نہیں ہے میر کا احوال ان دنوں	835/11
	غالب کہ ہو چکے گا یہ بیمار آج کل	

﴿836﴾

(قبل از 1752ء)

کرو تم یاد گر ہم کو، رہے تم میں بھی اکثر دل	مثل مشہور ہے یہ تو کہ ہے دنیا میں دلبر دل	836/1
بھلا تم نقد دل لے کر ہمیں دشمن گنواں تو		836/2
کبھو کچھ ہم بھی کر لیں گے حساب دوستاں دل		

﴿837﴾

رہتا نہیں ہے کوئی گھڑی اب تو یار دل	837/1
آزردہ دل، ستم زدہ دل، بے قرار دل	

ردیف۔ دیوان دوم

﴿838﴾

یار اگر ہے اہل تو ہے کام سہل	مار بھی آسان ہے دشنام سہل	838/1
کیا نکلتا ہے کسو کا نام سہل	جوں نکلیں میں کی جگر کا دی بہت	838/2
کن نے پایا آہ یاں آرام سہل	جان دی یاروں نے تب آنکھیں لگیں	838/3
کیا نگاہوں میں ہوا بادام سہل	مدعی ہو چشمِ شوخ یار کا	838/4
تم نے دیکھا ہو گا پلکپن میر کا		838/5
ہم کو تو آیا نظر وہ خام سہل		

۱۔ نسخہ کالج، نول کشور دوم، سوم میں رہی بالکل درست ہے لیکن اسی کے یہاں رہا درج ہوا ہے۔

۲۔ نسخہ اسی میں سہو کتابت کی ایک اور مثال، دوستان کو دوشاں لکھا ہے۔

۳۔ نول کشور دوم، ص ۱۷ پر آزرہ ہے، طبع سوم میں آزرہ اسی کے یہاں آزا اور حاشیے میں آزرہ درج ہوئے ہیں۔

﴿839﴾

پوشیدہ کیا رہے ہے قدرت نمائی دل	839/1
ہے تیرہ یہ بیاباں گرد و غبار سے سب	839/2
اندوہ و غم سے اکثر رہتا ہوں میں مکر	839/3
پیش آدے کوئی صورت منہ موڑتے نہیں دے	839/4
مر تو نہیں گیا میں پر جی ہی جانتا ہے	839/5
اس دام گہ میں اُس کی سارے فریب ہی ہیں	839/6
گر رنگ ہے چلا ہے در بو ہے تو ہوا ہے	839/7
کہہ میر اس چمن میں کس سے لگایے دل	

﴿840﴾

مدت تو وا ہوا ہی نہیں غنچہ دار دل	840/1
ہے غم میں یاد کس کو فراموش کار دل	840/2
دستوار ہے ثبات بہت ہجر پار میں	840/3
وہ کون سی اُمید بر آئی ہے عشق میں	840/4
ظالم بہت ضرور ہے ان بے کسوں کا پاس	840/5
تم پر تو صاف میری کدورت کھلی ہے آج	840/6
ماں اُدھر کے ہونے میں مجبور ہیں سبھی	840/7
حد ہے گی دلبری کی بھی اے غیرت چمن	840/8
داخل یہ اضطراب تنک آبیوں میں ہے	840/9
کیا ہیں گرسنہ چشم دل اب کے یہ دلبراں	840/10
جوں سیب ہیں ذفن کے چمن زار حسن میں	840/11
ہم سے جو عشق کشتہ جئیں تو عجب ہے تیر	840/12
چھاتی ہے داغ، ٹکڑے جگر کے، فگار دل	

۱۔ نول کشور دوم، سوم میں ہے درست ہے، اسی کے یہاں بھی غلطی ہے۔

- ۲۔ اس غزل کے تمام توانی نسخے اسی میں یا اے معکوس (مجبول) (ے) کے ساتھ درج ہوئے، ہم نے یہاں نسخہ مجلس کا اتباع کیا جہاں یا اے تختانی یعنی یا اے معروف (ی) کی املا میں توانی درج ہیں۔ البتہ اس آخری شعر کے قافیے لگائے کو بڑی یا سے لکھنے کے سوا چارہ نہ تھا۔
- ۳۔ نسخہ اسی میں یہی تنک آبیوں ہے، نول کشور دوم، سوم میں آنسوں (غالباً) ہے، تاہم یہ واضح ہے کہ مصرع سے مفہوم برآمد نہیں ہو رہا۔
- ۴۔ یہ مصرع نول کشور دوم، سوم کے مطابق ہے، اسی کے یہاں متن سرلیغ الفہم نہیں ہے، کیا گرسنہ ہیں چشم دل اب کے یہ دلبراں۔
- ۵۔ دوسرے مصرع میں بھی نسخوں میں بارغ حسن ہے حالاں کہ مضمون شعر کے مطابق بارغ عشق ہونا چاہیے۔

﴿841﴾

بہت مدت گئی ہے اب تک آمل	841/1
تک اُس بیرنگ کے بیرنگ تو دیکھ	841/2
نہیں بھاتا ترا مجلس کا ملنا	841/3
غنیمت جان فرصت آج کے دن	841/4
اگرچہ ہم نہیں ملنے کے لائق	841/5
لیا زاہد نے جام بادہ کف پر	841/6
وہی پہنچے تو پہنچے آپ ہم تک	841/7
ہوا دل عشق کی سختی سے دیراں	841/8
پس از مدت سفر سے آئے ہیں میر	841/9
گئیں وہ اگلی باتیں تو ہی جا مل	

ردیف۔ دیوان سوم

﴿842﴾

اب کے ہزار رنگ گلستاں میں آئے گل	842/1
بلبل کو ناز کیوں نہ خیابان گل پہ ہو	842/2
کب تک حنائی پاؤں بن اُس کے یہ بے کلی	842/3
ناچار ہو چمن میں نہ رہیے، کہوں ہوں جب	842/4
چلیے بغل میں لے کے گلابی کسو طرف	842/5
پکڑی میں پھول رکھتے ہیں رعنا جوان شہر	842/6
بلبل کو کیا سنے کوئی اڑ جاتے ہیں حواس	842/7
سویا نہ سہوہ بدن کی نزاکت سے ساری رات	842/8
مصروف یار چاہیے مرغ چمن سا ہو	842/9
ہم طرح آشیاں کی نہ گلشن میں ڈالتے	842/10
چسپاں لباس ہوتے ہیں لیکن نہ اس قدر	842/11
کیا سمجھے لطف چہروں کے رنگ و بہار کا	842/12
تھا وصف اُن لبوں کا زبانِ قلم پہ میر	842/13
یا منہ میں عندیلب کے تھے برگ ہائے گل	

۱۔ نسخہ آسی کے حاشیے میں 'نہی' کی جگہ 'بھی' درج ہے۔

۲۔ نسخہ کالج، نول کشور دوم، سوم میں 'جن' ہے، آسی کے یہاں 'جی' سے مصرع سمجھ نہیں آتا۔

۳۔ نسخہ آسی میں مصرع یوں ہے 'سویا نہ ہو۔۔۔' جب کہ نسخہ کالج اور طبع دوم، سوم میں 'وہ' دیکھنے کے بعد سارا شعر آئینہ ہو جاتا ہے۔

﴿843﴾

نہ ٹک واشد ہوئی جب سے لگا دل	843/1
نہ اُس سے یاں تیں آیا گیا حیف	843/2
اٹھایا داغ لالے نے چمن سے	843/3
نہیں کم رلیت اقبال شہ سے	843/4
ہمارا خاص مشرب عشق اُس میں	843/5
ہمارے منہ پہ طفل اشک دوڑا	843/6
سمھوں سے میر بیگانے سے رہتے	843/7
جو ہوتا اُس سے کچھ بھی آشنا دل	

﴿844﴾

نہ خوشہ یاں، نہ دانہ یاں، جلانا گھاس کیا حاصل	844/1
سکندر ہو کے مالک سات اقلمیوں کا، آخر کو	844/2
بلا قبط مروت ہے کہ ہے محصول غلے پر	844/3
نہ کھینچیں کیوں کہ نقصاں، ہم تو قیدی ہیں تعین کے	844/4
عبارت خوب لکھی شاعری، انشا طرازی کی	844/5
بہت مصروف کشت و کار تھے مزرع میں دنیا کے	844/6
پھرا مت میر سر اپنا، گراں گوشوں کی مجلس میں	844/7
نے کوئی تو کچھ کہیے بھی، اس کہنے کا کیا حاصل	

ردیف۔ دیوان چہارم

﴿845﴾

بلبل نے کل کہا کہ بہت ہم نے کھائے گل	845/1
رعنا جوان شہر کے رہتے ہیں گل بہ سر	845/2
دل ٹوٹے پہ مرغ چمن کے نہ کی نظر	845/3
حیف! آفتاب میں پس دیوار باغ میں	845/4
بوئے گل و نوائے خوش عندلیب میر	845/5
آئی، چلی گئی، یہی کچھ تھی وفائے گل	

۱۔ نسخہ مجلس کے حاشیے جلد سوم ص ۱۱۸ کے مطابق نسخہ ک اور طبع دوم، سوم میں ایسے کہنے کا کیا حاصل، ('کیا' درج ہونے سے رہ گیا ہے) بہتر متن ہے، ہمارے خیال میں اس طرح مصرع شاید وزن میں نہیں رہے گا ورنہ روانی کا نقصان تو بہر طور ہے ہی۔

۲۔ نسخہ کالج اور آسی میں 'لوٹے' ہے، فائق صاحب کی یہ قیاسی تصحیح قابل قبول ہے۔

﴿846﴾

- عشق کے چوٹیں پے در پے جو اٹھائی گئیں، گھائل ہے دل 846/1
یوں بے دم ہے اب پہلو میں جوں صید بسل ہے دل
خون ہوا ہے، چاک ہوا ہے، جلتے جلتے داغ ہوا 846/2
خواہش اس کو کیا ہے بارے کس کے لیے بیدل ہے دل
عشق کی بجلی آ کے گری، سو داغ ہوا ہے سر تا سر 846/3
کیا رووے جوں ابر کوئی اس مزرع کا حاصل ہے دل
یوں تو گرہ سینے میں ہمارے درد و غم کی ہو کے رہا 846/4
کس سے ظاہر کرتے جا کر کام بہت مشکل ہے دل
آنکھوں کی دیکھا دیکھی ہرگز دل کو اُس سے نہ لگنا تھا 846/5
جیسی سزا پہنچاوے کوئی اب اُس کے قابل ہے دل
عمرِ انساں راہ تو ہے تشویش سے طے ہوتی ہے، ولے 846/6
دل کے تئیں پہنچے جو کوئی، چین کی پھر منزل ہے دل
شہد لب سے اُس کے چپکالے جی کا صرفہ کچھ نہ کیا 846/7
میر جو دیکھا اپنے حق میں کیا زہر قاتل ہے دل

﴿847﴾

- غم مضمون نہ خاطر میں، نہ دل میں درد، کیا حاصل 847/1
ہوئے صید زبوں ہم منتظر ہی خاک جی دے کر 847/2
سواہی سے کسو کی گواٹھے اب گرد، کیا حاصل
بلا ہے سوزِ سینہ میر لٹ ہو جائے گی جل کر 847/3
اگر دل سے اٹھی تیرے یہ آہِ سرد، کیا حاصل

﴿848﴾

- دل تو گداز سب ہے، کس کو کوئی کہے دل 848/1
اس عشق میں نکالے میں نے بھی نام کیا کیا 848/2
خانہ خراب و رسوا، بے دین اور بے دل
جوں ابر رویے کیا، دل برق سا ہے بے گل 848/3
رکھے ہی رہتے اکثر ہاتھ اُس پہ جو رہے دل
دل گو کہ داغ و خوں ہے، رہتی ہے لاگ تجھ سے 848/4
انصاف کر کہ جا کر دکھلا دیں پھر کسے دل
دل کے ثبات سے ہم نومید ہو رہے ہیں 848/5
اب وہ سماں ہے خوں ہو رخسار پر نہبے دل

۱۔ نسخہ کالج اور طبع دوم میں 'چپکا چپکا' بے وزن بھی ہے اور بے معنی بھی، مصرع مطابق نسخہ آ سی ہے۔

۲۔ اس شعر کا متن نسخہ کالج کے مطابق ہے، نسخہ آ سی اور مجلس کا متن کسی قدر لغو و بے معنی ہے اس کے لیے 'لوں' کی جگہ 'یوں' اور 'اٹھی' کی جگہ 'اٹھے' کے شعر کو پڑھیں۔

- عاشق کہاں ہوئے ہم یا نچوں حواس کھونے 848/6
 جاتا ہے کیا کھنچا دل دیکھ اُس کو ناز کرتا 848/7
 ہم درد مند ، اپنا سوزِ دروں ہے بے حد 848/8
 اے میر اسے ہے نسبت کن حلقہ حلقہ مُو سے 848/9
 بے تاب کچھ ہے گا ہے، پُر پیچ ہے گئے دل

﴿849﴾

- حال تو حالِ زار ہے تاحال 849/1
 بڑھتی ہے حال کی خرابی روز 849/2
 خستہ جالی نے تنگ خلق کیا 849/3
 حال فکرِ سخن میں کچھ نہ رہا 849/4
 حال مستی جوانی تھی سو گئی 849/5
 آنکھیں بد حالی سے ٹھہرتی نہیں 849/6
 غم سے حالانکہ خونِ دل سوکھا 849/7
 چشمِ تر اشک بار ہے تاحال

﴿850﴾

- کھینچتا ہے اُس طرف ہی کو بے اختیار دل 850/1
 سمجھا بھی تو کہ دل کے کہتے ہیں، دل ہے کیا 850/2
 آزرده خاطری کا ہماری نہ کر عجب 850/3
 واشدِ فردگی سے تری اس چمن میں ہے 850/4
 میر اُس کے اشتیاقِ ہم آغوشی میں نہ پوچھ 850/5
 جاتا ہے اب تو جی ہی، رہا درکنارِ دل

﴿851﴾

- مت کرو شور و فغاں سے طائرِ آزارِ دل 851/1
 رنج و غم بھی کھینچنے کے دن تو یارو ہو چکے 851/2
 اب نہیں جاتی اٹھائی کلفتِ بسیارِ دل

ردیف۔ دیوان پنجم

﴿852﴾

- 852/1 دل دل لوگ کہا کرتے ہیں، تم نے جانا کیا ہے دل
پشم بصیرت وا ہووے تو عجائب دید کی جا ہے دل
- 852/2 اوج و موج کا آشوب اُس کے، لے کے زمیں سے فلک تک ہے
صورت میں تو قطرہ خوں ہے، معنی میں دریا ہے دل
- 852/3 صحرا کو جیسے کشادہ دامن ہم تم سنتے آتے ہیں
بند کر آنکھیں تک دیکھو تو، دیا ہی صحرا ہے دل
- 852/4 کوہکن و مجنون و دامن، جس سے پوچھو پتا دیوے
عشق و جنوں کے شہروں میں ہر چار طرف رسوا ہے دل
- 852/5 ہائے غیوری دل کی اپنے داغ کیا ہے خود سرینے
جی ہی جس کے لیے جاتا ہے اُس سے بے پروا ہے دل
- 852/6 مت پوچھو کیوں زیت کرو ہو مردے سے افسردہ تم
ہجر میں اُس کے ہم لوگوں نے برسوں تک مارا ہے دل
- 852/7 میر پریشاں دل کے غم میں کیا کیا خاطر داری کی
خاک میں ملتے کیوں نہ پھریں اب خون ہو بہہ بھی گیا ہے دل

﴿853﴾

- 853/1 آئی بہار، نکلے چمن میں ہزار گل
دل جو کھلا افسردہ تو جوں بے بہار گل
- 853/2 بستر سے اُس کے پھول تروتازہ رکھ کے دور
سوکھے ہے دیرہ کے تو ہوتا ہے خار گل
- 853/3 دیکھا کبھو نہ ہم نے سنا ہے گلندہ میر
داغ جنوں ہے سر پہ ہمیشہ بہار گل

﴿854﴾

- 854/1 صد ہزار افسوس آ کر خالی پائی جائے گل
ہے خزاں میں دل سے لب تک ہائے گل اے گل
- 854/2 بے نصیبی سے ہوئے ہم موسم گل میں اسیر
تھے نہ پیشانی میں اپنی سجدہ ہائے گل
- 854/3 دعویٰ حسن سراپا تھا پہ نازاں تجھ کو دیکھ
شاخیں پر گل جھک گئیں، یعنی بہت شرمائے گل
- 854/4 کیا گل مہتاب و شبو، کیا سمن، کیا نسترن
اس حدیقے میں نہ نقش پا سے اس کے پائے گل
- 854/5 جیتے جی تو داغ ہی رکھا موئے پر کیا حصول
گور پر دل سوزی سے جوں شمع سر رکھ لائے گل
- 854/6 بے دلی بلبل نہ کر تاثیر میں گو تو ہے داغ
خوش زبان عشق کی جب ہم نے پھر کے کھائے گل

۱۔ یہ مصرعہ کالج کے مطابق ہے ورنہ آسی اور مجلس میں مصرع قابل فہم نہیں، خوش زمانے عشق کے جب ہم نے بھڑ کے کھائے گل۔

اس چمن میں جلوہ گر جس حسن سے خواباں ہیں میر
موسم گل میں کہیں اس خوبی سے کب آئے گل

854/7

﴿855﴾

رنگا رنگ چمن میں اب کے موسم گل میں آئے گل
ہم تو اُس بن داغ ہی تھے سواور بھی حل کر کھائے گل
ہار گلے کے ہو کر جیسے یاد رکھا تب عرصے میں
طرفہ تو یہ ہے اب منت سے گور پہ میرے لائے گل
آئے شب گل میر ہمیں کیا صبح بہار سے کیا حاصل
داغ جنوں ہے سر پہ ہمارے شمع کے رنگوں جائے گل

855/1

855/2

855/3

﴿856﴾

ہر لحظہ ہے کدورتِ خاطر سی بار دل
آندھی سی آوے ، نکلے کبھو جو غبارِ دل
تربندی خشک بندی ، نمک بندی ہو چکی
بے ڈول پھیلتا سا چلا ہے فگارِ دل
جوں رنگ لائے سیبِ ذقن باغِ حسن میں
دوں میں لریاضِ عشق میں صد چاک انارِ دل
باہر ہیں حد و حصر سے کھینچے جو غمِ الم
کیا ہو سکے حسابِ غمِ بے شمارِ دل
لاکھوں جتن کیے نہ بھی دل سے یار کے
اس کا جفا شعار ، وفا ہے شعارِ دل
اُس کی گلی میں صبحِ دلوں کا شکار تھا
نکلا ہزار ناز سے بہرِ شکارِ دل
کیا میر پھر ثبات سے روسوئے دل کریں
ایسے نہیں گئے ہیں سکون و قرارِ دل

856/1

856/2

856/3

856/4

856/5

856/6

856/7

﴿857﴾

رکھتا نہیں ہے مطلق تابِ عتاب اب دل
جاتا ہے کچھ ڈھا ہی خانہ خراب اب دل
دردِ فراقِ دلبر دے ہے فشارِ بے ڈھب
ہو جائے جملگی خوں ، شاید شتاب اب دل
بے پردہ اُس کی آنکھیں شوخی جو کرتیاں ہیں
کرتا ہے یہ بھی ترکِ شرم و حجاب اب دل
آتش جو عشق کی سب چھائی ہے تن بدن پر
پہلو میں رہ گیا ہے ہو کر کباب اب دل
غم سے گداز پا کر اُس بن جو بہہ نہ نکلا
شرمندگی سے ہو گا اے میر آب اب دل

857/1

857/2

857/3

857/4

857/5

﴿858﴾

مدت سے اب وہی ہے مرا ہم کنارِ دل
آزردہ دل ، ستم زدہ و بے قرارِ دل
جو کہیے ہے فردہ و مُردہ ضعیف و زار
ناچار دیر ہم رہے ہیں مار مارِ دل
دو چار دل سے راضی نہیں ہوتے دلبراں
شاید تسلی اُن کی ہو ، جو لیس ہزارِ دل
خود گم ہے ناشکیب و مکدر ہے مضطرب
کب تک رکھوں گا ہاتھ تلے پُر غبارِ دل
ہے میر عشقِ حسن کے بھی جاذبے کے تئیں
کھینچتا ہے سوئے یار ہی بے اختیارِ دل

858/1

858/2

858/3

858/4

858/5

۱۔ نسخہ مجلس میں دوں میں جب کہ آسی کے یہاں دوں ہیں، آسی کا متن سو کتابت کا حامل ہے۔
۲۔ نسخہ آسی میں ہی کی جگہ جو ہے، نول کشور دوم میں بھی جو ہے، البتہ نسخہ کالج میں ہی زیادہ بہتر ہے۔

ردیف۔ دیوان ششم

﴿859﴾

کم دماغی ہے بہت مجھ کو کہ ہوں بیمارِ دل	چپ رہ اب نالوں سے اے بلبل نہ کر آزارِ دل	859/1
اب کوئی سنبھلے ہے مجھ سے وحشتِ بسیارِ دل	ابتدائے خط میں ہوتا تدارک کچھ تو تھا	859/2
عقل میں آتے نہیں ہیں طرفہ طرفہ کارِ دل	یک توجہ میں رہے ہے میر اس کی عرش پر	859/3
ہم اسیرانِ قفس کے نالہ ہائے زارِ دل	باغ سے لے دشت تک رکھتے ہیں اک شورِ عجب	859/4
زندگی اب پار بن اپنی ہوئی ہے بارِ دل	اس سبکِ روحی پہ جوں بادِ سحر در در پھرے	859/5
تنگی و وسعت سے اس کی ہے عبارت سازِ فہم		859/6
میر کچھ سمجھے گئے نہ معنی اسرارِ دل		

﴿860﴾

چڑھ جائے مغز میں نہ کہیں گردِ بوئے گل	زنہارِ گلستاں میں نہ کر منہ کو سوئے گل	860/1
کی شوق کشتگاں نے عبث جستجوئے گل	موسم گئے نشاں بھی کہیں پتے کا نہ تھا	860/2
جاوے گی ساتھ جی کے مگر آرزوئے گل	تڑپے خزاں میں اتنے کہ مر مر گئے طیور	860/3
ہے بے وفائی کرنے کی ہر سال خوئے گل	آئے نظر بہار میں ، پائیز میں گئے	860/4
مدّت ہوئی کہ دیکھا تھا سیرِ چمن میں میر		860/5
پھرتا ہے اب تلک مری آنکھوں میں روئے گل		

﴿861﴾

بیسیرِ دل ہے ، قبلہ دل ، خدا دل	طریقِ عشق میں ہے رہنما دل	861/1
موئے پر بھی مرا اُس میں رہا دل	قیامت تھا مروت آشنا دل	861/2
کہ آخر خون ہو ہو کر بہا دل	رکا اتنا ، خفا اتنا ہوا تھا	861/3
ہمارا طرفہ ظالم سے لگا دل	جسے مارا اسے پھر کر نہ دیکھا	861/4
خرامِ نازِ دلبر لے گیا دل	نہ تھی سہل استقامت اس کی لیکن	861/5
بجا بے جا ہوا ہے جا بجا دل	بدن میں اس کے ہے ہر جائے دلکش	861/6
کہیں ٹھہرا نہ دنیا سے اٹھا دل	گئے وحشت سے باغِ دروغ میں بھی	861/7
رہا غمگیں ، ہوا جب سے رہا دل	اسیری میں تو کچھ واشد کبھو تھی	861/8
گرہ یہ درد ہے پہلو میں یا دل	ہمہ تن میں الم تھا سو نہ جانا	861/9
بھرے ہیں لب سے لے کر شکوے تادل	نموشی مجھ کو حیرت سے ہے در نہ	861/10
نہ سمجھا اس کے کینے کی ادا دل	نہ پوچھا اُن نے جس بن خوں ہوا سب	861/11
کرے گا اس طرح کب تک و فادل	ہوا پڑ مردہ و بے صبر و بے تاب	861/12

ہوئے پروانہ واں دلبر کو یاں میر

اٹھا کر ہو چکا جور و جفا دل

861/13

ردیفم۔ دیوانِ اوّل

﴿862﴾

- 862/1 کیا کہوں کیا رکھتے تھے تجھ سے ترے بیمار چشم
862/2 ہجر میں پاتا نہیں گرے کے سرشتے کو میں
862/3 گویا ناسورِ زخمِ دل تھی یہ اے ہم نشیں!
862/4 سیکڑوں ہوں کشتنی تو لاویں کچھ تابِ نگاہ
862/5 جرم کیا غیروں کا طالع چشم پوشی کرتے ہیں
862/6 روز و شب دار ہنے سے پیدا ہے میرا آثارِ شوق
ہے کسو نظارگی کا زخمنہ دیوار چشم

﴿863﴾

(قبل از 1752ء)

- 863/1 کیا بلبلِ اسیر ہے بے بال و پر کہ ہم
863/2 خورشید صبح نکلے ہے اس نور سے، کہ تُو
863/3 جیتے ہیں تو دکھادیں گے دعوائے عندلیب
863/4 یہ تیغ ہے، یہ طشت ہے، یہ ہم ہیں کشتنی
863/5 تلواریں تم لگاتے ہو، ہم ہیں گے دم بہ خود
863/6 اس جہتجو میں اور خرابی تو کیا کہیں
863/7 جیتے ہیں اور روتے ہیں لختِ جگر ہی میر
کرتے سنا ہے یوں کوئی قیمہ جگر کہ ہم

﴿864﴾

- 864/1 آئے تو ہو طمیاں، تدبیر گر کرو تم
864/2 رنگِ شکستہ میرا بے لطف بھی نہیں ہے
864/3 تھی چشمِ داشت مجھ کو اے دلبراں یہ تم سے
864/4 اُس بزمِ خوش کے محرم نا آشنا ہیں سارے
864/5 سے پیچ دار از بس راہِ وصال و ہجران
864/6 یہ ظلم ہے تو ہم بھی اس زندگی سے گزرے
864/7 روئے سخن کہاں تک غیروں کی اور آخر
864/8 ہو عاشقوں میں اُس کے تو آؤ میر صاحب (قطعہ) گردن کو اپنی مُو سے باریک تر کرو تم

کیا لطف ہے دگر نہ جس دم وہ تیغ کھینچے
سینہ سپر کریں ہم، قطعِ نظر کرو تم

﴿865﴾

پر مل چلا کرو بھی کسو خستہ جاں سے تم	جانا کہ شغل رکھتے ہو تیر و کماں سے تم	865/1
پھاٹے میں پاؤں دینے کو آئے کہاں سے تم	ہم اپنی چاک جیب کو سی رہتے یا نہیں	865/2
کیا کیا وگرنہ کہتے تھے اپنی زباں سے تم	اب دیکھتے ہیں خوب تو وہ بات ہی نہیں	865/3
چشم وفا رکھو نہ خسان جہاں سے تم	تنکے بھی تم ٹھہرتے نہیں دیکھے ہیں تنک	865/4
پچھتاؤ گے، اٹھو گے اگر اس مکاں سے تم	جاؤ نہ دل سے، منظر تن میں ہے جا یہی	865/5
آرام چشم مت رکھو اس داستاں سے تم	قصہ مرا سنو گے تو جاتی رہے گی نیند	865/6
آتے نہیں ہو باز مرے امتحاں سے تم	کھل جائیں گے پھر آنکھیں جو مر جائے گا کوئی	865/7
ہر دم چلے ہی جاتے ہو آب رواں سے تم	جنے تھے کل تم، آج نہیں پاتے اتنا ہم	865/8
رہتے نہیں ہو دن گئے میر اس گلی میں رات		865/9
کچھ راہ بھی نکالو سگ و پاسباں سے تم		

﴿866﴾

نزدیک اپنے کب کے ہوئے ہیں ہلاک ہم	کرتے نہیں ہیں دوری سے اب اس کی باک ہم	866/1
جوں ابر تر لیے اٹھے دامن کو پاک ہم	بیٹھے ہم اپنے طور پہ مستوں میں، جب اٹھے	866/2
مشتاق پر فشاں ہیں اک مشتبہ خاک ہم	آہستہ اے نسیم کہ اطراف باغ کے	866/3
رکھتے ہیں دل جلے یہاں سب تپاک ہم	شع و چراغ و شعلہ و آتش، شرار و برق	866/4
گلشن میں اینڈتے ہیں پڑے زیر تاک ہم	مستی میں ہم کو ہوش نہیں نشأتین کا	866/5
مانند ابر جب اٹھے تب گریہ ناک ہم	جوں برق تیرے کوچے سے ہنستے نہیں گئے	866/6
مدت ہوئی کہ چاک قفس ہی سے اب تو میر		866/7
دکھلا رہے ہیں گل کو دل چاک چاک ہم		

﴿867﴾

گئے گزرے ہیں آخر ایسے کیا ہم	نہ پھر رکھیں گے تیری رہ میں پا ہم	867/1
رہے ہیں دیر سے سر کو جھکا ہم	کھنچے گی کب وہ تیغ ناز یا رب!	867/2
رہیں بے لطفیاں ہی یاں تو با ہم	نہ جانا یہ کہ کہتے ہیں کسے پیار	867/3
ہوئے اک عمر کے پیچھے رہا ہم	بنے کیا خال و زلف و خط سے دیکھیں	867/4
بہت کرتے ہیں اپنی سی دوا ہم	مرض ہی عشق کا بے ڈول ہے کچھ	867/5
پھریں گے اس سے یوں کب تک جدا ہم	کہیں پیوند ہوں یا رب! زمیں کے	867/6
بہت نادم ہوئے دل کو لگا ہم	ہوس تھی عشق کرنے میں ولیکن	867/7

۱۔ نول کشور دوم، سوم ص ۷۲ میں ہے، آسی کے یہاں یہ درست ہے لیکن نسخہ مجلس کے مطابق آسی کے یہاں یہی سہو کتابت ہے۔
 ۲۔ نسخہ مجلس میں اٹھے کی جگہ اٹھتے درج ہے جب کہ آسی کے یہاں متن درست ہے۔
 ۳۔ نسخہ کالج اور نول کشور دوم، سوم میں با ہم کتابت کا سہو ہے، آسی کے یہاں با ہم درست ہے۔

867/8 کب آگے کوئی مرتا تھا کسی پر جہاں میں رکھ گئے رسم وفا ہم
867/9 تعارف کیا رہا اہل چمن سے ہوئے اک عمر کے پیچھے رہا ہم
867/10 مَوا جس کے لیے اُس کو نہ دیکھا
نہ سمجھے میر کا کچھ مدعا ہم

﴿868﴾

868/1 اگر راہ میں اُس کی رکھا ہے گام گئے گزرے خضر علیہ السلام
868/2 دہن یار کا دیکھ چپ لگ گئی خن یاں ہوا ختم ، حاصل کلام
868/3 مجھے دیکھ ، منہ پر پریشاں کی زلف غرض یہ کہ جاؤ ، ہوئی اب تو شام
868/4 سر شام سے رہتی ہیں کاشیں ہمیں شوق اُس ماہ کا ہے تمام
868/5-6 قیامت ہی یاں چشم و دل سے رہی (قطعہ) چلے بس تو واں جا کے کرے قیام
نہ دیکھے جہاں کوئی آنکھوں کی اور نہ لیوے کوئی جس جگہ دل کا نام
868/7 جہاں میر زیر و زبر ہو گیا
خراں ہوا تھا وہ محشر خرام

﴿869﴾

(قبل از 1752ء)

869/1 گرچہ آوارہ جوں صبا ہیں ہم لیک لگ چلنے میں بلا ہیں ہم
869/2 کام کیا آتی تے ہیں گی معلومات یہ تو سمجھے ہی نہ کہ کیا ہیں ہم
869/3 اے بتاں! اس قدر جفا ہم پر عاقبت بندہ خدا ہیں ہم
869/4 سرمہ آلودہ مت رکھا کر چشم دیکھ اس وضع سے خفا ہیں ہم
869/5 ہے نمک سود سب تن مجروح تیرے کشتوں میں میرزا ہیں ہم
869/6 خوف ہم کو نہیں جنوں سے کچھ یوں تو مجنوں کے بھی چچا ہیں ہم
869/7 آستان پر ترے ہی گزری عمر اسی دروازے کے گدا ہیں ہم
869/8 کوئی خواہاں نہیں ہمارا میر
گوئی جنس ناروا ہیں ہم

﴿870﴾

870/1 حذر کہ آہ جگر تفتگاں بلا ہے گرم ہمیشہ آگ ہی شبر سے ہے یاں ہوا ہے گرم

- ۱۔ 'رکھ گئے' نہ کالج، نول کشور دوم، سوم کے مطابق ہے، اسی کے یہاں 'کر گئے' زیادہ مناسب نہیں۔
- ۲۔ نکات اشرا میں چلنے کو بلا ہیں درج ہے، اسی مجلس میں چلنے میں بلا ہیں، نکات اشرا کے متن میں تبدیلیاں ممکن ہے میر کی اپنی کردہ ہوں۔
- ۳۔ مخطوطے ص ۱۱۸ پر کام کیا آتی ہیں گی جب کہ اسی کے یہاں کام کیا آتے ہیں گے، مجلس کے متن کو اختیار کیا ہے۔
- ۴۔ نکات اشرا میں اس کے بعد ایک شعر مزید درج ہے جو کسی مطبوعہ نسخے میں نہیں ہے۔
- ۵۔ مخطوطے میں ہمیشہ آگ برستی ہے درج ہوا ہے۔

- ہزار حیف کہ در گیر صحبت اُس سے نہیں 870/2
کہاں ہے تیغ و سپر آفتاب کی بارے 870/3
نہ اتنی دارو پی ظالم کہ اس خمار میں ہوں 870/4
گیا جہان سے خورشید ساں اگرچہ میر 870/5
ولیک مجلس دنیا میں اُس کی جا ہے گرم

﴿871﴾

- لڑنے لگے ہیں ہجر میں اُس کے، ہوا سے ہم 871/1
لگتے ہی جی کے مر گئے ہوتے بلا سے ہم 871/2
پایان کار مارے گئے اس ادا سے ہم 871/3
یہ پھول، گل چٹا کیے باغ وفا سے ہم 871/4
سب دیکھتے ہیں پر نہیں کہتے حیا سے ہم 871/5
اب ہو چکے ہیں روز کی تیری جفا سے ہم 871/6
آئینے کی مثال پس از صد شکست میر 871/7
کھینچا بغل میں یار کو دست دعا سے ہم

ردیف م۔ دیوان دوم

﴿872﴾

- کچھ نہ پوچھو بہک رہے ہیں ہم 872/1
سوکھ غم سے ہوئے ہیں کاٹا سے 872/2
وقفہ مرگ اب ضروری ہے 872/3
کیوں کہ گردِ علاقہ بیٹھ سکے 872/4
کون پہنچے ہے بات کی تہہ کو 872/5
اُن نے دینے کہا تھا بوسہ لب 872/6
نقشِ پاسی رہی ہیں کھل آنکھیں 872/7
دست دے گی کب اُس کی پابوسی 872/8
بڑھب اُس پاس ایک شب تھے گئے 872/9
خام دہنی نے ہائے داغ کیا 872/10
میر شاید لیں اُس کی زلف سے کام 872/11
برسوں سے تو لٹک رہے ہیں ہم

۱۔ مخطوطے میں اس شعر کا متن یوں ہے: 'ہوتا نہ دل لگایا سرانجام عشق میں - لگتے ہیں جی کے مر گئے، چھوٹے بلا سے ہم۔'
۲۔ نسخہ آ سی میں دیدہ درائی درست ہونے پر بھی مجلس کے مرتب نے دیدہ درائی درج کیا ہے، صریحاً غلط متن ہے۔

﴿873﴾

نکلے پردے سے کیا خدا معلوم	ہے تیرے دل بتوں کا کیا معلوم	873/1
سو بھی اک عمر میں ہوا معلوم	یہی جانا کہ کچھ نہ جانا ہائے	873/2
پھر ہے اللہ کیسا نا معلوم	علم سب کو ہے یہ کہ سب تو ہے	873/3
ہم کو تیری نہیں ہے جا معلوم	گرچہ تو ہی ہے سب جگہ لیکن	873/4
ابتدا میں تھی انتہا معلوم	عشق جانا تھا مار رکھے گا	873/5
تھی وفا چشم سو وفا معلوم	ان سیہ چشم دلبروں سے ہمیں	873/6
مدعی کا ہے مدعا معلوم	طرز کینے کی کوئی چھپتی ہے	873/7
لطف کر، ہے جو کچھ دوا معلوم	عشق ہے اے طیب جی کا روگ	873/8
دل بجا ہو تو میر کچھ کھاوے		873/9
کڑھنے بچنے میں اشتہا معلوم		

﴿874﴾

یہی سبب ہے جو کھائی ہے میں دوا کی قسم	مجھے تو درد سے اک انس ہے وفا کی قسم	874/1
قسم جو بیچ میں آئی سو اس ادا کی قسم	کل ان نے تیغ رکھی درمیاں کہ قطع ہے اب	874/2
جگر تمام ہے خوں، مجھ کو تیرے پاکی قسم	حنا لگی ترے ہاتھوں سے، میں گیا پیسا	874/3
قسم جو کھاؤں تو کہتے ہیں کیا گدا کی قسم	فقیر ہونے نے سب اعتبار کھویا ہے	874/4
جو کھائیے تو مرے طالع رسا کی قسم	قدم تلے ہی رہا اس کے یہ سر پر شور	874/5
کچھ ایک قسم نہیں میرے آشنا کی قسم	سروں پہ ہاتھ کبھو، تیغ پر نگہو اس کا	874/6
جدال دیر کے رہاں سنیں کہاں تک میر		874/7
اٹھو حرم کو چلو اب تمہیں خدا کی قسم		

﴿875﴾

اے ابر تر آ کر ٹک ایدھر بھی برس ظالم	اب سوکھی ہی جاتی ہے سب کشت ہوس ظالم	875/1
ٹک باغ تلک لے چل میرا بھی نفس ظالم	صیاد بہار اب کے سب لوٹوں گا کیا میں ہی	875/2
نے رحم ترے جی میں، نے دل میں ترس ظالم	کس طور کوئی تجھ سے مقصود کرے حاصل	875/3
مت بیچ میں پگڑی کے بالوں کو گھر س ظالم	کیوں سر چڑھے ہے ناحق ہم بخت سیاہوں کے	875/4
صحت نہ رہی یوں ہی اک آدھ برس ظالم	جوں ابر میں روتا تھا، جوں برق تو ہنستا تھا	875/5
چل راہ میں کچھ کہنا مانند جس ظالم	کیا کھولے ہوئے حمل یاں گرم حکایت ہے	875/6
آزار کوئی کھینچے یوں کب تیں بس ظالم	مطلق نہیں گنجائش اب حوصلے میں اپنے	875/7

۱۔ مصرع کے مطابق اس 'کا' کی جگہ کے ہونا چاہیے تاہم کسی نسخے سے اس کی توثیق نہیں ہوئی۔

۲۔ نسخہ کالج، طبع دوم، سوم میں 'سنیں' درست جب کہ اسی وعبادت کے یہاں 'سنے' غلط ہے۔

۳۔ مصرع اول میں 'کھولے' (نسخہ کالج و اسی) اور طبع دوم، سوم میں 'کھوئے' غلط، مصرع ثانی میں 'کہنا' اسی اور مجلس میں جب کہ کالج اور دوم، سوم میں 'کہنا' ہے۔

سرشتِ ہستی کو ہم دے چکے ہاتھوں سے کچھ ٹوٹے ہی جاتے ہیں اب تارِ نفس ظالم 875/8
تاچند رکھے گا تو یوں داغِ غم اُس مہ کا 875/9
چھاتی تو گئی تیری اے میر بھلس ظالم

﴿876﴾

محرم سے کسو روبرو ہوں کاش کے اب ہم 876/1
تذہیریں کریں اپنے تن زار و زبوں کی 876/2
تو لاگو نہ ہو جی کا تو ناچار ہیں ، ورنہ 876/3
یک سلسلہ ہے قیس کا ، فرہاد کا اپنا 876/4
کس دن نہ ملا غیر سے تو گرم علی الرغم 876/5
مجمع میں قیامت کے اک آشوب سا ہوگا 876/6
کیا معرفت اُس سے ہوئی یاروں کو نہ سمجھے 876/7
گہ فوج لیا منہ کو ، گہے کوٹ لی چھاتی 876/8
آغازِ محبت میں تمامی ہوئی اپنی 876/9
تربت سے ہماری نہ اٹھی گرد بھی اے میر 876/10
جی سے گئے لیکن نہ کیا ترکِ ادب ہم

﴿877﴾

مشاق اُن لبوں کے ہیں سب مرد و زن تمام 877/1
اب چھیڑیے جہاں وہیں گویا ہے درد سب 877/2
آیا تھا گرم صید وہ جیدھر سے دشت میں 877/3
آوارہ گرد باد سے تھے ہم پہ شہر میں 877/4
کیا لطف تن چھپا ہے مرے تنگ پوش کا 877/5
اس کارِ دست بستہ پہ رتجھا نہ مدعی 877/6
اک گل زمیں نہ وقفے کے قابل نظر پڑی 877/7
نکلے ہیں گل کے رنگ گلستاں میں خاک سے 877/8
تہ صاحبوں کی آئی نکل ، مے کدے گئے 877/9
میں خاک میں ملا ، نہ کروں کس طرح سفر 877/10
کچھ ہند ہی میں میر نہیں لوگ جیب چاک 877/11
ہے میرے ریتخوں کا دوانہ دکن تمام

﴿878﴾

مخت سیہ کی نقل کریں کس سے چال ہم 878/1
کیونکر نہ اس چمن میں ہوں اتنے نڈھال ہم 878/2
مہندی لگی قدم سے ، ہوئے پائمال ہم
یاں پھول سوگھ سوگھ رہے ماہ و سال ہم

یا زلف و خط کو دیکھتے ہیں خال خال ہم
کیا جانیں لوگ، رکھتے ہیں کیا کیا خیال ہم
مقدور تک تو اپنے گئے ٹال ٹال ہم
کرتے لمبے منہ کو اپنے طمانچوں سے لال ہم
حور و پری کو جان کے کب ہیں دوال ہم
منہ نونچ نونچ لے ہیں علی الاتصال ہم
ظاہر میں یوں کریں ہیں نماز زوال ہم
آئے نہ پھر تمہارے گئے ٹک بجال ہم
اب تم بغیر اتنے ہوئے ہیں وبال ہم
ہوویں گے جس زمانے کے صاحب کمال ہم

یا ہر گلی میں سیکڑوں جس جا بیچ تھے
گزرے جی میں گہ وہ دہن، گاہ وہ کمر
جاتیں نہیں اٹھائی یہ اب سرگرایاں
لوہو کہاں ہے گریہ خونیں ہے تن کے بیچ
وہ تو ہی ہے کہ مرتے ہیں سب تیرے طور پر
گزرے ہے بسکہ اُس کی جدائی دلوں پہ شاق
منظور سجدہ ہے ہمیں اُس آفتاب کا
ظاہر ہوا تمہیں بھی ہمارے دم اور ہوش
مطلق جہاں میں رہنے کو جی چاہتا نہیں
نقصان ہو گا اُس میں نہ ظاہر کہاں تلک

تھا کب گماں، ملے گا وہ دامن سوار میر
کل راہ جاتے مفت ہوئے پامال ہم

﴿879﴾

کاش کہ پردے ہی میں بولو تم
بہتے دریا میں ہاتھ دھو لو تم
دل عجب ہے متاع، جو لو تم
تھوڑی تو دور ساتھ ہو لو تم
چپکے ہی ہو رہو، نہ بولو تم
ہاتھ خوں میں مرے ڈبو لو تم
دل جہاں پاؤ اب پردہ لو تم
آہ کب تک یہ موتی رولو تم

کون کہتا ہے منہ کو کھولو تم
حکمِ آب رواں رکھے ہے حسن
کیا سراہیں ہم اپنی جنس کو لیک
جانا آیا ہے اب جہاں سے ہمیں
جب میسر ہو بوسہ اُس لب کا
پنجہ مرجاں کا پھر دھرا ہی رہے
دست دے ہے کسے پلک سے میل
آتے ہیں منصل چلے آنسو

رات گزری ہے سب تڑپتے میر
آنکھ لگ جائے ٹک تو سو لو تم

﴿880﴾

جیسے ہیں خدا ہی کی قدرت سے ہم
پڑے ہیں کھٹائی میں مدت سے ہم
خفا رہتے ہیں اپنی صورت سے ہم
کہ روکش ہوئے ہیں قیامت سے ہم
گلہ رکھتے ہیں صبر و طاقت سے ہم

موئے جاتے تھے فرط الفت سے ہم
ترش رو بہت ہے وہ زرگر پسر
نہیں دیکھتے صبح اب آرسی
جو دیکھو وہ قامت تو معلوم ہو
نہ ٹک لا سکا تاب جلوے کی دل

۱۔ نسخہ کالج میں رکھتے ہیں منہ کو۔۔۔ تازہ اسلوب ہے، تاہم نول کشور دوم، آسی اور مجلس میں کرتے ہیں۔۔۔ کو اختیار کیا ہے۔
۲۔ نسخہ آسی اور مجلس میں جہاں بھی 'کاش' کے اور 'کیوں' کے درج ہوئے، انہیں 'کاش' کے اور 'کیوں' کے بدل دیا گیا ہے تاہم جہاں وزن کے اعتبار سے ضروری تھا، وہاں برقرار بھی رکھا ہے۔

مناتے رہے رات منت سے ہم	نہ مانی کوئی اُن نے پھر روٹھ کر	880/6
نہ اُس کا لیا نام غیرت سے ہم	خدا سے بھی شب کو دعا مانگتے	880/7
اُسے دیکھ رہتے ہیں حسرت سے ہم	رکھا جس کو آنکھوں میں اک عمر اب	880/8
یہ رنگ اپنا دیکھا مروت سے ہم	بھریں آنکھیں لوہو سے رہنے لگیں	880/9
نہ مل میر اب کے امیروں سے تو		880/10
ہوئے ہیں فقیر اُن کی دولت سے ہم		

﴿881﴾

یہ درد اب کہیں گے کسو شانہ میں سے ہم	کب تک رہیں گے پہلو لگائے زمیں سے ہم	881/1
فریادی ہوں گے مل کے لہو کو جہیں سے ہم	تلواریں کتنی کھائی ہیں سجدے میں اس طرح	881/2
مدت لگے رہے ترے دامانِ زیں سے ہم	فتراک تک یہ سر جو نہ پہنچا تو یا نصیب	881/3
کب تجھ سے دل اٹھاتے ہیں تیری نہیں سے ہم	ہوتا ہے شوق وصل کا انکار سے زیاد	881/4
دیکھی عجب سفیدی تری آستین سے ہم	چھاجے جو پیش دستی کرے نور ماہ پر	881/5
دکھلایا صید گہ میں بیار و بمیں سے ہم	یہ شوق صید ہونے کا دیکھو کہ آپ کو	881/6
یہ بات روز کہتے رہے ہم نشیں سے ہم	تکلیف درد دل کی نہ کرتگ ہوں گے لوگ	881/7
سونا لیا ہے گود میں بھر کر وہیں سے ہم	اڑتی ہے خاک شہر کی گلیوں میں اب جہاں	881/8
آوارہ گردی اپنی کھینچی میر طول کوٹ		881/9
اب چاہیں گے دعا کو عزلت نشیں سے ہم		

ردیفم۔ دیوان سوم

﴿882﴾

پر تنگ آ گئے ہیں تمہارے ستم سے ہم	جی کے تیں چھپاتے نہیں یوں تو غم سے ہم	882/1
پر کچھ نہ پوچھو سمجھ نہیں جاتے ہم سے ہم	اپنے خیال ہی میں گزرتی ہے اپنی عمر	882/2
پیری میں اپنی آن لگے ہیں قدم سے ہم	زانو پہ سر ہے قامتِ خم گشتہ کے سبب	882/3
بُت خانے میں جو آئے ہیں چل کر حرم سے ہم	جوں چکنہ میر حاج کا ہے خوار جا نماز	882/4
اک چشم داشت رکھتے تھے مڑگانِ نم سے ہم	روتے بھی اُن نے دیکھ کے ہم کو کیا نہ رحم	882/5
اب کب تسلی ہوتے ہیں قول و قسم سے ہم	بد عہدیاں ہی کرتے، گئے اُس کو سال و ماہ	882/6
بدنام ہیں جہان میں عشقِ صنم سے ہم	زنتار سا بندھا ہے گلے اپنے اب تو کفر	882/7
جوں شیشہ پھیل پھوٹ پڑے اُن کے دم سے ہم	لوگوں کو وصف کرنے سے بالیدگی ہوئی	882/8

۱۔ نول کشور دوم اور نسخہ آسی میں 'سفیدہ' درست نہیں، نسخہ ف میں 'سفیدی' جو یہاں مناسب ہے۔

۲۔ نول کشور سوم اور آسی کے یہاں 'طول' پڑے ہیں جب کہ نسخہ کالج اور طبع دوم میں 'طول کو'، اسی کو ہم نے بہتر متن خیال کیا ہے۔ دوسرے مصرع میں 'د' کی جگہ 'دعا' طبع دوم میں ہو کتابت ہے۔

طرفیں رکھے ہے ایک سخن چار چار میر
کیا کیا کہا کریں ہیں زبانِ قلم سے ہم

﴿883﴾

سر زبر پر ہیں دیر سے اے ہم صغیر ہم
کیا قلم تھے لباس میں اس تنگ پوش کے
واقف نہیں ہوئے چمن سے اسیر ہم
دل تنگی سے نکل گئے ہو کر فقیر ہم
دیکھ اُس کو راہ جاتے تو بے حال ہو گئے
اب دیکھیے بہ حال کب آتے ہیں میر ہم

﴿884﴾

جو رہے یوں ہی غم کے مارے ہم
مرتے رہتے تھے اس پہ یوں، پر اب
تو یہی آج کل سدھارے ہم
جا لگے گور کے کنارے ہم
شب کو رہتے ہیں گنتے تارے ہم
اُنس رکھتے ہیں تم سے پیارے ہم
دیکھیں گے کل جو ہوں گے بارے ہم
جیتے تم یہ قرار، ہارے ہم
میر آؤ گے آپ میں بھی کبھو
نخت مشتاق ہیں تمہارے ہم

﴿885﴾

گئے عشق کی راہ سر کر قدم
عجب راہ پر خوف و مشکل گزر
بلا پر چلے آئے ہر ہر قدم
اُٹھایا گیا ہم سے مر مر قدم
خدا جانے پڑتا تھا کیدھر قدم
چلے ہوں گے یہ راہ جو بھر قدم
کہ ہرگز نہ اُس کا ہوا تر قدم
گئے جوئے ہمارے قدم پر قدم
رکھا ہم نے اب گھر سے باہر قدم
رہے ضعف میں ہم تو سر در قدم
ہمیں سرکشی، سر بلندی سے کیا

کہیں کیا کف پا میں میر آبلے
چلیں ہم سروں پر مگر دھر قدم

نسخہ آسی ص ۶۰۶ میں یوں ہیں درج ہوا ہے مجلس کا المانیوں ہی البتہ درست ہے۔
نسخہ آسی اور طبع سوم میں گئے ہو ہمارے، درست نہیں، طبع دوم میں گئے جو ہمارے بہتر ہے۔

﴿886﴾

میر آج وہ بدست ہے ، ہشیار رہو تم	886/1
جی جائے کسی کا کہ رہے ، تم کو قسم ہے	886/2
وہ نحو جمال اپنے ہے ، پروا نہیں اُس کو	886/3
اس معنی کے ادراک سے حیرت ہی ہے حاصل	886/4
ہو لطف اُسی کا تو کوئی کام کو پہنچے	886/5
کیا میر بری چال سے جینے کی چلے ہے	886/6
بہتر ہے کہ اپنے تئیں اب مار رہو تم	

﴿887﴾

آٹک شباب ، جاتے ہیں ورنہ جہاں سے ہم	887/1
ہر بات کے جواب میں گالی کہاں تلک	887/2
وعدہ کرو تو سوچ لو مدت کو دل میں بھی	887/3
الجھاؤ دل کا جس سے ہے ، جھنجھلا کے اس بغیر	887/4
لاویں ہماری خاک پر اُس کینہ در کو بھی	887/5
دربانِ سنگ دل نے خبر داں تلک نہ کی	887/6
جب اُس کی تیغ رکھنے لگا اپنے پاس میر	887/7
امید قطع کی تھی تبھی اس جواں سے ہم	

﴿888﴾

بیماری دلی سے زار و نزار ہیں ہم	888/1
مارا ، تڑپتے چھوڑا ، فتراک سے نہ باندھا	888/2
ہردم جبیں خراشی ، ہر آن سینہ کاوی	888/3
حور و قصور و غلاماں ، نہر و نعیم جنت	888/4
بے حد و حصر گردش اپنی ہے عاشقی میں	888/5
اب سیل سیل آنسو ، آتے ہیں چشم تر سے	888/6
روتے ہیں یوں کہ جیسے شدت سے ابر بر سے	888/7
اب تو گلے بندھا ہے زنجیر و طوق ہونا	888/8
لیتا ہے میر عبرت جو کوئی نہ دیکھتا ہے	888/9
کیا یار کی گلی میں بے اعتبار ہیں ہم	

۱۔ نئے آس میں نعیم جنت ہے جب کہ دیگر سبھی نسخوں میں نعیم و جنت ہے، ہم نے یہاں آس کے متن کو اختیار کیا ہے۔
 ۲۔ نئے آس میں کوئی جو ہے اتباع نئے مجلس میں بھی ہوا جب کہ نئے کالج نول کشور دوم سوم میں جو کوئی بہتر متن بھی اور متفقہ متن بھی۔

﴿889﴾

- 889/1 ہر ہر خن پہ اب تو کرتے ہو گفتگو تم
889/2 یاں آپھی آپ آ کر گم آپ میں ہوئے ہو
889/3 چاہیں تو تم کو چاہیں، دیکھیں تو تم کو دیکھیں
889/4 حیرت زدہ کسو کی یہ آنکھ سی لگے ہے
889/5 تھے تم بھسوکے سے تو، پر اب جلا ہی دو ہو
889/6 نسبت تو ہم دگر ہے، گو دور کی ہو نسبت
889/7 دیکھ اشکِ سرخ بولا یہ رنگ اور لائے
ہیں میر منہ پہ آنسو یا روتے ہو لہو تم

ردیف م۔ دیوان چہارم

﴿890﴾

- 890/1 شور سے طائرِ گلزار کے بیزار ہیں ہم
دل اٹھاتا نہیں اپنا کہ گرفتار ہیں ہم

﴿891﴾

- 891/1 بن میں، جن میں جی نہیں لگتا، یارو کیدھر جاویں ہم
891/2 کیسی کیسی خرابی کھینچی، دشت و در میں سر مارا
891/3 عشق میں گامِ اول اپنے جی سے گزرنا پیش آیا
891/4 خواہ نمازِ خضوع سے ہووے، خواہ نیاز اک سوئے دل
891/5 کب تک میر فراق میں اُس کے لوہو پی پی جیتے رہیں
بس نہیں چلتا آہ اپنا کچھ سہ ورنہ ابھی مر جاویں ہم

﴿892﴾

- 892/1 شاید ہم سے ضد رکھتے ہو، آتے نہیں نک ایدھر تم
892/2 کیا رکھیں یہ تم سے توقع، خاک سے آ کے اٹھاؤ گے
892/3 اس سے زیادہ ہوتا نہ ہو گا دنیا میں بھی مچلا پن

۱۔ نسخہ آسی میں 'یار کدھر کو' ہے، یہ غلط ہے اس طرح یہ مصرع ہم قافیہ ہی نہیں رہتا، نسخہ کالج اور طبع دوم میں 'یار کیدھر جاویں' ہے، اس طرح مصرع وزن میں نہیں رہتا، لہذا 'یارو کیدھر جاویں' ہم درج کیا ہے۔

۲۔ نسخہ آسی میں 'وقت رہا ہے بہت کم اب تو' متن ہے جب کہ مجلس کا متن مختلف ہے گو ذکر اختلاف درج نہیں ہم نے مجلس کے متن کو بہ سبب روانی اپنایا ہے۔

۳۔ نسخہ آسی اور مجلس میں متن ہے 'بس چلتا نہیں آہ کچھ اپنا' ہم نے نسخہ کالج اور نول کشور دوم کے متن کو ترجیح دی ہے۔

۴۔ نسخہ آسی میں 'مچلا پن' غلط ہے، 'سون' کے نسخہ کالج اور طبع دوم میں 'مچلا پن' کی طرح درست ہے، آسی کے یہاں 'سون' کے ناموزوں اور غلط ہے۔

- 892/4 لطف و مہر و خشم و غضب، ہم ہر صورت میں راضی ہیں
892/5 رنگ ہمارا جیسا اب ہے گاہے کو آگے ایسا تھا
892/6 لوگ صنم کہتے تھے تم کو، اُن سمجھے تھے ہم محفوظ
892/7 چمکے سے کچھ آجاتے ہو آنکھیں بھر بھر لاتے ہو
میر گزرتی کیا ہے دل پر، کڑھا کرو ہوا کثر تم

﴿893﴾

- 893/1 پوشاک تنگ پہنے بارے کہاں چلے تم
893/2 اس نازکی سے گزرے کس کے خیال میں شب
893/3 کیا ظلم ہے کہ کھینچے شمشیر وہ کہے ہے
893/4 کم پائی اس قدر ہے، منزل ہے دور اتنی
893/5 اکثر نڈھال ہیں ہم پر یوں نہیں وہ کہتا
893/6 یہ جانتے نہ تھے ہم ایسے برے ہوئے ہو
893/7 قربانی اُس کی ٹھہری پر یہ طرح نہ چھوڑی
تکتے ہو میر اودھر، تلوار کے تلے تم

﴿894﴾

- 894/1 یا رب! اُس محبوب کو پھر یک نظر دیکھیں گے ہم
894/2 میں کہا دیکھو ادھر تک تم، تو میں بھی جان دوں
894/3 پاسِ ظاہر سے اُسے تو دیکھنا دشوار ہے
894/4 یوں نہ دیں گے دل کو سیمیں بدن زد دوست کو
894/5 کام، کہتے ہیں، سماجت سے کھولینے ہیں لوگ
894/6 راہ تکتے تکتے اپنی آنکھیں بھی پتھرا چلیں
894/7 شورشِ دیوانگی اُس کی نہیں جائے گی، لیک
ایک دو دن میر کو زنجیر کر دیکھیں گے ہم

﴿895﴾

- 895/1 صبر کیا جاتا نہیں ہم سے، رہ کے جدا نہ ستاؤ تم
895/2 جس کے تئیں پروا ہو کسی کی، آنا جانا اُس کا ہے
895/3 چپ ہیں کچھ جو نہیں کہتے ہم کا عشق کے حیراں ہیں
895/4 میر کو وحشت ہے گی قیامت، وہی تباہی کہتے ہیں
حرف و حکایت کیا مجنوں کی، دل میں کچھ مت لاؤ تم

﴿896﴾

ظلم ہوئے ہیں کیا کیا ہم پر، صبر کیا ہے کیا کیا ہم	896/1
ہا ہا ہی ہی کرٹالے گا، اُس کا غرور دو چنداں ہے	896/2
اب حیرت ہے کس کس جاگہ پنبہ و مرہم رکھنے کی	896/3
سیر خیال جنوں کا کرے، صرف کریں تاہم پر سب	896/4
میر فقیر ہوئے تو اک دن کیا کہتے ہیں بیٹے سے	896/5
عمر رہی ہے تھوڑی، اسے اب کیونکر کاٹیں بابا ہم	

﴿897﴾

اک آدھ دن سنو گے سنا کے رہ گئے ہم	897/1
واشد ہوئی سو اپنی پڑمردگی سے بدتر	897/2
پزلے داغ دل کو لے کر آخر کیا کنارا	897/3
سوڑ دروں نے ہم کو پردے میں مار رکھا	897/4
حیرت سے عاشقی کی پوچھا تھا دوستوں نے	897/5
اے دائے دل گئے پر، جی بھی گیا ہمارا	897/6
یعنی کہ میر برسوں پچھتا کے رہ گئے ہم	

﴿898﴾

حال زخمِ جگر سے ہے درہم	898/1
دلبروں کو جو بر میں کھینچا ٹک	898/2
آپ کو اب کہیں نہیں پاتے	898/3
دیر و کعبہ گئے ہیں ہم اکثر	898/4
کہہ سکے کون ہم کو ناہموار	898/5
کوفت سی کوفت اپنے دل پر ہے	898/6
ابر کرتا ہے اب کی سی میر	898/7
دیکھیں ہیں سوئے دیدہ تر ہم	

﴿899﴾

تجا ہے حیرتِ عشقی سے گفتگو کو ہم	899/1
اگرچہ وصل ہے پر ہیں طلب میں سرگرداں	899/2
اب اپنی جان سے ہیں تنگ، دم رکا ہے بہت	899/3
خمش دیکھتے رہتے ہیں اُس کے رُو کو ہم	
بے لہو ہم کار ہی جاتے ہیں جستجو کو ہم	
ملا ہی دیں گے تری تیغ سے گلو کو ہم	

نسخہ کالج، نول کشور دوم میں پُر داغ دل بہتر ہے، اسی اور مجلس کے نسخوں میں یہ داغ دل ہے۔
نسخہ آسی اور مجلس میں پُر درج ہے جب کہ بے کمال ہے، اس لیے ہم نے پُر کو سہو کاتب مجھ کر بے اختیار کیا ہے۔

جلا کے خاک کرے وہ کہہ کرے داغ کرے
لگاویں آگ سی کیا اپنی گرم خو کو ہم
مریدِ پیرِ خرابات یوں نہ ہوتے میر
سمجھتے عارف اگر اور بھی کسو کو ہم

899/4

899/5

﴿900﴾

عشق بتوں سے اب نہ کریں گے، عہد کیا ہے خدا سے ہم
آ جاویں جو یہ ہر جانی، تو بھی نہ جاویں جا سے ہم
گریہِ خونیں ٹک بھی رہے تو خاک سی منہ پر اڑتی ہے
شام و سحر رہتے ہیں یعنی اپنے لہو کے پیاسے ہم
اُس کی نہ پوچھو، دوری میں اُن نے پریش حال ہماری نہ کی
ہم کو دیکھو مارے گئے ہیں آ کر پاسِ وفا سے ہم
چپکے کیا انواعِ اذیت عشق میں کھینچی جاتی ہے
دل تو بھرا ہے اپنا تو بھی کچھ نہیں کہتے حیا سے ہم
کیا کیا عجز کریں ہیں لیکن پیش نہیں کچھ جاتا میر
سر گرڑے ہیں، آنکھیں ملیں ہیں اُس کے حنائی پاسے ہم

900/1

900/2

900/3

900/4

900/5

﴿901﴾

چاہیے یوں تھا، بگڑی صحبت آپ ہی آ کے بناتے تم
رحلت کرنے سے آگے مجھ کو دیکھتے آتے جاتے تم
چلتے کہا تا جاؤ سفر کو، آؤ گے تو ملیے گا (تھا)
وعدہ وصل نہ ہوتا تو پھر کس کو جیتا پاتے تم
کیا دن تھے وے، دیکھتے تم کو بچی نظر میں کر لیتا
شرما شرما لوگوں سے جب آنکھیں مجھ کو دکھاتے تم
بستر پر میں مردہ سا تھا، جان سی مجھ میں آ جاتی
کیا ہوتا جو رنجِ قدم کر میرے سرہانے آتے تم
دل کے اوپر ہاتھ رکھے ہی شام سحریاں گزرے ہے
حال یہ تھا تو دل عاشق کا ہاتھ میں ٹک تو لاتے تم
خاک ہے اصلِ طینت آدم، چاہیے اس کو بجز کرے
بات کی تہہ کو کچھ پاتے تو اتنا سر نہ اٹھاتے تم
چہرہ زرد بجا ہے سارا عشق میں غم کا مارا ہوں
رنگ یہ دیکھا ہوتا تو دل میر کہیں نہ لگاتے تم

901/1

901/2

901/3

901/4

901/5

901/6

901/7

﴿902﴾

صبر بہت تھا ایک سہیں میں جا سے اپنی نہ جاتے ہم
کس کس ناز سے وے آتے، پر آنکھ نہ ان سے ملاتے ہم
کعبے سے کر نذر اٹھے سو خرچِ راہ اے وائے ہوئے
ورنہ صنم خانے میں جا زنا رگلے سے بندھاتے ہم
ہاتھی مست بھی آدے چلا تو اُس سے منہ کو پھیر نہ لیں
پھرتے ہیں سرمستِ محبت، مے نا خوردہ ماتے ہم
ہائے جوانی وہ نہ گلے لگتا تو خشمِ عشقی سے
نعل جڑے جاتے چھاتی پہ، گل ہاتھوں پر کھاتے ہم
عشق تو کارِ خوب ہے لیکن میر کھنچے ہے رنج بہت
کاش کہ عالمِ بستی میں بے عشق و محبت آتے ہم

902/1

902/2

902/3

902/4

902/5

ردیف م۔ دیوان پنجم

﴿903﴾

عشق ہمارے درپے جاں ہے آئے گھر سے نکل کر ہم	903/1
بل کھائے ان بالوں سے کب عہدہ برآ ہوتے ہیں ہزار	903/2
مت پوچھو کچھ پچھتاتے ہیں، کیا کہیے گھبراتے ہیں	903/3
بے تنگ و دو کیا سیری ہو دیدار کے ہم سے تشنوں کو	903/4
عشق جو ہوتا واقع میں تو سیدھے جاتے تیغ تلے	903/5
ہائے جوانی شور کناں پابوس کو اس کے پھرتے تھے	903/6
آگے تو کچھ اس سے آہیں گرم شعلہ فشاں تھیں	903/7
اب تو ہوئے ہیں تیراک ڈھیری خاکستر کی جل کر ہم	

﴿904﴾

ڈول لگائے بہتیرے، پر ڈھب پہ کہو نہیں آتے تم	904/1
ہر صورت کو دیکھ رہو ہو، ہر کوچے کو جھانکو ہو	904/2
چاہت آفت، الفت کلفت، مہر و وفا و رنج و بلا	904/3
شائق ہو مرغانِ قفس کے، آئے گھر صیادوں کے	904/4
دونوں طرف سے کشش رہتی تھی نیا نیا تھا عشق اپنا	904/5
کیدھر اب وہ یک رنگی جو دیکھ نہ سکتے دل تنگی	904/6
کیا کیا شکلیں مجبویوں کی پردہ غیب سے نکلی ہیں	904/7
شاید شب مستی میں تمہاری گرم ہوئی تھیں آنکھیں کہیں	904/8
کب تک یہ دزدیدہ نگاہیں، عدا آنکھیں جھکا لینا	904/9
بعد نماز دعائیں کیں، سو میر فقیر ہوئے تم تو	904/10
ایسی مناجاتوں سے آگے کاش کہ ہاتھ اٹھاتے تم	

﴿905﴾

چاہ چھپی بے پردہ ہوئی، اب یارب کیدھر جاویں ہم	905/1
اس کی نگہ کی اچلیوں سے غش کرتے ہیں جگر داراں	905/2
صبر و قرار جو تک ہووے تو بہتر ہیں بے طاقت بھی	905/3
خاک برابر عاشق ہیں اس کوچے میں ناچاری سے	905/4
کاش اجل بے وقت ہی پہنچے ایک طرف مر جاویں ہم	
کیا ٹھہرے گا دل اپنا جو بجلی سے ڈر جاویں ہم	
ہاتھ رکھے دل ہی پر کب تک، اودھر اکثر جاویں ہم	
گھر ہوں خانہ خرابوں کے تو اپنے بھی گھر جاویں ہم	

نہیہ کالج اور طبع دوم میں چل کر کیدھر غلط ہے، اس لیے کہ نکل، جل، بل ذل تو انی ہیں، آسی کے یہاں کیدھر چل کر درست متن ہے۔
نہیہ آسی میں بیرونی طبع دوم میں کچھ اس کے آہیں درست نہیں، نہیہ کالج میں کچھ اس سے آہیں بہتر ہے۔

میر اپنی سب عمر گئی ہے سب کو بُرائی ہی کرتے
سر پر آیا جانے کا موسم، اب تو بھلا کر جاویں ہم

905/5

﴿906﴾

ہم تو یہی کہتے تھے ہمیشہ، دل کو کہیں نہ لگاؤ تم
جھوٹ کہا کیا ہم نے اس میں طور جو اس سے ظاہر ہے
صبر کرو، بیتاب رہو، خاموش پھرو، یا شور کرو
ناز و غرور و تختہ سارا، پھولوں پر ہے چہن کا سو
دائے کہ اس ہجر اں کشتے نے باغ سے جاتے ٹک نہ سنا
دست و پا بہتیرے مارے، سر بھی پھوڑے حیرت ہے
غم میں تمہارے صورت خوش کی سیکڑوں شکلیں گوبڑیں
در پہ حرم کے کشود نہیں تو دیر میں جا کر کافر ہو
بود نبود ثبات رکھے تو یہ بھی اک بابت ہے میر
اس صفحے میں حرف غلط ہیں کاش کہ ہم کو مٹاؤ تم

906/1

906/2

906/3

906/4

906/5

906/6

906/7

906/8

906/9

﴿907﴾

کیوں کراؤ کر پہنچیں اُس تک طائر بے پر ہیں ہم
ہو گا یک ہنگامہ برپا فتنہ زیر سر ہیں ہم
یاں کسے ڈھونڈو ہو تم، کیا جانے کیدھر ہوں ہم
بے دل و بے طاقت و بے دین و بے دلبر ہیں ہم
کیا کریں بے کس ہیں ہم، بے بس ہیں ہم، بے گھر ہیں ہم
سر نہ بالیں سے اٹھاویں کاش کہ بیمار عشق
سو طرف لے جاتی ہے ہم کو پریشاں خاطر
گر نہ روئیں کیا کریں ہر چار سو ہے بے کسی
وہ جو رشک مہ کبھی اس راہ سے نکلا نہ میر
ہم نہ رکھتے تھے ستارہ یعنی بد اختر ہیں ہم

907/1

907/2

907/3

907/4

907/5

﴿908﴾

نہ جاتے اُس طرف تو ہاتھ سے اپنے نہ جاتے تم
کدھر وہ نازبہ جس سے سرفرو ہرگز نہ لاتے تم
گھڑی کے روٹھے کو دو دو پہر تک کب مناتے تم
لگیں ہوتی نہ آنکھیں تو نہ آنکھوں کو لچھپاتے تم
کسو کا بار منت بے علاقہ کب اٹھاتے تم
کسو سے دل لگا، جو پوچھتے ہو آتے جاتے تم
کہا سنتے تو کاہے کو کسو سے دل لگاتے تم
شکلبائی کہاں جو اب رہے جاتی ہوئی عزت
یہ حسن خلق تم میں عشق سے پیدا ہوا ورنہ
نظر دزدیدہ کرتے ہو جھکی رکھتے ہو پلکوں کو
یہ ساری خوبیاں دل لگنے کی ہیں، مت برا مانو
پھرا کرتے تھے جب مغرور اپنے حسن پر آگے

908/1

908/2

908/3

908/4

908/5

908/6

۱۔ نسخہ آسی اور مجلس کی اشاعت میں 'ناز غلط ہے' نسخہ کالج اور نول کشور دوم میں 'ناز درست ہے'۔

۲۔ نسخہ آسی و مجلس میں رکھتے ہیں یہ درست نہیں، نسخہ کالج اور طبع دوم میں کرتے بہتر بھی ہے۔

۳۔ کلیات میر مطبوعہ مجلس ترقی ادب، جلد چہارم، ص ۱۰۰ پر آنکھوں میں درج ہے، آسی میں کو درست ہے۔

جو ہوتے میر سوسر کے نہ کرتے اک سخن اُن سے
بہت تو پاں کھاتے، ہونٹ غصے سے چباتے تم

908 7

﴿909﴾

اس کی گلی میں غش چو کیا، آسکے نہ ہم
پھر ہو چکے وہیں کہیں گھر جا سکے نہ ہم
سوئے تو غنچہ ہو کسو سخن کے آس پاس
اس تنگ نا میں پاؤں بھی پھیلا سکے نہ ہم
حال آں کہ ظاہر اس کے نشان شش جہت تھے تیر
خود گم رہے جو پھرتے بہت، پاسکے نہ ہم

909/1

909/2

909/3

﴿910﴾

ہم نہ کہا کرتے تھے تم سے دل نہ کسو سے لگاؤ تم
جی دینا پڑتا ہے اس میں، ایسا نہ ہو بچھتاؤ تم
سو نہ سنی تم نے تو ہماری، آنکھیں لگو ہیں، لگ پڑیاں
رو رو کر سر دھنتے ہو، اب بیٹھے رنج اٹھاؤ تم
صبر کہاں جو تسکین ہووے، بے تابی سے چین کہاں
ایک گھڑی میں سو سو باری ادھر، ایدھر لگاؤ تم
خواہش دل ہے چاہ کسو کی، یہی سبب ہے کاش کا
ناحق ناحق کیوں کہتے ہو حق کی طرف دل لاؤ تم
ہر کوچے میں کھڑے رہ رہ کر، ایدھر ادھر دیکھو ہو
ہائے خیال یہ کیا ہے تم کو، جانے بھی تلو اب آؤ تم
فاش نہ کریے راز محبت، جانیں اس میں جاتی ہیں
در دل آنکھوں سے ہر اک کے نامقدور چھپاؤ تم
قدر و قیمت اس سے زیادہ میر تمہاری کیا ہوگی
جس کے خواہاں دونوں جہاں ہیں اس کے ہاتھ بکاؤ تم

910/1

910/2

910/3

910/4

910/5

910/6

910/7

﴿911﴾

تلقم کہ کھینچے الم پر الم
ترحم کہ مت کر ستم پر ستم
علم بازی آہ جاں کاہ سے
رہے ٹوٹے ہی علم پر علم
جو سوسر کے ہو آؤ مانوں نہ میں
عبث کھاتے ہو تم قسم پر قسم
کئی بار آیا ادھر لطف سے
عطا پر عطا ہے، کرم پر کرم
خطرناک تھی وادی عشق میر
گئے اس پہ بھی ہم، قدم بر قدم

911/1

911/2

911/3

911/4

911/5

- ۱۔ سبھی نسخوں میں 'سوسر' کے ہی درج ہوا ہے، فائق صاحب کا خیال ہے کہ غالباً یہ 'سرکی' ہوگا۔ 'سوسر' کا اردو کا محاورہ ہے اور مستقل مزاج، ثابت قدم اور دھن کا پکا کے لیے مستعمل ہے، شاید فائق صاحب کے علم میں نہ ہو، اسی لیے 'سرکی' کی قیاسی اصلاح تجویز فرمائی۔
- ۲۔ نسخہ کالج کا متن زیادہ رواں اور لہجہ میر کا زیادہ نمائندہ ہے در نہ آئی مجلس کے یہاں 'سوسو بار' ادھر سے ایدھر درج ہوا ہے۔
- ۳۔ نسخہ آسی کے مصرع میں 'جانے بھی دو، اب آؤ تم' مجلس کی کتابت میں 'بھی شامل نہیں'، سو کتابت ہی کہا جائے گا۔ تاہم یہ واضح ہے کہ میر کی طویل بحر والی غزلوں میں متن کی اغلاط پر زیادہ توجہ مرتبین نے صرف نہیں کی۔
- ۴۔ نسخہ آسی میں 'قدم بر قدم' جب کہ مجلس کے یہاں 'قدم پر قدم' درج ہے، اختلاف کی نشان دہی بھی نہیں کی۔

ردیفم۔ دیوان ششم

﴿912﴾

کھا گئی یاں کی فکر سو موہوم
وہل کیونکر ہو اُس خوش اختر کا
واں گئے کیا ہو، کچھ نہیں معلوم
جذبِ ناقص ہے اور طالعِ شوم
صبرِ مغفور و طاقتِ مرحوم
دیر رہتی ہے آندھی کی سی دھوم
بے حواسی ہے ہم کو جوں مسموم
پہنچے ہے وقت پر جو ہے مقصوم
ہم رہے سر بہ زانوئے مغصوم

912/1

912/2

912/3

912/4

912/5

912/6

912/7

912/8

صاحب اپنا ہے بندہ پرور میر
ہم جہاں سے نہ جائیں گے محروم

﴿913﴾

عشق کیا ہے اُس گل کا یا آفت لائے سر پر ہم
روز و شب کو اپنی یارب کیونکہ کریں گے روز و شب
جھانکتے اُس کو ساتھ صبا کے صبح پھریں ہیں گھر گھر ہم
ہاتھ رکھے رہتے ہیں دل پر بے تابلی میں اکثر ہم
سوچ وہاں تو گذرا جی میں آئے کدھر سے کدھر ہم
رکھتے ستارہ اس مہ و ش کی چاہ میں گر بد اختر ہم
بخت نہ جاگے جو اس سے ہوں ایک بھی شب ہم بستر ہم
ہے نہ دوا، نے کوئی معالج، کیونکہ ہوں گے بہتر ہم
اس جانب سے تو بیٹھے ہیں مرنا کر کے مقرر ہم
تختی سے ایام کی اب تک جیتے رہے ہیں مر مر ہم
روتے کڑھتے رہا کرتے ہیں، غم سے ہوئے ہیں خوگر ہم

913/1

913/2

913/3

913/4

913/5

913/6

913/7

913/8

913/9

913/10

شعلہ اک اٹھا تھا دل سے آہِ عالم سوز کا میر
ڈھیری ہوئی ہے خاکستری، جس کی لپٹ میں حل کر ہم

﴿914﴾

کڑھتے جو رہے ہجر میں، بیمار ہوئے ہم
بہلانے کو دلِ باغ میں آئے تھے، سو بلبل
بستر پہ گرے رہتے ہیں، ناچار ہوئے ہم
چلانے لگی ایسے کہ بیزار ہوئے ہم
عاشق نہ ہوئے اس کے، گنہ گار ہوئے ہم
جلتے ہیں کھڑے دھوپ میں جب جاتے ہیں اودھر

914/1

914/2

914/3

نسخہ آسی میں 'سر بز انو' و 'مغصوم' درج ہے جب کہ مجلس کے نسخے میں اختلاف نسخ کا ذکر کیے بغیر 'سر بہ زانوئے' 'مغصوم' درج ہوا ہے۔
نسخہ آسی کا متن درج کیا ہے، نسخہ کالج اور نول کشور دوم میں 'جس کی لپٹ میں' کی جگہ 'جیسے شب میں' درج ہے، ہمارے نزدیک ڈھیری ہوئی
کی جگہ ڈھیری ہوئے ہیں ہونا چاہیے۔

اک عمر دعا کرتے رہے یار کو دن رات	914/4
ہم دام بہت وحشی طبیعت تھے اٹھے سب	914/5
چیتے ہوئے لوگوں کی بھلی یا بری گزری	914/6
کیا کیا متمول گئے پک دیکھتے جس پر	914/7
کچھ پاس نہیں یاری کا ان خوش پسروں کو	914/8
گھٹ گھٹ کے جہاں میں رہے جب میر سے مرتے	914/9
تب جا کے کچھ اک واقف اسرار ہوئے ہم	

﴿915﴾

وے ہم ہیں جن کو کیے آزار دیدہ مردم	915/1
ہے اپنا جی ہی درہم تس پر ہے عشق کا غم	915/2
وہ دیکھے ہم کو آ کر جن نے نہ دیکھے ہوویں	915/3
جو ہے سولہو مائل ، بے طور اور جاہل	915/4
جاتے ہیں اس کی جانب مانند تیر سیدھے	915/5
ادبаш بھی ہمارا کتنا ہے ٹیڑھا بانکا	915/6
مت خاک عاشقاں پر پھر آب زندگی سا	915/7
لے لے کے منہ میں تنکا ملتے ہیں عاجزانہ	915/8
تھے دست بستہ حاضر خدمت میں میر گویا	915/9
سیمیں تنوں کے عاشق ہیں زر خریدہ مردم	

﴿916﴾

کیا زمانہ تھا کہ تھے دلدار کے یاروں میں ہم	916/1
اجڑی اجڑی بستی میں دنیا کی جی لگتا نہیں	916/2
جو یہی ہے غم ، الم ، رنج و قلق ہجراں کا تو	916/3
شاید آدے حال پر سی کرنے اس امید پر	916/4
دھوپ میں جلتے ہیں پہروں آگے اس کے میر جی	916/5
رنگی سے دل کی ، ٹھہرے ہیں گنہ گاروں میں ہم	

۱۔ نول کشور دوم، سوم اور آسی و مجلس سب کے یہاں 'جیتے' درج ہے، اس لیے 'چیتے' (ہوشیار) کی قیاسی تصحیح کی ہے۔

۲۔ نسخہ 'کالج' اور طبع دوم میں 'جس' آسی و مجلس کے 'اس' سے بہتر ہے۔

۳۔ آسی اور مجلس میں دشمن جانی ہے نسخہ 'کالج' اور طبع دوم میں دشمن جاں بہت بہتر ہے البتہ 'خوش پسروں' کے حوالے سے 'اس' کو ان کے ساتھ بدلنے کی قیاسی جرأت ہم نے کی ہے۔

۴۔ نول کشور دوم کا متن، سب سے بہتر ہونے کی بنا پر اختیار کیا ہے، ورنہ نسخہ 'کالج' میں 'تب یاں کچھ اک' آسی کے یہاں کا متن دررج شعر کیا ہے۔

۵۔ نسخہ آسی میں یہ صراحت ضم 'ان' ہے جس یہ کل نہیں، مصرع اولیٰ میں جو فہرست ہے اس کے لیے 'ان' سے زیادہ 'ان' موزوں ہے۔

۶۔ نسخہ 'کالج' میں میر سے 'جب کہ نول کشور دوم اور آسی کے یہاں' میر جی 'طبع' ہوئے ہیں۔

ردیفن۔ دیوان اول

﴿917﴾

بے کلی، بے خودی کچھ آج نہیں ایک مدت سے وہ مزاج نہیں 917/1
درد اگر یہ ہے تو مجھے بس ہے اب دوا کی کچھ احتیاج نہیں 917/2
ہم نے اپنی سی کی بہت لیکن مرضِ عشق کا علاج نہیں 917/3
شہرِ خوبی کو خوب دیکھا میر جنسِ دل کا کہیں رواج نہیں 917/4

﴿918﴾

وحشت میں ہوں بلا، گر وادی پہ اپنی آؤں وحشت میں ہوں بلا، گر وادی پہ اپنی آؤں 918/1
ہنس کر کبھو بلایا تو برسوں تک رلایا ہنس کر کبھو بلایا تو برسوں تک رلایا 918/2
فریادی ہوں تو ٹیکے لو ہو مری زباں سے فریادی ہوں تو ٹیکے لو ہو مری زباں سے 918/3
پوچھو نہ دل کے غم کو ایسا نہ ہووے یاراں پوچھو نہ دل کے غم کو ایسا نہ ہووے یاراں 918/4
اک دم تو چونک بھی پڑ شور و فغاں سے میرے اک دم تو چونک بھی پڑ شور و فغاں سے میرے 918/5
از خویش رفتہ ہر دم فکرِ وصال میں ہوں از خویش رفتہ ہر دم فکرِ وصال میں ہوں 918/6
عریاں تنی کی شوخی وحشت میں کیا بلا تھی عریاں تنی کی شوخی وحشت میں کیا بلا تھی 918/7
اگلے خطوں نے میرے مطلق اثر نہ بخشا اگلے خطوں نے میرے مطلق اثر نہ بخشا 918/8
دل تنگی نے مارا مجھ کو کہاں مڑہ دے دل تنگی نے مارا مجھ کو کہاں مڑہ دے 918/9
آسودگی تو معلوم اے میر جیتے جی یاں آسودگی تو معلوم اے میر جیتے جی یاں 918/10
آرام تب ہی پاؤں جب جی سے ہاتھ اٹھاؤں آرام تب ہی پاؤں جب جی سے ہاتھ اٹھاؤں

﴿919﴾

سوزشِ دل سے مفت لگتے ہیں داغ جیسے چراغ جلتے ہیں 919/1
اس طرح دل گیا کہ اب تک ہم بیٹھے روتے ہیں، ہاتھ ملتے ہیں 919/2
بھری آتی ہیں آج یوں آنکھیں جیسے دریا کہیں ابلتے ہیں 919/3
دمِ آخر ہے بیٹھ جا، مت جا صبر کر تک کہ ہم بھی چلتے ہیں 919/4
تیرے بے خود جو ہیں سو کیا جیتیں ایسے ڈوبے کہیں اچھلتے ہیں 919/5
فتنہ در سر، بتانِ حشر خرام ہائے رے کس ٹھسک سے چلتے ہیں 919/6
نظر اٹھتی نہیں کہ جب خواباں سوتے سے اٹھ کے آنکھ ملتے ہیں 919/7
اُس سر زلف کا خیال نہ چھوڑ سانپ کے سر ہی یاں کچلتے ہیں 919/8

تھے جو اغیار سنگ سینے کے اب تو کچھ ہم کو دیکھ ملتے ہیں 919/9
 شمعِ زو موم کے بنے ہیں مگر گرم ٹک ملیے تو پگھلتے ہیں 919/10
 میر صاحب کو دیکھیے جو بنے 919/11
 اب بہت گھر سے کم نکلتے ہیں

﴿920﴾

آیا کمال نقص مرے دل کی تاب میں 920/1
 دوزخ کیا ہے سینہ مرا سوزِ عشق سے 920/2
 مت کر نگاہِ خشم، یہی موت ہے مری 920/3
 بیدار شورِ حشر نے سب کو کیا ولے 920/4
 دل لے کے زو بھی ٹک نہیں دیتے کہیں گے کیا 920/5
 جا کر درِ طبیب پہ بھی میں گرا ولے 920/6
 عیش و خوشی ہے شیب میں ہو گو پہ وہ کہاں (قطعہ) 920/7.8
 دیں عمرِ خضر موسمِ پیری میں تو نہ لے
 آنکے تھے جو حضرت میر اس طرف کہیں (قطعہ) 920/9-11
 حضرت سنو تو میں بھی تعلق کروں کہیں
 تو جان لے کہ تجھ سے بھی آگے سب جو کل تھے یاں
 ہیں آج صرف خاک، جہاں خراب میں

﴿921﴾

بے رُوے سوزِ لعلِ یار ہے رونے سے کام یاں 921/1
 آوازہ ہی جہاں میں ہمارا سنا کرو 921/2
 وصفِ دہن سے اس کے نہ آگے قلم چلے 921/3
 غالب یہ ہے کہ موسمِ خط واں قریب ہے 921/4
 مت کھا فریبِ عجزِ عزیزانِ حال کا 921/5
 کوئی ہوا نہ دست بہ سرِ شہرِ حسن میں 921/6
 دامن ہے منہ پہ ابرِ نمطِ صبح و شام یاں
 عنقا کے طورِ زیت ہے اپنی بہ نام یاں
 یعنی کیا ہے خاے نے حتمِ کلام یاں
 آنے لگا ہے متصل اُس کا پیام یاں
 پنہاں کیے ہیں خاک میں یاروں نے دام یاں
 شاید نہیں سے رسمِ جوابِ سلام یاں
 ناکام رہنے ہی کا تمہیں غم ہے آج میر
 بہتوں کے کام ہو گئے ہیں کل تمام یاں

﴿922﴾

نہ گیا خیالِ زلفِ سپہِ جفا شعاراں 922/1
 نہ ہوا کہ صبح ہووے شبِ تیرہ روزگاراں

۱۔ نسخہ آسی، عبادت و مجلس میں 'کیا' جب کہ نسخہ کالج، نول کشور دوم، سوم اور مخطوطے میں 'کہا' ہے۔ یہی بہتر ہے۔
 ۲۔ نسخہ آسی اور مجلس میں مصرع یوں ہے 'تو جان لیک تجھ سے بھی آئے جو کل تھے یاں' نسخہ کالج میں 'آئے' کی جگہ 'آگے' بہت بہتر ہے اور 'لیک' کے بدلے 'مخطوطے' کی سند سے لے کر 'درجِ متن' کیا ہے۔
 ۳۔ 'بے رُو و زلفِ یار ہونا چاہیے، لیکن 'رُوئے' کا استعمال 'رونے' سے ایہام کے سبب قرین امکان ہے۔

- 922/2 نہ کہا تھا اے رفوگر مرے لٹانکے ہوں گے ڈھیلے
922/3 ہوئی عید، سب نے پہنے طرب و خوشی کے جامے
922/4 نظرِ عظیم میں ہیں مری آہ و اشک سے سب
922/5 کہیں خاک کو کو اُس کی، تُو صبا نہ دیجو جنبش
922/6 رکھے تاج زر کو سر پر چمن زمانہ میں گل
922/7 نہیں تجھ کو چشمِ عبرت یہ نمود میں ملے ہے ورنہ
922/8 تو جہاں سے دل اٹھا، یاں نہیں رسمِ درمندی
922/9 یہ سنا تھا میر ہم نے کہ فسانہ خواب لا ہے
تری سرگزشت سن کر گئے اور خواب یاراں

﴿923﴾

- 923/1 تا نظر کام کرے، رو بہ وفا جاتے ہیں
923/2 ایک دو آنسو تو اور آگ لگا جاتے ہیں
923/3 در و دیوار کو احوال سنا جاتے ہیں
923/4 اب تو ہم حال کبھو تم کو دکھا جاتے ہیں
923/5 پوچھنے والے جدا جان کو کھا جاتے ہیں
923/6 آ کے روز ایک نیا زخم اٹھا جاتے ہیں
923/7 اپنی وادی پہ کبھو یار بھی آ جاتے ہیں
923/8 میر صاحب بھی ترے کوچے میں شب آتے ہیں
جیسے درپوزہ گری کرنے گدا جاتے ہیں

﴿924﴾

- 924/1 کہو قاصد جو وہ پوچھے ہمیں، کیا کرتے ہیں
924/2 عشق آتش بھی جو دیوے تو نہ دم ماریں ہم
924/3 جائے ہی محنہ مرضِ دل تو نہیں اس کا علاج
924/4 اس کے کوچے میں نہ کر شور قیامت کا ذکر

۱۔ آسی، عبادت و مجلس میں ترے ٹانگے ہے۔ قدیم نسخوں، نسخہ کالج، نول کشور دوم، سوم میں مرے ٹانگے ہے، یہی مرتج ہے۔

۲۔ دوسرے مصرع میں اسی طرح 'نہ' کی جگہ قدیم نسخوں کی سند پر یہ بہتر ہے، اس طرح نہ کی تکرار کا عیب بھی نکل جاتا ہے۔

۳۔ نول کشور دوم، سوم میں 'نمود میری در نہ درج ہوا، آسی کا متن جو درج ہوا، بہتر ہے۔

۴۔ نسخہ کالج اور نول کشور دوم، سوم میں 'خواب لا ہے' یہی متن بہتر ہے۔ آسی کے یہاں 'لائے' ہے، کسی نے 'خواب زنا' بھی درج کیا ہے۔ مزید کے لیے 'شعر شور انگیز' جلد سوم، ص ۱۳۱۔

۵۔ مجلس کی اشاعت میں 'آہ تو کر لے گا کیا' حالانکہ آسی کے یہاں درست متن موجود ہے، جو اختیار کیا ہے۔

۶۔ نول کشور دوم اور آسی کے یہاں متن درست، طبع سوم میں مصرع نہایت غلط اور مختلف ہے اپنے وعدے پہ کبھو یاد بھی آ جاتے ہیں۔

۷۔ آسی کے یہاں 'جائے ہی نہ درست ہے، مجلس کی ثبات میں 'جائے ہی نہ درج ہوا ہے۔

- بے بسی سے تو تری بزم میں ہم بہرے بنے 924/5
 رخصتِ جنبش لبِ عشق کی حیرت سے نہیں 924/6
 تو پری شیشے سے نازک ہے نہ گردِ دعویٰ مہر 924/7
 تجھ سے لگ جا کے یہ یوں جاتے رہیں مجھ سے حیف 924/8
 فرصتِ خواب نہیں ذکرِ بتاں میں ہم کو 924/9
 مجلسِ حال میں موزوں حرکتِ شیخ کی دیکھ 924/10
 یہ زمانہ نہیں ایسا کہ کوئی زیست کرے 924/11
 تحضِ ناکارہ بھی مت جان ہمیں تو کہ کہیں 924/12
 تجھ دن اس جانِ مصیبت زدہ، غم دیدہ پہ ہم 924/13
 کیا کہیں میر جی ہم تم سے معاش اپنی غرض 924/14
 غم کو کھایا کرے ہیں، لوہو پیا کرتے ہیں

﴿925﴾

(قبل از 1752ء)

- مستوجبِ ظلم و ستم و جور و جفا ہوں 925/1
 آتے ہیں مجھے خوب سے لے دونوں ہنرِ عشق 925/2
 اس گلشنِ دنیا میں شگفتہ نہ ہوا میں 925/3
 ہم چشم ہے ہر آبلہ پا کا مرا اشک 925/4
 دامن نہ جھٹک ہاتھ سے میرے کہ ستم گر 925/5
 دل خواہ جلا اب تو مجھے اے شبِ بھراں 925/6
 گو طاقت و آرام، خور و خواب گئے سب 925/7
 اتنا ہی تے مجھے علم ہے کچھ میں بھی بہر چیز 925/8
 تب گرم سخن کہنے لگا ہوں میں کہ اک عمر 925/9
 سینہ تو کیا فھل الہی سے سبھی چاک 925/10
 ہے وقتِ دعا میر کہ اب دل کو لگا ہوں

﴿926﴾

- جنسِ گراں کو تجھ سے جو لوگ چاہتے ہیں 926/1
 اس میکدے میں ہم بھی مدت سے ہیں ولیکن 926/2
 ناموسِ دوستی سے گردن بندھی ہے اپنی 926/3
 دے روگ اپنے جی کو ناحق بساہتے ہیں
 خمیازہ کھینچتے ہیں، ہر دم جماتے ہیں
 جیتے ہیں جب تلک ہم تب تک نہاتے ہیں

آسی، عبادت اور مجلس کے متن میں 'غیر شرعی' سہو کتابت کے سوا کچھ نہیں۔ شیخ اور رقص کے ساتھ صرف چند شرعی (یا بیہ شرعی) شرعی محنت ہی کا محل رہتا ہے۔

نول کشوری نسخوں میں 'خوب سے' ہے جب کہ 'نکات اشعار' اور 'تذکرہ شورش' میں 'خوب یہ' ہے۔

مخلوطے میں 'اتنا تو' ہے، تاہم مصرعِ اولیٰ کے معنی کسی حد تک قیاس کرنے پڑتے ہیں۔

سہل اس قدر نہیں ہے مشکل پسندی میری 926/4
وے دن گئے کہ راتیں نالوں سے کاٹتے تھے 926/5
بے ڈول میر صاحب اب کچھ کراہتے ہیں

﴿927﴾

یہ ٹرک ہو کے خشن کج اگر گلاہ کریں 927/1
تمہیں بھی چاہیے ہے کچھ تو پاس چاہت کا 927/2
رکھا ہے اپنے تئیں روک روک کر، درنہ 927/3
جو اُس کی اور کو جانا ملے تو ہم بھی ضعیف 927/4
ہوئے میکدہ یہ ہے تو فوتِ وقت ہے اظلم 927/5
ہمیشہ کون تکلف ہے تے خوب رویوں کا 927/6
اگر اُنھیں گے اسی حال سے تو کہو تو 927/7
بڑی بلا ہیں ستم کشیہ محبت ہم 927/8
اگرچہ سہل ہیں پر دیدنی ہیں ہم بھی میر 927/9
ادھر کو یار تامل سے گر نگاہ کریں

﴿928﴾

اکثر نہیں تو تجھ کو میں گاہ گاہ دیکھوں 928/1
آ جا نظر کہ کب تک میں تیری راہ دیکھوں 928/2
حسرت یہ تھی کہ اُس کو میں اک نگاہ دیکھوں 928/3
کن آنکھوں سے اب اُڑا اس گھر کو آہ دیکھوں 928/4
دل ہے کہ تیرے منہ پر بے مہر اے ماہ دیکھوں 928/5
کس کس کی تیرے غم میں حالت تباہ دیکھوں 928/6
کیا تیری رحمت آگے اپنے گناہ دیکھوں 928/7
مرنا ہے یا تماشا ہر اک کی ہے زباں پر (قطعہ) 928/8-10
دیکھوں ہوں آنکھ اٹھا کر جس کو تو یہ کہے ہے
ہوں میں نگاہ بے لگواک مرثہ تھی فرصت 928/10
تا میر روئے قاتل تا قتل گاہ دیکھوں

۱۔ نسخہ آسی میں 'سے' ہے، نسخہ کالج اور نول کشور طبع دوم سوم میں 'ہے' درست ہے۔

۲۔ نسخہ آسی میں 'اور' ناموزوں ہے جب کہ نول کشور دوم سوم میں 'دن' بالکل درست ہے۔

۳۔ موجودہ صورت میں متن شاید درست نہیں، ممکن ہے 'تکلف ہے' کی جگہ 'مکلف ہو' متن ہو۔

۴۔ نول کشوری نسخوں میں 'بے مہر' ماہ درج ہے۔ واؤ عطف کے سبب پورا مصرع بے معنی ہو گیا ہے، 'بے مہر' کو خطابِ بے اور ماہ دیکھوں (نیا چاند دیکھو) کے لیے واؤ عطف کے سہو کو دور کرنا ضروری ہے۔

۵۔ نسخہ آسی میں 'خواہ' خواہ ہے جب کہ نسخہ کالج اور طبع دوم سوم میں 'خواہ' بے اعتبار موزونیت بہتر ہے۔

۶۔ مجلس کے نسخے میں 'نگاہ بے ل' بے اضافت کسرہ ہے، لیکن زیادہ بہتر متن 'نگاہ بے ل' یعنی اسے اضافت مقلوبی (نگاہ کا بے ل) سمجھنا ہوگا۔

﴿929﴾

- مشہور ہیں دلوں کی مرے بے قراریاں 929/1
چہرے پہ جیسے زخم ہے ناخن کا ہر خراش 929/2
سو بار ہم نے گل کے گئے پرچن کے بیچ 929/3
کشتے کے اس کے خاک بھرے جسم زار پر 929/4
تربت سے عاشقوں کی نہ اٹھا کبھو غبار 929/5
اب کس کس اپنی خواہش مردہ کو روئیے 929/6
پڑھتے پھریں گے گلیوں میں ان رتخوں کو لوگ 929/7
کیا جانتے تھے ایسے دن آجائیں گے شتاب 929/8
گل نے ہزار رنگ سخن سر کیا دے 929/9
جاؤ گے بھول عہد کو، فرہاد و قیس کے 929/10
بیچ جاتا، ایک رات جو کٹ جاتی اور میر 929/11
کاٹیں تھیں کوہ کن نے بہت راتیں بھاریاں

﴿930﴾

(قبل از 1752ء)

- گر کچھ ہو درد آئینہ یوں چرخ زشت میں 930/1
رکھتا ہے سوز عشق سے دوزخ میں روز و شب 930/2
آسودہ کیوں کے ہوں میں کہ مانند گرد باد 930/3
کب تک خراب سہی طوافِ حرم رہوں 930/4
ما تم کے ہوں زمین پہ خرمن تو کیا عجب 930/5
سرمست ہم ہیں آنکھوں کے دیکھے سے یار کی 930/6
نامے کو چاک کر کے کرے نامہ بر کو قتل 930/7
کیا یہ لکھا تھا میر مری سر نوشت میں

﴿931﴾

- درد و اندوہ میں ٹھہرا جو رہا، میں ہی ہوں 931/1
بد کہا میں نے رقیبوں کو تو تقصیر ہوئی 931/2
اپنے کوچے میں فغاں جس کی سنو ہو ہر رات 931/3
رنگِ رُوح جس کے کبھو منہ نہ چڑھا، میں ہی ہوں
کیوں ہے بخشو بھی بھلا، سب میں ہر میں ہی ہوں
وہ جگر سوختہ و سینہ جلا میں ہی ہوں

۱۔ نول کشوری نسخوں میں 'کے' ہے جب کہ نسخہ ف اور مخطوطے میں جسے مجلس کے مرتب نے درست سمجھا 'کے' ہے۔
۲۔ آسی و مجلس میں 'کشتے' کی ہے جب کہ ہونا 'کے' چاہیے، کہ اس کا تعلق مصرع میں 'جسم زار' سے ہے، جو مذکر ہے۔
۳۔ اس مصرع کا متن 'نکات الشعراء' میں یوں ہے 'گرنگ ہو درد آئے کو چرخ زشت میں'۔
۴۔ نول کشور دوم، سوم اور ۱۲۸ھ کے مکتوبہ ایک مخطوطے میں 'رکھتا ہے' آسی کے یہاں 'رہتا ہے' سے بہتر ہے۔

- 931/4 خار کو جن نے لڑی موتی کی کر دکھلایا
931/5 لطف آنے کا ہے کیا، بس نہیں اب تابِ جفا
931/6-9 اس ادا کو تو تک اک سیر کر انصاف کرو (قطعہ) وہ برا ہے گا بھلا دوستو، یا میں ہی ہوں
میں یہ کہتا تھا کہ دل جن نے لیا کون ہے وہ
جب کہا میں نے کہ تُو ہی ہے، تو پھر کہنے لگا
سننے ہی ہنس کے تک اک سوچو کیا تو ہی تھا
میر آوارہ عالم جو سنا ہے تُو نے
931/10 کاسہ سر کو لیے مانگتا دیدار پھرے
931/11 میر وہ جان سے بیزار گدا میں ہی ہوں

﴿932﴾

- 932/1 نکلے ہے جنسِ حسن کسی کاروان میں
932/2 جاتا ہے اک ہجومِ غمِ عشقِ جی کے ساتھ
932/3 یا رب کوئی تو واسطہ سرکشگی کا ہے
932/4 ہم اُس سے آہ، سوزِ دل اپنا نہ کہہ سکے
932/5 غم کھینچنے کو کچھ تو توانائی چاہیے
932/6 غافل نہ رہو ہم سے کہ ہم دے نہیں رہے
932/7 دے دن گئے کہ آتشِ غمِ دل میں تھی نہاں
932/8 دل نذر و دیدہ پیش کش اے باعثِ حیات
932/9 کھینچا نہ کر تو تیغ کہ اک دن نہیں ہیں ہم
932/10 پھاڑا ہزار جا سے گریبانِ صبر میر
کیا کہہ گئی نسیم سحر گل کے کان میں

﴿933﴾

- 933/1 زباں رکھ غنچہ ساں اپنے دہن میں
933/2 نہ کھول اے یار! میرا گور میں منہ
933/3 رکھا کر ہاتھ دل پر، آہ کرتے
933/4 جلے دل کی مصیبت اپنی تلے سن کر
933/5 نہ تجھ بن ہوش میں ہم آئے ساقی
933/6 خرد مندی ہوئی زنجیر، در نہ

نسخہ آ سی میں اک اور مجلس کے نسخے میں 'یک' ہے۔ اختلاف نسخ مذکور نہیں۔

نسخہ آ سی اور مجلس نے شعر نمبر ۵ سے پہلے قطعہ درج کیا ہے جب کہ یہ اشعار قطعہ بند نہیں، گو موضوع ایک سا ہے لیکن اشعار کے الگ الگ معنی مکمل ہیں۔

نسخہ آ سی میں اپنی اور مجلس میں اپنے درج ہے۔ گو یہ دونوں ہی درست ہیں لیکن یہاں اپنی بہتر سنانی دیتی ہے۔

- کہاں کے شمع و پروانے ، گئے مر بہت آتش بہ جاں تھے اس چمن میں 933/7
 کہاں عاجز خن ، قادر خن ہوں ہمیں ہے شبہ یاروں کے خن میں 933/8
 گداز عشق میں بہہ بھی گیا میر 933/9
 یہی دھوکا سا ہے اب پیرہن میں

﴿934﴾

- جن کے لیے اپنے تو یوں جان نکلتے ہیں اس راہ میں وے جیسے انجان نکلتے ہیں 934/1
 کیا تیر ستم اُس کے سینے میں بھی ٹوٹے تھے جس زخم کو چروں ہوں ، پیکان نکلتے ہیں 934/2
 مت بھل ہمیں جانو ، پھرتا ہے فلک برسوں تب خاک کے پردے سے انسان نکلتے ہیں 934/3
 کس کا ہے قماش ایسا گودڑ بھرے ہیں سارے دیکھو نا ! جو لوگوں کے دیوان نکلتے ہیں 934/4
 گہ لو ہو نکلتا ہے ، گہ لختِ دل آنکھوں سے (قطعہ) یا ٹکڑے جگر ہی کے ہر آن نکلتے ہیں 934/5,6
 کرے تو گلہ کس سے جیسی تھی ہمیں خواہش اب ویسے ہی یہ اپنے ارمان نکلتے ہیں 934/7,8
 جاگہ سے بھی جاتے ہو منہ سے بھی خشن ہو کر (قطعہ) وے حرف نہیں ہیں جو شایان نکلتے ہیں 934/9
 سوکا ہے کو اپنی تو جوگی کی سی پھیری ہے برسوں میں کبھو ایدھر ہم آن نکلتے ہیں
 ان آنہ رویوں کے کیا میر بھی عاشق ہیں
 جب گھر سے نکلتے ہیں ، حیران نکلتے ہیں

﴿935﴾

(قبل از 1752ء)

- ٹو گلی میں اُس کی جا آ ، وے اے صبا نہ چنداں کہ گڑے ہوئے پھر اکھڑیں دلِ چاک درد منداناں 935/1
 ترے تیر ناز کے جو یہ ہدف ہوئے ہیں ظالم مگر آہنی توے ہیں جگر نیاز منداناں 935/2
 کبھو زلف سے بتاں کی نہ ہوا رہا میں ہرگز یہی ہیں شکارِ خستہ ، یہی عنبریں کنداناں 935/3
 تبھی کوند کوند اتنا تو زمیں سے جائے مل نہیں دیکھے برق ٹوٹنے دم خندہ اُس کے دندان 935/4
 میں صفا کیا دل اتنا کہ دکھائی دیوے منہ بھی وے مفت اس آئے کو نہیں لیتے خود پسنداناں 935/5
 کھلیں آنکھیں میں جو دیکھا سو غم اور چشم گریاں کسے کہتے ہیں نہ جانا دلِ شاد و روئے خنداناں 935/6
 تو زبوں شکار تو تھا وے میر قتل گہ میں
 ترے خوں سے ہیں حنائی کفِ پائے صید بنداناں 935/7

﴿936﴾

(قبل از 1752ء)

- کوئی نہیں جہاں میں جو اندوہ گیس نہیں اس غم کدے میں آہ دلِ خوش کہیں نہیں 936/1
 کرتا ہے ابر دعویٰ دریا دلی عبث دامن نہیں مرا تو ، مریئے آستین نہیں 936/2

۱۔ نسخہ آسی میں ہیں درست نہیں، نسخہ کالج اور طبع دوم، سوم میں میں صحیح ہے۔

۲۔ نسخہ آسی اور مجلس میں مری کی جگہ تری درج ہے جس سے مفہوم خط ہو گیا ہے۔ نسخہ کالج، نول کشور دوم، سوم میں مری بالکل درست ہے۔

آگے تو، لعلِ نو خطِ خوباں کے دم نہ مار	936/3
یہ درد اُس کے کیوں کہ کروں دل نشیں کہ آہ	936/4
ماٹھا کیا ہے صرفِ سجودِ درِ بتاں	936/5
گھر گھر ہے ملکِ عشق میں دوزخ کی تاب و تب	936/6
فکرِ بلند سے میں کیا آسماں اسے	936/7
ہر اک میں میر خوب ہو، یہ وہ زمیں نہیں	

﴿937﴾

دعوے کو پار آگے معیوب کر چکے ہیں	937/1
مرنے سے تم ہمارے خاطرِ نچنت رکھو	937/2
حسنِ کلام کھینچے کیونکر نہ دامنِ دل	937/3
ہنگامہ قیامت تازہ نہیں جو ہوگا	937/4
رنگِ پریدہ، قاصد، بادِ سحر، کبوتر	937/5
تنگا نہیں رہا ہے، کیا اب شمار کرے	937/6
کیا جانے کہ کیا ہے اے میر وجہِ ضد کی	937/7
سو بار ہم تو اُس کو محبوب کر چکے ہیں	

﴿938﴾

جو حیدری نہیں، اُسے ایمان ہی نہیں	938/1
وہ ترکِ صیدِ پیشہ مرا قصد کیا کرے	938/2
خال و خط ایسے فتنے، نگاہیں یہ آفتیں	938/3
ہیں جزوِ خاک ہم تو غبارِ ضعیف سے	938/4
دیکھی ہو جس نے صورتِ دلکش وہ ایک آن	938/5
خورشید و ماہ و گل سبھی اودھر رہے ہیں دیکھ	938/6
یکساں ہے تیرے آگے جو دل اور آرسی	938/7
سجدہ اُس آستاں کا نہ جس کے ہوا نصیب	938/8
کیا تجھ کو بھی جنوں تھا کہ جامے میں تیرے میر	938/9
سب کچھ بچا ہے، ایک گریبان ہی نہیں	

۱۔ نسخہ آسی میں 'آہ' کی جگہ 'آؤ' غلط محض ہے، نسخہ کالج اور نول کشور دوم، سوم و مخطوطے میں 'آہ' درست ہے۔

۲۔ آسی کے یہاں 'تاب و تب' غلط ہے، دیگر تمام مستند نسخوں میں 'تب' درست ہے۔

۳۔ نسخہ آسی میں طبع دوم، سوم کی تبعیت میں وعدے ہی درج ہے، نسخہ کالج اور مخطوطوں میں 'دعوے' درست ہے۔

۴۔ اگرچہ نسخہ کالج اور نول کشور دوم، سوم میں 'ہوگوئے' لیکن آسی کی سند سے 'ہوگر' یہاں بہتر ہے۔

۵۔ نسخہ آسی و مجلس میں 'کوئے' ہے جب کہ تمام قدیم نسخوں بشمول مخطوطات کے 'درج' ہے۔

﴿939﴾

ہم آپ ہی کو اپنا مقصود جانتے ہیں	939/1
عجز و نیاز اپنا اپنی طرف ہے سارا	939/2
صورت پذیر ہم دن ہرگز نہیں دے معنی	939/3
عشق اُن کی عقل کو ہے جو ماسوا ہمارے	939/4
اپنی ہی سیر کرنے ہم جلوہ گر ہوئے تھے	939/5
یا رب کسے ہے نامہؔ ہر غنچہ اس چمن کا	939/6
یہ ظلم بے نہایت دشوار تر کہ خواہاں	939/7
کیا جانے داب صحبت از خویش رفتگاں کا	939/8
مر کر بھی ہاتھ آدے تو میر مفت ہےؔ وہ	939/9
جی کے زیان کو بھی ہم سود جانتے ہیں	

﴿940﴾

تلوار غرقِ خوں ہے، آنکھیں گلابیاں ہیں	940/1
جب لے نقاب منہ پر تب دید کر کہ کیا کیا	940/2
چاہے ہے آج ہوں میں مفت آسمان کے اوپر	940/3
جی بکھرے، دل ڈبے ہے، سر بھی گرا پڑے ہے	940/4
مہمان میر مت ہو خوانِ فلک پہ ہرگز	940/5
خالی یہ مہر و مہ کی دونوں رکابیاں ہیں	

﴿941﴾

(قبل از 1752ء)

سن گوشِ دل سے اب تو سمجھ بے خبر کہیں	941/1
اب فائدہ سراغ سے بلبَل کے، باغباں!	941/2
عاشق ترے ہوئے تو ستم کچھ نہ ہو گیا	941/3
کچھ کچھ کہوں گا روز یہ کہتا تھا دل میں میں (قطعہ) ۵ آشفته طبع میر کو پایا اگر کہیں	941/4-16
سو کل ملا مجھے وہ بیاباں کی سمت کو	
مذکور ہو چکا ہے مرا حال ہر کہیں	
اطرافِ باغ ہوں گے پڑے مشت پر کہیں	
مرنا پڑا ہے ہم کو، خدا سے تو ڈر کہیں	
جاتا تھا اضطراب زدہ سا ادھر کہیں	

- ۱۔ اس غزل کے شعر ایک تاپانچ سلسل ہیں کہ ان میں ایک ہی مضمون کے مختلف پہلوؤں کا بیان ہے تاہم اسے قطعہ درج نہیں کیا جا رہا۔
- ۲۔ نسخہ آسی میں 'ناقد' یا 'نافہ' ہے جب کہ نسخہ کالج، نول کشور دوم، سوم میں 'نامہ' ہے تاہم 'نامہ' بھی مصرع کو با معنی بنانے سے قاصر ہے۔
- ۳۔ مجلس کے متن میں ہی 'طبع ہوا جب کہ آسی کے یہاں ہے درست ہے۔ اختلاف کا ذکر نہیں۔
- ۴۔ صرف نسخہ آسی میں بے محابیاں ہے، نسخہ کالج اور نول کشور دوم، سوم میں بے حجابیاں ہے جو بہتر بھی ہے۔
- ۵۔ بیشتر نسخوں میں یہ تیرہ اشعار قطعہ بند قرار پائے ہیں۔ تاہم فاروقی صاحب نے شعر شورانگیز جلد سوم ص ۱۸۴ میں یہ خیال ظاہر کیا کہ آخری تین شعر الگ سے ایک قطعہ ہیں گویا پہلے قطعے کے دس اشعار کے بعد، یہ ایک نیا قطعہ ہے۔ ہمارے خیال میں یہ ایک ہی قطعہ ہے۔

کالے خانماں خراب ترا بھی ہے گھر کہیں
جاگہ نہیں ہے شہر میں تجھ کو مگر کہیں
رکھ ملک تو اپنے حال کو مد نظر کہیں
جانے ہے نفع کوئی بھی جی کا ضرر کہیں
یا قوت کے سے ٹکڑے ہیں لخت جگر کہیں
اس زندگی سے کچھ تجھے حاصل بھی، مر کہیں
مسکن کرے ہے دہر میں مجھ سا بشر کہیں
مت کہو ایسی بات تو بارِ دگر کہیں
کہتا تھا ایک روز یہ اہل نظر کہیں
کرتا ہے جاے باش کوئی رہ گزر کہیں

لگ چل کے میں بہ رنگِ صبا یہ اُسے کہا
آشفۃ جا بہ جا جو پھرے ہے تُو دشت میں
خوں بستہ اپنی کھول مژہ پوچھتا بھی گر
آسودگی سی جنس کو کرتا ہے کون سوخت
موتی سے تیرے اشک ہیں غلطاں کسو طرف
تا کے یہ دشت گردی و کب تک یہ خستگی
کہنے لگا وہ ہو کے پر آشفۃ یک بیک
آوارگوں کا ننگ ہے سننا نصیحتیں
تعبین جا کو بھول گیا ہوں، یہ یہ ہے یاد
بیٹھے اگرچہ نقش ترا تو بھی دل اٹھا

کتے ہی آئے لے کے سر پر خیال، پر
ایسے گئے کہ کچھ نہیں اُن کا اثر کہیں

﴿942﴾

اب کچھ ہمارے حال پہ تم کو نظر نہیں
یعنی تمہاری ہم سے دے آنکھیں نہیں رہیں
اُس بزم کے چراغ بجھے تھے جو یار میر
اُن کے فروغ، باغ میں گل ہیں کہیں نہیں

942/1

942/2

﴿943﴾

ہر دم جگروں میں کچھ کانٹے سے کھکتے ہیں
دے ہاتھ سے دامن کو اب تک بھی جھٹکتے ہیں
آنسو مرے پلکوں سے تارے ہیں چھٹکتے ہیں
یاں حضرتِ خضر آ بھی مدت سے بھٹکتے ہیں
داں میان سے وہ لے لے ہے، یاں یار سکتے ہیں
دشوار ہی ہوتا ہے دل جن کے اٹکتے ہیں
پلکوں سے ترے شائق ہم سر جو چلتے ہیں
میں پھاڑ گریباں کو، درویش ہوا آخر
یاد آوے ہے جب شب کو وہ چہرہ مہتابی
کی راہ بری میری صحرائے محبت میں
جاتے نہ کوئی دیکھا اُس تنگ کے منہ اوپر
کیا تم کو اچنبا ہے سختی کا محبت میں
تو طرہ جانناں سے چاہے ہے ابھی مقصد
برسوں سے پڑے ہم تو اے میر! اٹکتے ہیں

943/1

943/2

943/3

943/4

943/5

943/6

943/7

﴿944﴾

سب خوابیاں ہیں شیخِ مشیخت پناہ میں
پر ایک حیلہ سازی ہے اُس دست گاہ میں

944/1

۱۔ نسخہ آسی میں اُسے ہے لیکن زیادہ ترشخوں میں 'کالے' (کہاے) ہی چھپا ہے، اس لیے اسے میر کا زیادہ نمائندہ بحوالہ قدامت بھی خیال کرنا چاہیے
۲۔ باوجود تو نسخہ مجلس، آسی کی اغلاط کو بھی درج اور قبول کرتا ہے لیکن یہاں اس مصرع میں آسی کا متن بہتر ہے جو درج کیا گیا، مجلس کے نسخے میں 'م' یوں ہے اُن کے فروغِ باغ ہیں گل ہو کہیں کہیں' یہ مصرع فائق صاحب نے نول کشور دوم، سوم، نسخہ ف اور ایک ۱۲۴۸ھ کے مکتوبہ مخطوطے کو سے درج کیا ہے۔ تاہم اس کے معنی اُن کے ہی علم میں ہوں تو ہوں، بظاہر دکھائی نہیں دیتے۔ آسی کا متن مقابلتا بہت بہتر ہے۔

- ماند شمع ہم نے حضور اپنے یار کے 944/2
 میں صید جو ہوا تو ندامت اُسے ہوئی 944/3
 پہنچے نہیں کہیں کہ نہیں واں سے اُٹھ چلے 944/4
 نکلا تھا آستین سے کل منچے کا ہاتھ 944/5
 سخت سیہ تو دیکھو کہ ہم خاک میں ملے 944/6
 بیٹھے تھے میر یار کے دیدار کو سو ہم 944/7
 اپنا یہ حال کر کے اُٹھے اک نگاہ میں

﴿945﴾

- کیا جو عرض کہ دل سا شکار لایا ہوں 945/1
 کہے تو نخل صنوبر ہوں اس چمن میں میں 945/2
 جہاں میں گریہ نہ پہنچا بہم مجھے دل خواہ 945/3
 نہ تنگ کر اسے اے فکر روزگار! کہ میں 945/4
 پھر اختیار ہے آگے ترا یہ ہے مجبور 945/5
 یہ جی جو میرے گلے کا ہے ہار تو ہی لے 945/6
 چلا نہ اُٹھ کے وہیں چپکے چپکے پھر تو میر 945/7
 ابھی تو اُس کی گلی سے پکار لایا ہوں

﴿946﴾

- جھانیں دیکھ لیاں، بے وفا نیاں دیکھیں 946/1
 تری گلی سے سدا اے کشندہ عالم 946/2
 گیا نظر سے جو وہ گرم طفلِ آتش باز 946/3
 ترے وصال کے ہم شوق میں ہو آوارہ 946/4
 ہمیشہ ہائل آئینہ ہی تجھے پایا 946/5
 شہاں کہ کحلِ جواہر تھی خاکِ پا جن کی 946/6
 بنی نہ اپنی تو اس جنگِ بُو سے ہرگز میر 946/7
 لڑائیں جب سے ہم آنکھیں، لڑائیاں دیکھیں

﴿947﴾

- خوش قداں جب سوار ہوتے ہیں 947/1
 تیرے بالوں کے وصف میں، میرے 947/2
 سروٹ و قمری شکار ہوتے ہیں
 شعر سب تیج دار ہوتے ہیں

۱۔ نسخہ آسی میں 'سُرے' کی جابوائے نہایت غلط متن ہے۔ نسخہ کالج اور نول کشور دوم، سوم میں 'سُرے' کی جائے ہو بہتر ہے۔ اس متن سے شعر کا مرتبہ آسمان تک بلند ہو گیا ہے۔

۲۔ نسخہ آسی میں 'عزیز دوست' ہے جب کہ نسخہ کالج اور نول کشور دوم، سوم میں 'عزیز و دوست' درج ہوا ہے۔

۳۔ نول کشور میں نسخوں بشمول نسخہ آسی میں 'سُر و قمری' ہے نسخہ کالج میں 'سُر و قمری' بہتر متن ہے۔

یہ تغافل شعار ہوتے ہیں	آؤ یادِ بتاں پہ بھول نہ جاؤ	947/3
صحبّتوں میں بھی یار ہوتے ہیں	دیکھ لیویں گے غیر کو تجھ پاس	947/4
پھر تو تجھ پر نثار ہوتے ہیں	صدقے ہو لیویں ایک دم تیرے	947/5
دلی سے بھی دیار ہوتے ہیں	ہفت اقلیم ہر گلی ہے، کہیں	947/6
فتنہ روزگار ہوتے ہیں	رفتہ رفتہ یہ طفلِ خوشِ ظاہر	947/7
اُس کے نزدیک کچھ نہیں عزت		947/8
میر جی یوں ہی خوار ہوتے ہیں		

﴿948﴾

سارے تیرا خیال رکھتے ہیں	وے جو حسن و جمال رکھتے ہیں	948/1
مدتوں یارِ سال رکھتے ہیں	شب جو وہ مہ کھو رہے ہے یاں	948/2
ہم تجھی سے سوال رکھتے ہیں	ان لبوں کا جواب دہ ہے نعل	948/3
منہ طمانچوں سے لال رکھتے ہیں	گل ترے روزگارِ خوبی میں	948/4
آرزوئے محال رکھتے ہیں	دہن تنگ کے ترے مشتاق	948/5
پاؤں کو ہم سنبھال رکھتے ہیں	خاکِ آدم ہی ہے تمام زمیں	948/6
دل کو ہم پائمال رکھتے ہیں	یہ جو سر کھینچے تو قیامت ہے	948/7
آنے کی مثال رکھتے ہیں	اہلِ دل چشمِ سب تری جانب	948/8
گفتگو ناخوشوں سے ہے، ورنہ		948/9
میر جی بھی کمال رکھتے ہیں		

﴿949﴾

اس میں حیراں ہوں بہت، کس کس کا میں ماتم کروں	صبر و طاقت کو کڑھوں یا خوش دلی کا غم کروں	949/1
اتنے بھی آنسو بہم پہنچیں کہ مڑگاں نم کروں	موسمِ حیرت ہے دل بھر کر تو رونا مل چکا	949/2
شیخ اگر کعبے سے آوے گفتگو، درہم کروں	ہوں سیہ مستِ سر زلفِ صنم، معذور رکھ	949/3
جو میں اپنے ایسے زخمِ سینہ کو مرہم کروں	ریزہ الماس یا مشبِ نمک ہے کیا بُرا	949/4
یا ادھر ہوں یا ادھر، کب تک شمارِ دم کروں	گرچہ کس گنتی میں ہوں، پر ایک دم مجھ تک تو آ	949/5
وہ طرح ڈھونڈوں ہوں جس میں ربطِ تجھ سے کم کروں	بس بہت رسوا ہوا میں، اب نہیں مقدور کچھ	949/6
گودھواں اٹھنے لگا دل سے مرے پُر پیچِ دتاب		949/7
میر اس پر قطعِ ربطِ زلفِ خمِ درخم کروں		

۱۔ نسخہ مجلس میں مصرع یوں ہے مدتوں یا دسال رکھتے ہیں اور یہ غلط ہے۔ آسی کے یہاں متن درست ہے (سال یہ معنی جلن ہے)۔
 ۲۔ نسخہ آسی میں یہ جو سر کھینچتے قیامت ہے درج ہے لیکن نول کشور دوم، سوم و دیگر نسخوں میں متن درست ہے جو درج کیا گیا ہے۔

﴿950﴾

(قبل از 1752ء)

کیا میں نے رو کر فشارِ گریباں
کہیں دستِ چالاک ناخن نہ لاگے
نشانِ اشکِ خونیں کے اڑتے چلے ہیں
جنوں تیری منت ہے مجھ پر کہ تو نے
زیارت کروں دل سے خستہ جگر کی
کہیں جائے یہ دورِ دامن بھی جلدی
رگِ ابر تھا تار تارِ گریباں
کہ سینہ ہے قرب و جوارِ گریباں
خزاں ہو چلی ہے بہارِ گریباں
نہ رکھا مرے سر پہ بارِ گریباں
کہاں ہوگی یا رب! مزارِ گریباں
کہ آخر ہوا روزگارِ گریباں
پھر دوں میرِ عریاں، نہ دامن کا غم ہو
نہ باقی رہے خارِ خارِ گریباں

950/1

950/2

950/3

950/4

950/5

950/6

950/7

﴿951﴾

بارہا وعدوں کی راتیں آئیاں
عشق میں ایذا کیں سب سے پائیاں
ظنِ حق ہم کو بھی وہ ہی چاہیے
اُس مژہ برہم زدہ نے بارہا
نوںہال آگے ترے ہیں، جیسی ہوں
ایک بھی چشمک نہ اُس مہ کی سی کی
ایک نے صورت نہ پکڑی پیش یار
رویت نے اپنی اس گلی میں کم نہیں
بوسہ لینے کا کیا جس دم سوال
روکشی کو اُس کی منہ بھی چاہیے
مضطرب ہو کر کیا سب میں سبک
چل چن میں یہ بھی ہے کوئی روش
شوقِ قامت میں ترے اے نونہال

951/1

951/2

951/3

951/4

951/5

951/6

951/7

951/8

951/9

951/10

951/11

951/12

951/13

951/14

پاس مجھ کو بھی نہیں ہے میرِ اب
زورِ پہنچی ہیں مری رسوائیاں

۱۔ نسخہ کالج، طبع دوم، سوم میں ہوگی ہے اور آسی کے یہاں ہوگا، میر مزار کو مونٹ بھی باندھتے رہے ہیں اس سے گمان ہوتا ہے کہ یہ آسی صاحب کی اپنی اصلاح نہ ہو۔

۲۔ نسخہ آسی نے رویت درج کیا تو بیرونی میں فائق صاحب نے یہی لفظ (معہ حاشیہ میں معانی) شامل متن کیا اور نسخہ کالج اور نول کشور دوم اور سوم میں رویت کو نظر انداز کیا، حالانکہ اس شعر میں اس مقام پر رویت بہ معنی، نظارہ، دیکھنا، نظر آنا، دکھائی دینا وغیرہ ہی موزوں تر ہے۔

﴿952﴾

دیکھیں تو تیری کب تک یہ کج ادائیاں ہیں	952/1
نک سن کہ سو برس کی ناموس خامشی کھو	952/2
ہم دے ہیں خوں گرفتہ ظالم جنہوں نے تیری	952/3
آئینہ ہو کے صورت معنی سے ہے لبالب	952/4
کبے میں میر ہم پر یا سرگراں ہے زاہد	952/5
یابت کدے میں ہم نے دھولیں لگائیاں ہیں	

﴿953﴾

میں کون ہوں اے ہم نفساں، سوختہ جاں ہوں	953/1
لایا ہے مرا شوق مجھے پردے سے باہر	953/2
جلوہ ہے مجھی سے لب دریائے سخن پر	953/3
پنچہ ہے مرا پنچہ خورشید میں ہر صبح	953/4
دیکھا ہے مجھے جن نے سو دیوانہ ہے میرا	953/5
تکلیف نہ کر آہ مجھے جنبش لب کی	953/6
ہوں زرد غم تازہ نہالان چمن سے	953/7
رکھتی ہے مجھے خواہش دل بس کہ لہریں	953/8
اک وہم نہیں بیش مری ہستی موہوم	953/9
خوش باشی و تنزیہ و تقدس تھی مجھے میر	953/10
اسباب پڑے یوں کہ کئی روز سے یاں ہوں	

﴿954﴾

اب آنکھوں میں خوں دم بہ دم دیکھتے ہیں	954/1
جو بے اختیاری یہی ہے تو قاصد	954/2
گہے داغ رہتا ہے دل، گہے جگر خوں	954/3
اگر جان آنکھوں میں اُس بن ہے پڑے ہم	954/4
لکھیں حال کیا اس کو، حیرت سے ہم تو	954/5
وفا پیشگی قیس تک تھی بھی کچھ کچھ	954/6
کہاں تک بھلا روؤ گے میر صاحب!	954/7
اب آنکھوں کے گرد اک ورم دیکھتے ہیں	

۱۔ نسخہ آسی میں 'بلکہ غلط ہے نسخہ کالج، نول کشور دوم، سوم میں' بس کہ درست ہے۔

۲۔ نسخہ آسی اور مجلس و عبادت میں 'تو' ہے جب کہ متفقہ طور پر نسخہ کالج، نول کشور دوم، سوم ص ۱۸۴ اور مخطوطے میں 'پڑے'، یہی درست بھی ہے تاہم 'اگر' کو 'اگرچہ' کا ہم معنی سمجھنا ہوگا۔ 'تو' کے ساتھ 'جان آنکھوں میں ہونا' کا محاوراتی امکان ختم ہو جاتا ہے اور اگر مصرع میں زائد ٹھہرتا ہے۔

﴿955﴾

- بہت ہی اپنے تئیں ہم تو خوار پاتے ہیں 955/1
 تری گلی میں میں رويا تھا دل جلا یک شب 955/2
 نہ ہوویں شیفہ کیوں اضطراب پر عاشق 955/3
 گلہ عبث ہے تری آستانہ بوسی کا 955/4
 تڑپ ہے قیس کے دل میں تیرے زمیں اس سے (قطعہ) 955/5,6
 وگرنہ خاک ہوئے کتنے ہی محبت میں 955/7
 شتابی آوے اجل ، میر جاوے یہ رونا
 کہ میرے شور سے تصدیق یار پاتے ہیں

﴿956﴾

(قبل از 1752ء)

- عام حکم شراب کرتا ہوں 956/1
 ٹک تو رہ اے بنائے ہستی تو 956/2
 کوئی بجھتی ہے یہ بھڑک میں عبث (قطعہ) 956/3,4
 سر تک آب تیغ میں ہوں غرق 956/5
 جی میں پھرتا ہے میر وہ میرے
 جاگتا ہوں کہ خواب کرتا ہوں

﴿957﴾

- ہم تو مطرب پر کے جاتے ہیں 957/1
 خاک میں لوٹتے تھے کل تجھ دن 957/2
 اے عدم ہونے والو ، تم تو چلو 957/3
 ایک کہتا ہوں میں تو منہ پہ ، رقیب 957/4
 دیدہ و دل شتاب گم ہوں میر 957/5
 سر پہ آفت ہمیشہ لاتے ہیں

﴿958﴾

- آتا ہے دل میں حالِ بد اپنا ، بھلا کہوں 958/1
 پروانہ پھر نہ شمع کی خاطر جلا کرے 958/2
 مت کر خرام سر پہ اٹھا لے گا خلق کو 958/3
 دل اور دیدہ باعثِ ایذا و نورِ عین 958/4
 آوے سموم ، جائے صبا باغ سے سدا 958/5
 پھر آپھی آپ سوچ کے کہتا ہوں ، کیا کہوں
 گر بزم میں یہ اپنا ترا ماجرا کہوں
 بیٹھا اگر گلی میں ترا نقش پا کہوں
 کس کے تئیں برا کہوں ، کس کو بھلا کہوں
 گر شتمہ اپنے سوزِ جگر کا میں جا کہوں

جاتا ہوں میر دشتِ جنوں کو میں اب یہ کہہ
مجنوں کہیں ملے تو تری بھی دعا کہوں

958/6

﴿959﴾

(قبل از 1752ء)

مرے آگے نہ شاعر نام پاویں
پری سمجھے تجھے وہم و گماں سے
مزاج اپنا غیور از بس پڑا ہے
پھرے ہے شیخ مجلس ہی میں رقصاں
نظر اے ابر اب مت آ مبادا
قدم بوی تلک مختار ہیں غیر
نہ آیا وہ تو کیا ہم نیم جاں بھی (قطعہ) بغیر اُس کے ملے دنیا سے جاویں
چلی ہے تو تو اے جانِ الم ناک
چلا مقدور سے غم میر آگے
ز میں پھٹ جائے یارب، ہم ساویں

959/1

959/2

959/3

959/4

959/5

959/6

959/7,8

959/9

﴿960﴾

مثالِ سایہ محبت میں جال اپنا ہوں
سرشکِ سرخ کو جاتا ہوں جو پیسے تلے ہر دم
اگرچہ نشہ ہوں سب میں خم جہاں میں لیک
مری نمود نے مجھ کو کیا برابر خاک
ہوئی ہے زندگی دشوار، مشکل آساں کر
ترا ہے وہم کہ یہ ناتواں ہے جامے میں
بلا ہوئی ہے مری گو کہ طبع روشن میر
ہوں آفتاب ولیکن زوال اپنا ہوں

960/1

960/2

960/3

960/4

960/5

960/6

960/7

﴿961﴾

کھو دیں ہیں نیند میری مصیبتِ بیاںیاں
کیا آگ دے کے طور کو، کی ترک سرشی
صحبت رکھا کیا وہ سفیہ و ضلال سے
ہم سے تو کینے ہی کی ادا میں چلی گئیں

961/1

961/2

961/3

961/4

۱۔ نول کشور دوم، سوم میں جلادیں ہے، متن برطبق آسی۔

۲۔ نول کشور دوم، سوم میں بڑا جب کہ آسی کے یہاں بڑا ہے۔

۳۔ نسخہ آسی میں بچے (کے لیے، برائے) ہے جب کہ مجلس کے نسخے میں بچے ہے، اختلاف نسخ کا کوئی ذکر نہیں۔

- تلوار کے تلے ہی گیا عہدِ انبساط 961/5
گالی سوائے مجھ سے خن مت کیا کرو 961/6
غیروں ہی کے خن کی طرف گوشِ یار تھے 961/7
یہ بے قراریاں نہ کبھو اُن نے دیکھیاں 961/8
میرا مجھے بھی سان کے غیروں میں اُن نے میر 961/9
کیا خاک میں ملائیں مری جاں فشانیاں

962

- تا پھونکیے نہ خرقہ طامات کے تئیں 962/1
کیفیتیں اٹھی ہیں یہ کب خانقاہ میں 962/2
ڈریے خرام ناز سے خواہاں کے ہم نشین 962/3
ہم جانتے ہیں یا کہ دل آشنا زدہ 962/4
خوبی کو اُس کی ساعدِ سیمیں کی دیکھ کر 962/5
اتنی بھی حرف ناشنوی غیر کے لیے 962/6
سید ہو یا چمار ہو، اس جا وفا ہے شرط 962/7
آخر کے یہ سلوک ہم اب تیرے دیکھ کر 962/8
آنکھوں نے میر صاحب و قبلہ ورم کیا 962/9
حضرت! بکا کیا نہ کرو رات کے تئیں

963

(قبل از 1752ء)

- نہ اک یعقوب رویا اس الم میں 963/1
کہوں کب تک دم آنکھوں میں ہے میری 963/2
دیا عاشق نے جی تو عیب کیا ہے 963/3
یہی میر اک ہنر ہوتا ہے ہم میں

964

- چاہتے ہیں یہ بتاں ہم پہ کہ بیداد کریں 964/1
ایک دم پر ہے بنا تیری، سو آیا کہ نہیں 964/2
کعبہ ہوتا ہے دوانوں کا مری گور سے دشت 964/3
ہم تو راہب نہیں ہیں واقفِ رسمِ سجدہ 964/4
کس کے ہوں، کس سے کہیں، کس کے فریاد کریں 964/5
وہ کچھ اس زندگی میں کر کہ تجھے یاد کریں
مجھ سے دو اور گڑیں یاں تو سب آباد کریں
ہیں کدھر شیخِ حرم، کچھ ہمیں ارشاد کریں
ریختہ خوب ہی کہتا ہے جو انصاف کروں
چاہیے اہلِ خن میر کو اُستاد کریں

﴿965﴾

- 965/1 ہجراں کی کوفت کھینچی، بے دم سے ہو چلے ہیں
965/2 جوئیں رہیں گی جاری گلشن میں ایک مدت
965/3 لبریز اشک آنکھیں ہر بات میں رہا کیں
965/4 پچھتائیے نہ کیوں کر، جی اس طرح سے دے کر
965/5 قطع طریق مشکل ہے عشق کا نہایت
وے میر جانتے ہیں، اس راہ جو چلے ہیں

﴿966﴾

- 966/1 جب دردِ دل کا کہنا میں دل میں ٹھانتا ہوں
966/2 شاید نکل بھی آوے، دل گم جو ہو گیا ہے
966/3 اس دردِ سر کا لٹکا سر سے لگا ہے میرے
سو سر کا ہووے صندل میں میر مانتا ہوں

﴿967﴾

(قبل از 1752ء)

- 967/1 ملنے لگے ہو دیر دیر، دیکھیے کیا ہے کیا نہیں
967/2 بوئے گل اور رنگ گل دونوں ہیں دلکش اے نسیم
967/3 شکوہ کروں ہوں بخت کا اتنے غضب نہ ہوتاں!
967/4 نالے کیا نہ کر سنا نوے مرے یہ عندلیب
967/5 چشمِ سفید و اشکِ سرخ، آہ دلِ حزیں ہے یاں
967/6 ایک فقط ہے سادگی تیس یہ بلائے جاں ہے تو
967/7 آب و ہوائے ملکِ عشقِ تجربہ کی ہے میں بہت
967/8 ہووے زمانہ کچھ سے کچھ چھوٹے ہے دل لگا مرا
967/9 نازِ بتاں اٹھا چکا دیر کو میر ترک کر!
کعبے میں جا کے رہ میاں تیرے مگر خدا نہیں

﴿968﴾

- 968/1 خوب رو سب کی جان ہوتے ہیں
968/2 اس میں گل کو بھی کان ہوتے ہیں
968/3 گھر میں ہم میہمان ہوتے ہیں
968/4 روئے سب گلستان ہوتے ہیں
968/5 فتنہ آسمان ہوتے ہیں
968/6 کیا رہا ہے مشاعرے میں اب
968/7 آرزوئے جہان ہوتے ہیں
968/8 اس میں گل کو بھی کان ہوتے ہیں
968/9 گھر میں ہم میہمان ہوتے ہیں
968/10 روئے سب گلستان ہوتے ہیں
968/11 فتنہ آسمان ہوتے ہیں
968/12 (قطع) لوگ کچھ جمع آن ہوتے ہیں

میر و مرزا ، رفیع و خواجہ میر
کتنے یہ اک جوان ہوتے ہیں

﴿969﴾

- تجھ عشق میں تو مرنے کو تیار بہت ہیں یہ جرم ہے تو ایسے گنہگار بہت ہیں 969/1
اک زخم کو میں ریزہ الماس سے چیرا دل پر ابھی جراثیم نو کار بہت ہیں 969/2
کچھ آنکھیاں ہی اُس کی نہیں اک بلا کہ بس دل زینہار دیکھ خبردار بہت ہیں 969/3
بیگانہ خو رقیب سے دسواں کچھ نہ کر فرماوے نک زباں سے تو پھر یار بہت ہیں 969/4
کوئی تو زمزمہ کرے میر آسا دل خراش یوں تو قفس میں اور گرفتار بہت ہیں 969/5

﴿970﴾

- جنوں میرے کی باتیں دشت اور گلشن میں جب چلیاں نہ چوب گل نے دم مارا، نہ چھڑیاں بید کی ہلیاں 970/1
گریباں شور محشر کا اڑایا دھیاں کر کر فغاں پر ناز کرتا ہوں کہ بل بے تیری ہتھ ہلیاں 970/2
تفاوت کچھ نہیں شیرین و شکر اور یوسف میں سبھی معشوق، اگر پوچھے کوئی، مصری کی ہیں ڈلیاں 970/3
ترے غم نے جو ر و ظلم سے آنکھیں غزالوں کی بیاباں میں دکھا مجنوں کو پاؤں کے تلے ملیاں 970/4
چمن کو آج مارا ہے یہاں تک رشک گل رُونے کہ بلبل سر پختی ہے، نہیں منہ کھولتیں کلیاں 970/5
مری آہ سحر کی برچھیاں سختی کی تڑپوں پر نگاہیں کر کے گر پڑتی ہے بجلی کی بھی ابھیلیاں 970/6
صنم کی زلف میں کوچہ ہے سر بستہ ہر اک مو پر نہ دیکھی ہوں گی تو نے خضر یہ ظلمات میں گلیاں 970/7
دوانہ ہو گیا تو میر آخر ریختہ کہہ کہہ نہ کہتا تھا میں اے ظالم کہ یہ باتیں نہیں بھلیاں 970/8

﴿971﴾

(قبل از 1752ء)

- ایسے محروم گئے ہم تو گرفتار چمن کہ موئے قید میں دیوار بہ دیوار چمن 971/1
سننے پر داغ کا احوال میں پوچھوں ہوں نسیم یہ بھی تختہ کبھو ہووے گا سزاوار چمن 971/2
باغباں باغ اجارے ہی اگر دینا تھا تھے زر داغ سے ہم بھی تو خریدار چمن 971/3
وے گنہگار ہمیں ہیں کہ جنہیں کہتے ہیں عاشق زار چمن ، مرغ گرفتار چمن 971/4
خون ٹپکے ہے پڑا نوک سے ہر اک کی ہنوز کس ستم دیدہ کی مڑگاں ہیں تہ خار چمن 971/5
باغباں ہم سے خشونت سے نہ پیش آیا کر عاقبت نالہ کشاں بھی تو ہیں درکار چمن 971/6
نکم نہیں ہے دل پر داغ بھی اے مرغ اسیر گل میں کیا ہے جو ہوا ہے تو طلب گار چمن 971/7
گل پر ایسی تو پڑی اوس خزاں میں کہ نسیم سرد ہی ہو گئی واں گرمی بازار چمن 971/8

۱۔ نسخہ آسی میں نو گرفتار ہے جب کہ نول کشور دوم، سوم اور نسخہ کالج میں، اس کے علاوہ نکات الشعرا میں بھی تو گرفتار ہے۔

۲۔ نسخہ آسی میں 'اجارے غلط ہے، نسخہ کالج اور طبع دوم، سوم میں 'اجارے درست ہے۔

کیا جزا ٹھہرتی ہے دیکھیے کل حشر کو میر
داغ ہر ایک مرے دل پہ ہے خوں دار چمن

971/9

﴿972﴾

بزم میں جو ترا ظہور نہیں شمع روشن کے منہ پہ نور نہیں
کتنی باتیں بنا کے لاؤں لیک یاد رہتی ترے حضور نہیں
فکر مت کر ہمارے چینے کا (قطعہ) تیرے نزدیک کچھ یہ دور نہیں
پھر جنیں گے جو تجھ سا ہے جاں بخش ایسا جینا ہمیں ضرور نہیں
عام ہے یار کی تجلی میر
خاص موسیٰ و کوہ طور نہیں

972/1

972/2

972/3,4

972/5

﴿973﴾

دامن پہ تیرے گرد کا کیونکر اثر نہیں ہم دل جلوں کی خاک جہاں میں کدھر نہیں
اتنا رقیب خانہ بر انداز سے سلوک جب آنکلتے ہیں تو سنے ہیں کہ گھر نہیں
دامان و جیب و دیدہ و مژگان و آستین اب کون سا رہا ہے کہ ان میں سے تر نہیں
ہر نقش پا ہے شوخ ترا رشک یاسمن کم گوشہ چمن سے ترا رہ گزر نہیں
آتا ہی تیرے لہوچے میں ہوتا جو میریاں
کیا جانے کدھر کو گیا ، کچھ خبر نہیں

973/1

973/2

973/3

973/4

973/5

﴿974﴾

ساقی کی باغ پر جو کچھ کم نگاہیاں ہیں مانند جامِ خالی گل سب جماہیاں ہیں
تیغِ جفائے خواہاں بے آب بھی کہ ہم دم! زخمِ بدن ہمارے تفسیدہ ماہیاں ہیں
مسجد سے مے کدے پر، کاش ابر روز بر سے واں روسفیدیاں ہیں ، یاں روسیاہیاں ہیں
جس کی نظر پڑی ہے اُن نے مجھے بھی دیکھا جب سے وہ شوخ آنکھیں میں نے سراہیاں ہیں
غالب تو یہ ہے زاہدِ رحمت سے دور ہووے درکار واں گنہ ہیں ، یاں بے گناہیاں ہیں
یہ ناز و سرگرائی اللہ رے کہ ہر دم نازک مزاجیاں ہیں یا کج کلاہیاں ہیں
شاہد لوں میر کس کو اہلِ محلہ سے میں
محضر پہ خوں کے میرے سب کی گواہیاں ہیں

974/1

974/2

974/3

974/4

974/5

974/6

974/7

﴿975﴾

تجھے بھی یار اپنا یوں تو ہم ہر بار کہتے ہیں ولے کم ہیں بہت دے لوگ جن کو یار کہتے ہیں
جہاں کے مصطفیٰ میں مستِ طالع ہی نظر آئے نہ تھا اس دور میں آیا جسے ہشیار کہتے ہیں
سمجھ کر ذکر کر آسودگی کا مجھ سے اے ناصح! وہ میں ہی ہوں کہ جس کو عافیت بیزار کہتے ہیں

975/1

975/2

975/3

۱۔ نسخہ آسی میں میر نے ہے جب کہ نسخہ کالج نول کشور دوم، سوم میں تیرے ہے اور یہی درست ہے۔

مسافر ہووے جی اُس کا خراماں دیکھ کر تجھ کو	975/4
معاذ اللہ دخلِ کفر ہی اسلام میں کیوں ہو (قطعہ) غلط اور پوچ و نامعقول بعضے یار کہتے ہیں	975/5,6
عَلَم کو کب ہے وجہ تسمیہ لازم، سمجھ دیکھو	975/7
تری آنکھوں کو آؤں دیکھنے میں تو عجب مت کر	975/8
عجب ہوتے ہیں شاعر بھی میں اس فرے کا عاشق ہوں	975/9
مزے اُن کے اڑا لیکن نہ یہ سمجھیں تو بہتر ہے	975/10
سب کو میر میں اُس شیر حق کا ہوں کہ جس کو سب	
نبی کا خویش و بھائی حیدر کرار کہتے ہیں	

﴿976﴾

ایک پرواز کو بھی رخصتِ صیاد نہیں	976/1
شیخ عزلت تو تیرے خاک بھی پہنچے گی بہم	976/2
داد لے چھوڑوں میں صیاد سے اپنے لیکن	976/3
کیوں ہے معذور بھی رکھ یوں تو سمجھ دل میں شیخ	976/4
کیا کہوں میر فراموش کیا اُن نے تجھے	976/5
میں تو تقریب بھی کی پر تُو اُسے یاد نہیں	

﴿977﴾

آجائیں ہم نظر جو کوئی دم بہت ہے یاں	977/1
یک لحظہ سینہ کو بی سے فرصت ہمیں نہیں	977/2
حاصل ہے کیا سوائے تر آنے کے دہر میں	977/3
مائل بہ غیر ہونا تجھ ابرو کا عیب ہے	977/4
ہم رہروانِ راہ فنا دیر رہ چکے	977/5
اس بت کدے میں معنی کا کس سے کریں سوال	977/6
عالم میں لوگ ملنے کی گوں اب نہیں رہے	977/7
ویسا چمن سے سادہ نکلتا نہیں کوئی	977/8
اعجازِ عیسوی سے نہیں بحثِ عشق میں	977/9
میرے ہلاک کرنے کا غم ہے عبث تمہیں	977/10
دل مت لگا رخِ عرق آلودہ یار سے	977/11
شاید کہ کام صبح تک اپنا کھنچے نہ میر	977/12
احوال آج شام سے درہم بہت ہے یاں	

۱۔ یہ دونوں شعر قطعہ بند ہیں لیکن کسی نسخے نے انہیں قطعہ قرار نہیں دیا حالانکہ جو بات کی ہے وہ چار مصرعوں میں ہی مکمل ہوئی ہے۔

۲۔ نسخہ آسی میں 'ترائی' طبع دوم میں 'ترانے' طبع سوم میں 'ترانے' درج ہوئے ہیں۔ درست متن 'ترانے' ہی ہے۔

۳۔ نسخہ آسی میں 'عرق آلود درج' ہے۔ نول کشور طبع دوم، سوم میں 'عرق آلودہ' بہتر متن ہے۔

﴿978﴾

آہ وہ عاشق ستم ترک جفا کرتا نہیں 978/1
 بات میں غیروں کو چپ کردوں لیکن کیا کروں 978/2
 روز بدتر جیسے بیمار اجل ہے دل کا حال 978/3
 گویا باب اجابت ہجر میں تیغا ہوا 978/4
 بے کسان عشق اُس کے آہ کس کے پاس جائیں 978/5
 چھوٹا ممکن نہیں اپنا قفس کی قید سے 978/6
 چرخ کی بھی کج ادائی ہم ہی پر جاتی ہے پیش 978/7
 دیکھ اُسے بے دید ہوا آنکھوں نے کیا دیکھا بھلا 978/8
 کیا کہوں پہنچا کہاں تک میر اپنا کار شوق 978/9
 یاں سے کس دن اک نیا قاصد چلا کرتا نہیں

﴿979﴾

لیتے ہیں سانس یوں ہم جوں تار کھینچتے ہیں 979/1
 سینہ پر کیا تھا جن کے لیے بلا کا 979/2
 مجلس میں تیری ہم کو کب غیر خوش لگے ہے 979/3
 بے طاقی نے ہم کو چاروں طرف سے کھویا 979/4
 منصور کی حقیقت تم نے سنی ہی ہوگی 979/5
 شکوہ کروں تو کس سے کیا شیخ کیا برہمن 979/6
 ناک سے میر اُس کے دل بستگی تھی مجھ کو 979/7
 پیکاں جگر سے میرے دشوار کھینچتے ہیں

﴿980﴾

(قبل از 1752ء)

سمجھا تنک نہ اپنے تو سود و زیاں کو میں 980/1
 لاویں اُسے بھی بعد مرے میری لاش پر 980/2
 گردش فلک کی کیا ہے جو دورِ قدح میں ہے 980/3
 جی جاوے تو قبول، ترا غم نہ جائیو 980/4
 عاشق ہے یا مریض ہے، پوچھو تو میر سے 980/5
 پاتا ہوں زرد روز بہ روز اس جواں کو میں

- ۱۔ نسخہ مجلس میں گور بن کوئی صلے میں نہایت غلط اور گمراہ کن ہے۔ اصل میں یہ صلا (بمعنی دعوت، بلاوا) ہے۔ آسی کے یہاں متن درست ہے لیکن مجلس کے نسخے کا اتباع، آسی کی حد تک بھی بہت درست اور غلط سے پاک نہیں۔
- ۲۔ نولہ شور دوم میں کیا شیخ و کیا برہمن ہے، نسخہ کالج اور آسی کے یہاں داؤ عطف نہیں ہے۔
- ۳۔ نسخہ کالج اور طبع دوم میں پھر ہے۔ آسی اور مجلس میں یہ ہے۔

﴿981﴾

- 981/1 کر نالہ کشتی کب تیں اوقات گزاریں
981/2 ہر دم کا بگڑنا تو کچھ اب چھوٹا ہے اُن سے
981/3 دل میں جو کبھو جوشِ عم اُٹھتا ہے تو تا دیر
981/4 کیا ظلم ہے اُس خوبیِ عالم کی گلی میں
981/5 جس جا کہ خس و خوار کے اب ڈھیر لگے ہیں
981/6 کیونکر کے رہے شرم مری شہر میں جب آہ
981/7 دے ہونٹ کہ ہے شورِ میحالی کا جن کی
981/8 منظور ہے کب سے سر شوریدہ کا دینا
981/9 بالیں پہ سراک عمر سے ہے دستِ طلب کا
981/10 اُن لوگوں کے، ٹوگرد نہ پھر، سب ہیں لباسی
981/11 ناچار ہو رخصت جو منگا کھینچی تو بولا
میں کیا کروں جو میر جی جاتے ہیں، سدھاریں

﴿982﴾

- 982/1 یوں ہی حیران و خفا جوں غنیہ تصویر ہوں
982/2 اتنی باتیں مت بنا مجھ شیفہ سے ناصحا!
982/3 سرخ رہتی ہیں مری آنکھیں لبو رو نے سے شیخ
982/4 نے فلک پر راہ مجھ کو، نے زمیں پر رو مجھے
982/5 جو مرے حصے میں آوے تیج جہدِ سبیل و کارِ د
982/6 کھول کر دیوان میرا دیکھ قدرتِ مدعی
982/7 اس قدر بے ننگ جہلوں کو نصیحتِ شیخ جی!
باز آؤ در نہ اپنے نام کا میں میر ہوں

﴿983﴾

(قبل از 1752ء)

- 983/1 کہے ہے کوہ کن کر فکر میری خستہ حالی میں
983/2 میں وہ پژمرده سبزہ ہوں کہ ہو کر خاک سے سرزد
983/3 تو سچ کہہ رنگِ پاں ہے یہ کہ خونِ عشقِ بازاں ہے
983/4 برا کہنا بھی میرا خوش نہ آیا اس کو تو ورنہ
983/5 مرے استاد کو فردوسِ اعلیٰ میں ملے جاگہ
983/6 نگاہِ چشمِ پر خشمِ بتاں پر مت نظر رکھنا
983/7 شرابِ خون بن ترپوں سے دل لبریز رہتا ہے
الہی شکر کرتا ہوں تری درگاہِ عالی میں
یکایک آ گیا اس آسماں کی پائمالی میں
تخن رکھتے ہیں کتنے شخص تیرے لب کی لالی میں
تسلی یہ دلِ ناشاد ہوتا ایک گالی میں
پڑھایا کچھ نہ غیر از عشق مجھ کو خرد سالی میں
ملا ہے زہر اے دل اس شرابِ پرتگالی میں
بھرے ہیں سنگ ریزے میں نے اس مینائے خالی میں

نول کشور دوم ہوسم میں سبلی و کارِ وجودِ مست نہیں، تاہم فائق صاحب کا خیال ہے کہ یہ سبلی ہی ہے، حاشیہ جلد اول ص ۳۵۰ سبلی (آلہ نقب زلی)، اتنا نادر لفظ نہیں تھا جتنا طویل حاشیہ مرتبہ مجلس نے اس پر لکھا۔

خلاف ان اور خواہاں کے سدا یہ جی میں رہتا ہے
یہی تو میر اک خوبی ہے معشوق خیالی میں

983/8

﴿984﴾

(قبل از 1752ء)

آہ اور اشک ہی سدا ہے یاں
جس جگہ ہو زمین تفتہ، سمجھ
روز برسات کی ہوا ہے یاں
کہ کوئی دل جلا گڑا ہے یاں
آرسی کی طرح صفا ہے یاں
جان محروں ہے اور کیا ہے یاں
کیسے کیسے مکان ہیں ستھرے (قطعہ)
ایک ازاں جملہ کر بلا ہے یاں
اک سکتا ہے، ایک مرتا ہے
ہر طرف ظلم ہو رہا ہے یاں
صد تمنا شہید ہیں یک جا
سینہ کو بی ہے، تعزیا ہے یاں
دیدنی ہے غرض یہ صحبت شوخ
روز و شب طرفہ ماجرا ہے یاں
خانہ عاشقاں ہے جائے خوب
جائے رونے کی جا بہ جا ہے یاں
کوہ و صحرا بھی کر نہ جائے باش (قطعہ)
آج تک کوئی بھی رہا ہے یاں
ہے خبر شرط میر سنتا ہے
تجھ سے آگے یہ کچھ ہوا ہے یاں

984/1

984/2

984/3

984/4

984/5-9

984/10-12

موت مجنوں کو بھی یہیں آئی
کوہ کن کل ہی مر گیا ہے یاں

﴿985﴾

جہاں اب خار زاریں ہو گئی ہیں
جنوں میں خشک ہو رگ ہائے گردن
یہیں آگے بہاریں ہو گئی ہیں
گریباں کی سی تاریں ہو گئی ہیں
مزاریں ہی مزاریں ہو گئی ہیں
سنا جاتا ہے شہر عشق کے گرد
اُسی دریائے خوبی کا ہے یہ شوق
کہ موجیں سب کناریں ہو گئی ہیں
اُنہی گلیوں میں جب روتے تھے ہم میر
کئی دریا کی دھاریں ہو گئی ہیں

985/1

985/2

985/3

985/4

985/5

﴿986﴾

خوش نہ آئی تمہاری چال ہمیں
حال کیا پوچھ پوچھ جاتے ہو
یوں نہ کرنا تھا پائمال ہمیں
کبھو پاتے بھی ہو بحال ہمیں
اور کچھ اب نہیں خیال ہمیں
وہ دہاں، وہ کمر ہی ہے مقصود
دس ہی دن میں کیا ہلال لے ہمیں
اُس مہ چارہ کی دوری نے

986/1

986/2

986/3

986/4

نسخہ آسی میں ص ۱۱۶ پر گو ہے مجلس کے نسخے میں اختلاف نسخ کا ذکر نہیں، تاہم گز درج ہے۔

نول کشور طبع دوم، سوم میں حلال ہے، مرتبہ نسخہ مجلس نے بتایا 'حلال کرنا' محاورہ ذبح کرنا ہے، ظاہر ہے یہاں اس کا کوئی محل نہیں، مہ چارہ رعایت سے 'ہلال' کے علاوہ کچھ نہیں ہو سکتا۔

نظر آتے ہیں ہوتے جی کے دباں	حلقہ حلقہ تمہارے بال ہمیں	986/8
تنگی اُس جا کی نقل کیا کرے	یاں سے واجب ہے انتقال ہمیں	986/6
صرف اللہ خم کے خم کرتے	نہ کیا چرخ نے کلال ہمیں	986/7
مخ بچے مال مست ہم درویش	کون کرتا ہے مستمال ہمیں	986/8
کب تک اس تنکنا میں کھینچے رنج	یاں سے یارب تو ہی نکال ہمیں	986/9
ترک سبزاں شہر کرے اب	بس بہت کر چکے نہال ہمیں	986/10
وجہ کیا ہے کہ میر منہ پہ ترے	نظر آتا ہے کچھ ملال ہمیں	986/11

﴿987﴾

نہ کیوں کے شیخ توکل کو اختیار کریں	زمانہ ہووے مساعد تو روزگار کریں	987/1
گیا وہ زمزمہ صبح فصل گل بلب	دعا نہ پہنچے چمن تک ہم اب ہزار کریں	987/2
تمام صید سر تیر جمع ہیں لیکن	نصیب اُس کے کہ جس کو ترا شکار کریں	987/3
تسلی تو ہو دل بے قرار خواہاں سے	یہ کاش ملنے نہ ملنے کا کچھ قرار کریں	987/4
ہمیں تو نزع میں شرمندہ آ کے اُن نے کیا	رہا ہے ایک رقت جی سو کیا ثار کریں	987/5
رہی سہی بھی گئی عمر تیرے پیچھے یار	یہ کہہ کہ آہ ترا کب تک انتظار کریں	987/6
کریں ہیں حادثے ہر روز وار آخر تو	سنان آہ دل شب کے ہم بھی پار کریں	987/7
یہ قتل غیر ہے کیا کام ہم نشیناں! آج	جو دشمنی نہ کرے وہ تو اُس کو یار کریں	987/8
	ہوا ہوں خاک رہ اس واسطے کہ خواہاں میر	987/9
	گزار گور پہ میری بھی ایک بار کریں	

﴿988﴾

یہ غلط کہ میں پیا ہوں قدح شراب تجھ دین	نہ گلے سے میرے اُترا کبھو قطرہ آب تجھ دین	988/1
یہی بستی عاشقوں کی کبھو سیر کرنے چل ٹو	کہ محلے کے محلے پڑے ہیں خراب تجھ دین	988/2
میں لہو پیوں ہوں غم میں عوض شراب ساقی	شبِ منگ ہو گئی ہے شبِ ماہتاب تجھ دین	988/3
گئی عمر میری ساری جیسے شمع باؤ کے بچ	یہی رونا، جلنا گلنا، یہی اضطراب تجھ دین	988/4
سبھی آتشیں ہیں نالے، سبھی زمہیری آپیں	مری جان پر رہا ہے غرض اک عذاب تجھ دین	988/5
ترے غم کا شکرِ نعمت کروں کیا اے مخ بچے میں	نہ ہوا کہ میں نہ کھایا جگر کباب تجھ دین	988/6

- ۱۔ نسخہ آسی میں مستمال درست نہیں، نول کشور دوم، سوم اور نسخہ کالج میں مستمال درست ہے۔
- ۲۔ نسخہ آسی میں تو ہی نکال درست ہے لیکن فائق صاحب نے شامل متن نہیں کیا کیونکہ نسخہ کالج اور طبع دوم، سوم میں ہی تو نکال ہے اس لیے اُن کا خیال ہے کہ یہ آسی صاحب کا تصرف ہو سکتا ہے۔ یہ تو ممکن ہے کہ مذکورہ نسخوں میں کتابت کی غلطی ہوئی ہو۔
- ۳۔ نول کشور دوم، سوم میں 'تم نے' سے نسخہ کالج اور آسی کے یہاں اُن نے بہتر ہے۔
- ۴۔ نکات اشعار میں 'شب تیج' سہو کتابت ہے 'شب منج' آسی مجلس میں درست ہے۔

نہیں جیتے جی تو ممکن ہمیں تجھ بغیر، سونا
مگر آں لکھ مر کے کچھ تہ خاک خواب تجھ دن
برے حال ہو کے مرتا جو درنگ میر کرتا
یہ بھلا ہوا ستم گر کہ مٹا شباب تجھ دن

988/7

988/8

﴿989﴾

تکلیف باغ کن نے کی تجھ خوش دہاں کے تئیں
دیتا ہے آگ رنگ ترا گلستاں کے تئیں
تکا بھی اب رہا نہیں شرمندگی ہے جو
گر پڑ کے برق پاؤں مرے آشیاں کے تئیں
آئے عدم سے ہستی میں تس پر نہیں قرار
ہے ان مسافروں کا ارادہ کہاں کے تئیں
سناٹے سے باغ میں لے کچھ اٹھتے ہیں نسیم
مرغ چمن نے خوب مٹھا ہے فغاں کے تئیں
اک گردش اے فلک کہ ہوا ثنائے راہ سے
کنعاں کی اور راہ غلط کارواں کے تئیں
تو اک زباں پہ چپکی نہیں رہتی عندلیب!
رکھتا ہے منہ میں غنچہ گل سوزباں کے تئیں
ہم تو ہوئے تھے میر سے اُس دن ہی نا اُمید
تو اک زباں پہ چپکی نہیں رہتی عندلیب!
جس دن سنا کہ اُن نے دیا دل بتاں کے تئیں

989/1

989/2

989/3

989/4

989/5

989/6

989/7

﴿990﴾

موئے سہتے سہتے جفاکاریاں
کوئی ہم سے سیکھے وفاداریاں
ہماری تو گزری اسی طور عمر
یہی نالہ کرنا یہی زاریاں
فرشتہ جہاں کام کرتا نہ تھا
بری آہ نے برجھیاں ماریاں
گیا جان سے یک جہاں لیک شوخ
نہ تجھ سے گئیں یہ دل آزاریاں
کہاں تک یہ تکلیف مالا یطاق
ہوئیں لے مدتوں ناز برداریاں
خط و کاکل و زلف و انداز نازکے
ہوئیں دام رہ صد گرفتاریاں
کیا درد و غم نے مجھے نا اُمید
کہ مجنوں کو یہ ہی تھیں بیماریاں
تری آشنائی سے ہی حد ہوئی
بہت کی تھیں دنیا میں ہم یاریاں
نہ بھائی! ہماری تو قدرت نہیں
کھنچیں میر تجھ سے ہی یہ خواریاں

990/1

990/2

990/3

990/4

990/5

990/6

990/7

990/8

990/9

﴿991﴾

دن نہیں رات نہیں صبح نہیں شام نہیں
وقت ملنے کا مگر داخلِ ایام نہیں

991/1

۱۔ نول کشور دوم، سوم میں 'آنکھ غلط ہے' نسخہ کالج اور آسی کے یہاں 'آں' کہ درست ہے۔

۲۔ نسخہ آسی اور مجلس میں 'سناٹے میں باغ' کے درست نہیں، نسخہ کالج اور نول کشور دوم سوم میں 'سناٹے سے باغ' ہے، یہ متن درست ہے، تاہم دوسرے 'سے' کو میں سے بدلا جائے تو متن مزید بہتر ہو جاتا ہے اور یہی ہم نے کیا ہے۔

۳۔ نسخہ کالج، نول کشور دوم، سوم میں ہوئی درست نہیں، مفہوم شعر کے مطابق 'ہوئیں' بہتر ہے، نسخہ آسی ص ۱۱۸۔

۴۔ 'انداز و ناز صرف نسخہ آسی اور مجلس میں ہے۔ واو عاطفہ کے بغیر بھی مصرع موزوں ہے تو بظاہر یہ 'وز اند ترار پاتی' ہے، دیگر نسخوں کے متن کو درج کیا ہے۔ جعفر علی حسرت کے یہاں بھی یہ شعر اسی متن میں موجود ہے (بحوالہ نسخہ مجلس، جلد اول، ص ۳۵۸)۔

- 991/2 مثلِ عنقا مجھے تم دُور سے سن لو ورنہ تنگ ہستی ہوں ، مری جائے بجز نام نہیں
- 991/3 خطرِ راہِ وفا بلکہ! بہت دُور کھنچا عمر گزری کہ بہم نامہ و پیغام نہیں
- 991/4 رازِ پوشیِ محبت کے تئیں چاہیے ضبط سو تو بیتابیِ دلِ سن مجھے آرام نہیں
- 991/5 بے قراری جو کوئی دیکھے ہے سو کہتا ہے کچھ تو ہے میر کہ اک دم تجھے آرام نہیں

﴿992﴾

- 992/1 کیا ظلم کیا تعدی کیا بخور کیا جفائیں اس چرخ نے کیاں ہیں ہم سے بہت ادائیں
- 992/2 دیکھا کہاں وہ نسخہ اک روگ میں بسا با جی پھر کبھو نہ پنا بہتیری کیں دوائیں
- 992/3 اک رنگ گل لے رہتا، یاں یوں نہیں کیا ہے اس گلشنِ جہاں میں ہیں مختلف ہوائیں
- 992/4 ہے فرشِ عرش تک بھی قلبِ حزیں کا اپنے اس تنگ گھر میں ہم نے دیکھی ہیں کیا فضاں
- 992/5 شبِ نالہ آسمان تک جی سخت کر کے پہنچا تھیں نیم کشیہ یاس اکثر مری دعائیں
- 992/6 روش تو ہو ترا پر آئینے میں کہاں یہ رعنائیاں ، ادائیں ، رنگینیاں ، صفائیں
- 992/7 ہے امرِ سہل چاہت لیکن نباہ مشکل پتھر کرے جگر کو تب تو کرے وفاں
- 992/8 نازِ بتانِ سادہ ہے اللہ اللہ اے میر ہم خط سے مٹ گئے پران کے نہیں ہے بھائیں

﴿993﴾

- 993/1 آرزوئیں ہزار رکھتے ہیں تو بھی ہم دل کو مار رکھتے ہیں
- 993/2 برق کم حوصلہ ہے ، ہم بھی تو دِلک بے قرار رکھتے ہیں
- 993/3 غیر ہی موردِ عنایت ہے ہم بھی تو تم سے پیار رکھتے ہیں
- 993/4 نہ نگہ ، نہ پیام ، نہ وعدہ نام کو ہم بھی یار رکھتے ہیں
- 993/5 ہم سے خوش زمزمہ کہاں ، یوں تو لب و لہجہ ہزار رکھتے ہیں
- 993/6 چوٹے دل کے ہیں بتاں مشہور بس یہی اعتبار رکھتے ہیں
- 993/7 پھر بھی کرتے ہیں میر صاحبِ عشق بن جواں ، اختیار رکھتے ہیں

﴿994﴾

- 994/1 گزر جان سے اور ڈر کچھ نہیں رہ عشق میں پھر خطر کچھ نہیں

۱۔ آسی اور مجلس دونوں میں ان کے تحت 'بلک' درج ہے، بلکہ بہت کی جگہ اگر 'بلک' بہت ہو تو مصرع کی موزونیت یا کم از کم روانی ضرور متاثر ہوتی ہے۔

۲۔ یہ مصرع نول کشور دوم، سوم کے مطابق ہے، آسی صاحب کے یہاں اور مجلس کے نسخے میں مصرع بالکل قدرے مختلف معنی اور رعایت لفظی کی خوبی کا مالک ہے، لیکن ہم نے جو مصرع درج کیا وہ یہ اعتبار معنی و مضمون بہتر ہے اور سربیع الفہم بھی۔ آسی کے مصرع میں 'بو نہ کرنا' کے معنی، اختیار نہ کرنا، عادت نہ بنانا خود ساخت کرنا ہوں گے، اک رنگ گل نے رہنایاں یوں نہیں کیا ہے۔

۳۔ آسی کے یہاں 'چوٹے' (چور) کا املا کچھ یوں ملتا ہے 'چوٹے'۔ دو مرتبہ سے جانے کیا تلفظ ہو، ٹ کو مشدود درج کرنا کافی ہے۔

ہے اب کام دل جس پہ موقوف تو (قطعہ) ^۱ وہ نالہ کہ جس میں اثر کچھ نہیں
ہوا مائل اُس سرو کا دل مرا بہ جو جور جس سے شمر کچھ نہیں
نہ کر اپنے محوؤں کا ہر گنہ سراغ گئے گزرے بس اب خبر کچھ نہیں
تری ہو چلی خشک مڑگاں کی سب لہو اب جگر میں مگر کچھ نہیں
حیا سے نہیں پشت پا پر وہ چشم مرا حال مد نظر کچھ نہیں
کروں کیوں کہ انکار عشق آہ میں یہ رونا بھلا کیا ہے ، گر کچھ نہیں
کمر اس کی رشکِ رگِ جاں ہے میر
غرض اس سے باریک تر کچھ نہیں

994/2.3

994/1

994/5

994/6

994/7

994/8

﴿995﴾

نالہ قیدِ نفس سے چھوٹ اب یک دم نہیں گوش گل سے لگتے تھے جا کے سودہ موسم نہیں
ہم پہ کھنچی تیغ تو غیروں کو لگ گئے نہ دے دے اگر ہوویں گے اس کے درمیاں تو ہم نہیں
بت ، برہمن ، کوئی نا محرم نہیں اللہ کا
ہے حرم میں شیخ لیکن میر وہ محرم نہیں

995/1

995/2

995/3

﴿996﴾

تری ابرو و تیغ تیز تو ہم دم ہیں یہ دونوں ہوئے ہیں دل جگر بھی سامنے رستم ہیں یہ دونوں
نہ کچھ کاغذ میں ہے تہ ، نے قلم کو درد نالوں کا لکھوں کیا عشق کے حالات ، نامحرم ہیں یہ دونوں
لہو آنکھوں سے بہتے وقت رکھ لیتا ہوں ہاتھوں کو جراحت ہیں اگر دے دونوں تو مرہم ہیں یہ دونوں
کسو چشمے پہ دریا کے ویا کے اوپر نظر رکھے ہمارے دیدہ نم دیدہ ، کیا کچھ کم ہیں یہ دونوں
لب جاں بخش اُس کے مار ہی رکھتے ہیں عاشق کو اگرچہ آبِ حیا ہیں لیکن سم ہیں یہ دونوں
نہیں ابرو ہی مائل ، جھک رہی ہے تیغ بھی ایدھر ہمارے کشت و خون میں متفق باہم ہیں یہ دونوں
کھلے سینے کے داغوں پر ٹھہر رہتے ہیں کچھ آنسو چمن میں مہر درزی کے ، گل و شبنم ہیں یہ دونوں
کبھو دل رکنے لگتا ہے ، جگر گاہے تڑپتا ہے غم ہجران میں چھاتی کے ہمارے جم ہیں یہ دونوں

996/1

996/2

996/3

996/4

996/5

996/6

996/7

996/8

996/9

خدا جانے کہ دنیا میں ملیں اُس سے کہ عقلی میں
مکان تو میر صاحب شہرہ عالم ہیں یہ دونوں

﴿997﴾

لب ترے لعلِ ناب ہیں دونوں پر تمامی عتاب ہیں دونوں

997/1

^۱ یہ بھی ایک نو دریافت شدہ قطعہ ہے، آسی، عبادت اور مجلس میں سے کسی نے ان دونوں شعروں کو قطعہ درج نہیں کیا، حالانکہ شعر ۳، شعر ۲ میں ہے
کے گئے مضمون کا محض تمثیلی پیرایہ ہے۔

^۲ نسخہ آسی میں 'مخزوں' ہے جس کا یہ نکل نہیں، نسخہ کالج اور طبع دوم، سوم میں 'مخو' (مخوکی جمع) ہی درست ہے۔

^۳ نسخہ آسی میں 'کونک' لگنے میں ان کا ذاتی تصرف جھلکتا ہے، نسخہ کالج، فول کشور دوم، سوم میں 'کولگ' لگنے کا متن یوں بھی بہتر ہے۔

^۴ نسخہ مجلس کا متن اوپر درج ہے، آسی کے یہاں 'کسو چشمے' پہ دریا کے دیا اور نظر رکھیے دونوں صورتوں میں معنی کی ترسیل میں رکاوٹ ہے۔

رونا آنکھوں کا رویئے کب تک	997/2
ہے تکلف نقاب ، وے رخسار	997/3
تن کے معمورے میں یہی دل و چشم	997/4
کچھ نہ پوچھو کہ آتشِ غم سے	997/5
سو جگہ اُس کی آنکھیں پڑتی ہیں	997/6
پانوں میں وہ نشہ طلب کا نہیں	997/7
ایک سب آگ ، ایک سب پانی	997/8
بحث کا ہے کو لعل و مرجاں سے	997/9
آگے دریا تھے دیدہ تر میر	997/10
اب جو دیکھو سراب ہیں دونوں	

ردیف ن۔ دیوان دوم

﴿998﴾

چپکے تم سنتے ہو بیٹھے ، اسے کیا کہتے ہیں	998/1
لوگ جو کچھ انہیں کہتے ہیں بجا کہتے ہیں	998/2
درد جانکاہ جو ہو اس کو دوا کہتے ہیں	998/3
پہلی قیمت کے تئیں مشک بہا کہتے ہیں	998/4
حسن تو ہے ہی ، کرو لطفِ زباں بھی پیدا	998/5
میر کو دیکھو کہ سب لوگ بھلا کہتے ہیں	

﴿999﴾

کیا کیا جہاں اثر تھا سواب و ایں عیاں نہیں	999/1
دفترِ بنی ، کہانی بنی ، مثنوی ہوئی	999/2
اپنا ہی ہاتھ سر پہ رہا ، اپنے ہاں سدا	999/3
ہنگامہ و فساد کی باعث ہے وہ کمر	999/4
جی ہی نکل گیا جو گیا یار پاس سے	999/5
ہے عشق ہی سے چار طرف بحث و گفتگو	999/6
اس عہد کو نہ جانے اگلا سا عہد میر	999/7
وہ دور اب نہیں ، وہ زمیں آسماں نہیں	

۱۔ شامل متن مصرعہ نہ کالج اور اسی کے یہاں سے ہے، ورنہ طبع دوم، سوم نول کشور میں یوں ہے دفتر نہیں، کہانی نہیں، مثنوی نہیں یہ متن نادرست ہے۔
۲۔ مجلس کے نسخے میں اپنے ہاں کے درمیان وقفہ (کامہ) درج ہے جو واضح طور پر غلط ہے (جلد دوم، ص ۱۹۱، طبع دوم)۔

﴿1000﴾

نہ نکلا دوسرا ویسا جہاں میں	1000/1
کیا منہ بند سب کا بات کہتے	1000/2
اگر وہ بت نہ جانے تو نہ جانے	1000/3
نیا آنا فنا اُس کو دیکھا	1000/4
خچنی رہتی ہے اُس ابروئے خم سی	1000/5
جبیں پر چین رہتی ہے ہمیشہ	1000/6
نیا ہے کیا شگونہ یہ کہ اکثر	1000/7
کوئی بجلی کا ٹکڑا اب تلک بھی	1000/8
پھرے ہے چھانتا ہی خاک اے میر	1000/9
ہوس کیا ہے مزاج آسماں میں	

﴿1001﴾

نہیں تجال لعل دل ربا میں	1001/1
غریبانہ کوئی شب روز کر یاں	1001/2
اٹھاتے ہاتھ کیوں نومید ہو کر	1001/3
کہے ہے ہر کوئی اللہ میرا	1001/4
کفن میں ہی نہ پہنا وہ بدن دیکھ	1001/5
ادھر جانے کو آندھی تو ہے لیکن	1001/6
بلا تہ دار بحر عشق نکلا	1001/7
ملے برسوں وہی بیگانہ ہے وہ	1001/8
اگرچہ خشک ہیں جیسے پر کاہ	1001/9
اڑے ہیں میر جی لیکن ہوا میں	

﴿1002﴾

مر مر گئے نظر کر اُس کے برہنہ تن میں	1002/1
گل پھول سے کب اُس بن لگتی ہیں اپنی آنکھیں	1002/2
اب لعلِ نوخط اُس کے کم بختے ہیں فرصت	1002/3
یوسف عزیز دلہا جا مصر میں ہوا تھا	1002/4
دیر و حرم سے تُو تو ٹک گرم ناز نکلا	1002/5

۱۔ نسخہ کالج میں بلا کچھ سحر آسی کے متن ملا کچھ سحر ہے، بہتر کو شامل کیا گیا۔
 ۲۔ نسخہ مجلس میں 'جائے' کو املا کے اعتبار سے درست، لیکن ردیف بدل جاتی ہے۔
 ۳۔ نسخہ آسی اور نول کشور دوم، سوم میں 'جب پہنچے ہم کفن میں' ہے، اس سے بہت بہتر متن نسخہ کالج میں جو اوپر درج کیا ہے۔

آ جاتے شہر میں تو جیسے کہ آندھی آئی کیا وحشتیں کیاں ہیں ہم نے دوانے پن میں 1002/6
ہیں گھاؤ دل پر اپنے تیغ زباں سے سب کی 1002/7
تب درد ہے ہمارے اے میر ہر سخن میں

﴿1003﴾

کن نے لہجے بال دکھلائے ترے مانی کے تیں 1003/1
کشتہ انداز کس کا تھا نہ جانا وہ جواں 1003/2
چشم کم سے اشک خونیں کو نہ دیکھو زینہار 1003/3
طائران خوش معاش اس باغ کے ہم تھے کھو 1003/4
ہے جہان تنگ سے جانا بعینہ اس طرح 1003/5
یہ کہاں بنت العجب سے اٹھتی ہیں کیفیتیں 1003/6
دل جو پانی ہو تو آئینہ ہے روئے یار کا 1003/7
فہم میں میرے نہ آیا پردہ در ہے طفل اشک 1003/8
کچھ نظر میں نے نہ کی جی کے زیاں پر اپنے ہائے 1003/9
جب جلے چھائی بہت تب اشک افشاں ہو نہ میر 1003/10
کیا جو چھڑکا اس دہکتی آگ پر پانی کے تیں

﴿1004﴾

جانا ادھر سے میرے دیا ادھر کے تیں 1004/1
کب ناخنوں سے چہرہ نچے اس صفا سے ہوں 1004/2
خستے کو اُس نگہ کے طبیبوں سے کام کیا 1004/3
فردوس ہو نصیب ، پدر آدمی تھا خوب 1004/4
نک دل کی بے قراری میں جاتے ہیں جی جلے 1004/5
تم دل سے جو گئے سو خرابی بہت رہی 1004/6
اللہ ری ناز کی نہیں آتی خیال میں 1004/7
حالت یہ ہے کہ بے خبری دم بہ دم ہے یاں 1004/8
مدت ہوئی کہ اپنی خبر کچھ ہمیں نہیں 1004/9
کیا جانیے کہ میر گئے ہم کدھر کے تیں

۱۔ گو مصرع اول میں 'آ جاتے' کی جگہ 'نخہ' کالج میں آجائے ہے یہاں آسی کا متن بہتر ہے، تاہم دوسرے مصرع میں 'وحشتیں اٹھائیں' کی جگہ 'وحشتیں کیاں ہیں' کیونکہ 'وحشت' اٹھانا شاید کوئی محاورہ نہیں۔
۲۔ نخہ آسی اور مجلس میں نول کشور دوم، سوم کے اتباع میں میر نے ہے جو غلط ہے۔ نخہ کالج میں 'میر' جو درست ہے۔ شعر شورا انگیز جلد سوم، ص ۲۷۸ پر بھی 'میر' ہی ہے۔

﴿1005﴾

- کیا کہوں اول بہ خود تو دیر میں آتا ہوں 1005/1
 داغ ہوں کیونکر نہ میں درویش یارو جب نہ تب 1005/2
 ہجر میں اُس طفل بازی کوش کے رکتا ہوں جب 1005/3
 ہوں گر سنہ چشم میں دیدارِ خواہاں کا بہت 1005/4
 آب سب ہوتا ہوں پا کر آپ کو جیسے حباب 1005/5
 ایک جاگہ کب ٹھہرنے دے ہے مجھ کو روزگار 1005/6
 ہے کمالِ عشق پر بے طاقتی دل کی دلیل 1005/7
 آسمان معلوم ہوتا ہے ورے کچھ آ گیا 1005/8
 بس چلے تو راہِ ادھر کی میں نہ جاؤں، لیک میر 1005/9
 دل مرا رہتا نہیں، ہر چند سمجھاتا ہوں میں

﴿1006﴾

- مدت ہوئی کہ بیچ میں پیغام بھی نہیں 1006/1
 ایام ہجر کرے بسر کس امید پر 1006/2
 پروا اُسے ہو کا ہے کو ناکام گر مردوں 1006/3
 ردویں اس اضطرابِ دلی کو کہاں تلک 1006/4
 کیا جانوں دل کو کھینچے ہیں کیوں شعر میر کے 1006/5
 کچھ طرز ایسی بھی نہیں، ایہام تہ بھی نہیں

﴿1007﴾

- دم بہ دم اس ڈھب سے رونا، دیر کر آیا ہمیں 1007/1
 گرچہ عالم جلوہ گاہِ یاریوں بھی تھا، ولے 1007/2
 ہم تبھی سمجھے تھے اب اُس سادگی پر حرف ہے 1007/3
 پاس آنا یک طرف مطلق نہیں اب اس کے پاس 1007/4
 تجھ تک اس بے طاقتی میں کیا پہنچنا سہل تھا 1007/5
 صبح نکلا تھا پسر تلوار جوں خورشید لے 1007/6
 کر چلا بے خود غمِ درازِ دلبراں 1007/7
 دور کا اے میر درپیش اب سفر آیا ہمیں

۱۔ اسی اور مجلس میں رہتا ہوں درج ہے جب کہ نسخہ کالج میں رکتا ہوں، یہی بہتر بھی ہے۔
 ۲۔ نسخہ آ سی ص ۲۹۳، پس چلے سہو کتابت ہے۔
 ۳۔ نسخہ کالج، نول کشور دوم، سوم میں ایہام درج ہوا، اسی اور مجلس میں ایہام درست ہے۔
 ۴۔ نسخہ کالج میں خطر درست ہے، نول کشوری تمام اشاعتوں بشمول آ سی، نظر غلط ہے۔

﴿1008﴾

اشک کے جوش سے ہوں شام و سحر پانی میں	1008/1
شب نہانا تھا جو وہ رشکِ قمر پانی میں	1008/2
ساتھ اس حسن کے دیتا تھا دکھائی وہ بدن	1008/3
رونے سے بھی نہ ہوا سبز درختِ خواہش	1008/4
موجِ گریہ کہ وہ شمشیر ہے جس کے ڈر سے	1008/5
بیٹھنے سے کسودل صاف کے سرمت تو چڑھے	1008/6
آتشِ عشق نے راون کو جلا کر مارا	1008/7
جوشِ اشک میں شبِ دل بھی گیا سینے سے	1008/8
بردباری ہی میں کچھ قدر ہے گوجی ہو فنا	1008/9
چشمِ تر ہی میں رہے کاش وہ روئے خوش رنگ	1008/10
روؤں تو آتشِ دل شمعِ نبط بجھتی نہیں	1008/11
گریہ زار میں بے تاب دل طرفہ نہیں	1008/12
برگِ گل جوں گزرِ آب سے آتے ہیں چلے	1008/13
محو کر آپ کو یوں ہستی میں اُس کی جیسے	1008/14
دہ گہر آنکھ سے جاوے تو تھے آنسو میر	1008/15
اتنا رویا ہوں کہ ہوں تا بہ کمر پانی میں	

﴿1009﴾

جوشِ اشک سے ہوں آٹھ پہر پانی میں	1009/1
ضبطِ گریہ نے جلایا ہے درونہ سارا	1009/2
آبِ شمشیر قیامت ہے برندہ اس کی	1009/3
طبعِ دریا جو ہو آشفته تو پھر طوفاں ہے	1009/4
غرقِ آبِ اشک سے ہوں لیک اڑا جاتا ہوں	1009/5
مردمِ دیدہ تر مردمِ آبی ہیں مگر	1009/6
ہیت آنکھوں کی نہیں وہ رہی روتے روتے	1009/7
گریہ شب سے بہت آنکھ ڈرے ہے میری	1009/8
فرطِ گریہ سے ہوا میر تباہ اپنا جہاز	1009/9
تختہ پارے گئے کیا جانوں کدھر پانی میں	

۱۔ نول کشور طبع دوم میں گریہ و زاری جب کہ سوم میں گریہ و زاری ہے، تختہ کالج اور آسی کے یہاں متن درست ہے۔

۲۔ تختہ کالج اور نول کشور دوم، سوم میں گوارائی اور گوارا ہے درج ہے۔ یہ درست نہیں، آسی کے یہاں گوارائی درست ہے۔

﴿1010﴾

رکھا کر اشک افشاں چشمِ غیرِ فرصت میں	1010/1
سنجھالے سدھ کہاں سر ہی فرو لاتا نہیں ہرگز	1010/2
گئے دن متصل جانے کے اُس کی اور اُٹھ اُٹھ کر	1010/3
تھمبل ہو سکا جب تک بدن میں تاب و طاقت تھی	1010/4
عجب کیا ہے جو یارانِ چمن کو ہم نہ پہچانیں	1010/5
سُلاتا سُبُخِ خوں میں گر نہ میرے تو قیامت تھی	1010/6
کوئی عمامہ لے بھاگا، کنہوں نے پیرِ بہن پھاڑا	1010/7
ملا تیوری چڑھائے تو لگا ابرو بھی خم کرنے	1010/8
قدم پر رکھ قدم اُس کے، بہت مشکل ہے مرجانا	1010/9
سر آمد ہو گیا ہے میر، فتنِ مہر و الفت میں	

﴿1011﴾

کس کئے جاؤں الہی! کیا دوا پیدا کروں	1011/1
لوہوروتا ہوں میں ہر اک حرفِ خط پر ہمدماں	1011/2
چال اپنی چھوڑتا ہرگز نہیں وہ خوشِ خرام	1011/3
مصلحت ہے میری خاموشی ہی میں اے ہم نفس	1011/4
دل پریشانی مجھے دے ہے بکھیرے گل کے رنگ	1011/5
ایک چشمک ہی چل جاتی ہے گل کی میری اور	1011/6
خوار تو آخر کیا ہے گلیوں میں تو نے مجھے	1011/7
خاک اُڑاتا، اشک افشاں، آن نکلوں میں تو پھر	1011/8
کعبے جانے سے نہیں کچھ شیخ مجھ کو اتنا شوق	1011/9
اب کے ہمت صرف کر جو اس سے جی اُچھے مرا	1011/10
پھر دعا اے میر مت کر یو اگر ایسا کروں	

﴿1012﴾

کیا کوفتیں اُٹھائیں ہجراں کے درد و غم میں	1012/1
گو قیس منہ کو نوچے، فرہاد سر کو چیرے	1012/2
اہلِ نظر کسو کو ہوتی ہے محرمیت	1012/3
کلفت میں گزری ساری مدت تو زندگی کی	1012/4
کرتے ہیں میر مل کر واعظ سے حبسِ دم کا	1012/5
کیا یہ بھی آگئے ہیں اُس پوچ گو کے دم میں	

﴿1013﴾

عشق میں جی کو صبر و تاب کہاں	013/1
بے کلی دل ہی کی تماشا تھی	1013/2
خط کے آئے پہ کچھ کہے تو کہے	1013/3
ہستی اپنی ہے بیچ میں پردا	1013/4
گریہ شب سے سرخ ہیں آنکھیں	1013/5
عشق ہے عاشقوں کے جلنے کو	1013/6
داغ رہنا دل و جگر کا دیکھ	1013/7
محو ہیں اُس کتابی چہرے کے	1013/8
عشق کا گھر ہے میر سے آباد	1013/9
ایسے پھر خانماں خراب کہاں	

﴿1014﴾

یارو مجھے معاف رکھو، میں نشے میں ہوں	1014/1
اک ایک فرط دور میں یوں ہی مجھے بھی دو	1014/2
مستی سے درہمی ہے مری گفتگو کے بیچ	1014/3
یا ہاتھوں ہاتھ لو مجھے مانند جام ے	1014/4
معذور ہوں جو پاؤں مرا بے طرح پڑے	1014/5
بھاگی نماز جمعہ تو جاتی نہیں ہے کچھ	1014/6
نازک مزاج آپ قیامت ہیں میر جی	1014/7
جوں شیشہ میرے منہ نہ لگو، میں نشے میں ہوں	

﴿1015﴾

کاش کے دل دو تو ہوتے عشق میں	1015/1
پاسِ ظاہر تک نہ کرتے شب تو ہم	1015/2
خواب میں دیکھا اُسی کو ایک رات	1015/3
کاش پی جایا ہی کرتے اشک کو	1015/4
دیکھیں ہیں کیا کیا ڈھلکتے اشک میر	015/5
بیٹھے مولیٰ سے پروتے عشق میں	

﴿1016﴾

کرتے ہیں جو کہ جی میں ٹھانے ہیں	1016/1
خوب رُو کس کی بات مانے ہیں	

نسخہ آس میں ایک ایک ہے جب کہ مجلس کی اشاعت میں اک ایک ہے تاہم اختلاف مذکور نہیں۔

میں تو خواباں کو جانتا ہی ہوں	1016/2
جا ہمیں اُس گلی میں گر رہنا	1016/3
پوچھ اہل طرب سے شوق اپنا	1016/4
اب تو افسردگی ہی ہے ہر آن	1016/5
قیس و فرہاد کے وہ عشق کے شور	1016/6
دل پریشاں ہوں میں تو خوش وے لوگ	1016/7
مشک و سنبل کہاں وہ زلف کہاں	1016/8
عشق کرتے ہیں اُس پری زو سے	1016/9
میر صاحب بھی کیا دوانے ہیں	

﴿1017﴾

آپ اُس جنس کے ہیں ہم بھی خریداروں میں	1017/1
باغ فردوس کا ہے رشک وہ کوچہ لیکن	1017/2
ایک کے بھی وہ برے حال میں آیا نہ کبھو	1017/3
دوستی کس سے ہوئی، آنکھ کہاں جا کے لڑی	1017/4
ہائے رے ہاتھ، جہاں چوٹ پڑی دو ہی کیا	1017/5
کش مکش جس کے لیے یہ ہے شمار دم یہ	1017/6
کیسی کیسی ہے عناصر میں بھی صورت بازی	1017/7
مشفقو! ہاتھ مرے باندھو کہ اب کے ہر دم	1017/8
حسب قسمت سبھوں نے کھائے تری تیغ کے زخم	1017/9
اضطراب و قلق و ضعف ہیں گر میر بھی	1017/10
زندگی ہو چکی تو اپنی تے ان آزاروں میں	

﴿1018﴾

امید دل دہی تھی جن سے وے آزار کرتے ہیں	1018/1
کوئی ہم سا بھی اپنی جان کا دشمن کہیں ہوگا	1018/2
نشاں دیں ہیں جہاں اس کا، وہ ہر جانی نہیں ملتا	1018/3
حجابِ ناکسی سے مر گئے روپوش کب تک ہوں	1018/4
چھپا لیتا ہے مجھ سے چاند سا منہ وہ خدا جانے	1018/5

۱۔ نسخہ مجلس کا پروف دیکھنے میں تساہل کس قدر برتا گیا، اس کا اندازہ ہر دو چار صفحے کے بعد ہوتا ہے۔ اس مصرع میں ردیف ہیں درج ہی نہیں، جلد دوم ص ۲۰۸۔

۲۔ مصرع کے مفہوم کے مطابق یہاں 'یہ' کی بجائے 'تک' یا 'یہ' ہو تو بہتر ہے۔

۳۔ تمام نسخوں میں تو اپنی درج ہے، اپنی تو ہونا چاہیے۔

- 1018/6 الف کی رمز اگر سمجھا اٹھا دل بحثِ علمی سے
1018/7 بہت ہے تیز آبِ جدولِ شمشیرِ خواہاں کا
1018/8 انوکھا تو کہ یاں فکرِ اقامت تجھ کو ہے درنہ
1018/9 بلا آفت ہے کچھ دل پر کہ ایسا رنگ ہے اُن کا
کسو بے فہر کے تیں میر شاید پیار کرتے ہیں

﴿1019﴾

- 1019/1 کرتا نہیں قصور ہمارے ہلاک میں
1019/2 گرمی نہیں ہے ہم سے وہ اے رشکِ آفتاب
1019/3 اس ڈھنگ سے ہلا کہ بجا دل نہیں رہے
1019/4 اب کے جنوں میں فاصلہ شاید نہ کچھ رہے
1019/5 کہیے لطافت اُس تنِ نازک کی میر کیا
شاید یہ لطف ہوگا کسو جانِ پاک میں

﴿1020﴾

- 1020/1 محل نشیں ہیں کتنے خدامِ یار میں یاں
1020/2 سن شورِ کلِ نفس میں دل داغِ سب ہوا ہے
1020/3 کب روکشی ہو میرے رونے میں ابرِ تجھ سے
1020/4 تم تو گئے دکھا کر ٹک برق کے سے جھمکے
1020/5 ہم مر گئے لیکن سوزِ دروں وہی ہے
1020/6 ہجراں کی ہر گھڑی ہے سو سو برسِ تعب سے
1020/7 جن راتوں میر ہم کو رونے کا مشغلہ تھا
رہتا تھا بحرِ اعظم سو تو کنار میں یاں

﴿1021﴾

- 1021/1 آج ہمارے گھر آیا تو کیا ہے یاں جو نثار کریں
1021/2 خاک ہوئے، برباد ہوئے، پامال ہوئے، شبِ مجھ ہوئے
1021/3 زردی رخِ رونا ہر دم کا، شاہد دو جب ایسے ہوں
1021/4 باغ میں اب آجاتے ہیں تو صرفہ اپنا چپ میں ہے
1021/5 شیوہ اپنا بے پروائی، نو میدی سے ٹھہرا ہے
1021/6 ہم تو فقیر ہیں خاکِ برابر، آبیٹھے تو لطف کیا
1021/7 پتا پتا گلشن کا تو حال ہمارا جانے ہے

۱۔ اسی نے اس مصرع میں 'آب' کو 'آبی' اور 'کا' کو 'کی' سے بدلنے کی تجویز دی ہے جب کہ مصرع اپنی اصل صورت میں ہی بہتر ہے۔
۲۔ ہمیں دستیاب نسخوں میں بھی میں 'گھر آیا' تو کیا ہے لیکن شعر شورا انگیز جلد سوم، ص ۲۹۸ پر متن یوں ہے 'آج ہمارے گھر آیا ہے' تو کیا ہے۔

کیا ان خوش ظاہر لوگوں سے ہم یہ توقع رکھتے تھے غیر کو لے کر پاس یہ بیٹھیں ہم کو گلیوں میں خوار کریں
میر جی ہیں گے ایک جوالے کیا ہم اُن سے درد کہیں
کچھ بھی جو سن پاویں یہ تو مجلس میں بستا کر کریں

﴿1022﴾

گر کوئی اعلیٰ کہے کچھ، پر کہاں وہ تو کہاں
گل کو کیا نسبت ہے تجھ سے میں نہ مانوں زینہار
عشق لاتا ہے بروئے کار مجنوں سا کبھو
دیکھیاں کجیاں کمانوں کی بھی خم محراب کے
سنبل آپ بھی آپ بیچ و تاب یوں کھایا کرے
آگے یہ آنکھیں گلے کاٹے ہار ہی رہتی تھیں روز
لے گئے پیش فلک اس مہ کا ایسا رو کہاں
رنگ اگر بالفرض تیرا سا ہوا، یہ بو کہاں
بید بہتیرے کھڑے ہیں وہ پریشاں مو کہاں
پر دلوں کو کھینچتے ہیں جیسے، دے ابرو کہاں
یار کی سی زلف کے وے حلقہ حلقہ مو کہاں
اب جگر میں خون نہیں وے سہرے سے آنسو کہاں
میر بیچ کہتا تھا، جنت ہو نصیب اس کے تئیں
حور کا چہرہ کہاں، اس کا رخ نیکو کہاں

﴿1023﴾

بیگانہ وضع تے برسوں اس شہر میں رہا ہوں
پوچھا کیے ہیں مجھ سے گل برگ لب کو تیرے
اب کار شوق دیکھوں پہنچے مرا کہاں تک
تجھ سے متاع خوش کا کیونکر نہ ہوں معرف
گل پھول کوئی کب تک جھڑ جھڑ کے گرتے دیکھے
کیا کیا کیا تامل اس فکر میں گیا گھل
ہوتا ہے گرم کیا تو اے آفتاب خوبی
پیری سے جھکتے جھکتے پہنچا ہوں خاک تک میں
بھاگوں ہوں دور سب سے، میں کس کا آشنا ہوں
بلبل کے ہاتھ جب میں گلزار میں لگا ہوں
قاصد کے پیچھے میں بھی بے طاقت اٹھ چلا ہوں
یوسف کے ہاتھ پیارے کچھ میں نہیں بکا ہوں
اس باغ میں بہت اب جوں غنچہ میں رکا ہوں
سمجھا نہ آپ کو میں، کیا چاہیے کہ کیا ہوں
اک آدھ دم میں میں تو شبنم نمط ہوا ہوں
وہ سرکشی کہاں ہے، اب تو بہت دبا ہوں
مجھ کو بلا ہے وحشت اے میر دور اس سے
جاگہ سے جب اٹھا ہوں آشوب سا اٹھا ہوں

﴿1024﴾

کوچے میں تیرے میر کا مطلق اثر نہیں
ہے عاشقی کے بیچ ستم دیکھنا ہی لطف
کیا جانے کدھر کو گیا کچھ خبر نہیں
مر جانا آنکھیں موند کے، یہ کچھ ہنر نہیں

۱۔ نسخہ مجلس میں بستا کر کو بتا رکھا گیا ہے۔

۲۔ نسخہ آسی، عبادت و مجلس نے گلے کی ہاڑ درج کیا ہے۔ میر نے بار بار ہاڑ کو مذکر باندھا ہے، اس لیے یہاں قیاسی صحیح کا امکان ہے۔

۳۔ نسخہ مجلس میں پروف نہ دیکھنے کی ایک اور مثال بیگانہ نہ وضع درج کیا گیا ہے اور یہ سب اغلاط طبع دوم میں بھی بغیر کسی صحیح کے جوں کی توں موجود ہیں تمام نسخوں میں تجھ سے متاع خوش۔۔۔ ہے، اس سے متاع خوش محبوب کے علاوہ کچھ اور ہونے کا اشتباہ بھی ہوتا ہے اور یہ بھی کہ متاع کو میر

مذکر بھی باندھتے آئے ہیں۔

۴۔ نسخہ آسی ص ۳۰۰، عبادت ص ۴۶۲ میں جھلتے جھلتے غلطی ہائے کتابت ہیں، ورنہ نسخہ کالج اور نول کشور دوم، سوم میں متن بالکل درست درج ہے

- کب شب ہوئی زمانے میں جو پھر ہوا نہ روز 1024/3
ہر چند ہم کو مستوں سے صحبت رہے ہے لیک 1024/4
ملگشت اپنے طور پہ ہے سو تو خوب یاں 1024/5
کیا ہو جے حرف زن، گزر دوستی سے آہ 1024/6
آنکھیں تمام خلق کی رہتی ہیں اس کی اور 1024/7
کہتے ہیں سب کہ خون ہی ہوتا ہے اشک چشم 1024/8
جا کر شراب خانے میں رہتا نہیں تو پھر 1024/9
یہ کیا کہ میر جتے ہی کی رات گھر نہیں

﴿1025﴾

- گو جان کر تجھے سب تعبیر کر رہے ہیں 1025/1
کھینچتا چلا ہے اب تو تصدیق کو تصور 1025/2
نکلے ہوں جواب بھی ہو دار ہی نفس سے 1025/3
کل دیکھتے ہمارے بستے تھے گھر برابر 1025/4
کیا آج ڈبڈبائی دیکھو ہو تم یہ آنکھیں 1025/5
نے غم ہے ہم کو یاں کا، نے فکر کچھ ہے واں کا 1025/6
پاس ایک دن بھی اپنا اُن نے نہیں کیا ہے 1025/7
کیا یہ سرائے فانی ہے جائے باش! اپنی 1025/8
ایسا نہ ہو کہ چھیڑے یک بار پھوٹ پیسے 1025/9
اس مے کدے میں جس جا ہشیار چاہیے تھے 1025/10
گو راہ عشق میں ہو شمشیر کے دم اوپر 1025/11
چل ہم نشیں بنے تو اک آدھ بیت سینے 1025/12
کہتے ہیں بعد مدت میر اپنے گھر رہے ہیں

﴿1026﴾

- یوں قیدیوں سے کب تیں ہم تنگ تر رہیں 1026/1
اے کاش ہم کو سکر کی حالت رہے مدام 1026/2
رہتے ہیں یوں حواس پریشاں کہ جوں کہیں 1026/3
وعدہ تو جب ہو صبح کا تب ہم بھی جاں بہ لب 1026/4
آوارگی کی سب ہیں یہ خانہ خرابیاں 1026/5
ہم نے بھی نذر کی ہے کہ پھر یے چمن کے گرد 1026/6
ان دلبروں کی آنکھیں نہیں جائے اعتماد 1026/7
جب تک رہیں یہ چاہیے پیش نظر رہیں

نسخہ کالج میں جائے باش بالکل درست جب کہ نول کشوری نسخوں دوم، سوم میں جائے یاس غلط ہے۔

فردا کی فکر آج نہیں مقتضائے عقل
کل کی بھی دیکھ لیوں گے کل ہم اگر رہیں
تیغ و تیر رکھا نہ کرو پاس میر کے
ایسا نہ ہو کہ آپ کو ضائع دے کر رہیں

1026/8

1026/9

﴿1027﴾

دل کو لکھوں ہوں آہ وہ کیا مدعا لکھوں
دیوانے کو جو خط لکھوں ، بتلاؤ کیا لکھوں
کیا کیا لقب ہیں شوق کے عالم میں یار کے
کعبہ لکھوں کہ قبلہ اُسے یا خدا لکھوں
حیراں ہو میرے حال میں کہنے لگا طبیب
اس درد مند عشق کی میں کیا دوا لکھوں
وحشت زدوں کو نامہ لکھوں ہوں نہ کس طرح
مجنوں کو اُس کے حاشیے پر میں دعا لکھوں
کچھ روبرو ہوئے پہ جو سلجھے تو سلجھے میر
جی کے اُلجھنے کا اُسے کیا ماجرا لکھوں

1027/1

1027/2

1027/3

1027/4

1027/5

﴿1028﴾

جب سے ہے اُس کی ابروئے خم دار درمیاں
رہتی ہے میرے خلق کے تلوار درمیاں
برپا ہوا ہجوم سے اک حشر تازہ واں
آیا جہاں کہیں قدم یار درمیاں
اس کام جاں میں ہم میں ہوا ہے جاب چشم
یوں رہے آہ کب تیں دیوار درمیاں
سو بار اُس سے فتنے جہاں میں اٹھے ولے
دیکھی نہ ہم نے وہ کمر اک بار درمیاں
کیا کہیے آہ جی کو قیامت ہے انتظار
آتا نہ کاش وعدہ دیدار درمیاں
رکھ دی ہے کتنے روزوں سے تلوار یار نے
کوئی نہیں ہے خوں کا سزاوار درمیاں
ثابت ہے ساری خلق کے اوپر کہ تو ہے ایک
حاجت نہیں جو آوے یہ تکرار درمیاں
آیا کیے دماغ کے اعضاء میں یہ فتور
ٹھہرے قشون کیا ، نہیں سردار درمیاں
بازار میں دکھائی ہے کب اُن نے جس حسن
جو بک نہیں گئے ہیں خریدار درمیاں
دیکھیں چمن جو سینہ پر داغ سے بردھیں
بیداد ہے یہ قطعہ گلزار درمیاں
کھینچنے نہ پائی اُس کی تو تلوار بھیڑ میں
مارا گیا عبث یہ گنہ گار درمیاں
اب کے جنوں کے بیچ گریباں کا ذکر کیا
کیسے بھی جو رہا ہو کوئی تار درمیاں
کتنے دنوں سے میر کا نالہ نہیں سنا
شاید نہیں ہے اب وہ گرفتار درمیاں

1028/1

1028/2

1028/3

1028/4

1028/5

1028/6

1028/7

1028/8

1028/9

1028/10

1028/11

1028/12

1028/13

﴿1029﴾

اتفاق ایسا ہے کڑھتے ہی سدا رہتے ہیں
ایک عالم میں ہیں ہم دے پہ جدارتے ہیں
برسی تلوار کہ حائل ہوئے ہیں سے سیل بلا
پیش کچھ آؤ ہم اُس کو چے میں جارتے ہیں

1029/1

1029/2

۱۔ تمام نسخوں میں میرے خلق کے درج ہوا نسخہ آسی کے حاشیے میں 'خلق' درج ہے۔ 'خلق' کو تینوں طور پر کتابت کی غلطی سمجھتے ہوئے ہم نے 'صق' شامل متن کیا ہے۔

۲۔ اس مصرع میں 'کے' کی جگہ سے 'کر دیا جائے' تو دونوں مصرعے مربوط ہو کر شعر کا مضمون بہتر اور مکمل ہو جاتا ہے۔

۳۔ نسخہ کالج میں ہائل ہو گئی نول کشور دوم، سوم میں ہائل ہو گئے ان سے آسی کا متن ہی قدرے بہتر ہے، اسی لیے ہوئے ہیں درج کیا ہے۔

کام آتا ہے میسر کے اُن ہونٹوں سے	1029/3
دشت میں گردِ رہ اُس کی اُنھی ہے جیدھر سے	1029/4
کیا تری گری بازار کہیں خوبی کی	1029/5
بسترا خاک رہ اُس کی تو ہے اپنا لیکن	1029/6
کیوں اڑاتے ہو، بلایا ہمیں کب کب، ہم آپ	1029/7
حق تلف گن ہیں بتاں یاد دلاؤں کب تک	1029/8
یاد میں اُس کے قد و قامت دل کش کی میر	1029/9
اپنے سر ایک قیامت نئی لا رہتے ہیں	

﴿1030﴾

باغ گو سبز ہوا ، اب سرے گلزار کہاں	1030/1
تم تو اب آنے کو پھر کہہ چلے ہو کل لیکن	1030/2
دل کی خواہش ہو کسو کو تو کمی دل کی نہیں	1030/3
خاک یاں چھانتے ہی کیوں نہ پھر دل کے لیے	1030/4
دم زدن مصلحت وقت نہیں اے ہم دم!	1030/5
شیخ کے آنے ہی کی دیر ہے مے خانے میں پھر	1030/6
ہم سے ناکس تو بہت پھرتے ہیں جی دیتے ولے	1030/7
تو نے بھی گردِ رخ سرخ نکالا خط سبز	1030/8
خط نے عقل کے سر رشتے کیے گم سارے	1030/9
گو کہ گردن تیں یاں کوئی لہو میں بیٹھے	1030/10
ڈوبا لوہو میں پڑا تھا ہلکی پیکر میر	1030/11
یہ نہ جانا کہ گلی ظلم کی تلوار کہاں	

﴿1031﴾

اے مجھ سے تجھ کو سولے ، تجھ سانہ پایا ایک میں	1031/1
عالم کی میں نے سیر کی ، مجھ کو جو خوش آیا سو تو	1031/2
یہ جوشِ غم ہوتے بھی ہیں ، یوں ابر تر روتے بھی ہیں	1031/3
تھا سب کو دعویٰ عشق کا لیکن نہ ٹھہرا کوئی بھی	1031/4
ہیں طالب صورت سبھی ، مجھ پر ستم کیوں اس قدر	1031/5
بجلی سی یوں چمکے بہت پر بات کہتے ہو چمکے	1031/6
سو رنگ وہ ظاہر ہوا ، کوئی نہ جاگہ سے گیا	1031/7

۱۔ نسخہ مجلس میں جیدھر کے بعد سے درج نہیں ہے مصرعے کی یہ صورت ساقط الوزن ہے اس لیے ہم نے اسی کے متن کو اختیار کیا ہے۔

۲۔ نسخہ اسی میں میر گلزار درست ہے، نول کشور دوم، سوم میں میر گلزار درست نہیں۔

۳۔ کتابت کے سہو سے کچھ بھی بچا ہوا نہیں، مثلاً شعر شورا انگیز جلد سوم ص ۶۳ پر اس شعر میں میر کی بجائے میں طبع ہوا ہے۔

- 1031/8 اس گلستاں سے منفعت، یوں تو ہزاروں کو ہوئی
1031/9 رسم کہن ہے دوستی، ہوتی بھی ہے الفت بہم
1031/10 جن جن نے دیکھا تھا اُسے، بے خود ہوا، چیتا بھی پھر
پر میر جیتے جی بخود ہرگز نہ آیا ایک میں

﴿1032﴾

- 1032/1 اگر چہ اب کے ہم اے ابر خشک مژگاں ہیں
1032/2 ضم پرستی میں اے راہباں! نہ کی تقصیر
1032/3 کریں انہوں پہ بھلا کس طرح نظر گستاخ
1032/4 چمن میں جا کے بھرو تم گلوں سے جیب و کنار
1032/5 رہیں ہیں دیکھ جو تصویر سے ترے منہ کو
1032/6 رہا ہے کون سا پردہ ترے ستم کا شوخ
1032/7 شبیہ شکل سا ہے حال، ضبط عشق کے بیچ
1032/8 بنے تو عزت عشاق ہیں نہ کر تقصیر
1032/9 جو آبر دشت میں برے تو ہم اڑا دیں خاک
وہ میر آب ہے ہم یاں کے میر ساماں ہیں

﴿1033﴾

- 1033/1 جور کیا کیا، جھائیں کیا کیا ہیں
1033/2 خوب رُو ہی فقط نہیں وہ شوخ
1033/3 فکر تعمیر دل کو نہیں
1033/4 گہ نسیم صبا ہے، گاہ سموم
1033/5 شور ہے ترک شیخ کا لیکن
1033/6 منظر دیدہ قصر دل اے میر
شہرتن میں بھی جائیں کیا کیا ہیں

﴿1034﴾

- 1034/1 فراق، آنکھ لگنے کی جا ہی نہیں
1034/2 گلہ عشق کا بدو خلقت سے ہے
1034/3 محبت جہاں کی تہاں ہو چکی

۱۔ نسخہ آسی اور مجلس نے شکل سے ہے، اس صورت میں مصرع بے معنی رہتا ہے، اس سے بات بنتی ہے۔ تاہم اس شعر میں 'حال' کو اور مطلع میں 'ا' کو اضافت کسرہ کے ساتھ نسخہ آسی اور تقلید محض میں نسخہ مجلس دونوں نے درج کیا ہے اور دونوں اغلاط سے معنی میں خلل واقع ہوا ہے۔
۲۔ دو غیر ضروری اضافتوں کی مثال بھی اسی غزل میں ہے۔ اسی طرح اس مصرع میں دونوں نسخوں میں 'میر آب' اور 'میر ساماں' کو بغیر اضافت درج کیا ہے جب کہ یہاں ان کے بغیر مفہوم تک پہنچنے میں دشواری ہوتی ہے۔
۳۔ نسخہ کالج اور نول کشور دوم، سوم میں 'منظر دیدہ' درست نہیں، آسی کا متن 'منظر دیدہ' بہتر ہے۔

دکھایا کیے یار اُس رخ کا سطح	1034/4
کھیں آرسی کو حیا ہی نہیں	1034/5
وہ کیا کچھ نہیں حسن کے شہر میں	1034/6
چن جو اُس روئے خوش کا ہے سب	1034/7
نہیں دیر اگر میر کعبہ تو ہے	
ہمارے کوئی کیا خدا ہی نہیں	

﴿1035﴾

دل لے کے کیسے کیسے جھگڑے مجادلے ہیں	1035/1
گھبرانے لگتیاں ہیں رک رک کے تن میں جانیں	1035/2
کیا قدر تھی سخن کی جب یاں بھی صحبتیں تھیں	1035/3
جب کچھ تھی جہت مجھ سے تب کس سے ملتے تھے تم	1035/4
تھا واجب الزحم ، مظلوم عشق تھا میں	1035/5
سوز دروں سے کیوں کر میں آگ میں نہ لوٹوں	1035/6
میں جی سنبھالتا ہوں ، وہ ہنس کے مالتا ہے	1035/7
اندیشہ زادِ رہ کا رکھے تو ہے مناسب	1035/8
پانچویں حواس گم ہیں ہر اک کے اس سمیں میں	1035/9
کیا میر جی ہی تنہا ان روزوں وہ دلے ہیں	

﴿1036﴾

محبت نے کھویا کھپایا ہمیں	1036/1
پھرا کرتے ہیں دھوپ میں جلتے ہم	1036/2
گہے تر رہیں ، گاہ خوں بستہ تھیں	1036/3
بٹھا اُس کی خاطر میں نقشِ وفا	1036/4
ملے ڈالے ہے دل کوئی عشق میں	1036/5
ہوئی اُس گلی میں تو مٹی عزیز	1036/6
جوانی دوانی سنا کیا نہیں	1036/7
نہ سمجھی گئی دشمنی عشق کی	1036/8
کوئی دم کل آئے تھے مجلس میں میر	1036/9
بہت اس غزل پر رُلایا ہمیں	

﴿1037﴾

جنوں نے تماشا بنایا ہمیں	1037/1
سدا ہم تو کھوئے گئے سے رہے	1037/2
یہی تا دمِ مرگ بے تاب تھے	1037/3
رہا دیکھ اپنا پرایا ہمیں	
کبھو آپ میں تم نے پایا ہمیں	
نہ اُس بنِ تنک صبر آیا ہمیں	

شب آنکھوں سے دریا سا بہتا رہا	1037/4
ہمارا نہیں تم کو کچھ پاس رنج	1037/5
لگی سر سے جوں شمع یا تک گئی	1037/6
جلیں پیش و پس جیسے شمع و پتنگ	1037/7
ازل میں ملا کیا نہ عالم کے تئیں	1037/8
رہا تو تو اکثر الم ناک میر	1037/9
ترا طور کچھ خوش نہ آیا ہمیں	

﴿1038﴾

یہ دوانا بادلا عاقل ہے میاں	1038/1
جو ہے اُن ہونٹوں ہی کا قائل ہے میاں	1038/2
آدی ہونا بہت مشکل ہے میاں	1038/3
سیل اس دروازے کا سائل ہے میاں	1038/4
بچ میں یہ واقعہ حائل ہے میاں	1038/5
کوئی یوں دلتا ہے، آخر دل ہے میاں	1038/6
صبح دیکھیں کیا ہو، شب حائل ہے میاں	1038/7
کس شکار انداز کا بھل ہے میاں	1038/8
حیف اس کا وقت جو غافل ہے میاں	1038/9
آب سا ہر رنگ میں شامل ہے میاں	1038/10
آسمان چھاتی پر اپنی سل ہے میاں	1038/11
رہ گزر ہے یہ تو کیا منزل ہے میاں	1038/12
یاں سے واں تک سو جگہ ساحل ہے میاں	1038/13
دیکھتے جو کچھ ہو سب باطل ہے میاں	1038/14
حق میں عاشق کے دوا قاتل ہے میاں	1038/15
زانو زانو اس گلی میں گل ہے میاں	1038/16
کیا فلک پیری میں بھی جاہل ہے میاں	1038/17
ایک نمکین، دوسرے گھائل ہے میاں	1038/18
مزرع دنیا کا یہ حاصل ہے میاں	1038/19
شعر اپنا فن سو کس قابل ہے میاں	1038/20
کی زیارت میر کی ہم نے بھی کل	1038/21
لا ابالی سا ہے، پر کائل ہے میاں	

آسی، عبادت اور مجلس میں شب حائل ہے میاں درج ہوا ہے، یہ درست نہیں۔ عربی محاورے کے مطابق شب کو حائل (حاملہ) کہا جاتا ہے لہذا اس شعر کا قافیہ حائل ہے، یوں حائل کا قافیہ شعر ۵ میں بندھ چکا ہے۔

۲۔ 'دل لگاتے' بھی مختلف نسخوں میں درج ہوا ہے، نسخہ کالج کے حاشیے میں 'دل لگی اتنی درج ہے'۔ ہم نے قیاسی تصحیح کے طور پر 'اتنے' کو اتنا کر دیا ہے

﴿1039﴾

لذت سے درد کی جو کوئی آشنا نہیں	1039/1
ہر آن کیا عوض ہے دعا کا بدی ولے	1039/2
روئے سخن جو ہے تو مرا چشم دل کی اور	1039/3
تلوار ہی کھنچا کی ترے ہوتے بزم میں	1039/4
مل دیکھے ایسے دلبر ہرجائی سے کوئی	1039/5
ہو تم جو میرے حیرتی فرط شوق وصل	1039/6
آئینے پر سے تک نہیں اٹھتی تری نظر	1039/7
رنگ اور بو تو دل کش و دل چسپ ہیں کمال	1039/8
تیر ستم کا تیرے ہدف کب تلک رہوں	1039/9
ان نے تو آنکھیں موند لیاں ہیں ادھر سے واں	1039/10
اٹھتے ہو میر دیر سے تو کبے چل رہو	1039/11
مغموم کا ہے کو ہو ، تمہارے خدا نہیں	

﴿1040﴾

کیا کہیں آتش ہجراں سے گلے جاتے ہیں	1040/1
گوہر گوش کسو کا نہیں جی سے جاتا	1040/2
یہی مسدود ہے کچھ راہ وفا ورنہ بہم	1040/3
بارِ حرمان و گلِ داغ نہیں اپنے ساتھ	1040/4
حیرتِ عشق میں تصویر سے رفتہ ہی رہے	1040/5
ہجر کی کوفت جو کھینچے ہیں انہیں سے پوچھو	1040/6
یاد قد میں ترے آنکھوں سے بہیں ہیں جو میں	1040/7
دیکھیں پیش آوے ہے کیا عشق میں اب تو جوں سل	1040/8
پُر غباری جہاں سے نہیں سدھ میر ہمیں	1040/9
گرد اتنی ہے کہ مٹی میں رلے جاتے ہیں	

﴿1041﴾

کیا کہیں پایا نہیں جاتا ہے کچھ تم کیا ہو میاں	1041/1
---	--------

- ۱۔ نسخہ آسی میں کیوں نہ جمع ہو سہو کتابت کی وجہ سے ہوں نہ لکھا جاسکا۔
- ۲۔ نسخہ آسی میں ایک آدھ اور مجلس کے نسخے میں اک آدھ مرقوم ہے، ہم نے آسی کے متن کو اختیار کیا ہے۔
- ۳۔ نسخہ کالج، نول کشور دوم، سوم میں جاتے ہیں جو ہم میں جو شامل متن نہیں اور یوں مصرع وزن سے گر گیا ہے۔
- ۴۔ نسخہ آسی میں کیے ہے جب کہ نول کشور دوم، سوم میں لیے ہے۔
- ۵۔ نسخہ آسی کے حاشیے میں کھوکھو ہم سے بدلے کی تجویز ہے لیکن پہلے مصرع میں پانا کی رعایت سے کھو گئے ہی بہتر متن ہے۔

- 1041/2 مت حنائی پاؤں سے چل کر کہیں جایا کرو
1041/3 دل جہاں کھویا گیا ، کھویا گیا پھر دیکھیے
1041/4 دل کو لے کر صاف یوں آنکھیں ملاتا ہے کوئی
1041/5 ایک جنبش میں ترے ابرو کی ٹل جاتی ہے بھیڑ
1041/6 برسوں تک چھایا رہا ہے چشم تر پر ابر سا
1041/7 شہر میں تو موسم گل میں نہیں لگتا ہے جی
1041/8 مدعی عشق تو ہیں عزلی شہر لیک
1041/9 گفتگو اتنی پریشاں ، حال کی یہ درہمی
میر کچھ دل تنگ ہے ایسا نہ ہو سودا ہو میاں

﴿1042﴾

- 1042/1 اس آتش خاموش کا ہے شور جہاں میں
1042/2 یہ جنس نکلتی نہیں ہر اک کی دکان میں
1042/3 جادو تھا مرے خاے کی گویا کہ زباں میں
1042/4 ٹھہر کوئی دم آن کے اس ٹوٹے مکاں میں
1042/5 ملتی تھی طرح اس کی بہت سرو رواں میں
1042/6 چرچا ہے یہی شہر کے اب بیرو جواں میں
1042/7 معلوم نہیں کیا ہے لب سرخ بتاں میں
یوسف کے تئیں دیکھ نہ کیوں بند ہوں بازار
یک پرچہ اشعار سے منہ باندھے سمجھوں کے
یہ دل جو شکستہ ہے سو بے لطف نہیں ہے
میں لگ کے گلے خوب ہی رویا لب جو پر
کیا قہر ہوا دل جو دیا لڑکوں کو میں نے
وے یاسمن تازہ شگفتہ میں کہاں میر
پائے گئے لطف اس کے جو پاؤں کے نشاں میں

رویفن دیوان سوم

﴿1043﴾

- 1043/1 دل کے پہلو سے ہم آتش میں ہیں اور آب میں ہیں
1043/2 ہم بھی کہنے کے تئیں عالم اسباب میں ہیں
1043/3 قافلے چلنے کو تیار ہیں ، ہم خواب میں ہیں
1043/4 کشتیاں نکلیں سو کیا اُن کی لاکہ گرداب میں ہیں
1043/5 پاس اس طور کے بھی عشق کے آداب میں ہیں
1043/6 دل جلے پرتو رخ سے ترے مبتاب میں ہیں
1043/7 ٹھنڈی سانسیں بھریں ہیں ، جلتے ہیں کیا تاب میں ہیں
1043/8 ساتھ اپنے نہیں اسباب مساعد مطلق
1043/9 غفلت دل سے ستم گزریں ہیں سو مت پوچھو
1043/10 عشق کے ہیں گے جو سرگشتہ ، پڑے ہیں ڈوبے
1043/11 دور کیا اس سے جو بیٹھے ہے غبار اپنا دور
1043/12 ہے فروغِ مہ تاباں سے فراغِ کلی
1043/13 ہم بھی اس شہر میں اُن لوگوں سے ہیں خانہ خراب
1043/14 میر گھر بار جنہوں کے رہ سیلاب میں ہیں

﴿1044﴾

- 1044/1 کہے تو ہم نشیں رنگِ تصرف کچھ دکھاؤں میں
1044/2 نہیں ہوں بے ادب اتنا کہ گل سے منہ لگاؤں میں
1044/3 کیا ہے اضطرابِ دل نے کیا مجھ کو سبکِ آخر
1044/4 وفا صد کارواں رکھتا ہوں لیکن شہرِ خوبی میں
1044/5 مجھے سر در گریباں رہنے دو، میں بے توقع ہوں
1044/6 بلا حسرت ہے یا رب! کامِ دل کیونکر کروں حاصل
1044/7 نہ روؤں حال پر کیونکر بلا نا آشنا ہے وہ
1044/8 نہ اے رشکِ بہار آنکھیں اٹھاوے پشتِ پاسے تو
1044/9 کہوں کیا صحبت اس سے ہر گھڑی بگڑی ہی جاتی ہے
1044/10 نگاہِ حسرت بت دیر سے جانے کی مانع ہے
1044/11 اسیرِ زلف کو اُس بُت کے کیا قیدِ مسلمانی
1044/12 کہوں ہوں میر سے دل دے کہیں، تاجی لگے تیرا
جو ہونقصانِ جاں اُس کا تو کیونکر پھر مناؤں میں

﴿1045﴾

- 1045/1 رو چکا خونِ جگر سب، اب جگر میں خوں کہاں
1045/2 دست و دامن، جیب و آغوش اپنے اس لائق نہ تھے
1045/3 عاشق و معشوق یاں آخر فسانے ہو گئے
1045/4 آگِ برسی، تیرہ عالم ہو گیا جادو سے پُر
1045/5 سیر کی رنگیں بیاضِ باغ کی ہم نے بہت
1045/6 کوچہ ہر یک چائے دل کش عالمِ خاکی میں ہے
1045/7 ایک دم سے فیس کے جنگل بھرا رہتا ہی تھا
1045/8 ناصحِ مشفق تو کہتا تھا کہ اس سے مت ملے
1045/9 باؤٹے کے گھوڑے پہ تھے اس باغ کے ساکن سوار
1045/10 کھا گیا اندوہ مجھ کو دوستانِ رفتہ کا
1045/11 تھا وہ فتنہ ملنے کے گوں کب کسی درویش کے
کیا کہیں ہم میر صاحب سے، ہوئے مفتوں کہاں

۱۔ آسی اور مجلس کے نسخوں میں آنکھ اس کو ہے نسخہ کالج میں کی ہے جو درست ہے۔

۲۔ نول شور دوم، سوم، آسی اور مجلس میں بھرا رہتا تھا کیا درج ہے، صرف نسخہ کالج میں بھرا رہتا ہی تھا درست ہے، فاروقی صاحب نے بھی نول کشوری نسخوں کے مطابق تھا کیا درج کیا ہے۔

۳۔ نسخہ آسی اور مجلس میں باؤ ہے، باؤ بہتر متن ہے، دوسرے مصرعے میں انہی نسخوں میں 'خسرو گلگوں' ہے جب کہ نول کشور دوم، سوم میں واؤ عطف نہیں، زیر کسرہ کے ساتھ ہے۔

﴿1046﴾

- عشق نے خوار و ذلیل کیا، ہم سر کو بکھیرے پھرتے ہیں 1046/1
 ہر شب ہوں سرگشتہ و نالاں اُس دن کو چہ و برزن میں 1046/2
 دل لشکر میں ایک سپاہی زادے نے ہم سے چھین لیا 1046/3
 بے خود اُس کی زلف و رخ کے کاہے کو آپ میں پھر آئے 1046/4
 نقش کسو کا درون سینہ گرم طلب ہیں ویسے رنگ 1046/5
 بر سے اگر شمشیر سروں پر، منہ موڑیں زہار نہیں 1046/6
 پائے نگار آلودہ کہیں سانجھ کو میر نے دیکھے تھے 1046/7
 صبح تک اب بھی آنکھوں میں اُس کی، پاؤں تیرے پھرتے ہیں

﴿1047﴾

- جمع ہوتے نہیں حواس کہیں 1047/1
 دل کی دوا شک سے نہ نکلی بھڑاس 1047/2
 باؤ خوشبو ہی آتی ہے واں سے 1047/3
 اس جنوں میں کہیں ہے سر پر خاک 1047/4
 گردِ سر یار کے پھریں پہروں 1047/5
 سب جگہ لوگ حق و ناحق پر 1047/6
 ہر طرف ہیں امیدوار یار 1047/7
 عشق کا محو دشتِ شیر میں ہے ہوں 1047/8
 عرش تک تو خیال پہنچے میر 1047/9
 وہم پھر ہے کہیں، قیاس کہیں

﴿1048﴾

- جائیں تو جائیں کہاں، جو گھر رہیں کیا گھر رہیں 1048/1
 دل جو اکتاتا ہے یا رب! رہ نہیں سکتے کہیں 1048/2
 وہ نہیں جو تیغ سے اُس کی گلا کٹوائے 1048/3

۱۔ صرف نسخہ آسی اور مجلس میں نہیں ہے درج ہوا ہے۔ نسخہ کالج، نول کشور دوم، سوم میں صرف نہیں ہے، اس صورت میں مصرع ساقط الوزن ہے
 ۲۔ نسخہ آسی میں مصرع یوں ہے باؤ خوشبو بھی آئے، ہے واں سے درج متن مصرع نسخہ کالج کے مطابق ہے۔
 ۳۔ آسی مجلس میں گیا سے نسخہ کالج میں گرا بہتر ہے۔
 ۴۔ نول کشوری نسخوں میں عشق کا محو دشتِ شیریں ہوں درج ہے۔ اس مصرع میں معنی ندارد ہیں۔ نسخہ کالج میں متن قدرے بہتر ہے یعنی دشتِ شیر
 اصل میں یہ دشتِ شیریں ہے جس کی تائید میر کے یہاں اس مضمون کے اعادے سے ہو جاتی ہے۔
 ۵۔ جو ہر کرنا مصرع اول میں تیغ کی رعایت سے جو ہر کا ایہام بھی ملحوظ ہے علاوہ ازیں جو ہر کرنا فارسی محاورے کے مطابق ننگ و ناموس کے ذ
 سے اپنے بچوں، اہل خانہ سمیت مر رہنا ہے۔ اس غریب محاورے کے استعمال کی وجہ سے تمام نسخوں نے اس مصرعے کا متن غلط درج کیا مثلاً
 'آپ ہی ہو کر رہیں' نسخہ دوم، سوم میں آپ ہی ہو کر کریں وغیرہ درج ہوئے ہیں۔

- بے دماغی، بے قراری، بے کسی، بے طاقتی 1048/1
 مضطرب ہو ایک دو دم، تو مدارک بھی ہو کچھ 1048/5
 کیا بیجے وہ جس کے جی کو روگ یہ اکثر رہیں 1048/6
 متصل تڑپے ہے، کب تک ہاتھ یہ دل پر رہیں
 زندگی دو بھر ہوئی ہے میر آخر تا کجا
 دل جگر چلتے رہیں، آنکھیں ہماری تر رہیں

﴿1049﴾

- کہاں کے لوگ ہیں خواہاں، محبت ان کو نہیں 1049/1
 خراب و خوار ہیں سلطان، شکستہ حال امیرؑ 1049/2
 مریں بھی ہم تو نہ دیکھیں، مروت ان کو نہیں 1049/3
 کسو فقیر سے شاید کہ صحبت ان کو نہیں
 کہ رونے کڑھنے سے یک لحظہ فرصت ان کو نہیں 1049/4
 شکایت ایسی نہیں آدمیت ان کو نہیں
 چلا ہے تیغ بکف یار غیر کی جانب 1049/5
 ہوئے ہیں میر تماشا، غیرت ان کو نہیں

﴿1050﴾

- ظلم و ستم کیا، جور و جفا کیا، جو کچھ کہیے اٹھاتا ہوں 1050/1
 گھر سے اٹھ کر کونے میں بیٹھا، بیت پڑھے، دوبائیں کیں 1050/2
 پائے سبک ہونا یہ میرا، فرط شوق سے مجلس میں 1050/3
 قفل میں میرے یہ صحبت ہے، غم غصے سے محبت کے 1050/4
 آنے کی میری فرصت کتنی، دو دم، دو پل، ایک گھڑی 1050/5
 سر ماروں ہوں ایدھر اودھر، دُور تک جاتا ہوں نکل 1050/6
 پھاڑ کے خط کو گلے میں ڈالا، شہر میں سب تشہیر کیا 1050/7
 پہلے فریب لطف سے اُس کے کچھ نہ ہوا معلوم مجھے 1050/8
 مجرم اس خاطر ہوتا ہوں، بعضے بعضے شوخی کر 1050/9
 دیکھے ان پلکوں کے اکثر، میر ہوں بے خود تنگ آیا 1050/10
 آپ کو پاتا ہوں تو پٹھری اُس وقت نہیں میں پاتا ہوں

﴿1051﴾

- کبھو ملے ہے سو وہ یوں کہ پھر ملا نہ کریں 1051/1
 ہوئی یہ چاہ میں مشکل کہ جی گیا ہوتا 1051/2
 ہمارے حرف پریشاں ہی لطف رکھتے ہیں 1051/3
 صفائے دل جو ہوئی نک تو دیکھیں ہیں کیا کیا 051/4
 کرے ہے آپ بھی شکایت کہ ہم گلا نہ کریں
 نہ رہتے جیتے اگر ہم مسابلا نہ کریں
 جنوں ہے بحث جو وحشت میں عاقلانہ کریں
 ہم ایسے آئے کو اپنے کیوں جلا نہ کریں

۱۔ نسخہ کالج اور نول کشور دوم، سوم میں 'حال' میر بجائے 'حال' امیر گمراہ کن ہو ہے۔
 ۲۔ نسخہ آسی، عبادت و مجلس میں 'غصہ' کیا، میں جاتا ہوں درج ہے۔ نسخہ کالج کا متن بہتر دکھائی دیا، جو اختیار کیا گیا ہے۔

- دہال میں نہ گرفتار ہوں کہیں یہ دہر
خدا کرے ترے رخ سے مقابلہ نہ کریں 1051/5
- دل اب تو ہم سے ہے بد باز اگر رہے جیتے
کسو سے ہم بھی دلی پھر معاملہ نہ کریں 1051/6
- خُن کے ملک کا میں مستقل امیر ہوں میر
ہزار مدعی بھی مجھ کو وہ دلا نہ کریں 1051/7

﴿1052﴾

- شعر میں نے کچھ کہے بالوں کی اُس کے یاد میں
سو غزل پڑھتے پھرے ہیں لوگ فیض آباد میں 1052/1
- سرخ آنکھیں خشم سے کیں اُن نے مجھ پر صبح کو
دیکھی یہ تاثیر شب کی خوں چکاں فریاد میں 1052/2
- یہ تصرف عشق کا ہے سب، وگرنہ ظرف کیا
ایک عالم غم سایا خاطر ناشاد میں 1052/3
- عشق کی دیوانگی لاگی ہمیں جنگل کی اور
دور نہ ہم پھرتے بگولے سے نہ خاک و باد میں 1052/4
- دیر لگتا ہے گلے، تلوار پر وہ رکھ کے ہاتھ
خوبیاں بھی تو بہت ہیں اُس ستم ایجاد میں 1052/5
- یہ بنا رہتی سی آتی ہے نظر کچھ یاں مجھے
اچھی ہے تعمیر دل کی اس خراب آباد میں 1052/6
- میر ہم جبہ خراشوں سے کسو کا ذکر کیا
وے ہنر ہم میں ہیں، تھے جو تیشہ فرہاد میں 1052/7

﴿1053﴾

- درویشوں سے تو اُن نے ضدیں نکالیاں ہیں
ایدھر سے ہیں دعائیں، اودھر سے گالیاں ہیں 1053/1
- جبے سے سینے تک ہیں کیا کیا خراشِ ناخن
گویا کہ ہم نے منہ پر تلواریں کھالیاں ہیں 1053/2
- جب لگ گئے تھمکنے رخسارِ یار دونوں
تب مہر و مہ نے اپنی آنکھیں چھپالیاں ہیں 1053/3
- صبحِ چمن کا جلوہ ہندی بتوں میں دیکھا
صندل بھری جبین ہے، ہونٹوں کی لالیاں ہیں 1053/4
- درد و الم ہی میں سب جاتے ہیں روز و شب یاں
دن اشک ریزیاں ہیں، شب زار نالیاں ہیں 1053/5
- جیزوں نے ریتخنے کو دوں ریختہ بنایا
جوں ان دنوں میں بالے لڑکوں کی بالیاں ہیں 1053/6
- اجماعِ بوالہوس کو رکھ رکھ لیا ہے آگے
مت جان ایسی بھیڑیں جی دینے والیاں ہیں 1053/7
- ان گلِ رخوں کی قامت لہکے ہے یوں ہوا میں
جس رنگ سے لچکتی پھولوں کی ڈالیاں ہیں 1053/8
- وہ دزدِ دل نہیں تو کیوں دیکھتے ہی مجھ کو
پلکیں جھکالیاں ہیں، آنکھیں چرا لیاں ہیں 1053/9
- اُس آفتابِ دین یاں اندھیر ہو رہا ہے
دن بھی سیاہ اپنے، جوں راتیں کالیاں ہیں 1053/10
- چلتے ہیں یہ تو ٹھوکر لگتی ہے میر دل کو
چالیں ہی دلبروں کی سب سے نرالیاں ہیں 1053/11

۱۔ نسخہ آسی اور مجلس میں بد باز درج ہے، نسخہ کالج اور نول کشور دوم، سوم کا متن بد باز بہتر ہے۔

۲۔ نسخہ آسی و مجلس میں یاں کچھ مجھے ہے جب کہ نسخہ کالج میں کچھ یاں مجھے ہے، شاید یہ بہتر ہے۔

۳۔ آسی و مجلس میں جو تے نسخہ کالج، طبع دوم، سوم نول کشور میں تھے جو ہے۔

۴۔ نسخہ آسی میں سہو اور بیرونی میں نسخہ عبادت میں خیروں درج ہے۔ چیز کا درست املہ ہائے ہنوز ہیز قرار دیا جاتا ہے۔

﴿1054﴾

رشتگان میں جہاں کے ہم بھی ہیں	1054/1
شع ہی سر نہ دے گئی برباد	1054/2
ہم کو مجنوں کے عشق میں مت دیکھ	1054/3
جس چمن زار کا ہے تو گل تر	1054/4
نہیں مجنوں سے دل قوی ، لیکن	1054/5
بوسہ مت دے کسو کے در پہ نسیم	1054/6
گوشب اس در سے دُور پہروں پھریں	1054/7
وجہ بیگانگی نہیں معلوم	1054/8
مر گئے ، مر گئے ، نہیں تو نہیں	1054/9
اپنا شیوہ نہیں کچی یوں تو	1054/10
اس سرے کی ہے پارسائی میر	1054/11
معتقد اُس جواں کے ہم بھی ہیں	

﴿1055﴾

نئی گردش ہے اس کی ہر زماں میں	1055/1
ہوا تن ضعف سے ایسا ، کہے تو	1055/2
کہا میں دردِ دل یا آگ اُگلی	1055/3
متاعِ حُسن یوسف سی کہاں اب	1055/4
بلائے جاں ہے وہ لڑکا پری زاد	1055/5
بہت نا آشنا تھے لوگ یاں کے	1055/6
تری شورش بھی بے کل ہے مگر میر	1055/7
ملا دی پیس کر بجلی فغاں میں	

﴿1056﴾

تبغ کی نوبت کب پہنچے ہے اپنے جی کے غارت میں	1056/1
گزرے گردِ دل میں ہو کر تو ایک نگاہ ضروری ہے	1056/2
سوکھ کے میں تو عشق کے غم میں ، جس کے مثال حقیر ہوا	1056/3
ایک بگولا ساتھ مجھے بھی تربتِ قین پہ لے آیا	1056/4
دل کو آگ اک دم میں دے دی ، اشک ہوئے چنگاری سے	1056/5
شیخ جو تھا دیدارِ بتاں کا منکر ، ایسا تھا معذور	1056/6

۱۔ نسخہ مجلس جس کی بنیاد نسخہ آ سی پر ہے ، میں جہاں تہاں ایک کواک کے ساتھ بدلا گیا ہے اور اختلاف بھی مذکور نہیں۔ ہم نے اس بارے میں ذوقی بنیاد پر بھی اور زیادہ تر آ سی کے ایک کو ہی برقرار رکھا ہے۔

خط و کتابت ایک طرف ہے، دفتر لکھ لکھ بھیجے میر
کہیے کچھ جو صریح قلم کی کوتاہی ہو سفارت میں

1056/7

﴿1057﴾

تری پلکیں چبھتی نظر میں بھی ہیں یہ کانٹے کھٹکتے جگر میں بھی ہیں
رہے پھرتے دریا میں گرداب سے وطن میں بھی ہیں ہم، سفر میں بھی ہیں
کہاں سے کہ مجنوں بھی ہم سا ہی تھا غلط کے شواہب نظر میں بھی ہیں
نہ بھولو نزاکت چک ہی نہیں چھپے، خنجر اُس کی کمر میں بھی ہیں
جھمک سطح رخ کی سی اُس کی سہ کہاں صفا و ضیا تو گھر میں بھی ہیں
دل و دلی دونوں اگر ہیں خراب پہ کچھ لطف اس اجڑے گھر میں بھی ہیں
چلو میر کے تو تجتس کے بعد
کہ دے وحشی تو اپنے گھر میں بھی ہیں

1057/1

1057/2

1057/3

1057/4

1057/5

1057/6

1057/7

﴿1058﴾

نہ کر شوق کشتوں سے جانے کی باتیں نہیں آتیں کیا تجھ کو آنے کی باتیں
ساجت جو کی بوس لب پر تو بولا نہیں خوب یہ مار کھانے کی باتیں
زبانیں بدلتے ہیں ہر آن خواباں یہ سب کچھ ہیں بگڑے زمانے کی باتیں
نظر جب کرو، زیر لب کچھ کہے ہے کہو یار کے آستانے کی باتیں
سہی جائے گالی اگر دوستی ہو بری بھی بھلی ہیں یگانے کی باتیں
ہمیں دیر و کعبہ سے کیا گفتگو ہے چلی جاتی ہیں یہ سیانے کی باتیں
بگڑ بھی چکے یار سے ہم تو یارو کرو کچھ اب اس سے بنانے کی باتیں
کیا سیر کل میں نے دیوان مجنوں خوش آئیں بہت اُس دوانے کی باتیں
بہت ہرزہ گوئی کی یاں میر صاحب
کرو واں کے کچھ منہ دکھانے کی باتیں

1058/1

1058/2

1058/3

1058/4

1058/5

1058/6

1058/7

1058/8

1058/9

﴿1059﴾

کیا کروں سودائی اُس کی زلف کی تدبیر میں ظنِ مہرود چن میں ہوں، مگر زنجیر میں

1059/1

۱۔ نسخہ مجلس کے حاشیے کے مطابق 'کہاں سے' غالباً سہو کاتب ہے کہ معنی واضح نہیں۔ ممکن ہے 'گماں ہے' ہو جو مفہوم واضح کرتا ہے۔ اصل ابھ
دوسرے مصرعے میں ہے جس کے معنی واضح نہیں، ورنہ پہلے مصرع کی حد تک 'کہاں سے' کے معنی ہو سکتے ہیں۔ اردو لغت تاریخی اصول پر جلد
ص ۱۳ پر بھی یہی شعر اسی متن کے ساتھ لفظ 'شواہب' کی وضاحت میں درج ہوا ہے۔
۲۔ اسی کے حاشیے میں 'چھپے' ص ۲۱۲ 'چھری' کی جگہ درج ہے۔ ہم نے اسے متن میں رکھ لیا ہے ورنہ نسخوں میں 'چھری' مخبر درج ہے۔
۳۔ اسی کے یہاں کی یہاں درست ہے لیکن مجلس نے یہاں کے درج کیا، جلد سوم، ص ۱۳۹، طبع دوم۔
۴۔ نول کشور دوم، سوم اور اسی کے یہاں لگانے ہے، نسخہ کالج میں بگانے ہے اسے درست اسی وقت سمجھا جاسکتا ہے جب مصرع ثانی کو بھلی بھی
ہیں سے بدلا جائے۔ اتنی بڑی ترمیم سے بہتر ہے کہ فائق صاحب کی قیاسی صحیح لگانے کو درج متن کر لیا جائے۔
۵۔ نسخہ کالج، نول کشور دوم، سوم کا متن 'سیانے' بہتر ہے۔ اسی اور مجلس میں 'سیانے' غلط ہے۔

گل تو مجھ حیران کی خاطر بہت کرتا ہے لیک	1059/2
رو برو اس کے گئے خاموش ہو جاتا ہوں کچھ	1059/3
تن بدن میں دل کی گرمی نے لگا رکھی ہے آگ	1059/4
ہو اگر خوں ریز کا اپنے سبب تو کچھ کہو	1059/5
بے دماغی شورِ شب سے یار کو دونی ہوئی	1059/6
کچھ نہیں پوچھا ہے مجھ سے جز حدیثِ روئے یار	1059/7
ہاتھ بلبل کے لگا ہوں باغ میں جب میر میں	

﴿1060﴾

کہتے ہیں بہار آئی ، گل پھول نکلتے ہیں	1060/1
اب ایک سی بے ہوشی رہتی نہیں ہے ہم کو	1060/2
وہ تو نہیں اک چھینٹا رونے کا ہوا گا ہے	1060/3
اُن پاتوں کو آنکھوں سے ہم ملتے رہے جیسا	1060/4
کیا کہیے کہ اعضا سب پانی ہوئے ہیں اپنے	1060/5
کرتے ہیں صفت جب ہم لعل لبِ جاناں کی	1060/6
گل پھول سے بھی اپنے دل تو نہیں لگتے نک	1060/7
ہیں نرم صنم گو نہ کہنے کے تئیں در نہ	1060/8
اے گرم سفر یاراں جو ہے سو سر رہ ہے	1060/9
جو رہ سکو رہ جاؤ ، اب میر بھی چلتے ہیں	

﴿1061﴾

دل عجب جنسِ گراں قدر ہے ، بازار نہیں	1061/1
کچھ تمہیں ملنے سے بیزار ہو میرے در نہ	1061/2
ایک دو بات کہو ہم سے کہو یا نہ کہو	1061/3
ناز و انداز و ادا ، عشوہ و اغماض و حیا	1061/4
صورت آئینے میں نک دیکھ تو ، کیا صورت ہے	1061/5
دل کے الجھاؤ کو کیا تجھ سے کہوں اے ناصح	1061/6
اُس کے کا کل کی پہیلی کہو تم ، بوجھے میر	1061/7
کیا ہے؟ زنجیر نہیں ، دام نہیں ، مار نہیں	

﴿1062﴾

چمکنا برق کا کرتا ہے کارِ تیغ ہجراں میں	1062/1
بھرے رہتے ہیں سارے پھول ہی جس کے گریباں میں	1062/2
کہیں شام و سحر رویا تھا مجنوں عشقِ لیلیٰ میں	1062/3
برسنا مینہ کا داخل ہے اُس بن تیر باراں میں	
وہ کیا جانے کہ ٹکڑے ہیں جگر کے میرے داماں میں	
ہنوز آشوبِ دونوں وقت رہتا ہے بیاباں میں	

اگر جہراں میں زندانی ہوں پر ہوں یوسف تاں میں
کسے مارا ہے اُس گھتے نے سنکھ لہو کے میداں میں
قیامت کا سا ہنگامہ ہے ہر جا میرے دیواں میں
دک الماس کی سی ہے ہماری چشم حیراں میں
ملے سے اُس کے رخنے پڑ گئے لوگوں کے ایماں میں
برا یہ آپڑا ہے عیب اُس آسائش جاں میں
کیا جاتا ہے مشکل فرق اب دل اور پیکاں میں

ہوائے ابر میں کیا میر ہنستا باغ میں وہ تھا
گری پڑتی ہے بجلی آج کچھ صحن گلستاں میں

﴿1063﴾

سو آئینہ سا صورت دیوار ہوا میں
کیا پوچھتے ہو دیر خبردار ہوا میں
پامال ہوا خوب ، تو ہموار ہوا میں
کب ذوق سے مرنے کو نہ تیار ہوا میں
پر بیچ کے جی ایک خریدار ہوا میں
تھی رنگی سی مجھ کو ، گرفتار ہوا میں
سونے کا سماں آیا تو بیدار ہوا میں
عظمت گئی ، رسوائی ہوئی ، خوار ہوا میں
افراط سے اندوہ کے بیمار ہوا میں

رہتا ہوں سدا مرنے کے نزدیک ہی اب میر
اُس جان کے دشمن سے بھلا یار ہوا میں

﴿1064﴾

بھروسہ کیا ہے میرا ، میں چراغ زیر داماں ہوں
تک میں جو بکھر جاتا ہوں ، میں خاطر پریشاں ہوں
دیا لڑکوں کو دل میں نے ، قیامت میں بھی ناداں ہوں
مرے انداز سے ظاہر ہے میں اُس رو کا حیراں ہوں
بہ رنگ ابر قبلہ آج میں شدت سے گریاں ہوں
بلا ہوں ، فتنہ ہوں ، آشوب ہوں ، آفت ہوں ، طوفاں ہوں

بہ حال سگ پھر اکب تک کروں یوں اُس کے کوچے میں
نجات کھینچتا ہوں میر ، آخر میں بھی انساں ہوں

خیال یار میں آگے ہے یک مہ پارہ یاں ہر دم 1062/4
رکھا عرصہ جنوں پر تنگ مشتاقوں کی دوری سے 1062/5
جہاں سے دیکھیے اک شعر شور انگیز نکلے ہے 1062/6
جو دیکھو تو نہیں یہ حال اپنا حسن سے خالی 1062/7
خرابی آگئی دیں میں ، گئی ملت اُسے دیکھے 1062/8
نکل آتا ہے گھر سے ہر گھڑی ، ننگے بدن باہر 1062/9
ستم کے تیر اُس کے میرے سینے میں بہت ٹوٹے 1062/10

1062/11

تھا شوق مجھے طالب دیدار ہوا میں 1063/1
جب دُور گیا قافلہ ، تب چشم ہوئی باز 1063/2
اب پست و بلند ایک ہے جو نقش قدم یاں 1063/3
کب ناز سے شمشیر شتم ان نے نہ پھینچی 1063/4
بازار وفا میں سر سودا تھا سمجھوں کو 1063/5
ہشیار تھے سب ، دام میں آئے نہ ہم آواز 1063/6
کیا چیتنے کا فائدہ جو شیب میں چیتا 1063/7
تم اپنی کہو ، عشق میں کیا پوچھو ہو میری 1063/8
اُس زکس متانہ کو دیکھے ہوئے برسوں 1063/9

1063/10

جلا از بس تمہارے طور سے اے جامہ زریاں! ہوں 1064/1
سر حرف سخن کس کو خیال زلف میں اس کے 1064/2
کہن سالی میں شاید بازیاں کا ہے کو زیبا تھیں 1064/3
کبھو خورشید و مہ کو دیکھ رہتا ہوں ، کبھو گل کو 1064/4
کسو کی یادِ رو میں اشک آنکھوں سے نہیں تھمتے 1064/5
بکا جب تک نہیں کرتا ہوں ، تب تک خیر ہے ، ورنہ 1064/6
بہ حال سگ پھر اکب تک کروں یوں اُس کے کوچے میں 1064/7

نہج مجلس میں سنکھ کا املا سن کھ بظاہر بہتر ہے لیکن نادر اور تازہ الفاظ کو ان کے قدیم املا میں لکھنا ہی بہتر ہے کہ یوں قاری لفظ کو قریب ترین معنی لینے کی بجائے اُسے مختلف لفظ سمجھتا ہے اور معنی کی تلاش کرتا ہے۔ سنکھ یعنی روبرو، مد مقابل، سامنے۔

﴿1065﴾

عشق وہ خان و ماں خراب ہے میاں	1065/1
تن میں جب تک ہے جاں تکلف ہے	1065/2
گو نہیں میں کسو شمار میں یاں	1065/3
کولہ دماغ و جگر ، کہاں وہ قلب	1065/4
زلف بل کھا رہی ہے گو اُس کی	1065/5
لطف و مہر و وفا وہ کیا جانے	1065/6
لوہو اپنا پیوں ہوں ، چیکا ہوں	1065/7
چشم وایاں کی ہے ، چشم بیکل ہے	1065/8
منہ سے کچھ بولتا نہیں قاصد	1065/9
دل ہی اپنا نہیں فقط بے چین	1065/10
چاہے وہ کہے سو لکھ رکھیں	1065/11
ہر سخن میر کا کتاب ہے میاں	

﴿1066﴾

گرفتہ دل ہوں ، سر ارتباط مجھ کو نہیں	1066/1
جہاں ہو تیج بہ کف کوئی سادہ ، جا لگنا	1066/2
کرے گا کون قیامت کو ریسماں بازی	1066/3
جسے ہو مرگ سا پیش استحالہ کیوں نہ کڑھے	1066/4
ہوا ہوں فرط اذیت سے میں تو سن اے میر	1066/5
تمیز رخ و خیال نشاط مجھ کو نہیں	

﴿1067﴾

جوش غم اٹھنے سے اک آندھی چلی آتی ہے میاں	1067/1
پڑ گئے سوراخ ، دل کے غم میں سینے کوٹے	1067/2
میں حیا والا ہوا رسوائے عالم عشق میں	1067/3
ریشک اس کے چہرہ پر نور کا ہے جاں گداز	1067/4
آگ غیرت سے قفس کو دوں ہوں چاروں اور سے	1067/5
ہے حزیں نالیدن اس کا نعمہ طنبور سا	1067/6
کیا کہوں منہ تک جگر آتا ہے جب رکتا ہے دل	1067/7

۱۔ تیوں نول کشوری نسوں میں گئے جس سے کوئی معنی برآمد نہیں ہوتے، نسخہ کالج میں نول کو درست ہے۔

۲۔ نسخہ آسی میں کہ ہے مجلس کے ٹٹنے میں بغیر ذکر اختلاف کی درج ہے۔

۳۔ نسخہ آسی میں روز اضطراب درست نہیں۔ نول کشور دوم، سوم اور نسخہ کالج میں زور اضطراب درست ہے۔

1067/8 اس کی ابروئے کشیدہ، خم ہی رہتی ہے سدا؎ یہ کجی اُس تیغ کی تو جوہر ذاتی ہے میاں
1067/9 گات اس اوباش کی لیس کیوں کے بر میں میر ہم
ایک جھر مٹ شال کا، اک شال کی گاتی ہے میاں

﴿1068﴾

1068/1 چنگاریاں گریں ہیں، جب پلکیں ہلتیاں ہیں رونے سے تب تو میرے کچھ آنکھیں چلتیاں ہیں
1068/2 آنکھیں ملا کے اُس سے تک دیکھو حال دل کا وے آنکھریاں جیوں کو اپنے تو ملتیاں ہیں
1068/3 ہم تو بھی فصل گل میں چل نک تو پاس بیٹھیں سر جوڑ جوڑ کیسے کلیاں نکلتیاں ہیں
1068/4 مذکور ذنب رز کا کیا شیخ رہ گزر میں اس سے ابھی ہماری باتیں ہی چلتیاں ہیں
1068/5 دیکھیں تو میر کیا ہو بے طاقی سے حالت
اب تو بہ دیر جانیں اپنی سنھلتیاں ہیں

﴿1069﴾

1069/1 بہار آئی، کھلے گا پھول شاید باغ، صحرا میں جھلک سی مارتی ہے کچھ سیاہی داغ سودا؎ میں
1069/2 نفاق مردماں عاجز سے ہے زعم تکبر پر کہوں کیا، اتفاق ایسا بھی ہو جاتا ہے دنیا میں
1069/3 نموداری ہماری بے کلی سے ایک چشمک ہے ٹھہرنا برق سا اپنا ہے ہو چکنا ہی اس جا میں
1069/4 سخن دس پانچ یاں ہیں جمع کس حسن لطافت سے تفاوت ہے مرے مجموعہ و عقد ثریا میں
1069/5 کنواں دیکھا، نہ کوئی غار میں نے شوق کے مارے بعینہ راہ اندھا سا چلا اُس کی تمنا میں
1069/6 بہت تھا شور و حشت سر میں، میرے شوخ نے میری بہت تھی تصویر، تو زنجیر پہلے کھینچ لی پا میں
1069/7 جدائی کے تعب کھینچے نہیں ہیں میر راضی ہوں
جلا دیں آگ میں یا مجھ کو پھینکیں قبر دریا میں

﴿1070﴾

1070/1 شہروں، ملکوں میں جو یہ میر کہاتا ہے میاں دیدنی ہے، یہ بہت کم نظر آتا ہے میاں
1070/2 عالم آئینہ ہے جس کا وہ مصور بے مثل ہائے کیا صورتیں پردے میں بناتا ہے میاں
1070/3 قسمت اُس بزم میں لائی کہ جہاں کا ساقی دے ہے سب کو، ہمیں زہر پلاتا ہے میاں
1070/4 ہو کے عاشق ترے، جان و دل و دیں کھو بیٹھے جیسا کرتا ہے کوئی، ویسا ہی پاتا ہے میاں
1070/5 حسن اک چیز ہے، ہم ہوویں کہ تو ہونا صحیح ایسی شے سے کوئی بھی ہاتھ اٹھاتا ہے میاں

۱۔ مصرع نسخہ مجلس کے مطابق ہے۔ اسی کے یہاں متن ہے 'اس کی ابروئے کشیدہ، خم ہی رہتی ہیں سدا' مجلس نے اختلاف سے آگاہ ہونا تحریر نہیں کر
۲۔ تیوں نول کشوری نسخوں کے مطابق مطلع ایٹائے جلی کا حال ہے۔ مصرع اول میں 'باغ صحرا' اور ثانی میں 'داغ صحرا' درج ہے۔ نسخہ کالج کے مطا
'داغ سودا' متن ہے جو درست بھی ہے۔ فاروقی صاحب نے شعر شورا انگیز جلد سوم ص ۳۵۱ پر بھی یہی متن درج کیا ہے۔
۳۔ نسخہ مجلس میں میرے سوچ نے میرے آئی کے یہاں 'میرے شوخ نے میرے'، خ کا نقطہ نہیں (ممکن ہے کفایتی انداز کتابت کے سبب
'سوچ' ہی ہو اور درج کے نقطے پر درج کیے ہوں) ہم نے قدرے جرأت قیاس سے کام لے کر مذکورہ مصرع درج کیا ہے۔
۴۔ نسخہ آئی ص ۳۱۹ پر یہ مصرع ناقابل فہم ہے 'حسن اک چیز ہے ہو دین کہ تو ہونا صحیح' مجلس کا متن البتہ درست ہے۔ اس سے اگلے شعر کے مصرع
میں 'جوں کی جگہ سہوا' چون درج ہوا ہے۔

1070/6 جھگڑا اس حادثے کا کوہِ گراں سنگ کو بھی
1070/7 کیا پری خواں ہے جو راتوں کو جگاوے ہے میر
شام سے دل، جگر و جان جلاتا ہے میاں

﴿1071﴾

1071/1 جائے ہے جی نجات کے غم میں
1071/2 نزع میں میرے ایک دم ٹھہرو
1071/3 لعل ہم چھاتیوں پہ جڑ کے پھرے
1071/4 ہے بہت جیب چاکی ہی جوں صبح
1071/5 پر کے تھی بے کلی نفس میں بہت
1071/6 آپ میں ہم نہیں تو کیا ہے عجب
1071/7 بے خودی پر نہ میر کی جاؤ
تم نے دیکھا ہے اور عالم میں

﴿1072﴾

1072/1 جس کا خواباں خیال لیتے ہیں
1072/2 کیا نظر گاہ ہے کہ شرم سے گل
1072/3 دیکھ اُسے ہو ملک سے بھی لغزش
1072/4 کھول کر بال سادہ رو لڑکے
1072/5 تیغ کھینچیں ہیں جب یہ خوش ظاہر
1072/6 دلبراں نقدِ دل کو عاشق کے
1072/7 ہیں گدا میر بھی، ولے دو جہاں
کر کے ایک ہی سوال، لیتے ہیں

﴿1073﴾

1073/1 دُور اس سے جی چکے ہیں ہم اس روزگار میں
1073/2 داغوں سے بھر گیا ہے مرا سینہ نگار
1073/3 کیا اعتبارِ طائرِ دل کی تڑپ کا اب
1073/4 بوسہ لبوں کا مانگتے ہی تم بگڑ گئے
1073/5 دل پھیرے ہم سے خانہ زنجیر، پرِ قریب
1073/6 اس بحرِ حسن پاس نہ خنجر تھا کل، نہ تیغ
1073/7 چلتا ہے ٹک تو دیکھ کے چل پاؤں سے نفس
1073/8 کس کس ادا سے ریتختے میں نے کہے ولے

نسخہ کالج، نول کشور دوم، سوم میں پر قریب شاید درست متن ہے۔ آسی اور مجلس میں کے قریب سے بات بالکل سمجھ نہیں آتی۔
نسخہ آسی میں ولیک ہے جب کہ نسخہ کالج، طبع دوم، سوم میں ولے ہے۔

تڑپے ہے متصل وہ کہاں ایسے روز و شب
ہے فرق میر برق و دل بے قرار میں

1073/9

﴿1074﴾

کیسی وفا و اُلفت ، کھاتے عبت ہو قسمیں
ساون تو اب کے ایسا برسا نہیں ، جو کہیے
گھبرا کے یوں لگے ہے سینے میں دل تڑپنے
جاں کاہ ایسے نالے لوہے سے تو نہ ہو دیں
اب لاغری سے دیں ہیں ساری رگیں دکھائی
اے ابر! ہم بھی برسوں روتے پھیرا کیے ہیں
مدت ہوئی اٹھا دیں تم نے یہ ساری رسمیں
روتا رہا ہوں میں ہی دن رات اس برس میں
جیسے اسیر تازہ بے تاب ہو نفس میں
بے تاب دل کسو کا رکھا ہے کیا جس میں
پر عشق بھر رہا ہے ایک ایک میری نس میں
دریا بندھے پڑے ہیں وادی کے خار و خس میں
کیا میر بس کرے ہے اب زاری آہ شب کی
دل آ گیا ہے اُس کا ظالم کسو کے بس میں

1074/1

1074/2

1074/3

1074/4

1074/5

1074/6

1074/7

﴿1075﴾

روتے ہیں ، نالہ کش ہیں ، یارات دن چلے ہیں
جوں دود، عمر گزری سب بیچ و تاب ہی میں
مرنا ہے خاک ہونا ، ہو خاک اڑتے پھرنا
کس دن چمن میں یارب ہوگی صبا گل افشاں
جب یاد آگئے ہیں پائے حنائی اُس کے
تھا جو مزاج اپنا ، سو تو کہاں رہا ہے
کچھ وہ جو کچھ رہا ہے ہم کانپتے ہیں ڈر سے
اک شور ہی رہا ہے دیوانے پن میں اپنے
پست و بلند دیکھیں کیا میر پیش آئے
اس دشت میں ہم اب تو سیلاب سے چلے ہیں

1075/1

1075/2

1075/3

1075/4

1075/5

1075/6

1075/7

1075/8

1075/9

﴿1076﴾

شرز سے اشک ہیں اب چشم تر میں
نکلیں عاشق و معشوق کے رنگ
بلا ہنگامہ تھا کل اُس کے در پر
گولے کی روش و حشمت زدہ ہم
سماں یاں سانجھ کا سا ہو نہ جاتا
لچکنے ہی نے ہم کو مار رکھا
لگی ہے آگ اک میرے جگر میں
جدا رہتے ہیں ہم دے ایک گھر میں
قیامت گم ہوئی اس شور و شر میں
رہے برجیدہ دامن اس سفر میں
اثر ہوتا اگر آہ سحر میں
کٹاری تو نہ تھی اُس کی کمر میں
رہا تھا دیکھ اودھر میر چلتے
عجب اک نا اُمیدی تھی نظر میں

1076/1

1076/2

1076/3

1076/4

1076/5

1076/6

1076/7

﴿1077﴾

اثر ہوتا ہماری گر دعا میں	1077/1
نہ انکا ہائے ٹک یوسف کا مالک	1077/2
قصور اپنی ہی طولِ عمر کا تھا	1077/3
سخن مشتاق ہیں بندے کے سب لوگ	1077/4
کفن کیا عشق میں میں نے ہی پہنا	1077/5
پیام اُس گل کو اُس کے ہاتھ دیتے	1077/6
جیو خوش یا کوئی ناخوش، ہمیں کیا	1077/7
ہمیں فرہاد و مجنوں جس سے چاہو	1077/8
سراپا ہی ادا و ناز ہے یار	1077/9
بلا زلفِ سیاہ اس کی ہے پُر پیچ	1077/10
ضعیف و زار تنگی سے ہیں ہر چند	1077/11
ولیکن میر اڑتے ہیں ہوا میں	

﴿1078﴾

نچیں جہہ، عاشق اگر دست پائیں	1078/1
جھمکنے لگا خوں تو جائے سرشک	1078/2
رہیں کس کو سانس کہ اب ضعف سے	1078/3
خدا ساز تھا آذرِ بیت تراش	1078/4
چلا یار کی اور جاتا ہے جی	1078/5
جگر سوز ہیں اس کے لعلِ خموش	1078/6
ہمیں بے نیازی نے بٹھلا دیا	1078/7
کہیں دیکھے وہ بیدِ مجنوں کہ ہم	1078/8
کہیں میر عشقِ مجازی ہے بد	1078/9
حقیقت ہو معلوم گر دل لگائیں	

﴿1079﴾

اب کے ماہِ رضاں دیکھا تھا پیانے میں	1079/1
جیسے بجلی کے چمکنے سے کسو کی سدھ جائے	1079/2
وہ تو بالیں سیں آیا تھا ہمارے لیکن	1079/3
آج سنتے ہیں کہ فردا وہ قد آرا ہوگا	1079/4
بارے سب روزے تو گزرے مجھے میخانے میں	
بے خودی آئی اچانک ترے آجانے میں	
سدھ بھی کچھ ہم کو نہ بھی جانے کے گھبرانے میں	
دیر کچھ اتنی قیامت کے نہیں آنے میں	

حق جو چاہے تو بندھی مٹھی چلا جاؤں میر
مصلحت دیکھی نہ میں ہاتھ کے پھیلانے میں

1079/5

﴿1080﴾

میں نالہ کش تھا صبح کو یاد حبیب میں
سورخ پڑ گئے جگرِ عنذلیب میں
سر مارتے ہیں سنگ سے فرہاد کے سے رنگ
دیکھیں تو ہم بھی کیا ہے ہمارے نصیب میں
جانے کو سوئے دوست مسافر ہوئے ہیں ہم
ڈر ہر قدم ہے عشق کی راہ غریب میں
کیا رفتگاں کے ہاتھ سے ہو کتنے اُن کے پاؤں
اکثر جنہوں کا ہاتھ ہے دستِ طبیب میں
دل خستہ، چشم بستہ و زور زد، تس پہ گرد
حیرت ہے ہم کو میر کے حال عجیب میں

1080/1

1080/2

1080/3

1080/4

1080/5

﴿1081﴾

افیوں ہی کے تو دل شدہ ہم روسیہ ہیں
ہو تخت کچھ دماغ تو پھر بادشاہ ہیں
یاں جیسے شمع بزم، اقامت نہ کر خیال
ہم دل کباب پردے میں سرگرم راہ ہیں
کہنا نہ کچھ کبھو، کھڑے حسرت سے دیکھنا
ہم کشتی ہیں واقعی گر بے گناہ ہیں
گہ مہرباں ہو دور سے، گہ آنکھیں پھیر لیں (قطعہ) معشوق آفتاب ہیں، عشاق ماہ ہیں
آنکھیں ہمارے پاؤں تلے کیوں نہ وہ ملیں
ہم بھی تو میر کشتہ طرزِ نگاہ ہیں

1081/1

1081/2

1081/3

1081/4,5

﴿1082﴾

مجھ کو دماغ وصفِ گل یا سمن نہیں
میں جوں نسیم باد فروش چمن نہیں
کہنے لگا کہ لب سے ترے لعل خوب ہے
اس رنگ ڈھنگ سے تو ہمارا سخن نہیں
پہنچا نہ ہوگا منزلِ مقصود کے تئیں
خاک رہ اُس کی جس کا عبیر کفن نہیں
ہم کو خرامِ ناز سے مت خاک میں ملا
دل سے ہے جن کو راہ، یہ اُن کا چلن نہیں
گل کام آوے ہے ترے منہ کے نثار کے
صحت رکھے جو تجھ سے، یہ اُس کا دہن نہیں
کل جا کے ہم نے میر کے ہاں یہ سنا جواب
مدت ہوئی کہ یاں تو وہ غربت وطن نہیں

1082/1

1082/2

1082/3

1082/4

1082/5

1082/6

﴿1083﴾

ہجر تا چند، ہم اب وصل طلب کرتے ہیں
لگ گیا ڈھب تو اُسی شوخ سے ڈھب کرتے ہیں
روز اک ظلم نیا کرتے ہیں یہ دلبر اور
روز کہتے ہیں ستم ترک ہم اب کرتے ہیں
لاگ ہے جی کے تئیں اپنے اُسی یار سے ایک
اور سب یاروں کا ہم لوگ تو سب کرتے ہیں

1083/1

1083/2

1083/3

پانچویں شعر سے صاف ظاہر ہے کہ یہ شعر مابل یا مابعد کے شعر سے باعتبار مضمون منسلک ہے لیکن کسی بھی نسخے میں انہیں قطع قرار نہیں دیا گیا۔ بہت زیادہ نہیں لیکن پھر بھی معنی کی ترسیل میں ان دونوں شعروں کو قطع قرار دینے کے بعد کچھ بہتری پیدا ہوتی ہے۔ گوان دونوں شعروں کا مفہوم متن کی کسی غلطی کے سبب بہر طور واضح نہیں ہوتا۔

تم کبھو میر کو چاہو سو کہ چاہیں ہیں تمہیں	1083/4
ہوں جو بے حال اُس عجوبہ عالم کے لیے	1083/5
میر سے بحث یہ تھی کچھ جو نہ تھے حرف شناس	1083/6
اب سخن کرتے ہیں کوئی تو غضب کرتے ہیں	

﴿1084﴾

مدت ہوئی کہ کوئی نہ آیا ادھر سے یاں	1084/1
وہ آپ چل کے آوے تو شاید کہ جی رہے	1084/2
پوچھے کوئی تو سینہ خراشی دکھائیے	1084/3
آگے تو اشک پانی سے آ جاتے تھے کبھو	1084/4
نپکا کریں ہیں پلکوں سے بے فاصلہ سرشک	1084/5
اے بت! اگر سنہ چشم ہیں مردم، نہ اُن سے مل	1084/6
راہ دُٹا روش کا ہووے ٹھکانا تو کچھ کہیں	1084/7
کیا جانے میر آ گئے تھے کل کدھر سے یاں	

﴿1085﴾

مصرع کوئی کوئی کبھو موزوں کروں ہوں میں	1085/1
بات اپنے ڈھب کی کوئی کرے وہ تو کچھ کہوں	1085/2
اُس دن نظر زمین سے سی دی ہے تو کہے	1085/3
اٹھتا ہے بے دماغ ہی، ہر چند رات کو	1085/4
کب بے دماغی شہر سے دیتی ہے اٹھنے میر	1085/5
یوں تو خیالِ وادیِ مجنوں کروں ہوں میں	

﴿1086﴾

تا چند وہ ستم کرے، ہم درگزر کریں	1086/1
بے رو سے ایسی بات کے کرنے کا لطف کیا	1086/2
کب تک ہم انتظار میں ہر لحظہ بے قرار	1086/3
فریاد و قیس، کوہ گن و دشت گرد تھے	1086/4
سخنِ مسلم اُس سے جدا رہنے میں ولے	1086/5
وہ تو نہیں کہ دیکھیں اس آئینہ رو کو صبح	1086/6
لاویں کہاں سے خونِ دل اتنا کہ میر ہم	1086/7
جس وقت بات کرنے لگیں، چشم تر کریں	

۱۔ شعر شورا انگیز، جلد سوم، ص ۳۷۴، اس غزل کا یہی شعر منتخب کیا، لیکن دوسرے مصرع میں رولیف یاں ہی درج نہیں کی۔

۲۔ طبع سوم اور نسخہ کالج میں 'راہ در دیش' میں واؤ عطف درج نہیں، نسخہ کالج اور طبع دوم میں ہے۔

﴿1087﴾

- تکیے میں اپنے دل کا ہم غم کیا کریں ہیں 1087/1
جب نام دل کا کوئی لے بیٹھتا ہے ناگہ 1087/2
مستوں کی بات کیا ہے، جو کوئی اُس پہ جاوے 1087/3
حکمِ فسانہ سازی پیدا کریں ہیں شب کو 1087/4
کچھ چال میر جی کی آتی نہیں سمجھ میں 1087/5
ہم بھی سلوک ان سے اب کم کیا کریں ہیں

ردیفن _____ دیوان چہارم

﴿1088﴾

- ضعفِ دماغ سے کیا پوچھو، اب تو ہم میں حال نہیں 1088/1
گا ہے گا ہے اُس میں ہم نے منہ اس ماہ کا دیکھا تھا 1088/2
بالوں میں اُس کے دل الجھا تھا، خوب ہوا جو تمام ہوا 1088/3
ایسی متاعِ قلیل کے اوپر چشم نہ کھولیں اہل نظر 1088/4
سرد چہماں کو سیر کیا تھا، کبک خراماں دیکھ لیا 1088/5
دل تو اُن میں پھنس جاتا ہے، جی ڈوبے ہے دیکھ ادھر 1088/6
کب تک دل کے ٹکڑے جوڑوں میر جگر کے ٹکڑوں سے 1088/7
کسب نہیں ہے پارہ دوزی، میں کوئی وصال نہیں

﴿1089﴾

- ہے وضع کشیدہ کا جوشور اُس کی، جہاں میں 1089/1
ہر طور میں ہم حرفِ دشمن لاگ سے دل کی 1089/2
کیا باد نے بھی دستِ تظاول کو دیا طول 1089/3
خوش رنگ ہے کس مرتبہ انہار کا پانی 1089/4
روؤ مرے احوال پہ جوں ابر بہت میر 1089/5
بے طاقتی بجلی کی سی ہے آہ و فغاں میں

﴿1090﴾

- دل کے گئے بیدل کہلائے، آگے دیکھیے کیا کیا ہوں 1090/1
مخزوں ہوویں، مفتوں ہوویں، مجنوں ہوویں، رسوا ہوں

لے متن مطابق نسخہ کالج ہے، آسی، نول کشور دوم، سوم میں مصرع ہے 'کچھ حال میر جی کے آتے نہیں سمجھ میں'۔

نسخہ مجلس میں ردیفن کی اس پہلی ہی غزل کے مطلع میں ہی کتابت کی غلطی سے مصرع بے معنی ہو گیا ہے۔ 'سر پر کی جگہ پر اب درج ہے'۔
سوم، ص ۳۲، طبع دوم۔

- عشق کی رہ میں پاؤں رکھا سور بنے لگے کچھ رفتہ سے 1090/2
 خار و خس اُلجھے ہیں آپھی، بحث انہوں سے کیا رکھیں 1090/3
 ہم بھی گئے جاگہ سے اپنی شوق میں اُس ہر جانی کے 1090/4
 کوئی طرف یاں ایسی نہیں جو خالی ہو دے اس سے میر 1090/5
 یہ طرفہ ہے شور جرس سے چار طرف ہم تنہا ہوں

﴿1091﴾

- کچھ قدر عافیت کی معلوم کی نہ گھر میں 1091/1
 ہر لحظہ بے قراری، ہر لمحہ آہ و زاری 1091/2
 روتے ہی رہنا اکثر، تہہ چاہتا ہے سو تو 1091/3
 یہ بخت دیکھ گاہے آتا ہے آنکھوں میں بھی 1091/4
 کیا راہ چلنے سے ہے اے میر دل مکدر 1091/5
 تو ہی نہیں مسافر، ہے عمر بھی گزر میں

﴿1092﴾

- خوبی رو و چشم سے آنکھیں اٹک گئیں 1092/1
 چلتے سمند ناز کی شوخی کو اُس کی دیکھ 1092/2
 ترپھی نگاہیں پلکیں پھریں اُس کی پھر پھریں 1092/3
 بجلی سا مرکب اُس کا کڑک کر چمک گیا 1092/4
 محبوب کا وصال نہ ہم کو ہوا نصیب 1092/5
 موقوف طور نور کا جھمکا ترا نہیں 1092/6
 وحشت سے بھر رہی تھی نگہ تیر جان کے 1092/7
 گردِ رہ اس کی دیکھتے اپنے اُٹھی نہ حیف 1092/8
 بھردی تھی چشم ساقی میں یارب کہاں کی 1092/9
 کیا میر اُس کی نوک پلک سے سخن کرے 1092/10
 سر تیز چھریاں گزرتی جگر دل تلک گئیں

﴿1093﴾

- ہم سے اُسے نفاق ہوا ہے وفاق میں 1093/1
 شاید کہ جان و تن کی جدائی بھی ہے قریب 1093/2
 عازم پہنچنے کے تھے دل و عرش تک ولے 1093/3
 احراق اپنے قلب کا رونے سے کب گیا 1093/4
 کم اتفاق پڑتے ہیں یہ اتفاق میں 1093/5
 جی کو ہے اضطراب بہت اب فراق میں 1093/6
 آپا قصور اپنے ہی کچھ اشتیاق میں 1093/7
 پانی کی چار بوندیں ہیں کیا احتراق میں 1093/8
 میں نے کتابیں رکھیں اٹھا گھر کے طاق میں 1093/9

دم ناک میں بہ قولِ زناں عاشقوں کے ہیں ہلنا بلا ہے موتی کا اُس کے بلاق میں 1093/6
 اک نور گرم جلوہ فلک پر ہے ہر سحر 1093/7
 کوئی تو ماہ پارہ ہے میر اس رواق میں

﴿1094﴾

صبح ہوئی، گلزار کے طائر دل کو اپنے ٹٹولیں ہیں 1094/1
 باغ میں جو ہم دیوانے سے جانکیں ہیں نالہ کنال 1094/2
 یار ہمارا آساں کیا کچھ سینہ کشادہ ہم سے ملا 1094 3
 مینہ جو برسے ہے شدت سے دیکھ اندھیری کیا ہے یہ 1094 4
 وہ دھوبی کا کم ملتا ہے میل دل اودھر ہے بہت 1094/5
 سرو تو ہے سنجیدہ لیکن پیش مصرعِ قد یار 1094/6
 مرگ کا وقفہ اس رستے میں کیا ہے میر سمجھتے ہو 1094/7
 ہارے ماندے راہ کے ہیں ہم لوگ کوئی دم سولیں ہیں

﴿1095﴾

غزل میر کی کب پڑھائی نہیں 1095/1
 زباں سے ہماری ہے صیاد خوش 1095/2
 کتابت گئی کب کہ اُس شوخ نے 1095/3
 نسیم آئی میرے قفس میں عبث 1095/4
 مری دل لگی اُس کے روہی سے ہے 1095/5
 نوشتے کی خوبی لکھی کب گئی 1095/6
 جدار ہتے برسوں ہوئے کیوں کہ یہ (قطعہ) 1095/7-9
 گلہ ہجر کا سن گئے کہنے لگا
 کہ حالت مجھے غش کی آئی نہیں
 ہمیں اب اُمید رہائی نہیں
 بنا اُس کی گڈی اڑائی نہیں
 گلستاں سے دو پھول لائی نہیں
 گل تر سے کچھ آشنائی نہیں
 کتابت بھی ایک اب تک آئی نہیں
 جدار ہتے برسوں ہوئے کیوں کہ یہ (قطعہ)
 ہماری تمہاری جدائی نہیں
 سبہ طالعی میری ظاہر ہے اب
 نہیں شب کہ اُس سے لڑائی نہیں

﴿1096﴾

دل کی لاگ بری ہے ہوتی، جنگے بھلے مر جاتے ہیں 1096/1
 رنگ نہ بدلے چہرے کا کیونکر، آنکھیں بیٹھی جائیں نہ کیوں 1096/2
 جی ہی جائے ہے میر جو اپنا دیر کی جانب کیا کر پے 1096/3
 یوں تو مزاج طرف کعبے کے بہتیرا ہم لاتے ہیں

﴿1097﴾

- 1097/1 دل کی کچھ تقصیر نہیں ہے، آنکھیں اُس سے لگ پڑیاں
 1097/2 مار رکھا سو اُن نے مجھ کو، کس ظالم سے جا لڑیاں
 1097/3 ایک نگہ میں مر جاتا ہے عاشق کو چمک دل اُس کا
 1097/4 زہر بھری کیا کام آتی ہیں گووے آنکھیں ہوں بڑیاں
 1097/5 عقدے داغ دل کے شاید دستِ قدرت کھولے گا
 1097/6 ناخن سے تدبیر کے میرے کھلتی نہیں یہ گل جھڑیاں
 1097/7 شخص تھے کیا وے وقت وساعتِ جن میں لگا تھا دل اپنا
 1097/8 سال پہر ہے اب تو ہم کو، ماہ برابر ہیں گھڑیاں
 1097/9 میر بلائے جان رہے ہیں دنوں فراق وصل اُس کے
 1097/10 ہجر کی راتیں وہ بھاری تھیں، ملنے کے دن کی یہ کڑیاں

﴿1098﴾

- 1098/1 بھلا ہوا کہ دل مضطرب میں تاب نہیں
 1098/2 بہت ہی حال برا ہے اب اضطراب نہیں
 1098/3 جگر کا لوہو جو پانی ہو بہہ نکلتا ہے
 1098/4 سو ہو چکا کہ مری چشم اب پُر آب نہیں
 1098/5 دیارِ حسن میں دل کی نہیں خریداری
 1098/6 وفا متاع ہے اچھی پہ یاں کے باب نہیں
 1098/7 حساب پاک ہو روزِ شمار میں تو عجب
 1098/8 گناہ اتنے ہیں میرے کہ کچھ حساب نہیں
 1098/9 گزر ہے عشق کی بے طاقتی سے مشکل آہ
 1098/10 دنوں کو چین نہیں ہے، شبوں کو خواب نہیں
 1098/11 جہاں کے باغ کا یہ عیش ہے کہ گل کے رنگ
 1098/12 ہمارے جام میں لوہو ہے سب، شراب نہیں
 1098/13 تلاش میر کی اب سے کدوں میں کاش کریں
 1098/14 کہ مسجدوں میں تو وہ خانماں خراب نہیں

﴿1099﴾

- 1099/1 ہم کو کہنے کے تئیں بزم میں جا دیتے ہیں
 1099/2 بیٹھے پاتے نہیں ہم کہ اٹھا دیتے ہیں
 1099/3 اُن طیوروں سے ہوں میں بھی اگر آتی ہے صبا
 1099/4 باغ کے چار طرف آگ لگا دیتے ہیں
 1099/5 گرچہ ملتے ہیں خنک غیرتِ مہ یہ لڑکے
 1099/6 دل جگر دونوں کو یک لخت جلا دیتے ہیں
 1099/7 دیر رہتا ہے ہما لاش پہ غم کشتوں کی
 1099/8 استخاں اُن کے جلے کچھ تو مزا دیتے ہیں
 1099/9 اُس شبِ حسن کا اقبال کہ ظالم کے تئیں
 1099/10 ہر طرف سیکڑوں درویش دعا دیتے ہیں
 1099/11 دل جگر ہو گئے بے تاب غمِ عشق جہاں
 1099/12 جی بھی ہم شوق کے ماروں کے دعا دیتے ہیں
 1099/13 کیونکہ اس راہ میں پار کیجئے کہ صاحبِ نظراں
 1099/14 یاں سے لے وال تئیں آنکھیں ہی بچھا دیتے ہیں
 1099/15 ملتے ہی آنکھ ملی اُس کی تو پر ہم بے تہ
 1099/16 خاک میں آپ کو فی الفور ملا دیتے ہیں
 1099/17 طرفہ صناع ہیں اے میر یہ موزوں طبعاں
 1099/18 بات جاتی ہے بگڑ بھی تو بنا دیتے ہیں

﴿1100﴾

- 1100/1 جی مارا بے تابی دل نے، اب کچھ اچھا ڈھنگ نہیں
 1100/2 رنگ تپیدن کی شوخی سے منہ پر میرے رنگ نہیں

۱۔ نول کشوردوم میں کی دعا آسی کے یہاں کو دعا اور نختہ کالج میں کی دعا ہے غالباً یہ کے دعا ہے۔ کے مصرع میں جی کے لیے ہے۔

- 1100/2 وہ جو خرام ناز کرے ہے، ٹھوکر دل کو لگتی ہے
1100/3 ہم بھی عالم فقر میں ہیں پر ہم سے جو مانگے کوئی فقیر
1100/4 ہاتھ پہ ہاتھ دھرے ہو گے کیا میرے طور شتابی ہو
1100/5 شعر میر بھی پڑھتا ہے تو اور کسو کا لے کر نام
کیوں کر کہیے اس ناداں کو نام سے میرے ننگ نہیں

﴿1101﴾

- 1101/1 وہ نہیں اب کہ فریبوں سے لگا لیتے ہیں
1101/2 کچھ تفاوت نہیں ہستی و عدم میں، ہم بھی
1101/3 ناز کی ہائے رے طالع کی ٹکڑی سے کبھو
1101/4 صحبت آخر کو بگڑتی ہے سخن سازی سے
1101/5 ہم فقیروں کو کچھ آزار تمہیں دیتے ہو
1101/6 چاک سینے کے ہمارے نہیں سینے اچھے
1101/7 میر کیا سادے ہیں، بیمار ہوئے جس کے سبب
اُسی عطار کے لڑکے سے دوا لیتے ہیں

﴿1102﴾

- 1102/1 تھکے چارہ جوئی سے، اب کیا کریں
1102/2 گلستاں میں ہم غنچہ ہیں دیر سے
1102/3 نہیں چاہتا جی کچھ اب سیر ہیں
1102/4 بہ خود جستجو میں نہ اُس کی رہے
1102/5 غضب ہے یہ اندازِ رفاہِ عشق
1102/6 بلا شور ہے سر میں، ہم کب تک
1102/7 کہیں دل کی مرغانِ گلشن سے کیا
1102/8 کچا عشق کا جوش دل میں بھلا
1102/9 بُرے حال اُس کی گلی میں ہیں میر
جو اُٹھ جائیں واں سے تو اچھا کریں

﴿1103﴾

- 1103/1 ہجر میں روتا ہوں ہر شب میں تو اس صورت سے یاں
1103/2 کس قدر بیگانہ خو ہیں مردمانِ شہرِ حسن
وے اندھیری مینہ بر سے جو کبھو شدت سے یاں
بات کرنا رسم و عادت ہی نہیں اُلفت سے یاں

۱۔ اُسی کے یہاں اُن سے دل کے ننگ نہیں، درست نہیں۔ نسخہ کالج اور طبع دوم میں متن کے مطابق مصرع درج کیا ہے۔
۲۔ اُسی مجلس میں تو کچھ چلنے میں درنگ نہیں، ہم نے نسخہ کالج اور طبع دوم کی سند سے مذکورہ مصرع درج کیا ہے۔
۳۔ نسخہ اُسی میں وہ جب کہ نسخہ کالج اور طبع دوم میں دئے ہے۔

- 1103/3 اُٹھ گئے ہیں جب سے ہم سونا پڑا ہے باغِ سب
1103/4 سر کوئی پھوڑے محبت میں تو ہارے اس طرح
1103/5 دل کشی اس بزم کی ظاہر ہے تم دیکھو تو ہو
1103/6 صورتوں سے خاک واں یہ عالم تصویر ہے
1103/7 فہمِ حرفوں کے تنافر کا بھی یاروں کو نہیں
1103/8 پنج روزہ عمر کرے عاشقی یا زاہدی
1103/9 کیا سرِ جنگ و جدل ہو بے دماغِ عشق کو
صلح کی ہے میر نے ہفتاد و دو ملت سے یاں

﴿1104﴾

- 1104/1 داغِ فراق سے کیا پوچھو ہو، آگ لگائی سینے میں
1104/2 چاک ہو ادل، ٹکڑے جگر ہے، لوہور وئے آنکھوں سے
1104/3 گوندھ کے گویا پتی گل کی وہ ترکیب بنائی ہے
1104/4 اس صورت کا ناز نہ تھا کچھ دب چلتا تھا ہم سے بھی
1104/5 لوگوں میں اسلام کے ہو تالشہرت اس رسوائی کی
1104/6 دل نہ ٹولیں کاش کے اُس کا سر دی مہر تو ظاہر ہے
1104/7 میر نے کیا کیا ضبط کیا ہے شوق میں اشکِ خونیں کو
کہیے جو تقصیر ہوئی ہو اپنا لوہو پینے میں

﴿1105﴾

- 1105/1 اب ہوسِ ناک ہی مردم ہیں ترے یاروں میں
1105/2 کوچہ یار تو ہے غیرتِ فردوس، ولے
1105/3 ہو کے بد حال محبت میں کھنچے آخر کار
1105/4 جی گیا ایک دمِ سرد ہی کے ساتھ اپنا
1105/5 اب درِ بازِ بیاباں میں قدم رکھیے میر
کب تک تنگ رہیں شہر کی دیواروں میں

﴿1106﴾

- 1106/1 عالمِ علم میں ایک تھے ہم وے حیف ہے اُن کو گیاں نہیں
1106/2 کس اُمید پہ ساکن ہو وے کوئی غریبِ شہر اُس کا
1106/3 ہائے لطافتِ جسم کی اُس کے، مر ہی گیا ہوں پوچھو مت

۱۔ نسخہ آسی اور مجلس میں 'حسرت سے یاں غلط ہے۔ نسخہ کالج اور طبع دوم میں حیرت سے یاں درست ہے۔
۲۔ نسخہ کالج اور طبع دوم میں ہونا درست نہیں لیکن آسی اور مجلس میں ہوتا بھی درست نہیں، ہو اور تا الگ الگ درج کرنا ضروری ہیں۔
۳۔ س مصرعے میں نسخہ آسی نے دو غلطیاں کی ہیں، ایک تو وے کو وے اور دوسری گیاں کے قافیے میں 'ن' کا نقطہ درج نہیں کیا۔

- یار سے کہنے کہتے ہیں پر کہنا کچھ آسان نہیں
ہم کو خیال ادھر ہی کا ہے، اُن کو ادھر کا دھیان نہیں
عقل سے بھی بہرہ ہے مجھ کو، اتنا میں نادان نہیں
لائق اپنی وحشت کے اُس عرصے کا میدان نہیں
جا بھی چکی ہے دل کی ہوس اب جینے کا ارمان نہیں
شور نہیں یاں سنتا کوئی میر قفس کے اسیروں کا
گوش نہیں دیوار چمن کے، گل کے شاید کان نہیں

﴿1107﴾

- رسوا ہو کر مارے جاویں، اُس کو بھی بدنام کریں
ٹوپی لنگوٹی پاس اپنے ہم اس پر کیا انعام کریں
ان طوروں سے عاشق کیوں کر صبح کو اپنی شام کریں
دستے کے دستے کاغذ ہو، جو دل کا حال ارقام کریں
سجدہ ایک اُس تیغ تلے کا ان سے ہو تو سلام کریں
وہ سو یہی کہہ بھیجے ہے باہر، جاویں اب آرام کریں
میل گدائی طبع کو اپنے کچھ بھی نہیں ہے ورنہ میر
دو عالم کو مانگ کے لاویں ہم جو تک ابرام کریں

﴿1108﴾

- مردّت قحط ہے آنکھیں نہیں کوئی ملاتا یاں
وہیں میں کاش مر جاتا، سراسیمہ نہ آتا یاں
محبّت دشمن جاں ہے جو میں معلوم یہ کرتا
تو کاہے کو کسو سے میر اپنا دل لگاتا یاں

﴿1109﴾

- کیوں کر کہیے بہشتی رُو ہے اس خوبی سے حور نہیں
کس وادی آبادی میں یہ حرف و سخن مشہور نہیں
اور کریں نظارا اُس کا، ہم کو یہ منظور نہیں
قدرے دست قدرت سے یاں حیف ہمیں مقدور نہیں
سویاں گھراوڑ ہیں سارے، اک منزل معمور نہیں

۱۔ نسخہ آسی اور مجلس میں جس چھپا ہے جب کہ دیتے ہیں کے ساتھ جن ہی درست لفظ ہے۔
۲۔ نسخہ کالج اور طبع دوم کا متن درج غزل کیا ہے۔ آسی اور مجلس میں مصرعوں ہے منہ کھولے تو روز روشن، زلف بکھیرے رات ہے پھر۔
۳۔ آسی کے یہاں پڑھتے ہو جب کہ نسخہ کالج اور طبع دوم میں پڑھتے رہو کی مطابقت مصرع ثانی سے بہتر ہے۔
۴۔ نسخہ مجلس وہ سو بھی کہہ درست نہیں، آسی کے نسخے میں 'یہی' ہے، 'بھی' سے 'یہی' بہتر ہے۔

عشق و جنوں سے اگر چہ تن پر ضعف و محافت ہے لیکن وحشت گو ہو عرصہ محشر، مجنوں سے رنجور نہیں
1109/6
ہجراں میں بھی برسوں ہم نے میر کیا ہے پاس وفا
1109/7
اب جو کھوٹک پاس بلا لے ہم کو وہ تو دور نہیں

رولیفن۔ دیوان پنجم

﴿1110﴾

تاروں کی جیسے دیکھیں ہیں آنکھیں لڑائیاں 1110/1
پیری ہے اب تو کہیے سو کیا کہیے ہم نشیں! 1110/2
ظلم و ستم سے خون کیا پھر دبا دیا 1110/3
میں آپ چھیڑ چھیڑ کے کھاتا ہوں گالیاں 1110/4
سنتا نہیں ہے شعر بھی وہ حرف ناشنو 1110/5
باتیں کڈھب رقیب کی ساری ہوئیں قبول 1110/6
مجلس میں تو خفیف ہوئے اُس کے واسطے 1110/7
عالم کے ساتھ جائیں چلے کس طرح نہ ہم 1110/8
اس بے نشان کی ایسی ہیں چندیں نشانیاں
کس رنج و غم میں گزریں ہیں اپنی جوانیاں
برباد کیا گئی ہیں مری جاں فشائیاں
خوش آگئیں ہیں اُس کی مجھے بد زبانیاں
دل ہی میں خوں ہوا کیس مری نکتہ دانیاں
مجھ کو لے جو ان سے عشق تھا میری نہ مانیاں
پھر اور ہم سے اُٹھتی نہیں سرگرائیاں
عالم تو کاروان ہے، ہم کاروانیاں
سر رفتہ سن نہ میر کا گر قصدِ خواب ہے
نیندیں لپٹتیاں ہیں سنے یے کہانیاں

﴿1111﴾

رساتے ہی آتے ہو اہل ہوس میں 1111/1
درا میں کہاں شور ایسا دھرا تھا 1111/2
ہمیں عشق میں بے بسی بے کسی ہے 1111/3
نہ رہ مطمئن تسمہ بازِ فلک سے 1111/4
بہت روئے پردے میں جب دیدہ تر 1111/5
تن زرد و سٹ لاغر میں ظاہر رگیں ہیں 1111/6
محبت، وفا، مہر کرتے تھے باہم 1111/7
تمہیں ربط، لوگوں سے ہر قسم کے، ہے 1111/8
ہوا ہی کو دیکھیں ہیں اے میر اسیراں 1111/9
لگا دیں مگر آنکھیں چاکِ قفس میں

۱۔ نسخہ آسی میں تجھ کو درست نہیں، نسخہ کالج اور طبع دوم میں مجھ کو درست ہے۔
۲۔ نسخہ آسی میں رساتے ہوئے، آتے ہوئے جب کہ نسخہ کالج میں رساتے ہی آتے ہوئے بہتر ہے۔
۳۔ نسخہ کالج اور نول کشور دوم کا متن جواد پر درج کیا ہے، آسی کے متن زار لاغر میں سے بہتر ہے۔ زار اور لاغر مترادف ہیں۔

﴿1112﴾

غم ہجراں میں گھبرا کر اٹھا میں	1112/1
شگفتہ خاطری اس بن کہاں تھی	1112/2
کسو سے دل نہیں ملتا ہے یا رب	1112/3
تعارف ہم صفیروں سے نہیں کچھ	1112/4
کیا صبر آخر آزارِ دلی پر	1112/5
نہ عنقا کا کہیں نام و نشاں تھا	1112/6
ہوا تھا میر مشکل عشق میں کام	1112/7
کیا پھر جگر تب کی دوا میں	

﴿1113﴾

فریاد سے کیا لوگ ہیں دن ہی کو عجب میں	1113/1
حسرت کی جگہ ہے نہ کہ سبزاں گل اندام	1113/2
افسادگی پر بھی نہ چھو دامن انہوں کا	1113/3
کر خوف ملکِ حسد کی جو سرخ ہیں آنکھیں	1113/4
پایا نہ کہنوں نے اُسے کوشش کی بہت میر	1113/5
سب سالک و مجذوب گئے اس کی طلب میں	

﴿1114﴾

اُس کو دل سا مکان دیتے ہیں	1114/1
کیونکہ خوش خواں نہ ہو دیں اہلِ چمن	1114/2
نو خطاں پھیر لیں ہیں منہ یعنی	1114/3
جان کیا گوہر گرامی ہے	1114/4
ہندو بچوں سے کیا معیشت ہو	1114/5
یہ عجب گم ہوئے ہیں جس کے لیے	1114/6
گلِ خواہاں میں میر مہر نہیں	1114/7
ہم کو غیروں میں سان دیتے ہیں	

﴿1115﴾

پلیں پھریں ہیں کچھی بھویں ہیں ترچھی تیکھی نگاہیں ہیں	1115/1
اس اوباش کی سادگی دیکھو شوخی سے ہم چاہیں ہیں	

آسی اور مجلس میں گیا صبر، غلطی ہے، کتابت کی یا تدوین کی۔ کیا صبر ہی ضرورت شعر ہے۔

نسخہ کالج میں یہ نادر لفظ 'کلک' حسد' درست متن ہے۔ نول کشور دوم میں ہو کتابت سے 'کلک' خشت ہوا، اس سے آسی صاحب نے 'گل' خشت اختراع فرمایا ہے۔ 'گل' بالکسر ہو یا بالضم، دونوں بے معنی ہیں۔ 'کلک' حسد' سے مراد ایسا نادار اور بے خانماں شخص جو راتیں بے سروسامانی سب آگ کے الاؤ کے گرد گزرتا ہو۔

- 1115/2 کیا پہناؤ خوش آتا ہے ان لڑکے چسپاں پوشوں کا
1115/3 ضبط گریہ دل سے ہو تو کوزے میں دریا کرنا ہے
1115/4 جب سے جدا میں ان سے ہوا ہوں حال عجب ہے روز و شب
1115/5 دل ہے داغ، جگر ہے ٹکڑے، رہ جاتے ہیں چپکے سے
1115/6 دل اُنکھے اُن بالوں میں تو آخر سودا ہوتا ہے
1115/7 یہ بھی سماں خوش ترکیبوں کا میر نہ اپنے دل سے گیا
سوتے سے اٹھ کر آنکھیں ملیں ہیں، لے انگڑائی جما ہیں

﴿1116﴾

- 1116/1 صبر کیا ہے برسوں ہم نے رات سے بے طاقت سے ہیں
1116/2 رسمِ لطف نہیں ہے مطلق شہرِ خوشِ محبوباں میں
1116/3 عشق کے دین اور مذہب میں مرجانا واجب آیا ہے
1116/4 ملنا نفروں سے اُن کا چھوٹا آ کر میری صحبت میں
1116/5 فرصت اُن کو کم ہے اگرچہ پر ملتے ہیں قابو پر
برسوں میر سے مل دیکھا ہے کچھ دے کم فرصت سے ہیں

﴿1117﴾

- 1117/1 ہر چند میرے حق میں کچھ اُس کا ستم نہیں
1117/2 درویش جو ہوئے تو گیا اعتبار سب
1117/3 حیرت میں سکتے سے بھی مرا حال ہے پرے
1117/4 مستغنی کس قدر ہیں فقیروں کے حال سے
1117/5 شاید جگر کا کام تمہاری کو کھینچ گیا
1117/6 غم اس کا کچھ نہیں، ہمیں گو لوگ کچھ کہیں
1117/7 کہنے لگا کہ میر تمہیں بیچوں گا کہیں
تم دیکھو نہ کہو، غلام اس سے کہ ہم نہیں

﴿1118﴾

- 1118/1 دل جلتے کچھ بن نہیں آتی، حال بگڑتے جاتے ہیں
1118/2 رنگِ ثباتِ جن کا اڑایا بادِ تند خزاں نے سب
1118/3 طینت میں ہے نیاز جنہوں کے مہبودان کی سب ہے زمیں
جیسے چراغِ آخری شب، ہم لوگ نبڑتے جاتے ہیں
برگ و بار و نورس گل کے غنچے جھڑتے جاتے ہیں
خاک جو یہ پامال ہے اس سے سرگور گڑتے جاتے ہیں

۱۔ نسخہ مجلس جلد چہارم، ص ۱۰۶ پر ملنا انفروں۔۔۔ درج ہے۔

۲۔ نسخہ آسی ص ۵۸۸، کیا اعتبار درست نہیں۔ گیا اعتبار سے شعر میں معنی پیدا ہوئے ہیں۔

۳۔ نسخہ آسی میں بھونویں خم نہیں درست نہیں، نسخہ کالج اور طبع دوم میں بھوں میں خم درست ہے۔

۴۔ آسی اور مجلس دونوں کے یہاں بالصراحت خم اُس کے درج ہے، حالانکہ یہاں شعر کے معنی تقاضا اس کے کار کر رہے ہیں۔

- 1118/4 راہ عجب در پیش ہے ہم کو یاں سے تنہا جانے کی
1118/5 ضعفِ دماغ سے افتاں خیزاں چلتے ہیں ہم راہ ہوس
1118/6 قد کو اپنے حشر خرام کے ایک نہیں لگ سکتا ہے
1118/7 میر بلا ناساز طبیعت لڑکے ہیں خوش ظاہر بھی
ساتھ ہمارے راہ میں ہیں پھر ہم سے لڑتے جاتے ہیں

﴿1119﴾

- 1119/1 عشق نے ہم کو مار رکھا ہے جی میں اپنے تاب نہیں
1119/2 کوئی سبب ایسا ہو یا رب جس سے عزت رہ جاوے
1119/3 قحط نہیں ہے دل کا اب، من مارے تم کیوں پھرتے ہو
1119/4 خط کا جواب نہ لکھنے کی کچھ وجہ نہ ظاہر ہم پہ ہوئی
1119/5 رونا روز شمار کا مجھ کو آٹھ پہر اب رہتا ہے
1119/6 رنگ شکستہ، دل ہے شکستہ، سر ہے شکستہ مستی میں
1119/7 ٹھہریں میر کو جاگہ ہم دل کو قرار جو تک آوے
ہو کے فقیر اُس در پر بیٹھیں اس کے بھی ہم باب نہیں

﴿1120﴾

- 1120/1 آنکھیں سفید، دل بھی جلا انتظار میں
1120/2 دنیا میں ایک دو نہیں کرتا کوئی مقام
1120/3 دیکھی تھیں ایک روز تری مست آنکھیاں
1120/4 انگر تھا دل نہ تھا مرا جس سے تیرے ز میں
1120/5 بے دم ہیں دام گاہ میں اک دم تو چل کے دیکھ
1120/6 محمل کے تیرے گرد ہیں محمل کئی ہزار
1120/7 شور اب چمن میں میری غزل خوانی کا ہے میر
اک عندلیب کیا ہے، کہوں میں ہزار میں

﴿1121﴾

- 1121/1 طلب ہے کام دل کی اُس کے بالوں کی اسیری میں
1121/2 نگہ عزلت میں اُس ابرو کماں کی ہے ادھر یعنی
1121/3 نظیر اُس کی نظر آئی نہ سیاحانِ عالم کو
1121/4 حزیں آواز ہے مرغِ چمن کی کیا جنوں آور
1121/5 جوانی میں نہ رسوائی ہوئی تا میر غم کہتے
ہوئے اطفال تہ بازار گاہک جی کے پیری میں

﴿1122﴾

- 1122/1 دل کی تہ کی کہی نہیں جاتی کیسے تو جی ماریں ہیں
 1122/2 حرف شناس نہ تھے جب تم تو بے پرش تھا بوسہ لب
 1122/3 عشق کے دیوانے کی سلاسل ہلتی ہے تو ڈریں ہیں ہم
 1122/4 وے بھودیں جیدھر ہوں خمیدہ اودھر کا ہے خدا حافظ
 1122/5 دے دے جن لوگوں کو پھرتے آنکھوں ہم نے دیکھا تھا
 1122/6 پیچ و تاب میں بل کھا کھا کر کوئی مرے یاں اُن کو کیا
 1122/7 بڑے بڑے تھے گھر جن کے یاں آثار اُن کے ہیں یہ اب
 میر شکستہ دروازے ہیں ، گری پڑی دیواریں ہیں

﴿1123﴾

- 1123/1 حسن کیا جنس ہے جی اس پہ لگا بیٹھے ہیں
 1123/2 ہم دے ہر چند کہ ہم خانہ ہیں دونوں لیکن
 1123/3 ان ستم کشتوں کو ہے عشق کہ اُٹھ کر یک بار
 1123/4 کیونکہ یاں اُس کا خیال آوے کہ آگے ہی ہم
 1123/5 پیش زد دست دعا ہے وہی شے خواہش ہے
 1123/6 ساری رات آنکھوں کے آگے ہی مری رہتا ہے
 1123/7 باغ میں آئے ہیں پر اُس گل تر بن یک سو
 1123/8 کیا کہوں آئے کھڑے گھر سے تو اک شوخی سے
 1123/9 قافلہ قافلہ جاتے ہیں چلے کیا کیا لوگ
 میر غفلت زدہ حیران سے کیا بیٹھے ہیں

﴿1124﴾

- 1124/1 منہ کیے اودھر زرد ہوئے جاتے ہیں ڈر سے سبک ساراں
 1124/2 جی تو پھٹا دیکھ آئینہ ہر لوبح مزار کا جامہ نما
 1124/3 کی ہے عمارت دل کی جنہوں نے، اُن کی بنا کچھ رکھی رہی
 1124/4 مے خانے میں اس عالم کے لغزش پر مستوں کی نہ جا
 1124/5 کیا ستھر او شفا خانے میں عشق کے جا کر دیکھیں ہیں
 1124/6 بعد صبحی گھگھیا تے گھگھیا تے باچھیں پھٹ بھی گئیں
 1124/7 عشق میں ہم سے تم سے کھیں! تو کھپ جاویں غم کس کو ہے
 مارے گئے ہیں اس میداں میں ، کیا دل والے جگر داراں

۱۔ نسخہ کالج اور نول کشور دوم میں 'تھا' ہے جب کہ آسی اور مجلس میں 'ہے' درج ہے۔

۲۔ آسی کے یہاں اُن کے یہ ہیں اب سے مجلس کا متن مختلف اور بہتر ہے اُن کے ہیں یہ اب۔

۳۔ مجلس کے نسخے کا متن مذکور ہے، آسی کے یہاں ہم ہاتھ اٹھا بیٹھے ہیں درج ہے۔

﴿1125﴾

- 1125/1 حاکم شہر حسن کے ظالم کیوں کہ ستم ایجاد نہیں
1125/2 یاری ہماری یک باری خاطر سے فراموش اُن نے کی
1125/3 کیا کیا مردم خوش ظاہر ہیں عالم حسن میں نام خدا
1125/4 عشق کوئی ہمدرد کہیں مدت میں پیدا کرتا ہے
1125/5 لڑنا کاواکی سے فلک کا پیش پا افتادہ ہے
میر طلسم غبار جو یہ ہے کچھ اس کی بنیاد نہیں

﴿1126﴾

- 1126/1 تدبیر کوئی بتا دے جو آپ کو سنبھالیں
1126/2 قالب میں جی نہیں ہے اُس بن ہمارے گویا
1126/3 محشر میں داؤدِ خواں چاہیں تو کس سے چاہیں
1126/4 طالع نہ ڈالتے کے اپنے کھلے کہ ہم بھی
1126/5 خوش چشم خوب رویاں دیدہ درائے ہیں کتنے
1126/6 عشق و جنوں سے جی تو تنگ آ گیا ہے کاش اب
1126/7 خوں ریزی سے ہماری، اچھا ہے ہاتھ اٹھانا
1126/8 چلتے ہیں ناز سے جب ٹھوکر لگے ہے دل کو
1126/9 منت ہزار کرے مانے نہ ہرگز
میر ایسے غصہ ور کو ہم کس طرح منالیں

﴿1127﴾

- 1127/1 مے کشی صبح و شام کرتا ہوں فاقہ مستی مدام کرتا ہوں
1127/2-3 کوئی ناکام یوں رہے کب تک (قطعہ) میں بھی اب ایک کام کرتا ہوں
یا تو لیتا ہوں داؤدِ دل، یا اب
کام اپنا تمام کرتا ہوں

﴿1128﴾

- 1128/1 ملنے کے دن جب یاد آتے ہیں سدھ بدھ بھولے جاتے ہیں
بے خود ہو جاتے ہیں ہم تو دیر بہ خود پھر آتے ہیں

۱۔ نسخہ کالج میں کھیں درست ہے جب کہ آسی اور مجلس کے نسخوں میں کہیں غلط ہے۔
۲۔ نسخہ کالج میں دیدہ درای درست ہے، ورنہ نول کشور دوم اور آسی کے یہاں دیدہ درای اور مجلس میں سہوا دیدہ درای درج ہے۔
۳۔ آسی کے یہاں آتیں (قدیم املا) نسخہ مجلس میں آئیں (سہو کتابت) نسخہ کالج اور نول کشور دوم میں آئی (جدید املا) ہے۔
۴۔ اس مصرع کا متن نسخہ کالج اور نول کشور دوم کے مطابق، آسی کے یہاں نہایت بے معنی مصرع ہے۔ میر ایسے درد کو ہم کس طرح سے منالیں
۵۔ مطلع سمیت یہ تینوں شعرا ایک مسلسل مضمون بیان کر رہے ہیں لہذا انہیں قطعہ قرار دینا چاہیے لیکن کسی نسخے میں ان اشعار کو (یا کم از کم دو تیسرے شعر کو) مسلسل درج نہیں کیا۔ ہم نے دوسرے، تیسرے شعر کو قطعہ درج کیا ہے۔

ردیفن۔ دیوان ششم

﴿1129﴾

- سر سے ایسی لگی ہے اب کہ جلے جاتے ہیں 1129/1
 اس گلستاں میں نمود اپنی ہے جوں آب رواں 1129/2
 تن بدن ہجر میں کیا کہیے کہ کیسا سوکھا 1129/3
 رہتے دکھائی نہیں دیتے بلاکش اس کے 1129/4
 پھر بخود آئے نہ بد حالی میں بے خود جو ہوئے 1129/5
 خاک پا اس کی ہے شاید کسوکا سرمہ چشم 1129/6
 گرم ہیں اس کی طرف جانے کو ہم لیکن میر 1129/7
 ہر قدم ضعفِ محبت سے ڈھلے جاتے ہیں

﴿1130﴾

- ایسے دیکھے ہیں اندھے لوگ کہیں 1130/1
 مر گئے نا اُمید ہم مجبور 1130/2
 دیر دریا کنارہ کرنا رہا 1130/3
 مرتے تھے اُس گلی میں لاکھوں جہاں 1130/4
 دیر سے میر اٹھ کے کعبے گئے 1130/5
 کیسے کیا، نکلے جا کہیں کے کہیں

﴿1131﴾

- رابطہ باہم ہے کوئی دن کا یاں 1131/1
 گرم ہوا ہوں یاں سے جا کر میں جہاں 1131/2
 پیری میں ہے طفلِ مکتب سا جہول 1131/3
 تو کہے واں نا گہاں بجلی گری 1131/4
 بھولے بھی میں یک نظر دیکھا نہیں 1131/5
 عشق نے تکلیف کی مالا یطاق 1131/6
 کام کچھ آئی نہ دل کی بھی کشش 1131/7
 کیا چھپی ہیں باتیں میرے عشق کی 1131/8
 عشق میں کیونکر بسر کرے گا عمر 1131/9

۱۔ کلیات مرتبہ آسی میں دُبے طبع دوم میں دئے اور نسخہ کالج میں دُلے ہے، یہی نسبتاً بہتر ہے۔

۲۔ نسخہ کالج اور نول کشور دوم میں زور نہیں غلط ہے۔ آسی کے یہاں زور نہیں درست ہے۔

۳۔ آسی کے یاں کہاں نسخہ کالج اور طبع دوم میں نہیں ہے جو بہتر ہے۔

جو زمیں پا لغز تھی شاید کہ میر
ہو وہیں مجبور اس کا آستان

1131/10

﴿1132﴾

اُس سے گھبرا کے جو کچھ کہنے کو آ جاتا ہوں
سچی دشمن کو نہیں دخل مری ایذا میں
گرچہ کھویا سا گیا ہوں، یہ تہ حرف دشمن
خشم کیوں، بے مزگی کا ہے گو، بے لطفی کیا
استقامت سے ہوں جوں کوہ، قوی دل لیکن
مجلس یار میں تو بار نہیں پاتا میں
گاہ باشد کہ سمجھ جائے مجھے رفتہ عشق
یک بیاباں ہے مری بے کسی و تنہائی
تنگ آوے گا کہاں تک نہ مرا قلب سلیم
گر عری عشق ہے ہلکی بھی تہ جو ہدم دل میں
روز و شب، شام و سحر میں تو جلا جاتا ہوں

1132/1

1132/2

1132/3

1132/4

1132/5

1132/6

1132/7

1132/8

1132/9

1132/10

﴿1133﴾

تری راہ میں گرچہ ایسے ماہ ہوں
مرے درپے خون ناحق ہے تو
تری دوستی سے جو دشمن ہیں سب
نہ سمجھو مجھے بے خبر اس قدر
مری کج روی سادگی سے ہے میر
بہت اس رویے پہ گمراہ ہوں

1133/1

1133/2

1133/3

1133/4

1133/5

﴿1134﴾

بہار آئی، مزاجوں کی سبھی تدبیر کرتے ہیں
برہمن زادگان ہند کیا پرکار سادے ہیں
موئے پر اور بھی کچھ بڑھ گئی رسوائی عاشق کی
ہماری حیرت عشقی سے چپ رہ جانے کی، اُس سے
تماشا دیکھنا منظور ہو تو مل فقیروں سے
نہ لکھتے تھے کبھو یک حرف اُس کو ہاتھ سے اپنے
درو دیوار افتادہ کو بھی کاش اک نظر دیکھیں

1134/1

1134/2

1134/3

1134/4

1134/5

1134/6

1134/7

لے آس کے متن میں ہے قدیم نسخوں میں تھی، اس مضمون کے دیگر اشعار میں بھی تھی مذکور ہوا ہے۔

لے نسخہ کالج میں جب کہ آسی اور طبع دوم میں ہوں، ہم نے اتار نسخہ کالج کو بہتر جانا ہے۔

لے نسخہ مجلس میں ابھی ہے۔ یہ صورت وزن سے ساقط ہے۔ بغیر اختلاف درج کیے آس کے نسخے میں بھی ہے۔

خدا ناکردہ رک جاؤں، جہاں رک جائے گا سارا 1134/8 غلط کرتے ہیں لڑکے جو مجھے دلگیر کرتے ہیں

اُسے اصرار خوں ریزی پہ ہے، ناچار ہیں اس میں 1134/9

وگر نہ عجز ثانی تو بہت سی میر کرتے ہیں

﴿1135﴾

طلب ہے کام دل کی اُس کے بالوں کی اسیری میں 1135/1 گدائی رات کو کرتا ہوں خلعت سے فقیری میں

نگہ عزالت میں اس ابرو کماں کی تھی ادھر یعنی 1135/2 لگا تیر اس کا چھاتی میں، ہماری گوشہ گیری میں

نظیر اُس کی نظر آئی نہ سیاحانِ عالم کو 1135/3 سیاحت دُور تک کی، ایک ہے وہ بے نظیری میں

حزین آواز ہے مرغِ چمن کی کیا جنوں آور 1135/4 نہیں خوش زمزمہ دیا ہماری ہم صغیری میں

جوانی میں نہ رسوائی ہوئی تا میر غم کھنچتا 1135/5

ہوئے اطفال تہ بازار گاہک جی کے پیری میں

﴿1136﴾

اب دیکھیں آہ کیا ہو ہم وے جدا ہوئے ہیں 1136/1 بے یار و بے دیار و بے آشنا ہوئے ہیں

غیرت سے نام اس کا آیا نہیں زباں پر 1136/2 آگے خدا کے جب ہم نحو دعا ہوئے ہیں

اہل چمن سے کیوں کر اپنی ہو روشناسی 1136/3 برسوں اسیر رہ کر اب ہم رہا ہوئے ہیں

بے عشق خوب رویاں اپنی نہیں گزرتی 1136/4 اے دوائے کس بلا میں ہم مبتلا ہوئے ہیں

جانا کہ تن میں ہر جا نازک ہے اور دلکش 1136/5 ہم رفیقہ سراپا اس کے بجا ہوئے ہیں

تھے غنچے جیسے زیر دیوارِ باغ طائر 1136/6 شب باشی چمن سے شاید خفا ہوئے ہیں

خرقہ قمیص کا ہے کیا دگر اُس گلی میں 1136/7 ترک لباس کر واں شاہاں گدا ہوئے ہیں

خاموش اُس کے در پر ہو کر فقیر بیٹھے 1136/8 یعنی کہ عاشقی میں ہم بے نوا ہوئے ہیں

عہد شباب گزرا شربِ مدام ہی میں 1136/9 ہم کہنہ سال ہو کر اب پارسا ہوئے ہیں

اظہارِ کم فراغی ہر دم کی بے دماغی 1136/10

ان روزوں میں صاحب کچھ میرزا ہوئے ہیں

﴿1137﴾

بیکار مجھ کو مت کہہ، میں کار آمدہ ہوں 1137/1 بیگانہ وضع تو ہوں پر آشنا زدہ ہوں

میں منہ نہیں لگایا بنتِ العجب کو گاہے 1137/2

تب تھا جوانِ صالح، اب پیرِ میکدہ ہوں

۱ دیوان پنجم میں ۱۱۲۱ نمبر شمار کے تحت بھی یہی غزل چند ادنیٰ لفظی اختلافات کے ساتھ درج ہے۔ نسخہ آسی میں یہ غزلیں ص ۵۹۰ اور پھر ص ۶۵۲ پر اور نسخہ مجلس میں جلد چہارم ص ۱۱۱ اور پھر ص ۲۴۲ پر درج ہوئی ہیں۔ اس غزل کو الگ سے غزل شمار کرنے کی کوئی وجہ نہیں پھر بھی قدیم مرتبین کے اتباع اور چند ادنیٰ لفظی تبدیلیوں کے مطالعے کی غرض سے شامل کی جا رہی ہیں۔

۲ تینوں دول کشوری اشاعتوں میں 'جتنے' ہے۔ یہاں اس لفظ سے مصرع بے معنی رہ جاتا ہے اس لیے قیاسی تصحیح سے 'جیسے' کر لیا ہے۔

۳ نسخہ کالج میں 'خرقہ قمیص' کا ہے 'آسی اور مجلس' میں 'خرقہ قمیص' کیا ہے درست متن ان دونوں کی غلطی دور کرنے کے بعد اوپر درج ہے۔

۴ نسخہ کالج میں 'اظہار فراغی ہر دم' درست نہیں، یہاں 'آسی' کا متن درست ہے۔

﴿1138﴾

- مطلق نہیں ہے بند ہماری زبان میں 1138/1
سورنگ بدلے جاتے ہیں یاں ایک آن میں 1138/2
زنجیر کی سی آتی ہے جھنکار کان میں 1138/3
طاقت تعب کی کم ہے بہت میری جان میں 1138/4
آئی ہے کسر شہد مصفا کی شان میں 1138/5
خورشید و ماہ آتے ہیں کب میرے دھیان میں 1138/6
آگے جو رسم دوستی کی تھی جہان میں 1138/7
سورخ پڑ گئے ہیں تمام آسمان میں 1138/8
اسرار دل کے کہتے ہیں پیر و جوان میں 1138/9
رگینی زمانہ سے خاطر نہ جمع رکھ
شاید بہار آئی ہے دیوانے ہیں جوان
بے وقفہ اس ضعیف پہ جور و ستم نہ کر
اس کے لبوں کے آگے کہنوں نے نبات کی
چہرہ ہی یار کا رہے ہے چت چڑھا سدا
اب میرے اُس کے عہد میں شاید کہ اٹھ گئی
تارے تو یہ نہیں مری آہوں سے رات کی
ابرو کی طرح اُس کی چڑھی ہی رہے ہے میر
نکلی ہے شاخ تازہ کوئی کیا کمان میں

﴿1139﴾

- پیشانی پر ہے نقشہ ، زقار ہے کمر میں 1139/1
جان اُس کے تن کے آگے آتی نہیں نظر میں 1139/2
سورخ پڑ گئے ہیں سارے مرے جگر میں 1139/3
مطلق اثر نہ دیکھا نالیدن سحر میں 1139/4
آتا ہے ہوش مجھ کو اب تو پہر پہر میں 1139/5
ہے ایک سوکھی لکڑی جو بو نہ ہو اگر میں 1139/6
اک شیرہ خانے کی ہے دیوار میرے گھر میں 1139/7
رہتا ہے کچھ جھکتا خوں ناب چشم تر میں 1139/8
آئے ہیں میر کا فر ہو کر خدا کے گھر میں 1139/9
نازک بدن ہے کتنا وہ شوخ چشم دلبر
سینے میں تیر اس کے ٹوٹے ہیں بے نہایت
آئندہ شام کو ہم رویا کڑھا کریں گے
بے سدھ پڑا رہوں ہوں اس مست ناز بن میں
سیرت سے گفتگو ہے ، کیا معتبر ہے صورت
ہمسایہ مغاں میں مدت سے ہوں چنانچہ
اب صبح و شام شاید گریہ پہ رنگ آوے
عالم میں آب و گل کے کیونکر نباہ ہوگا
اسباب گر پڑا ہے سارا مرا سفر میں

﴿1140﴾

- نیند آتی ہے دل جمعی میں ، سو تو دل کو قرار نہیں 1140/1
ہجران کا کچھ اور ہے ساماں اب وہ لیل و نہار نہیں 1140/2
یا جس صید اقلن کے لیے تھے اُس کو ذوقِ شکار نہیں 1140/3
دل کی لاگ اب اپنی ہو کیونکر وہ اُس منہ پہ بہار نہیں 1140/4
ربطِ خاص کسو سے اُسے ہو یہ تو طورِ یار نہیں 1140/5
آنکھ لگی ہے جب سے اُس سے ، آنکھ لگی زہنار نہیں
وصل میں اُس کے روز و شب کیا خوب گزرتی تھی اپنی
خالی پڑے ہیں دام کہیں یا صیدِ دشتی صید ہوئے
سبزہ خط کا گردِ گل رُو بڑھ کانوں کے پار ہوا
لطفِ عمیم اس کا اے سہدم کیوں نہ غنیمت جانیں ہم

۱۔ کلیات میر مرتبہ آسی و نسخہ مجلس میں دیوانہ ہے جو اُس سے مذکورہ بالا متن جو نسخہ کالج میں ہے، درست ہے۔

۲۔ مصرع مطابق نسخہ کالج ہے، آسی اور مجلس میں کیا کوئی تازہ کمان ہے، نسخہ کالج کا متن اس لیے بہتر ہے کہ وہاں 'تازہ' شاخ سے قریب ہے کہ آسی کے یہاں 'تازہ' کمان کے قریب ہو جاتا ہے۔

۳۔ نسخہ آسی میں لطفِ عمیم اُس کا ہے ہدم سے نسخہ کالج کا لطفِ عمیم اس کا اے ہدم اس لیے بہتر ہے کہ اس صورت میں لطفِ عمیم کو باضافت بھی پڑھا جاسکتا ہے۔

۴۔ نسخہ آسی و مجلس میں کسو سے اُس سے ہو غلط ہی نہیں، ناموزوں بھی ہے، کسو سے اُسے ہو کی قیاسی صحیح سے معاملہ حل ہوتا ہے۔

عشق میں اس بے چشم وزو کے طرفہ زویت پیدا کی 1140/6
کس دن اودھر سے اب ہم پر گالی، جھڑکی، مار نہیں
مشتاق اس کے راہ گزر پر برسوں کیوں نہ بیٹھیں میر 1140/7
ان نے راہ اب اور نکالی ایدھر اس کا گزار نہیں

﴿1141﴾

طرفہ، خوش رُو دم خوں ریز، ادا کرتے ہیں 1141/1
وار جب کرتے ہیں، منہ پھیر لیا کرتے ہیں
عشق کرنا نہیں آسان، بہت مشکل ہے 1141/2
چھاتی پھر کی ہے اُن کی جو وفا کرتے ہیں
شوخی چشتی تری پردے میں ہے جب تک، تب تک 1141/3
ہم نظر باز بھی آنکھوں کی حیا کرتے ہیں
نفع بیماری عشقی کو کرے سو معلوم 1141/4
یار مقدور تلک اپنی دوا کرتے ہیں
آگ کا لائحہ ظاہر نہیں کچھ لیکن ہم 1141/5
شیخ تصویر سے دن رات جلا کرتے ہیں
اُس کی قربانیوں کی سب سے جدا ہے رہ و رسم 1141/6
اول وعدہ دل و جان فدا کرتے ہیں
رشتہ ایک آدھ کا جی مارتا ہے عاشق کا 1141/7
ہر طرف اُس کو تو دو چار دعا کرتے ہیں
بند بند اُن کے جدا دیکھوں الہی میں بھی 1141/8
میرے صاحب کو جو بندے سے جدا کرتے ہیں
دل کو جانا تھا گیا، رہ گیا ہے افسانہ 1141/9
روز و شب ہم بھی کہانی سی کہا کرتے ہیں
واں سے یک حرف و حکایت بھی نہیں لایا کوئی 1141/10
یاں سے طومار کے طومار چلا کرتے ہیں
بود و باش ایسے زمانے میں کوئی کیوں کے کرے 1141/11
اپنی بدخواہی جو کرتے ہیں بھلا کرتے ہیں
حوصلہ چاہیے جو عشق کے آزار کھنچیں 1141/12
ہر ستم، ظلم پہ ہم صبر کیا کرتے ہیں
میر کیا جانے کے کہتے ہیں واشد وے تو 1141/13
غنیہ خاطر ہی گلستاں میں رہا کرتے ہیں

﴿1142﴾

نا آشنا کے اپنے، جیسے ہم آشنا ہیں 1142/1
اس طور اس طرح کے ایسے کم آشنا ہیں
باہم جو یاریاں ہیں اور آشنائیاں ہیں 1142/2
سب ہیں نظر میں اپنی، ہم عالم آشنا ہیں
ماتم کدہ ہے تکیہ کیا تازہ کچھ ہمارا 1142/3
یک جافقیر کب سے ہم سب غم آشنا ہیں
تحریر راز دل کی مشکل ہے کیونکہ کریے 1142/4
کاغذ قلم ہمارے کب محرم آشنا ہیں
یاری جہانیوں کی کیا میر معتبر ہے 1142/5
نا آشنا ہیں یک دم یے اک دم آشنا ہیں

﴿1143﴾

دم ہے مہلت شیب میں جائے گا اب یہ غم کہاں 1143/1
تم ہوئے رعنا جواں بالفرض، لیکن ہم کہاں
عالم عالم جمع تھے خواباں جہاں صافا ہوا 1143/2
گرچہ عالم اور ہے اب واں پہ وہ عالم کہاں
تھی بلا شوخی شرارت یار کی ہنگامہ ساز 1143/3
شوریوں تو اوروں کا بھی ہے، پہ وہ اودھم کہاں
کیا جنوں ہے تم کو جو تم طالب ویرانہ ہو 1143/4
جس کو فردوس بریں کہتے ہیں واں آدم کہاں
جس دم میں شیخ جو کرتا نہیں حرف و سخن 1143/5
حق طرف ہے اُس کے، اُس بیہودہ گوئیں دم کہاں

ہوسو ہو میں میراب تو دم بخود ہوں ہجر میں
کیا لکھوں تہ دل کی باتیں، کاغذ و محرم کہاں

143/6

﴿1144﴾

- گر روزگار ہے یہی ہجران یار میں 1144/1
کچھ ڈر نہیں جو داغ جنوں ہو گئے سیاہ 1144/2
کیا بے قرار دل کی تسلی کرے کوئی 1144/3
بے تاب دل نہ دفن ہوائے کاش میرے ساتھ 1144/4
وہ سنگ دل نہ آیا بہت دیکھی اُس کی راہ 1144/5
تھمتا نہیں ہے رونا علی الاتصال کا 1144/6
مربوط کیسے کیسے کہے رہتے ولے 1144/7
تھی بزم شعر رات کو شاعر بہت تھے جمع 1144/8
دنبالہ گردی قیس نے بہتری کی ولے 1144/9
اب ذوق صید اس کو نہیں ورنہ پیش ازیں 1144/10
منہ چاہیے جو کوئی کسو سے حساب لے 1144/11
گنتی کے لوگوں کی وہاں صف ہو دے گی کھڑی 1144/12
تو میر کس شمار میں ہے، کس قطار میں

﴿1145﴾

- گو کہ بت خانے جا رہا ہوں میں 1145/1
سب گئے دل، دماغ، تاب و توان 1145/2
برق تو میں نہ تھا کہ جل بجھتا 1145/3
اس کی بیگانہ وضعی ہے معلوم 1145/4
دیکھو کب تیغ اُس کی آ بیٹھے 1145/5
اُس کی گردِ سمند کا مشتاق 1145/6
دور کے لوگ جن نے مارے قریب 1145/7
مجھ کو بد حال رہنے دیں اے کاش 1145/8
دل جلوں کو خدا جہاں میں رکھے 1145/9
کچھ رہا ہی نہیں ہے مجھ میں میر 1145/10
جب سے اُن سے جدا رہا ہوں میں

۱۔ متن مطابق نسخہ آسی ہے نسخہ کالج اور نول کشور دوم میں مصرع یوں ہے با شقائق ہی بارہا ہوں میں۔
۲۔ آسی و مجلس اُس سے نسخہ کالج اور طبع دوم اُن سے۔

ردیف و دیوانِ اوّل

﴿1146﴾

(قبل از 1752ء)

- 1146/1 فلک نے گر کیا رخصت مجھے سیر بیاباں کو
1146/2 وہ ظالم بھی تو سمجھے کہہ رکھا ہے ہم نے یاراں کو
1146/3 نہیں یہ بید مجنوں گردشِ گردوں، گرداں نے
1146/4 ہوئے تھے جیسے، مرجاتے پر اب تو سخت حسرت ہے
1146/5 کہیں نسلِ آدمی کی اٹھ نہ جاوے اس زمانے میں
1146/6 تجھے گر چشمِ عبرت ہے تو آندھی اور بگولے سے
1146/7 ہوائے ابر میں گرمی نہیں جو تو نہ ہو ساقی
1146/8 جلیں ہیں کب کے مڑگاں، آنسوؤں کی گرم جوشی سے
1146/9 غرورِ ناز سے آنکھیں نہ کھولیں اُس جفاؤ نے
1146/10 نہ سی چشمِ طمعِ خوانِ فلک پر خام دستی سے
1146/11 گئے ناواقفِ شادی اگر ہم بزمِ عشرت میں
1146/12 نہیں ریگِ رواں، مجنوں کے دل کی بے قراری نے
1146/13 کسی کے واسطے رسوائے عالم ہو پہ جی میں رکھ
1146/14 گری پڑتی ہے بجلی ہی تبھی سے خرمنِ گل پر
1146/15 غرورِ نازِ قاتل کو لیے جا ہے کوئی پوچھے
1146/16 وہ تخمِ سوختہ تھے ہم کہ سرسبزی نہ کی حاصل
1146/17 ہوا ہوں غنچہ پڑمردہ آخر فصل کا تجھ بن
1146/18 غم و اندوہ و بیتابی، الم، بے طاقتی، حراماں
1146/19 بہت روئے جو ہم یہ آستیں رکھ منہ پہ اے بجلی
1146/20 مزاج اس وقت ہے اک مطلعِ تازہ پہ کچھ مائل

کہ بے فکرِ سخن بٹی نہیں ہرگز سخنِ داں کو

﴿1147﴾

(قبل از 1752ء)

- 1147/1 نسیمِ مصر کب آئی سواہِ شہرِ کنعاں کو
1147/2 زبانِ نوحہ گر ہوں میں قضا نے کیا ملایا تھا
1147/3 کوئی کاٹا سر رہ کا ہماری خاک پر بس ہے

۱۔ نسخہ آسی میں نول کشور سوم کے تتبع میں بنے درج ہے۔ نسخہ کالج طبع دوم میں لے ہے۔ اصل میں یہ گئے ہے جو سواہ لے اور پھر بنے بن گیا۔

۲۔ نسخہ مجلس میں سرور کو سرور لکھا گیا ہے۔ جلد اول، ص ۳۶۵۔

- 1147/4 یہ کیا جانوں ہوا سینے میں کیا اس دل کو اب واضح
 1147/5 گل و سنبل ہیں نیرنگ قضا، مت سرسری گزرے
 1147/6 صدائے آہ جیسی تیر، جی کے پار ہوتی ہے
 1147/7 کریں بال ملک فرخ رہ اس ساعت کہ محشر میں
 1147/8 کیا سیر اس خرابے کا بہت اب چل کے سورہیے
 1147/9 بہائے سہل پر دیتے ہیں کس محبوب کو کف سے
 1147/10 تری ہی جستجو میں گم ہوا ہے کہہ کہاں کھویا
 جگر خون گشتہ، دل آزرده میر اس خانہ ویراں کو

﴿1148﴾

- 1148/1 قہ کھینچے ہے جس وقت تو ہے طرفہ بلا تو
 1148/2 گر اپنی روش راہ چلا یار تو اے کبک
 1148/3 بے گل نہیں بلبل تجھے بھی چین یہ دیکھیں
 1148/4 خوش زد ہے بہت اے گل تر تو بھی لیکن
 1148/5 کیا جائے اے گوہر مقصد تو کہاں ہے
 1148/6 اس چین سے اب دل کو اٹھا بیٹھیں گے ہم بھی
 1148/7 منظر میں بدن کے بھی یہ اک طرفہ مکاں تھا
 1148/8 تھے چاک گریبان گلستاں میں گلوں کے
 1148/9 بے ہوشی سی آتی ہے تجھے اُس کی گلی میں
 گر ہو سکے اے میر تو اس راہ نہ جاؤ

﴿1149﴾

- 1149/1 خط لکھ کے کوئی سادہ نہ اس کو ملول ہو
 1149/2 چاہوں تو بھر کے کوئی اٹھا لوں ابھی تمہیں
 1149/3 سرمہ جو نور بخشے ہے آنکھوں کو خلق کی
 1149/4 جاویں شمار ہونے کو ہم کس بساط پر
 1149/5 ہم ان دنوں میں لگ نہیں پڑتے ہیں صبح و شام
 1149/6 دل لے کے لونڈے دلی کے کب کا بچا گئے
 1149/7 ناکام اس لیے ہو کہ چاہو ہو سب کچھ آج
 تم بھی تو میر صاحب قبلہ عجول ہو

﴿1150﴾

- 1150/1 کہتے ہو اتحاد ہے ہم کو
 1150/2 شوق ہی شوق ہے نہیں معلوم
 ہاں کہو اعتماد ہے ہم کو
 اس سے کیا دل نہاد ہے ہم کو

اس قدر تو سواد ہے ہم کو	خط سے نکلے ہے بے وفائی حسن	1150/3
شوق حد سے زیاد ہے ہم کو	آہ کس ڈھب سے روئے کم کم	1150/4
دل سے اک اعتقاد ہے ہم کو	شیخ و پیر مٹاں کی خدمت میں	1150/5
خواہش جانِ شاد ہے ہم کو	سادگی دیکھ عشق میں اُس کی	1150/6
قصدِ شور و فساد ہے ہم کو	بدگمانی سے جس سے تس سے آہ	1150/7
اور سب سے عناد ہے ہم کو	دوستی ایک سے بھی تجھ کو نہیں	1150/8
نا مرادانہ زیست کرتا تھا		1150/9
میر کا طور یاد ہے ہم کو		

﴿1151﴾

پھر ایک بس ہے وہی گو اُدھر خدائی ہو	مباد کینے پہ اُس بت کی طبع آئی ہو	1151/1
کہ مدعی سے اُسے ایک دن لڑائی ہو	مدد نہ اتنی بھی کی بخت ناموافق نے	1151/2
لگاوے تیغ سلیقے سے جو لگائی ہو	ہنوز طفل ہے وہ ظلم پیشہ کیا جانے	1151/3
قسم ہے میں نے اگر بات بھی چلائی ہو	لیوں سے تیرے تھا آگے ہی لعلِ سرخ و زرد	1151/4
کدھر کے ہو جے جو بے بال و پر رہائی ہو	خدا کرے کہ نصیب اپنے ہو نہ آزادی	1151/5
کسو کی جن نے کبھولات مکی کھائی ہو	مزے کو عشق کی ذلت کے جانتا ہے وہی	1151/6
یقین ہے کہ کچھ اپنی ہی نارسائی ہو	اُس آفتاب سے تو فیض سب کو پہنچے ہے	1151/7
بیان کرے جو ایک اُس کی بے ادائی ہو	کبھو ہے چھیڑ کبھو گالی ہے کبھو چشمک	1151/8
دوا کے واسطے بھی مہر تک نہ پائی ہو	دیارِ حسن میں غالب کہ خستہ جانوں نے	1151/9
اگر نصیب ترے کوچے کی گدائی ہو	ہزار مرتبہ بہتر ہے بادشاہی سے	1151/10
غموں کی دل میں بھلا کب تلک سمائی ہو	جو کوئی دم ہو تو لوہو سا پی کے رہ جاؤں	1151/11
ترا بھی قصد اگر ترکِ پارسائی ہو	مٹاں سے راہ تو ہو جائے رفتہ رفتہ شیخ	1151/12
کہیں تو ہیں کہ عبث میر نے دیا جی کو		1151/13
خدا ہی جانے کہ کیا جی میں اُس کے آئی ہو		

﴿1152﴾

کیا جانے منہ سے نکلے نالے کے کیا سماں ہو	اے چرخِ مت حریفِ اندوہ بے کساں ہو	1152/1
اے اشکِ شوق یک دم رخسار پر رواں ہو	کب تک گرہ رہے گا سینے میں دل کے مانند	1152/2
یا ہو صدا جس کی ، یا گردِ کارواں ہو	ہم دور ماندگاں کی منزل رساں مگر اب	1152/3
آسودہ وہ کسو کا جو خاکِ آستان ہو	مسند نشین ہو گر ، عرصہ ہے تنگ اُس پر	1152/4
اے آہِ صبح گاہی ، آشوبِ آسمان ہو	تاچند کوچہ گردی جیسے صبا زمیں پر	1152/5
مانندِ عندلیبِ گم کردہ آشیاں ہو	گر ذوقِ سیر ہے تو آوارہ اس چمن میں	1152/6
خاکِ چمن کے اوپر برگِ خزاں جہاں ہو	یہ جان تو کہ ہے اک آوارہ دستِ بر دل	1152/7
گر پیرہن میں میرے ، میرا تجھے گماں ہو	کیا ہے حبابِ ساں یاں آدیکھ اپنی آنکھوں	1152/8

- از خویش رفتہ ہر دم رہتے ہیں ہم جو اُس بن 1152/9
پتھر سے توڑ ڈالوں آئینے کو ابھی میں 1152/10
اُس تیغ زن سے کہیو قاصد مری طرف سے 1152/11
ہم سایہ اس چمن کے کتنے شکستہ پر ہیں 1152/12
میر اُس کو جان کر تو بے شبہ ملیو رہ پر 1152/13
صحرا میں جو نمد مو بیٹھا کوئی جواں ہو

﴿1153﴾

- گرچہ کب دیکھتے ہو، پر دیکھو 1153/1
عشق کیا کیا ہمیں دکھاتا ہے 1153/2
یوں عرق جلوہ گر ہے اُس منہ پر 1153/3
ہر خراش جبیں جراحت ہے 1153/4
نھی ہمیں آرزو لب خنداں 1153/5
رنگ رفتہ بھی دل کو کھینچے ہے 1153/6
دل ہوا ہے طرف محبت کا 1153/7
پہنچے ہیں ہم قریب سرنے کے 1153/8
لطف مجھ میں بھی ہیں ہزاروں میر 1153/9
دیدنی ہوں جو سوچ کر دیکھو

﴿1154﴾

- آرام ہو چکا مرے جسم نزار کو 1154/1
پانی پہ جیسے غنچہ لالہ پھرے بہا 1154/2
برسا تو میرے دیدہ خوں بار کے حضور 1154/3
ہنستا ہی میں پھروں جو مرا کچھ ہو اختیار 1154/4
آیا جہاں میں دوست بھی ہوتے ہیں یک دگر 1154/5
سویاریوں تو غیروں سے کرتے ہونہس کے بات 1154/6
سرگشتگی سوائے نہ دیکھا جہاں میں کچھ 1154/7
کس کس کی خاک اب کے ملاتی ہے خاک میں 1154/8
اے وہ کوئی جو آج پیے ہے شراب عیش 1154/9
خوباں کا کیا جگر جو کریں مجھ کو اپنا صید 1154/10
جیتے جی فکر خوب ہے ورنہ یہ بد بلا 1154/11
گر ساتھ لے گڑا تو دل مضطرب تو میر 1154/12
آرام ہو چکا ترے مُشتِ غبار کو

﴿1155﴾

- 1155/1 اچھی لگے ہے تجھ بن گل گشت باغ کس کو صحبت رکھے گلوں سے ، اتنا دماغ کس کو
- 1155/2 بے سوزِ داغ دل پر گر جی لے جلے بجا ہے اچھا لگے ہے اپنا گھر بے چراغ کس کو
- 1155/3 صد چشمِ داغِ داہیں ٹول پر مرے ، میں وہ ہوں دکھلا رہا ہے لالہ تُو اپنا داغ کس کو
- 1155/4 گل چینِ عیش تہوتے ہم بھی چن میں جا کر آہ و فغاں سے اپنی لیکن فراغ کس کو
- 1155/5 اُس کی بلا سے جو ہم اے میر گم بھی ہو دیں ہم سے غریب کا ہو فکرِ سراغ کس کو

﴿1156﴾

- 1156/1 دن گزرتا ہے مجھے فکر ہی میں ، تا کیا ہو رات جاتی ہے اسی غم میں کہ فردا کیا ہو
- 1156/2 سب ہیں دیدار کے مشتاق ، پر اس سے غافل حشر برپا ہو کہ فتنہ اُٹھے ، آیا کیا ہو
- 1156/3 خاکِ حسرت زدگاں پر تو گزر بے دسواس ان ستم کشوں سے اب عرضِ تمنا کیا ہو
- 1156/4 گر بہشت آوے تو آنکھوں میں مری پھینکی لگے جن نے دیکھا ہو تجھے ، جو تماشا کیا ہو
- 1156/5 شوق جاتا ہے ہمیں یار کے کوچے کو لیے جائے معلوم ہو ، کیا جائے اُس جا کیا ہو
- 1156/6 ایک رونا ہی نہیں آہ و غم و نالہ و درد ہجر میں زندگی کرنے کے تئیں کیا کیا ہو
- 1156/7 خاک میں لوٹوں کہ لوہو میں نہاؤں میں میر یار مستغنی ہے اُس کو مری پروا کیا ہو

﴿1157﴾

- 1157/1 دیا کہاں ہے ہم سے ، جیسا کہ آگے تھا تُو اوروں سے مل کے پیارے کچھ اور ہو گیا تُو
- 1157/2 چالیں تمام بے ڈھب ، باتیں فریب ہیں سب حاصل کہ اے شکر لب! اب وہ نہیں رہا تُو
- 1157/3 جاتے نہیں اُٹھائے یہ شور ہر سحر کے یا اب چن میں بلبل! ہم ہی رہیں گے یا تُو
- 1157/4 آبر ایک دو دم آپس میں رکھیں صحبت کڑھنے کو ہوں میں آندھی ، رونے کو ہے بلا تُو
- 1157/5 تقریب پر بھی تُو تو پہلو تہی کرے ہے دس بار عید آئی ، کب کب گلے ملا تُو
- 1157/6 تیرے دہن سے اُس کو نسبت ہو کچھ تو کہیے گل گو کرے ہے دعویٰ ، خاطر میں کچھ نہ لا تُو
- 1157/7 دل کیوں کہ راست آوے دعوائے آشنائی دریائے حسن وہ مہ ، کشتی بہ کف گدا تُو
- 1157/8 ہر فرد پاس ہے ابھی سے دفتر ہے تجھ گلے کا ہے قہر جب کہ ہوگا حرفوں سے آشنا تُو
- 1157/9 عالم ہے شوق کشتہ خلقت ہے تیری رفتہ جانوں کی آرزو تُو ، آنکھوں کا مدعا تُو

۱ نول کشور دوم، سوم اور آسی کے یہاں بھی ہے جو بے معنی ہے نسخہ کالج میں جی ہے جو درست ہے۔ طبع دوم سوم میں بے سوز کی جگہ بے سوز درج ہے۔

۲ نول کشوری تمام نسخوں بشمول آسی داغ و آس درج ہے جس سے مصرع بے گانہ معنی ہو گیا ہے۔ نسخہ کالج میں متن درست ہے۔

۳ نسخہ مجلس، جلد اول ص ۳۷۲ گل چین عیش کو اضافت کے ساتھ درج کیا ہے۔

۴ آسی کی کلیات میر میں پاس کی جگہ یاس درج ہے، یہی غلطی مجلس کے نسخے جلد اول ص ۳۷۶ پر دہرا دی گئی۔

- منہ کرے جس طرف کو، سو ہی تری طرف ہے 1157/10
 آتی بہ خود نہیں ہے یاد بہار اب تک 1157/11
 کم میری اور آنا، کم آنکھ کا ملانا 1157/12
 گفت و شنود اکثر میری تری رہے ہے 1157/13
 کہہ سناجھ کے موئے کو اے میرو میں کب تک 1157/14
 جیسے چراغِ مفلس، اک دم میں جل بجھاؤ

﴿1158﴾

- خوبی یہی نہیں ہے کہ انداز و ناز ہو 1158/1
 سجدے کا کیا مضائقہ محرابِ تیغ میں 1158/2
 اک دم تو ہم میں تیغ کو تو بے دریغ کھینچ 1158/3
 نزدیک سوزِ سینہ سے رکھ اپنے قلب کو 1158/4
 ہے فرق ہی میں خیر، نہ کر آرزوئے وصل 1158/5
 جوں توں کی اُس کی چاہ کا پردا کیا ہے میں 1158/6
 جوں چشمِ بمبلی نہ مندی آوے گی نظر 1158/7
 ہم سے تو غیرِ عجز کبھو کچھ بنا نہ میر 1158/8
 خوش حال وہ فقیر کہ جو بے نیاز ہو

﴿1159﴾

- نالہ مرا اگر سببِ شور و شر نہ ہو 1159/1
 دل پر ہوا، سو آہ کے صدے سے ہو چکا 1159/2
 برجھی سی پارِ عرش کے گزری نہ عاقبت 1159/3
 سمجھا ہوں تیری آنکھ چھپانے سے خوش نگاہ 1159/4
 کھینچے ہے دل کو زلف سے گاہے، نگہ سے گاہ (قطعہ) 1159/5-6
 سو دل سے بھی نہ کام چلے اُس کے عشق میں 1159/7-15
 جس راہ ہو کے آج میں پہنچا ہوں تجھ تک (قطعہ)
 یک جا نہ دیکھی آنکھوں سے ایسی تمام راہ
 ہر اک قدم پہ لوگ ڈرانے لگے مجھے
 چلیو سنبھل کے سب یہ شہیدانِ عشق ہیں
 دامن کشاں ہی جا کہ پیش پر پیش ہے دفن

۱۔ آسی کے یہاں اک دم اور مجلس میں ایک دم ہے۔ نول کشور دوم، سوم میں ہم میں کو ہمیں ساتھ ملا کر لکھتے سے سمجھنا محال ہے۔
 ۲۔ نسخہ آسی اور مجلس میں سوزِ سینہ کے ہے، نسخہ کالج میں سوزِ سینہ سے نسبتاً بہتر ہے۔
 ۳۔ نول کشور میں نسخوں بشمول مجلس یہ غیر عجز ہے، نسخہ کالج اور مخطوطے میں تو غیر عجز، مصرع میں اصرار پیدا کر رہا ہے اس لیے اختیار کیا ہے۔
 ۴۔ نسخہ آسی اور مجلس میں ہاں ہاں ہے۔ نسخہ کالج اور نول کشور دوم، سوم میں ہاں یاں ہے جو بہتر ہے۔

مُفطر ہو، اختیار کی وہ شکل، دل میں میں
لیکن عبث، نگاہ جہاں کرے اُس طرف
حیراں ہوں میں کہ ایسی یہ مشہد ہے کون سی
آتا ہے یہ قیاس میں اب تجھ کو دیکھ کر
اُس راہ ہو کے جاؤں، یہ صورت جدھر نہ ہو
امکان کیا کہ خون مری تا کمر نہ ہو
مجھ سے خراب حال کو جس کی خبر نہ ہو
ظالم، جفا شعار ترا رہ گزر نہ ہو

اُٹھ جائے رسم نالہ و آہ و فغان سب
اس تیرہ روزگار میں تو میر اگر نہ ہو

1159/16

﴿1160﴾

ہم سے تو تم کو ضد سی پڑی ہے، خواہ خواہ رلاتے ہو 1160/1
جب ملنے کا سوال کروں ہوں، زلف و رخ دکھلاتے ہو 1160/2
بکھری رہیں نہیں منہ پر زلفیں، آنکھ نہیں کھل سکتی ہے 1160/3
سرود نہ د بالا ہوتا ہے، درہم برہم شاخ گل 1160/4
صبح سے یاں پھر جان و دل پر روز قیامت رہتی ہے 1160/5
جن نے تم کو نہ دیکھا ہو دے اُس سے آنکھیں مارو تم 1160/6
چشم تو ہے اک دید کی جا، پر کب تکلیف کے لائق ہے 1160/7
راحت پچھی ٹک تم سے تو، رنج اُٹھایا برسوں تک 1160/8

ہو کے گیدائے کوئے محبت زور صدا یہ نکالی ہے

اب تو میر جی راتوں کو تم ہر در پر چلاتے ہو

1160/9

﴿1161﴾

وہی جانے جو حیا گشتہ وفا رکھتا ہو 1161/1
کام لے یار سے جو جذب رسا رکھتا ہو 1161/2
عشق کو نفع نہ بیٹابی کرے ہے، نہ شکیب 1161/3
میں نے آئینہ صفت در نہ کیا بند غرض 1161/4
ہائے اس زخمی شمشیر محبت کا جگر 1161/5
اُس سے تشبیہ تو دیتے ہیں یہ نا شاعر لیک 1161/6
آوے ہے پہلے قدم سر ہی کا جانا درپیش 1161/7
ایسے تو حال کے کہنے سے بھلی خاموشی 1161/8
کیا کرے وصل سے مایوس دل آزرده جو 1161/9
کب تک اُس کے اسیرانِ بلا خانہ خراب (قطعہ) 1161/10-11

اور رسوائی کا اندیشہ جدا رکھتا ہو
یا کوئی آئینہ سا دست دعا رکھتا ہو
کرے تدبیر جو یہ سب درد دوا رکھتا ہو
اُس کو مشکل ہے جو آنکھوں میں حیا رکھتا ہو
درد کو اپنے جو ناچار چھپا رکھتا ہو
سیب کچھ اُس ذوق آگے جو مزا رکھتا ہو
دیکھتا ہو! جو رہ عشق میں پا رکھتا ہو
کہیے اس سے جو کوئی اپنا کہا رکھتا ہو
زخم ہی یار کا چھاتی سے لگا رکھتا ہو
ظلم کی تازہ جو ہر روز پنا رکھتا ہو

۱۔ نسخہ آسی میں رہے جب کہ نول کشور دوم، سوم میں رہیں بہتر ہے۔

۲۔ رات کے ماتے سے مخطوطے کا متن 'نیند کے ماتے' بہتر ہے، یہی درج کیا ہے۔

۳۔ نسخہ آسی میں 'کرے تدبیر کہ یہ درد سے نسخہ کالج اور مخطوطے کا متن بہتر ہے جو شامل متن ہے۔

ایک دم کھول کے زلفوں کی کندوں کے تئیں
مدتوں تک دل عاشق کو لگا رکھتا ہو
گل ہو، مہتاب ہو، آئینہ ہو، خورشید ہو میر
اپنا محبوب وہی ہے جو ادا رکھتا ہو

1161/12

1162

مت پوچھو کچھ اپنی باتیں، کہیے تو تم کو ندامت ہو
رہا اخلاص اے دیدہ دل بھی دنیا میں اک سے سہوتا ہے
آج سحر ہوتے ہی کچھ خورشید ترے منہ آن چڑھا
چاہ کا دعویٰ سب کرتے ہیں، مایے کیونکر بے آثار
سرو گل اچھے ہیں دونوں، رونق ہیں گلزار کی، لیک
مل بیٹھے اُس نائی کے سے کوئی گھڑی جو زائد تو
ہو جو ارادہ یاں رہنے کا، رہ سکے تو رہے آپ
کس مدت سے دوری میں تیری، خاک رہ سے برابر ہوں
منہ پر اُس کی تیغ ستم کے سیدھا جانا ٹھہرا ہے
شور و شغب کو راتوں کے ہمسائے تمہارے کیا روئیں
ایسے فتنے کتنے انھیں گے میر جی تم جو سلامت ہو

1162/1

1162/2

1162/3

1162/4

1162/5

1162/6

1162/7

1162/8

1162/9

1162/10

1163

شیخ جی آؤ، مصلے گرو جام کرو
فرش مستان کرو، سجادہ بے تہ کے تئیں
دامن پاک کو آلودہ رکھو بادہ سے
نیک نامی و تفاوت کو دعا جلد کہو
نگ و ناموس سے اب گزرو جوانوں کی طرح
خوب اگر جرمے، نوش نہیں کر سکتے (قطع) خاطر جمع ہے شام سے یہ کام کرو
اٹھ کھڑے ہو جو جھکے گردن مینائے شراب
جنس تقویٰ کے تئیں صرف بے جام کرو
مے کی تعظیم کرو، شیشے کا اکرام کرو
آپ کو مخ بچوں کے قابل دشنام کرو
دین و دل پیش کش سادہ خود کام کرو
پر فشانی کرو اور ساقی سے ابرام کرو
خدمت بادہ گساراں ہی سرانجام کرو

1163/1

1163/2

1163/3

1163/4

1163/5

1163/6-8

نسخہ آسی میں قدم قامت پر کچھ ہے بے معنی ہے حالانکہ طبع دوم، سوم اور نسخہ کالج میں متن درست ہے۔

نسخہ آسی میں 'سے' بہتر ہے، فائق صاحب کا قیاس کہ یہ لفظ غالباً شے ہے جو زیادہ معنی خیز ہے، بھی اہم ہے۔ نول کشور دوم، سوم میں متن درست نہیں۔
آسی اور مجلس دونوں نے بتایا کہ اس شعر کے قوافی ہیں جو ایٹائے جلی ہے، اُس کی توقع میر سے ہرگز نہیں ہو سکتی، گو قدیم ترین نسخوں میں بھی 'جا' ہے اس لیے اُن کا خیال ہے کہ مصرع ثانی میں 'خام' ہوگا جو ہوکا تب سے 'جام' بن گیا ہے۔ ہم نے بھی اسے جام ہی رکھا تا کہ ایٹا کی مثال کے پر باقی رہے۔

نسخہ آسی میں 'سے' بہتر ہے، فائق صاحب کا قیاس کہ یہ لفظ غالباً شے ہے جو زیادہ معنی خیز ہے، بھی اہم ہے۔ نول کشور دوم، سوم میں متن درست نہیں۔
آسی اور مجلس دونوں نے بتایا کہ اس شعر کے قوافی ہیں جو ایٹائے جلی ہے، اُس کی توقع میر سے ہرگز نہیں ہو سکتی، گو قدیم ترین نسخوں میں بھی 'جا' ہے اس لیے اُن کا خیال ہے کہ مصرع ثانی میں 'خام' ہوگا جو ہوکا تب سے 'جام' بن گیا ہے۔ ہم نے بھی اسے جام ہی رکھا تا کہ ایٹا کی مثال کے پر باقی رہے۔
نسخہ آسی میں 'سے' بہتر ہے، فائق صاحب کا قیاس کہ یہ لفظ غالباً شے ہے جو زیادہ معنی خیز ہے، بھی اہم ہے۔ نول کشور دوم، سوم میں متن درست نہیں۔
آسی اور مجلس دونوں نے بتایا کہ اس شعر کے قوافی ہیں جو ایٹائے جلی ہے، اُس کی توقع میر سے ہرگز نہیں ہو سکتی، گو قدیم ترین نسخوں میں بھی 'جا' ہے اس لیے اُن کا خیال ہے کہ مصرع ثانی میں 'خام' ہوگا جو ہوکا تب سے 'جام' بن گیا ہے۔ ہم نے بھی اسے جام ہی رکھا تا کہ ایٹا کی مثال کے پر باقی رہے۔

- مطرب آ کر جو کرے چنگ نوازی تو تم
خنگی اتنی بھی تو لازم نہیں اس موسم میں 1163/9
- سایہ گل میں لب بو پہ گلابی رکھو
آہ تاچند رہو خائفہ و مسجد میں 1163/10
- پیرہن ، مستوں کی تقلید سے انعام کرو
پاس جوش گل و دل گرمی ایام کرو 1163/11
- ہاتھ میں جام کو لو ، آپ کو بدنام کرو
ایک تو صبح گلستان میں بھی شام کرو 1163/12
- رات تو ساری گئی سنتے پریشاں گوئی
میر جی کوئی گھڑی تم بھی تو آرام کرو

﴿1164﴾

- کون کہتا ہے نہ غیروں پہ تم امداد کرو
ہیں کہاں مجھ سے وفا پیشہ ، نہ بیداد کرو 1164/1
- مرگ مجنوں پہ کڑھو ، ماتم فرہاد کرو
تا نہ بدنام کہیں چنگل صیاد کرو 1164/2
- کوئی روشن کرو آنکھیں ، کوئی دل شاد کرو
آخر کار محبت کو ٹک اک یاد کرو 1164/3
- اے اسیران نہ دام ! نہ تڑپو اتنا
گو کہ حیرانی دیدار ہے اے آہ و سرشک 1164/4
- کیا ہوا ہے ، ابھی تو ہستی ہی کو بھولے ہو
اول عشق ہی میں میر جی تم رونے لگے 1164/5
- خاک ابھی منہ کو ملو ، نالہ و فریاد کرو

﴿1165﴾

- دل صاف ہو تو جلوہ گہ یار کیوں نہ ہو
عالم تمام اُس کا گرفتار کیوں نہ ہو 1165/1
- مستغنیانہ تو جو کرے پہلے ہی سلوک
رحمت غضب میں نسبت برق و سحاب ہے 1165/2
- جس کو شعور ہو تو گنہ گار کیوں نہ ہو
در کا شکاف و زحہ دیوار کیوں نہ ہو 1165/3
- انکار تجھ کو ہووے ، سو اقرار کیوں نہ ہو
ہونا جو کچھ ہے آہ سو یک بار کیوں نہ ہو 1165/4
- اب صبح ہونے آئی ہے ، بیدار کیوں نہ ہو
نزدیک اپنے ہم نے تو سب کر رکھا ہے سہل 1165/5
- پھر میر اس میں مردن دشوار کیوں نہ ہو

۱۔ نول کشور دوم، سوم اور آسی کے متن میں یہاں بجائے کہاں غلط ہے۔ صرف نسخہ کالج میں کہاں درست ہے۔
۲۔ نسخہ کالج اور آسی کے یہاں سلوک ہے جب کہ طبع دوم، سوم میں سکوت جو درست نہیں۔ علاوہ ازیں نسخہ مجلس نے حسب معمول غلط اضافت درج کر دی۔ مصرع ثانی میں فکر عاقبت کا زائد راج ہے۔
۳۔ آسی کے یہاں شکاف زحہ دیوار ہے جب کہ نسخہ کالج اور طبع دوم، سوم میں متن واو عطف کے ساتھ درست ہے۔
۴۔ آسی کے متن میں ہو بجائے ہے غلط ہے ورنہ نسخہ کالج کے علاوہ طبع دوم، سوم نول کشور میں بھی ہے۔

﴿1166﴾

- عاشق ہوئے تو گو غم بسیار کیوں نہ ہو 1166/1
کامل ہو اشتیاق تو اتنا نہیں ہے دور 1166/2
گل گشت کا بھی لطف دل خوش سے ہے نسیم 1166/3
مخصوص دل ہے کیا مرض عشق جاں گداز 1166/4
آوے جو کوئی آئندہ بازارِ دہر میں 1166/5
مقصود دردِ دل ہے، نہ اسلام ہے، نہ کفر 1166/6
شاید کہ آوے پریشِ احوال کو کبھو 1166/7
تلموار کے تلے بھی ہیں آنکھیں تری ادھر 1166/8
تو اس ستم کا میر سزاوار کیوں نہ ہو

﴿1167﴾

- ایسا ہی ماہ، گو کہ وہ سب نور کیوں نہ ہو 1167/1
کھویا ہمارے ہاتھ سے آئینے نے اُسے 1167/2
حق برطرف ہے منکرِ دیدارِ یار کے 1167/3
گیسویے مشک بو کو اُسے ضد ہے کھولنا 1167/4
صورت تو تیری صفحہ خاطر پہ نقش ہے 1167/5
صافی شست سے ہے غرض مشق تیر سے 1167/6
مجنوں جو دشت گرد تھا، ہم شہر گرد ہیں 1167/7
تلموار کھینچتا ہے وہ اکثر نشے کے بیچ 1167/8
خالی نہیں بغلِ تلے کوئی دیوان سے مرے 1167/9
مجھ کو تو یہ قبول ہوا عشق میں کہ میر 1167/10
پاس اُس کے جب گیا تو کہا زور کیوں نہ ہو

﴿1168﴾

- ہر دم وہ شوخ دست بہ شمشیر کیوں نہ ہو 1168/1
اب تو جگر کو ہم نے بلا کا ہدف کیا 1168/2
جاتا تو ہے کہیں کو تو اے کاروانِ مصر! 1168/3
کچھ ہم نے کی ہے ایسی ہی تقصیر کیوں نہ ہو
انداز اُس نگاہ کا پھر تیر کیوں نہ ہو
کنعاں ہی کی طرف کو یہ شبگیر کیوں نہ ہو

۱۔ نسخہ آسی میں 'ایسا ہے ماہ غلط، جب کہ دوسرے مصرع میں 'ویسا ہی پھول درست ہے۔ نسخہ مجلس نے بغیر حاشیہ اختلاف ہی دونوں مصرعوں درست درج کیا ہے۔

۲۔ نول کشور دوم، سوم میں 'ہر طرف' بھی معنی سے خالی نہیں، تاہم دوسرے مصرع کی مناسبت کے حوالے سے 'برطرف' بہتر ہے۔ نسخہ کالج، آسی مجلس میں یہی ہے۔

۳۔ نول کشور طبع سوم اور آسی کے یہاں 'غزل' بجائے 'بغل' غلط ہے۔ طبع دوم اور نسخہ کالج میں متن صحیح ہے۔

- جیراں ہیں اس قدر کہ اگر اب کے جائے 1168/4
تو نے تو رفتہ رفتہ کیا ہم کو تنگ خلق 1168/5
جوں گل کسو شگفتہ طبیعت کا ہے نشان 1168/6
پھر منہ ترا نہ دیکھیے ، تصویر کیوں نہ ہو
وحشت دلا کہاں تیں ، زنجیر کیوں نہ ہو
غنجہ بھی کوئی خاطر دل گیر کیوں نہ ہو
ہووے ہزار وحشت اُسے تو بھی یار ہے 1168/7
اغیار تیرے ساتھ جو ہوں ، میر کیوں نہ ہو

﴿1169﴾

- دیکھتا ہوں دھوپ ہی میں جلنے کے آثار کو 1169/1
بابِ صحت ہے مگر نہ کون کہتا ہے طبیب 1169/2
وے جو مست بے خودی ہیں عیش کرتے ہیں مدام 1169/3
نقشِ شیریں یادگار کوہ کن ہے اس میں خوب 1169/4
کس قدر اُبھیں ہیں میرے تار دامن کے کہ باب 1169/5
لے گئی ہیں دور ترپیں سایہ دیوار کو
جلد اٹھاؤ میرے دروازے سے اس بیمار کو
میکدے میں دہر کے مشکل ہے نک ہشیار کو
ورنہ کیا ہے پستوں ، دیکھا ہے میں کہسار کو
پاؤں میں گڑ کر نہیں چبھنے کی فرصت خار کو
ہے غبارِ میر اس کی رہ گزر میں اک طرف 1169/6
کیا ہوا دامن کشاں آتے بھی یاں تک یار کو

﴿1170﴾

- جو میں نہ ہوں تو کرو ترک ناز کرنے کو 1170/1
نہ دیکھو غنجہ زنگس کی اور کھلتے میں 1170/2
نہ سوئے نیند بھر اس تنکنا میں ، تا نہ موے 1170/3
جو بے دماغی یہی ہے تو بن چکی اپنی 1170/4
وہ گرم ناز ہو تو خلق پر ترحم کر 1170/5
جو آنسو آویں تو پی جا کہ تا رہے پردہ 1170/6
سمند ناز سے تیرے بہت ہے عرصہ تنگ 1170/7
بسانِ زر ہے مرا جسم زار سارا زرد 1170/8
ہنوز لڑکے ہو تم ، قدر میری کیا جانو 1170/9
اگر چہ گل بھی نمود اُس کے رنگ کرتا ہے 1170/10
زیادہ حد سے تھی تابوتِ میر پر کثرت 1170/11
ہوا نہ وقت مساعد نماز کرنے کو

﴿1171﴾

- کرتے بیاں ، جو ہوتے خریدار ایک دو 1171/1
قیدِ حیات ، قید کوئی سخت ہے کہ روز 1171/2
دیکھا کریں ہیں ساتھ ترے یار ایک دو
مر رہتے ہیں گے اس کے گرفتار ایک دو

- کس کس پہ اُس کو ہو دے نظر، یاں ہر ایک شب 1173/3
تو تو دُچار ہو کے گیا کب کا، یاں ہنوز 1171/4
ابروئے تیغ زن کی تمہارے تو کیا چلی 1171/5
نک چشم میں بھی سرے کا دنبالہ کھینچے 1171/6
جی دیں! ہیں اُس کی چشم کے بیمار ایک دو
گزریں ہیں اپنی جان سے ناچار ایک دو
کر دے ہے جس کا لاگتے ہی وار ایک دو
اس مست کے بھی ہاتھ میں تلوار ایک دو
کیا کیا عزیز دوست ملے میر خاک میں 1171/7
کچھ اس گلی میں ہم ہی نہیں خوار ایک دو

﴿1172﴾

- حالِ دل میر کا اے اہل وفا مت پوچھو 1172/1
صبح سے اور بھی پاتا ہوں اُسے شام کو تند 1172/2
استخوان توڑی مری اس کی گلی کے سگ نے 1172/3
ہوش و صبر و خرد و دین و حواس و دل و تاب 1172/4
اشتعالک کی محبت نے کہ در پست بھنکا 1172/5
وقتِ قتل آرزوئے دل جو لگے پوچھنے لوگ 1172/6
خواہ مارا اُنہی نے میر کو، خواہ آپ مُوا 1172/7
جانے دو یارو، جو ہونا تھا ہوا، مت پوچھو

﴿1173﴾

- نالہ شب نے کیا ہے جو اثر، مت پوچھو 1173/1
پوچھتے کیا ہو مرے دل کا تم احوال کہ ہے 1173/2
مرنے میں بند زباں ہونا، اشارت ہے ندیم 1173/3
کیا پھرے وہ وطن آوارہ، گیا اب سو گیا 1173/4
لذتِ زہرِ غمِ فرقتِ دل داراں سے 1173/5
دل خراشی و جگر چاکی و سینہ کاوی 1173/6
جوں توں کر حالِ دل اک بار تو میں عرض کیا 1173/7
میر صاحب جی! بس اب بارِ دگر مت پوچھو

﴿1174﴾

- اُس کی طرزِ نگاہ مت پوچھو جی ہی جانے ہے آہ، مت پوچھو 1174/1

۱۔ نسخہ آسی میں 'دیں' بہتر ہے، مجلس میں دے ہے جو میر کا املا نہیں، مرتب مجلس نے اختلاف بھی درج نہیں کیا۔
۲۔ نسخہ مجلس کے حاشیے کے مطابق یہ لفظ 'جیں' ہے جس سے شعر کا مطلب واضح ہو جاتا ہے۔ نہیں معلوم وہ کیا مطلب ہے جو اُن کے قیاس کرد
'جیں' سے پیدا ہوتا ہے؟ نسخہ کالج اور آسی کے مطابق 'چلی' کو برقرار رکھا گیا ہے۔
۳۔ نسخہ آسی میں 'کھینچے' سے نول کشور دوم، سوم اور نسخہ کالج میں 'کھینچے' بہتر ہے۔
۴۔ نسخہ آسی میں 'گیا' کی جگہ ہی درج ہے جو درست نہیں، نول کشور دوم، سوم اور نسخہ کالج میں 'گیا' ہے جو درست ہے۔

- کبھی پہنچو گے بے رہی میں بھی 1174/2
گم رہاں یوں یہ راہ مت پوچھو
نو گرفتارِ دامِ زلف اُس کا 1174/3
ہے یہی روسیاء ، مت پوچھو
ہیں گی برگشتہ وے صفِ مژگاں 1174/4
تھا کرم پر اُسی کے شربِ مدام (قطعہ) 1174/5-6
تم بھی اے مالکانِ روزِ جزا
بخش دو ، اب گناہ مت پوچھو
میر عاشق کو کچھ کہے ہی بنے 1174/7
خواہ وہ پوچھو ، خواہ مت پوچھو

﴿1175﴾

- محرمات بے دلی کا میری سبب مت پوچھو 1175/1
ایک دم چھوڑ دو یوں ہی مجھے ، اب مت پوچھو
گریہ شمع کا اے ہم نفساں میں تھا حریف 1175/2
گزری ہے رات کی صحبت بھی عجب ، مت پوچھو
سر پر شور سے میرے نہ کرو کوئی سوال 1175/3
لب پہ شیون مژہ پر خون و نگہ میں اک پاس 1175/4
دن گیا بھر کا جس ڈھنگ سے شب ، مت پوچھو
میر صاحبِ نئی یہ طرز ہو اُس کی تو کہوں 1175/5
موجبِ آرزوگی کا ، وجہِ غضب مت پوچھو

﴿1176﴾

- فرصت نہیں نک بھی کہیں اضطراب کو 1176/1
کیا آفت آگئی مرے اس دل کی تاب کو
میری ہی چشمِ تر کی کرامات ہے یہ سب 1176/2
پھرنا تھا ورنہ ابر تو محتاجِ آب کو
گزرے ہے شبِ خیال میں خواباں کے جاگتے 1176/3
آنکھیں لگا کے اُن سے میں ترسوں ہوں خواب کو
خط آ گیا ، پر اُس کا تغافل نہ کم ہوا 1176/4
تیر میں جب سے دیکھے ہیں ساقیِ خمار کے
اب تو نقابِ منہ پہ لے ظالم کہ شب ہوئی 1176/6
کہنے سے میر اور بھی ہوتا ہے مضطرب 1176/7
سمجھاؤں کب تک اس دلی خانہ خراب کو

﴿1177﴾

- کیا ہے ، گر بدنامی و حالتِ تباہی بھی نہ ہو 1177/1
عشق کیسا ، جس میں اتنی روسیاء بھی نہ ہو
لطف کیا آزرده ہو کر آپ سے ملنے کے بیچ 1177/2
نک تری جانب سے جب تک عذرخواہی بھی نہ ہو
چاہتا ہے جی کہ ہم تو ایک جا تنہا ملیں 1177/3
ناز بے جا بھی نہ ہووے ، کم نگاہی بھی نہ ہو
تجمعِ تُرکاں ہے کوئی ، دیکھو جا کر کہیں 1177/4
ناز برداری تری کرتے تھے اک امید پر 1177/5
جس کا میں کشتہ ہوں ، اُس میں وہ سپاہی بھی نہ ہو
یہ دعا کی تھی تجھے کن نے کہ بہرِ قتل میر 1177/6
راستی ہم سے نہیں تو کج کلاہی بھی نہ ہو
محضرِ خونیں پہ تیرے اک گواہی بھی نہ ہو

﴿1178﴾

- 1178/1 اُجرت میں نامے کی ہم دیتے ہیں جاں تلک تو
اب کارِ شوق اپنا پہنچا ہے یاں تلک تو
- 1178/2 آغشتہ میرے خوں سے اے کاش جا کے پہنچے
کوئی پر شکستہ تک گلستاں تلک تو
- 1178/3 دامنِ دگر نے مارا اثنائے رہ میں ہم کو
معلوم ہے پہنچنا اب کارواں تلک تو
- 1178/4 افسانہ غم کا لب تک آیا ہے مدتوں میں
سو جائیو نہ پیارے اس داستاں تلک تو
- 1178/5 آوارہ خاک میری ہو کس قدر الہی
پہنچوں غبار ہو کر میں آسماں تلک تو
- 1178/6 اے کاش خاک ہی ہم رہتے کہ میر اس میں
ہوتی ہمیں رسائی اُس آسماں تلک تو

﴿1179﴾

- 1179/1 آنکھوں سے دل تلک ہیں پئے خوانِ آرزو
نومیدیاں ہیں کتنی ہی مہمانِ آرزو
- 1179/2 اس مجملے کو سیر کروں کب تلک کہ ہے
دستِ ہزار حسرت و دامنِ آرزو

ردیف و دیوان دوم

﴿1180﴾

- 1180/1 اتنا کہا نہ ہم سے تم نے کبھو کہ آؤ
کاہے کو یوں کھڑے ہو وحشی سے، بیٹھ جاؤ
- 1180/2 یہ چاند کے سے ٹکڑے چھپتے نہیں چھپائے
ہر چند اپنے منہ کو برقع میں تم چھپاؤ
- 1180/3 دو چار تیر یارو اس سے بھلی ہے دوری
تم تمہیں کھینچ کھینچ مجھ کو اس پلے پر نہ لاؤ
- 1180/4 ہو شرم آنکھ میں تو بھاری جہاز سے ہے
مت کر کے شوخ چشی آشوب سا اٹھاؤ
- 1180/5 اب آتے ہو تو آؤ، ہر لحظہ جی گھٹے ہے
پھر لطف کیا جو آ کر آدھا بھی تم نہ پاؤ
- 1180/6 تھی سحر یا نگہ تھی ہم آپ کو تھے بھولے
اُس جادوگر کو یارو پھر بھی تنک دکھاؤ
- 1180/7 مارے گئے سو گزرے جی پھر پھر آتے ہیں کیا
آئندہ میر صاحب! دل مت کہیں لگاؤ

﴿1181﴾

- 1181/1 نہ مالِ آرسی کا رہ، سراپا درد ہوگا تُو
نہ ہو گلچینِ باغِ حُسنِ ظالمِ زرد ہوگا تُو
- 1181/2 یہ پیشہ عشق کا ہے، خاک چھوٹائے گا صحرا کی
ہزار اے بے وفا جوں گل چمن پرورد ہوگا تُو

۱۔ نسخہ مجلس جلد اول ص ۳۹۷ پر الگ نمبر شمار ۳۶۳ کے تحت یہ دو شعر بطور غزل درج ہیں، حاشیہ میں بتایا ہے کہ نکات اشعار (ص ۱۷۷) پر یہ متصل ۱۱۶۵ھ (۱۷۵۲ء) کہے گئے ہوں گے، دیوان اول میں شامل نہ ہو سکے، یہ اشعار نسخہ آسی میں شامل نہیں ہیں۔

۲۔ نسخہ مجلس جلد دوم ص ۲۳۵ پلے پر نہ جاؤ درج ہے۔ آسی کے یہاں ص ۳۰۸، متن درست ہے۔

- غبار اٹھنے لگے گا تیری اس نازک طبیعت سے 1181/3
 علاقہ دل کا لکھوائے گا دفتر ہاتھ سے تیرے 1181/4
 نہ اک دم صبح تک بھی آنکھ لگنے دے گا دل جلنا 1181/5
 یہی پھر میر سا سرگرم آہ سرد ہوگا تُو

﴿1182﴾

- سب حال سے بے خبر ہیں یاں تو 1182/1
 اس تن پہ نثار کرتے لیکن 1182/2
 بر باد نہ دے کہیں سراسر 1182/3
 کیا اُس کے گئے ہے ذکر دل کا 1182/4
 کیا کیا نہ عزیز خوار ہوں گے 1182/5
 غنچے لگے منہ تمہارے لیکن 1182/6
 کیا اس سے رکھیں امید بہبود 1182/7
 یہ طالع نارسا بھی جاگیں 1182/8
 مت تربت میر کو مٹاؤ 1182/9
 رہنے دو غریب کا نشان تو

﴿1183﴾

- ملفت ہوتا نہیں ہے گاہ تُو 1183/1
 مجھ سے کتنے جان سے جاتے رہے 1183/2
 بے خودی رہتی ہے اب اکثر مجھے 1183/3
 اُس کے دل میں کام کرنا کام ہے 1183/4
 فرش ہیں آنکھیں ہی تیری راہ میں 1183/5
 جی تک تو منہ نہ موڑیں تجھ سے ہم 1183/6
 کاہش دل بھی دوچنداں کیوں نہ ہو 1183/7
 دل دہی کیا کی ہے یوں ہی چاہیے 1183/8
 میر تُو تو عاشقی میں کھپ گیا 1183/9
 مت کسی کو چند روز اب چاہ تُو

﴿1184﴾

- اب اسیری سے بچیں تو دیکھیں گے گلشن کبھو 1184/1
 ہم بھی اک اُمید پر اس صیدگہ میں ہیں پڑے 1184/2
 بند پایا جیب میں یا سر سے مارا تنگ ہو 1184/3
 یار کی برگشتہ مژگاں سے نہ دل کو جمع رکھ 1184/4
 جان کوئی کیوں نہ دو اُس بے مروت کے لیے 1184/5
 تھا ہمارا بھی جن میں اے صبا مسکن کبھو
 کہتے ہیں آتا ہے ایدھر وہ شکار آنگن کبھو
 دستِ کوتہ میں نہ آیا اپنے وہ دامن کبھو
 بد بلا ہے، پھر کھڑی ہووے جو یہ پلٹن کبھو
 آشنا ہوتا نہیں وہ دوستی دشمن کبھو

ہوں تو نالاں زیر دیوار چمن پر ضعف سے 1184/6
 دل مگر ان جامہ زیبوں کو دیا ہے میر نے 1184/7
 اس طرح پھرتے نہ تھے دے چاک پیرا، بن کبھو

﴿1185﴾

گُل برگ سے ہے نازک، خوبی پا تو دیکھو 1185/1
 ہر بات پر خشونت، طرزِ جفا تو دیکھو 1185/2
 سائے میں ہر پلک کے خوابیدہ ہے قیامت 1185/3
 بلبل بھی گل گئے پر مر کر چمن سے نکلی 1185/4
 طنزیں عبث کرو ہو غش رہنے پر ہمارے 1185/5
 ہونا پڑے ہے دشمن ہر گام اپنی جاں کا 1185/6
 پیری میں مول لیں ہیں منعم حویلیوں کو 1185/7
 ڈوبے ہے کشتی میری بحرِ عمیقِ غم میں 1185/8
 آئے جو ہم تو اُن نے آنکھوں میں ہم کو رکھا 1185/9
 ہے اس چمن میں وہ گل صد رنگِ جو جلوہ 1185/10
 اشعار میر پر ہے اب ہائے وائے ہر سو 1185/11
 کچھ سحر تو نہیں ہے لیکن ہوا تو دیکھو

﴿1186﴾

بد زباں ہو جیسے خوش اسلوب ہو 1186/1
 بے نقابی اُس کی ہے ہم پر ستم 1186/2
 ایسا شہرِ حسن ہی ہے تازہ رسم 1186/3
 مطلبِ عمدہ ہے دل لے تو رکھو 1186/4
 چاہیے ہے اور کچھ عاشق کو کیا 1186/5
 لوہو پینا جان کھانا دیکھیے 1186/6
 جو کہو ہو سو مخالف عقل کے 1186/7
 میر صاحب تم مگر مجذوب ہو

﴿1187﴾

منعقد کاش مجلسِ منل ہو 1187/1
 گرمیاں متصل رہیں باہم 1187/2
 اب دھواں یوں جگر سے اٹھتا ہے 1187/3
 نہ تو طالع، نہ جذب، پھر دل کو 1187/4
 لگ نہ چل اے نسیم باغ کہ میں 1187/5
 درمیاں تُو ہو، سامنے گل ہو
 نے تامل ہو، نے تغافل ہو
 جیسے پُر تیج کوئی پکا کل ہو
 کس بھروسے پہ نیک تحمل ہو
 رہ گیا ہوں چراغ سا گل ہو

- ادھ جلا لالہ ساں رہا تو کیا 1187/6
 داغ بھی ہو تو کوئی بالکل ہو
 طول رکھتا ہے دردِ دل میرا 1187/7
 لکھنے بیٹھوں تو خط ترسل ہو
 ہو جو مجھ بادہ کش کے عرس میں تو 1187/8
 جب کہ قلقل سے شیشے کی قل ہو
 دیر رہنے کی جا نہیں یہ چن 1187/9
 بوئے گل ہو ، صغیر بلبل ہو
 مجھ دوانے کی مت ہلا زنجیر 1187/10
 کہیں ایسا نہ ہو کہ پھر غل ہو
 ”منکشف ہو رہا ہے حال میر 1187/11
 کاش تک یار کو تامل ہو

﴿1188﴾

- نہ میرے باعثِ شور و فغاں ہو 1188/1
 ابھی کیا جانپے یاں کیا سماں ہو
 یہی مشہورِ عالم ہیں ، دو عالم 1188/2
 خدا جانے ملاپ اُس سے کہاں ہو
 جہاں سجدے میں ہم نے غش کیا تھا 1188/3
 وہیں شاید کہ اس کا آستان ہو
 نہ ہودے وصف اُن بالوں کا مجھ سے 1188/4
 اگر ہر مُو مرے تن پر زباں ہو
 جگر تو چھن گیا تیروں کے مارے 1188/5
 تمہاری کس طرح خاطر نشاں ہو
 نہ دل سے جا ، خدا کی تجھ کو سوگند 1188/6
 خدائی میں اگر ایسا مکاں ہو
 تم اے نازک تن ہو وہ کہ سب کے 1188/7
 تمنائے دل و آرام جاں ہو
 ہلے تک لب کہ اُس نے مار ڈالا 1188/8
 کہے کچھ کوئی گر جی کی اماں ہو
 سنا ہے چاہ کا دعویٰ تمہارا (قطعہ) 1188/9-11
 کہنا یوں کیا جاتا نہیں پھر
 اگر پائے محبت درمیاں ہو
 ہوئے ہم پیر سو ساکت ہیں اب میر
 تمہاری بات کیا ہے ، تم جواں ہو

﴿1189﴾

- برسوں میں کبھو ایدھر تم ناز سے آتے ہو 1189/1
 پھر برسوں تیں پیارے جی سے نہیں جاتے ہو
 آتے ہو کبھو یاں تو ہم لطف نہیں پاتے 1189/2
 سو آفتیں لاتے ہو ، سو فتنے اُٹھاتے ہو
 رہتے ہو تم آنکھوں میں ، پھرتے ہو تہی دل میں 1189/3
 مدت سے اگرچہ یاں آتے ہو نہ جاتے ہو
 ایسی ہی زباں ہے تو کیا عہدہ برآ ہوں گے 1189/4
 ہم ایک نہیں کہتے ، تم لاکھ سناتے ہو
 خوش کرنے سے تک ایسے ناخوش ہی رکھا کریے 1189/5
 ہنستے ہو گھڑی بھر تو پہروں ہی رلاتے ہو
 اک خلقِ تلاشی ہے ، تم ہاتھ نہیں لگتے 1189/6
 لڑکے تو ہو پر سب کو بالے ہی بتاتے ہو
 مدت سے تمہارا کب ایدھر کو تیرے دل ہے 1189/7
 کاہے کو تصنع سے یہ باتیں بناتے ہو
 کچھ عزتِ کفر آخر اے دیر کے باشندو! 1189/8
 مجھ سہل سے کو کیوں تم زتار بندھاتے ہو
 آوارہ اُسے پھرتے پھر برسوں گزرتے ہیں 1189/9
 تم جس کسو کو اپنے تک پاس بٹھاتے ہو

دل کھول کے مل چلیے جو میر سے ملنا ہے
آنکھیں بھی دکھاتے ہو، پھر منہ بھی چھپاتے ہو

1189/10

﴿1190﴾

ایسا نہ ہو کہ کام ہی اس کا اخیر ہو
اپنی بلا سے بیٹھ رہے جب فقیر ہو
خاک رہ اُس کی جن کے کفن کا عبیر ہو
سوکھے جگر کا خوں تو رواں جوئے شیر ہو
جوش بہار تھا کہ ہم آئے اسیر ہو
جا عندلیب تُو نہ مری ہم صغیر ہو
کرتی ہے بے مزہ جو قلم کی صریر ہو
پھوٹا دوسار جس کے جگر میں نہ تیر ہو
پھر درگزر یہ کرتے نہیں گو کہ پیر ہو
افادہ تر جو مجھ سے مرا دست گیر ہو
ایسا سلوک کر کہ تدارک پذیر ہو
اتنے سے قد پہ تم بھی قیامت شریر ہو
جس خانماں خراب کا یہ دل مشیر ہو
انصاف کرے کب تیں مخلص حقیر ہو

ہر صبح شام تو بچے ایذائے میر ہو
ہو کوئی بادشاہ، کوئی یاں وزیر ہو
جنت کی منت ان کے دماغوں سے کب اٹھے
کیا یوں ہی آب و تاب سے ہو بیٹھیں کارِ عشق
چھاتی نفس میں داغ سے ہو کیوں نہ رشکِ باغ
یاں برگ گل اڑاتے ہیں پر کالہ جگر
اس کے خیال خط میں کسے یاں دماغِ حرف
زنہار اپنی آنکھ میں آتا نہیں وہ صید
ہوتے ہیں مے کدے کے جواں شیخ جی برے
کس طرح آہ خاکِ مذلت سے میں اٹھوں
حد سے زیادہ جور و ستم خوش نما نہیں
دم بھر نہ ٹھہرے دل میں نہ آنکھوں میں ایک پل
ایسا ہی اس کے گھر کو بھی آباد دیکھو
تسلین دل کے واسطے ہر کم بغل کے پاس

1190/1

1190/2

1190/3

1190/4

1190/5

1190/6

1190/7

1190/8

1190/9

1190/10

1190/11

1190/12

1190/13

1190/14

1190/15

یک وقت خاص حق میں مرے کچھ دعا کرو
تم بھی تو میر صاحب و قبلہ فقیر ہو

﴿1191﴾

سو تب تلک کہ مجھ کو ہجراں سے تیرے خو ہو
اے عشق بے محابا دنیا ہو اور تُو ہو
ہر بات پر کہاں تک آپس میں گفتگو ہو
جو رویا یہ بھی واں آ کے روبرو ہو
شاید کلی تجھے بھی اس گل کی آرزو ہو
کہو اگر تفاوت اُس میں بہ قدرِ مُو ہو
آئی ہے اے صبا تو ایسی جو مشک بو ہو
نقشِ حیرتن پر ایسے ہیں جوں اُتو ہو

نک لطف سے ملا کر، گو پھر کبھو کبھو ہو
کیا کیا جوان ہم نے دنیا سے جاتے دیکھے
ایسے کہو گے کچھ تو ہم چپکے ہو رہیں گے
کیا ہے جواب ظالم! پرسش کے روز کہو
پُر خون ہمارے دل سے کتنی ہے تو مشابہ
خط اُس کے پشت لب کا ساکت کرے گا مجھ کو
کھولے تھے بال کن نے ہنگامِ صبح اپنے
درویشی سے بھی اپنی نکلے ہے میر زانی

1191/1

1191/2

1191/3

1191/4

1191/5

1191/6

1191/7

1191/8

۱۔ نسخہ آسی ص ۳۱۳ میں شعر نمبر ۱۱۴ اور ۱۱۵ کو قطع قرار دیا ہے جب کہ یہ دونوں الگ الگ اشعار ہیں۔ اس مرتبہ مجلس کے مرتب نے اس غلطی کا
نہیں کیا تاہم غلطی کی نشان دہی بھی نہیں کی۔
۲۔ نسخہ مجلس میں ردیف ہو ہی درج نہیں کی گئی۔

مت التیام چاہے پھر دل شکستگاں سے 1191/9
 ممکن نہیں کہ شیشہ ٹوٹا ہوا رفو ہو
 کہتے ہیں کانٹا ہوں جوں بید عاشقی سے 1191/10
 تم بھی تو میر صاحب کتنے خلاف گو ہو

﴿1192﴾

رکھے گردن کو تری تیغ ستم پر، ہو سو ہو 1192/1
 قطرہ قطرہ اشک باری تا کجا پیشِ سحاب 1192/2
 بند میں ناز و نعم ہی کے رہے کیونکر فقیر 1192/3
 آکے کوچے سے ترے جاتا ہوں کب جوں ہر شب 1192/4
 صاحبی کیسی جو تم کو بھی کوئی تم سا ملا 1192/5
 کب تلک فریاد کرتے یوں پھریں، اب قصد ہے 1192/6
 بال تیرے سر کے آگے تو جیوں کے ہیں وبال 1192/7
 سختیاں دیکھیں تو ہم سے چند کچھ پواتا ہے عشق 1192/8
 کہتے ہیں ٹھہرا ہے تیرا اور غیروں کا بگاڑ 1192/9
 ہیں شریک اے میر ہم بھی تیرے بہتر ہو سو ہو

﴿1193﴾

ظالم ہو میری جان پہ، نا آشنا نہ ہو 1193/1
 کرنی ہے عشق بازی کو بے مایگی وبال 1193/2
 بجر بتاں میں طبع پراگندہ ہی رہی 1193/3
 آزار کھینچنے کے مزے عاشقوں سے پوچھ 1193/4
 کھینچا ہے آدمی نے بہت دُور آپ کو 1193/5
 رک جائے دم گر آہ نہ کریے جہاں کے بچ 1193/6
 طرزِ سخن تو دیکھ تلک اُس بد معاش کی 1193/7
 شکوہ سیاہ چشتی کا سن ہم سے یہ کہا 1193/8
 جی میں تو ہے کہ دیکھیے آوارہ میر کو 1193/9
 لیکن خدا ہی جانے وہ گھر میں ہو یا نہ ہو

﴿1194﴾

خدا کرے کہ بتوں سے نہ آشنائی ہو 1194/1
 بدن نما ہے ہر آئینہ لوحِ تربت کا 1194/2
 بدی نوشتے کی تحریر کیا کردوں اپنے 1194/3
 فرو نہ آوے سر اُسکا طوافِ کعبہ سے 1194/4
 کہ پھر موئے ہی بنے ہے اگر جدائی ہو 1194/5
 نظر جسے ہو اُسے خاک خود نمائی ہو
 کہ نامہ پہنچے تو پھر کاغذِ ہوائی ہو
 نصیب جس کو ترے در کی جہہ سائی ہو
 نہیں ہے وہ تو کوئی اور اُس کا بھائی ہو

- گلی میں اُس کی رہا جا کے جو کوئی سو رہا 1194/6
لب سوال نہ اک بوسے کے لیے کھولوں 1194/7
زمانہ یار نہیں اپنے بخت سے اتنا 1194/8
جفا و جور و ستم اُس کے آپ ہی سپے 1194/9
ہزار موسم گل تو گئے اسیری میں 1194/10
چمکتے دانتوں سے اُس کے ہوئی ہے روکش میر 1194/11
عجب نہیں ہے کہ بجلی کی جگ ہنسائی ہو

﴿1195﴾

- وہ چاند سا جو نکلے تو رُفعِ حجاب ہو 1195/1
اس پر بھی وہ کہے ہے ابھی تک خراب ہو 1195/2
میں کان کھولے رکھتا ہوں تیرے شتاب ہو 1195/3
گل بہہ چلے ہیں شرم سے اُس منہ لکی، آب ہو 1195/4
داں کس طرح سے دیکھیں ہمارا حساب ہو 1195/5
یہ کاروان جاتے ہیں، تم مستِ خواب ہو 1195/6
جب نامہ بر ہلاک ہو تب کچھ جواب ہو 1195/7
جب لیویں جام ہاتھ میں تب آفتاب ہو 1195/8
اس بحرِ موج خیز میں تم تو حباب ہو 1195/9
تُو ہووے، چاندنی ہو، گلابی شراب ہو 1195/10
جب اس طرح سے جل کے درونہ کباب ہو 1195/11
آگے زبان یار کے خط کھینچے سب نے میر 1195/12
پہلی جو بات اُس کی کہیں تو کتاب ہو

﴿1196﴾

- سب سرگزشت سن چکے، اب چپکے ہو رہو 1196/1
جوشِ محیطِ عشق میں کیا جی سے گفتگو 1196/2
فندق تو ہے یہ بھی تماشے کا رنگ ہے 1196/3
اتنا سیاہ خانہ عاشق سے ننگ کیا 1196/4
ٹھہراؤ تم کو شوخی سے جوں برقِ نک نہیں 1196/5

۱۔ نول کشور دوم، سوم، آسی، عبادت اور مجلس میں مدکی، آب ہو، نسخہ: کالج میں منہ ہے جو مطابق مضمون شعر ہے۔
۲۔ نسخہ: کالج کا مصرع ہے یہ کارواں ہیں جاتے ہیں تم مستِ خواب ہو، آسی کا متن اس مصرع میں اختیار کیا ہے۔
۳۔ نسخہ: آسی میں سو نصیب کو ہے جب کہ نسخہ: کالج میں دیکھ بھائی کو بہت بہتر ہے۔
۴۔ نسخہ: آسی اور مجلس میں ہاں ہے جب کہ نسخہ: کالج، نول کشور دوم، سوم میں یاں ہے۔
۵۔ نول کشور دوم، سوم اور آسی کے یہاں نکلے جو ہوئے، نسخہ: کالج میں نچلے ہے جو بہتر ہے۔

ہم خواب تجھ سے ہو کے رہا جاوے کس طرح _ ملتے ہوئے سمجھ کے کہا کر رہو رہو 1196/6
خطرہ بہت ہے میر رہ صعب عشق میں 1196/7
ایسا نہ ہو کہیں کہ دل و دیں کو کھو رہو

﴿1197﴾

لائی نہیں تمہیں کہ ہمیں "ناسزا" کہو 1197/1
چپکے رہے بھی چین نہیں تب کہے ہے یوں 1197/2
پیغام بر تو یارو تمہیں میں کروں ولے 1197/3
اب نیک و بد پہ عشق میں مجھ کو نظر نہیں 1197/4
سر خاکِ آستان پہ تمہارے رہا مدام 1197/5
برسوں تلک تو گھر میں بلا گالیاں دیاں 1197/6
صحبت ہماری اُس کی جو ہے گفتنی نہیں 1197/7
یارو خصوصیت تو رہے اپنی اس کے ساتھ 1197/8
آشفتنہ مو، حواس پریشان، خراب حال 1197/9
کب شرح شوق ہو سکے، پر تو بھی میر جی 1197/10
خط تم نے جو لکھا اُسے، کیا کیا لکھا کہو

﴿1198﴾

مت سب یار سے دعوای مسادات کرو 1198/1
صحبت آخر ہے ہماری نہ کرو پھر افسوس 1198/2
دیدنی ہے یہ ہوا شیخ جی سے کوئی کہے 1198/3
تم تو تصویر ہوئے دیکھ کے کچھ آئینہ 1198/4
بس بہت وقت کیا شعر کے فن میں ضائع 1198/5
میر اب پیر ہوئے، ترک خیالات کرو

﴿1199﴾

جوں غنچہ میر اتنے نہ بیٹھے رہا کرو 1199/1
جوں نے نہ زار نالی سے ہم ایک دم رہیں 1199/2
سوتے کے سوتے یوں ہی نہ رہ جائیں ہم کبھو 1199/3
سودے میں اُس کے پک گئے ایسے کئی ہزار 1199/4
ہوتے ہو بے دماغ تو دیکھو ہو ٹک ادھر 1199/5
یہ اضطراب دیکھ کہ اب دشمنوں سے بھی 1199/6
دم رکتے ہیں سیاہی مڑگاں ہی دیکھ کر 1199/7
پورا کریں ہیں وعدے کو اپنے ہم آج کل 1199/8

دشمن ہیں اپنے جی کے، تمہارے لیے ہوئے
تم بھی حقوق دوستی کے کچھ ادا کرو
اپنا چلے تو آپھی ستم سب اٹھائیے
تم کون چاہتا ہے کسو پر جفا کرو
ہر چند ساتھ جان کے ہے عشق میر لیک
اس درد لا علاج کی کچھ تو دوا کرو

1199/9
1199/10
1199/11

﴿1200﴾

لا میری اور یا رب! آج ایک خوش کمر کو
قدرت سے اس کے دل کی کل پھیر دے ادھر کو
بے طاقتی میں شب کی پوچھو نہ ضبط میرا
ہاتھوں میں دل کو رکھا، دانتوں تلے جگر کو
پھولا پھولا نہ اب تک ہرگز درخت خواہش
برسوں ہوئے کہ دوں ہوں خون دل اس شجر کو
ہے روزگار میرا ایسا سیہ کہ یارو
مشکل ہے فرق کرنا ٹک شام سے سحر کو
ہر چند ہے سخن کو تشبیہ زر سے لیکن
باتیں مری سنو تو تم پھینک دو گھر کو
نزدیک ہے کہ جاویں ہم آپ سے، اب آؤ
ملتے ہیں دوستوں سے جاتے ہوئے سفر کو
کب میرا بر دیا برساوے کر اندھیری
جیسا کہ روتے ہم نے دیکھا ہے چشم ترکو

1200/1
1200/2
1200/3
1200/4
1200/5
1200/6
1200/7

﴿1201﴾

مطرب نے پڑھی تھی غزل اک میر کی شب کو (قطعہ) مجلس میں بہت وجد کی حالت رہی سب کو
پھرتے ہیں چنانچہ لیے خدام سلاتے
درویشوں کے پیراہن صد چاک قصب کو
کیا وجہ کہیں خوں شدن دل کی پیارے
دیکھو تو ہو آئینے میں تم جنبش لب کو
برسوں تئیں جب ہم نے تردد کیے ہیں تب
پہنچایا ہے آدم تئیں واعظ کے نسب کو
ہے رحم کو بھی راہ دل یار میں بارے
جاگہ نہیں یاں ورنہ کہیں اُس کے غضب کو
کچھ پوچھو نہ اُس شوخ کی رنجش کے سبب کو
یوں کھینچے کوئی کب تئیں اس رنج و تعب کو
حیرت ہے کہ ہے مدعی معرفت اک خلق
کچھ ہم نے تو پایا نہیں اب تک ترے ڈھب کو
ہوگا کسو دیوار کے سائے میں پڑا میر
کیا ربط ہے محبت سے اُس آرام طلب کو

1201/1-2
1201/3
1201/4
1201/5
1201/6
1201/7
1201/8
1201/9

﴿1202﴾

ملا یا رب کہیں اُس صید افکن، سر بسر کیوں کو
کہ افشاں کچھ خون اپنے سے اُس کے دامن زریں کو
گئے وے ساجے سارے، خصوصیت رہی پیارے
کبھو در تک تو آ بارے ہمارے دل کی تسکین کو
پے جاتے نہیں بس اب لہو کے گھونٹ یہ مجھ سے
بہت پی پی گیا ڈر سے ترے میں اشکِ خونیں کو

1202/1
1202/2
1202/3

۱۔ نسخہ: آسی میں بالعموم 'آپھی' کو آپ ہی لکھا گیا اور نسخہ مجلس نے میر کے رنگِ اسلوب و زبان کو برقرار رکھنے کے لیے 'آپھی' کو ترجیح دی لیکم شعر میں بالعموم ہوا، آسی کے یہاں آپھی اور مجلس کی اشاعت میں آپ ہی درج ہے۔
۲۔ یہ دونوں شعر یا ہم مربوط ہیں، تاہم آسی، عبادت یا مجلس میں سے کسی مرتب نے انہیں قطعہ نہیں لکھا۔
۳۔ انتخاب کلام میر مرتبہ مولوی عبدالحق، ص ۱۰۱ میں ربط کی جگہ 'کام' درج ہوا ہے۔

- 1202/4 نہ لکھیں یار کو محضر ہمارے خونِ ناحق کا
1202/5 بجز حیرت نہ بن آوے گی کوئی شکل پھر اُس سے
1202/6 ابھر کر سنگ کے تختے سے پھر دیکھا کیا اودھر
1202/7 ہم اُس کے چاند سے منہ کے ہیں عاشق، مدہ سے کیا ہم کو
1202/8 ہوئے کیا کیا مقدس لوگ آوارہ ترے غم میں
1202/9 بہت مدت ہوئی صحرا سے مجنوں کی خبر آئے
1202/10 لیے تسبیح ہاتھوں میں جو تو باتیں بناتا ہے

1202/11 گیا کوچے سے تیرے اٹھ کے میر آشفۃ سر شاید
پڑا دیکھا تھا میں نے رہ میں اُس کے سبب بالیں کو

﴿1203﴾

- 1203/1 کیا چہرے خدا نے دیے ان خوش پروں کو
1203/2 آنکھوں سے ہوئی خانہ خرابی دل، اے کاش
1203/3 پروازِ گلستاں کے تو شائستہ نہ نکلے
1203/4 سب طائرِ قدسی ہیں یہ جو زیرِ فلک ہیں
1203/5 زہار ترے دل کی توجہ نہ ہو ابھر
1203/6 پیراہنِ صد چاک سلاتے ہیں مرا لوگ
1203/7 جوں اشک جہاں جاتے رہیں گے تو گئے پھر
1203/8 اس باغ کے ہر گل سے چپک جاتی ہیں آنکھیں
1203/9 آدابِ جنوں چاہیے ہم سے کوئی سیکھے

1203/10 اندیشے کی جاگہ ہے بہت میر جی مرنا
در پیشِ عجب راہ ہے ہم نو سفروں کو

﴿1204﴾

- 1204/1 عنایتِ ازلی سے جو دل ملا مجھ کو
1204/2 تنک شرابِ ضعیف الدماغ ہوں ساقی
1204/3 پڑا رہے کوئی مردہ سا کب تلک خاموش
1204/4 جنوں میں سخت ہے اُس زلف سے علاقہ دل
1204/5 فلک کی چرخ زنی برسوں ہو تو مجھ سا ہو
1204/6 رہا تھا خوں تیں ہمرہ سو آہی خوں ہے حیف
1204/7 درستی جیب کی اتنی نہیں ہے اے ناصح
1204/8 ہوا ہوں خاک، پہ دل کی وہی ہے ناصافی

1204/9 مگر کہ مردنِ دشوار میر سہل ہے شوخ
ہلاک کرتا ہے تیرا مسابلا مجھ کو

﴿1205﴾

- ہوتی کچھ عشق کی غیرت بھی اگر بلبل کو 1205/1
میں نے سراپنا دھنا تھا تبھی، اُس شوخ نے جب 1205/2
مستی اُن آنکھوں سے نکلے ہے اگر دیکھو خوب 1205/3
جیسے ہوتی ہے کتاب ایک ورق بن ناقص 1205/4
ایک لفظ ہی میں بل سارے نکل جاتے میر 1205/5
بیچ اُس زلف کے دینے تھے دکھا سنبل کو

﴿1206﴾

- یوں کب ہوا ہے پیارے پاس اپنے تم بلا لو 1206/1
اب جو نصیب میں ہے سودیکھ لوں گا میں بھی 1206/2
جہنیش بھی اُس کے آگے ہونٹوں کو ہو تو کہو 1206/3
دونوں ہی میں شب کے ہوگا مکان ہو کا 1206/4
نام خدا ستم میں تم نام ورنہ تو ہو ہی 1206/5
زلف اور خال و خط کا سودا نہیں ہے اچھا 1206/6
یارانِ رفتہ ایسے کیا دور تر گئے ہیں 1206/7
بازاری سارے دے ہی کہتے ہیں راز بیٹھے 1206/8
یوں رفتہ اور بے خود کب تک رہا کرو گے 1206/9
تم اب بھی میر صاحب اپنے تئیں سنبھالو

ردیف و دیوان سوم

﴿1207﴾

- قتل کیے پر غصہ کیا ہے، لاش مری اٹھوانے دو 1207/1
جان سے ہم بھی جاتے رہے ہیں، تم بھی آؤ جانے دو 1207/2
جان سلامت لے کر جاوے کعبے میں تو سلام کریں
ایک جراحت اُن ہاتھوں کا صیدِ حرم کو کھانے دو
اس کی گلی کی خاک سبھوں کے دامنِ دل کو کھینچے ہے 1207/3
ایک اگر جی لے بھی گیا تو آتے ہیں مر جانے دو
کرتے ہو تم نیچی نظریں، یہ بھی کوئی مروت ہے 1207/4
برسوں سے پھرتے ہیں جدا ہم، آنکھ سے آنکھ ملانے دو
کیا کیا اپنے لوہو پیئیں گے، دم میں مریں گے دم میں جنیں گے 1207/5
دل جو بغل میں رہ نہیں سکتا، اس کو کسو سے بکانے دو
اب کے بہت ہے شور بہاراں ہم کو مت زنجیر کرو 1207/6
دل کی ہوس ٹکے ہم بھی نکالیں، دھو میں ہم کو مچانے دو

۱۔ نول کشور طبع سوم اور کلیات میر مرتبہ آسی میں کچھ ہے، نسخہ کالج اور طبع دوم میں ٹک بہتر ہے۔

- 1207/7 عرصہ کتنا سارے جہاں کا ، وحشت پر جو آجاویں
پاؤں تو ہم پھیلاویں گے ہر فرصت ہم کو پانے دو
- 1207/8 کیا جاتا ہے اس میں ہمارا ، چپکے ہم تو بیٹھیں ہیں
دل جو سمجھنا تھا سو سمجھا ناصح کو سمجھانے دو
- 1207/9 ضعف بہت ہے میر تمہیں کچھ اس کی گلی میں مت جاؤ
صبر کرو کچھ اور بھی صاحب طاقت جی میں آنے دو
- 1207/10 بات بنانا مشکل سا ہے ، شعر سبھی یاں کہتے ہیں
فکر بلند سے یاروں کو ایک ایسی غزل کہہ لانے دو

﴿1208﴾

- 1208/1 گردش میں دے مست آنکھیں ہیں جیسے بھرے پیانے دو
دانت سنا ہے بھٹکیں ہیں اُس کے موتی کے سے دانے دو
- 1208/2 خوب نہیں اے شمع کی غیرت ساتھ رہیں بیگانے دو
کب فرمان پہ تیرے ہوئے یہ بازو کے پروانے دو
- 1208/3 ایسے بہانہ طلب سے ہم بھی روز گزاری کرتے ہیں
کب وعدے کی شب آئی جو اُن نے کیے نہ بہانے دو
- 1208/4 تیر ستم اُس دشمن جاں کا تا دو کماں پر ہو نہ کہیں
دل سے اور جگر سے اپنے ہم نے رکھے ہیں نشانے دو
- 1208/5 کس کو دماغ رہا ہے یاں اب ضدیں اُس کی اٹھانے کا
چار پہر جب منت کرے تب وہ باتیں مانے دو
- 1208/6 غم کھاویں یا غصہ کھاویں یوں اوقات گزرتی ہے
قسمت میں کیا خستہ دلوں کے یہی لکھے تھے کھانے دو
- 1208/7 خال سیاہ دئے خط سیاہ ، ایمان و دل کے رہزن تھے
اک مدت میں ہم نے بارے چوئے یہ پہچانے دو
- 1208/8 عشق کی صنعت مت پوچھو جوں نیچے بھوؤں کے چشم بتاں
دیکھیں جہاں محرابیں اُن نے طرح کیے پیانے دو
- 1208/9 رونے سے تو پھوٹیں آنکھیں ، دل کو غموں نے خراب کیا
دیکھنے قابل اُس کے ہوئے ہیں اب تو یہ ویرانے دو
- 1208/10 دشت و کوہ میں میر پھرو تم لیکن ایک ادب کے ساتھ
کوہ کن و مجنوں بھی تھے اس ناچے میں دیوانے دو

﴿1209﴾

- 1209/1 دوست رکھتا ہوں بہت اپنے دل بیمار کو
خوں کیا ہے مدتوں اس میں غم بسیار کو
- 1209/2 جز عزیز از جاں نہیں یوسف کو لکھتا یہ کبھی
کیا غرور میرزائی ہے ہمارے یار کو

۱۔ نول کشور دوم، سوم اور آسی کے یہاں 'ہمیں' ہے، نسخہ کالج اور نسخہ مجلس میں 'ہم نے' ہے۔
۲۔ نسخہ آسی میں 'خال سیاہ' و 'خط سیاہ' میں 'داؤ عاقلہ درج نہیں اور چوئے' کا املا دئی چوئے' آسی صاحب نے لکھا ہے۔

- دیکھے ہے خورشید اس کے سایہ دیوار کو 1209/3
 وجہ جام سے نہ پایا خرقہ و دستار کو 1209/4
 سی لیا ہے تو کہے میں نے لب اظہار کو 1209/5
 کیا کروں آئینہ ساں میں حسرت دیدار کو 1209/6
 عاشقی وہ روگ ہے جس میں کیہ ہو جاتی ہے یاس 1209/7
 اچھے ہوتے کم سنا ہے میر اس آزار کو

﴿1210﴾

- تم بن چمن کے گل نہیں چڑھتے نظر کبھو 1210/1
 دریا سی آنکھیں بہتی ہی رہتی تھیں سو کہاں 1210/2
 جی جانے ہے جو اپنے پہ ہوتی ہے مار مار 1210/3
 آنکھیں سفید ہو چلی ہیں راہ دیکھتے 1210/4
 مدت ہوئی ہے نامہ کبوتر کو لے گئے 1210/5
 ہم جستجو میں اُن کی کیے دست و پا بھی گم 1210/6
 غم کو تمہارے دل کے نہایت نہیں ہے میر 1210/7
 اس قصے کو کرو گے بھی تم مختصر کبھو

﴿1211﴾

- یہ سرا سونے کی جاگہ نہیں ، بیدار رہو 1211/1
 آپ تو ایسے بنے اب کہ جلے جی سب کا 1211/2
 لاگ اگر دل کو نہیں ، لطف نہیں جینے کا 1211/3
 گرچہ وہ گوہر تر ہاتھ نہیں لگتا لیک 1211/4
 سارے بازار جہاں کا ہے یہی مول اے میر 1211/5
 جان کو بیچ کے بھی دل کے خریدار رہو

﴿1212﴾

- کرنا شعار خوب ہے عجز و نیاز کو 1212/1
 ہجراں کی سرگزشت مری گفتنی نہیں 1212/2
 جوں شمع سر کٹے ہے بیاں حال کا کیے 1212/3
 حیران ہو رہو گے جو ہم ہو چکے کبھی 1212/4
 جاں کاہ و دل خراش ہیں سارے ترے سلوک 1212/5
 صوفی کی پارسائی کی ہے خائفہ میں دھوم 1212/6
 بے وقار جانتے ہیں دل بے گداز کو 1212/7
 کیا کہیے تم سے قصہ دور و دراز کو
 لانا زباں پہ خوب نہیں دل کے راز کو
 دیکھا نہیں ہے مرتے کو عشق باز کو
 دل ہم تو دیتے کاش کسی دل نواز کو
 لے چلیے گا کبھو ادھر اُس مست ناز کو
 ہے دُور ادب سے تم کھڑے میں پاکشیدہ ہوں
 مت آئیو جنازے کی میرے نماز کو

﴿1213﴾

- سر کاٹ کے ڈلوا دیئے ، انداز تو دیکھو 1213/1
کچھ سوچ نہیں پڑتی تمہیں بے خبری سے 1213/2
اُس بت سے نہیں جب تیں صحبت تو نہیں ہے 1213/3
شب آنکھ مری لگنے نہیں دیتی ہے بلبل 1213/4
دل ایک تڑپنے میں پرے عرش کے پایا 1213/5
کی زلف و خط و خال نے ایک اور قیامت 1213/6
سب میر کو دیتے ہیں جگہ آنکھوں پہ اپنی 1213/7
اس خاکِ رہِ عشق کا اعزاز تو دیکھو

﴿1214﴾

- آرسی اُس کے سامنے دھر لو 1214/1
اُس کی تیغِ ستم بلند ہوئی 1214/2
درپے خوں ہیں میرے خرد و کلاں 1214/3
کچھ طرح ہو کہ بے طرح ہو حال 1214/4
کیا بلا خیز جا ہے کوچہٗ عشق 1214/5
تم بھی یاں میر مول اک گھر لو

﴿1215﴾

- کھینچنا رنج و تعب کا دوستاں! عادت کرو 1215/1
روٹھ کر منتا نہیں وہ شوخ یوں کیوں نہ کوئی 1215/2
کب تک اے صورت گراں حیراں پھروں بے روئے یار 1215/3
اُنس اگر اِن نوخطاں شہر سے منظور ہے 1215/4
کچھ نہ پوچھو صحبت دی روزہ کی کم فرصتی 1215/5
عشق میں کیا دخل ہے نازک مزاجی کے تیں 1215/6
پہلے دیوانے ہوئے ، پھر میر آخر ہو گئے 1215/7
ہم نہ کہتے تھے کہ صاحب! عاشقی تم مت کرو

﴿1216﴾

- بہر فردوس ہو آدم کو الم کا ہے کو 1216/1
کہتے ہیں آوے گا ایدھر وہ قیامت رفتار 1216/2
یہ بھی اک ڈھب ہے نہ ایذا نہ کسو کو راحت 1216/3
وقفِ اولاد ہے وہ باغ تو غم کا ہے کو
چلتے پھرتے رہیں گے تب تیں ہم کا ہے کو
رحم موقوف کیا ہے تو ستم کا ہے کو

۱۔ نسخہ آسی ص ۳۲۷ پر دواں بجائے پر دواں درج ہوا ہے۔ مجلس میں متن درست، لیکن اختلاف نسخ کی نشان دہی مفقود ہے۔

۲۔ کلیات میر مرتبہ آسی میں متن بھی ہے جو درست بھی ہے نسخہ مجلس میں ہے سہو درج ہوا ہے۔

- 1216/4 نرگس اُن آنکھوں کو جو لکھ گئے ، نابینا تھے
اپنے نزدیک ہیں وے دست قلم کا ہے کو
- 1216/5 اُس کی تلوار سے گر جان کو رکھتے نہ عزیز
مرتے اِس خواری سے تو صید حرم کا ہے کو
- 1216/6 چشم پوشی کا مری جان تمہیں لپکا ہے
کھاتے ہو دیدہ درائی سے قسم کا ہے کو
- 1216/7 میری آنکھوں پہ رکھو پاؤں تو ، آؤ لیکن
رکھتے ہو ایسی جگہ تم تو قدم کا ہے کو
- 1216/8 دل کو کہتے ہیں کہ اُس بچ روایں کا گھر ہے
اس خرابے میں کرے ہے وہ کرم کا ہے کو
- 1216/9 شور نے نام خدا اُن کے بلا سر کھینچا
میر نہا ہے گوئی عالم میں علم کا ہے کو

﴿1217﴾

- 1217/1 غریب شہرِ خواباں ہوں مرا کچھ حال مت پوچھو
ہوا جی زلف و کاکل کے لیے جنجال مت پوچھو
- 1217/2 دلِ صد پارہ کو پیوند کرتا ہوں جدائی میں
کرے ہے کہنہ نسخہ وصل جوں وصال مت پوچھو
- 1217/3 جگر جل کے ہوا ہے کونکلی ، بے تاب تو بھی ہوں
تپش سے دل کی میرے سر پہ ہے دھماں مت پوچھو
- 1217/4 تعجب ہے کہ دل اس بچ سرگشتہ میں رہتا ہے
خرابے جس سے یہ پاتے ہیں مالا مال مت پوچھو
- 1217/5 لگا جی اُس کی زلفوں سے ، بہت ہم میر بچھٹائے
ہوا ہے مدعی ایک سے ایک اپنا بال ، مت پوچھو

﴿1218﴾

- 1218/1 بارے دنیا میں رہو غم زدہ یا شاد رہو
ایسا کچھ کر کے چلو یاں کہ بہت یاد رہو
- 1218/2 عشق پیچے کی طرح حسن گرفتاری ہے
لطف کیا سرد کے مانند گر آزاد رہو
- 1218/3 ہم کو دیوانگی شہروں ہی میں خوش آتی ہے
دشت میں قیس رہو ، کوہ میں فرہاد رہو
- 1218/4 وہ گراں خواب جو ہے ناز کا اپنے سو ہے
داد بے داد رہو شب کو کہ فریاد رہو
- 1218/5 میر ہم مل کے بہت خوش ہوئے تم سے پیارے
اس خرابے میں مری جان تم آباد رہو

﴿1219﴾

- 1219/1 زلفوں کو میں چھوا سو غصے ہوئے کھڑے ہو
یہ بات ایسی کیا ہے جس پر اُلجھ پڑے ہو
- 1219/2 منہ پھیر پھیر لو ہو ہر بات میں ادھر سے
یاں کس ستم زدہ سے آزرده ہو ، لڑے ہو
- 1219/3 نرمی مخالفوں سے ، سختی موافقوں سے
داں موم سے بنے ہو ، یاں لوہے سے کڑے ہو

۱ نسخہ آسی اور مجلس دونوں نے دیدہ درائی میں الف کو مودودہ درج کیا ہے۔

۲ نسخہ کالج کے مطابق 'کے' درج کیا ہے 'شور' کے لیے یہی مناسب ہے۔ ورنہ سبھی نسخوں میں 'کی' مندرج ہے۔

۳ باعموم جب بھی شعر میں 'ایک ایک' آیا نسخہ مجلس کے مرتب نے اُسے 'اک ایک' سے بدل دیا ہے اور اس کا نہ کوئی حوالہ دیا ہے اور نہ جواز۔ ہم آسی کے نسخے کے مطابق 'ایک ایک' ہی درج کیا ہے۔

۴ آسی اور مجلس کے نسخوں میں مصرع یوں ہے 'میر مل کے بہت خوش ہوئے تم سے پیارے'۔ ظاہر ہے یہ مصرع درست نہیں 'مل کے' کوئی بی بیان نہیں۔ شعر شور انگیز کے انتخاب میں یہ شعر شامل ہے، جلد سوم، ص ۵۴۰ وہاں متن یوں ہے 'میر ہم مل کے بہت خوش ہوئے تم سے سارے' میں 'سارے' کی نسبت آسی مجلس کا 'پیارے' بہتر ہے۔ مری جان سے بھی اس کی مناسبت بہت بہتر ہے۔

مل جاؤ مغ بچوں سے تو داڑھی ہو تبرک 1219/4
 ہر چند شیخ صاحب! تم بوڑھے ہو، بڑے ہو
 ہوتے ہیں خاک رہ بھی لیکن نہ میر ایسے 1219/5
 رستے میں آدھے دھڑ تک مٹی میں تم گڑے ہو

﴿1220﴾

زخموں پہ اپنے لونڈ چھڑکتے رہا کرو 1220/1
 کیا آنکھ بند کر کے مراقب ہوئے ہو تم 1220/2
 موقوف ہرزہ گردی نہیں کچھ قلندری 1220/3
 ہر چند اس متاع کی اب قدر کچھ نہیں 1220/4
 تدبیر کو مزاج محبت میں دخل کیا 1220/5
 طفلی سے تم نے لطف و غضب مختلط کیے 1220/6
 بیٹھے ہو میر ہو کے در کعبہ پر فقیر 1220/7
 اس روسیہ کے باب میں بھی کچھ دعا کرو

﴿1221﴾

سر پہ عاشق کے نہ یہ روز سیہ لایا کرو 1221/1
 تاب مہ کی تاب کب ہے نازکی سے یار کو 1221/2
 گرچہ شان کفر ارفع ہے، ولے اے راہباں! 1221/3
 شوق سے دیدار کے بھی آنکھوں میں کھینچ آیا جی 1221/4
 کوہ کن کی ہے قدم گاہ آخر اے اہل وفاق 1221/5
 فرق یار و غیر میں بھی اے بتاں کچھ چاہیے 1221/6
 کب میسر اُس کے منہ کا دیکھنا آتا ہے میر 1221/7
 پھول گل سے اپنے دل کو تم بھی بہلایا کرو

﴿1222﴾

کہتا ہے کون میر کہ بے اختیار رو 1222/1
 پایا گیا وہ گوہر نایاب سہل کب 1222/2
 کام اُس کے لب سے ہے مجھے، بنت العنب سے کیا 1222/3
 سنتے نہیں کہے، جو نہ کہیے تو دم رکے 1222/4
 مشعر ہے بے دماغی پہ مطلق نہ بولنا 1222/5
 کرنا جگر ضرور ہے دل دادگاں کو بھی 1222/6
 ایسا تو رو کہ رونے پہ تیرے ہنسی نہ ہو
 نکلا ہے اُس کو ڈھونڈنے تو پہلے جان کھو
 ہے آب زندگی بھی تو لے جائے مردہ شو
 کچھ پوچھیے نہ قصہ ہمارا، ہے گو ماگو
 ہم دیں تمہیں دعا، ہمیں تم گالیاں تو دو
 وہ بولتا نہیں تو تم آپھی سے چھیڑ لو

۱۔ نسخہ آسی میں 'تم بوڑھے ہو' بڑے ہو، مجلس میں متن بہتر ہے، تاہم اختلاف نسخ کی نشان دہی نہیں کی۔

۲۔ نسخہ کالج کے مطابق 'لون' بمعنی نمک زیادہ فصیح ہے، اس لیے یہی درج کیا ورنہ کبھی نسخوں میں 'نون' درج ہے۔

۳۔ آسی کے یہاں 'مہر' ہی ہے گو پڑھا نہیں جاتا، خود مختار کاتب نے نسخہ مجلس میں 'میر' درج کر دیا ہے، جلد سوم ص ۱۷۵۔

- چلنے کو قافلے ہیں ، یہاں تم رہے ہو سو
دن رات آپھی چرخ میں ہے آسمان تو
اے غافلانِ دہر! یہ کچھ راہ کی ہے بات
گردش میں جو کوئی ہو، رکھے اُس سے کیا امید
جب دیکھتے ہیں پاؤں ہی دابو ہو اس کے میر
کیوں ہوتے ہو ذلیل تم ، اتنا تو مت دبو

1222/7

1222/8

1222/9

﴿1223﴾

- کھلانا کھولنا مشکل بہت ہے ایسے کالوں کو
الہی سبز رکھو باغِ خوبی کے نہالوں کو
نہ ہم دو چار بیٹھے دل شکستے اپنے حالوں کو
تبرک کرتے ہیں کانٹے مرے پاؤں کے چھالوں کو
نہیں افسوس آنکھیں بے حقیقت پھول والوں کو
بہت آئینے سے تو ربط ہے صاحبِ جمالوں کو
تفکر اس کمر کا کھا گیا نازک خیالوں کو
کبھو جنگل میں لے چلیے گا ان شہری غزالوں کو
رکھو مت سر چڑھائے دلبروں کے گوندھے بالوں کو
اڑایا غم نے اب کے سوکھے پتوں کی روش ہم کو
جہاں دیکھو کہا کرتے ہیں اس کے عشق کے غم میں
نہ چشمِ کم سے مجھ درویش کی آوارگی دیکھو
کرے ہے جس پہ بلبلِ غش سو پاسِ جہنم کی قیمت
دلِ عاشق کو زود کیا جانوں ، خوباں کیوں نہیں دیتے
یہی کچھ وہم سے ہے سہل کب آئے قیاسوں میں
نہ ایسی طرزِ دیدن ہے ، نہ ہر نوں کی یہ چتون ہے
کوئی بھی اس طرح سے اپنے جی پر کھیل جاتا ہے
مگر بازیچہ سمجھے میر عشقِ خرد سالوں کو

1223/1

1223/2

1223/3

1223/4

1223/5

1223/6

1223/7

1223/8

1223/9

﴿1224﴾

- جیسے مصاحبِ ابر کی ہوتی ہے کوئی باؤ
گر میری سرد آہوں کا واں ہو گیا جماؤ
خوں ہی ہوا کیے ہیں مرے دل میں سارے چاؤ
ابروں سے جا کہے کوئی پانی پیو تو آؤ
اس چشمِ بحرِ خوں کے کبھو دیکھے ہیں چڑھاؤ
نک بیٹھو تو دکھاؤں تمہیں چھاتیوں کے گھاؤ
ان منظروں سے بھی ہے بہت دور تک دکھاؤ
جب آگئے ہیں ہم تو کہا ان نے یاں سے جاؤ
افسوں کیا ہے شانے نے جو اُس سے ہے بناؤ
رہتا ہے پیشِ دیدہ تر آہ کا سجاؤ
بر سے گی برفِ عرصہ محشر میں دشتِ دشت
حاصل کوئی اُمید ہوئی ہو تو میں کہوں
آنکھوں کے آگے رونے سے میرے محیط ہے
رہتی تھی اشکِ خونی میں ڈوبی سب آستیں
اظہارِ درد اگرچہ بہت بے نمک ہے پر
آعاشقوں کی آنکھوں میں نک اے بدلِ رقیب!
صحبت جو اس سے رہتی ہے، کیا نقل کرے ہائے
صد چاک اپنے دل سے تو بگڑا ہی کی وہ زلف
اس ہی زمیں میں میر غزل اور ایک لکھ
گو خوش نہ آوے سامعوں کو بات کا بڑھاؤ

1224/1

1224/2

1224/3

1224/4

1224/5

1224/6

1224/7

1224/8

1224/9

1224/10

۱۔ نسخہ کالج اور نول کشور طبع دوم کے مطابق 'کھلانا کھولنا' ہے جب کہ طبع سوم، آسی اور مجلس میں 'کھلانا کھیلنا' درج ہے۔

۲۔ نسخہ آسی و مجلس میں 'خالوں' درست نہیں، نسخہ کالج کے علاوہ، طبع دوم، سوم میں بھی 'حالوں' ہے۔

۳۔ نسخہ آسی اور مجلس میں یہ اس کی جگہ سو پاسِ جنس درج ہے جب کہ نسخہ کالج، نول کشور دوم، سوم میں متفقہ طور پر یہ اس جنس ہی درج ہے۔
دونوں صورتوں میں بامعنی نہیں ہے تاہم سو پاسِ جنس بہ اعتبار وزن درست ہے۔

﴿1225﴾

- 1225/1 سب کھا گئی جگر تری پلکوں کی کاؤ کاؤ ہم سینہ خستہ لوگوں سے بس آنکھ مت لگاؤ
- 1225/2 آنکھوں کا جھڑ، برسنے سے ہتھیا کے کم نہیں پل مارتے ہی پیش نظر ہاتھی کا ڈباؤ
- 1225/3 کشتی چشم ڈوبی رہیٰ بحر اشک میں آئی نہ پار ہوتی نظر عاشقوں کی ناؤ
- 1225/4 سینے کے اپنے زخم سے خاطر ہو جمع کیا دل ہی کے اور پاتے ہیں سب لوہو کا بہاؤ
- 1225/5 بے تابی دل افعی خامہ نے کیا لکھی کاغذ کو شکل مار سراسر ہے پیچ تاؤ
- 1225/6 ہر چند جانیں جاتی ہیں، پر تیغ جور سے تم کو ہمارے سر کی سوں، تم ہاتھ مت اٹھاؤ
- 1225/7 سر نیچے ہو تو پاؤں ترا دائیں ہم کبھی دہتا وہی ہے جس کے تئیں کچھ بھی ہو دباؤ
- 1225/8 چاک نفس سے آنکھیں لگیں کب تلک رہیں اک برگ گل نسیم ہماری طرف بھی لاؤ
- 1225/9 غیرت کا عشق کی ہے طریقہ ہی کچھ جدا اُس کی گلی کی خطر کو بھی راہ مت بتاؤ
- 1225/10 ظاہر ہے دیکھنے سے گنہ کیونکہ تیرے سب چھپتے ہیں میر کوئی دلوں کے کہیں لگاؤ

﴿1226﴾

- 1226/1 گر قصد ترک سر ہے، کہو! شرم مت کرو کہتے ہیں اپنی ٹوپی سے بھی مشورت کرو
- 1226/2 اچھی ہے اُس کی تیغ تو باندھو گلے سے میر مرتا ہوں میں تو آگے مرے مت صفت کرو

﴿1227﴾

- 1227/1 دل کہے میں ہوں تو کاہے کو کوئی بے تاب ہو آنکھ کا لگنا نہ ہو تو اشک کیوں خوناب ہو
- 1227/2 وہ نہیں چھڑکاؤ سا میں اشک ریزی سے کروں اب جو رونے بیٹھ جاؤں جھیل یا تالاب ہو
- 1227/3 جلد کھینچے تیغ، بے تابی کریں جو ہم، تو پھر مارنا مشکل ہمارا تم کو جوں سیماں ہو
- 1227/4 شہر میں زیر درختاں کیا رہوں میں برگ بندے ہو نہ صحرا، نے مری گنجائش اسباب ہو
- 1227/5 بے تصرف عشق کے ہوتا ہے ایسا حال کب دل ہمارا خون ہو، سب چشم یکسر آب ہو
- 1227/6 لطف سے اے ابر رحمت ایک دو بارش ادھر کشت زرد نا امیداں بھی تو تک لے سیراب ہو
- 1227/7 بخت خفتہ سوویں پر تک چو نکتے سوویں کہ میر ایک شب ہم دل زدوں سے وہ پری ہم خواب ہو

۱۔ آسی کی مرتبہ کلیات میر میں ڈوبی سی ہے، نول کشور دوم، سوم میں ڈوبی سے رہی، دونوں غیر موزوں ہیں۔ درست متن نسخہ کالج میں ہے ڈوبی رہی، اس سے مصرع موزوں رہتا ہے۔

۲۔ فاروقی صاحب کے انتخاب میں یہ شعر شامل ہے لیکن متن یوں ہے۔۔۔ زخم سے خاطر جمع ہو کیا۔

۳۔ نسخہ کالج میں برگ بید ہے۔ نول کشوری اشاعتوں بشمول آسی برگ بند متن ہے۔

۴۔ نسخہ کالج میں بھی تک ہے جب کہ نول کشوری اشاعتوں میں بھی تو تک درج ہوا ہے۔

﴿1228﴾

- 1228/1 دل نہ رہے جو ہاتھ رکھے تو ساجت ات گت مت کریو
آج ہمارا جی بے کل ہے، تم بھی غفلت مت کریو
- 1228/2 مجھ کو زمیں میں گاڑو گے تو نشانِ تربت مت کریو
ڈھیری رہے اک خاک کی تو کیا ایسے خاک برابر کی
- 1228/3 ایک ہی وار میں ہو چکے گا، دوسری ضربت مت کریو
ایسی جان کہاں ہے ہم میں، رنج نہ دینا ہاتھوں کو
- 1228/4 دیر جہاں میں تم جو رہو تو کسو سے اُلفت مت کریو
ہم کو مارا عشق نے آخر، پر یہ وصیت یاد رہے!
- 1228/5 مانے نہ مانے وہ جانے، پھر تم بھی منت مت کریو
میری طرف کی یارو اُس سے بات کوئی کہتے ہو کہو
- 1228/6 تم کو قسم ہے حرفِ سخن کی مجھ سے مروت مت کریو
کیسے سو کیا اب چپکے دیکھو، گو میں اُس میں مرجاؤں
- 1228/7 ہوش نہیں اپنا تو ہمیں نک میر آئے ہیں پُرسش کو
جانے سے آگے اُن کو ہمارے، پیارے رخصت مت کریو

رولیف و دیوان چہارم

﴿1229﴾

- 1229/1 اک نالہ حوصلے سے بس ہے وداع جاں کو
دیتی ہے طول بلبل کیا شورشِ فغاں کو
- 1229/2 کہتے ہیں مرغِ گلشن سب میری داستاں کو
میں تو نہیں پر اب تک مستانہ غنچے ہو کر
- 1229/3 گو طائرِ گلستاں سیکھے مری زباں کو
نالاں تو ہیں مجھی سے، پر وہ اثر کہاں ہے
- 1229/4 رہتے ہیں دیکھتے ہم ہر صبح آسماں کو
کیا جانے کہ کیا کچھ پردے سے ہودے ظاہر
- 1229/5 جوں ترکِ مست رکھ لے سر کے تلے کہاں کو
اُس چشمِ سرخ پر ہے وہ سہ ابروئے کشیدہ
- 1229/6 موجود بھی نہ جانا اس راہ سے جہاں کو
میری نگاہ میں تو معدوم سب ہیں دے ہی
- 1229/7 بعد از نماز تھے کل سے خانے کے در اوپر
کیا جانے میرا اُٹھ کر داں سے گئے کہاں کوئے

﴿1230﴾

- 1230/1 نہ گرم ہو کے، بہت آگ ہو کے آب کرو
نہیں ہے تابِ تنک تم بھی مت عتاب کرو
- 1230/2 نہ دیکھو آئینہ، منہ سے مرے حجاب کرو
تمہارے عکس سے بھی عکس مجھ کو رشک سے ہے
- 1230/3 پھرا پھرا کے مجھے گلیوں میں خراب کرو
خراب عشق تو سرگشتہ ہوں ہی میں، تم بھی
- 1230/4 جو باتیں کیں ہیں تو اب قرض کا حساب کرو
کہا تھا تم نے کہ ہر حرف پر ہے بوسہ لب
- 1230/5 نہ شب کو جاگتے رہنے کا اضطراب کرو
ہوا ہے اہلِ مساجد یہ کام از بس تنگ
- 1230/6 دراز کھینچو، کسوے کدے میں خواب کرو
خدا کریم ہے، اُس کے کرم سے دکھ کر چشم

۱۔ نسخہ کالج، نول کشور دوم، سوم کے مطابق یاد رہے ہے جب کہ آسی، مجلسِ عبادت کے یہاں یاد رہے۔

۲۔ نول کشور طبع دوم، سوم ۲۵۵ میں 'شورش' ہے جو آسی اور مجلس کے متن 'سوزش' سے بہتر ہے۔

۳۔ نسخہ آسی میں وہ درست ہے، نسخہ کالج اور طبع دوم میں دو زیادہ بہتر نہیں۔

۴۔ نسخہ کالج میں یہ مصرع یوں ہے کیا جانے میر داں سے پھر اٹھ گئے کہاں کو درج متن آسی کا مصرع ہے۔

جہاں میں دیر نہیں لگتی آنکھیں مند تے میر
نہیں تو چاہیے ہر کام میں شتاب کرو

1230/7

﴿1231﴾

وہ گل سا رو سراہوں ، یا بیچ دار مو کو
ان گیسوؤں کے حلقے ہیں چشم شوق عاشق
نرمی بھی کاش دیتا خالق تک اُس کی خو کو
وے آنکھیں دیکھتی ہیں حسرت سے اُس کے رو کو
پاتے نہیں ہم اُس کی کچھ طرز جستجو کو
مرغ چمن نہ سمجھا انداز گفتگو کو
دل میر دلبروں سے چاہا کرے ہے کیا کیا
کچھ انتہا نہیں ہے عاشق کی آرزو کو

1231/1

1231/2

1231/3

1231/4

1231/5

﴿1232﴾

عجب گر تیری صورت کا نہ کوئی یار عاشق ہو
تجھے اک بار اگر دیکھے کوئی ، بے جا ہو دل اُس کا
خرام ناز پر تیرے لٹا گھر بار ، عاشق ہو
مباد اس وجہ سے گل رو گلے کا ہار عاشق ہو
نہ مارے جان سے جب تک ، نہ منت دار عاشق ہو
نہ عاشق کہیے ، ان رنگوں نہ جو بیمار عاشق ہو
وہی لے کام تجھ سے جو کوئی پُرکار عاشق ہو
اگر وہ رشک یوسف آوے تو بازار عاشق ہو
تجھے اے نسیم بر لے بر میں جو زردار عاشق ہو

1232/1

1232/2

1232/3

1232/4

1232/5

1232/6

1232/7

1232/8

لگو ہو زار باراں رونے، چلتے بات چاہت کی
کہیں ان روزوں تم بھی میر صاحب! زار عاشق ہو

1232/9

﴿1233﴾

تو وہ نہیں ، کسو کا تیرے دل سے یار ہو
کیا فکر میں ہو اپنی طرح داری ہی کی تم
مصروف احتیاط رہا کرے رات دن
دل میں کد سے آندھی سی اٹھنے لگی ہے اب
کھا زہر مر رہیں کہیں ، کیا زندگی ہے یہ
اے آہوان کعبہ نہ ایندو حرم کے گرد
منہ سے لگے گلابی ، ہوا کچھ شگفتہ تو
بہتی ہے تیز جدول تیغ جفائے یار

1233/1

1233/2

1233/3

1233/4

1233/5

1233/6

1233/7

1233/8

چھڑیوں سے کر قرار ، مدار اُس کو لائیے
جو میر پھر لڑا نہ کریں ، بے قرار ہو

1233/9

﴿1234﴾

- دل اُس کے مُو سے لگ کے پریشاں ہوا نہ تُو 1234/1
اے عقل مند! وائے کہ ناداں ہوا نہ تُو 1234/2
اے برہمن! دروغ، مسلمان ہوا نہ تُو 1234/3
کتنے دنوں کہا تھا دلا ضبطِ نالہ کر 1234/4
پھر شب کو ناشیکی سے نالاں ہوا نہ تُو 1234/5
ہوتا ہے میر روئے سخن آدمی کی اور
افسوس اے ستم زدہ! انساں ہوا نہ تُو

﴿1235﴾

- کیا کروں میں صبر کم کو، اور رنجِ بیش کو 1235/1
کھول آنکھیں صبح سے آگے کہ شیر اللہ کے 1235/2
عشق کے بے تاب کے آزار میں مت کر شتاب 1235/3
دشمن اپنا میں تو فکرِ دوستی ہی میں رہا 1235/4
زہر دیویں کاش کے احباب اس درویش کو 1235/5
دیکھتے رہتے ہیں غافلِ وقتِ گرگ و میش کو
جان دیتے دیر لگتی ہی نہیں دل ریش کو
اب رکھوں کیونکر سلامت جانِ عشق اندیش کو
مختلط تر سا بچوں سے شیرہ خانے میں رہا
کن نے دیکھا مسجدوں میں میر کا فرکیش کو

﴿1236﴾

- ناز کی کوئی یہ بھی ٹھسک ہے، جی کا ہے کو کڑھاتے ہو 1236/1
غیر کی ہمراہی کی عزت جی مارے ہے عاشق کا 1236/2
مست نہیں، پر بال ہیں بکھرے، پیچ گلے میں پگڑی کے 1236/3
پردہ ہم سے کر لیتے ہو، جب آتے ہو مجلس میں 1236/4
سوچ نہیں یہ فقیر ہے اپنا جیب دریدہ دیوانہ 1236/5
رفتہ عشق کسو کا یارو راہ چلے ہے کس کے کہے 1236/6
صبر بلا پر کرتے صاحب، بے تابی کا حاصل کیا 1236/7
کوئی مقلبِ قلوب کا ہے، میر عبث گھبراتے ہو

﴿1237﴾

- آج ہمارا سر دکھتا ہے، صندل کا بھی نام نہ لو 1237/1
یاد آئے وہ، کیا تڑپے ہے، کیا بے تابی کرتا ہے 1237/2
رنگ اُس کا کہیں یاد نہ دے، زہنہا اُس سے کچھ کام نہ لو
کوئی تسلی پھر ہوتا ہے جب تک دل کو تھام نہ لو
میر کہاں تک بے خوابی، وہ میں ہوں تک جو سلاتا ہوں
بس جو تمہارا کچھ بھی چلے تو ایک گھڑی آرام نہ لو

۱۔ نسخہ آسی ص ۵۰۸، تمکین ہے یہی درست بھی ہے۔ مجلس کے نسخے میں جلد سوم ص ۳۲۸، تسکین ہے۔ اختلاف نسخ درج نہیں، سہو کتابت ہی ہے۔
۲۔ نسخہ آسی میں کتابت کی بہت واضح غلطی سر دکھتا، کو سر دکھتا درج کیا ہے۔ مجلس میں متن تو درست ہے لیکن اختلافِ متن درج نہیں۔

﴿1238﴾

- کیا کیا جھمک گئے ہیں رخسارِ یارِ دونو 1238/1
تصویرِ قیس و لیلیٰ تک ہاتھ لے کے دیکھو 1238/2
دستِ جنوں نے اب کے کپڑوں کی دھجیاں کیں 1238/3
پر سال کی سی بارش برسوں میں پھر ہوئی تھی 1238/4
دن ہیں بڑے کبھو کے، راتیں بڑی کبھو کی 1238/5
دل اور برق، ابر و فصل گل ایک سے ہیں 1238/6
خوش رنگ اشکِ خونیں گرتے رہے برابر 1238/7
اس شاخِ گل سے قد کی کیا چوٹ لگ گئی ہے 1238/8
چلتے جو اُس کو دیکھا جی اپنے کھینچ گئے ہیں 1238/9
ہم اور میریاں ہیں بے اختیارِ دونو

﴿1239﴾

- کام کیے تھے ہیں شوق سے ضائع صبر نہ آیا یاروں کو 1239/1
جی تو جلا احباب کا مجھ پر عشق میں اُس شعلے کے پر 1239/2
آؤ نہیں در بستہ، یعنی منہ پر اُس مہ پارے کے 1239/3
گردشِ چشمِ سیہ کاسہ سے جمع نہ رکھو خاطر تم 1239/4
کوہ کن و مجنون و دامنِ میر آئے تھے صحبت میں 1239/5
منہ نہ لگایا ہم میں کنہوں نے ایسے برزہ کاروں کو

﴿1240﴾

- جی زکا رکنے سے پرے کچھ تو 1240/1
جو نہ ہووے نماز، کرے نیاز 1240/2
طالع و جذب و زاری و زور 1240/3
جینا کیا ہے جہانِ فانی کا 1240/4
سب سے نظر پڑے ہیں میر 1240/5
اُس کے اطوار سے ڈرے کچھ تو

۱۔ نسخہ آسی میں اس غزل کی ردیف دونوں بہ اعلانِ نون غنہ درج ہے جب کہ اسے ردیفِ واؤ میں شامل کیا ہے حالانکہ اس املا کے مطابق اسے ردیفِ ن میں ہونا چاہیے۔ نسخہ مجلس کے مرتب کا فرمانا درست ہے کہ میر نے اس غزل کی ردیف دونوں ہی اختیار کی، تاہم غلطی سے یہ تمام نول کشوری نسخوں میں دونوں املا کے ساتھ درج ہوئی ہے۔

۲۔ نسخہ مجلس جلد سوم ص ۳۵۰ پر دشتِ جنوں جب کہ آسی سے اختلاف بھی ظاہر نہیں کیا، جہاں دشتِ جنوں درج ہے، جو بہتر ہے۔

۳۔ نسخہ مجلس میں ہوئے کو ہونے لکھا گیا ہے۔ غلطی کتابت کی اصلاح نہیں ہوئی۔

۴۔ نسخہ کالج اور نول کشور دوم سوم میں کیے بہتر متن ہے۔ آسی، عبادت و مجلس میں گئے اتنا بہتر نہیں ہے۔

﴿1241﴾

- رقنِ رنگین گلِ رویاں سے کیا ٹھہراؤ ہو 1241/1
قد جو خمِ پیری سے ہو تو سر کا دھنا بیچ ہے 1241/2
خون کے سیلاب میں ڈوبے ہوؤں کا کیا شمار 1241/3
تھی وفا و مہر تو بابتِ دیارِ عشق کی 1241/4
ساتھ اُن کے چل، تماشا کر لے، جس کو چاؤ ہو 1241/5
ہو چکا ہونا جو کچھ تھا، اب عبث بیچتاؤ ہو
نک ہے وہ جدولِ شمشیر تو ستھراؤ ہو
دیکھیں شہرِ حسن میں اس جس کا کیا بھاؤ ہو
گر یہ خونیں سے ہیں رخسار میرے لعل تو
دیدہ خوں بار یوں ہیں، جیسے منہ پر گھاؤ ہو

﴿1242﴾

- جی کی لاگ بلا ہے کوئی، دل جینے سے اٹھا بیٹھو 1242/1
کیا دیکھو ہو آگاہ چچھا، عشق اگر فی الواقع ہے 1242/2
ایک سماں تھا وصل کا اس کے بیچ پہ سوئے پھولوں کی 1242/3
کام کی صورت اپنی پیارے کیا بگڑی ہے، کیا کہیے 1242/4
ٹیزھی چال سے اُس کی خائف چپکے کھڑے کیا پھرتے ہو 1242/5
ٹیزھی بھویں دشمن پہ کرو ہو، عشق و ہوس میں تمیز کرو 1242/6
ہو کے فقیر گلی میں کسو کی رنج اٹھاؤ، جا بیٹھو
ایک دم اس بے چشم و زوئی کی تیغ تلے بھی جا بیٹھو
اب ہے زمانِ فراق، بچھونے خار و خشک کے چھا بیٹھو
آؤ کبھو مدت میں یاں تو، اچھے منہ کو بنا بیٹھو
سیدھی سیدھی دوچار اُس کو جرأت کر کے سنا بیٹھو
یعنی تیغِ ستم ایک اُس کو چلتے پھرتے لگا بیٹھو
نکلا خطِ پشت لبِ اُس کا، خضر و میسا مرنے لگے
سوچتے کیا ہو میر عبث، اب زہر مٹکا کر کھا بیٹھو

﴿1243﴾

- صبر کہاں جو تم کو کہیے، لگ کے گلے سے سو جاؤ 1243/1
بر سے ہے غربت سی غربت، گور کے اوپر عاشق کی 1243/2
میر جہاں ہے مقابرِ خانہ، پیدا یاں کا نا پیدا ہے
آؤ یہاں تو داؤِ نختیں اپنے تئیں بھی کھو جاؤ 1243/3
بولو نہ بولو، بیٹھو نہ بیٹھو، کھڑے کھڑے نک ہو جاؤ
ابرِ نمط جو آؤ ادھر تو دیکھ کے تم بھی رو جاؤ

ردیف و دیوان پنجم

﴿1244﴾

- دل کھلتا ہے واں جتِ رندانہ جہاں ہو 1244/1
ان بکھرے ہوئے بالوں سے خاطر ہے پریشاں 1244/2
رہنے سے مرے پاس کے بدنام ہوئے تم 1244/3
کچھ حال کہیں اپنا نہیں بے خودی تجھ کو 1244/4
میں خوش ہوں اُسی شہر سے مے خانہ جہاں ہو
وے جمع ہوئے پر ہیں بلا شانہ جہاں ہو
اب جا کے رہو واں کہیں رسوا نہ جہاں ہو
غش آتا ہے لوگوں کو، یہ افسانہ جہاں ہو

۱۔ نکتہ مجلس میں بے چشم و زور درست ہے۔ اسی کے یہاں ص ۵۱۰ پر بے چشم و زور کتب ہوا ہے، مجلس نے وضاحت نہیں فرمائی۔

- کیوں چلتا ہے ہر جمع میں مانند دیے کے 1244/5
 اُن بزم میں میں جا، شمع سا پروانہ جہاں ہو
 ان اجڑی ہوئی بستیوں میں دل نہیں لگتا 1244/6
 ہے جی میں وہیں جا بسیں ویرانہ جہاں ہو
 وحشت ہے خردمندوں کی صحبت سے مجھے میر 1244/7
 اب جا رہوں گا داں، کوئی دیوانہ جہاں ہو

﴿1245﴾

- اپنے حسن رفتیٰ پر آج مت مغرور ہو 1245/1
 دیکھ کر وہ راہ چلتا ہی نہیں نک، ورنہ ہم 1245/2
 شہر دل کی کیا خرابی کا بیاں باہم کریں 1245/3
 ہم بغل اُس سنگدل سے کاش کہ اُس دم ہوں، جب 1245/4
 عشق دل کش ذبح ہی پر کھیل قدرت کا ہے میر 1245/5
 صرف کرے اس میں اپنا جس قدر مقدور ہو

﴿1246﴾

- عاشق ہو تو اپنے تئیں دیوانہ سب میں بناتے رہو 1246/1
 دوستی جس کو لوگ کہیں ہیں جان سے اُس کو خصومت ہے 1246/2
 دل لگنے کی چوٹ بری ہے اس صدمے سے خدا حافظ 1246/3
 آئی بہار، جنوں ہو مبارک عشق اللہ ہمارے لیے 1246/4
 شاعر ہو، مت چپکے رہو اب چپ میں جانیں جاتی ہیں 1246/5
 ابر سیہ قبلے سے آیا تم بھی شیخو! پاس کرو 1246/6
 کیا جانے وہ مائل ہووے کب ملنے کا تم سے میر 1246/7
 قبلہ و کعبہ اُس کی جانب اکثر آتے جاتے رہو

ل۔ نسخہ آسی میں 'حسن عارضی غلط ہے، صرف اس لیے نہیں (جیسا کہ مرتب نسخہ مجلس کا خیال ہے) کہ نسخہ کالج اور نول کشور دوم میں 'حسن رفتیٰ درج ہوا ہے اور ان نسخوں کے قدیم ہونے کی بنا پر اس متن کو اپنایا جائے۔ بلکہ اس لیے بھی کہ مصرع ثانی میں 'پاس' اور 'دور' سے مناسبت ' رفتیٰ' کی ہے، 'عارضی' کی نہیں۔

م۔ نسخہ کالج اور نول کشور دوم میں 'جاتے رہو' ہے۔ فاروقی صاحب نے بھی 'جاتے رہو' ہی اختیار کیا۔ تاہم مصرع کی آسی کے متن 'بناتے رہو' سے مناسبت اتنی زیادہ ہے کہ اس کو اختیار کیے بنا چارہ نہیں۔ گو مصرع ثانی کے قافیے 'آتے رہو' سے، 'جاتے رہو' کی نسبت بھی خاصی اہم ہے۔

س۔ آسی، عبادت، مجلس سب نے اس لفظ کو 'تحقیقی' لکھا اور سمجھا ہے جب کہ یہ 'تحقیفہ' کا اسم صفت ہے اور اس سے مراد عمامے سے لٹکی رات کو سوتے وقت پہنی جانے والی پگڑی ہے، 'شعر شور انگیز' (جلد سوم، ص ۵۷۹) کے مصنف فرید احمد برکاتی کی اس لفظ 'تحقیقی' کی تصحیح سے مطمئن نہیں، (گو متن میں یہ لفظ درج بھی کیا ہے) بلکہ اسی پر اصرار ہے کہ 'تحقیقی' شملے کی صفات (اقسام) ہوں گی۔ یہ نا انصافی اور ضد کی بات ہے۔ لفظ 'تحقیقی' کی 'شیخ' کے ساتھ مناسبت تو اور بھی مضحکہ خیز ہے۔ 'لٹ پٹی' کا مفہوم بھی شعر کے سامنے (ص ۵۷۴) پر کچھ اور جب کہ وضاحت شعر میں کچھ اور درج کیا ہے۔ علمی رد یہ یہی ہے کہ جب تک 'تحقیقی' اقسام و صفات شملہ سے ثابت نہ ہو، 'تحقیفہ' کے اس اسم صفت کو ہی شعر کا متن سمجھنا چاہیے۔ آسی، مجلس میں اس لفظ پر کوئی بحث نہیں ملتی۔ مجلس کے حاشیے میں درج ہے کہ نسخہ کالج (ص ۶۷۲) میں 'نک' (بجائے نک) بہتر ہے، جب 'تحقیقی' مصرع میں درکار ہی نہیں تو 'نک' یا 'نک' کا فیصلہ کیونکر کیا جاسکتا ہے۔ میر نے یہ لفظ دیوان پنجم میں اسی ردیف میں دوبارہ استعمال کیا ہے، ملاحظہ ہو 1256/5۔

﴿1247﴾

- کیا فرض ہستی کی رخصت ہے مجھ کو 1247/1
 پھروں ہوں ترے عشق میں کوچہ کوچہ 1247/2
 کہاں زندگی مدت العمر ظالم! 1247/3
 نہ کر شور ناصح بہت ناتواں ہوں 1247/4
 ہیں اسباب مرنے کے سب تیرے غم میں 1247/5
 دل اتنا ہے آشفۃ خورشید زو کا 1247/6
 کڑھوں ہوں گا من ماننا میر صاحب 1247/7
 غم یار میں کیا فراغت ہے مجھ کو

﴿1248﴾

- بس لب تو کھل گئیں ہیں آنکھیں، دیکھا ہم نے دنیا کو 1248/1
 کیا ہے بے وفا معلوم سب عالم نے دنیا کو 1248/2
 عزا خانہ کیا دل کے مرے ماتم نے دنیا کو 1248/3
 اگر پایا بھی محنت کر کسو ہدم نے دنیا کو 1248/4
 زمیں سے آسمان تک میر ہے شور جنوں میرا 1248/5
 تہ و بالا کیا دونوں میں اس اودھم نے دنیا کو

﴿1249﴾

- لگ پڑتے ہیں ہم تم سے تو تم اوروں کو لگا دو ہو 1249/1
 کام ہمارا پاس تمہارے جو آتا ہے بہا دو ہو 1249/2
 جن کو کہیں جاگہ نہیں ملتی، پہلو میں اُن کو جا دو ہو 1249/3
 کھینچ کے تو ایسی ایک لگاؤ تیغ ستم کی تائے دو ہو 1249/4
 یعنی ہو دل سوز جو کوئی اُس کو تم تو جلا دو ہو 1249/5
 ساغر سے دشمن کو دو ہو ہم کو زہر منگا دو ہو 1249/6
 جی کے رکن میں ان رخنوں سے شاید دل کو ہوا دو ہو 1249/7
 ماہ بھی بیٹھا جاتا ہے جب منہ سے نقاب اٹھا دو ہو 1249/8
 بات بتاویں کیا ہم تم کو، تم تو ہم کو بنا دو ہو 1249/9
 میر حقارت سے ہم اپنی چپ رہ جاتے ہیں جان چلی 1249/10
 طول ہمارے گھٹنے کو دے کر جیسے چراغ بڑھا دو ہو

۱۔ نسخہ مجلس جلد چہارم ص ۱۱۹، بس تو کھل گیا میں اب درج ہی نہیں۔

۲۔ ایک ہی غزل میں کتابت کی دوسری غلطی، نسخہ مجلس میں اودھم کے درمیان اس درج ہی نہیں۔

۳۔ نسخہ آسی ص ۵۹۴ پر جادو بے معنی ہے، نسخہ کالج اور طبع دوم میں نادو درست ہے۔

﴿1250﴾

- 1250/1 کہتے نہ تھے ہم تم سے دل ہاتھ سے منت دیجو
1250/2 اُن پلکوں کی کاوش سے زخمی ہے جگر سارا
1250/3 کیا جان، لیے جس کے جاناں سے چھپاتا منہ
1250/4 دل خستہ، شکستہ دل، دل بستہ، گرفتہ دل
1250/5 اس راہ سے کرتا ہے دل کسب ہوا گاہے
میرے پھٹے سینے کو زہار نہ تم سچو

﴿1251﴾

- 1251/1 بات کہوں کیا چپکے چپکے دیکھو ہو آئینے کو
1251/2 کیا جانو تم قدر ہماری مہر و وفا کی، لڑکے ہو
1251/3 پھیرایامِ نخس کا مجھ کو بہت کڈھب آتا ہے نظر
1251/4 وہ جو غیرت مہ ملتا ہے غیر سے ہم ہیں غیرت کش
1251/5 لختِ دل آنکھوں سے گرا سو کلوا لعل کا تھا گویا
نصب کروں گا میر جگر پر خوش رنگ ایسے گلینے کو

﴿1252﴾

- 1252/1 صوفیاں خُم وا ہوئے ہیں ہائے آنکھیں وا کرو
1252/2 مستی و دیوانگی کا عہد ہے بازار میں
1252/3 ہر جگہ دل کش ہے اس کی برگِ گل سے جسم میں
1252/4 ہے تکلف ہی تعین اس قصب پوشی کی قید
1252/5 گرچہ ہم پر بستہ طائر ہیں پر اے گل ہائے تر
کچھ ہمیں پروا نہیں ہے تم اگر پروا کرو

﴿1253﴾

- 1253/1 موسمِ گل آیا ہے یارو کچھ میری تدبیر کرو
1253/2 پیشِ سعایت کیا جائے ہے حق ہے میری طرف سو ہے
1253/3 کان لگا رہتا ہے غیر اُس شوخ کماں لبرو کے بہت
1253/4 پھیر دیئے ہیں دل لوگوں کے مالک نے کچھ میری طرف

۱۔ نسخہ آسی اور مجلس ہر دو میں 'جانا' درج ہے جب کہ یہ لفظ 'جاناں' ہے۔

۲۔ نسخہ کالج اور نول کشور دوم میں مصرع اس طرح ہے 'اس راہ سے تر تا ہے دل کسب ہوا کا ہے'، ہم نے یہاں آسی کے متن کو بہتر جانا ہے۔

۳۔ نسخہ آسی و مجلس میں 'سایہ سرو گل' ہے۔ نسخہ کالج اور طبع دوم میں 'سایہ سرو گل' ہے۔ دونوں سے معنی برآمد نہیں ہوتے، اس لیے 'سایہ سرو گل' سے معنی اور وزن ہر دو بہتر ہو گئے ہیں۔

۴۔ نسخہ مجلس نے 'ناک' میں اُس کے لکیر کر دیکھا ہے، حالانکہ محاورہ 'ناک' میں تیر کر نایا دینا ہے، آسی کا متن درست ہے۔

- آگے ہی آزرده ہیں ہم، دل ہیں شکستہ ہمارے سب 1253/5
کیا ہو جو عمارت منعم! اے معمار! خرابی ہے 1253/6
عاشق ہو ترسا بچگاں پر تا کیفیت حاصل ہو 1253/7
شعر کیے موزوں تو ایسے جن سے خوش ہیں صاحبِ دل 1253/8
رویں کڑھیں جو یاد کریں، اب ایسا تم کچھ میر کرو

﴿1254﴾

- کیونکر مجھ کو نامہ نمط ہر حرف پہ بیچ و تاب نہ ہو 1254/1
گل کو دیکھ کے گلشن کے دروازے ہی سے پھر آیا 1254/2
مستی خرابی سر پہ لائی، کعبے سے اُٹھ دیر گیا 1254/3
خلع بدن کرنے سے عاشق خوش رہتے ہیں اس خاطر 1254/4
خشم و خطاب و چیں بر چیں تو حسن ہے گل رخساروں کا 1254/5
میں نے جو کچھ کہا کیا ہے، حد و حساب سے افزود ہے 1254/6
صبر بلا ہائے عشقی پر حوصلے والے کرتے ہیں 1254/7
جس شب گل دیکھا ہے ہم نے صبح کو اس کا منہ دیکھا 1254/8
نہریں چن کی بھر رکھی ہیں گویا بادۂ لعلیں سے 1254/9
اُس دن میں تو مستانہ ہوتا ہوں کوئی کوچہ گدا 1254/10
تہہ داری کچھ دیدہ تر کی میر نہیں کم دریا سے 1254/11
جوشاں شور کناں آ جاوے یہ شعلہ سیلاب نہ ہو

﴿1255﴾

- تم کو ہم سے آگ لگی ہے روتے ہیں تو ہنستے ہو 1255/1
درج گوہر مال نہیں کچھ، دیں در بستہ مهر اگر 1255/2
رستے راہ میں دیکھ لیا ہے بستی میں سے نکلے تمہیں 1255/3
ابر کرم کی راہ نکلو، اب رحمت حق پر نظر رکھو 1255/4
پیری میں بھی جوان رکھا ہے دختر تاک کی صحبت نے 1255/5
یعنی پی پی سے انگوری میر ہوئے کٹ متے ہو

﴿1256﴾

- راہیں رکے پر اُس سے ملاقات ہو تو ہو 1256/1
رنج و عنا کہ دشمن جانِ عزیز ہیں 1256/2
نومید وصلِ دل نہیں شب ہائے ہجر میں 1256/3
امید ہے کہ اُس سے قیامت کو پھر ملوں 1256/4
خاموش ان لبوں سے کوئی بات ہو تو ہو
ان سے بچاؤ اس کی عنایات ہو تو ہو
ان راتوں ہی میں ملنے کی بھی رات ہو تو ہو
حسنِ عمل کی واں بھی مکافات ہو تو ہو

نسخہ کالج اور نول کشور طبع دوم میں 'کیا مل' کے بدلے 'گھائل' درج ہے، جو یہاں معنی پیدا نہیں کر رہا اس لیے آسی کے 'کیا مل' کو ہی بہتر سمجھا گیا۔
نسخہ کالج طبع دوم میں 'بلا آئے' کی بجائے 'بلایا' ہے۔ نسخہ آسی میں 'حوصلے' کی کتابت 'جوصلہ' کی گئی ہے۔ یہ دونوں اغلاط ہیں۔

- 1256/5 تنہی شملے پیرہن و کنگھی اور کلاہ
1256/6 شبنوں کی گاہ ان^۲ میں کرامات ہو تو ہو
1256/7 ساقی کو چشم مست سے اودھر ہے دیکھنا
مگر نہیں ہے کوئی سیادت کا میر کی
ذات مقدس اُن کی یہی ذات ہو تو ہو

﴿1257﴾

- 1257/1 مژہ وا کرو تمہیں غش ہے کیا، کبھو حال پر بھی نظر کرو
1257/2 یہی حال ہمیشہ رہا کیا تو آل پر بھی نظر کرو
1257/3 کہیں دل بھی ان کے اکتلتے ہیں جنہیں شوق میں ہے کمال کچھ
ہوئے ہو جو رفتہ خرام کے تو جمال پر بھی نظر کرو
1257/3 نہ بنے جو دلبر سادہ تو نہ بھلا لگے مری آنکھوں میں
نہیں سادگی ہی میں لطف کچھ، خط و خال پر بھی نظر کرو

ردیف و دیوان ششم

﴿1258﴾

- 1258/1 زمانے نے دشمن کیا یار کو
1258/2 سلایا مرے خوں میں تلوار کو
1258/3 کھلی رہتی ہے چشم آئینہ ساں
1258/4 کہاں خواب مشتاق دیدار کو
1258/3 مجھے عشق اس پاس یوں لے گیا
1258/4 کوئی عشق اس پاس یوں لے گیا
1258/4 محبت میں دشوار دینی ہے جاں
1258/5 کوئی دن کرے زندگی عشق میں
1258/6 نہ جاتے سنا سہل آزار کو
1258/5 جو دم لینے دیں دل کے بیمار کو
1258/6 پکا میں تو بازار خوبی میں جا
1258/7 مرے منہ پہ رکھا ہے رنگ اب تلک
1258/8 ہزار آفریں چشم خوں بار کو
1258/9 تب اک جرم ہی دیں مجھے مغ بیچے
کرومت درنگ اُٹھتے اس پیٹھ میں
چلو مولو میر بازار کو

﴿1259﴾

- 1259/1 کن نے کہا کہ مجھ سے بہت کم ملا کرو
1259/2 منت بھی میں کروں تو نہ ہرگز منا کرو
1259/2 بندے سے کی ہے جن نے یہ خصی خدا کرے
1259/3 غنقا سا شہرہ ہوں پہ حقیقت میں کچھ نہیں
اُس سے بھی تم خصومت جانی رکھا کرو
تم دور ہی سے نام کو میرے سنا کرو

۱۔ اسی اور مجلس کے علاوہ بھی تمام نسخوں میں تحقیقی درج ہے تاہم فرید احمد برکاتی کے مطابق یہ 'تنہی' ہے۔ اس لفظ پر بحث حاشیہ نمبر 1246/6 پر گزر چکی ہے۔
۲۔ نسخہ آسی اور مجلس میں 'شبنوں کی گالیوں میں' جیسی منہجہ خیر غلطی ہے حالانکہ یہ لفظ 'گالیوں' نہیں 'گاہ ان' ہے برطانیہ نسخہ کالج ص ۶۷ اور نول کشور طبع دوم، ص ۴۰۸۔
۳۔ نسخہ کالج اور نول کشور دوم میں کاتب نے تصرف کیا اور 'آنکھوں سے میر درج کیا جب کہ 'میر' مصرع میں شامل کرنے سے مصرع بے وزن ہو جاتا ہے، اسی کے یہاں 'میر' نہیں ہے۔
۴۔ نسخہ آسی میں 'کوئی جیسے لاوے' جب کہ مجلس کے نسخے میں بغیر اختلاف درج کیے 'کوئی لاوے' جیسے درج کیا ہے۔ جلد چہارم، ص ۲۵۲۔

- 1259/4 اب دوستی سے مصلحتاً کچھ دوا کرو
1259/5 ہم بے خوداں مجلس تصویر اب گئے
1259/6 جی مارتے ہیں ناز و کرشمہ بالاتفاق
1259/7 میں نے کہا کہ پھنک رہی ہے تن بدن میں آگ
1259/8 دل جانے کا فسانہ زبانوں پہ رہ گیا
1259/9 اب دیکھوں اس کو میں تو مرا جی نہ چل پڑے
تم ہو فقیر میر کبھو یہ دعا کرو

﴿1260﴾

- 1260/1 وہ جو تڑپا لے گیا آسودگی و خواب کو
1260/2 بانی کر آنکھوں میں لایا دل کے خون ناب کو
1260/3 چشم کم سے دیکھو مت اس دیدہ پُر آب کو
1260/4 اک نگہ سے مار رکھا اُن نے شیخ و شاب کو
1260/5 جس کے جھمکے رو نہ تھا کچھ بر تو مہتاب کو
1260/6 دخل اس عالم میں کیا ہے عالم اسباب کو
1260/7 دم بخود رہتا ہوں اکثر سر رکھے زانو پہ میر
حال کہہ کر کیا کروں آزرده اور احباب کو

﴿1261﴾

- 1261/1 تہہ کر صنم خانے چلا ہوں جامہ احرام کو
1261/2 ہے کام ہم لوگوں سے کیا، اُس دلبر خود کام کو
1261/3 کیا منہ لگاوے اب کوئی اس رُوسیہ بدنام کو
1261/4 صبر و سکوں جب سے گئے پاتا نہیں آرام کو
1261/5 میں عمر بھر کھینچا کیا رنج و غم و آلام کو
1261/6 میر اب بھلا کیا ابتدائے عشق کو روتا ہے تو
کر فکر جو پاوے بھی اس آغاز کے انجام کو

﴿1262﴾

- 1262/1 کچھ تمہیں پیار نہیں کرتے جفا ماروں کو
1262/2 وہ نہیں آتا کبھو دیکھنے بیماروں کو
1262/3 مشکل اس مصطبے میں کام ہے ہشیاروں کو
1262/4 رات جاتی ہے ہمیں گنتے ہوئے تاروں کو
1262/5 منہ لگاتا ہے کوئی خوں کے سزاواروں کو
اگلے سب چاہتے تھے ہم سے وفاداروں کو
شہر تو عشق میں ہے اس کے شفا خانہ تمام
مستی میں خوب گزرتی ہے کہ غفلت سے ہمیں
فکر سے اپنی گزرتا ہے زمیں کاوی میں دن
خوب کرتے ہیں جو خوباں نہیں رو دیتے ہیں

نسخہ مجلس اور نول کشور دوم میں بے خوداں مجلس تصویر ہے جب کہ آسی کا متن جو مذکور ہے، بہتر ہے۔
نسخہ کالج اور طبع دوم میں عشق ہے نہ پڑے۔ بہتر انشائیہ اسلوب ہے۔ آسی کے یہاں عشق ہی میں پڑے۔ ہے۔ مجلس میں آسی کا اتباع۔

- حسن بازارِ جہاں میں ہے متاعِ دلکش 1262/6
صاحب اس کا ٹھگے جاتا ہے خریداروں کو
دانت و کوہکن و قیس نہیں ہے کوئی 1262/7
پھٹک گیا عشق کا اثر در مرے غم خواروں کو
زندگی کرتے ہیں مرنے کے لیے اہل جہاں 1262/8
واقعہ میر ہے در پیشِ عجب یاروں کو

﴿1263﴾

- ہاتھ بے سجدہ ٹک رہا نہ کبھو 1263/1
دل کا منکا ولے پھرا نہ کبھو
کیوں کہ عرفان ہو گیا سب کو 1263/2
اپنے ڈھب پر تو وہ چڑھا نہ کبھو
روز دفتر لکھے گئے یاں سے 1263/3
اُن نے یک حرف بھی لکھا نہ کبھو
گو شگفتہ چمن چمن تھے گل 1263/4
غنیہ دل تو وا ہوا نہ کبھو
طور کی سی تھی صحبت اس کی مری 1263/5
جھٹکی دکھلا کے پھر ملا نہ کبھو
غیرت اپنی تھی یہ کہ بعد نماز 1263/6
اس کا لے نام کی دعا نہ کبھو
ابتدا ہی میں مر گئے سب یار 1263/7
عشق کی پائی انتہا نہ کبھو
وہ سخن گو فریبی چشم یار 1263/8
ہم سے گویا تھی آشنا نہ کبھو

﴿1264﴾

- ٹک نقابِ اُلٹو مت عتاب کرو 1264/1
کھولو منہ کو کہ پھر خطاب کرو
آنکھیں غصے میں ہو گئی ہیں لال 1264/2
سر کو چھاتی پہ رکھ کے خواب کرو
فرصت بود و باش یاں کم ہے 1264/3
کام جو کچھ کرو شتاب کرو
محو صورت نہ آری میں رہو 1264/4
اہل معنی سے ٹک حجاب کرو
جھوٹ اس کا نشان نہ دو یارو 1264/5
ہم خرابوں کو مت خراب کرو
منہ کھلے اُس کے چاندنی چھٹکی 1264/6
دوستو! سیرِ ماہ تاب کرو
میر جی رازِ عشق ہوگا فاش 1264/7
چشم ہر لحظہ مت پر آب کرو

﴿1265﴾

- بس اب بن چکے روئے و موئے سمن لو 1265/1
گری ہو کے بے ہوش مشاطہ یک سو
نہ سمجھا گیا کھیلِ قدرت کا ہم سے 1265/2
کیا اُس کو بدخو بنا کر نکو رو
نہ در گیر کیونکر ہو آپس میں صحبت 1265/3
کہ میں بوریا پوش، وہ آتشیں خُو
ہوا، ابر و سبزے میں چشمک ہے گل کی 1265/4
کریں ساز ہم برگِ عیش لب جو
بہار آئی گل پھول سر جوڑے نکلے 1265/5
رہیں باغ میں کاش اس رنگ ہم، تو

۱۔ میر کا یہ شعر پھٹک گیا یا پھک گیا کے متن کے ساتھ اہل علم کی زبان پر ہے۔ نسخہ آسی کے حاشیے میں پھٹک درج ہوا جب کہ متن میں آسی، عبادت، مجلس
سب نے دُس گیا درج کیا ہے۔ قیاس یہی کہتا ہے کہ میر نے دُس کے معمولی لفظ کی جگہ پھک گیا کا غیر معمولی اور معنی خیز لفظ ضرور استعمال کیا ہوگا۔
۲۔ نسخہ آسی ص ۶۵۹ پر ردو موئے کی بجائے روئے و موئے درج ہوا ہے۔ یہ درست نہیں۔

رہے آبرو میر تو ہے غنیمت
کہ غارت میں دل کی ہے ایمائے آبرو

1265/6

﴿1266﴾

لکھے ہے کچھ تو کج کر چشم و آبرو
گیا وہ ساتھ سوتے لے کے کروٹ
برائے عاشقاں بر شاخ آہو
اڑی ہے خاک سی سارے چمن میں
اُدھر ٹپکے ہیں اب تک میرے آنسو
جدا ہوتے ہی کل خنداں ہوا میر
کیا تھا اس کا گل تکیہ جو بازو

1266/1

1266/2

1266/3

1266/4

1266/5

﴿1267﴾

چاہت میں خوب رویوں کی کیا جانے کیا نہ ہو
بے لاگ عشق بازی میں مفلس کا ہے ضرر
بے تاب دل کا مرگ کہیں مدعا نہ ہو
کرتے دعا مجھے ، وہ دعا باز ، دیکھ کر
یا رب اسیر ایسا قفس سے رہا نہ ہو
آزاد پر شکستہ کو صد رنگ قید ہے
دلبر سے اپنے کوئی الہی جدا نہ ہو
دوری مہ سے کبک ہیں کہسار میں خراب
غالب کہ میری آنکھ کی اب صفا نہ ہو
سدا ہمیشہیں لے دل کی ، کہیں وہ جلا نہ ہو
کھولے ہے آنکھ اس کے گل رو پہ ہر سحر
بے دید کی ادھر سے نظر آشنا نہ ہو
آہوں کے میری دود سے گھر بھر گیا ہے سب
ہم گر جگر نکال رکھیں اس کے زیر پا

1267/1

1267/2

1267/3

1267/4

1267/5

1267/6

1267/7

1267/8

رہتے ہیں میر بے خود و وارفتہ ان دنوں

1267/9

پوچھو کنایہ کسو سے دل لگا نہ ہو

﴿1268﴾

رہے عمر بھر دیکھتے سادگاں کو
خبر قاصدوں کو نہیں اپنی شاید
یہی جینے نہیں دیتے دل دادگاں کو
عجب سادگوں میں ہے قشوق کی خوبی
بہت دُور بھیجا فرستادگاں کو
نہال اور سرو اس کے حیراں کھڑے ہیں
کیا پائے گیر اُن نے آزادگاں کو
رہے زیر دیوار ہم میر برسوں
نہ پوچھا کبھی خاک افتادگاں کو

1268/1

1268/2

1268/3

1268/4

1268/5

۱۔ نسخہ آسی، عبادت اور مجلس میں گل خنداں ہے اس طرح شعر کے معنی الجھ جاتے ہیں، لہذا نسخہ کالج کا متن 'گل خنداں' اختیار کیا ہے۔ البتہ ثانی میں بازو کی جگہ نسخہ کالج اور طبع دوم میں بازو طبع ہوا، یہاں آسی کا متن بازو بہتر ہے۔
۲۔ نسخہ آسی میں اودھر درج ہوا، مجلس نے بغیر اختلاف درج کیے اودھر لکھا ہے۔ یہی بہتر ہے۔
۳۔ نسخہ آسی میں دیوان اول سے پہلے اور جنگ نانہ کے بعد جو دو غزلیں درج ہیں اُن میں سے ایک ردیف 'س' کی غزل ہے وہ ہم نے ردیف میں دیوان ششم کے آخر میں درج کی ہے۔ یہ دوسری غزل ردیف وکی ہے اس کا عنوان آسی صاحب نے 'غزل دوم غیر مطبوعہ' لکھا ہے۔
میر، مرتبہ آسی، ص ۶۷۔

ردیفہ۔ دیوان اول

﴿1269﴾

سو ظلم کے رہتے ہیں سزاوار ہمیشہ	1269/1
اک آن گزر جائے تو کہنے میں کچھ آوے	1269/2
دشمن کو نہ کیوں شرب مدام آوے میسر	1269/3
یوسف سے کئی آن کے تیرے سر بازار	1269/4
ہے دامن گل چین چین جیب ہمارا	1269/5
جو دن ترے دیکھے موا، دوزخ میں ہے یعنی	1269/6
جیتا ہے تو بے طاقتی و بے خودی ہے میر	1269/7
مردہ ہے غرض عشق کا بیمار ہمیشہ	

﴿1270﴾

جگر لو ہو کو تر سے ہے، میں سچ کہتا ہوں دل خستہ	1270/1
چمن میں دل خراش آواز آتی ہے چلی، شاید	1270/2
ترے کوچے میں یکسر عاشقوں کے خار مرگاں ہیں	1270/3
مرے آگے نہیں ہنتا تو آ، اک صلح کرتا ہوں	1270/4
تعجب ہے مجھے یہ سرد کو آزاد کہتے ہیں	1270/5
تری گل گشت کی خاطر بنا ہے باغ داغوں سے	1270/6
بجا ہے گر فلک پر فخر سے پھینکے کلاہ اپنی	1270/7
کہے جو اس زمیں میں میر یک مصراع برجستہ	

﴿1271﴾

ہم ہیں مجروح، ماجرا ہے یہ	1271/1
آگ تھے ابتدائے عشق میں ہم	1271/2
بود آدم نمود شبنم ہے	1271/3
شکر اُس کی جفا کا ہو نہ سکا	1271/4
شور سے اپنے حشر ہے پر وہ	1271/5
بس ہوا ناز، ہو چکا اغماض	1271/6
نیشیں اٹھتی ہیں آج یاروں کی	1271/7
دیکھ بے دم مجھے لگا کہنے	1271/8
میں تو چپ ہوں وہ ہونٹ چاٹے ہے	1271/9
وہ نمک چھڑکے ہے، مزا ہے یہ	
اب جو ہیں خاک، انتہا ہے یہ	
ایک دو دم میں پھر ہوا ہے یہ	
دل سے اپنے ہمیں گلا ہے یہ	
یوں نہیں جانتا کہ کیا ہے یہ	
ہر گھڑی ہم سے کیا ادا ہے یہ	
آن بیٹھو تو خوش نما ہے یہ	
ہے تو مردہ سا، پر بلا ہے یہ	
کیا کہوں رنجھنے کی جا ہے یہ	

- 1271/10 ہے رے بیگانگی، کبھو اُن نے نہ کہا یہ کہ آشنا ہے یہ
1271/11 تیغ پر ہاتھ دم بہ دم کب تک اک لگا چُک کہ مدعا ہے یہ
1271/12 میر کو کیوں نہ مقنم جانے
اگلے لوگوں میں اک رہا ہے یہ

﴿1272﴾

(قبل از 1752ء)

- 1272/1 دل پر خوں ہے یہاں، تجھ کو گماں ہے شیشہ
1272/2 شیشہ بازی تو تنگ دیکھنے آ، آنکھوں کی
1272/3 زو سفیدی ہے نقاب رخ شورِ مستی
1272/4 منزل ہستی کو پہنچے ہے اُنہی سے عالم
1272/5 درمیاں حلقہٴ مستان کے شب اُس کی جاٹھی
1272/6-8 جا کے پوچھا جو میں یہ کار گہ مینا میں (نقد)
کہنے لاگے کہ کدھر پھرتا ہے بہکا اے مست ہر طرح کا جو تو دیکھے ہے کہ یاں ہے شیشہ
دل ہی سارے تھے پاک وقت میں جو کر کے گداز شکل شیشے کی بنائی ہے، کہاں ہے شیشہ
جھک گیا دیکھ کے میں میر اُسے مجلس میں
1272/9 چشم بد دور، طرح دار جواں ہے شیشہ

﴿1273﴾

- 1273/1 جی چاہے مل کسو سے یا سب سے تُو جدا رہ
1273/2 کل بے تکلفی میں لطف اُس بدن کا دیکھا
1273/3 عاشق غیور جی دے اور اُس طرف نہ دیکھے
1273/4 پہنچیں گے آگے دیکھیں کس درجے کو، ابھی تو
1273/5 کھینچا کرے ہے ہر دم کیا تیغ بولہوس پر
1273/6 مستطبر محبت تھا کوہِ گن، وگرنہ
1273/7 ہر مشّت خاک یاں کی چاہے ہے اک تامل
1273/8 شاید کہ سر بلندی ہووے نصیب تیرے
1273/9 اُس خطِ سبز نے کچھ رویت نہ رکھی تیری
1273/10 حد سے زیادہ واعظ یہ کودنا اُچھلنا

۱۔ غالب نے میر مہدی مجروح کے نام اپنے ایک خط (اپریل ۱۸۵۹ء) میں لکھا: ”تم نے میر کا وہ مقطع سنا ہوگا یہ تغیر الفاظ لکھتا ہوں:

کیوں نہ میرن کو مقنم جانوں دلی والوں میں اک رہا ہے یہ
میر تقی میر کا مقطع یوں ہے: میر کو کیوں نہ مقنم جانیں اگلے لوگوں میں اک رہا ہے یہ
(بحوالہ غالب کے خطوط، جلد دوم، ص ۵۰۹، مرتبہ خلیق انجم)

۲۔ نسخہ مجلس جلد اول ص ۴۰۲ رویت درج ہے جب کہ اسی کے کلیات میں رویت جو بہتر ہے۔ مرتب نسخہ مجلس نے رویت ’کو رویت‘ سے بد غلطی اکثر مقامات پر کی ہے۔

- 1273/11 میں تُو ہیں وہم دونوں، کیا ہے خیال تجھ کو
جھڑ آستین مجھ سے، ہاتھ آپ سے اٹھا رہ
- 1273/12 جیسے خیالِ مفلس جاتا ہے سو جگہ، تُو
مجھ بے نوا کے بھی گھر ایک آدھ رات آ رہ
- 1273/13 دوڑے بہت لیکن مطلب کو کون پہنچا
آئندہ تو بھی ہم سا ہو کر شکستہ پا رہ
- 1273/14 جب ہوش میں تو آیا، اودھر ہی جاتے پایا
اس سے تو میر چندے اُس کو چے ہی میں جارہ

﴿1274﴾

- 1274/1 اب حال اپنا اُس کے ہے دل خواہ
کیا پوچھتے ہو، الحمد للہ
- 1274/2 مر جاؤ کوئی پروا نہیں ہے
کتنا ہے مغرور، اللہ اللہ !
- 1274/3 پیر مغاں سے بے اعتقادی
استغفر اللہ ! استغفر اللہ !
- 1274/4 کہتے ہیں اُس کے تُو منہ لگے گا
ہو یوں ہی یارب! جوں ہے یہ افواہ
- 1274/5 حضرت سے اُس کی جانا کہاں ہے
اب مر رہے گا یاں بندہ درگاہ
- 1274/6 سب عقل کھوئے ہے راہِ محبت
ہو خضر دل میں کیسا ہی گم راہ
- 1274/7 مجرم ہوئے ہم دل دے کے ورنہ
کس کو کسو سے ہوتی نہیں چاہ
- 1274/8 کیا کیا نہ رہیں تم نے پچائیں!
اچھا رجھایا اے مہرباں، آہ!
- 1274/9 گزرے ہے دیکھیں کیونکر ہماری
اُس بے وفا سے، نے رسم، نے راہ
- 1274/10-11 تھی خواہشِ دل، رکھنا حائل (قطعہ)
گردن میں اُس کی ہر گاہ و بے گاہ
- 1274/12-14 اس پر کہ تھا وہ شہ رگ سے اقرب
ہرگز نہ پہنچا یہ دستِ کوتاہ
- ہے ما سوا کیا، جو میر کیسے (قطعہ)
آگاہ سارے اس سے ہیں آگاہ
- جلوے ہیں اُس کے، شائیں ہیں اُس کی
کیا روز، کیا خور، کیا رات، کیا ماہ
- ظاہر کہ باطن، اول کہ آخر
اللہ ! اللہ ! اللہ !

﴿1275﴾

(قبل از 1752ء)

- 1275/1 جو ہوشیار ہو، سو آج ہو شراب زدہ
زمینِ میکدہ یک دست ہے گی آب زدہ
- 1275/2 بنے یہ کیوں کہ ملے تو ہی، یا ہم ہی سمجھیں
ہم اضطراب زدہ، اور تُو حجاب زدہ
- 1275/3 کرے ہے جس کو ملامت جہاں وہ میں ہی ہوں
اجل رسیدہ، جفا دیدہ، اضطراب زدہ
- 1275/4 جدا ہو رخ سے تری زلف میں نہ کیوں دل جائے
پناہ لیتے ہیں سائے کی، آفتاب زدہ
- 1275/5 لگا نہ ایک بھی میر اُس کی بیتِ ابرو کو
اگرچہ شعر تھے سب میرے انتخاب زدہ

۱۔ اس شعر میں 'ہمیں'، 'ہم ہی' کا قدیم املا ہے۔ گو میر کا املا یہی ہے لیکن آج کے قاری کو التباس سے محفوظ رکھنے کے لیے 'ہم ہی' کر دیا ہے۔ اس مصرع میں بھی 'کیوں کہ' بجائے 'آسی کے برعکس' کیوں کے ہی درج کیا ہے۔

۲۔ نسخہ کالج اور آسی کے یہاں 'پچائیں' جب کہ نول کشور دوم، سوم میں 'پچائیں' ہے، بہتر کو شامل متن کر لیا ہے۔

﴿1276﴾

- جز جرم عشق کوئی بھی ثابت کیا گناہ 1276/1
 اب کیسا چاک چاک ہو دل، اُس کے ہجر میں 1276/2
 شام شب وصال ہوئی یاں کہ اُس طرف 1276/3
 گزرا میں اس سلوک سے دیکھا نہ کر مجھے 1276/4
 بے تابوں کو سو نہ دینا کہیں مجھے 1276/5
 خوں بستہ بارے رہنے لگی اب تو یہ مژہ 1276/6
 ناحق اُلجھ پڑا ہے یہ مجھ سے طریق عشق 1276/7
 جاتا تھا میر میں تو چلا اپنی راہ راہ

﴿1277﴾

(قبل از 1752ء)

- کہتے ہیں اُز بھی گئے جل کے پر پروانہ 1277/1
 سعی اتنی یہ ضروری ہے اٹھے بزم سلگ 1277/2
 کس گنہ کا ہے پس از مرگ یہ عذر جاں سوز 1277/3
 آ پڑا آگ میں اے شمع یہیں سے تو سمجھ 1277/4
 بزم دنیا کی تو دل سوزی سنی ہوگی میر 1277/5
 کس طرح شام ہوئی یاں سحر پروانہ

﴿1278﴾

- ہم سے کچھ آگے زمانے میں ہوا کیا کیا کچھ 1278/1
 دل، جگر، جان یہ بھسمت ہوئے سینے میں 1278/2
 کیا کہوں تجھ سے کہ کیا دیکھا ہے تجھ میں میں نے 1278/3
 دل گیا، ہوش گیا، صبر گیا، جی بھی گیا 1278/4
 آہ مت پوچھ ستم گار کہ تجھ سے تھی ہمیں 1278/5
 نام ہیں خستہ و آوارہ و بدنام مرے (قطع) 1278/6-7
 طرفہ صحبت ہے کہ سنتا نہیں تو ایک مری 1278/8
 حسرت وصل و غم ہجر و خیال رخ دوست 1278/9
 درد دل، زخم جگر، کلفتِ غم، داغِ فراق 1278/10
 چشمِ نم ناک و دل پر، جگرِ صد پارہ 1278/11
 تجھ کو کیا بننے بگڑنے سے زمانے کے کہ یاں 1278/12-13
 قبلہ و کعبہ، خداوند و ملاذ و مشفق (قطع)

نسخہ آسی ص ۱۳۹ پر ملاذ و مشفق یوں درج ہے کہ ملاذ و مشفق، ملاذ کے معنی سے بے خبر قاری کے لیے اس مصرع کو سمجھنا ممکن نہیں۔

پر کہوں کیا رقم شوق کی اپنی تاثیر ۔ ہر سر حرف پہ وہ کہنے لگا کیا کیا کچھ
ایک محروم چلے میر ہم ہی عالم سے
ورنہ عالم کو زمانے نے دیا کیا کیا کچھ

1278/14

﴿1279﴾

کیا موافق ہو دوا عشق کے بیمار کے ساتھ 1279/1
رات مجلس میں تری ہم بھی کھڑے تھے چپکے 1279/2
مر گئے پر بھی کھلی رہ گئیں آنکھیں اپنی 1279/3
شوق کا کام کھنچا دور کہ اب مہر مثال 1279/4
راہ اُس شوخ کی عاشق سے نہیں رک سکتی 1279/5
وے دن اب سالتے ہیں راتوں کو، برسوں گزرے 1279/6
ذکر گل کیا ہے صبا تب کہ خزاں میں ہم نے 1279/7
کس کو ہر دم ہے لبورونے کا ہجر میں دماغ 1279/8
میری اُس شوخ سے صحبت ہے بعینہ ویسی 1279/9
دیکھیے کس کو شہادت سے سرفراز کریں 1279/10
ے کلی اُس تلے کی نہ ظاہر تھی جو تھو اے بلبل 1279/11
دم کش میر ہوئی اس لب گفتار کے ساتھ

ردیف ہ۔ دیوان دوم

﴿1280﴾

یاد جب آتی ہے وہ مزلف سیاہ 1280/1
کھل گیا منہ اب تو اُس محبوب کا 1280/2
شرم کرنی تھی مرا سر کاٹ کر 1280/3
سانپ سا چھاتی پہ پھر جاتا ہے آہ
کچھ سخن کی بھی نکل آوے گی راہ
سو تو اُن نے اور ٹیڑھی کی کلاہ

۱۔ تمام قدیم نسخوں بشمول نول کشور دوم، سوم میں لفظ 'طوار' درج ہے اور یہی درست بھی ہے لیکن آسی صاحب نے اسے کتابت کی غلطی سمجھ کر لفظ 'طیار' (گو درست طور پر درج نہ نہیں) کو متن شعر میں داخل کیا، غالباً انہوں نے مصرع اول میں 'مہر' (Stamp) کو 'مہر' (سورج) سمجھا اور یہ قیاسی تصحیح کر دی۔ اسی قیاسی اصلاح کو درست سمجھتے ہوئے نسخہ مجلس جلد اول ص ۴۰۸ پر 'طیار' درج، لیکن حاشیے میں 'طوار' کا حوالہ دے کر شعر کے اصل معنی تک رسائی ممکن بنا دی۔

۲۔ اگرچہ ہم نے اس متن کی ترتیب میں قرأت شعر میں قاری کی سہولت کے مقصد کے تحت وقوف درج کیے ہیں لیکن ایسے مقامات پر نہیں جہاں ان کے اندراج سے فائدہ کم اور نقصان زیادہ ہو مثلاً نسخہ مجلس میں اس مصرع میں 'صبا' کے بعد یہ نشان '!' لگانے سے کلمے کی نجاسیہ نوعیت تو واضح ہوتی ہے لیکن 'اب' کو 'صبا' کے ساتھ اور 'کہ' دونوں کے ساتھ ملا کر پڑھنے کی دوہری قرأت کا فائدہ مسدود ہو جاتا ہے۔

۳۔ اس متن کی تیاری میں اس اور اس کی ہر ممکنہ صراحت کر دی ہے تاہم ہر جگہ ماخذ نسخوں میں اس نوع کی اغلاط کی نشان دہی نہیں کی۔ مثلاً اس شعر کے دونوں مصرعوں میں اس کا لفظ شامل متن شعر ہے۔ آسی نے دونوں پر ضم درج کی اور اس لکھا۔ مجلس نے دونوں جگہ زیر یا پیش کچھ نہیں لکھا۔ ہمارے نزدیک دوسرے مصرع میں آسی کا اس درست نہیں۔ اس لب گفتار کے کلمے کی طبریہ نوعیت اس کے ساتھ ہی قائم ہوتی ہے۔

- دیکھیے ہوتا ہے کیوں کر یوں نباہ
آجر اک رکھتا ہے خونِ بے گناہ
دل کے ماتم میں مری چھائی سراہ
دیکھ تو قیمت ہے میری اک نگاہ
پاس ہے رنڈی، ولے ہے ضعفِ باہ
ہووے وہ بھی تو کبھو تک عذر خواہ
آہ اک منہ سے نکل جاتی ہے گاہ
ضبطِ بہتیرا ہی کرتے ہیں ولے
اُس کے رو کے رفتہ ہی آئے ہیں یاں (قطعہ) آج سے تو کچھ نہیں یہ جی کی چاہ
دیکھ رہتے دھوتے، اُس رخسار کے
داہیہ منہ دھوتے جو کہتی ماہ ماہ
شیخ تو نے خوب سمجھا میر کو
واہ واہ! اے بے حقیقت واہ واہ!

1280/4
1280/5
1280/6
1280/7
1280/8
1280/9
1280/10
1280/11-12
1280/13

﴿1281﴾

- اس چال پر چلے گی تلوار رفتہ رفتہ
کیا آ گیا زمانہ اے یار رفتہ رفتہ
اس معنی کا بھی ہوگا اظہار رفتہ رفتہ
بیٹھیں گے اپنے گھر ہم ناچار رفتہ رفتہ
اب ہو گیا ہے سب کچھ ہموار رفتہ رفتہ
کر دے ہے دل کی خواہش بیمار رفتہ رفتہ
سر دل سے کاڑھتے ہیں یاں خار رفتہ رفتہ
ہر بات پر اب آئی تکرار رفتہ رفتہ
ظالم یہ کیا نکالی رفتار رفتہ رفتہ
ہر آن ہم کو تجھ بن اک اک برس ہوئی ہے
کیا کہیے کیونکہ جانیں بے پردہ جاتیاں ہیں
یہ ہی سلوک اُس کے اکثر چلے گئے تو
پامال ہوں کہ اس میں ہوں خاک سے برابر
چاہت میں دخل مت دے زہار آرزو کو
خاطر نہ جمع رکھو ان پلکوں کی خلش سے
تھے ایک ہم وے دونوں سو اتحاد کیا
گر بت کدے میں جانا ایسا ہے میر جی کا
تو تارِ سبھ ہوگا زتار رفتہ رفتہ

1281/1
1281/2
1281/3
1281/4
1281/5
1281/6
1281/7
1281/8
1281/9

﴿1282﴾

- مانند برق ہیں یاں وے لوگ جستہ جستہ
مر جائے گا کسو دن یوں کوئی سینہ خستہ
پر اُس کو خوش نہ آیا یہ کارِ دست بستہ
یاں گل ہیں رستہ رستہ، واں داغِ دستہ دستہ
پیدا نہیں جہاں میں قیدِ جہاں سے رستہ
ظالم بھلی نہیں ہے برہم زنی مڑگاں
پائے حنائی اُس کے ہاتھوں ہی پر رکھے ہیں
شہرِ چمن سے کچھ کم دشتِ جنوں نہیں ہے

1282/1
1282/2
1282/3
1282/4

۱۔ یہ دونوں شعر مسلسل ہیں، اس لیے انہیں قطعہ بند درج کیا جاتا ہے۔ نسخہ آسی اور مجلس و عبادت میں سے کسی نے انہیں قطعہ درج نہیں کیا۔

۲۔ نسخہ آسی میں ایک 'ہ' کم درج ہے۔ 'واہ واہ' بے حقیقت واہ واہ۔

۳۔ نسخہ آسی میں 'داغ' ہے اور شاید یہی بہتر متن ہے۔ نسخہ مجلس نے اختلاف کا حوالہ دیے بغیر 'باغ' درج کیا ہے۔ گو فاروقی صاحب شعر شورا انگیز جلد سوم ص ۶۳۱ پر بھی 'باغ' متن قرار دے کر شرح کی ہے لیکن ہمارے نزدیک یہاں لفظ 'داغ' ہر طرح بحال، موزوں اور بہتر متن۔

معمار کا وہ لڑکا پتھر ہے ، اُس کی خاطر
کیوں خاک میں ملا تو اے میر دل شکستہ

1282/5

﴿1283﴾

نمک پاس آ کے کیسے صرفے سے ہیں کشیدہ
اب خاک تو ہماری سب سبز ہو چلی ہے
یوسف سے کوئی کیونکر اُس ماہ کو ملاوے
بندے کے دردِ دل کو کوئی نہیں پہنچتا
کیا وسوسہ ہے مجھ کو عزت سے جینے کا یاں
ہم کاڑھ کر جگر بھی آگے تمہارے رکھا
سائے سے اپنے وحشت ہم کو رہی ہمیشہ
منصور کی نظر تھی جو دار کی طرف سو

1283/1

1283/2

1283/3

1283/4

1283/5

1283/6

1283/7

1283/8

ذوقِ سخن ہوا ہے اب تو بہت ہمیں بھی
لکھ لیں گے میر جی کے کچھ شعر چیدہ چیدہ

1283/9

﴿1284﴾

پھرتی ہیں اُس کی آنکھیں آنکھوں تلے ہمیشہ
تصدیق ایک دو دن ہووے تو کوئی کھینچے
اک اُس مغل بچے کو وعدہ وفا نہ کرنا
کب تک وفا کرے گا یہ حوصلہ ہمارا
اس جسمِ خاکی سے ہم مٹی میں اٹ رہے ہیں
آئندہ و روندہ بادِ سحر ، کبوتر

1284/1

1284/2

1284/3

1284/4

1284/5

1284/6

مسجد میں چل کے ملیے جمعہ کے دن بنے تو
ہوتے ہیں میر صاحبِ دامن دن ڈھلے ہمیشہ

1284/7

﴿1285﴾

لطف کیا ہر کسو کی چاہ کے ساتھ
وقت کڑھنے کے ہاتھ دل پر رکھ
عشق میں ترکِ سر کیے ہی بنے
ہو اگر چند آسماں پہ ، ولے
سفری وہ جو مہ ہوا تا دیر

1285/1

1285/2

1285/3

1285/4

1285/5

۱۔ نسخہ آسی میں اس ایک مصرع میں دو اغلاط ہیں۔ 'کرنا' بجائے 'کرنا' اور 'آرے بے بجائے' 'آرے بے' (حلیہ بہانے) درج ہوئے ہیں۔ نول کشور دوم، سوم اور مجلس میں متن درست ہے۔

جاذبہ تو ان آنکھوں کا دیکھا جی کھنچے جاتے ہیں نگاہ کے ساتھ
میر سے تم برے ہی رہتے ہو
کیا شرارت ہے خیر خواہ کے ساتھ

1285/6

1285/7

﴿1286﴾

ہم سے کیوں الجھا کرے ہے، آسمان سے نا سمجھ
یار کی ان بھولی باتوں پر نہ جا اے ہم نشیں
خوب زد عشاق سے بد پیش آتے ہیں سبھی
باغباں بے رحم، گل بے دید، موسم بے وفا
میں جو نرمی کی تو دونا سر چڑھا وہ بد معاش
دور سے دیکھی جو بد حالی وہیں سے ٹل گیا
کج طبیعت جو مخالف ہیں انہوں سے جا سمجھ
ایک فتنہ ہے وہ، اس کو آہ مت لڑکا سمجھ
گرچہ خوش ظاہر ہیں یہ، پر ان کو مت اچھا سمجھ
آشیاں اس باغ میں بلبل نے باندھا کیا سمجھ
کھانے ہی کو دوڑتا ہے اب مجھے حلوا سمجھ
دو قدم آگے نہ آیا مجھ کو وہ مرتا سمجھ
میر کی عیاریاں معلوم لڑکوں کو نہیں
کرتے ہیں کیا کیا ادائیں اُس کو سادہ سا سمجھ

1286/1

1286/2

1286/3

1286/4

1286/5

1286/6

1286/7

﴿1287﴾

کھینچتا ہے دلوں کو صحرا کچھ
دل نہیں جمع چشم تر سے اب
شہر میں حشر کیوں نہ برپا ہو
ویسے ظاہر کا لطف ہے چھینا
خلق کی کیا سمجھ میں وہ آیا
یاس سے مجھ کو بھی ہو استغنا
کچھ نہ دیکھا تھا ہم نے پر تو بھی
اب تو بگڑے ہی جاتے ہیں خوباں
کچھ کہو، دُور ہے بہت وہ شوخ

1287/1

1287/2

1287/3

1287/4

1287/5

1287/6

1287/7

1287/8

1287/9

وصل اُس کا خدا نصیب کرے
میر دل چاہتا ہے کیا کیا کچھ

1287/10

﴿1288﴾

بود نقش و نگار سا ہے کچھ
یہ جو مہلت جسے کہیں ہیں عمر
منہ نہ ہم جبریوں کا کھلواؤ
منتظر اُس کی گردِ راہ کے تھے
دش پر اپنے بار سا ہے کچھ
ضعف پیری میں زندگانی بھی

1288/1

1288/2

1288/3

1288/4

1288/5

- کیا ہے ، دیکھو ہو جو ادھر ہر دم اور چتون میں پیار سا ہے کچھ 1288/6
اُس کی برہم زنی مڑگاں سے دل میں اب خار خار سا ہے کچھ 1288/7
جیسے عنقا کہاں ہیں ہم اے میر جیسے عنقا کہاں ہیں ہم اے میر 1288/8
شہروں میں اشتہار سا ہے کچھ

﴿1289﴾

- آوے کہنے میں ، رہا ہو غم سے گر احوال کچھ 1289/1
بے زری سے داغ ہیں ، لیکن لبوں پر مہر ہے 1289/2
کام کو مشکل دل پر آرزو نے کر دیا 1289/3
دل ترا آیا کسو کے پیچ میں جو سدھ گئی 1289/4
ماہ سے مابھی تک اس داغ میں ہیں مبتلا 1289/5
ایک دن کج نفس میں ہم کہیں رہ جائیں گے 1289/6
کیا اُس آتش باز کے لوٹے کا اتنا شوق میر 1289/7
بہ چلی ہے دیکھ کر اُس کو تمہاری رال کچھ

﴿1290﴾

- اب تو صبا چن سے آتی نہیں ادھر کچھ 1290/1
ذوقِ خبر میں ہم تو بے ہوش ہو گئے تھے 1290/2
یہ طشتِ دین ہے اب ، یہ میں ہوں اور یہ تو 1290/3
وے دن گئے کہ بے غم کوئی گھڑی کٹے تھی 1290/4
ان اجڑی بستیوں میں دیوار و درہ ہیں کیا کیا 1290/5
واعظ نہ ہو معارض نیک و بد مہاں سے 1290/6
آنکھوں میں میری عالم سارا سیاہ ہے اب 1290/7
ہم نے تو ناخنوں سے منہ سارا نوح ڈالا 1290/8
تلوار کے تلے ہی کاٹی ہے عمر ساری 1290/9
گہ شیفیتہ ہیں مُو کے ، گہ باولے ہیں رُو کے 1290/10
احوال میر جی کا ہے شام کچھ ، سحر کچھ

۱۔ نسخہ مجلس جلد دوم ص ۲۷۰ دیکھو جو ہو اُسی کے یہاں دیکھو جو ہے ، مجلس میں وجہ اختلاف درج نہیں ، لہذا اس کتابت ہے۔ فاروقی صاحب کے یہاں بھی یہی متن ہے جو ہم نے اختیار کیا ہے۔

۲۔ نسخہ آسی ص ۳۲۳ پر جو دے ہوں مال درج ہے جب کہ مجلس کے نسخے میں دے ہے ، اُسی کے متن کو بہتر خیال کیا ہے۔

۳۔ نسخہ آسی میں نیک و بد جہاں میں جب کہ نول کشور دوم ، سوم میں نیک و بد جہاں سے ہے۔ مجلس نے آسی کے متن کو اور ہم نے ثانی الذکر کے متن کو اختیار کیا ہے۔

ردیفہ۔ دیوان سوم

﴿1291﴾

- 1291/1 میں کیا کہوں، جگر میں لہو میرے کم ہے کچھ
1291/2 پوشیدہ تو نہیں ہے کہ ہم ناتواں نہیں
1291/3 کیا اپنے دل دھڑکنے سے ہوں میں ہی دم بہ خود
1291/4 جب سے کھلی ہے زکس مست اُس کی ظلم ہے
1291/5 بلبل میں، گل میں کیا خفگی آگئی ہے میر
آمد شد نسیم سحر دم بہ دم ہے کچھ

﴿1292﴾

- 1292/1 کہتے تو ہیں کہ ہم کو اُس کی طلب نہیں کچھ
1292/2 اخلاص و ربط اُس سے ہوتا تو شور اُٹھاتے
1292/3 یاں! اعتبار کریے جو کچھ وہی ہے ظاہر
1292/4 رکھ منہ کو گل کے منہ پر کیا غنچہ ہو کے سوائے
1292/5 دل خوں نہ ہو دے کیونکر یک سرورائے اُلفت
1292/6 یہ حال بے سبب تو ہوتا نہیں ہے لیکن
1292/7 گر عشق میر اُس کا مارے کہیں نہ جاویں
جلدی مزاج میں ہے، اس سے عجب نہیں کچھ

﴿1293﴾

- 1293/1 رستے سے چاکِ دل کے ہو آگاہ
1293/2 رہتی ہے خلق آہ شب سے تنگ
1293/3 آنکھ اُس منہ پہ کس طرح کھولوں
1293/4 خط مرا دیکھ دیکھ کہنے لگا
1293/5 ہیں مسلمان، ان بتوں سے ہمیں
1293/6 پلکیں اس طرح روتے روتے گئیں
1293/7 تیر کعبے سے قصد دیر کیا
جاؤ پیارے بھلا خدا ہمراہ

۱۔ نسخہ آسی میں یاں اعتبار ہے لیکن مجلس کے نسخے میں ہاں اعتبار کاتب کا تصرف ہے۔
۲۔ نسخہ آسی اور مجلس دونوں میں یہ صراحت ضم اُن ہے جب کہ مصرع میں اُن کا محل ہے۔

﴿1294﴾

- 1294/1 ہے تمنائے وصال اُس کی مری جان کے ساتھ
1294/2 کیا فقط توڑ کے چھاتی ہی گیا تیر اُس کا
1294/3 دین و دل ہی کے رہا میرے وہ کافر درپے
1294/4 بحر پر نہر پہ بر سے ہے برابر ہی ابر
1294/5 سطر زلف آئی ہے اس روئے مخطط پہ نظر
1294/6 تیر اُس کا جو گزر دل سے چلا، جی بھی چلا
1294/7 میں تو لڑکا نہیں جو بالے بتاؤ مجھ کو
1294/8 خونِ مسلم کو تو واجب یہ بتا جانے ہیں
1294/9 آدمیت سے تمہیں میر ہو کیوں کر بہرہ
تم نے صحبت نہیں رکھی کسو انسان کے ساتھ

﴿1295﴾

- 1295/1 جانے دے، مت اس قدر اب زلف و خط و خال دیکھ
1295/2 کیا مرے طول پریشانی کی حیرت ہم نفس!
1295/3 دامن صحرا میں کیا وسعت ہے جو دل میں نہیں
1295/4 چشمِ دل کا اُس سے لگ جانا تو تھا جس تس طرح
1295/5-6 گرچہ اس مہ کی جدائی میں مجھے برسوں ہوئے (قطعاً) لیکن اے اختر شناس اب کا ہے کیسا سال دیکھ
کب نظر میری پڑے گی اس کے روئے خوب پر
1295/7 ٹھوکیں دل کو لگے ہیں جب چلے ہے راہ تو
یہ خزامِ ناز ہے ظالم تک اپنی چال دیکھ

﴿1296﴾

- 1296/1 آنکھیں جو ہوں تو عین ہے مقصود ہر جگہ
1296/2 واقف ہو شانِ بندگی سے قیدِ قبلہ کیا
1296/3 موتن پہ ہم نہ سوختہ جانوں کے ہیں نمود
1296/4 ہیں دلی لکھنؤ کے خوش اندام خوب، لیک
1296/5 پھرتی ہے اپنے ساتھ لگی متصل فنا
1296/6 شہرہ رکھے ہے تیری خریّت جہاں میں شیخ

۱۔ یہ دونوں شعر مسلسل ہیں، لہذا ہم نے انہیں قطعہ بند قرار دے کر درج کیا ہے جب کہ اسی اور مجلس نے انہیں الگ الگ شعروں کے طور پر درج کیا ہے۔

۲۔ نسخہ آؤ میں کی ہے درج ہے۔ نسخہ کالج میں کے ہیں درست ہے۔

۳۔ متن بمطابق نول کشور دوم، سوم و آؤی ہے، نسخہ کالج میں یوں ہے دلی کے لکھنؤ کے خوش اندام۔

سودائے عاشقی میں تو جی کا زیان ہے
پھرتے ہیں میر ڈھونڈتے ہی سود ہر جگہ

1296/7

﴿1297﴾

- 1297/1 وے دن اب سالتے ہیں جن میں پھرے یار کے ساتھ
1297/2 رو بہ پس یار کے کوچے سے جو خورشید گیا
1297/3 دستے زگس کے رکھیں گور پہ میری دن رات
1297/4 واں کھنچی میان سے، یاں سر کو جھکایا میں نے
1297/5 عشق کے زار سے بولا نہ خشونت سے کرو
1297/6 تہمت عشق سے آبادی بھی وادی ہے ہمیں
1297/7 اب خوشامد انہیں کی آٹھ پہر کرتے ہیں
گفتگو میر کو جن لوگوں سے تھی عار کے ساتھ

﴿1298﴾

- 1298/1 نہ باتیں کرو سرگرائی کے ساتھ
1298/2 یہ کم لطف ہے ناتوانی کے ساتھ
1298/3 دوا جیسے پیتے ہیں پانی کے ساتھ
1298/4 و لیکن قیامت روائی کے ساتھ
1298/5 کہ جوں رنگی ہو جوانی کے ساتھ
1298/6 ہوا کب ہے اس گل نشانی کے ساتھ
1298/7 جلا جی بہت قصہ میر سن
بلا سوز تھا اس کہانی کے ساتھ

﴿1299﴾

- 1299/1 کب تک رہیں گے یارب! ہر دم ہم آب دیدہ
1299/2 اُس حور سے شبوں کا ملنا گیا، سو چپ ہوں
1299/3 رازِ محبت اپنا رسوا نہ اس قدر ہو

۱۔ آسی کے یہاں نگہ پیار کے ساتھ ہے جب کہ نول کشور دوم، سوم اور نہ کاغ میں نگہ اک پیار کے ساتھ درج ہے۔

۲۔ یہ مصرع نول کشور طبع دوم، سوم اور آسی و مجلس کے مطابق در نہ کاغ میں فرق متن بہت بڑا ہے۔ وہاں 'میری دن رات' کی جگہ 'میرے دا درج ہے'۔ ممکن ہے کچھ کے نزدیک یہی بہتر متن ہو۔

۳۔ نول کشور طبع دوم، سوم کے کاتب یا مرتب نے اس خوبصورت مگر غیر معروف شعر میں یہ تصرف کر رکھا ہے کہ 'بکھیرے' کی جگہ 'بکھرتی' درج ہے۔ اس سے مصرع کے معنی بالکل بدل جاتے ہیں اور دوسرے مصرع سے مصرع اولیٰ کا ربط کمزور پڑتا ہے۔

۴۔ نسخہ آسی میں یہ بالصراحت ضم 'اُس' درج ہے جب کہ ہم نے ایسے مقامات پر اس اور اُس ان اور اُن کو بغیر اعراب چھوڑا ہے جہاں معنی ہر دو مطابق مضمون شعر ہوں تاکہ قاری کا ذوق خود لفظ کا انتخاب کر سکے۔

جب دیکھو لگ رہا ہے در کی طرف اُسی کے ہے جیسے کہیے ویسے ذلت کا باب^۱ دیدہ 1299/4
دورخ میں میر ہوں میں یار بہشت رو بن^۲ 1299/5
جاں ہے ستم رسیدہ ، دل ہے عذاب دیدہ

﴿1300﴾

ادھر مت کر نگاہ تیز ، جا بیٹھ 1300/1
اثر ہوتا تو کب کا ہو بھی چکتا 1300/2
پھرے گا ہم سے کب تک دور ظالم 1300/3
نہ کر دیوار کا مجلس میں تنکیہ 1300/4
بہت پھرتے ہیں ٹیڑھے ٹیڑھے دشمن 1300/5
تلاش اپنی نہ کم تھی جو وہ ملتا 1300/6
مخالف سے نہ مل بیٹھا کر اتنا 1300/7
کہیں لے میر صاحب کو جدا بیٹھ

﴿1301﴾

کیا کریں بچی نظر کرنے سے غصہ کھائے وہ 1301/1
کس طرح تڑپے ہے کیا کیا جی گھٹا جاتا ہے ہائے 1301/2
کیا سلوک اُس بے وفا کے نقل کرے ہم نشیں! 1301/3
لطف سے لبریز ہے اُس کام جاں کا سب بدن 1301/4
بے خودی ہے جی چلا جاتا ہے ہوں صاحب فراش 1301/5
ہم نہیں ملتے وگرنہ یار ہے تا قتل ساتھ 1301/6
میر کو وا شد نہیں ہے مقصد اُس کا اور ہے 1301/7
عشق سے لڑکوں کے دل کو کب تلک بہلائے وہ

ردیفہ — دیوان چہارم

﴿1302﴾

یار ، صد حیف کہ بیگانہ رہا اپنے ساتھ 1302/1
اتحاد اتنا ہے اُس سے کہ ہمیشہ ہے وصال 1302/2
عہد یہ تھا کہ نہ بے وصل بدن سے جاوے 1302/3
آشنایانہ نہ کی کوئی ادا اپنے ساتھ
اپنے مطلوب کو ہے ربط سدا اپنے ساتھ
سو جدا ہوتا ہے ، کی جی نے دعا اپنے ساتھ

۱۔ نول کشور دوم، سوم میں 'باب' کی جگہ 'آب درج' ہے۔ نسخہ مجلس کے مطابق یہ غلط ہے۔ گو بہتر متن اسی کا ہی ہے اور وہی ہم نے اختیار کیا ہے تاہم یہ وضاحت ضروری ہے کہ مذکورہ نسخوں کے مرتب (یا کاتب) نے مصرع اولیٰ کے لفظ 'در' کو 'دُر' سمجھا ہو گا بھی 'باب' کی جگہ 'آب درج' کیا گیا۔
۲۔ اگرچہ نسخہ کالج، نول کشور دوم، سوم میں 'ردویں درج' ہے اور صرف اسی کے یہاں 'رو بن' ہے۔ مرتب نسخہ مجلس نے 'رو بن' کو بہتر بھی قرار دیا اور درج بھی کیا تاہم یہ لفظ ہمارے نزدیک بے معنی ہے، اس لیے صرف اسی کی سند پر 'رو بن درج' کیا ہے۔

- رنج نے رنج بہت کھینچے، پہنچ کر ہم تک 1302/4
دس گنا دکھنے لگا زخم، رکھے مرہم کے 1302/5
اک بلا میں ہے گرفتار بلا اپنے ساتھ 1302/6
درد کا کام رہی کرتی دوا اپنے ساتھ
واردِ شہر ہیں یا دشت میں ہم شوق طلب
ہر زماں پھرتا ہے اے میر لگا اپنے ساتھ

﴿1303﴾

- پانی ہوا ہے کچھ تو میرا جگر جلا کچھ 1303/1
بیاری دلی کی شاید نہیں دوا کچھ 1303/2
ہے فصلِ گل، پہ گل کا اب وہ نہیں مزا کچھ 1303/3
منہ سے ہمارے اُس کو آتی نہیں حیا کچھ 1303/4
اچرج ہے، اس نگر سے جاتا نہیں دہا کچھ 1303/5
کیا جانوں اُس کے جی میں ہے اس طرف سے کیا کچھ 1303/6
آ جائے ہے جہاں میں آگے، لیا دیا کچھ 1303/7
ان کی زباں میں کچھ ہے، دل میں ہے کچھ، دعا کچھ 1303/8
کہیے نمود ہووے جو اس کے ماسوا کچھ 1303/9
اُن نے کیا ہے کیا کیا، میں نے اگر کہا کچھ 1303/10
کب تک یہ بدشرابی، پیری تو میر آئی 1303/11
جانے کے ہو مہیا، اب کر چلو بھلا کچھ

﴿1304﴾

- حیرت طلب کو کام نہیں ہے کسو کے ساتھ 1304/1
یک رنگ آشنا ہیں خرابات ہی کے لوگ 1304/2
قمری کا لوہو پانی ہوا ایک عشق میں 1304/3
خالی نہیں ہے خواہشِ دل سے کوئی بشر 1304/4
دم میں ہے دم جہاں تیں گرم تلاش ہوں 1304/5
کیا اضطرابِ عشق سے میں حرف زن ہوں میر 1304/6
منہ تک جگر تو آنے لگا گفتگو کے ساتھ

﴿1305﴾

- سر تو بہت بکھیرا، پر فائدہ کیا نہ 1305/1
وے زلفیں عقدہ عقدہ ہیں آفتِ زمانہ 1305/2
غنچے کے دل کی کچھ تھی داشت، بہار آئی 1305/3
مرنا ہمارا اُس سے کہہ دیکھیں یار جا کر 1305/4
الْجھاؤ تھا جو اُس کی زلفوں سے، سو گیا نہ
عقدہ ہمارے دل کا اُن سے بھی کچھ کھلا نہ
انسوس ہے کہ موسمِ گل کا بہت رہا نہ
حال اُس کا یہ خبر بھی درہم کرے ہے یا نہ

- کن رس بھی حیف اُس کو تھا، نہ کہا تو کیا کیا 1305/5
 بیمار عشق بے کس، جیتا رہے گا کیونکر 1305/6
 یوں درمیاں چمن کے لینے تو گئے تھے ہم کو 1305/7
 چھو سکتے بھی نہیں ہیں ہم لپٹے بال اُن کے 1305/8
 وحشت چمن میں ہم کو کل صبح بیشتر تھی 1305/9
 صحبت برآر اپنی لوگوں سے کیونکہ ہووے 1305/10
 رگڑے گئے ہیں جبے از بسکہ راستوں کے 1305/11
 ہے عینہ اُبلتا سیلاب رود کا سا 1305/12
 اے میر چشم تر ہے یا کوئی رود خانہ

﴿1306﴾

- غم فوت سے بندے آزاد رہ 1306/1
 خدا ہے تو کیا غم ہے، دلشاد رہ

﴿1307﴾

- چاہ میں دل پر ظلم و ستم ہے، جور و جفا ہے کیا کیا کچھ 1307/1
 عاشق کے مرجانے کے اسباب بہت رسوائی میں 1307/2
 عشق نے دے کر آگ یکا یک شہرتن کو پھونک دیا 1307/3
 دل لینے کو فریفتہ کے، بہتیرا کچھ ہے یار کنے 1307/4
 کیا کیا دیدہ درائی سی تم کرتے رہے اس عالم میں 1307/5
 حسرت و صل، اندوہ جدائی، خواہش، کاوش، ذوق و شوق 1307/6
 کیا کہیے، جب میں نے کہا ہے، میر ہے مغرور اس پر تو 1307/7
 اپنی زباں مت کھول، تو اُن نے اور کہا ہے کیا کیا کچھ

۱۔ میر کے کئی ایک دواوین میں کم اشعار کی ردیفوں مثلاً ص، ض، ع، غ، ط، ظ وغیرہ میں ایک ایک، دو دو شعروں کی غزلیں بہت سی گزری ہیں۔ یہ بھی ایک شعر کی غزل ہے گو اس نوعیت کے اشعار کو با آسانی فردیات کے ذیل میں رکھا جاسکتا ہے لیکن چونکہ قدامت سے یہ مفرد اشعار الگ غزل کے طور پر الگ الگ دواوین میں درج چلے آتے ہیں اس لیے انہیں جوں کا توں رکھا جانا بھی ضروری ہے۔

۲۔ نسخہ کالج میں 'تم' ہے جو مطابق مفہوم شعر، بالکل درست ہے۔ نول کشور، طبع دوم، آسی اور مجلس نے 'ہم' درج کر کے مفہوم شعر سے بے گانگی کا ثبوت فراہم کیا حالانکہ دوسرے مصرع میں 'تم' سے آگے کے بعد نسخہ کالج کی سند نہ ہو تو بھی یہاں 'تم' ہی درج ہونا چاہیے۔ علاوہ اس غلطی کے نسخہ مجلس میں 'دیدہ درائی' کو حسب سابق 'دیدہ درائی' درج کیا ہے۔ یہ غلطی نسخہ مجلس میں متعدد مرتبہ کی گئی ہے۔

ردیفہ۔ دیوان پنجم

﴿1308﴾

- جای عزیز گئی ہوتی کاش اب کے سال بہار کے ساتھ
اڑتی پھرے ہے پس حمل جوراہ کے گرد و غبار کے ساتھ
چاہ نکلتی تھی باتوں سے چتون بھی تھی پیار کے ساتھ
بل کھائے بالوں کو دیے بل اس کے گلے کے ہار کے ساتھ
اب تو لگے ہی رہتے ہیں اغیار ہمارے یار کے ساتھ
نرم کریں ہیں حرف و حکایت اہل خرد بیمار کے ساتھ
تو ہی رود چلے جاتے ہیں لگ کر جیب و کنار کے ساتھ
جانیں ہی جانی دیکھیں ہیں ہم نے اس آزار کے ساتھ
ہائے ستم ناچار معیشت کرنی پڑی ہر خار کے ساتھ
کس آوارہ عشق و جنوں کی اک مٹھی اب خاک اڑی
وہ لحظہ نہیں جاتا جی سے آنکھ لڑی تھی جب اُس سے
جی مارے شبِ مہ میں ہمارے قہر کیا مشاطہ نے
کیا دن تھے جو ہم کو تنہا کہیں کہیں مل جاتا تھا
ہم ہیں مریضِ عشق و جنوں سختی سے دل کو مت توڑو
دیدہ تر سے چشمہ جوشاں ہے جو قریب اپنے واقع
دیر سے ہیں بیمار محبت، ہم سے قطعِ امید کرو
رونے سے سب تسر بر آئی خاک ہمارے سر پر میر
مدت میں ہم تک لگ بیٹھے تھے اُس کی دیوار کے ساتھ

﴿1309﴾

- آب اُس کے پوست میں ہے جوں میوہ رسیدہ
ذنبالہ گردی تیری اے آہوئے رمیدہ
وے کس مزے کے ہوں گے لب ہائے ناکیدہ
مغرور کا ہے پر ہے شمشاد قد کشیدہ
چلتے ہوئے زمیں پر رکھ پاؤں دیدہ دیدہ
منہ پر ترے چمن میں گل ہائے نو دمیدہ
بے وقت کیا ہے طاعت، قد اب ہوا خمیدہ
خاموش رات کو تھی شمع زباں بریدہ
بولا کی میرے منہ پر کیا کیا دہن دریدہ
اب کچھ مزے پہ آیا شاید وہ شوخ دیدہ
آنکھیں ملا کھوتو، کب تک کیا کروں میں
پانی بھر آیا منہ میں دیکھے جنہوں کے یارب
سائے کو اس پری کے لگتا نہ تھا چمن میں
آنکھیں ہی بچھ رہی ہیں اہل نظر کی یکسر
چل سیر کرنے تو بھی تا صبح آنکھیں کھولیں
محراب میں رہو نہ، سجدہ کیا کرو نہ
پردانہ گرد پھر کر جل بھی بجھا وے لیکن
دیکھا مجھے شبِ بے گل بلبل نے جو چمن میں

- ۱۔ نسخہ مجلس کے مرتب کا خیال ہے کہ اگر چتون بھی تھی اک پیار کے ساتھ یعنی 'اک' کے اضافے سے مصرع رواں ہو جاتا ہے حالاں کہ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔
- ۲۔ نسخہ کالج میں دینے جب کہ آسی اور مجلس کے یہاں دیا درج ہیں۔
- ۳۔ نسخہ کالج میں 'سر بر آئے' ص ۶۷، نول کشور دوم میں 'سر بر آئی' ہے اور آسی کے یہاں 'سر بر آئی' لیکن ان اختلافات کی نشان دہی کرنے والے نسخے نسخہ مجلس میں سرے سے 'سر ہی درج ہونے سے رہ گیا، جلد چہارم، ص ۱۲۷۔
- ۴۔ آسی، عبادت اور مجلس کے نسخوں میں پُر جب کہ فاروقی صاحب کے یہاں 'پُر' درج ہوا ہے۔
- ۵۔ نسخہ آسی میں 'چلتے ہوئے' اور نول کشور دوم میں 'چلتی ہوئی' غلط ہیں۔ نسخہ کالج میں 'چلتے ہوئے' درست ہے۔ مصرع اولیٰ میں 'آنکھیں ہی' آسے یہاں درست ہے جب کہ نسخہ کالج اور طبع دوم میں 'آنکھیں' میں درست نہیں۔
- ۶۔ نسخہ مجلس 'بجھا و' لیکن 'کو' بجھاؤ لیکن درج کیا گیا ہے۔ یوں معنی مصرع خط ہونے کا قوی احتمال ہے۔
- ۷۔ 'شبِ گل' کے علاوہ مصرع کی قرأت ممکن نہیں اور یہاں 'شبِ گل' کچھ خاص کارآمد نہیں، فائق صاحب کی تجویز 'لبِ گل' ہے جو بظاہر بہتر ہے لیکن انہوں نے خود بھی اسے شامل متن کرنے کی ہمت نہیں کی، لہذا ہم بھی یہ قرأت نہیں کر رہے۔

قلب و کبد تو دونوں تیروں سے چھن رہے ہیں وہ اس ستم کشی پر ہم سے ہوئے کبیدہ
اشعار میر سب نے چن چن کے لکھ لیے ہیں
رکھیں گے یاد ہم بھی کچھ بیتیں چیدہ چیدہ

﴿1310﴾

ہم جانتے تو عشق نہ کرتے کسو کے ساتھ
لے جاتے دل کو خاک میں اس آرزو کے ساتھ
مستی میں شیخ شہر سے صحبت عجب رہی
سر پھوڑتے رہا کیے اکثر سبو کے ساتھ
تھا عکس اُس کے قامتِ دل کش کا باغ میں
آنکھیں چلی گئیں ہیں لگی آب جو کے ساتھ
نازاں ہو اُس کے سامنے کیا گل کھلا ہوا
رکھتا ہے لطف ناز بھی روئے نکو کے ساتھ
ہم زرد کاہ خشک سے نکلے ہیں خاک سے
بالیدگی نہ خلق ہوئی اس نمو کے ساتھ
گردن بلند کرتے ہی ضربت اٹھا گئے
خنجر رکھے ہے اُس کا علاقہ گلو کے ساتھ
ہنگامے جیسے رہتے ہیں اس کوچے میں سدا
ظاہر ہے حشر ہوگی نہ ایسے غلو کے ساتھ
بجروح اپنی چھاتی کو بخینہ کیا بہت
سینہ گتھا ہے میر ہمارا رفو کے ساتھ

﴿1311﴾

جان چلی جاتی ہے ہماری اُس کی اور نظر کے ساتھ
یعنی چشم شوق لگی رہتی ہے شگاف در کے ساتھ
شاہد عادل عشق کے تلوونوں پاس ہی حاضر ہیں یعنی
پہروں پہروں خشک لبی رہتی ہے چشم تر کے ساتھ
آنا اُس کا ظاہر ہے پر مرزدہ لایا یاں نہ کروں
جی ہی نکل جاوے گا اپنا یوں ہی ذوقِ خبر کے ساتھ
کیا رو ماہ و خور کو لیکن جھمکا اُس کا دکھا دوں ہوں
روز و شب کچھ ضدی ہوئی ہے مجھ کو شمس و قمر کے ساتھ
سینہ خالی آج پڑا ہے میر طرف سے پہلو کے
دل بھی شاید نکل گیا ہے روتے خونِ جگر کے ساتھ

﴿1312﴾

گل گل شگفتہ مے سے ہوا ہے نگار دیکھ
یک جرمہ ہدم اور پلا پھر بہار دیکھ
اب وہ نہیں کرم کہ بھرن پڑنے لگ گئی
جوں ابر آگے لوگوں کے دامنِ پسار دیکھ
آنکھوں کو تیری عین کیا سب نے دیدنی
تو سب سے ٹک تو پھیر لے آنکھوں کو یار دیکھ
محتاج گل نہیں ہے گریبانِ غم کشاں
گلزارِ اشکِ خونیں سے جیب و کنار دیکھ
آنکھیں ادھر سے موند لیں ہیں اب تو شرط ہے
پھر دیکھو نہ میری طرف، ایک بار، دیکھ
خالی پڑا ہے خانہ دولت وزیر کا
باور نہیں تو آصف آصف پکار دیکھ
خواہش نہ ہووے دل کی جو حاصل تو موت ہے
حوالِ میر دیکھ نہیں، جی تو مار دیکھ

۱۔ نسخہ آسی میں لکھ درست ہے۔ نسخہ مجلس نے بغیر اختلاف ظاہر کیے رکھ درج کیا جو درست نہیں۔

۲۔ نسخہ مجلس میں ایسی غلو درج ہے۔ آسی کے یہاں ایسے غلو بہتر ہے۔

۳۔ نسخہ کالج اور طبع دوم کے متن کے مطابق مصرع درج ہے۔ آسی کے یہاں متن درست نہیں شاہد عاشق کے دل دونوں۔۔۔

۴۔ اس مصرع کا متن بھی بمطابق نسخہ کالج اور نول کشور طبع دوم ہے۔ آسی کے یہاں نہایت غلط متن ہے پر مرزدہ لایا پان نہ کروں۔

﴿1313﴾

- بندہ ہے یا خدا نہیں اُس دل ربا کے ساتھ 1313/1
 ماتا رہا کشادہ جبیں خوب و زشت سے 1313/2
 گو دستِ لطف سر سے اٹھا لے کوئی شفیق 1313/3
 تدبیر دوستاں سے ہے بالعکس فائدہ 1313/4
 کی کشتی اُس کی پاک زبردست عشق نے 1313/5
 ادباش لڑکوں سے تو بہت کر چکے معاش 1313/6
 کیا جانوں میں چمن کو لیکن قفس پہ میر 1313/7
 آتا ہے برگ گل کبھو، کوئی صبا کے ساتھ

﴿1314﴾

- عز و وقار کیا ہے کسو خود نما کے ہاتھ 1314/1
 بٹھلا دیا فلک نے ہمیں نقش پا کے رنگ 1314/2
 آنکھوں میں آشنا تھا، مگر دیکھا تھا کہیں 1314/3
 دیکھ اُس کو، مجھ کو یاروں نے حیران ہو کہا 1314/4
 دل کی گرہ نہ نازن تدبیر سے کھلی 1314/5
 عقدہ کھلے گا میر یہ مشکل کشا کے ہاتھ

رولیفہ دیوان ششم

﴿1315﴾

- ہر چند جذبِ عشق سے تشریف یاں بھی لائے وہ 1315/1
 خوبی و رعنائی ادھر بدحالی و خواری ادھر 1315/2
 مارا ہوا چاہت کا جو آوارہ گھر سے اپنے ہو 1315/3
 جی کتنا نحو و رفتہ کا جو ہو طرف دیکھے تجھے 1315/4
 اُلفت نہیں مجھ سے اُسے، کلفت کا میری غم نہیں 1315/5
 عاشق کا کتنا حوصلہ یہ معجزہ ہے عشق کا 1315/6
 مشکل عجائب میر سے دیدار جوئی یار کی 1315/7
 دیکھے کوئی کیا اُس کو جو آنکھیں لڑے شرمائے وہ

﴿1316﴾

- اب دل خزاں میں رہتا ہے جی کی رکن کے ساتھ 1316/1
 جانا ہی تھا ہمیں بھی بہار چمن کے ساتھ

۱۔ نسخہ کالج اور شعر شورا انگیز جلد سوم ص ۶۶۲ میں بندہ درج ہے جب کہ آسی اور مجلس میں ابیدا کتابت ہوئی، جو درست نہیں۔
 ۲۔ نسخہ آسی و مجلس میں اٹھائے ہے جب کہ نسخہ کالج اور نول کشور طبع دوم میں یہی متن درج ہے۔

- 1316/2 کب تک خراب شہر میں اُس کے پھرا کریں
 1316/3 ہم باغ سے خزاں میں گئے پر ہزار حیف
 1316/4 لکنت سے کیا نکلتی نہیں اُس کے منہ سے بات
 1316/5 جی خواب مرگ لے گئی حسرت ہی میں ندان
 1316/6 جی پھٹ گیا ہے رشک سے چسپاں لباس کے
 1316/7 کیا جانیں لوگ عشق کا راز و نیاز میر
 اک بات اُس سے ہو گئی دو دو بچن کے ساتھ

﴿1317﴾

- 1317/1 مرتے ہیں ہم تو اُس صنم خود نما کے ساتھ
 1317/2 دیکھیں تو کارِ بستہ کی کب تک کھلے گرہ
 1317/3 اے کاش فصلِ گل میں گئی ہوتی اپنی جان
 1317/4 مدت ہوئی موئے گئے ہم کو پر اب تلک
 1317/5 ہم رہتے اُس کے محو وہ کرتا ہے ہم کو سہو
 1317/6 کیفیت آشنا نہیں اُس مستِ ناز کے
 1317/7 منہ اپنا اُن نے عکس سے اپنے چھپا لیا
 1317/8 ٹھہرا ہے رونا آٹھ پہر کا مرا علاج
 1317/9 تھا جذب آگے عشق سے جو ہر نفس میں میر
 اب وہ کشش نہیں ہے سحر کی دعا کے ساتھ

﴿1318﴾

- 1318/1 نظر آیا تھا صبحِ دُور سے وہ
 1318/2 جزِ برادرِ عزیز ، یوسف کو
 1318/3 دیکھیں عاشق کا جی بھی ہے کہ نہیں
 1318/4 کیا تصور میں پھیرے ہے صورت
 1318/5 خوبی اس خوبی سی بشر میں کہاں
 1318/6 دل لیا جس غمیں کا تو نے شوخ
 1318/7 خوش ہیں دیوانگی میر سے سب
 کیا جنوں کر گیا شعور سے وہ

﴿1319﴾

- 1319/1 آزار گش کو اُس کے آزار ہے ہمیشہ
 1319/2 مختار عشق اُس کا مجبور ہی ہے یعنی
 آزرده دل کسو کا بیمار ہے ہمیشہ
 یک رہ دو چار ہو کر ناچار ہے ہمیشہ

۱۔ نول کشور دوم، آسی اور مجلس کے نسخوں میں گئے ہوئے درست نہیں، دوسرے مصرع میں 'غبار' کی مناسبت سے 'موئے گئے' برطانیہ نسخہ کالج درست ہے۔
 ۲۔ نسخہ مجلس میں 'صرف' بجائے 'حرف' درج ہوا ہے، سو کتابت ہی شاکر کیا جائے گا۔

کام اپنا اُس پری دن دشوار ہے ہمیشہ	کب سہل عاشقی میں اوقات گزرے ہے یاں	1319/3
اس وجہ سے اب اس کا دیدار ہے ہمیشہ	عالم کا عین اُسی کو معلوم کر چکے ہیں	1319/4
با آنکہ کام دل کا اظہار ہے ہمیشہ	اس سے حصولِ مطلب اپنا ہوا نہ ہوگا	1319/5
اُس کی تو لا اُبالی سرکار ہے ہمیشہ	پروائے نفع و نقصان مطلق نہیں ہے اُس کو	1319/6
اقرار ہے ہمیشہ ، انکار ہے ہمیشہ	ماننا نہ ملنا ٹھہرے تو دل بھی ٹھہرے اپنا	1319/7
آمادہ فنا کچھ کیا میر اب ہوا ہے		1319/8
جی مفت دینے کو وہ تیار ہے ہمیشہ		

﴿1320﴾

دل ہے میری بغل میں صد پارہ	اور ہر پارہ اُس کا آوارہ	1320/1
عرقِ شرم رو سے دلبر کے	رفتہ ثابت ، گزشتہ سیارہ	1320/2
خواری عشق اپنی عزت ہے	کی ہے ہموار ہم نے ہموارہ	1320/3
کام اُس سے ، پکڑ کمر نہ لیا	یہج کارہ بھی ہے یہ ناکارہ	1320/4
ٹوٹیں پھوٹیں نہ کاش آنکھیں	کرتے ان رخنوں ہی سے نظارہ	1320/5
گو میجا مزاج آوے طبیب	عشق میں مرگ بن نہیں چارہ	1320/6
کیا بنے اُس سے میر، میں مسکین		1320/7
وہ جفا پیشہ و ستم کارہ		

﴿1321﴾

مکتوب دیر بھیجا ہر دو طرف سے سادہ	کیا شوخ طبع ہے وہ پُر کار سادہ سادہ	1321/1
جب مے کدے گئے ہیں پاؤں ہی کیا ہے	ہے مخ بچہ ہمارا گویا کہ پیر زادہ	1321/2
سائے میں تاک کے ہم خوش بیٹھے ہیں اب اپنا	اس سلسلے میں بیعت کرنے کا ہے ارادہ	1321/3
دل اس قدر نہ رکتا گھبراتا جی نہ اتنا	چھاتی لگا جو رہتا وہ سینہ کشادہ	1321/4
شیشہ کنار جو ہے پنبہ دہان و رعنا	مینائے چمن میں اک سرو ہے پیادہ	1321/5
پڑتی ہیں اُس کی آنکھیں چاروں طرف نشے میں	جوں راہ میں بہکتے ہوں ترک مست بادہ	1321/6
جو شہرہ نامور تھے یا رب کہاں گئے دے	آباد کم رہا ہے یاں کوئی خانوادہ	1321/7
مت دم کشی کر اتنی ہنگام صبح بلبل	فریاد خوں چکاں ہے منہ سے ترے زیادہ	1321/8
کیا خاک سے اٹھوں میں نقش قدم سا بیٹھا	اب مٹ ہی جانا میرا ہے پیش پا قنادہ	1321/9
حالاتِ عشق رنج و درد و بلا مصیبت		1321/10
دل دادہ میر جانے ، کیا جانے دل ندادہ		

۱۔ نسخہ کالج اور نول کشور دوم میں 'ٹھہرے اپنا' آسی اور مجلس کے اپنا ٹھہرے سے زیادہ بہتر ہے۔

۲۔ نسخہ کالج ص ۴۸ اور نول کشور دوم ص ۴۵۱ پر یہ آسی اور مجلس کے متن 'دہ' سے بہتر ہے۔ 'یہ' کا مرخ عاشق اور 'دہ' کا مخاطب معشوق ہوگا شعر میں ناکارہ وہج کارہ عاشق کی خصوصیات بتاتی گئی ہیں۔

۳۔ نسخہ آسی کے حاشیے میں 'اتنا' درست ہے جب کہ متن میں 'اپنا' اتنا بہتر نہیں، اس لیے حاشیے کے 'اتنا' کو ہی متن میں اختیار کیا ہے۔

ردیفی ے۔ دیوان اول

﴿1322﴾

- دل کو تسکین نہیں اشک دمام سے بھی 1322/1
 ہم نشیں کیا کہوں اُس رشک مہ تاباں دن 1322/2
 کاش اے جانِ الم ناک نکل جاوے تو 1322/3
 آخر کار محبت میں نہ نکلا کچھ کام 1322/4
 آہ ہر غیر سے تاچند کہوں جی کی بات 1322/5
 دوری کوچہ میں اے غیرت فردوس تری 1322/6
 ہمت اپنی ہی تھی یہ میر کہہ جوں مرغ خیال 1322/7
 اک پر افشانی میں گزرے سر عالم سے بھی

﴿1323﴾

- تابِ دل صرفِ جدائی ہو چکی 1323/1
 چھوٹا کب ہے اسیرِ خوش زباں 1323/2
 آگے ہو مسجد کے نکل اُس کی راہ 1323/3
 درمیاں ایسا نہیں اب آئے 1323/4
 ایک بوسہ مانگتے لڑنے لگے 1323/5
 بچ میں ہم ہی نہ ہوں تو لطف کیا 1323/6
 آج پھر تھا بے حمیت میرِ واں 1323/7
 کل لڑائی سی لڑائی ہو چکی

﴿1324﴾

- آخر ہماری خاک بھی برباد ہو گئی 1324/1
 مدت ہوئی نہ خط ہے نہ پیغام ہے مگر 1324/2
 دل کس قدر شکستہ ہوا تھا کہ رات میر 1324/3
 آئی جو بات لب پہ سو فریاد ہو گئی

﴿1325﴾

- یہ چشم آئے دارِ رو تھی کسو کی 1325/1
 سحر پائے گل بے خودی ہم کو آئی 1325/2
 یہ سرگشتہ جب تک رہا اس چمن میں 1325/3
 نظر اس طرف بھی کبھو تھی کسو کی
 کہ اُس ست پیماں میں بو تھی کسو کی
 بہ رنگِ صبا جیتو تھی کسو کی

نہ ٹھہری تک اک جان برب رمیدہ! ہمیں مدعا گفتگو تھی کسو کی
جلایا شب اک شعلہ دل نے ہم کو کہ اُس تند سرکش میں خوتھی کسو کی
نہ تھے تجھ سے نازک میانان گلشن بہت تو کمر جیسے مٹو تھی کسو کی
دم مرگ دشوار دی جان اُن نے
مگر میر کو آرزو تھی کسو کی

1325/4

1325/5

1325/6

1325/7

﴿1326﴾

ہے غزل میر یہ شفائی کی ہم نے بھی طبع آزمائی کی
اُس کے ایقائے عہد تک نہ جیے عمر نے ہم سے بے وفا کی
وصل کے دن کی آرزو ہی رہی شب نہ آخر ہوئی جدائی کی
اسی تقریب اُس گلی میں رہے منتیں ہیں شکستہ پائی کی
کاسہ چشم لے کے جوں نرگس ہم نے دیدار کی گدائی کی
زور و زر کچھ نہ تھا تو بارے میر
کس بھروسے پہ آشنائی کی

1326/1

1326/2

1326/3

1326/4

1326/5

1326/6

﴿1327﴾

آہ میری زبان پر آئی یہ بلا آسمان پر آئی
عالم جاں سے تو نہیں آیا ایک آفت جہان پر آئی
پیری آفت ہے، پھر نہ تھا گویا بلا جس جوان پر آئی
ہم بھی حاضر ہیں چھینچے شمشیر طبع گر امتحان پر آئی
آتش رنگ گل سے کیا کہیے برق تھی، آشیان پر آئی
طاقت دل بہ رنگ نکہت گل پھیر اپنے مکان پر آئی
ہو جہاں سے میر اور غم اُس کا
جس سے عالم کی جان پر آئی

1327/1

1327/2

1327/3

1327/4

1327/5

1327/6

1327/7

﴿1328﴾

بات شکوے کی ہم نے گاہ نہ کی بلکہ دی جان اور آہ نہ کی
گل و آئینہ، ماہ و خور، رکن نے چشم اُس چہرے پر سیاہ نہ کی
کعبے سو بار دہ گیا تو کیا جس نے پاں ایک دل میں راہ نہ کی
واہ اے عشق! اُس ستم گر نے جاں فشائی پہ میری واہ نہ کی
جس سے تھی چشم ہم کو کیا کیا میر
اس طرف اُن نے اک نگاہ نہ کی

1328/1

1328/2

1328/3

1328/4

1328/5

۱۔ نسخہ کالج میں رسیدہ درست نہیں، آسی و مجلس میں رمیدہ درست ہے۔

۲۔ نول کشوری اشاعتوں بشمول، آسی اور نسخہ مجلس میں جہان سے زیادہ موزوں جوان ہے جو غلطو طے کے علاوہ نسخہ کالج کا متن بھی ہے۔

۳۔ نول کشور دوم، سوم میں جہاں کی جگہ یہاں درج ہوا ہے۔ نسخہ کالج اور آسی کے یہاں جہاں درست ہے۔

﴿1329﴾

- کل میر نے کیا کیا کی ے کے لیے بے تابی 1329/1
جاگا ہے کہیں وہ بھی شب مرتکب ے ہو 1329/2
کیا شہر میں گنجائش مجھ بے سرو پا کو ہو 1329/3
دن رات مری چھاتی جلتی ہے محبت میں 1329/4
سو ملک پھرا لیکن پائی نہ وفا اک جا 1329/5
خون بستہ نہ کیوں پلکیں ہر لحظہ رہیں میری 1329/6
جنگل ہی ہرے تنہا رونے سے نہیں میرے 1329/7
تھے ماہ و شاں کل جو اُن کوٹھوں پہ جلوے میں 1329/8
کل میر جو یاں آیا طور اُس کا بہت بھایا 1329/9
وہ خشک لبی تس پر جامہ گلے میں آبی

﴿1330﴾

- ہمیں آمد میر کل بھا گئی 1330/1
کہاں کا غبار آہ دل میں یہ تھا 1330/2
کیا پاس بلبل خزاں نے نہ کچھ 1330/3
ہوئی سامنے یوں تو ایک ایک کے 1330/4
جگر منہ تک آتے نہیں بولتے 1330/5
نہ ہمرہ کوئی ناکسی سے گیا 1330/6
گھٹا شمع ساں کیوں نہ جاؤں چلا 1330/7
کوئی رہنے والی ہے جان عزیز 1330/8
کیے دست و پا گم جو میر آ گیا 1330/9
وفا پیشہ مجلس اُسے پا گئی

﴿1331﴾

- یک سو کشادہ روئی ، پُر چیں نہیں جبیں بھی 1331/1
آنسو تو تیرے دامن پونچھے ہے وقت گریہ 1331/2
کرتا نہیں عبث تو پارہ گلو فغاں سے 1331/3

۱۔ اسی کے نسخے میں ایک ایک بہتر ہے۔ نسخہ مجلس کے مرتب نے حسب عادت اسے 'اک ایک' سے بدل کر مصرع کے صوتی آہنگ کو بہتر کرنے کی سعی کی ہے۔

۲۔ نول کشور دوم، سوم کے مطابق 'آتے' ہے جب کہ اسی، عبادت اور مجلس میں 'آنے' لکھا ہوا ہے۔

۳۔ صرف اسی کے یہاں 'کیے' ملتا ہے جب کہ نسخہ کالج اور نول کشور دوم، سوم میں 'گئے' درج ہوا ہے۔

۴۔ طباعت دوم، سوم، نول کشور میں 'چھوڑیں' ہے جب کہ نسخہ کالج اور اسی کے یہاں 'چھوڑی' ہے۔

- جاتا ہے ورنہ غافل پھر دم تو واپس بھی
پر ساتھوں ساتھ اُس کے نکلی اک آفریں بھی
آگے ہوا ہے اب تک ایسا ستم کہیں بھی
آئینوں میں دلوں کے جو ہے بھی، پھر نہیں بھی
ہیں برقی خرمن گل رخسارِ آتشیں بھی
رنجیدہ راہ چلتے، آزرده ہم نشیں بھی
رخصتِ طلب ہے جاں بھی، ایمان اور دیں بھی
زیرِ فلک جہاں تک آسودہ میر ہوتے
ایسا نظر نہ آیا اک قطعہ زمیں بھی
- 1331/4 ہوں احتضار میں میں، آئینہ زو شباب آ
1331/5 سینے سے تیر اُس کا جی کو تو لیتا نکلا
1331/6 ہر شب تری گلی میں عالم کی جان جا ہے
1331/7 شوخی جلوہ اس کی تسکین کیوں کے بخشے
1331/8 کیسو ہی کچھ نہیں ہے سنبھل کی آفت اُس کا
1331/9 تکلف نالہ مت کراے دردِ دل کہ ہوں گے
1331/10 کس کس کا داغ دیکھیں یا رب غم بتاں میں
1331/11

﴿1332﴾

- جلے دھوپ میں یاں تک ہم کہ تب کی
مرے خوش نگہ کی نگاہ اک غضب کی
تک اک ٹو بھی تو سن کسی جاں بہ لب کی
ضرورت ہے کیا شیخ دم اک وجہ کی
بہت دیکھتے ہیں تری راہ کب کی
ہوئی متفق اب ادھر رائے سب کی
تری راہ میں اپنے پائے طلب کی
یہ زور آوری دیکھو زاری شب کی
عجب کچھ ہے گر میر آدے میتر
گلابی شراب اور غزل اپنے ڈھب کی
- 1332/1 گئی چھاؤں اس تیغ کی سر سے جب کی
1332/2 پڑی خرمن گل پہ بجلی سی آخر
1332/3 کوئی بات نکلے ہے دشوار منہ سے
1332/4 تو شملہ جو رکھتا ہے خر ہے، وگرنہ
1332/5 یکا یک بھی آ سر پہ دامانگاں کے
1332/6 دماغ و جگر دل مخالف ہوئے ہیں
1332/7 تجھے کیوں کہ سٹھوٹھوٹھوں کہ سوتے ہی گزری
1332/8 دلِ عرش سے گزرے ہے ضعف میں بھی
1332/9

﴿1333﴾

- کیسے قدم سے اُس کی گلی میں صبا گئی
کچھ تھی تپش جگر کی تو بارے مزاج داں
کس پاس جا کے بیٹھوں خرابے میں اب میں ہائے
کون اس ہوا میں زخمی نہیں میری آہ کا
سودا جو اُس کے سر سے گیا زلفِ یار کا
تو تو بڑی ہی میر کے سر سے بلا گئی
- 1333/1
1333/2
1333/3
1333/4
1333/5

- ۱۔ طبع سوم اور آسی کے یہاں احتضار ہے جو مطابق شعر درست ہے۔ نسخہ کالج اور طبع دوم میں اختصار درست نہیں۔
۲۔ تمام نسخوں میں مصرع ثانی کا متن یہی ہے جب کہ 'کی' کی جگہ 'نہ' ہو یا 'اک' کی جگہ 'نہی' ہو تو مفہوم واضح ہو جاتا ہے۔
۳۔ نسخہ آسی اور مجلس دونوں کے یہاں اس مرتبہ کیوں کے درج ہوا جب کہ یہاں کیوں کہ یہ معنی کس طرح ہونا چاہیے۔
۴۔ نول کشور دوم، سوم اور مجلس میں یوں بہتر ہے، آسی کے یہاں نولوں درست نہیں۔

﴿1334﴾

- 1334/1 خبر نہ تھی تجھے کیا میرے دل کی طاقت کی
1334/2 انہوں میں جو کہ ترے جو سجدہ رہتے ہیں
1334/3 اٹھائی ننگ سمجھ تم نے ، بات کے کہتے
1334/4 رکھیں اُمید رہائی اسیر کا کل و زلف
1334/5 رہے کوئی خرابات چھوڑ مسجد میں
1334/6 سوال میں نے جو انجام زندگی سے کیا
1334/7 نہ میری قدر کی اُس سنگدل نے میرے کھوئے
ہزار حیف کہ پھر سے میں محبت کی

﴿1335﴾

- 1335/1 فکر ہے ماہ کے جو شہر بدر کرنے کی
1335/2 کہہ حدیث آنے کی اُس کے جو کیا شادی مرگ
1335/3 کیا جلی جاتی ہے خوبی ہی میں اپنی اے شمع!
1335/4 اب کی برسات ہی کے ذمے تھا عالم کا وبال
1335/5 پھول کچھ لیتے نہ نکلے تھے دل صد پارہ
1335/6 ان دنوں نکلے سے آہستہ بہ خونِ راتوں کو
1335/7 عشق میں تیرے گزرتی نہیں بن سر پکے
1335/8 کاروانی ہے جہاں عمر عزیز اپنی میر
رہ ہے درپیش سدا اُس کو سفر کرنے کی

﴿1336﴾

- 1336/1 خرابی کچھ نہ پوچھو ملکیتِ دل کی عمارت کی
1336/2 نگاہ مست سے جب چشم نے اُس کی اشارت کی
1336/3 سحر گہ میں نے پوچھا گل سے حالِ زارِ بلبل کا
1336/4 جلایا جس تجلی جلوہ گر نے طور کو ہم دم
1336/5 نزاکت کیا کہوں خورشیدِ رو کی کل شبِ مہ میں
1336/6 ترے کوچے کے شوقِ طوف میں جیسے بگولا تھا
بیاباں میں غبارِ میر کی ہم نے زیارت کی

۱۔ اسی اور عبادت کے یہاں 'نگاہ چشم' ہے مجلس نے بھی یہی متن درج کر کے بریکٹ میں 'نشم' لکھا ہے چونکہ یہی لفظ حسب مضمون و مفہوم شعر ہے اس لیے 'چشم' کو کتابت کی واضح غلطی مان کر متن میں 'نگاہ چشم' درج کرنا چاہیے۔ البتہ دونوں نسخوں میں 'ادھر درج' ہے جب کہ محل 'ادھر' کا ہے۔ یہ درستگی بھی کر دی ہے۔

۲۔ تمام نسخوں میں 'صرف الفت' ہے، اسی نے حاشیے میں 'حرف' لکھا ہے، یہ لفظ بظاہر زیادہ بہتر ہے۔
۳۔ مصرعِ نغمہ کا 'ج' اور اسی کے مطابق ہے۔ طبع دوم، سوم میں یوں ہے نہ میر قدر کی اُس سنگ دل نے میری کھوئے۔

﴿1337﴾

- میں نے جو بے کسانہ مجلس میں جان کھولی 1337/1
 آتی ہے شمع شب کو آگے ترے یہ کہہ کر 1337/2
 بے طاقتی سے آگے کچھ پوچھتا بھی تھا، سو 1337/3
 بلبل کی بے کلی نے شب بے دماغ رکھا 1337/4
 اُس ظلم پیشہ کی یہ رسم قدیم ہے گی 1337/5
 نوبت جو ہم سے گاہے آتی ہے گفتگو کی 1337/6
 اُس مہ کے جلوے سے کچھ تا میر یاد دیوے 1337/7
 اب کے گھروں میں ہم نے سب چاندنی ہے بوئی

﴿1338﴾

- الم سے یاں تیں میں مشق ناتوانی کی 1338/1
 چمن کا نام سنا تھا ولے نہ دیکھا ہائے 1338/2
 ملائی خوب مرے خوں میں خاکِ بزل گاہ 1338/3
 بہ تنگ ہوں میں ترے اختلاط سے پیری 1338/4
 چلا ہے کھینچنے تصویر میرے بُت کی آج 1338/5
 تری گلی کے ہر اک سگ نے استخوان توڑے 1338/6
 رکھے ہیں میرے ترے منہ سے بے وفا خاطر 1338/7
 تری جفا کی، تغافل کی، بدگمانی کی

﴿1339﴾

- لا علاجی ہے جو رہتی ہے مجھے آوارگی 1339/1
 کیسی کیسی صحبتیں آنکھوں کے آگے سے گئیں 1339/2
 روئے گل پر روز و شب کس شوق سے رہتا ہے باز 1339/3
 اشکِ خونیں آنکھ میں بھرا کے پی جاتا ہوں میں 1339/4
 مت فریب سادگی کھا ان سیہ چشموں کا میر 1339/5
 ان کی آنکھوں سے ٹپکتی ہے پڑی عیارگی

۱۔ نسخہ آسی میں 'میری' ہے لیکن اس نسخے میں یائے معروف و مجهول کی املائیں غلط ملط ہیں اس لیے اسے 'مرے' پڑھنا بہتر ہے۔ مجلس نے 'م' درج کیا ہے۔

۲۔ مجلس میں 'اختلاط' کی غلط کتابت کی اصلاح نہیں کی گئی، اشاعت دوم میں بھی نہیں۔

۳۔ نسخہ آسی میں 'تری جفا' کے تغافل کی 'متن' ہے۔ مجلس کے متن میں بھی معنی بہت واضح نہیں، تاہم بہتر ضرور ہیں۔

۴۔ نسخہ مجلس جلد اول ص ۴۲۳ 'لا علاجی' سے لکھ کر اچھے بھلے شعر کو بے معنی بنا دیا ہے۔

۵۔ نسخہ کالج اور نول کشور دوم، سوم میں 'پڑی' ہے جو بہتر ہے، لہذا آسی کے یہاں 'بڑی' کو سہو کتابت سمجھنا ہوگا۔

﴿1340﴾

- گیسو سے اُس کے میں نے کیوں آنکھ جا لگائی 1340/1
تھا دل جو پکا پھوڑا بیاری الم سے 1340/2
ذوق جرات اُس کا کس کو نہیں ہے لیکن 1340/3
دم بھی نہ لینے پایا، پانی بھی پھر نہ مانگا 1340/4
تھا صید ناتواں میں لیکن لہو سے میرے 1340/5
بالعکس آج اُس کے سارے سلوک دیکھے 1340/6
جو آنسو پی گیا میں، آخر کو میر اُن نے 1340/7
چھاتی جلا جگر میں اک آگ جا لگائی

﴿1341﴾

- دو دن سے کچھ بنی تھی، سو پھر شب بگڑ گئی 1341/1
واشد کچھ آگے آہ سے ہوتی تھی دل کے تئیں 1341/2
گرمی نے دل کی، ہجر میں اُس کے جلا دیا 1341/3
خط نے نکل کے نقش دلوں کے اٹھا دیے 1341/4
باہم سلوک تھا تو اٹھاتے تھے نرم گرم 1341/5
کاہے کو میر کوئی دے، جب بگڑ گئی

﴿1342﴾

- کچھ موج ہوا پیچاں اے میر نظر آئی 1342/1
دلی کے نہ تھے کوچے اور اراق مصور تھے 1342/2
مغرور بہت تھے ہم، آنسو کی سرایت پر 1342/3
گل بار کرے ہے گا اسباب سفر شاید 1342/4
اُس کی لے تو دل آزاری بے تیج ہی تھی یارو 1342/5
کچھ تم کو ہماری بھی تفصیر نظر آئی؟

﴿1343﴾

(قبل از 1752ء)

- ہو گئی شہر شہر رسوائی 1343/1
یک بیاباں برنگِ صوتِ جرس 1343/2
نہ کھینچے پیچھ سے ایک جا نفاش 1343/3
سر رکھوں اُس کے پاؤں پر لیکن 1343/4
اے مری موت تو بھلی آئی
مجھ پہ ہے بے کسی و تنہائی
اُس کی تصویر وہ ہے ہرجائی
دستِ قدرت یہ میں کہاں پائی

۱۔ نسخہ آسی ص ۱۴۶ پر مصرع ثانی کی کتابت میں دو غلطیاں ہیں۔ 'اُن' کی جگہ 'اُن' اور 'اُس' کے 'الف' درج نہیں کیا۔
۲۔ نسخہ مجلس جلد اول ص ۴۲۵ اُس کو تو دل لکھا ہے بجائے اُس کی۔ اتنے معروف شعر کو اس غلطی نے مسخ کر دیا۔

میر جب سے گیا ہے دل تب ہے
میں تو کچھ ہو گیا ہوں سوداگی

1343/5

﴿1344﴾

ٹو گئے ملتا نہیں ہم سے تو کیسی خرمی 1344/1
جی بھرا رہتا ہے اب آٹھوں پہر مانند ابر 1344/2
حشر کو زیر و زیر ہو گا جہاں سچ ہے، ولے 1344/3
تجھ سوا محبوب آتش طبع اے ساقی نہیں 1344/4
سامنے ہو جائیں اے ظالم تو دونوں ہیں برے 1344/5
اُس قیامت جلوہ سے بہتر ہے ہم سے جی اٹھیں 1344/6
کچھ پریشانی سے ہے سنبھل کی جو الجھے ہے میر 1344/7
یک جہاں برہم کرے زلفوں کی اس کی درہمی

﴿1345﴾

اب ضعف سے ڈھتا ہے بے تاب شتابی کی 1345/1
ان درس گہوں میں وہ نہ آیا نہ نظر ہم کو 1345/2
بھٹتے ہیں دل اک جانب، سکتے ہیں جگر یک سو 1345/3
تلخ اُس لب سے گوں سے سب سنتے ہیں کس خاطر 1345/4
یک بو کشی بلبل، ہے موجب صد مستی 1345/5
اب سوزِ محبت سے مارے جو پھپھولے ہیں 1345/6
نشترہ مرے منہ سے یاں حریف نہیں نکلا 1345/7
جو بات کہ میں نے کی سو میر حسابی کی

﴿1346﴾

(قبل از 1752ء)

مجھ سا بے تاب ہووے جب کوئی 1346/1
ہاں خدا مغفرت کرے اُس کو 1346/2
جان دے گوئے مسیح پر اس سے 1346/3
بعد میرے ہی ہو گیا سنان (قطعہ) سونے پایا تھا ورنہ کب کوئی 1346/4-5
اس کے کوچے میں حشرھی مجھ تک آہ و نالہ کرے نہ اب کوئی

۱۔ غزلیات میر مرتبہ آسی میں بُرے درج ہے جب کہ نسخہ کالج اور آسی کے ماخذ نول کشور دوم، سوم میں پُرنے ہے جو درست ہے۔
۲۔ نسخہ آسی میں ہے میر کے درمیان 'گا' بھی درج ہے، جس سے مصرع بے وزن ہو جاتا ہے۔
۳۔ آسی اور مجلس میں وہ ہے جب کہ نسخہ کالج، طبع دوم، سوم میں 'دیا' ہے جس سے مصرع بے وزن ہو جاتا ہے۔
۴۔ نسخہ مجلس کے متن میں یہ مصرع ناقابل فہم ہے وہاں جان دے کر بجائے 'گو' درج ہوا ہے۔
۵۔ ان دونوں شعروں کو الگ ملا کر نہ پڑھیں تو شعر ہم نامکمل رہتا ہے، لیکن آسی اور مجلس نے انہیں قطعہ درج نہیں کیا۔

اور محزوں بھی ہم نے تھے ولے (قطعہ) میر سا ہو سکے ہے کب کوئی
کہ تلفظ طرب کا سن کے کہے
شخص ہو گا کہیں طرب کوئی

1346/6-7

﴿1347﴾

آگے ہمارے عہد سے دشت کو جانہ تھی 1347/1
بیگانہ سا لگے ہے چمن اب خزاں میں ہائے 1347/2
کب تھا یہ شورِ نوحہ، ترا عشق جب نہ تھا 1347/3
وہ اور کوئی ہو گی سحر، جب ہوئی قبول 1347/4
آگے بھی تیرے عشق سے کھینچے تھے درد و رنج 1347/5
دیکھے دیارِ حسن کے میں کارواں بہت 1347/6
آئی پری سی پردہ مینا سے جام تک 1347/7
اُس وقت سے کیا ہے مجھے تو چراغِ وقف 1347/8
پڑمردہ اس قدر ہیں کہ ہے شبہ ہم کو میر 1347/9
تن میں ہمارے جان کبھی تھی بھی یا نہ تھی

﴿1348﴾

چھن گیا سینہ بھی، کلچا بھی یار کے تیر، جان لے جا بھی 1348/1
حال کہہ چپ رہا جو میں، بولا (قطعہ) کس کا قصہ تھا ہاں کہے جا بھی 1348/2-5
میں کہا میر جاں بہ لب ہے شوخ تو نے کوئی خبر کو بھیجا بھی؟
کہنے لاگا نہ دانی بگ اتنا کیوں ہوا ہے سڑی ابے جا بھی
کیوں تری موت آئی ہے گی عزیز
سامنے سے مرے، ارے جا بھی

﴿1349﴾

گرم ہیں شور سے تجھ حسن کے بازار کئی 1349/1
کب تلک داغ دکھاوے گی اسیری مجھ کو 1349/2
وے سلی چالاکیاں ہاتھوں کی ہیں سبجو اول تھیں 1349/3
رشک سے جلتے ہیں یوسف کے خریدار کئی
مر گئے ساتھ کے میرے تو گرفتار کئی
اب گریباں میں مرے رہ گئے ہیں تار کئی

۱۔ نول کشور دوم، سوم اور تتبع میں آسی نے شعرے کو پہلے اور ۶ کو بعد میں درج کیا ہے شاید اس لیے کہ تخلص اسی چھنے شعر میں آیا ہے حالاں کہ مفہوم اشعار اسی ترتیب سے واضح ہوتا ہے۔ نسخہ کالج میں ترتیب اشعار درست ہے۔

۲۔ نسخہ آسی اور مجلس میں اس غزل کی ترتیب بے حد غلط ہے۔ مطلع کو چھوڑ کر باقی چاروں شعر قطعہ بند ہیں لیکن صرف آخری دو شعروں کو جو ہماری ترتیب میں شعر ۳ اور ۴ میں قطعہ قرار دیا ہے۔ آسی کے نسخے میں تخلص کے حامل شعر ۳ کو آخری شعر کے طور پر درج کیا ہے۔ آغاز قطعہ کے شعر (نمبر ۴) میں تو میں بولا کو جو میں، بولا کیے بغیر بھی چارہ نہیں۔ یہ درستی بھی قیاسی ہے۔

۳۔ نسخہ آسی میں وے ہی نول کشور دوم، سوم ص ۱۳۹ پر وہی درج ہے۔

۴۔ آسی کے یہاں میں سہو کتابت ہے جب کہ نسخہ کالج اور طبع دوم، سوم میں تھیں بالکل غلط ہے، اسے میں ہی ہونا چاہیے۔

- خوفِ تنہائی نہیں، کر تو جہاں سے تو سفر 1349/4
اضطراب و قلق و ضعف میں کس طور جیوں 1349/5
کیوں نہ ہوں خستہ بھلا میں کہ ستم کے تیرے 1349/6
اپنے کوچے میں نکلیو تو سنبھالے دامن 1349/7
یادگارِ مژدہ میر ہیں واں خار کئی

﴿1350﴾

- میری پرش پہ تری طبع اگر آوے گی 1350/1
محو اُس کا نہیں ایسا کہ جو چیتے گا شتاب 1350/2
کتنے پیغام چن کو ہیں سودل میں ہیں گرہ 1350/3
ابرمت گورِ غریباں پہ برس، غافل، آہ! 1350/4
میر میں جیتوں میں آؤں گا اُس دن، جس دن 1350/5
دل نہ تڑپے گا مرا، چشم نہ بھر آوے گی

﴿1351﴾

- کیا کروں شرحِ خستہ جانی کی 1351/1
حالِ بد گفتنی نہیں میرا 1351/2
سب کو جانا ہے یوں تو پر اے صبر 1351/3
تشنہ لب مر گئے ترے عاشق 1351/4
بیتِ بجشی سمجھ کے کر بلبل 1351/5
جس سے کھوئی تھی نیند میر نے کل 1351/6
ابتدا پھر وہی کہانی کی

﴿1352﴾

- ہے یہ بازارِ جنوں، منڈی ہے دیوانوں کی 1352/1
کیوں کے کہیے کہ اثرِ گریہ مجنون میں نہ تھا 1352/2
یہ بگولہ تو نہیں دشتِ محبت میں سے 1352/3
خائفہ کا تو نہ کر قصدِ نک اے خانہ خراب! 1352/4
سیلِ اشکوں سے بھی، صرصر آہوں سے اڑی 1352/5
دل و دیں کیسے کہ اُس رہزنِ دلہا سے اب 1352/6
کتنے دل سوختے ہم جمع ہیں اے غیرتِ شمع 1352/7
سرگزشتیں نہ مری سن کہ اچھتی ہے نیند 1352/8
میکدے سے تو ابھی آیا ہے مسجد میں میر 1352/9
ہو نہ لغزش کہیں، مجلس ہے یہ بیگانوں کی

﴿1353﴾

- 1353/1 ملا غیر سے جا ، جفا کیا نکالی
اکٹ لے کے آخر ادا کیا نکالی
- 1353/2 طبیبوں نے تجویز کی مرگ عاشق
مناسب مرض کے دوا کیا نکالی
- 1353/3 نہیں اُس گزرگہ سے آتی ادھر اب
نئی راہ کوئی صبا کیا نکالی
- 1353/4 دلا اُس کے گیسو سے کیوں لگ چلا تو
یہ اک اپنے جی کی بلا کیا نکالی
- 1353/5 رجھا ہی دیا ، واہ رے قدر دانی
دفا کی ہماری جزا کیا نکالی
- 1353/6 دم صبح جوں آفتاب آج ظالم
نکلتے ہی تیغ جفا کیا نکالی
- 1353/7 لگے در بدر میر چلانے پھرنے
گدا تو ہوئے پر صدا کیا نکالی

﴿1354﴾

- 1354/1 رہی نہ گفتہ مرے دل میں داستاں میری
نہ اس دیار میں سمجھا کوئی زباں میری
- 1354/2 بہ رنگِ صوتِ جرس تجھ سے دور ہوں تنہا
خبر نہیں ہے تجھے آہ کارواں میری
- 1354/3 ترے نہ آج کے آنے میں صبح کے مجھ پاس
ہزار جائے گئی طبع بدگماں میری
- 1354/4 وہ نقش پائے ہوں میں مٹ گیا ہو جو رہ میں
نہ کچھ خبر ہے ، نہ سدھ ہے گی رہ رواں میری
- 1354/5 شب اُس کے کوچے میں جاتا ہوں اس توقع پر
کہ ایک دوست ہے داں خواب پاسباں میری
- 1354/6 اُسی سے دور رہا اصل مدعا جو تھا
گئی یہ عمر عزیز آہ رایگاں میری
- 1354/7 ترے فراق میں جیسے خیالِ مفلس کا
گئی ہے فکر پریشاں کہاں کہاں میری
- 1354/8 رہا میں در پس دیوارِ باغ مدت لیک
گئی گلوں کے نہ کانوں تلک فغاں میری
- 1354/9 ہوا ہوں گریہ خونیں کا جب سے دامن گیر
نہ آستین ہوئی پاک دوستاں میری
- 1354/10 دیا دکھائی مجھے تو اُسی کا جلوہ میر
پڑی جہان میں جا کر نظر جہاں میری

﴿1355﴾

- 1355/1 اب کے بھی سیرِ باغ کی جی میں ہوس رہی
اپنی جگہ بہار میں کُنجِ قفس رہی
- 1355/2 میں پا شکستہ جا نہ سکا قافلے تلک
آئی اگرچہ دیر صدائے جرس رہی
- 1355/3 لطفِ قبائے تنگ پہ گل کا بجا ہے ناز
دیکھی نہیں ہے اُن نے تری چولی چس رہی
- 1355/4 دن رات میری آنکھوں سے آنسو چلے گئے
برسات اب کے شہر میں سارے برس رہی
- 1355/5 خالی شگفتگی سے جراحت نہیں کوئی
ہر زخم یاں ہے جیسے کلی ہو بکس رہی
- 1355/6 دیوانگی کہاں کہ گریباں سے تنگ ہوں
گردن مری ہے طوق میں گویا کہ بھنس رہی

۱۔ نسخہ آسی میں 'اکٹ' ہے۔ طبع دوم، سوم میں 'اکت' ہے، دونوں ہی درست ہیں۔
۲۔ نسخہ آسی میں 'واہ رے' سے مجلس کے کاتب نے 'واہ ری' سمجھا اور درج کیا ہے۔

جوں صبح اس چمن میں نہ ہم کھل کے ہنس سکے
فرصت رہی جو میر بھی سو اک لافس رہی

1355/7

﴿1356﴾

آج کل بے قرار ہیں ہم بھی
آن میں کچھ ہیں آن میں کچھ ہیں
منع گریہ نہ کر تو اے ناصح!
درپے جان ہے قراول مرگ
نالے کریو سمجھ کے اے بلبل
مدعی کو شراب، ہم کو زہر
گر زخود رفتہ ہیں ترے نزدیک
میر نام اک جواں سنا ہو گا
اُسی عاشق کے یار میں ہم بھی

1356/1

1356/2

1356/3

1356/4

1356/5

1356/6

1356/7

1356/8

﴿1357﴾

(قبل از 1752ء)

غفلت میں گئی آہ مری ساری جوانی
تھی آبلہ دل سے ہمیں تشنگی میں چشم
مدت سے ہیں اک مشیت پر آوارہ چمن میں
بھاتی ہے مجھے اک طلب بوسہ میں یہ آن
یہ جان اگر بید مولہ کہیں دیکھے
دیکھیں تو سہی کب تئیں نبھتی ہے یہ صحبت
مجنوں بھی نہ رسوائے جہاں ہوتا نہ وہ آپ
اک شخص مجھی سا تھا کہ وہ تجھ پہ تھا عاشق (قطعہ) وہ اُس کی وفا پیشگی، وہ اُس کی جوانی
یہ کہہ کے جو رویا تو لگا کہنے نہ کہہ میر
سننا نہیں میں ظلم رسیدوں کی کہانی

1357/1

1357/2

1357/3

1357/4

1357/5

1357/6

1357/7

1357/8-9

﴿1358﴾

کل بارے ہم سے، اُس سے ملاقات ہو گئی
کن کن مصیبتوں سے ہوئی صبح شام ہجر
گردش نگاہ مست کی موقوف ساقیاں
ڈر ظلم سے کہ اُس کی جزا بس شتاب ہے
دو دو بچن کے ہونے میں اک بات ہو گئی
سو زلفیں ہی بناتے اُسے رات ہو گئی
مسجد تو شیخ جی کی خرابات ہو گئی
آیا عمل میں یاں کہ مکافات ہو گئی

1358/1

1358/2

1358/3

1358/4

۱۔ نسخہ آسی میں 'اک' اور مجلس میں اختلاف کا ذکر کیے بغیر 'یک' درج ہوا ہے۔
۲۔ نسخہ کالج، نول کشور دوم، سوم میں یہی ساقیاں ہے، آسی اور مجلس میں 'ساقیا' ہے۔

- خورشید سا پیالہ مے بے طلب دیا 1358/5
 کتنا خلاف وعدہ ہوا ہو گا وہ کہ یاں 1358/6
 آ شیخ گفتگوئے پریشاں پہ تو نہ جا 1358/7
 نیک شہر سے نکل کے مرا گریہ سیر کر 1358/8
 اپنے تو ہونٹھ بھی نہ ملے اُس کے روبرو 1358/9
 رنجش کی وجہ میر وہ کیا بات ہو گئی

﴿1359﴾

- بغیر دل کے یہ قیمت ہے سارے عالم کی 1359/1
 کوئی ہو محرم شوخی ترا تو میں پوچھوں 1359/2
 ہمیں تو باغ کی تکلیف سے معاف رکھو 1359/3
 تنک تو لطف سے کچھ کہہ کہ جاں بلب ہوں میں 1359/4
 گزرنے کو تو کج و داکج اپنی گزری ہے 1359/5
 گھرے ہیں درد و الم میں فراق کے ایسے 1359/6
 نفس میں میر نہیں جوش داغ سینے پر 1359/7
 ہوس نکالی ہے ہم نے بھی گل کے موسم کی

﴿1360﴾

- غم سے یہ راہ میں نے نکالی نجات کی 1360/1
 نسبت تو دیتے ہیں ترے لب سے پرایک دن 1360/2
 صد حرف زیرِ خاک تیرے دل چلے گئے 1360/3
 ہم تو ہی اس زمانے میں حیرت سے چپ نہیں 1360/4
 پژمرده اس کلی کے تیس واشدن سے کیا 1360/5
 حور و پری، فرشتہ، بشر مارے ہی رکھا 1360/6
 اُس لب شکر کے ہیں گے جہاں ذائقہ شناس 1360/7
 عرصہ ہے تنگ چال نکلتی نہیں ہے اور 1360/8
 برقع اٹھا تھا یار کے منہ سے سو میر کل 1360/9
 سنتے ہیں آفتاب نے جوں توں کی رات کی

۱۔ نسخہ آسی اور مجلس میں مصرع ثانی یوں ہے 'رہی ہے بات مری جاں بے لب کوئی دم کی'۔ اس طرح شعر سے تکلفا بھی معنی برآمد نہیں ہوتے۔ نسخہ کالج اور مخطوطے کے حاشیہ ن کے تحت 'جان بے لب' کی جگہ 'جان اب' سے شعر یا معنی ہوتا ہے۔
 ۲۔ نسخہ آسی، مجلس و عبادات میں 'جوش داغ سینے میں' کے مقابلے میں نسخہ کالج، نول کشور دوم، سوم میں 'جوش داغ سینے پر' بہت بہتر متن ہے۔
 ۳۔ نسخہ مجلس جلد اول ص ۴۴۰ 'مار' کی جگہ 'ہار' درج ہے اور مصرع ہمیشہ کے لیے بے معنی ہو کر رہ گیا۔

﴿1361﴾

- اب دل کو آہ کرنی ہی صبح و مسالگی 1361/1
کیونکر بجھاؤں آتش سوزانِ عشق کو 1361/2
دل کو گئے ہی یاں سے بنی اب کہ ہر سحر 1361/3
بے تابی و شکیب و سفر، حاصلِ کلام 1361/4
ڈر مجھ نفس سے غیر کہ پھر جی ہی سے گیا 1361/5
لگ جائے چپ نہ تجھ کو تو تھو کہیو عندلیب 1361/6
کشتے کا اُس کے زخم نہ ظاہر ہوا کہ میر 1361/7
کس جائے اُس شہید کے تیغ جفا لگی

﴿1362﴾

- کس حسن سے کہوں میں اُس کی خوش اختری کی 1362/1
رکھنا نہ تھا قدم یاں جوں باد بے تامل 1362/2
شبہا بہ حال سگ میں اک عمر صرف کی ہے 1362/3
پائے گل اُس چمن میں چھوڑا گیا نہ ہم سے 1362/4
پیشہ تو ایک ہی تھا اُس کا، ہمارا، لیکن 1362/5
گریے سے داغ سینہ تازہ ہوئے میں سارے 1362/6
یہ دور تو موافق ہوتا نہیں، مگر اب 1362/7
خوباں تمہاری خوبی تاچند نقل کرے 1362/8
ہم سے جو میر اڑ کر افلاک چرخ میں ہیں 1362/9
ان خاک میں ملوں کی کا ہے کو ہم سری کی

﴿1363﴾

- دیکھ تو دل کہ جاں سے اٹھتا ہے 1363/1
گور کس دل چلے کی ہے یہ فلک 1363/2
خانہ دل سے زینہار نہ جا 1363/3
نالہ سر کھینچتا ہے جب میرا 1363/4
لڑتی ہے اُس کی چشمِ شوخ جہاں 1363/5
سُدھ لے گھر کی بھی شعلہ آواز 1363/6
بیٹھنے کون دے ہے پھر اُس کو 1363/7
یوں اٹھے آہ اُس لگی سے ہم 1363/8

نسخہ آ سی میں جس کی بجائے دل درج ہے جس سے یہاں معنی برآمد نہیں ہوتے، نول کشور دوم، سوم میں جس ہے جو درست ہے۔
نسخہ مجلس ص ۴۴۲ جلد اول مجھ سے کی بجائے تجھ سے لکھ کر شعر کے ساتھ سگ گری کا ارتکاب کیا ہے۔

عشق اک میر بھاری پتھر ہے
کب یہ تجھ ناتواں سے اٹھتا ہے

1363/۷

﴿1364﴾

کلی کہتے ہیں اُس کا سادہن ہے
نچتے درد ہیں آنسو کی جاگہ
خبر لے پیر کنعاں کی کہ کچھ آج
نہیں دامن میں لالہ بے ستوں کے
شہادت گاہ ہے بارغِ زمانہ
کروں کیا حسرتِ گل کو، وگرنہ
سنا کر پے کہ یہ بھی اک سخن ہے
الہی چشم یا زخم کہن ہے
نیٹ آوارہ بوئے پیرہن ہے
کوئی دل داغِ خونِ کوہ کن ہے
کہ ہر گل اس میں اک خونیں کفن ہے
دل پر داغ بھی اپنا چن ہے
جو دے آرام تک آوارگی میر
تو شامِ غربت اک صبحِ وطن ہے

1364/1

1364/2

1364/3

1364/4

1364/5

1364/6

1364/7

﴿1365﴾

گل گشت کی ہوس تھی سو تو بغیر آئے
فرصت میں یک نفس کی کیا دردِ دل سنو گے
دلی میں اب کی آکر اُن یاروں کو نہ دیکھا
کیا خوبی اس چمن کی موقوف ہے کسو پر
شکوہ نہیں جو اُس کو پردا نہ ہو ہماری
عمرِ دراز کیوں کر مختارِ خضر ہے یاں
نزدیک تھی نفس میں پروازِ روح اپنی
یوں بیٹھے بیٹھے ناگہ گردن لگے ہلانے
قامت خمیدہ اُس کی جیسی کماں تھی، لیکن
آئے جو ہم چمن میں، ہو کر اسیر آئے
آئے تو تم، لیکن وقتِ اخیر آئے
کچھ وے گئے شتابی، کچھ ہم بھی دیر آئے
گل گر گئے عدم کو، مکھڑے نظیر آئے
دروازے جس کے ہم سے کتنے فقیر آئے
اک آدھ دن میں ہم تو جینے سے سیر آئے
غنیچے ہو گلبنوں پر جب ہم صفر آئے
سرسخِ جی کے گویا مجلس میں پیر آئے
قرباں گہ وفا میں مانند تیر آئے
جن جی دیے نہیں ہے امکان یاں سے جانا
بسل گہ جہاں میں اب ہم تو میر آئے

1365/1

1365/2

1365/3

1365/4

1365/5

1365/6

1365/7

1365/8

1365/9

1365/10

﴿1366﴾

کب سے نظر لگی تھی دروازہ حرم سے
صورتِ گرِ اجل کا کیا ہاتھ تھا کہے تو
سوزش گئی نہ دل کی رونے سے روز و شب کے
بردہ اٹھا تو لڑیاں آنکھیں ہماری ہم سے
چھینچی وہ تیغِ ابرو فولاد کے قلم سے
جلتا ہوں، اور دریا بہتے ہیں چشمِ نم سے

1366/1

1366/2

1366/3

۱۔ میر کاھنو سے روائگی سے قبل ایک طویل عرصہ (دس سال) کے لیے دلی سے باہر کھمبیر (بھرت پور) میں قیام کے بعد اواخر ۱۱۸۵ھ بمطابق ۱۷۷۲ء میں دلی واپس آئے تھے، مرتبہ منہ مجلس کے خیال میں یہ شعر (اور غزل) ۱۱۸۵ھ آخر یا ۱۱۸۶ھ کے شروع میں کہی گئی ہوگی لیکن دیوان اول کی تکمیل کا زمانہ ۱۷۵۶ء تک کا ہے اس صورت میں جب تک یہ ثابت نہ ہو کہ اُس دور کے کسی مخطوطے میں یہ غزل مندرج نہیں، اس وقت تک یقینی طور پر کسی خاص ہجرت یا واقعہ کو اس شعر کا پس منظر قرار نہیں دیا جاسکتا۔

- اب چشم داشت اس کے یاں ہے فقط کرم سے
رہتا ہے مشغلہ سا بارے عالم و الم سے
پر میں نہ سر اٹھایا ہرگز ترے قدم سے
بالیدگی دل ہے مانند شیشہ دم سے
تب دل ہوا ہے اتنا خوگر ترے ستم سے
کھلتیں نہ کاش آنکھیں خواب خوش عدم سے
کم یاب ہیں جہاں میں سر دینے والے ہم سے
طاعت کا وقت گزرا مستی میں آپ رز کی
کڑھیں، نہ رویے تو اوقات کیوں کے گزرے
مشہور ہے سماجت میری کہ تیج بری
بات احتیاط سے کر، ضائع نہ کر نفس کو
کیا کیا تعب اٹھائے، کیا کیا عذاب دیکھے
بستی میں ہم نے آ کر آسودگی نہ دیکھی
پامال کر کے ہم کو چھتاؤ گئے بہت تم
دل دو ہو میر صاحب اس بد معاش کو تم
خاطر تو جمع کر لو، ٹک قول سے، قسم سے

﴿1367﴾

- کہ بل دے باندھتے ہیں پیچ پگڑی کے بھی بالوں سے
تسلی کرتے ہیں ناچار شاعر ان مثالوں سے
حقیقت عافیت کی اس گلی کے رہنے والوں سے
جگر ٹکڑے ہوا جاتا ہے آخر شب کے نالوں سے
کہ آئینے کو ربط خاص ہے صاحب جمالوں سے
ملے ہیں ہم بہت گلزار کے نازک نہالوں سے
گکھا نکلے ہے لخت دل مرا تیروں کے بھالوں سے
کہن سالی میں ملتا ہے کوئی بھی خرد سالوں سے
رہا ہونا نہیں امکان ان ترکیب والوں سے
تجھے نسبت جو دیتے ہیں شرار و برق و شعلہ سے
بلا کا شکر کر اے دل کہ اب معلوم ہوتی ہے
نہیں اے ہم نفس اب جی میں طاقت دوری گل کی
نہیں خالی اثر سے تصفیہ دل کا محبت میں
کہاں یہ قامت دل کش، کہاں پاکیزگی ایسی
ہدف اس کا ہوئے مدت ہوئی سینے کو، پر اب تک
ہوا پیرانہ سر عاشق ہو زاہد مضحکہ سب کا
رگ گل کوئی کہتا ہے، کوئی اے میر مو اس کو
کمر اس شوخ کی بندھتی نہیں ان خوش خیالوں سے

﴿1368﴾

- یہی بات ہم چاہتے تھے خدا سے
مرو یا جیو کوئی، اس کی بلا سے
یہ عقدے کھلیں گے کسو کی دعا سے
کہ غافل چلا شیخ لطف ہوا سے
کدورت مجھے ہے نہایت صبا سے
مگر دیدہ تر ہیں لوہو کے پیاسے
تعصب تجھے ہے، عجب ماسوا سے
ہوا درد عشق آہ دونا دوا سے
کہ بیٹھے ہیں یہ قافیے کس ادا سے
گئے جی سے، چھوٹے بتوں کی جفا سے
وہ اپنی ہی خوبی پہ رہتا ہے نازاں
کوئی ہم سے کھلتے ہیں بند اس قبا کے
پشیمان توبہ سے ہوگا عدم میں
نہ رکھی مری خاک بھی اس گلی میں
جگر سوئے مژگاں کھنچا جائے ہے کچھ
اگر چشم ہے تو وہی عین حق ہے
طیب سب عقل ہرگز نہ سمجھا
ٹک اے مدعی چشم انصاف وا کر

نہ شکوہ شکایت ، نہ حرف و حکایت
کہو میر جی آج کیوں ہو خفا سے

1368/10

﴿1369﴾

نکبوں نے تیری چال جو دیکھی ٹھک گئے
اندوہ وصل و ہجر نے عالم کھپا دیا
مطلق اثر نہ اُس کے دلِ نرم میں کیا
افراطِ گریہ سے ہوئیں آبادیاں خراب
دے میکسار، ظرف! جنہیں غم کشی کے تھے
چند اے سپہر چھاتی ہماری جلا کرے
دل ساکنانِ باغ کے تجھ سے امک گئے
ان دو ہی منزلوں میں بہت یار تھک گئے
ہر چند نالہ ہائے حزیں عرش تک گئے
سیلابِ میرے اشک کے اژدر! بھک گئے
پھر کر نگاہ تو نے جو کی دوس ہی چھک گئے
اب داغ کھاتے کھاتے کیجئے تو پک گئے
عشاقِ پر جو دے صفِ مژگاں پھریں تو میر
جوں اشک کتنے چو گئے ، کتنے ٹپک گئے

1369/1

1369/2

1369/3

1369/4

1369/5

1369/6

1369/7

﴿1370﴾

زندگی ہوتی ہے اپنی غم کے مارے دیکھیے
لُختِ دل کب تک الہی چشم سے ٹپکا کریں
ہو چکا روزِ جزا اب اے شہیدانِ وفا
راہِ دُورِ عشق میں اب تو رکھا ہم نے قدم
سینہ مجروح بھی قابلِ ہوا ہے سیر کے
خجر بیداد کو کیا دیکھتے ہو دم بدم
ایک خوں ہو بہہ گیا، دوروتے ہی روتے گئے
شت و شوکا اُس کے پانی جمع ہو کر مہ بنا
رہ گئے سوتے کے سوتے ، کارواں جاتا رہا
ہم تو میر اس رہ کے خوابیدہ ہیں ہمارے دیکھیے

1370/1

1370/2

1370/3

1370/4

1370/5

1370/6

1370/7

1370/8

1370/9

﴿1371﴾

کس طور ہمیں کوئی فریبندہ لبھا لے
سو ظلم اٹھائے تو کبھو دور سے دیکھا
اس شوخ کی سر تیز پلک ہیں کہ وہ کانٹا
عشق ان کو ہے جو یار کو اپنے دم رفتن
وے دن گئے جو ضبط کی طاقت بھی ہمیں بھی
احوال بہت تنگ ہے اے کاشِ محبت
آخر ہیں تری آنکھوں کے ہم دیکھنے والے
ہرگز نہ ہوا یہ کہ ہمیں پاس بلا لے
گڑ جائے اگر آنکھ میں ، سر دل سے نکالے
کرتے نہیں غیرت سے خدا کے بھی حوالے
اب دیدہ خوں بار نہیں جاتے سنبھالے
اب دستِ تلطف کو مرے سر سے اٹھالے

1371/1

1371/2

1371/3

1371/4

1371/5

1371/6

۱۔ نسخہ کالج اور آسی کے یہاں اثر در طبع دوم میں از در جب طبع سوم اور حاشیہ آسی میں از حد ہے لیکن دوسرا لفظ 'بہک' بھی یہاں کار آمد نہیں، قیاسی تصحیح سے کام لے بغیر چارہ نہیں، اس لیے اثر در کے ساتھ 'بھک' درج کیا ہے، وزن کی خاطر مرتبین نے 'بھک' کی بجائے 'بہک' درج کیا ہے۔
۲۔ نسخہ آسی میں 'طرف' یہاں زیادہ کار آمد نہیں۔ طبع دوم، سوم میں 'طرف' بہتر ہے۔

- دعاے قیامت کا مرے خوف اسے کیا 1371/7
 کہتے ہیں حجابِ رخِ دلدار ہے ہستی 1371/8
 اک لطف میں وہ مجھ سے تنک رو کے منالے 1371/9
 دیکھیں گے اگر یوں ہی بھلا جان بھی جالے
 میر اس سے نمل آہ کہ ڈرتے ہیں مبادا
 بے باک ہے وہ شوخ، کہیں مار نہ ڈالے

1372

- برنگِ بوئے گل اس باغ کے ہم آشنا ہوتے 1372/1
 سراپا آرزو ہونے نے بندہ کر دیا ہم کو 1372/2
 فلک اے کاش ہم کو خاک ہی رکھتا کہ اس میں ہم 1372/3
 الہی کیسے ہوتے ہیں جنہیں ہے بندگی خواہش 1372/4
 تُو ہے کس ناچے سے اے دیارِ عشق، کیا جانوں 1372/5
 اب ایسے ہیں کہ صانع کے مزاج اور بہم پہنچے 1372/6
 کہ ہمراہِ صبا تک سیر کرتے، پھر ہوا ہوتے 1372/7
 وگرنہ ہم خدا تھے، گر دل بے مدعا ہوتے
 غبارِ راہ ہوتے یا کسو کی خاکِ پا ہوتے
 ہمیں تو شرم دامن گیر ہوتی ہے خدا ہوتے
 ترے باشندگان ہم کاش سارے بے وفا ہوتے
 جو خاطر خواہ اپنے ہم ہوئے ہوتے تو کیا ہوتے
 کہیں جو کچھ ملامت گر بجا ہے میر کیا جانیں!
 انہیں معلوم تب ہوتا کہ ویسے سے جدا ہوتے

1373

- چمن یار تیرا ہوا خواہ ہے 1373/1
 سراپا میں اُس کے نظر کر کے تم 1373/2
 تری آہ کس سے خبر پائیے 1373/3
 مرے لب پہ رکھ کان، آواز سن 1373/4
 گزر سر سے، تب عشق کی راہ چل 1373/5
 کبھو وادیِ عشق دکھائیے 1373/6
 جہاں سے تو زحمتِ اقامت کو باندھ 1373/7
 نہ شرمندہ کر اپنے منہ سے مجھے 1373/8
 یہ وہ کارواں گاہِ دل کش ہے میر 1373/9
 کہ پھر یاں سے حسرت ہی ہمراہ ہے

1374

- ڈھب ہیں تیرے سے باغ میں گل کے 1374/1
 جائے روغن دیا کرے ہے عشق 1374/2
 دل تسلی نہیں صبا ورنہ 1374/3
 اس حدیقے کے عیش پر مت جا 1374/4
 بو گئی کچھ دماغ میں گل کے
 خونِ بلبل، چراغ میں گل کے
 جلوے سب ہیں گے داغ میں گل کے
 مے نہیں ہے ایانِ میں گل کے

۱۔ سبھی نسنوں میں اس خوبصورت غزل کے مقطع میں 'جانے' درج ہے جس کی مطابقت 'کہیں' سے نہیں، یا تو وہاں 'کہے' کیا جائے یا یہاں 'جا' قاری میر کیا جانے؟ سمجھنے پر مجبور ہوگا۔

سیر کر میر اس چمن کی شتاب
ہے خزاں بھی سراغ میں گل کے

1374/5

﴿1375﴾

عشق میں نے خوف و خطر چاہیے
جان کے دینے کو جگر چاہیے
قابلِ آغوشِ ستم دیدگاں
اشک سا پاکیزہ گھر چاہیے
حال یہ پہنچا ہے کہ اب ضعف سے
اٹھتے پلک ایک پہر چاہیے
کم ہیں شناسائے زہِ داغِ دل
اُس کے پرکھنے کو نظر چاہیے
عشق کے آثار ہیں اے بوالہوس
داغ بہ دل، دست بہ سر چاہیے
شرطِ سلیقہ ہے ہر اک امر میں
عیب بھی کرنے کو ہنر چاہیے
خوفِ قیامت کا یہی ہے کہ میر
ہم کو جیا بارِ دگر چاہیے

1375/1

1375/2

1375/3

1375/4

1375/5

1375/6

1375/7

﴿1376﴾

ہستی اپنی حباب کی سی ہے
یہ نمائشِ سراب کی سی ہے
ناز کی اُس کے لب کی کیا کہیے
پٹھری اک گلاب کی سی ہے
چشمِ دل کھول اُس بھی عالم پر
یاں کی اوقاتِ خواب کی سی ہے
بار بار اُس کے در پہ جاتا ہوں
حالت اب اضطراب کی سی ہے
نقطہٴ خال سے ترا ابرو
بیت اک انتخاب کی سی ہے
میں جو بولا، کہا کہ یہ آواز
اُسی خانہ خراب کی سی ہے
آتشِ غم میں دل بھٹنا شاید
دیر سے یو کباب کی سی ہے
دیکھیے ابر کی طرح اب کے
میری چشمِ پُر آب کی سی ہے
میر اُن نیم باز آنکھوں میں
ساری مستیِ شراب کی سی ہے

1376/1

1376/2

1376/3

1376/4

1376/5

1376/6

1376/7

1376/8

1376/9

﴿1377﴾

شعِ صفت جب کبھو مر جائیں گے
ساتھ لیے داغِ جگر جائیں گے
تند نہ ہو، ہم تو موئے پھرتے ہیں
کیا تری ان باتوں سے ڈر جائیں گے
کھل گئے رخسار اگر یار کے
نمٹس و قمر جی سے اُتر جائیں گے
خالی نہ چھوڑیں گے ہم اپنی جگہ
گر بھی رونا ہے تو بھر جائیں گے
راہِ دمِ تیغ پہ ہو کیوں نہ میر
جی پہ رکھیں گے تو گزر جائیں گے

1377/1

1377/2

1377/3

1377/4

1377/5

﴿1378﴾

اب جو اک حسرتِ جوانی ہے
عمرِ رفتہ کی یہ نشانی ہے

1378/1

عمر اک بار کاروانی ہے	رُشکِ یوسف ہے آہ وقتِ عزیز	1378/2
دل میں کوئی غم نہانی ہے	گریہ ہر وقت کا نہیں بے بیج	1378/3
ہم کو دھوکا یہ تھا کہ پانی ہے	خاک بھی موج زن جہاں میں اور	1378/4
تا چمن ایک پر فشالی ہے	ہم قفس زاد قیدی ہیں ورنہ	1378/5
مر رہیں گے جو زندگی ہے	اُس کی شمشیر تیز سے ہدم	1378/6
سب تمہاری ہی مہربانی ہے	غم و رنج و الم نکویاں لیے	1378/7
یاں ہوئے میر تم برابر خاک		1378/8
والی دہی ناز و سرگرائی ہے		

﴿1379﴾

گلوں میں جن کی خاطر خرقے ڈالے	قیامت ہیں یہ چپاں چائے والے	1379/1
کہ سو آنکھوں میں دل ہو تو چرا لے	وہ کالا چور ہے خالی رخ یار	1379/2
خدا ہی اس مصیبت سے نکالے	نہیں اٹھتا دل محزون کا ماتم	1379/3
کبھو تو پاس ہم کو بھی بلا لے	کہاں تک دور بیٹھے بیٹھے کہیے	1379/4
نہیں آساں کھلانے سانپ کالے	دلا ! بازی نہ کر ان گیسوؤں ت	1379/5
بغل میں دشمن اپنی ہم نے پالے	تپش نے دل جگر کی مار ڈالا	1379/6
ابھی زخم جگر سارے ہیں آلے	نہ مہکے بوئے گل اے کاش یک چند	1379/7
پڑے ہیں اب تو جینے ہی کے لالے	کے قیدِ قفس میں یادِ گل کی	1379/8
ستایا میر غم کش کو کنہوں نے		1379/9
کہ پھر اب عرش تک جاتے ہیں نالے		

﴿1380﴾

بس ہم نہ بُرا مانیں، تو کون برا مانے	اب ظلم ہے اس خاطر تا غیر بھلا مانے	1380/1
دل کی تو سمجھ لیجے گر چشم کہا مانے	سرمایہ صد آفت دیدار کی خواہش ہے	1380/2
کیا کیا نہ لکھیں ہم تو جو یار لکھا مانے	مسدود ہی اے قاصد بہتر ہے رہ نامہ	1380/3
پر وہ تو سخن رس ہے اس بات کو کیا مانے	ٹک حالِ شکستہ کے سننے ہی میں سب کچھ ہے	1380/4
بے طاقتی دل نے سائل بھی کیا ہم کو		1380/5
پر میر فقیروں کی یاں کون صدا مانے		

﴿1381﴾

ایسے دیرانے کے اب بسنے کو مدت چاہیے	دل کے معمورے کی مت کر فکر، فرصت چاہیے	1381/1
اس طرح کے خرچ تلے لا حاصل کو دولت چاہیے	عشق و مے خواری نیچے ہے کوئی درویشی کے بیچ	1381/2

لے نسخہ آ سی میں سے غلط جب کہ نسخہ کالج اور طبع دوم، سوم میں نے درست ہے۔

تمام نسخوں میں 'مانے' ہے جب کہ یہاں ضرورت 'مانیں' کی ہے، نسخہ کالج کے حاشیے ن کی سندت درج متن کیا ہے۔

شعر شورا انگیز جلد چہارم ص ۲۸۷، خرچ لا حاصل درج ہے، آ سی اور مجلس کے نسخوں میں 'خرچ' ہے، عام فہم ہونے کے نوے سے یہی بہتر

- 1381/3 عاقبت فرہاد مر کر کام اپنا کر گیا
1381/4 ہو طرف مجھ پہلوں شاعر کا کب عاجز سخن
1381/5 عشق میں وصل و جدائی سے نہیں کچھ گفتگو
1381/6 نازکی کو عشق میں کیا دخل ہے اے بوالہوس
1381/7 تنگ مت ہو ابتدائے عاشقی میں اس قدر
خیریت ہے میر صاحب، دل سلامت چاہیے

﴿1382﴾

- 1382/1 بے یار شہر دل کا ویران ہو رہا ہے
1382/2 اس منزلِ جہاں کے باشندے رفتی ہیں
1382/3 اچھا لگا ہے شاید آنکھوں میں یار اپنی
1382/4 گل دیکھ کر چمن میں تجھ کو کھلا ہی چاہیے
1382/5 حالِ زبون اپنا پوشیدہ کچھ نہ تھا تو
1382/6 ظالم ادھر کی سدھ لے جوں شمع صبح گاہی
1382/7 قرباں گہِ محبت وہ جا ہے جس میں ہر سو
1382/8 ہر شب گلی میں اُس کی روتے تو رہتے ہو تم
اک روز میر صاحب طوفان ہو رہا ہے

﴿1383﴾

- 1383/1 تیری گلی سے جب ہم عزم سفر کریں گے
1383/2 آزرده خاطر وں سے کیا فائدہ سخن کا
1383/3 عذرِ گناہِ خواہاں بدتر گنہ سے ہوگا
1383/4 سر جائے گا لیکن آنکھیں ادھر ہی ہوں گی
1383/5 اپنی خبر بھی ہم کو اب دیر پہنچتی ہے
1383/6 گردل کی تاب و طاقت یہ ہے تو ہم نشیں ہم
1383/7 یہ ظلم بے نہایت دیکھو تو خوب رویاں
1383/8 اپنے ہی جی میں آخر انصاف کر کہ کب تک
1383/9 صنّاعِ طرفہ ہیں ہم عالم میں ریتختے کے
جو میر جی لگے گا تو سب ہنر کریں گے

﴿1384﴾

- 1384/1 آنکھیں لڑا لڑا کر کب تک لگا رکھیں گے
1384/2 فکرِ دہن میں اُس کی کچھ بن نہ آئی آخر
اس پردے ہی میں خواہاں ہم کو سلا رکھیں گے
اب یہ خیال ہم بھی دل سے اٹھا رکھیں گے

! نسخہ آسی ص ۱۶۱ پر روتے رہے جو ہم تو درج ہے، تاہم نسخہ مجلس میں درج متن بہتر ہونے کی بنا پر برقرار رکھا گیا ہے۔

چھاتی کے زخم میرے مدت مزا رکھیں گے	مشتِ نمک کو میں نے بے کار کم رکھا ہے	1384/3
اب زہر پاس اپنے ہم بھی منگا رکھیں گے	سبز ان شہر اکثر درپے ہیں آبرو کے	1384/4
پاسِ آشائے منظور کیا رکھیں گے	آنکھوں میں دلبروں کی مطلق نہیں مروت	1384/5
دیکھیں تو جورِ خواہاں کب تک روا رکھیں گے	جیتے ہیں جب تلک ہم آنکھیں بھی لڑتیاں ہیں	1384/6
شب ہائے ماہِ چندے بچھ کو چھپا رکھیں گے	اب چاند بھی لگا ہے تیرے سے جلوے کرنے	1384/7
ان آنکھوں سے دل ہم کیونکر بچا رکھیں گے	مرزگان و چشم و ابرو سب ہیں ستم کے مائل	1384/8
دیوانِ میر صاحب ہر یک کی ہے بغل میں		1384/9
دو چار شعر اُن کے ہم بھی لکھا رکھیں گے		

﴿1385﴾

پھر عمر چاہیے گی اُس کو بحال آتے	تجھ سے دُچار ہوگا جو کوئی راہ جاتے	1385/1
تو ہم ستم رسیدہ کا ہے کو جینے پاتے	گردل کی بے قراری ہوتی یہی جواب ہے	1385/2
اب سعی چاہیے ہے بالیں سے سر اٹھاتے	وے دن گئے کہ اٹھ کر جاتے تھے اُس گلی میں	1385/3
پر زیرِ تیغ اُس کی ہم ٹک تو سر ہلاتے	کب تھی ہمیں تمنا اے ضعف یہ کہ تڑپیں	1385/4
کا ہے کو خاک میں ہم اپنے تئیں ملاتے	گر جانتے کہ یوں ہی برباد جائیں گے تو	1385/5
تھم جاتے ہیں کچھ آنسو راتوں کو آتے آتے	شاید کہ خون دل کا پہنچا ہے وقتِ آخر	1385/6
حالِ خرابِ مجلسِ ہم شیخ کو دکھاتے	اس سمت کو پلٹتی تیری نگہ تو ساقی	1385/7
اے کاش جان دیتے، ہم بھی نہ دل لگاتے	جی دینا دل دی سے بہتر تھا صد مراتب	1385/8
شب کو تہ اور قصہ ان کا دراز، ورنہ		1385/9
احوالِ میر صاحب ہم تجھ کو سب سناتے		

﴿1386﴾

نہ نکلا کبھو عہدِ مور سے	ہوں عاجز کہ جسم اس قدر زور سے	1386/1
کہ فریاد میں ہے جس شور سے	بہت دور کوئی رہا ہے مگر	1386/2
قسم ہے تجھے، ٹک برس زور سے	مری خاکِ تفتہ پہ اے ابر تر	1386/3
دھواں سا اٹھا کچھ لبِ گور سے	ترے دل جلے کو رکھا جس گھڑی	1386/4
ہوا اس گلی میں بتر چور سے	نہ پوچھو کہ بے اعتباری سے میں	1386/5
جو ہو میر بھی اُس گلی میں صبا		1386/6
بہت پوچھو تو مری اور سے		

﴿1387﴾

یاں سلیمان کے مقابل مور ہے	مت ہو مغرور اے کہ تجھ میں زور ہے	1387/1
چشمِ شیر اپنا چراغِ گور ہے	مر گئے پر بھی ہے صولتِ فقر کی	1387/2

۱۔ نسخہ آسی میں مصرع یوں ہے ہو عاجز کہ جسم اس قدر زور سے، مجلس کے نسخے کے مطابق متن ہے۔

- 1387/3 جب سے کاغذ باد کا ہے شوق اُسے ایک عالم اُس کے اوپر ڈور ہے
1387/4 رہنمائی شیخ سے مت چشم رکھ دائے وہ جس کا عصا کش کور ہے
1387/5 لے ہی جاتی ہے زر گل کو اڑا صبح کی بھی باد ، بادی چور ہے
1387/6 دل کھنچے جاتے ہیں سارے اُس طرف کیوں کے کہیے حق ہماری اور ہے
1387/7 تھا بلا ہنگامہ آرا تیر بھی
اب تلک گلیوں میں اُس کا شور ہے

﴿1388﴾

- 1388/1 غیر سے اب یار ہوا چاہیے بلتچی ناچار ہوا چاہیے
1388/2 جس کے تئیں ڈھونڈوں ہوں وہ ب میں ہے کس کا طلب گار ہوا چاہیے
1388/3 تاکہ وہ ٹک آن کے پوچھے کبھو اس لیے بیمار ہوا چاہیے
1388/4 زلف کسی کی ہو کہ ہو خال و خط دل کو گرفتار ہوا چاہیے
1388/5 تیغ بلند اُس کی ہوئی بواہوس مرنے کو تیار ہوا چاہیے
1388/6 مصطبہ بے خودی ہے یہ جہاں جلد خبردار ہوا چاہیے
1388/7 مول ہے بازار کا ہستی کے یہ دل کا خریدار ہوا چاہیے
1388/8 کچھ نہیں خورشید صفت سرکشی سایہ دیوار ہوا چاہیے
1388/9 کر نہ تعلق کہ یہ منزل نہیں آہ سبک بار ہوا چاہیے
1388/10 گو سفری اب نہیں ظاہر میں تیر
عاقبت کار ہوا چاہیے

﴿1389﴾

- 1389/1 یاں سرکشاں جو صاحب تاج و لوا ہوئے پامال ہو گئے تو نہ جانا کہ کیا ہوئے
1389/2 دیکھی نہ ایک چشمک گل بھی چمن میں آہ ہم آثر بہار قفس سے رہا ہوئے
1389/3 پچھتاؤ گے بہت جو گئے ہم جہان سے آدم کی قدر ہوتی ہے ظاہر ، جدا ہوئے
1389/4 تجھ دن دماغ صحبت اہل چمن نہ تھا گل وا ہوئے ہزار ولے ہم نہ وا ہوئے
1389/5 سروے کے تیر ہم نے فراغت کی عشق میں
ذمے ہمارے بوجھ تھا ، بارے ادا ہوئے

﴿1390﴾

(قبل از 1752ء)

- 1390/1 اس اسیری کے نہ کوئی اے صبا پالے پڑے اک نظر گل دیکھنے کے بھی ہمیں لالے پڑے
1390/2 حسن کو بھی عشق نے آخر کیا حلقہ بگوش رفتہ رفتہ دلبروں کے کان میں بالے پڑے

۱۔ نسخہ آسی و مجلس میں ڈھونڈیں ہیں درج ہوا ہے، ہم نے متن میں نسخہ کالج اور طبع دوم و سوم نول کشور کا اتباع کیا ہے جس کے بارے میں مرتب نسخہ مجلس لکھتے ہیں کہ صحیح ہے لیکن متن برطانیہ آسی ہی رکھتے ہیں۔

۲۔ نسخہ آسی کے حاشیے میں 'کا' جب کہ متن میں 'کے' درج ہے، مصرع کی ضرورت 'کا' ہے اس لیے اسی کو درج کیا ہے۔

- 1390/3 مت نگاہ مست کو تکلیف کر ساقی زیاد
کیوں کے طے ہو دشتِ شوق آخر کو مانندِ سرشک
1390/4 جوش مارا اشکِ خونیں نے مرے دل سے زبس
1390/5 ہیں بعینہ ویسے جوں پر دا کرے ہے عنکبوت
1390/6 گرم جوشی سے مرے گریے کی، شب آنکھوں کی راہ
1390/7 گوشہ دامن میں میر آتش کے پرکالے پڑے

﴿1391﴾

- 1391/1 رنج کھینچے تھے، داغ کھائے تھے
1391/2 پاسِ ناموسِ عشق تھا، ورنہ
1391/3 وہی سمجھا نہ، ورنہ ہم نے تو
1391/4 اب جہاں آفتاب میں ہم ہیں
1391/5 کچھ نہ سمجھے کہ تجھ سے یاروں نے
1391/6 فرصتِ زندگی سے مت پوچھو
1391/7 دل نے صدے بڑے اٹھائے تھے
کتنے آنسو پلک تک آئے تھے
زخم چھاتی کے سب دکھائے تھے
یاں کبھو سرو و گل کے سائے تھے
کس توقع پہ دل لگائے تھے
سانس بھی ہم نہ لینے پائے تھے
میر صاحب زلا گئے سب کو
کل وے تشریف یاں بھی لائے تھے

﴿1392﴾

- 1392/1 گرے بحرِ بلا مژگانِ تر سے
1392/2 ہمیں غش آ گیا تھا وہ بدن دیکھ
1392/3 لیا دل اُس خطِ زو نے میرا
1392/4 کہاں ہیں آدمی عالم میں پیدا
1392/5 تفنگ اس کی چلی آواز پر لیک
گئی ہے میر گولی کان پر سے
نگاہیں اٹھ گئیں طوفان پر سے
بڑی بکول ملی ہے جان پر سے
اٹھالوں میں اُسے قرآن پر سے
خدائی صدقے کی انسان پر سے

﴿1393﴾

- 1393/1 خوب ہی اے ابر، اک شب آؤ، باہم رویے
1393/2 وقت خوش دیکھا نہ اک دم سے زیادہ دہر میں
1393/3 شادی و غم میں جہاں کی ایک سے دس کا ہے فرق
1393/4 دیکھا ماتم خانہ عالم کو ہم مانندِ ابر
1393/5 ہو جدا فردوس سے، یعنی گلی سے یار کی
1393/6 اب سے یوں کر یہ مقرر، اٹھیے جب کہسار سے
1393/7 عشق میں تقریب گریہ گواہ نہیں درکار میر
ایک مدت صبر ہی کا رکھیے ماتم رویے
پر نہ اتنا بھی کہ ڈوبے شہر، کم کم رویے
خندہ صبح چمن پر مثلِ شبنم رویے
عید کے دن بیسے تو دس دن محرم رویے
ہر جگہ پر جی میں یوں آیا دامد رویے
مدتوں تک کیجیے غم، مثلِ آدم رویے
واہی مجنوں پہ بھی اے ابر اک دم رویے

۱۔ نول کشور دوم، سوم اور آسی و عبادت کے یہاں کو درج ہے صرف نسخہ کالج میں 'گو' ہے جو بہتر ہے۔

﴿1394﴾

- نیا نہیں سپہر ، تجھے اشتباہ ہے 1394/1
ابر و بہار و بادہ لکھنوں میں ہے اتفاق 1394/2
سرے سے ایسی آنکھیں تمہاری نہیں لگیں 1394/3
کس کس طرح سے ہاتھ نچاتا ہے وعظ میں 1394/4
دود جگر سے میرے یہ چھت سب سیاہ ہے
ساتی جو تو بھی مل چلے تو واہ واہ ہے
احوال پر ہمارے تمہیں کب نگاہ ہے
دیکھا جو شیخ شہر عجب دست گاہ ہے
ہے روئے عجز میر تری خاک راہ پر 1394/5
یعنی کہ کام اس کا کچھ اب رو براہ ہے

﴿1395﴾

- نہیں وہ قید الفت میں ، گرفتاری کو کیا جانے 1395/1
وہ ہے اک مندرس نالہ مبارک مرغ گلشن کو 1395/2
ستم ہے تیری خوئے شمشکیں پر تک بھی دل جوئی 1395/3
گلہ اپنی جفا کا سن کے مت آزرده ہو ظالم 1395/4
ترا ابرام اُس کی سادگی پر میر میں مانا 1395/5
تکلف برطرف ، بے مہر ہے ، یاری کو کیا جانے
وہ اس ترکیب نو کی نالہ و زاری کو کیا جانے
دل آزاری کی باتیں کر، تو دلداری کو کیا جانے
نہیں تہمت ہے تجھ پر، تو جفا کاری کو کیا جانے
بھلا ایسا جو ناداں ہو، وہ عیاری کو کیا جانے

﴿1396﴾

- جوش دل آئے بہم دیدہ گریان ہوئے 1396/1
کیا چھپیں شہر محبت میں ترے خانہ خراب 1396/2
کس نے لی رخصت پرواز پس از مرگ نسیم 1396/3
سبزہ و لالہ و گل ، ابر و ہوا ہے ، مے دے 1396/4
دعویٰ خوش دہنی گرچہ اُسے تھا ، لیکن 1396/5
جامِ خوں دین نہیں ملتا ہے ہمیں صبح کو آب 1396/6
کتنے اک اشک ہوئے جمع کہ طوفان ہوئے
گھر کے گھران کے ہیں اس بستی میں ویران ہوئے
مشت پر باغ میں آتے ہی پریشان ہوئے
ساتی ہم توبہ کے کرنے سے پشیمان ہوئے
دیکھ کر منہ کو ترے ، گل کے تیس کان ہوئے
جب سے اس چرخ سیہ کا سہ کے مہمان ہوئے
اپنے جی ہی نے نہ چاہا کہ ہیں آبِ حیات
یوں تو ہم میر اسی چشمے پہ بے جان ہوئے 1396/7

﴿1397﴾

- یا رب کوئی ہو ، عشق کا بیمار نہ ہووے 1397/1
زنداں میں پھنسے ، طوق پڑے ، قید میں مرجائے 1397/2
اس واسطے کانپوں ہوں کہ ہے آہ نپٹ سرد 1397/3
صد نالہ جاں کاہ ہیں وابستہ چین سے 1397/4
پڑمردہ بہت ہے گل و گلزار ہمارا 1397/5
مر جائے ، ولے اُس کو یہ آزار نہ ہووے
پر دامِ محبت میں گرفتار نہ ہووے
یہ بادِ کلیجے کے کہیں پار نہ ہووے
کوئی بال شکستہ پس دیوار نہ ہووے
شرمندہ یک گوشہ دستار نہ ہووے

۱۔ 'ابر و بہار و بادہ' نسخہ آسی میں جب کہ نول کشور دوم، سوم اور نسخہ کالج میں ابر و بہار و بادہ ہے۔

مانگے ہے دعا خلق، تجھے دیکھ کے ظالم
ہوں دوست جو کہتا ہوں سن اے جان کے دشمن (قطعہ)
خوباں برے ہوتے ہیں، اگرچہ ہیں نکو رو
باندھے نہ پھرے خون پر اپنی تو کمر کو
چلتا ہے رہ عشق ہی اس پر بھی چلے تو
صحرائے محبت ہے، قدم دیکھ کے رکھ میر
یہ سیر سر کوچہ و بازار نہ ہووے

1397/6

1397/7-11

﴿1398﴾

برقع کو اٹھا چہرے سے وہ بت اگر آوے
اے ناقہ لیلیٰ دو قدم راہ غلط کر
تک بعد مرے، میرے طرف داروں کئے تو
کبا ظرف ہے گردون تک حوصلہ کا جو
ناممکن نہیں آرام دے بے تاب جگر کی
مت ممکن باغ ہو اے غیرت گلزار
کھلنے میں ترے منہ کے کلی پھاڑے گریباں
ہم آپ سے جاتے رہے ہیں ذوق خبر میں
کہتے ہیں ترے کوچے سے تیر آنے کہے ہے
تے ہے جی میں غزل در غزل اے طبع یہ کہیے
شاید کہ نظیری کے بھی عہدے سے بر آوے

1398/1

1398/2

1398/3

1398/4

1398/5

1398/6

1398/7

1398/8

1398/9

1398/10

﴿1399﴾

جب نام ترا لیجیے تب چشم بھر آوے
تلوار کا بھی مارا خدا رکھے ہے ظالم
مے خانہ وہ منظر ہے کہ ہر صبح جہاں شیخ
کیا جانیں وہ مرغان گرفتار جن کو
تو صبح قدم رنجہ کرے تک تو ہے ورنہ
ہر سو سر تسلیم رکھے صید حرم میں
دیواروں سے سرمارتے پھرنے کا گیا وقت

1399/1

1399/2

1399/3

1399/4

1399/5

1399/6

1399/7

۱۔ نسخہ آسی اور مجلس نے شعر ۵ سے قبل قطعہ درج کیا ہے جب کہ یہ اشعار قطعہ بند نہیں ہیں، سب الگ الگ مضمون کے حامل اشعار ہیں۔

۲۔ نسخہ آسی میں 'کھلتے' ہے جب کہ نول کشور دوم، سوم اور نسخہ کالج میں 'کھلتے' ہے جو بہتر بھی ہے۔

۳۔ نسخہ آسی میں اس غزل کے آخری شعر کو دوسری غزل کا مطلع قرار دے کر درج کیا۔ چونکہ اس سے پہلے والے شعر میں تخلص استعمال ہوا (غلط طور پر) آسی صاحب نے اسے آخری شعر تصور کر لیا ہے۔

۴۔ مصرع ثانی کا متن نسخہ کالج اور نول کشور دوم، سوم کے مطابق ہے ورنہ نسخہ آسی میں 'اب تو ہی مگر اب کبھو اس اور در آوے' ہے۔

- 1399/8 واعظ نہیں کیفیتِ مے خانہ سے آگاہ
1399/9 صنّاع ہیں سب خوار، ازاں جملہ ہوں میں بھی
1399/10 اے وہ کہ تُو بیٹھا ہے سرِ راہ پہ زہار (قطعہ) کہیو جو کبھو میر بلا کش ادھر آوے
1399/11 مت دشتِ محبت میں قدم رکھ کہ خضر کو
ہر گام پہ اس رہ میں سفر سے حذر آوے

﴿1400﴾

- 1400/1 گلوائے پتھر اور برا بھی کہا کیے
1400/2 کھینچا تھا آہِ شعلہ فشاں نے جگر سے سر
1400/3 غنچے نے ساری طرز ہماری ہی، اخذ کی
1400/4 تدبیر عشق میں بھی نہ کرتے قصور، یار
1400/5 جوں نے، نہ تیرے کشتے کے لب سے رہی نفاں
1400/6 کیا حرف دل نشیں ہو مرا، جیسے خطِ مدام
1400/7 پھر شام آشنا نہ کبھو نکلے گلِ رُخاں
1400/8 بے عیب ذات ہے گی خدا ہی کی اے بُناں
1400/9 اب خاک سی اڑے ہے منہ اوپر و گر نہ میر
اس چشمِ گریہ ناک سے دریا بہا کیے

﴿1401﴾

- 1401/1 کروں جو آہِ زمین و زمان جل جاوے
1401/2 دی آگ دل کو محبت نے جب سے جلتا ہوں
1401/3 دوا پذیر نہیں اے طیبِ تپِ غم کی
1401/4 نہ آوے سوزِ جگر منہ پہ شمع ساں اے کاش
1401/5 ہمارے نالے بھی آتش ہی کے ہیں پرکالے
1401/6 ہزار حیف کہ دل خار و خس سے باندھے کوئی
1401/7 متارِ سینہ سب آتش ہے، فائدہ کس کا
1401/8 نہ پوچھ کچھ لبِ ترسانچے کی کیفیت
1401/9 نہ بول میر سے مظلومِ عشق ہے وہ غریب
مبادا آہ کرے، سب جہان جل جاوے

۱۔ نسخہ آسی میں دھڑ کی جگہ ہر غلط ہے۔ نسخہ کالج اور نول کشور دوم، سوم میں متن دھڑ ہے جو بہتر بھی ہے۔
۲۔ نسخہ آسی ص ۱۶ پر دکان کی جگہ۔۔۔ ن درج ہوا ہے اور یہی درست بھی ہے کہ ایک تو دکان کا قافیہ شعرے میں بندھ چکا ہے دوسرے یہاں یہ لفظ زیادہ کارآمد نہیں، تاہم تقاضائے شائستگی کے سبب نول کشور دوم، سوم کے متن کے مطابق دکان ہی درج کیا جاتا ہے۔

﴿1402﴾

- 1402/1 گز اِرخوش نگاہاں جس میں ہے، میر ایاباں ہے
1402/2 کرے ہے خندہ دندان نما تو، میں بھی روؤں گا
1402/3 چمن پر نوحہ و زاری سے کس گل کا یہ ماتم ہے
1402/4 ہراک مژگاں پہ میرے اشک کے قطرے ٹھکتے ہیں
1402/5 کیا تھا جا بجا رنگیں لہو تجھ ہجر میں رو کر
گریباں میر کا دیکھا مگر گل چیں کا داماں ہے

﴿1403﴾

- 1403/1 اپنا شعار پوچھو تو مہرباں وفا ہے
1403/2 بالیں پہ میری آ کر تک دیکھ شوق دیدار
1403/3 بے اُس کے رک کے مرتے گرمی عشق میں تو
1403/4 شکوہ ہے رونے کا یہ بے گائی سے تیری
1403/5 مت کر زمین دل میں ختم امید ضائع
1403/6 شرمندہ ہوتے ہیں گے خورشید و ماہ دونوں
1403/7 اے شمع بزم عاشق روشن ہے یہ کہ تجھ دن
1403/8 جیتے ہی جی تلک ہیں سارے علاقے سو تو
1403/9 صد سحر و یک رقیمہ خط میر جی کا دیکھا
1403/10 قاصد نہیں چلا ہے، جادو مگر چلا ہے

﴿1404﴾

- 1404/1 حرم کو جائے یا دیر میں بسر کرے
1404/2 کٹے ہے دیکھیے یوں عمر کب تلک اپنی
1404/3 وہ مست ناز تو مچلا ہے کیا جتائے حال
1404/4 ہوا ہے دن تو جدائی کا سوتلب سے شام
1404/5 جہاں کا دید بجز ماتم نظارہ نہیں
1404/6 جیوں سے جاتے ہیں ناچار آہ کیا کیا لوگ
1404/7 ستم اٹھانے کی طاقت نہیں ہے اب اُس کو
جو دل میں آوے تو تک رحم میر پر کرے

﴿1405﴾

(قبل از 1752ء)

- 1405/1 مشہور چمن میں تری گل پیڑنی ہے
1405/2 عریانی آشفہ کہاں جائے پس از مرگ
قرباں ترے ہر عضو پہ نازک بدنی ہے
کشتہ ہے ترا اور یہی بے کفنی ہے

- سمجھے ہے نہ پروانہ، نہ تھامے ہے زباں شمع 1405/3
 لیتا ہی نکلتا ہے مرا لختِ جگر اشک 1405/4
 بلبل کی کفِ خاک بھی اب ہوگی پریشاں 1405/5
 کچھ تو ابھراے صورتِ شیریں کہ دکھاؤں 1405/6
 ہوں گرم سفر شامِ غرباں سے خوشی ہوں 1405/7
 ہر چند گدا ہوں میں ترے عشق میں لیکن (قطعہ) 1405/8-9
 ہر اشک مرا ہے دُرِ شہوار سے بہتر
 ہر لختِ جگر رشکِ عقیقِ یمنی ہے
 پکڑی ہے پنٹ میر تپش اور جگر نے
 شاید کہ مرے جی ہی پر اب آن بنی ہے

﴿1406﴾

- اب کر کے فراموش تو ناشاد کرو گے 1406/1
 زہار اگر خستہ دلاں بے ستوں جاؤ 1406/2
 غیروں پہ اگر کھینچو گے شمشیر تو خوباں 1406/3
 جاگہ نہیں یا رویے جس پر نہ کھڑے ہو (قطعہ) 1406/4-5
 اس دشت میں اے راہ رواں ہر قدم اوپر
 گر دیکھو گے تم طرزِ کلام اُس کی نظر کر
 اے اہلِ سخن میر کو استاد کرو گے 1406/6

﴿1407﴾

- خوش سر انجام تھے وے جلد جو ہشیار ہوئے 1407/1
 جنسِ دل، دونوں جہاں جس کی بہا بھی اُس کا 1407/2
 عشق وہ ہے کہ جو تھے خلوتی منزلِ قدس 1407/3
 سیرِ گلزارِ مبارک ہو طبّا کو، ہم تو 1407/4
 اُس ستم گار کے کوچے کے ہواداروں میں 1407/5
 وعدہٴ حشر تو موہوم نہ سمجھے ہم آہ 1407/6
 ہم تو اے ہم نفساں دیرِ خبردار ہوئے
 یک نگہ مول ہوا، تم نہ خریدار ہوئے
 وے بھی رسوائے سرِ کوچہ و بازار ہوئے
 ایک پرواز نہ کی تھی کہ گرفتار ہوئے
 نامِ فردوس کا ہم لے کے گنہگار ہوئے
 کس توقع یہ ترے طالبِ دیدار ہوئے
 میر صاحب سے خدا جانے ہوئی کیا تقصیر 1407/7
 جس سے اس ظلمِ نمایاں کے سزاوار ہوئے

﴿1408﴾

- ترا اے ناتوانی جو کوئی عالم میں رسوا ہے 1408/1
 نیازِ ناتواں کیا نازِ سرو قد سے بر آوے 1408/2
 ابھی اک عمر رونا ہے نہ کھوؤ اشکِ آنکھو تم! 1408/3
 کیا اے سایہٴ دیوار تو نے مجھ سے رُو پنہاں 1408/4
 توانائی کا منہ دیکھا نہیں اُن نے کہ کیسا ہے
 مثلِ مشہور ہے یہ تو کہ دستِ زور بالا ہے
 کرو کچھ سوچتا اپنا تو بہتر ہے کہ دنیا ہے
 مرے اب دھوپ میں جلنے ہی کا آثار پیدا ہے

- بھلے کو اپنے سب دوڑے ہیں یہ اپنا برا چاہے 1408/5
 رہو تنگ دور ہی پھرنے دو کو چوں میں مجھے لڑکو 1408/6
 چلن اس دل کا تم دیکھو تو دنیا سے نرالا ہے
 کرو گے تنگ اگر لے تم اور، تو نزدیک صحرا ہے 1408/7
 گلہ سن تپش کا کل کا مجھ سے یوں لگا کہنے
 تو اپنی فصد کر جلدی کہ تجھ کو میر سودا ہے

﴿1409﴾

- گزار ابراب بھی جب کبھو ایدھر کو ہوتا ہے 1409/1
 ہوا مذکور نام اُس کا کہ آنسو بہہ چلے منہ پر 1409/2
 بجا ہے سینہ کو بی سنگ سے، دل خون ہوتے ہیں 1409/3
 نہ کی نشوونما کامل، نہ کام اپنا کیا حاصل 1409/4
 ہلانا ابروؤں کا، لے ہے زیر تیغ عاشق کو 1409/5
 کہاں اے رشک آب زندگی ہے تو کہ یاں تجھ بن 1409/6
 لگا مُردے کو میرے دیکھ کر وہ نا سمجھ کہنے 1409/7
 پریشاں گرد سا گاہے جوں جاتا ہے صحرا میں 1409/8
 نہ رکھو کان نظم شاعران حال پر اتنے 1409/9
 چلو تنگ میر کو سننے کہ مولیٰ سے پروتا ہے

﴿1410﴾

- ہم تو اس کے ظلم سے ہمد چلے 1410/1
 ٹوٹے جوں لالہ ستاں سے ایک پھول 1410/2
 جبش ابرو تو واں رہتی نہیں 1410/3
 نم جگر کے آیا آخر ہو گئے 1410/4
 دیکھیے بخت زبوں کیا کیا دکھائے 1410/5
 بھاگنے پر بیٹھے تھے گویا غزال 1410/6
 رہ سکے ہے ٹو، تو رہ یاں، ہم چلے
 ہم لے یاں سے داغ اک عالم چلے
 کب تلک تلوار یاں ہر دم چلے
 اشکِ خونی کچھ مژہ پر جم چلے
 تم تو خوباں ہم سے ہو برہم چلے
 تیری آنکھیں دیکھتے ہی رم چلے
 مجھ سے ناشائستہ کیا دیکھا کہ میر
 آتے آتے کچھ جو آنسو تھم چلے

﴿1411﴾

- غیر نے ہم کو ذبح کیا، نے طاقت ہے، نے یارا ہے 1411/1
 باغ کو تجھ بن اپنے بھائیں آتش دی ہے بہاراں نے 1411/2
 جب تجھ بن لگتا ہے تڑپنے، جائے ہے نکلا ہاتھوں سے 1411/3
 اُس کتے نے کر کے دلیری صید حرم کو مارا ہے
 ہر غنچہ انگور ہے ہم کو، ہر گل ایک انگارا ہے
 ہے جو گرہ سینے میں، اُس کو دل کہیے یا پارا ہے

۱۔ مصرع اول میں مجھے کے بعد مصرع ثانی میں اُسے نہایت بے محل ہے جب کہ بھی نسخوں میں یہی درج ہوا، لہذا حاشیہ نسخہ آسی کے بموجب
 'اگر سے بدلا جا رہا ہے۔
 ۲۔ تمام نسخوں میں گہدہ درج ہے جس کا یہاں محل نہیں نسخہ آسی کے حاشیے کے مطابق 'کو' شامل متن کیا جاتا ہے۔

- 1411/4 راہِ حدیث جو نکل بھی نکلی کون سکھاوے ہم کو پھر
1411/5 کام اُس کا ہے خون افشانی ہر دم تیری فرقت میں
1411/6 بال کھلے وہ شب کو شاید بسترِ ناز پہ سوتا تھا
1411/7 کس دن دامن کھینچ کے اُن نے یار سے اپنا کام لیا
مدت گزری دیکھتے ہم کو، میر بھی اک ناکارا ہے

﴿1412﴾

- 1412/1 بندِ قبا کو خواباں جس وقت دا کریں گے
1412/2 رونا یہی ہے مجھ کو تیری جفا سے ہر دم
1412/3 ہے دین سر کا دینا گردن پہ اپنی خواباں
1412/4 درویش ہیں ہم آخر دو اک لنگہ کی رخصت
1412/5 آخر تو روزے آئے دو چار روزہ ہم بھی
1412/6 عالم مرے ہے تجھ پر، آئی اگر قیامت
1412/7 دامنِ دشت سوکھا ابرو کی بے تہی سے
1412/8 لائی تری گلی تک آوارگی ہماری
1412/9 احوالِ میر کیونکر آخر ہو ایک شب میں
اک عمر ہم یہ قصہ تم سے کہا کریں گے

﴿1413﴾

- 1413/1 ہم ہوئے، تم ہوئے کہ میر ہوئے
1413/2 جن کی خاطر کی استخاواں شکنی
1413/3 نہیں آتے کسو کی آنکھوں میں
1413/4 آگے یہ بے ادائیاں کب تھیں
1413/5 اپنے روتے ہی روتے صحرا کے
1413/6-8 ایسی ہستی عدم میں داخل ہے (قطع) نے جواں ہم، نہ طفلِ شیر ہوئے
ایک دم تھی نمودِ بود اپنی
یعنی مانندِ صبح دنیا میں
1413/9 مت مل اہلِ دول کے لڑکوں سے
میر جی ان سے مل فقیر ہوئے

﴿1414﴾

- 1414/1 توجہ تیری اے حیرت مری آنکھوں پہ کیا کم ہے
جو میں ہر یک مژدہ دیکھوں کہ یہ تر ہے کہ یہ نم ہے

۱۔ نسخہ مجلس میں ایک جگہ بغیر اختلاف از آ سی درج ہے جب کہ آ سی کے یہاں 'اک' ہے۔
۲۔ آ سی کے نسخے میں 'اے' کی بجائے 'ہے' درست نہیں، نسخہ کالج اور طبع دوم میں 'اے' موجود ہے۔

- 1414/2 کرے ہے مو پریشاں غم، وفا! تو تعزیت! تُو لے
 1414/3 دو رنگی دہر کی پیدا ہے، یاں سے دل اٹھا اپنا
 1414/4 کہیں آشفٹ گاہ سے میر مقصد ہووے ہے حاصل
 جو زلفیں اُس کی درہم ہیں، مرا بھی کام برہم ہے

﴿1415﴾

- 1415/1 جب کہ پہلو سے یار اٹھتا ہے
 1415/2 اب تلک بھی مزارِ مجنوں سے
 1415/3 ہے گبولا غبار کس کا میر
 کہ جو ہو بے قرار اٹھتا ہے

﴿1416﴾

- 1416/1 کیا مرے سرو رواں کا کوئی ماںل ایک ہے
 1416/2 راہ سب کو ہے خدا سے جان اگر پہنچا ہے تو
 1416/3 اُس مرے بت نے سبھوں کو حق سے توڑ اپنا کیا
 1416/4 کیا عرب میں، کیا عجم میں ایک لیلیٰ کا ہے شور
 1416/5 ایک سے ہے خرمن غم، دانہ اشک ایک ہے
 1416/6 اُس شکارِ افکن کے کوچے سے نہیں جاتا ہے ظلم
 1416/7 چشم و ابرو، ناز و خوبی، زلف و کاکل، خال و خط
 1416/8 کام کچھ دنیا کے آسانی میں ہو تو میر کر
 مردن دشوار بھی درپیش منزل ایک ہے

﴿1417﴾

- 1417/1 جب تک کڑی اٹھائی گئی، ہم کڑے رہے
 1417/2 اب کیا کریں نہ صبر ہے دل کو نہ جی میں تاب
 1417/3 وہ گل کو خوب کہتی تھی، میں اس کے روتیں
 1417/4 فرہاد و قیس ساتھ کے سب، کب کے چل بے
 1417/5 کس کے تیں نصیب گلِ فاتحہ ہوے
 1417/6-7 برسوں تلک نہ آنکھ ملی ہم سے یار کی (قطعہ) پھر گو کہ ہم بصورت ظاہر اڑے رہے
 یعنی کہ اپنے عشق کے حیران کار میر
 دیوار کے سے نقش در او پر کھڑے رہے

۱۔ نسخہ کالج سے نول کشوری اشاعتوں تک، اس مصرع کا متن کسی بھی نسخے میں با معنی نہیں، فائق صاحب کے مشورے پر تعزیت کا تعزیت کر اور قوف و اعراب کے ذریعے ایک گشدہ مصرع اور شعر کو با معنی بنانے کی جہارت کا اعتراف ہے۔
 ۲۔ نسخہ آسی میں یہ دو شعر جن کا مضمون ایک ہے کہ ساتواں شعر چھپے شعر کے خیال کو بہ انداز تجسیم و تمثیل بیان کرتا ہے، قطعہ قرار نہیں دیا، نسخہ رجبہ نہیں قطعہ لکھا لیکن آسی کے نسخے سے اختلاف مذکور نہیں کیا۔

﴿1418﴾

- شش جہت سے اس میں ظالم بوئے خوں کی راہ ہے 1418/1
تیرا کوچہ، ہم سے تو کہہ، کس کی بل گاہ ہے
ایک تھمنے لے کا نہیں مڑگاں تلک بوجھل ہیں سب 1418/2
کاروانِ لُختِ دل ہر اشک کے ہمراہ ہے
ہم جوانوں کو نہ چھوڑا، اس سے سب پکڑے گئے 1418/3
یہ دو سالہ دخترِ رز کس قدر شتاہ ہے
پا برہنہ، خاک سر میں، مو پریشاں، سینہ چاگ 1418/4
حال میرا دیکھنے آ، تیرے ہی دلخواہ ہے
اس جنوں پر میر کوئی بھی پھرے ہے شہر میں 1418/5
جادۂ صحرا سے کر سازش جو تجھ سے راہ ہے

﴿1419﴾

- مشکل ہے ہونا روکش رخسار کی جھلک کے 1419/1
ہم تو بشر ہیں، اُس جا پر جلتے ہیں ملک کے
مرتہا ہے کیوں تو ناحق یاری برادری پر 1419/2
دنیا کے سارے ناتے ہیں جیتے جی تلک کے
کہتے ہیں گور میں بھی ہیں تین روز بھاری 1419/3
جاویں کدھر الہی مارے ہوئے فلک کے
لاتے نہیں نظر میں غلطانی گہر کو 1419/4
ہم معتقد ہیں اپنے آنسو ہی کی ڈھلک کے
کل اک مڑہ نچوڑے، طوفانِ نوح آیا 1419/5
فکرِ فشار میں ہوں میر آج ہر پلک کے

﴿1420﴾

- تاچند ترے غم میں یوں زار رہا کچھ 1420/1
اُمیدِ عیادت پر بیمار رہا کچھ
نے اب ہے جگر کا دی، نے سینہ خراشی ہے 1420/2
کچھ جی میں یہ آئے ہے بے کار رہا کچھ
کیفیتِ چشماں اب معلوم ہوئی اُس کی 1420/3
یہ مست ہیں دو خونی، ہشیار رہا کچھ
دل جاؤ تو اب جاؤ ہو خوں تو جگر ہووے 1420/4
اک جان ہے، کس کس کے غم خوار رہا کچھ
ہے زیست کوئی یہ بھی جو میر کرے ہے تو 1420/5
ہر آن میں مرنے کو تیار رہا کچھ

﴿1421﴾

- طاقت نہیں ہے جی میں، نے اب جگر رہا ہے 1421/1
بھر دل ستم رسیدہ اک ظلم کر رہا ہے
مارا ہے کس کو ظالم اس بے سلیقگی سے 1421/2
دامنِ تمام تیرا لوہو میں بھر رہا ہے
پہنچا تھا تیغ کھینچے مجھ تک، جو بولے دشمن 1421/3
کیا مارتا ہے اس کو یہ آپھی مر رہا ہے
آنے کہا ہے میرے خوش قد نے رات گزرے 1421/4
ہنگامہ قیامت اب صبح پر رہا ہے
چل ہم نشیں کہ دیکھیں آوارہ میر کو تلک 1421/5
خانہ خراب وہ بھی آج اپنے گھر رہا ہے

۱۔ نول کشوری نھوں بشمول آسی اور نیو کالج میں بھی 'نھنے درج' ہے، حاشیے میں آسی نے اور مجلس کے متن میں فائق نے 'تھنبے' درج کیا، اس سے بہتر ہے کہ 'تھنبے' کو ہی کیوں نہ اختیار کیا جائے۔

﴿1422﴾

- قرار دل کا یہ کاہے کو ڈھنگ تھا آگے 1422/1
ہمارے چہرے کے اوپر بھی رنگ تھا آگے
اٹھائیں تیرے لیے بد زبانیاں اُن کی 1422/2
جنہوں کی ہم کو خوشامد سے ننگ تھا آگے
ہماری آہوں سے سینے پہ ہو گیا بازار 1422/3
ہر ایک زخم کا کوچہ جو ننگ تھا آگے
رہا تھا شمع سے مجلس میں دوش کتنا فرق 1422/4
کہ جل بجھے تھے یہ ہم پر پتنگ تھا آگے
کیا خراب تغافل نے اس کے ورنہ میر 1422/5
ہر ایک بات پہ دشنام و سنگ تھا آگے

﴿1423﴾

- تجھ بن خراب و خستہ، زبوں خوار ہو گئے 1423/1
کیا آرزو تھی ہم کو کہ بیمار ہو گئے
خوبی بخت دیکھ کہ خوبان بے وفا 1423/2
بے بیچ میرے درپے آزار ہو گئے
ہم نے بھی سیر کی تھی چمن کی پر اے نسیم 1423/3
اُٹھتے ہی آشیاں سے، گرفتار ہو گئے
وہ تو گلے لگا ہوا سوتا تھا خواب میں 1423/4
بخت اپنے سو گئے کہ جو بیدار ہو گئے
اپنی یگانگی ہی کیا کرتے ہیں بیاں 1423/5
اغیارِ روسیاء بہت یار ہو گئے
لائی تھی شینوں پر بھی خرابی تری نگاہ 1423/6
بے طالعی سے اپنی دے ہشیار ہو گئے
کیسے ہیں وے کہ جیتے ہیں صد سال ہم تو میر 1423/7
اس چار دن کی زیست میں بیزار ہو گئے

﴿1424﴾

- تنگ آئے ہیں، دل اس جی سے اٹھا بیٹھیں گے 1424/1
بھوکوں مرتے ہیں کچھ اب یار بھی کھا بیٹھیں گے
اب کے بگڑے گی اگر اُن سے تو اس شہر سے جا 1424/2
کسو دیرانے میں تکیہ ہی بنا بیٹھیں گے
معرکہ گرم تو ننگ ہونے دو خوں ریزی کا 1424/3
پہلے تلوار کے نیچے ہمیں جا بیٹھیں گے
ہوگا ایسا بھی کوئی روز کہ مجلس سے کبھو 1424/4
ہم تو اک آدھ گھڑی اٹھ کے جدا بیٹھیں گے
جا نہ اظہارِ محبت پہ ہوس ناکوں کے 1424/5
وقت کے وقت یہ سب منہ کو چھپا بیٹھیں گے
دیکھیں وہ غیرتِ خورشید کہاں جاتا ہے 1424/6
اب سرِ راہ دمِ صبح سے آ بیٹھیں گے
بھیڑ ٹلتی ہی نہیں آگے سے اُس ظالم کے 1424/7
گردنیں یار کسی روز کٹا بیٹھیں گے
کب تک گلیوں میں سودائی سے پھرتے رہے 1424/8
دل کو اس زلفِ مسلسل سے لگا بیٹھیں گے
شعلہ افشاں اگر ایسی ہی رہی آہ تو میر 1424/9
گھر کو ہم اپنے کسو رات جلا بیٹھیں گے

﴿1425﴾

- نالہ تا آسمان جاتا ہے 1425/1
دل عجب جائے ہے لیکن مفت 1425/2
کیا خرابی ہے مے کدے کی سہل 1425/3
جب سہرا راہ آوے ہے وہ شوخ 1425/4
اُس سخن ناشنو سے کیا کہیے 1425/5
عشق کے داغ کا عبت ہے علاج 1425/6
گو وہ ہرجائی آئے اپنی اور 1425/7
میر گولا عمر طبعی کو پہنچا 1425/8
عشق میں جوں جوان جاتا ہے

﴿1426﴾

(قبل از 1752ء)

- مرہی جاویں گے بہت ہجر میں ناشاد رہے 1426/1
ہم سے دیوانے رہیں شہر میں، سبحان اللہ! 1426/2
کچھ بھی نسبت نہ تھی جب دیر سے تب کیا تھا شیخ 1426/3
دور اتنی تو نہیں شام اجل دوری میں 1426/4
سر تو کٹوا ہی چکے میر، تڑپ سے تو بچیں 1426/5
جو تک اک پاؤں رکھے چھائی پہ جلاد رہے

﴿1427﴾

- جب رونے بیٹھتا ہوں تب کیا کسر رہے ہے 1427/1
آہ سحر کی میری برجھی کے دوسے سے 1427/2
آگہ تو رہیے اُس کی طرز رہ و روش سے 1427/3
ان روزوں اتنی غفلت اچھی نہیں ادھر سے 1427/4
آپ حیات کی سی ساری روش ہے اُس کی 1427/5
تلوار اب لگا ہے بے ذول پاس رکھنے 1427/6
در سے کبھو جو آتے دیکھا ہے میں نے اُس کو 1427/7
آخر کہاں تک ہم اک روز ہو چکیں گے 1427/8
میر اب بہار آئی، صحرا میں چل جنوں کر 1427/9
کوئی بھی فصل گل میں نادان گھر رہے ہے

۱۔ نسخہ کالج اور نول کشور دوم، سوم میں 'تو' ہے، اسی اور مجلس میں 'گو' شعر کے مفہوم کے مطابق 'گو' بہتر ہے۔

۲۔ نکات اشعار میں مصرعوں میں ہے 'بھول تو گئے ہو ہمیں پر یہ تمہیں یاد رہے'۔

۳۔ نکات اشعار میں 'رہیں' کی جگہ 'پھریں' اور 'رہے' کی بجائے 'پھرے' درج متن ہے۔

﴿1428﴾

- نالے کا آج دل سے پھر لب تلک گزر ہے 1428/1
اے جب جاہ والو! جو آج تاجور ہے 1428/2
اب کے ہوائے گل میں سیرابی ہے نہایت 1428/3
ہے ہم صغیر بے گل کس کو دماغ نالہ 1428/4
شمعِ اخیر شب ہوں، سن سرگزشت میری 1428/5
اب رحم پر اسی کے موقوف ہے کہ یاں تو 1428/6
تو ہی زمامِ اپنی نالتے ترا کہ مجنوں 1428/7
ہم مستِ عشقِ واعظ، بے ہیچ بھی نہیں ہیں 1428/8
اب پھر ہمارا اُس کا محشر میں ماجرا ہے 1428/9
آفتِ رسیدہ ہم کیا سرکھینچیں اِس چمن میں 1428/10
کر میر اُس زمیں میں اور اک غزل تو موزوں 1428/11
ہے حرفِ زنِ قلم بھی، اب طبع بھی ادھر ہے

﴿1429﴾

- پھر چاہ جس کی مطلق ہے ہی نہیں، ہنر ہے 1429/1
یہ کار گاہ ساری دکانِ شیشہ گر ہے 1429/2
جانا گیا اسی سے دل بھی کسو کا گھر ہے 1429/3
بجھ نالہ کش کے تُو اے فریاد رس کدھر ہے 1429/4
اک تیر کا ہدف ہے، اک تیغ کا سپر ہے 1429/5
ہر آن مرتبے سے اپنے انہیں سفر ہے 1429/6
پھر جس جگہ یہ جاوے اُس جا ہی معتبر ہے 1429/7
ہر کوئی جانتا ہے اس راہ میں خطر ہے 1429/8
وے دن گئے کہ آنسو روتے تھے میر، اب تو 1429/9
آنکھوں میں لختِ دل ہے یا پارہ جگر ہے

﴿1430﴾

- شبِ شمع پر پتنگ کے آنے کو عشق ہے 1430/1
سر مار مار سنگ سے مردانہ جی دیا 1430/2
اُٹھیو سمجھ کے جا سے کہ مانندِ گردباد 1430/3
بس اے پہر سخی سے تیری تو روز و شب 1430/4
بیٹھی جو تیغِ یار تو سب تجھ کو کھا گئی 1430/5
اس دل جلے کی تاب کے لانے کو عشق ہے
فرہاد کے جہان سے جانے کو عشق ہے
آوارگی سے تیری زمانے کو عشق ہے
یاں غم ستانے کو ہے، جلانے کو عشق ہے
اے سینے! تیرے زخم اُٹھانے کو عشق ہے

اک دم میں تو نے پھونک دیا دو جہاں کے تیں! اے عشق تیرے آگ لگانے کو عشق ہے 1430/6
سودا ہو، تپ ہو میر کو تو کرے کچھ علاج 1430/7
اس تیرے دیکھنے کے دوانے کو عشق ہے

﴿1431﴾

جب سے اُس بے وفانے بال رکھے صید بندوں نے جال ڈال رکھے 1431/1
ہاتھ کیا آوے، وہ کر ہے بیچ یوں کوئی جی میں کچھ خیال رکھے 1431/2
رہرو راہ خوف ناک عشق چاہے پاؤں کو سنبھال رکھے 1431/3
پہنچے ہر اک نہ درد کو میرے وہ ہی جانے جو ایسا حال رکھے 1431/4
ایسے زردوست ہو تو خیر ہے اب ملیے اُس سے جو کوئی مال رکھے 1431/5
بحث ہے ناقصوں سے، کاش فلک مجھ کو اس زمرے سے نکال رکھے 1431/6
سمجھے اندازِ شعر کو میرے 1431/7
میر کا سا اگر کمال رکھے

﴿1432﴾

یاں جو وہ نونہال آتا ہے جی میں کیا کیا خیال آتا ہے 1432/1
اُس کے جلنے کی آن کا بے حال مدتوں میں بہ حال آتا ہے 1432/2
ر تو گزرا نفس ہی میں دیکھیں اب کے کیا یہ سال آتا ہے 1432/3
شیخ کی ٹو نماز پر مت جا بوجھ سر کا سا ڈال آتا ہے 1432/4
آرسی کے بھی گھر میں شرم سے میر 1432/5
کم ہی وہ بے مثال آتا ہے

﴿1433﴾

پیری میں کیا جوانی کے موسم کو رویے اب صبح ہونے آئی ہے، اک دم تو سویے 1433/1
رخسار اُس کے ہائے رے جب دیکھتے ہیں ہم آتا ہے جی میں، آنکھوں کو اُن میں گڑویے 1433/2
اخلاص دل سے چاہیے سجدہ نماز میں بے فائدہ ہے در نہ جو یوں وقت کھویے 1433/3
کس طور آنسوؤں میں نہاتے ہیں غم کشاں اس آب گرم میں تو نہ اُنکی ڈبویے 1433/4
مطلب کو تو پہنچتے نہیں اندھے کے سے طور ہم مارتے پھرے ہیں یوں ہی پتے ٹویے 1433/5
اب جان جسم خاک سے تنگ آگئی بہت کب تک اس ایک ٹوکری مٹی کو ڈھویے 1433/6
آلودہ اُس گلی کے جو ہوں خاک سے تو میر 1433/7
آپ حیات سے بھی نہ دے پاؤں دھویے

۱۔ نسخہ آسی ص ۷۷ اُدو جہاں تیں درج ہوا جب کہ نسخہ کالج اور طبع دوم، سوم میں دو جہاں کے تیں ہے اور درست ہے۔
۲۔ نسخہ آسی میں اب کی میر نے زیادہ تر استعمال بھی اب کی ہی کیا، تاہم قدیم الاما میں یا نے معروف و مجہول کے التباس کو آج کے ذوق زبان و اسلوب کے مطابق برتا جا سکتا ہے۔ اس شعر میں اب کے ہی بھلا لگتا ہے۔

﴿1434﴾

شب گئے تھے باغ میں ہم ظلم کے مارے ہوئے	1434/1
گور پر میری پس از مدت قدم رنجہ کیا	1434/2
آستینیں رکھتے رکھتے دیدہ خوں بار پر	1434/3
وعدے ہیں سارے خلاف و حرف ہیں یکسر فریب	1434/4
پھرتے پھرتے عاقبت آنکھیں ہماری مند گئیں	1434/5
پیار کرنے کا جو خواباں ہم پہ رکھتے ہیں گناہ	1434/6
تم جو ہم سے مل چلے ٹک رشک سب کرنے لگے	1434/7
آج میرے خوں پر اصرار ہر دم ہے تمہیں	1434/8
لینے کروٹ ہل گئے جو کان کے موٹی ترے	1434/9
استخواں ہی رہ گئے تھے یاں دم خوں ریز میر	1434/10
دانے پڑ کر نیچے اس شوخ کے آرے ہوئے	

﴿1435﴾

کرے کیا کہ دل بھی تو مجبور ہے	1435/1
جس راہ میں جملہ تن شور ہے	1435/2
تمنائے دل کے لیے جان دی	1435/3
نہ ہو کس طرح فکر انجام کار	1435/4
پلک کی سیاہی میں ہے وہ نگاہ	1435/5
دل اپنا نہایت ہے نازک مزاج	1435/6
کہیں جو تسلی ہوا ہو یہ دل	1435/7
نہ دیکھا کہ لوہو تھما ہو کبھو	1435/8
تنگ گرم ٹو سنگ ریزے کو دیکھ لے	1435/9
بہت سعی کرے تو مرے میر	1435/10
بس اپنا تو اتنا ہی مقدور ہے	

﴿1436﴾

اب میر جی تو اچھے زندیق ہی بن بیٹھے	1436/1
آزردہ دل الفت، ہم چپکے ہی بہتر ہیں	1436/2
عریان پھریں کب تک، اے کاش کہیں آکر	1436/3
پیکانِ خدنگ اُس کا یوں سینے کے اودھر ہے	1436/4
پیشانی پہ دے قشقہ زنار پہن بیٹھے	
سب رواٹھے گی مجلس، جو کر کے سخن بیٹھے	
تہ گردِ بیاباں کی بالائے بدن بیٹھے	
جوں تہ مارے سہ کوئی کاڑھے ہوئے پھن بیٹھے	

نسخہ آسی اور نول کشور سوم میں مارے ہوئے درست نہیں، نسخہ کالج ص ۲۱۳ اور طبع دوم میں مارے ہوئے درست ہے۔

نسخہ کالج نول کشور دوم، سوم، آسی و مجلس میں دیکھا ہی درج ہے جب کہ دیکھا کے بعد مصرغ غیر موزوں ہو جاتا ہے اور معنوی طور پر بھی دیکھا ہی یہاں کار

نسخہ آسی میں 'جوں' بہتر ہے، در نول کشور دوم، سوم اور فاروقی صاحب کے یہاں بھی 'جوں' ہے۔

جز خط کے خیال اس کے کچھ کام نہیں ہم کو
سبزی پیے ہم اکثر رہتے ہیں مگن بیٹھے
شمیر ستم اُس کی اب گو کہ چلے ہر دم
شوریدہ سراپے سے ہم باندھ کفن بیٹھے
بس ہو تو ادھر ادھر یوں پھرنے نہ دیں تجھ کو
ناچار ترے ہم یہ دیکھیں ہیں چلن بیٹھے

1437/5

1437/6

1437/7

﴿1437﴾

نہ تنہا داغ تو سینے پہ میرے اک چمن نکلے
ہر اک لخت جگر کے ساتھ سو زخم کہیں نکلے
گماں کب تھا یہ پروانے پر اتنا شمع روئے گی
کہ مجلس میں سے جس کے اشک کے بھر بھر لگن نکلے
کہاں تک ناز برداری کروں شام غریباں کی
کہیں گرد سفر سے جلد بھی صبحِ وطن نکلے
جنوں، ان شورشوں پر، ہاتھ کی چالائیاں ایسی
میں ضامن ہوں اگر ثابت بدن سے پیرہن نکلے
حرم میں میر جتنا بت پرستی پر ہے تو مائل
خدا ہی ہو تو اتنا بت کدے میں برہمن نکلے

1437/1

1437/2

1437/3

1437/4

1437/5

﴿1438﴾

(نہل از 1752ء)

قصہ گر امتحان ہے پیارے
اب تلک نیم جان ہے پیارے
سجدہ کرنے میں سرکشیں ہیں جہاں
سو ترا آستان ہے پیارے
گفتگو ریتخے میں ہم سے نہ کر
یہ ہماری زبان ہے پیارے
کام میں قتل کے مرے تن دے
اب تلک مجھ میں جان ہے پیارے
چھوڑ جاتے ہیں دل کو تیرے پاس
یہ ہمارا نشان ہے پیارے
شکلیں کیا کیا کیا ہیں جن نے لٹھا
یہ وہی آسمان ہے پیارے
جا چکا دل تو، یہ یقینی ہے (قطعہ)
کیا اب اُس کا بیان ہے پیارے
پر تبسم کے کرنے سے تیرے
کنج لب پر گمان ہے پیارے
میر عدا بھی کوئی مرتا ہے
جان ہے تو جہان ہے پیارے

1438/1

1438/2

1438/3

1438/4

1438/5

1438/6

1438/7-8

1438/9

﴿1439﴾

کل وعدہ گاہ میں سے جوں توں کہ ہم کو لائے
ہونٹوں پہ جان آئی، پر آہ وے نہ آئے
زخموں پہ زخم بھیلے داغوں پہ داغ کھائے
یک قطرہ خون دل نے کیا کیا ستم اٹھائے
اُس کی طرف کو ہم نے جب نامہ بر چلائے
اُن کا نشان نہ پایا، خط راہ میں سے پائے
خون بستہ جب تلک بھیں دربار کے کھڑے تھے
آنسو گرے کروڑوں، پلکوں کے ٹک ہلائے
اس جنگ جو کے زخمی اچھے نہ ہوتے دیکھے
گل جب چمن میں آئے زخم اپنے سب دکھائے

1439/1

1439/2

1439/3

1439/4

1439/5

نہل آہی میں جن کی ہے، نول کشور دوم سوم میں جن نے ہے اور یہی درست بھی ہے۔
نول کشور طبع دوم سوم میں کو ہے جو غلط ہے، آہی اور مجلس کے یہاں کے، یہاں ضرورت کہ، بمعنی کر کی ہے۔

پھرتی ہیں وے نگاہیں پلوں کے سائے سائے
سو گردشِ فلک نے سب خاک میں ملائے
بگڑیں ہزار شکلیں ، تب پھول یہ بنائے
تھاجی میں آہ کیا کیا پر کچھ نہ کہنے پائے
خار و خس چمن سے ناچار دل لگائے
بے دردی فلک نے دے نقش سب مٹائے
ٹھوکر نے اُس نگہ کی آشوب پھر اٹھائے
کیا حوصلہ کہ جس میں آزار یہ سمائے
مجلس میں جب گئے ہم، غیرت نے جی جلانے

جیتے تو میر ہر شب اس طرزِ عمر گزری
پھر گور پر ہماری لے شمع گو کہ آئے

بڑھتیں نہیں پلک سے تاہم تلک بھی پہنچیں
پر کی بہار میں جو محبوب جلوہ گر تھے
ہر قطعہ چمن پر ٹک گاڑ کر نظر کر
یک حرف کی بھی مہلت ہم کو نہ دی اجل نے
چھاتی سراہ اُن کی ، پائیز میں جنہوں نے
آگے بھی تجھ سے تھایاں تصویر کا سا عالم
مدت ہوئی تھی بیٹھے جوش و خروش دل کو
اعجازِ عشق ہی سے جیتے رہے وگرنہ
دل گرماں اُنہوں کی غیروں سے جب نہ تب تھیں

1439/6

1439/7

1439/8

1439/9

1439/10

1439/11

1439/12

1439/13

1439/14

1439/15

﴿1440﴾

جو گیا ہو جان سے اُس کو بھی جانا کیجیے
یاں سحر سر دکھنے کا ہم سے بہانا کیجیے
اتنی اتنی بات جو ہووے تو مانا کیجیے
جا کہیں ہو تو دل اپنے کا ٹھکانا کیجیے
سارے عالم میں ہمارے تیں نشانا کیجیے
جی میں ہے اب کے مقرر اپنا جانا کیجیے
تا کجا تیری گلی میں خاک چھانا کیجیے

آبشار آنے لگی آنسو کی پلوں سے تو میر
کب تک یہ آب چادر منہ پہ تانا کیجیے

قبر عاشق پر مقرر روز آنا کیجیے
رات دارو پیچھے غیروں میں بے لیت و لعل
ٹک تمہارے ہونٹ کے ملنے سے یاں ہوتا ہے کام
گوشہ چشم بتاں یا کج لب اس وقت میں
سیکھیے غیروں کے ہاں چھپ چھپ کے علم تیر پھر
رفتہ رفتہ قاصدوں کو رنگی اس سے ہوئی
نکلے ہے آنکھوں سے تو گردِ کدورت جائے اشک

1440/1

1440/2

1440/3

1440/4

1440/5

1440/6

1440/7

1440/8

﴿1441﴾

اب کہو اس شہرِ ناپرساں سے کیدھر جائیے
آئیے تاچند و نا اُمید پھر کر جائیے
منہ رہا ہے کیا جو پھر اب اُس کے در پر جائیے
دشت سے اُٹھیے تو کوہوں میں مقرر جائیے

شوق تھا جو یار کے کوچے ہمیں لایا تھا میر
پاؤں میں طاقت کہاں اتنی کہ اب گھر جائیے

مہ و شاں پوچھیں نہ ٹک بھراں میں گرمر جائیے
کام دل کا کچھ ٹھکانا ہی نہیں ، کیونکر بنے
مضطرب اس آستان سے اُٹھ کے کچھ پایا نہ زد
بعد طوفِ قیس ، ہو جی زائرِ فرہاد بھی

1441/1

1441/2

1441/3

1441/4

1441/5

۱۔ نسخہ آسی میں انہیں مجلس میں انہی درست انہوں نے۔

۲۔ نسخہ آسی میں 'یے' بے مجلس میں 'بے شمع' ہے مخطوطے کی سند پر 'لے شمع' درج ہے جس کی یہاں ضرورت ہے۔

﴿1442﴾

یہ رات نہیں وہ جو کہانی میں گزر جائے	غالب کہ یہ دل خستہ شب ہجر میں مر جائے	1442/1
اک پل میں کرے سیکڑوں خوں اور مکر جائے	ہے طرفہ مفتن نگہ اس آئینہ زو کی	1442/2
جو کوئی تلاشی ہو ترا آہ کدھر جائے	نہ بت کدہ ہے منزل مقصود ، نہ کعبہ	1442/3
ایسا نہ ہو یہ سادہ کہیں جی سے اتر جائے	ہر صبح تو خورشید ترے منہ پہ چڑھے ہے	1442/4
نک ہوٹھ ہلا تو بھی کہ اک بات ٹھہر جائے	یا قوت کوئی ان کو کہے ہے ، کوئی گل برگ	1442/5
دامن کی ترے زہ کہیں لوہو میں نہ بھر جائے	ہم تازہ شہیدوں کو نہ آ دیکھنے نازاں	1442/6
اک سطح ہے پانی کا جہاں تک کہ نظر جائے	گریے کو مرے دیکھ نک اک شہر کے باہر	1442/7
نالہ کسو مظلوم کا تاثیر نہ کر جائے	مت بیٹھ بہت عشق کے آزرده دلوں میں	1442/8
اس ورطے سے تختہ جو کوئی پہنچے کنارے		1442/9
تو میر وطن میرے بھی شاید یہ خبر جائے		

﴿1443﴾

پر قلم ہاتھ جو آئی ، لکھے دفتر کتنے	ہم نے جانا تھا سخن ہوں گے زباں پر کتنے	1443/1
کہ ہر اک کوچے میں جس کے تھے ہنر و کتنے	میں نے اس قطعہ صنّاع سے سر کھینچا ہے	1443/2
ہر گلی کوچے میں اوچڑ پڑے تھے گھر کتنے	کشور عشق کو آباد نہ دیکھا ہم نے	1443/3
آتے ہیں باغ میں آوارہ ہوئے پر کتنے	آہ نکلی ہے یہ کس کی ہوس سیر بہار	1443/4
ہر سحر خاک میں ملتے ہیں دُر تر کتنے	دیکھو پنجہ مژگاں کی نک آتش دستی	1443/5
اس پر آنکھیں ہی سیے رہتے ہیں دلبر کتنے	کب تک یہ دل صد پارہ نظر میں رکھے	1443/6
جس طرف دیکھیے عرصے میں ہیں اب خر کتنے	عمر گزری کہ نہیں دودہ آدم سے کوئی	1443/7
تو ہے بے چارہ گدا میر ، ترا کیا مذکور		1443/8
مل گئے خاک میں یاں صاحب افسر کتنے		

﴿1444﴾

عرش پر برچھیاں چلاتی ہے	آہ جس وقت سر اٹھاتی ہے	1444/1
تیرے خط کی خبر کو پانی ہے	ناز بردار لب ہے جاں جب سے	1444/2
بات کچھ صبح کی بھی آتی ہے	اے شب ہجر راست کہہ تجھ کو	1444/3
چشم بد دور چشم تر اے میر		1444/4
آنکھیں طوفان کو دکھاتی ہے		

﴿1445﴾

کیا ناز کر رہے ہو ، اب ہم میں کیا رہا ہے	طاقت نہیں ہے دل میں ، نے جی بجا رہا ہے	1445/1
سارا نیوڑ اب تو دامن پر آ رہا ہے	جیب اور آستیں سے رونے کا کام گزرا	1445/2

آیا ہوں جب بخود میں، جی اُس میں جا رہا ہے	اب چیت کرانہیں کچھ تازہ ہوا ہوں بیکل	1445/3
رازِ محبت اپنا کس سے چھپا رہا ہے	کاہے کا پاس اب تو رسوائی دور پہنچی	1445/4
سو سو غزال ہر سو آنکھیں لگا رہا ہے	گردہ اُس کی یارب کس اور سے اٹھے گی	1445/5
پھر چاہتے ہو کیا تم اب اک خدا رہا ہے	بندے تو طرح دارو ہیں طرح کش تمہارے	1445/6
خوبی کا در کسو کی منہ پر بھی دا رہا ہے	دیکھ اس دہن کو ہر دم اے آری کہ یوں ہی	1445/7
کس سے وہ بے مروت پھر آشنا رہا ہے	وے لطف کی نگاہیں پہلے فریب ہیں سب	1445/8
تو بھی کسو نگہ سے اے گل جدا رہا ہے	اتنا خزاں کرے ہے کب زرد رنگ پر یاں	1445/9
جینے کا اس سے میں اب کیا مزا رہا ہے	رہتے ہیں داغ اکثر نان و نمک کی خاطر	1445/10
اب چاہتا نہیں ہے بوسہ جو تیرے لب سے		1445/11
جینے سے میر شاید کچھ دل اٹھا رہا ہے		

﴿1446﴾

میں کشتہ ہوں اندازِ قاتل کا اپنے	تڑپنا بھی دیکھا نہ بیکل کا اپنے	1446/1
مصیبت کے مارے ہوئے دل کا اپنے	نہ پوچھو کہ احوال نا گفتہ بہ ہے	1446/2
مداد کیا خوب گھائل کا اپنے	دل زخم خوردہ کے اور اک لگائی	1446/3
کبھو دل بھی رکھ لیجے مائل کا اپنے	نک ابرو کو میری طرف کجے مائل	1446/4
سخن ہے جنوں کے اوائل کا اپنے	ہوا دفترِ قیس آخر ابھی یاں	1446/5
ہوں بندہ خیالاتِ باطل کا اپنے	بنائیں رکھیں میں نے عالم میں کیا کیا	1446/6
مقام فنا واقعے میں جو دیکھا		1446/7
اثر بھی نہ تھا گور منزل کا اپنے		

﴿1447﴾

جلوے مری گور پر نہ ہووے	جب تک کہ ترا گزر نہ ہووے	1447/1
خورشید کا منہ ادھر نہ ہووے	لے تیغ و سپر کو تو جدھر ہو	1447/2
پھر دل میں ترے اثر نہ ہووے	رونے کی ہے جاگہ آہ کریے	1447/3
دیکھو کسو کی نظر نہ ہووے	بیمار رہیں ہیں اُس کی آنکھیں	1447/4
جب تک کہ جگر سپر نہ ہووے	رکتی نہیں تیغ نالہ ہرگز	1447/5
لیکن کسو کو خبر نہ ہووے	کر بے خبر اک نگہ سے ساقی	1447/6
کیوں کر جئیں صبر گر نہ ہووے	خستے ترے موئے عنبریں کے	1447/7

۱۔ نسخہ آ سی ص ۱۸۲، نسخہ مجلس ص ۵۱۱ جلد اول اب چیت گر لکھا ہوا ہے جس سے شعر کا مفہوم خطا ہو جاتا ہے 'کر' کا محل ہے۔
 ۲۔ 'غزلیات میر' مرتبہ آ سی ص ۱۸۳ 'جادا' بجائے 'جلوہ' درج ہے جس کا یہاں کوئی مطلب نہیں۔ نول کشور دوم، سوم کے علاوہ نسخہ کالج میں بھی موجود ہے جو مطابق مفہوم شعر ہے۔
 ۳۔ مصرع میں آ سی، عبادت اور مجلس تینوں میں رہے درج جب کہ کل جمع 'رہیں' کا ہے، درستگی ضروری سمجھی گئی۔

رکھ دیکھ کے راہِ عشق میں پا
یاں میر کسو کا سر نہ ہووے

144

﴿1448﴾

رات گزری ہے مجھے نزع میں میں روتے روتے
کھول کر آنکھ اڑا دید جہاں کا غافل
آنکھیں پھر جائیں گی اب صبح کے ہوتے ہوتے
خواب ہو جائے گا پھر جاگنا سوتے سوتے
جم گیا خوں کھ کھ قاتل پہ ترا میر زبس
اُن نے رو رو دیا کل ہاتھ کو دھوتے دھوتے

1448/1

1448/2

1448/3

﴿1449﴾

(قبل از 1752ء)

یعقوب کے نہ کلبہ احزاں تلک گئے
سو کاروان مصر سے کنعاں تلک گئے
بارے نسیم ضعف سے کل ہم اسیر بھی
سناٹے میں جی کے گلستاں تلک گئے
رہنے نہ دیں گے دشت میں مجنوں کو چین سے
گر ہم جنوں کے مارے بیاباں تلک گئے
کو موسمِ شباب، کہاں گل، کسے دماغ
بلبل وہ چچھے اُنہیں یاراں تلک گئے
کچھ آبلے دیے تھے رہ آورِ عشق نے
سو رفتہ رفتہ خارِ مغیلاں تلک گئے
پھاڑا تھا جیب پی کے بے شوق میں نے میر
مستانہ چاک لوٹے داماں تلک گئے

1449/1

1449/2

1449/3

1449/4

1449/5

1449/6

﴿1450﴾

(قبل از 1752ء)

جن جن کو تھا یہ عشق کا آزار، مر گئے
اکثر ہمارے ساتھ کے بیمار مر گئے
ہوتا نہیں ہے اُس لبِ نو خط پہ کوئی سبز
عسلی و خضر کیا، سبھی یک بار مر گئے
یوں کانوں کان گل نے نہ جانا چین میں آہ
سر کو پٹک کے ہم پس دیوار مر گئے
صد کارواں وفا ہے کوئی پوچھتا نہیں
گویا متاعِ دل کے خریدار مر گئے
مجنوں نہ دشت میں ہے، نہ فرہاد کوہ میں
تھا جن سے لطفِ زندگی دے یار مر گئے
انسوس دے شہید کہ جو قتل گاہ میں
لگتے ہی اُس کے ہاتھ کی تلوار، مر گئے
تجھ سے دُچار ہونے کی حسرت کے مبتلا
جب جی ہوئے دہال تو ناچار مر گئے
گھبرا نہ میر عشق میں اس سہل زیت پر
جب بس چلا نہ کچھ تو مرے یار مر گئے

1450/1

1450/2

1450/3

1450/4

1450/5

1450/6

1450/7

1450/8

﴿1451﴾

(قبل از 1752ء)

تمام اُس کے قد میں سناں کی طرح ہے
نیکلی! نپٹ اُس جواں کی طرح ہے

1451/1

’نہ کالج، طبع دوم، سوم حصہ آسی و مجلس سب میں ’نیکلی‘ درج متن ہے لیکن میر کے تذکرے ’نکات الشعرا‘ میں ’نیکلی‘ ہے جو مطابق مضمون شعر مناسب ترین ہے۔

برے ہونا، احوال کو سن کے میرے (کا) بھلا تو ہی کہہ، یہ کہاں کی طرح ہے
اڑی خاک گاہے، رہی گاہ ویراں (قطعہ) خراب و پریشاں یہاں کی طرح ہے
تعلق کرو میر اس پر جو چاہو
مری جان یہ کچھ جہاں کی طرح ہے

1451/2

1451/3-4

﴿1452﴾

محمل کے ساتھ اُس کے بہت شور میں کیے
نالوں نے میرے ہوش جس کے اڑا دیئے
فساد! لے خوں فساد پہ ہے مجھ سے ان دنوں
نشر نہ تو لگاوے تو میرا لہو پیے
صوت جس کی طرز سے بیاباں میں ہائے میر
تنہا چلا ہوں میں دل پر شور کو لیے

1452/1

1452/2

1452/3

﴿1453﴾

کہاں تک غیر، جاسوسی کے لینے کو لگا آوے
الہی اس بلائے ناگہاں پر بھی بلا آوے
رکا جاتا ہے جی اندر ہی اندر آج گرمی سے
بلا سے چاک ہی ہو جاوے سینہ، ٹک ہوا آوے
ترا آنا ہی اب مرکوز ہے ہم کو دم آخر
یہ جی صدقے کیا تھا پھر نہ آوے تن میں یا آوے
یہ رسم آمد و رفت دیا رشتہ تازہ ہے
نہی وہ جائے میری، اور رونا یوں چلا آوے
اسیری نے چمن سے میری دل گرمی کو دھو ڈالا
وگرنہ برق جا کر آشیاں میرا جلا آوے
امید رحم اُن سے، سخت ناہمی ہے عاشق کی
یہ بت سنگیں دلی اپنی نہ چھوڑیں گر خدا آوے
یہ فن عشق ہے، آوے اُسے طینت میں جس کی ہو
تو زاہد پیر نابالغ ہے بے تہ، تجھ کو کیا آوے
ہمارے دل میں آنے سے تکلف غم کو بے جا ہے
یہ دولت خانہ ہے اُس کا وہ جب چاہے چلا آوے
برنگ بوئے غنچہ، عمر اک ہی رنگ میں گزرے
میسر میر صاحب گر دل بے مدعا آوے

1453/1

1453/2

1453/3

1453/4

1453/5

1453/6

1453/7

1453/8

1453/9

﴿1454﴾

گو ننگ اس کو آوے ہے عاشق کے نام سے
ہے میر کام میرے تیں اپنے کام سے
درو صفر ہے خوب پییں جس میں صاف سے
کیا مے کشوں کو اول ماہ صیام سے
پڑھتے نہیں نماز جنازے پہ اُس کے میر
دل میں غبار جس کے ہو خاک امام سے

1454/1

1454/2

1454/3

۱۔ نول کشور دوم، سوم اور آسی کے یہاں بھی (غالباً) 'گئے' درج ہوا، 'گئے' کا ہم تافیل لفظ نہیں، اس لیے 'کینے' کرنا ہی درست ہے۔
۲۔ نیچے مجلس میں فضا و خوں فساد۔۔۔ درج کرنے یعنی غلط اضافت درج کرنے کی وجہ سے مصرع بے گناہ از معنی ہو گیا ہے۔ ص ۵۱۶، جلد اول
۳۔ اگلے ہی شعر میں غلط اضافت درج کر کے مصرع ایک مرتبہ پھر بے معنی کیا ہے۔ 'طرز زیبا بان' سے کوئی مطلب نہیں نکلتا۔

﴿1455﴾

(قبل از 1752ء)

- اچنبھا ہے، اگر چپکار ہوں مجھ پر عتاب آوے 1455/1
 دگر قصہ کہوں اپنا تو سنتے اُس کو خواب آوے 1455/2
 بھرا ہے دل مرا جام لبالب کی طرح ساقی 1455/3
 بغل پروردہ طوفاں ہوں میں، یہ موج ہے میری 1455/4
 لپیٹا ہے دل سوزاں کو اپنے میر نے خط میں
 الہی نامہ بر کو اُس کے لے جانے کی تاب آوے

﴿1456﴾

- حصول کام کا دل خواہ یاں ہوا بھی ہے 1456/1
 موئے ہی جاتے ہیں ہم دردِ عشق سے یارو 1456/2
 اُداسیاں تھیں مری خانقہ میں قابلِ سیر 1456/3
 یہ کہیے کیوں کے کہ خواباں سے کچھ نہیں مطلب 1456/4
 ترا ہے وہم کہ میں اپنے پیر ہن میں ہوں 1456/5
 جو کھولوں سینہ مجروح تو نمک چھڑکے 1456/6
 کہاں تلک شب و روز آہ دردِ دل کہیے 1456/7
 ہوس تو دل میں ہمارے جگہ کرے لیکن 1456/8
 غم فراق ہے دنبالہ گردِ عیش وصال 1456/9
 قبول کرے تری رہ میں جی کو کھو دینا 1456/10
 جگر میں سوزنِ مژگاں کے تئیں کڈھب نہ گڑا 1456/11
 گزار شہر وفا میں سمجھ کے کر مجنوں 1456/12
 کہ اس دیار میں میرِ شکستہ پا بھی ہے

﴿1457﴾

- بس کہ دیوانگیِ حال میں چالاک ہوئے 1457/1
 سو گریبان مرے ہاتھ سے یاں چاک ہوئے 1457/2
 سرورِ پاؤں پہ قاتل کے کٹائی گردن 1457/3
 اپنے ذمے سے تو صد شکر کہ ہم پاک ہوئے
 پائمالی سے فراغت ہی نہیں میرِ ہمیں
 کوئے دلبر میں عبث آن کے ہم خاک ہوئے

﴿1458﴾

- سید افکنوں سے ملنے کی تدبیر کریں گے 1458/1
 اس دل کے تئیں پیش کش تیر کریں گے 1458/2
 فریدِ اسیرانِ محبت نہیں بے بیج 1458/3
 یہ نالے کو دل میں بھی تاثیر کریں گے
 آتی ہے بہار اب ہمیں زنجیر کریں گے

۱۔ نول شوری تمام نسوں میں اندوہم ہے صرف نئے کالج میں اندوہم ہے جو بہتر ہے۔

۲۔ نئے مجلس کی نہایت فاحش اعلاط میں سے ایک یہ بھی ہے عشق میں بلا کی بجائے نیش میں بلا درج کر رکھا ہے، جلد اول ص ۵۱۹۔

ہم حلق بریدہ ہی سے تقریر کریں گے	وا اُس سے سر حرف تو ہو، گو کہ یہ سر جائے	1458/1
مر جاوے گا تو نقش کو تشہیر کریں گے	رسوائی عاشق سے تسلی نہیں خواہاں	1458/5
کنعاں کی طرف قافلہ شب گیر کریں گے	یارب وہ بھی دن ہوئے گا جو مصر سے چل کر	1458/6
کیا یار اب اس خواب کی تعبیر کریں گے	شب دیکھی ہے زلف اُس کی بجز دام اسیری	1458/7
ہر کام میں ہم جان کے تقصیر کریں گے	غصے میں تو ہووے گی توجہ تری ایدھر	1458/8
اب کوئی خرابانی جواں ، پیر کریں گے	اب نہ مناجاتیوں سے کام کچھ اپنا	1458/9
	بازیچہ نہیں میر کے احوال کا لکھنا	1458/10
	اس قصے کو ہم کرتے ہی تحریر کریں گے	

﴿1459﴾

ٹک آپ بھی تو آئیے یاں زور باؤ ہے	دل کی طرف کچھ آہ سے دل کا لگاؤ ہے	1459/1
ناحق کشی کہاں تیں ، یہ کیا سجاؤ ہے	اٹھتا نہیں ہے ہاتھ ترا تیغ جور سے	1459/2
ٹک ٹھہرو یاں تو جانو کہ کیسا دکھاؤ ہے	بارغ نظر ہے چشم کے منظر کا سب جہاں	1459/3
جو بن پڑے ہے ٹک تو ہمارا ہی داؤ ہے	تقریب ہم نے ڈالی ہے اُس سے جوئے کی اب	1459/4
چہرے پہ میرے چشم ہے یا کوئی گھاؤ ہے	ٹپکا کرے ہے آنکھ سے لوہو ہی روز و شب	1459/5
اب دل کی طرف لوہو کا سارا بہاؤ ہے	ضبط سرشکِ خونیں سے جی کیوں کے شاد ہو	1459/6
لاکھوں میں ایک دو کا کہیں کچھ بناؤ ہے	اب سب کے روزگار کی صورت بگڑ گئی	1459/7
پردہ رہا ہے کون سا ، اب کیا چھپاؤ ہے	چھاتی کے میری سارے نمودار ہیں یہ زخم	1459/8
	عاشق کہیں جو ہو گے تو جانو گے قدرِ میر	1459/9
	اب تو کسی کے چاہنے کا تم کو چاؤ ہے	

﴿1460﴾

اٹھے ہے فتنہ ہر اک شوخ تر قیامت سے	جہاں میں روز ہے آشوب اس کی قامت سے	1460/1
اگے ہے سبزہ پڑمردہ میری تربت سے	موا ہوں ہو کے دل افسردہ رنجِ کلفت سے	1460/2
خدا پناہ میں رکھے بتوں کی صحبت سے	جہاں ملے ، تہاں کافر ہی ہونا پڑتا ہے	1460/3
جو کوئی بات کہی بھی تو آدھی لکنت سے	تسلی اُن نے نہ کی ایک دو سخن سے کبھو	1460/4
سخن کرو ہو عبث تم ہماری فرصت سے	پلک کے مارتے ہم تو نظر نہیں آتے	1460/5
کہ ہم فقیر ہوئے ہیں اُنہی کی دولت سے	امیر زادوں سے دلی کے مل نہ تا مقدور	1460/6
گراں وہ بار جو تھا بیش اپنی طاقت سے	یہ جہل دیکھ کہ اُن سمجھے میں اٹھا لایا	1460/7
بنایا ہوگا جب اس منہ کو دستِ قدرت سے	رہا نہ ہوگا بہ خود صانعِ ازل بھنی ، تب	1460/8
معاملت ہے ہمیں دل کی ، بے مروت سے	وہ آنکھیں پھیرے ہی لیتا ہے ، دیکھئے کیا ہو	1460/9

اس شعر کے دونوں مصرعوں میں تمام نول کشوری سنوں بشمول آسی نے ایک ایک ملٹی کر رکھی ہے۔ جہاں کی بجائے یہاں اور مصرع ثانی کی جگہ جا تو درج ہوئے، متن صرف نسخہ کالج کا درست ہے۔

نسخہ آسی میں دیکھتے بجائے دیکھتے ملتا ہے، نسخہ کالج اور طبع دوم میں متن درست ہے۔

جو سوپے ٹک تو وہ مطلوب ہم ہی نکلے تیر
خراب پھرتے تھے جس کی طلب میں مدت سے

﴿1461﴾

رقم ایک جانِ وبال ہے، کوئی دم جو ہے تو عذاب ہے
دل داغِ گشتہ کباب ہے، جگرِ گداختہ آب ہے
مرے خلقِ مجو کلام سب، مجھے چھوڑتے ہیں خموش کب
مرا حرفِ رشک کتاب ہے، مری بات لکھنے کا باب ہے
جو وہ لکھتا کچھ بھی تو نامہ بر کوئی رہتی منہ میں ترے نہاں
تری خامشی سے یہ نکلے ہے کہ جوابِ خط کا جواب ہے
رہے حالِ دل کا جو ایک سا تو رجوع کرتے کہیں بھلا
سو تو یہ کبھو ہمہ داغ ہے، کبھو نیم سوز کباب ہے
کہیں گے کہو تمہیں لوگ کیا، یہی آری یہی تم سدا
نہ کسو کی تم کو ہے ٹک حیا، نہ ہمارے منہ سے حجاب ہے
چلو مے کدے میں بسر کریں کہ رہی ہے کچھ بَرگت وہیں
لبِ نانِ واں کا کباب ہے، دمِ آبِ واں کا شراب ہے
نہیں کھلتیں آنکھیں تمہاری ٹک کہ مال پر بھی نظر کرو
یہ جو وہم کی سی نمود ہے اسے خوب دیکھو تو خواب ہے
گئے وقت آتے ہیں ہاتھ کب، ہوئے ہیں لگنوا کے خراب سب
تجھے بکرنہ ہووے سو کر تو اب کہ یہ عمرِ برقِ شتاب ہے
کبھو لطف سے نہ سخن کیا، کبھو بات کہہ نہ لگا لیا
یہی لحظہ لحظہ خطاب ہے، وہی لمحہ لمحہ عتاب ہے
تو جہاں کے بحرِ عمیق میں، سر پر ہوا نہ بلند کر
کہ یہ پنج روزہ جو بود ہے، کسو موج پر کا حباب ہے
رکھو آرزو مے خام کی، کرو گفتگو خطِ جام کی
کہ سیاہ کاروں سے حشر میں نہ حساب ہے نہ کتاب ہے
مرا شور سن کے جو لوگوں نے کیا پوچھنا تو کہے ہے کیا
بے میر کہتے ہیں صاحبو، یہ وہی تو خانہ خراب ہے

﴿1462﴾

سینہ ہے چاک، جگر پارہ ہے، دل سب خوں ہے
تس پہ یہ جان بہ لب آمدہ بھی محروں ہے
اُس سے آنکھوں کو ملا جی میں رہے کیونکر تاب
چشمِ اعجاز، مژہ سحر، نگہِ انسوں ہے

نکتہ کالج اور نول کشور دم، سوم کے مطابق ہے، ہوئے ان کو گنوا کے متن ہے، لیکن اس بہتر متن سے مصرع وزن میں نہیں رہتا، آ سی کے متن کو ہی درج کیا ہے۔

اس ستم پر بھی مرا دل اُسی کا ممنوں ہے
گردِ غم ناک پریشاں شدہ مجنوں ہے
عکس گل آب میں تکلیفِ مے گل گوں ہے
مصرعِ نالہ جگر کاوی ہے، گو موزوں ہے
روکشِ گریہ غم، حوصلہ ہاموں ہے
وہ نہ سمجھا کہ مرے نامے کا کیا مضمون ہے

میر کی بات پہ ہر وقت یہ جھنجھلایا نہ کر
سڑی ہے خبط ہے، وہ شیفہ ہے مجنوں ہے

آہ یہ رسمِ وفا ہووے بر افتاد کہیں
کبھو اس دشت سے اٹھتا ہے جواک ابر تک
کیوں کے بے بادہ لب جو پہ چمن میں یہ رہے
پار بھی ہو نہ کیلجے کے تو پھر کیا بلبل!
شہر کتنا جو کوئی ان میں سرشک افشاں ہو
خون ہر اک رقمِ شوق سے ٹپکے تھا، دے

1462/3

1462/4

1462/5

1462/6

1462/7

1462/8

1462/9

﴿1463﴾

(قبل از 1752ء)

زاہد جو صفت تجھ میں ہے سوزنِ جلیبی ہے
ہر سمت کو یاں دفنِ مری تشنہ لبی ہے
شاید کہ مرے حال کا قصہ عربی ہے
کوئی ہفت گزی میخ، کوئی دہ وجبی ہے

اے چرخ نہ تو روزِ سیہ میر پہ لانا
بے چارہ وہ اک نعرہ زنِ نیم شمی ہے

کہنا ترے منہ پر تو نیٹ بے ادبی ہے
اس دشت میں اے سیلِ سنبھل ہی کے قدم رکھ
ہر اک سے کہا نیند میں پر کوئی نہ سمجھا
عزالت تے نکل شیخ کہ تیرے لیے تیار

1463/1

1463/2

1463/3

1463/4

1463/5

﴿1464﴾

ہوں میں چراغِ کشتہ، بادِ سحر کہاں ہے
جینے کی اور سے تو خاطر مری نشاں ہے
اے شمع کچھ تو کہہ تو تیری بھی تو زباں ہے
گوشے میں گلستاں کے میرا بھی آشیاں ہے
اے عندلیبِ گلشن تیرا لب و دہاں ہے
پیوند ہو زمیں کا، جیسا یہ آسماں ہے

پیرِ مغاں سعادت تیری جو ایسا آوے
یہ میرے کشوں میں اک طرز کا جواں ہے

دو سونپِ دودِ دل کو، میرا کوئی نشاں ہے
بیٹھا جگر سے اپنے، کھینچوں ہوں اُس کے پیکاں
روشن ہے جل کے مرنا پروانے کا، وٹکین
بھڑکے ہے آتشِ گل اے ابر تر ترحم
ہم زمزمہ تو ہو کے مجھ نالہ کش سے چپ رہ
کس دور میں اٹھایا مجھ سینہ سوختہ کو

1464/1

1464/2

1464/3

1464/4

1464/5

1464/6

1464/7

﴿1465﴾

نالان و مضطرب پس دیوار کون ہے
دکھ درد میں سوائے خدا، یار کون ہے
کیا جائے نفس میں گرفتار کون ہے
مجھ سا تو خارِ باغ میں بے کار کون ہے

ہمسایہ چمن نہ نیٹ زار کون ہے
مژگاں بھی پھر گئیں تری بیمار چشمِ دیکھ
نالے جو آج سنتے ہیں سو ہیں جگر خراش
آیا نہ آشیانہ بلبل میں کام بھی

1465/1

1465/2

1465/3

1465/4

بازار دہر میں ہے عبث میر عرض مہر
یاں ایسی جنس کا تو خریدار کون ہے

1465/5

﴿1466﴾

مجھ سوزِ بعدِ مرگ سے آگاہ کون ہے
بے کس ہوں، مضطرب ہوں، مسافر ہوں بے وطن
دوری راہِ دنِ مرے ہمراہ کون ہے
ایسا بتوں کے بیچ وہ اللہ کون ہے
رکھو قدم سنبھل کے کہ تو جانتا نہیں
مانندِ نقشِ پا، یہ سرِ راہ کون ہے
ایسا امیر، خستہ جگر، میں سنا نہیں
ہر آہِ میر جس کی ہے جاں گاہ، کون ہے

1466/1

1466/2

1466/3

1466/4

1466/5

﴿1467﴾

دیکھا کروں تجھی کو منظور ہے تو یہ ہے
نزدیک تجھ سے سب ہے، کیا قتل، کیا جلانا
آنکھیں نہ کھولوں تجھ دن، مقدور ہے تو یہ ہے
ہم غم زدوں سے ملنا، اک دُور ہے تو یہ ہے
رونے میں دن کٹیں ہیں، آہ و فغاں سے راتیں
چاکِ جگر کو میرے بر جا ہے جو کہو تم
کہتا ہے کوئی عاشق، کوئی کہے ہے خطی
دنیا سے بھی نرالا رنجور ہے تو یہ ہے
کیا جانوں کیا کسل ہے واقع میں میر کے تئیں
دو چار روز سے جو مشہور ہے تو یہ ہے

1467/1

1467/2

1467/3

1467/4

1467/5

1467/6

﴿1468﴾

کوئی ہوا نہ روکش تک میری چشم تر سے
وحشت سے میری یارو، خاطر نہ جمع رکھو
کیا کیا نہ ابر آ کر یاں زور زور بر سے
پھر آوے یا نہ آوے نوپر اٹھا جو گھر سے
اب جوں سرشک ان سے پھرنے کی چشم مت رکھ
جو خاک میں ملے ہیں، گر کر تری نظر سے
دیدار خواہ اس کے کم ہوں تو شور کم ہو
ہر صبح اک قیامت اٹھتی ہے اُس کے در سے
داغِ ایک ہو جلا بھی، خوں ایک ہو بہا بھی
اب بحث کیا ہے دل سے، کیا گفتگو جگر سے
دل کس طرح نہ کھینچیں، اشعارِ رینتہ کے
بہتر کیا ہے میں نے، اس عیب کو ہنر سے
انجام کارِ بلبل دیکھا ہم اپنی آنکھوں
آوارہ تھے چمن میں دو چار ٹوٹے پر سے
بے طاقتی نے دل کی آخر کو مار رکھا
آفت ہمارے جی کی آئی ہمارے گھر سے
دل کش یہ منزل آخر دیکھا تو راہِ نکلی
سب یار جا چکے تھے، آئے جو ہم سفر سے
دل کش یہ منزل آخر دیکھا تو راہِ نکلی
سب یار جا چکے تھے، آئے جو ہم سفر سے
آوارہ میر شاید واں خاک ہو گیا ہے
اک گرد اٹھ چلے ہے گاہ اُس کی رہ گزر سے

1468/1

1468/2

1468/3

1468/4

1468/5

1468/6

1468/7

1468/8

1468/9

1468/10

۱۔ نسبتِ مجلس میں 'جز' کو یہ 'جز' درج کیا ہے، اسی کے یہاں متن درست ہے۔

۲۔ نسبتِ آئی سر ۱۹۰ پر آہ نکلی درست نہیں، نسبتِ کالج کے ملاوہ طبع دوم، سوم میں 'راہ نکلی' درج ہے جو درست بھی ہے۔

﴿1469﴾

وعدہ وعید پیارے کچھ تو قرار ہووے 1469/1
 فتراک سے نہ باندھے ، دیکھے نہ تو ترپنا 1469/2
 از بس لہو پیا ہے میں تیرے غم میں گل رو 1469/3
 میں مست مر گیا ہوں کرنا عجب نہ ساقی 1469/4
 اے غیر میر تجھ کو گر جوتیاں نہ مارے 1469/5
 سید نہ ہووے ، پھر تو کوئی چہار ہووے

﴿1470﴾

رہی نہ چنگی عالم میں ، دور خامی ہے 1470/1
 نہ اٹھ تو گھر سے اگر چاہتا ہے ہوں مشہور 1470/2
 ہوئی ہیں فکریں پریشان میر یاروں کی 1470/3
 حواسِ خمہ کرے جمع ، سو نظامی ہے

﴿1471﴾

انجام دل غم کش کوئی عشق میں کیا جانے 1471/1
 داں آری ہے وہ ہے ، یاں سنگ ہے چھالی ہے 1471/2
 ناصح کو خبر کیا ہے لذت سے غم دل کی 1471/3
 میں خط جبیں اپنا یارو کسے دکھاؤں 1471/4
 بے طاقتی دل نے ہم کو نہ کیا رسوا 1471/5
 اس مرتبہ ناسازی نبھتی ہے دلا کوئی 1471/6
 لے جائے یہ میر اس کے دروازے کی مٹی بھی 1471/7
 اس دردِ محبت کی جو کوئی دوا جانے

﴿1472﴾

بہتے ہو ، روتے دیکھ کر غم سے 1472/1
 مند گئی آنکھ ، بے اندھیرا پاک 1472/2
 تم جو دل خواہ خلق ہو ، ہم کو 1472/3
 درہمی آ گئی مزاجوں میں 1472/4
 سب نے جانا کہیں یہ عاشق ہے 1472/5
 مفت یوں ہاتھ سے نہ کھو ہم کو 1472/6
 اکثر آلاتِ جور اس سے ہوئے (تلفظ) 1472/7
 دیکھ وے پلکیں برچھیاں چلیاں 1472/8
 کوئی بیگانہ گر نہیں موجود (تلفظ) 1472/9
 چھیر رکھی ہے تم نے کیا ہم سے
 روشنی ہے سو یاں مرے دم سے
 دشمنی ہے تمام عالم سے
 آخر ان گیسواں درہم سے
 بہہ گئے اشک دیدہ غم سے
 کہیں پیدا بھی ہوتے ہیں ہم سے
 آفتیں آئیں اس کے مقدم سے
 تنگ نکلی اس ابروئے خم سے
 منہ چھپانا یہ کیا ہے پھر ہم سے

وجہ پردہ کی پوچھیے بارے ملیے اُس کے کسو جو محرم سے
درپے خونِ میر ہی نہ رہو
ہو بھی جاتا ہے جرمِ آدم ت

1472/11

﴿1473﴾

نالہ بغزِ نقصِ اُلفت ہے رنج و محنت کمالِ راحت ہے
عشق ہی گریہِ ندامت ہے ورنہ عاشق کو چشمِ نھت ہے
تا دمِ مرگ غمِ خوشی کا نہیں دلِ آزرده گر سلامت ہے
دل میں ناسور پھر جدھر چاہے ہر طرف کوچہِ جراحت ہے
رونا آتا ہے دمِ بدم شاید کسو حسرت کی دل سے رخصت ہے
فتنے رجتے ہیں اُس کے سائے میں قد و قامت ترا قیامت ہے
نہ تجھے رحم، نے اُسے تک صبر دل پہ میرے عجب مصیبت ہے
تو تو نادان ہے نہٹِ ناح (قطعہ) کب موثر تری نصیحت ہے
دل پہ جب میرے آکے یہ ٹھہرا کہ مجھے خوش دلی اذیت ہے
رنج و محنت سے باز کیوں کے رہوں وقت جاتا رہے تو حسرت ہے
کیا ہے پھر کوئی دم کو کیا جانو دم غنیمت میاں جو فرصت ہے
تیرا شکوہ مجھے، نہ میرا تجھے چاہیے یوں جو فی الحقیقت ہے
تجھ کو مسجد ہے، مجھ کو میخانہ واعظا! اپنی اپنی قسمت ہے
اے ہنس مکھ کو شمع سے تشبیہ شمعِ مجلس کی روئی صورت ہے
باطلِ السحر دیکھ باطل ہے تیری آنکھوں کا سحر آفت ہے
ابر تر کے حضور پھوٹ بہا دیدہ تر کو میرے رحمت ہے
کیا ہوا گر غزلِ قصیدہ ہوئی عاقبت قصہِ محبت ہے
ترتِ میر پر ہیں اہلِ سخن (قطعہ) ہر طرف حرف ہے، حکایت ہے
تو بھی تقریبِ فاتحہ سے چل
بہ خدا واجب الزیارت ہے

1473/1

1473/2

1473/3

1473/4

1473/5

1473/6

1473/7

1473/8-11

1473/12-13

1473/14

1473/15

1473/16

1473/17

1473/18-19

﴿1474﴾

پھر اُس سے طرح کچھ جو دعوے کی ٹی ڈالی ہے کیا تازہ کوئی گل نے اب شاخ نکالی ہے
بچ پوچھو تو کب ہے گا اُس کا سادہنِ غنچہ تسکیں کے لیے ہم نے اک بات بنالی ہے
دیہی لکونہ کچھ پوچھو اک بھرت کا ہے گڑوا ترکیب سے کیا کہیے سانچے میں کہ ڈھالی ہے
ہم قد خمیدہ سے آغوش ہوئے سارے پر فائدہ! تجھ سے تو آغوش وہ خالی ہے
عزت کی کوئی صورت دکھائی نہیں دیتی چپ رہیے تو چشمک ہے کچھ کہیے تو گالی ہے

1474/1

1474/2

1474/3

1474/4

1474/5

ایسی شے آسمیٰ درست جب کہ نہ کالج اور طبعِ دوم، سوم میں وہ بھی اور وہ بھی درج ہے۔ مصرعِ ثانی میں کہ کی جگہ فاروقی صاحب نے کن اپنے متن میں رکھا ہے۔

کچھ ساری خدائی سے وہ چال نرالی ہے
کیا پیر مغاں نے بھی اک چھوڑی پالی ہے
کب سر تو فرو لایا، ہمت تری عالی ہے
جوں توں یہ بلا سر سے فرہاد نے ٹالی ہے
مندیل تری اب کے ہم نے تو بچالی ہے
کیا میر تو روتا ہے پامالی دل ہی کو
ان لوٹوں نے تو دلی سب سر پہ اٹھالی ہے

1474/6 دو گام کے چلنے میں پامال ہوا عالم
1474/7 ہے گی تو دو سالہ پر ہے دفترِ رز آفت
1474/8 خوں ریزی میں ہم سوں کی، جو خاک برابر ہیں
1474/9 جب سر چڑھے ہوں ایسے تب عشق کریں سو بھی
1474/10 ان مٹج بچوں میں زاہد پھر سرزدہ مت آنا
1474/11

﴿1475﴾

ٹہنی جو زرد بھی ہے سو شاخِ زعفران ہے
لیکن سخن کا تجھ سے غنچے کو منہ کہاں ہے
چتون ہے دل کی آفت، چشمک بلائے جاں ہے
پر کیا کریں کہ پیارے منہ تیرا درمیاں ہے
جو لطف اک ادھر ہے، تو یاں بھی اک سماں ہے
گزرے ہے دل پہ جو کچھ چہرے ہی سے عیاں ہے
اول تو میں سند ہوں، پھر یہ مری زباں ہے
گر خاک ہے اڑے ہے، اور آب ہے رواں ہے
خوں ریزی کی ہماری رنگین داستاں ہے
از خویش رفتہ اُس دن رہتا ہے میر اکثر
کرتے ہو بات کس سے، وہ آپ میں کہاں ہے

1475/1 نازِ چمن وہی ہے بلبل سے، گو خزاں ہے
1475/2 گولس چمن میں وہ بھی اک ہی لب و دہاں ہے
1475/3 ہنگامِ جلوہ اُس کے مشکل ہے ٹھہرے رہنا
1475/4 پتھر سے توڑنے کے قابل ہے آرسی تو
1475/5 باغ و بہار ہے وہ، میں کشتِ زعفران ہوں
1475/6 ہر چند ضبط کرے چھپتا ہے عشق کوئی
1475/7 اس فن میں کوئی بے تہ، کیا ہو مرا معارض
1475/8 عالم میں آب و گل کا ٹھہراؤ کس طرح ہو
1475/9 چرچا رہے گا اس کا تا حشرے کشاں میں
1475/10

﴿1476﴾

کیا جی تدرک کا جو ترے آگے چل سکے
فانوس کی سی شمع جو پردے میں جل سکے
اتنا تو ہو کہ آہ جگر سے نکل سکے
حیرت سے آفتاب کی پھر دن نہ ڈھل سکے
جو اپنی بے دماغی سے کبھی نہ جھل سکے
اپنے اُپرٹ جو کوئی گھڑی ہاتھ مل سکے
ایسا تو ہو کہ کوئی گھڑی جی سنہل سکے
چشمہ ہے یہ وہ جس سے کہ دریا اُبل سکے
اُس کی زباں کے عہدے سے کیونکر نکل سکے

1476/1 تیرا خرام دیکھے تو جا سے نہ مل سکے
1476/2 اس دل جلے کی تاب کے لانے کو عشق ہے
1476/3 کہتا ہے کون تجھ کو کہ اے سینہ رک نہ جا
1476/4 گر دوپہر کو اُس کو نکلنے دے ناز کی
1476/5 کیا اُس غریب کو ہو سرِ سایہ ہما
1476/6 ہے جائے حیف بزمِ جہاں، مل لے اے پتنگ
1476/7 کس کو سے آرزوئے افاتِ فراق میں
1476/8 مت ابر، چشمِ کم سے مری چشمِ ترکو دیکھ
1476/9 کہتا ہے وہ تو ایک کی دس، میر کم سخن

۱۔ مفہوم شعر کے مطابق 'کو اختیار کیا ہے، ورنہ کبھی نگوں میں 'گردِ درج' ہوا ہے۔
۲۔ نسخہ کالج ص ۲۳۴، آسی ص ۱۹۴ میں 'اُپر' بہ اعتبار وزن درست ہے، نہ 'جگلس' میں 'اوپر' درج ہوا ہے۔

تغییرِ قافیہ سے یہ طرہی غزل کہوں!
تا جس میں زور کچھ تو طبیعت کا چل سکے

1476/1

﴿1477﴾

خورشید تیرے چہرے کے آگو نہ آ سکے
ہم گرم رو ہیں راہِ فنا کے شررِ صفت
غافل نہ رہو آہِ ضعیفوں سے سرکشاں
میرا جو بس چلے تو منادی کیا کروں
تدبیرِ جیبِ پارہ نہیں کرتی فائدہ
اس کا کمال چرخ پہ سر کھینچتا نہیں
یہ تیغ ہے یہ طشت ہے، یہ تو ہے بوالہوس
اس رشکِ آفتاب کو دیکھے تو شرم سے
کیا دل فریب جائے ہے آفاق، ہم نشیں (قطعہ)
مشر ہے اُس پہ مردنِ دشوارِ رفتگاں
یعنی جہاں سے دل کو نہ آساں اٹھا سکے
بدلوں گا اس غزل کے بھی میں قافیہ کو میر
پھر فکر کو نہ مہدے سے اس کے بر آ سکے

1477/1

1477/2

1477/3

1477/4

1477/5

1477/6

1477/7

1477/8

1477/9-10

1477/11

﴿1478﴾

کیا غم میں ویسے خاکِ فادہ سے ہو سکے
ہم ساری ساری رات رہے گریہ ناک لیک
رونا تو ابر کا سا نہیں یار جانتے
برسوں ہی منتظر سر رہ پر ہمیں ہوئے
دامنِ پکڑ کے یار کا جو ٹک نہ رو سکے
مانندِ شمع داغِ جگر کا نہ دھو سکے
اتنا تو رویئے کہ جہاں کو ڈبو سکے
اس قسم کا تو صبر کسی سے نہ ہو سکے
رہتی ہے ساری رات مرے دم سے چہل تیر
نالہ رہے تو کوئی محلے میں سو سکے

1478/1

1478/2

1478/3

1478/4

1478/5

﴿1479﴾

(قبل از 1752ء)

آتش کے شعلے سر سے ہمارے گزر گئے
منزل نہ کر جہاں کو کہ ہم نے سفر سے آہٹ
مشتِ نمک سے بھی تو کبھو یاد کر ہمیں
ناصح نہ روویں کیوں کے محبت کے جی کو ہم
بس اے تپِ فراق کہ گرمی میں مر گئے
جن کا کیا سراغ، سنا دے گزر گئے
اب داغ کھاتے کھاتے فلک جی تو بھر گئے
اے خانماں خراب ہمارے تو گھر گئے
بس عاشقی کی ہم نے جو مرنے سے ڈر گئے
تلوار آپ ھینچے، حاضر ہے یاں بھی سر

1479/1

1479/2

1479/3

1479/4

نہ آئی میں اس غزل کے آخری شعر کو اگلی غزل کے پہلے شعر کے طور پر درج کیا ہے۔

نہ آئی میں آہِ درج ہی نہیں۔

- کر دیں کے آسمان و زمیں ایک ، حشر کو 1479/6
 یہ راہ و رسم دل شدگاں گفتنی نہیں (تقطع) جانے دے میر صاحب و قبلہ جدھر گئے 1479/7-8
 روزِ وداع اُس کی گلی تک تھے ہم بھی ساتھ جب درد مند ہم کو دے معلوم کر گئے
 کر یک نگاہ یاس کی ، شپ دے سے رو دیا 1479/9
 پھر ہم ادھر کو آئے ، میاں دے ادھر گئے

﴿1480﴾

(قبل از 1752ء)

- دن کو نہیں ہے چین ، نہ ہے خواب شب مجھے مرنا پڑا ضرور ترے غم میں اب مجھے 1480/1
 ہنگامہ میری نقش پہ تیری گلی میں ہے لے جائیں گے جنازہ کشاں یاں سے کب مجھے 1480/2
 تک داد میری اہل محلہ سے چاہو تجھ دن خراب کرتے رہے ہیں یہ سب مجھے 1480/3
 طوفاں بجائے اشک ٹپکتے تھے چشم سے اے ابر تر دماغ تھا رونے کا جب مجھے 1480/4
 دو حرف اُس کے منہ کے تو لکھ بھیجیو شتاب قاصد چلا ہے چھوڑ کے تو جاں بلب مجھے 1480/5
 کچھ ہے جواب جو میں کروں حشر کو سوال (تقطع) مارا تھا تو نے جان سے کہہ کس سبب مجھے 1480/6-7
 غیر از خموش رہنے کے ہونٹوں کے سوکھنے لیکن نہیں ہے یار جھگڑنے کا ڈھب مجھے
 پوچھا تھا راہ جاتے کہیں اُن نے میر کو 1480/8
 آتا ہے اُس کی بات کا اب تک عجب مجھے

﴿1481﴾

- کاتب کہاں دماغ جو اب شکوہ ٹھایے بس ہے یہ ایک حرف کہ مشتاق جانے 1481/1
 غیروں کا ساتھ موجبِ صد وہم ہے بتاں اس امر میں خدا بھی کہے تو نہ مانے 1481/2
 شب خواب کا لباس ہے عریاں تنی میں یہ جب سویئے تو چادرِ مہتاب تانیے 1481/3
 اپنا یہ اعتقاد ہے تجھ جستجو میں یار (تقطع) لے اس سرے سے اُس سرے تک خاک چھانے 1481/4-5
 پھر یا نصیب ، یہ بھی ہے طالع کی یادری مر جائیں ہم تو اس پہ بھی ہم کو نہ جانے
 لوٹے ہیں خاک و خون میں غیروں کے ساتھ میر 1481/6
 ایسے تو نیم کشتہ کو ان میں نہ سانیے

﴿1482﴾

- مرے اس رک کے مر جانے سے وہ غافل ہے کیا جانے 1482/1
 کوئی سر سنگ سے مارو کسی کا واپس دم ہو 1482/2
 نظر مطلق نہیں ہجراں میں اس کو حال پر میرے 1482/3
 جنونی خطی ، دیوانہ سڑی کوئی عشق کو سمجھے 1482/4
 ترپنا نقش پائے ناقد پر جانے ہے اک مجنوں 1482/5
 پڑھایا اُسکو بہتیرا کہ مت لا رازِ دل منہ پر 1482/6
- گزرنا جان سے آساں ، بہت مشکل ہے کیا جا۔
 وہ آئینے میں اپنے ناز پر مائل ہے کیا جا۔
 مراد اُس کے غم میں گویا اُس کا دل ہے ، کیا جا۔
 فلاطوں سے نہیں یاں بحث ، وہ غافل ہے کیا جا۔
 بیاباں میں وہ لیلیٰ کا کدھر محمل ہے کیا جا۔
 پہ طفلِ اشک کو دیکھا تو ناقابل ہے کیا جا۔

طرف ہونا مرا مشکل ہے میر اس شعر کے فن میں
یوں ہی سودا کبھو ہوتا ہے سو جاہل ہے کیا جانے

﴿1483﴾

(قبل از 1752ء)

آہ کریے کہ ٹک ہوا ہووے	کب تلک جی رکے ، خفا ہووے	1483/1
دیکھیے ہوتے ہوتے کیا ہووے	جی ٹھہر جائے یا ہوا ہووے	1483/2
جان میں کچھ بھی جو رہا ہووے	کاہشِ دل کی کیجیے تدبیر	1483/3
کہیے کچھ بھی تو مدعا ہووے	چپ کا باعث ہے بے تمنائی	1483/4
دیکھیے اب کے سال کیا ہووے	بے کلی مارے ڈالتی ہے نسیم	1483/5
دل گرفتہ تری بلا ہووے	مر گئے ہم تو مر گئے ، تو جیے	1483/6
جانے وہ جس کا دل لگا ہووے	عشق کیا ہے درست اے ناصح	1483/7
شاید اس پردے میں خدا ہووے	پھر نہ شیطان تجودِ آدم سے	1483/8
نہ سنا رات ہم نے اک نالہ		1483/9
مثالباً میر مر رہا ہووے		

﴿1484﴾

دن گزر جائیں ہیں پر بات چلی جاتی ہے	کچھ تو کہہ ، وصل کی پھر رات چلی جاتی ہے	1484/1
بارے اے ہم نشین اوقات چلی جاتی ہے	رہ گئے گاہ تبسم پہ ، گہے بات ہی پر	1484/2
عمر کے حیف ہی کیا سات چلی جاتی ہے	ٹک تو وقفہ بھی کراے گردشِ دوراں کہ ، یہ سلیمان	1484/3
اور داں بازی ہوئی مات چلی جاتی ہے	یاں تو آتی نہیں شطرنجِ زمانہ کی چال	1484/4
عمر بھر ایک ملاقات چلی جاتی ہے	روز آنے پہ نہیں نسبتِ عشقی موقوف	1484/5
شیخ کی ساری کرامات چلی جاتی ہے	خرقہ ، مندریل و ردا مست لیے جاتے ہیں	1484/6
مستوں سے نوک ہی کی بات چلی جاتی ہے	ہے موزن جو بڑا مرغِ مصلیٰ ، اس کی	1484/7-9
مرنے پر آیا ہے پر لات چلی جاتی ہے	پاؤں رکنا نہیں مسجد سے دم آخر بھی	
مکر و طامات کی اک گھات چلی جاتی ہے	ہر سحر درپے آرام سے آسماں ہے	
ایک ہم ہی سے تفاوت ہے سلوکوں میں میر		1484/10
یوں تو اوروں کی مدارات چلی جاتی ہے		

۱۔ نول کشور سوم اور اس کی بیوی میں آسی کے یہاں ٹٹن سے درج ہے جب کہ نسخہ کالج اور طبع دوم میں 'فن' میں 'جود' درست بھی ہے اور معروف بھی۔
۲۔ نول کشور دوم، سوم اور آسی و مجلس میں مصرع کا متن ترسیل معنی میں حارج ہے، اے گردشِ دوراں یہ کہ جان نسخہ کالج میں کہ یہ جان درست ہے۔
۳۔ آسی کے یہاں رکنا ہی بہتر ہے۔ دوم، سوم میں رکھا بظاہر بے معنی ہے۔

﴿1485﴾

- منصف جو ٹو ہے، کب تیں یہ دکھ اٹھائیے 1485/1
 اظہارِ رازِ عشق کیے بن رہے نہ اشک 1485/2
 تم نے جو اپنے دل سے بھلایا ہمیں تو کیا 1485/3
 فکرِ معاش یعنی غمِ زیت تا بہ کے 1485/4
 جاتے ہیں کیسی کیسی لیے دل میں حسرتیں 1485/5
 لوٹوں ہوں جیسے خاکِ چمن پر میں اے سپہرے 1485/6
 پہنچا تو ہوگا سمعِ مبارک میں حالِ میر 1485/7
 اُس پر بھی جی میں آوے تو دل کو لگائیے

﴿1486﴾

(قبل از 1752ء)

- ہائے رے ذوقِ دل لگانے کے 1486/1
 اتفاقات ہیں زمانے کے 1486/2
 اور بھی وقت تھے بہانے کے 1486/3
 ڈھب ہیں یہ خاک میں ملانے کے 1486/4
 نہیں بھوکے ہم آب و دانے کے 1486/5
 بندے ہیں اپنے جی چلانے کے 1486/6
 چڑھ گیا ہاتھ اس دوانے کے 1486/7
 صدقے اس انکھریاں لڑانے کے 1486/8
 آگے آگے تمہارے آنے کے 1486/9
 جاگے طالعِ غریب خانے کے 1486/10
 مژہ، ابرو، نگہ سے اُس کی میر (قطعہ) 1486/11-12
 تیر و تلوار و سیل یک جا ہیں (میل)
 سارے اسباب مارے جانے کے

﴿1487﴾

- کم فرصتی گل جو کہیں کوئی نہ مانے 1487/1
 تھے شہر میں اے رشکِ پری جتنے سیانے 1487/2
 ہمراہِ جوانی گئے ہنگامے اٹھانے 1487/3
 پیری میں جو باقی نہیں جاے میں تو کیا دُور 1487/4
 ایسے گئے ایامِ بہاراں کہ نہ جانے
 سب ہو گئے ہیں شورِ ترانے کے دوانے
 اب ہم بھی نہیں وے رہے، نہ وے ہیں زمانے
 پھٹنے لگے ہیں کپڑے جو ہوتے ہیں پرانے

نسخہ آسی میں اسیر نہ جائے سپہرے ملط ہے، طبعِ دوم میں متن درست ہے۔
 آس مجلس و عبادت سبھی کے یہاں بشمول نول کشور دوم، سوم، جی جلانے ہے، درست محاورہ نسخہ کالج میں جی چلانے ہے۔

اس درد میں کس کس کو کیا نفع دوانے
شانے کے نصیبوں میں تھے یوں ہاتھ بندھانے
ہر چند کیا شور، قیامت نے سرھانے
رہتے ہیں ترے تیر ستم ہی کے نشانے
ظاہر ہے کہ منہ پھیر لیا ہم سے خدا نے
کن کن روشوں ہم کو پھرایا ہے ہوا نے
آئے بھی جو ہو تو مجھے مجلس سے اٹھانے
خاک اُس کی سر راہ کی کوئی کب تیں چھانے
آتے جو ہو ہر شام و سحر تیر لگانے
کم جاتے جو اُس کو چے میں پر ہم تھے دوانے
ہم جی سے گئے، پر نہ گئے اُس کے بہانے

گلیوں میں بہت ہم تو پریشاں سے پھرے ہیں
ادبаш کسو روز لگا دیں گے ٹھکانے

مرتے ہی سنے ہم نے کسل مند محبت
ہے کس کو میسر تری زلفوں کی اسیری
ٹک آنکھ بھی کھولی نہ زخود رفتہ نے اس کے
لوہے کے توے میں جگر اہل محبت
کاہے کو یہ انداز تھا اعراضِ بتاں کا
ان ہی چمنوں میں کہ جنھوں میں نہیں اب چھاؤں
کب کب مری عزت کے لیے بیٹھے ہو ٹک پاس
پایا ہے نہ ہم نے دلِ گم گشتہ کو اپنے
کچھ تم کو ہمارے جگروں پر بھی نظر ہے
مُجروح بدن سنگ سے طفلان کے نہ ہوتے
آنے میں تعلق ہی کیا غاقبتِ کار

1487/5
1487/6
1487/7
1487/8
1487/9
1487/10
1487/11
1487/12
1487/13
1487/14
1487/15
1487/16

﴿1488﴾

بے طاقتی دل کو بھی مقدور ہوا ہے
یہ قلعہ تو اس شہر میں مشہور ہوا ہے
افسانہ مرے حال کا مذکور ہوا ہے
یاں آج مرا شیشہ دل چور ہوا ہے
یعقوب بجا آنکھوں سے معذور ہوا ہے
یہ کاسہ سر کاسہ طنبور ہوا ہے
نزدیک مرے کب کا، یہ سر دور ہوا ہے
کیا ساتھ مرے داغوں کے محشور ہوا ہے
اک شمع کا چہرہ ہے سو بے نور ہوا ہے

اس شوق کو ٹک دیکھ کہ چشمِ نگران ہے
جو زخمِ جگر کا مرے ناسور ہوا ہے

تن ہجر میں اس یار کے رنجور ہوا ہے
پہنپا نہیں کیا سمعِ مبارک میں مرا حال
بے خوابی تری آنکھوں پہ دیکھوں ہوں مگر رات
کل صبح ہی مستی میں سر راہ نہ آیا
کیا سو جھے اُسے جس کی ہو یوسف ہی نظر میں
پُر شور سے ہے، عشقِ معنی پیراں کے
تلوار لیے پھرنا تو اب اُس کا سنا میں
خورشید کی محشر میں تپش ہوگی کہاں تک
اے رشکِ سحر بزم میں لے منہ پہ نقاب اب

1488/1
1488/2
1488/3
1488/4
1488/5
1488/6
1488/7
1488/8
1488/9
1488/10

﴿1489﴾

(قبل از 1752ء)

ہر سر حرف پہ فریاد نہایت کہے
اپنا شیوہ ہی نہیں یہ کہ شکایت کہے
دودِ دل ہو کے فلک تجھ میں سرایت کہے
عوضِ جور و جفا ہم پہ عنایت کہے
آپھی گمراہ ہیں ہم، کس کو ہدایت کہے

چل قلم، غم کی رقم کوئی حکایت کہے
گو کہ سر خاک قدم پر تری لوٹے، اس میں
ہم جگر سوختہ کے جی میں جو آوے تو ابھی
عشق میں آپ کے گزرے نہ ہماری تو مگر
مت چاہا عشق کی رہ کی کہ کہے ہے یاں خضر

1489/1
1489/2
1489/3
1489/4
1489/5

کس کے کہنے کو ہے تاثیر کہ اک میر ہی سے
رمز و ایما و اشارات و کنایت کچھ

1489/6

﴿1490﴾

دل جو پُر بے قرار رہتا ہے
تیرے بن دیکھے میں مکدر ہوں
جبر یہ ہے کہ تیری خاطر دل
دل کو مت بھول جانا میرے بعد
دور میں چشم مست کے تیری
بس کہ تیرا ہوا بلا گرداں
ہر گھڑی رجش ایسی باتوں میں
تجھ بن آئے ہیں تنگ جینے سے
دل کو گو ہاتھ میں رکھو اب تم
غیر مت کھا فریب خلق اُس کا
دلبرو دل چراتے ہو ہر دم
کیوں نہ ہووے عزیز دلہا میر
کس کے کوچے میں خوار رہتا ہے

1490/1

1490/2

1490/3

1490/4

1490/5

1490/6

1490/7

1490/8

1490/9

1490/10

1490/11

1490/12

﴿1491﴾

(قبل از 1752ء)

دہر بھی میر طرفہ مقتل ہے
کثرتِ غم سے دل لگا رکے
روز کہتے ہیں چلنے کو خواں
چھوڑ مت نقدِ وقتِ نسیہ پر
بند ہو تجھ سے یہ کھلا نہ کبھو
سینہ چاکی بھی کام رکھتی ہے
اب کے ہاتھوں میں شوق کے تیرے (قطعہ) دامنِ بادیہ کا آنچل ہے
نک گرہاں میں سر کو ڈال کے دیکھ
ہجر باعث ہے بدگمانی کا (قطعہ) غریبِ عشق ہے تو کب کل ہے
مر گیا کوہ کن اسی غم میں
آنکھ اوجھل ، پہاڑ اوجھل ہے

1491/1

1491/2

1491/3

1491/4

1491/5

1491/6

1491/7-8

1491/9-10

نسخہ کالج میں کوڈ بالکل درست ہے اسی کے یہاں "کا" اور "طبع دوم" میں بھی غلط ہیں۔
نسخہ کلیات اسی میں شعر نو اور دس کو قطعہ درج نہیں کیا، مجلس کے مرتب نے نشان دی نہیں کی۔

﴿1492﴾

- 1492/1 جہاں گداز اتنی کہاں آوازِ عود و چنگ ہے
1492/2 زو و خال و زلف ہی ہیں سنبل و سبزہ و گل
1492/3 بے ستوں کھودے سے کیا آخر ہوئے سب کا عشق
1492/4 آہ ان خوش قامتوں کو کیوں کے بر میں لائے
1492/5 عشق میں وہ گھر ہے اپنا جس میں سے مجنوں یہ ایک
1492/6 چشمِ کم سے دیکھ مت قمری تو اس خوش قد کو تک
1492/7 ہم سے تو جایا نہیں جاتا کہ یکسر دل ہیں تے واں
1492/8 ایک بوتے پر تو کی ہے صلح پر لے زود رنج (مخ)
1492/9 پاؤں میں چوٹ آنے کے پیارے بہانے جانے دے
1492/10-11 فکر کو نازک خیالوں کی کہاں پہنچے ہیں یار (قطعہ)
سرسری کچھ سن لیا، پھر واہ واکر اٹھ گئے
شعر یہ کم فہم سمجھے ہیں خیالِ بنگ ہے
صبر بھی کریے بلا پر میر صاحب جی کبھو
جب نہ تب رونا ہی کڑھنا یہ بھی کوئی ڈھنگ ہے

﴿1493﴾

(قبل از 1752ء)

- 1493/1 خنجر بکف وہ جب سے سفاک ہو گیا ہے
1493/2 جس سے اسے لگاؤں روکھا ہی ہو ملے ہے
1493/3 کیا جانوں لذتِ درد اس کی جراثیم کی
1493/4 صحبت سے اس جہاں کی کوئی خلاص ہوگا
1493/5 دیوار کہنہ ہے یہ مت بیٹھ اس کے سائے
1493/6 شرم و حیا کہاں کی، ہر بات پر ہے شمشیر
1493/7 زیرِ فلک بھلا تو رووے ہے آپ کو میر
کس کس طرح کا عالم یاں خاک ہو گیا ہے

۱۔ لفظ آئی اور مجلس میں یہ مصرع تمام عمر سمجھ میں نہیں آتا۔ وہاں ہی کی جگہ سے درج ہے، طبع دوم، سوم میں ہی درست ہے۔
۲۔ طبع دوم، سوم نول کشور میں سے کی جگہ ہے، مصرع بظاہر بہتر ہوتا دکھائی دیتا ہے، لیکن یہاں آئی کا متن سے، معنی اور مضمون شعر کو واضح کرنے کا ذریعہ ہے۔
۳۔ نول کشور کی سونوں بشمول آئی میں کی جگہ میں سہو کتابت سہی لیکن معنی خط کرنے کو کافی ہے۔
۴۔ آئی اور مجلس میں شعر دس و گیارہ قطعہ ہیں، گو فاروقی صاحب نے انہیں قطعہ نہیں سمجھا اور صرف گیارویں شعر کو شامل انتخاب شورا اٹلیز کیا ہے۔

﴿1494﴾

(قبل از 1752ء)

ساقی گھر چاروں اور آیا ہے دے بھی مے ، ابر زور آیا ہے
غارتِ دل کرے ہے ابر سیاہ بے طرح گھر میں چور آیا ہے
آج تیری گلی سے ظالم میر
لوہو میں شور بور آیا ہے

1494/1

1494/2

1494/3

﴿1495﴾

فقیرانہ آئے ، صدا کر چلے میاں خوش رہو ، ہم دعا کر چلے
جو تجھ دن نہ جینے کو کہتے تھے ہم سو اُس عہد کو اب وفا کر چلے
شفا اپنی تقدیر ہی میں نہ تھی کہ مقدور تک تو دوا کر چلے
وہ کیا چیز ہے آہ جس کے لیے ہر اک چیز سے دل اٹھا کر چلے
کوئی ناامیدانہ کرتے نگاہ سو تم ہم سے منہ بھی چھپا کر چلے
بہت آرزو تھی گلی کی تری سو یاں سے لہو میں نہا کر چلے
دکھائی دیے یوں کہ بے خود کیا ہمیں آپ سے بھی جدا کر چلے
جبیں سجدہ کرتے ہی کرتے گئی (قطعہ) حق بندگی ہم ادا کر چلے
پرستش کی یاں تک کہ ایسے بت تھے نظر میں سمجھوں کی خدا کر چلے
جھڑے پھول جس رنگ گلین سے یوں (قطعہ) چمن میں جہاں کے ہم آ کر چلے
نہ دیکھا غم دوستاں شکر ہے ہمیں داغ اپنا دکھا کر چلے
گنی عمر در بند فکر غزل! سو اس فن کو ایسا بڑا کر چلے

1495/1

1495/2

1495/3

1495/4

1495/5

1495/6

1495/7

1495/8-9

1495/10-11

1495/12

1495/13

کہیں کیا جو پوچھے کوئی ہم سے میر
جہاں میں تم آئے تھے، کیا کر چلے

﴿1496﴾

اپنا سر شوریدہ تو وقفِ خمِ چوگان ہے ابوالہوس، گردوق ہے، یہ گو ہے یہ میدان ہے
عالم مری تقلید سے خواہش تری کرنے لگا میں تو پیشیاں ہو چکا، لوگوں کو اب ارمان ہے
ہر چند بیش از بیش ہے دعویٰ تو رونے کا تجھے پر دیدہ نم ناک بھی اے ابر تر طوفان ہے
اس بے دی میں بھی کبھو دل بھراٹھے ہے دم ترا آنک شتابی بے وفا، اب تک تو مجھ میں جان ہے
ہر لحظہ خنجر درمیاں ، ہر دم زباں زیرِ زباں وہ طور وہ اسلوب ہے ، یہ عہد یہ پیمان ہے
اس آرزوئے وصل نے ، مشکل کیا جینا مرا ورنہ گزرنا جان سے اتنا نہیں آسان ہے
بس بے وقاری ہو چکی ، گلیوں میں خواری ہو چکی
اب پاس کر تک میر کا ، دو چار دن مہمان ہے

1496/1

1496/2

1496/3

1496/4

1496/5

1496/6

1496/7

آسی اور مجلس نے شعر بارہ و تیرہ کو قطعہ بند درج کیا ہے جب کہ یہ دونوں شعر مضمون و معنی کے اعتبار سے بالکل الگ الگ ہیں۔ شعر بارہ اور شعر تیرہ زندگی کی ادا حاصلیت کا مضمون بیان کرتا ہے۔

﴿1497﴾

خوب تھے وہ دن کہ ہم تیرے گرفتاروں میں تھے	1497/1
دشمنی جانی ہے اب تو ہم سے غیروں کے لیے	1497/2
مت بختہ سے گزر قمری ہماری خاک پر	1497/3
مر گئے لیکن نہ دیکھا تو نے اودھر آنکھ اٹھا	1497/4
گرچہ جرم عشق غیروں پر بھی ثابت تھا، ولے	1497/5
اک رہا مژگاں کی صف میں، ایک کے ٹکڑے ہوئے	1497/6
دل جگر جو میر دونوں اپنے غم خواروں میں تھے	

﴿1498﴾

جس جگہ دور جام ہوتا ہے	1498/1
ہم تو اک حرف کے نہیں ممنون	1498/2
تیغ ناکاموں پر نہ ہر دم کینچ	1498/3
پوچھ مت آہ، عاشقوں کی معاش	1498/4
زخم بن، غم بن اور غصے بن	1498/5
شیخ کی سی ہی شکل ہے شیطان	1498/6
میر صاحب بھی اُس کے ہاں تھے پر	1498/7
جیسے کوئی غلام ہوتا ہے	

﴿1499﴾

بے تابوں میں تنگ ہم آئے ہیں جان سے	1499/1
ہم خامشوں کا ذکر تھا شب اُس کی بزم میں	1499/2
آپ خضر سے بھی نہ گنی سوزش جگر	1499/3
جز عشق جنگ دہر سے مت پڑھ کہ خوش ہیں ہم	1499/4
آنے کا اس چمن میں سبب بے کلی ہوئی	1499/5
اب چھیڑ یہ رکھی ہے کہ عاشق ہے تو کہیں	1499/6
داغوں سے ہے چمن، جگر میر دہر میں	1499/7
اُن نے بھی گل چنے بہت اس گلستان سے	

﴿1500﴾

چاک پر چاک ہوا، جوں جوں سلایا ہم نے	1500/1
سرت لطف عزیزان چمن جی میں رہی	1500/2
جی میں تھا عرش پہ جا باندھے تکیہ، لیکن	1500/3
بعد یک عمر کہیں تم کو جو تنہا پایا	1500/4
اس گریباں ہی سے اب ہاتھ اٹھایا ہم نے	
سر پہ دیکھا نہ گل و سرود کا سایا ہم نے	
بسترا خاک ہی میں اب تو بچھایا ہم نے	
ڈرتے ڈرتے ہی کچھ احوال سنایا ہم نے	

یاں فقط ریختے ہی کہنے نہ آئے تھے ہم	1500/5
بارے کل باغ میں جا، مرغ چمن سے مل کر	1500/6
تازگی داغ کی ہر شام کو بے بیچ نہیں	1500/7
دشت و کہسار میں سرمار کے چندے تجھ دن	1500/8
بے کلی سے دل بے تاب کی مرگز رے تھے	1500/9
یہ ستم تازہ ہوا اور کہ پائیز میں میر	1500/10
دل خس و خار سے ناچار لگایا ہم نے	

﴿1501﴾

ظالم کہیں تو مل کبھو دارو سے ہوئے	1501/1
آؤ گے ہوش میں تو تک اک سدھ بھی لیجیو	1501/2
جی ڈوبتا ہے اُس گہر تر کی یاد میں	1501/3
سی چاکِ دل کہ چشم سے ناصح لبو تھے	1501/4
کافر ہوئے بتوں کی محبت میں میر جی	1501/5
مسجد میں آج آئے تھے قشقہ دیے ہوئے	

﴿1502﴾

کرو توکل کہ عاشقی میں نہ یوں کرو گے تو کیا کرو گے	1502/1
الم جو یہ ہے تو درد مندو! کہاں تلک تم دوا کرو گے	
جگر میں طاقت کہاں ہے اتنی کہ درد ہجراں سے مرتے رہے	1502/2
ہزاروں وعدے وصال کے تھے کوئی بھی جیتے وفا کرو گے	
جہاں کی مسلح تمام حیرت، نہیں ہے تس پر نگہ کی فرصت	1502/3
نظر پڑے گی بسانِ بھل کبھو جو مڑگاں کو دا کرو گے	
اخیر اُلفت یہی نہیں ہے کہ جل کے آخر ہوئے پٹنگے	1502/4
ہوا جو یاں کی یہ ہے تو یارو، غبار ہو کر اڑا کرو گے	
بلا ہے ایسا تپیدنِ دل کہ صبر اس پر ہے سخت مشکل	1502/5
دماغ اتنا کہاں رہے گا کہ دست بر دل رہا کرو گے	
عدم میں ہم کو یہ غم رہے گا کہ ادروں پر اب ستم رہے گا	1502/6
تمہیں تو لت ہے ستانے ہی کی، کسو پر آخر جفا کرو گے	

ا۔ اگر اس مصرع میں ہم کی جگہ اُس یا اُن کر دیں تو دیا بھانے کی ذمہ دار آہ قرار پائے گی۔ تاہم تمام نسخوں میں ہم ہی درج ہوا ہے۔

ب۔ نسخہ آ سی میں اُس کو بہت مرتبہ آس لکھا گیا ہے۔ سو کتابت، جسے ذور نہ کیا گیا۔

ج۔ لفظ مر جے پر فائق صاحب کا حاشیہ، ابن خرم کے بیان کردہ، اسلام کے پانچ فرقوں جن میں ایک مرجیہ بھی ہے، کی تفصیل پر مبنی ہے۔ از پھر شعر کی فہم پر جس قدر حیرت کی جائے کم ہے۔ اس لفظ کی دو لغات ہیں، ایک کے مطابق ضعیف، مردہ دل، ست اور کامل، وہ جو مر مر کر مر مر کے جینے والا، دوسرے معنی غوطہ خور کے ہیں اور یہی مراد میر ہیں۔

- 1502/7 اگرچہ اب تو خفا ہو لیکن ، موئے گئے پر کبھو ہمارے
جو یاد ہم کو کرو گے پیارے تو ہاتھ اپنے ملا کرو گے
- 1502/8 سحر کو مخراب تیغ قاتل کبھو جو یارو ادھر! ہو مائل
تو ایک سجدہ بسانِ نیکل ، مری طرف سے ادا کرو گے
- 1502/9 غمِ محبت سے میر صاحب بہ تنگ ہوں میں ، فقیر ہو تم
جو وقت ہوگا کبھو مساعد تو میرے حق میں دعا کرو گے

﴿1503﴾

- 1503/1 بو کہ ہو سوئے باغ نکلے ہے باؤ سے اک دماغ نکلے ہے
- 1503/2 ہے جو اندھیر شہر میں ، خورشید دن کو لے کر چراغ نکلے ہے
- 1503/3 چوب کاری ہی سے رہے گا شیخ اب تو لے کر چھاغ نکلے ہے
- 1503/4 ہر سحر حادثہ مری خاطر بھر کے خوں کا ایلاغ نکلے ہے
- 1503/5-6 دے ہے جنبش جوواں کی خاک کو باؤ (تقلید) لے جگر داغ داغ نکلے ہے
- 1503/7 اس گلی کی زمین تفتہ سے دل جلوں کا سراغ نکلے ہے
- شاید اس زلف سے لگی ہے میر
- باؤ میں اک دماغ نکلے ہے

﴿1504﴾

- 1504/1 ہے خاک جیسے ریگ رواں سب، نہ آب ہے دریائے موج خیز جہاں کا سراب ہے
- 1504/2 روزِ شمار میں بھی محاسب ہے گر کوئی تو لے حساب کچھ نہ کر آخر حساب ہے
- 1504/3 اس شہرِ دل کو تو بھی جو دیکھے تو اب کہے کیا جائے کہ بستی یہ کب کی خراب ہے
- 1504/4 منہ پر لیے نقاب تو اے ماہ کیا چھپے آشوبِ شہرِ حسن ترا آفتاب ہے
- 1504/5 کس رشکِ گل کی باغ میں زلفِ سیہ کھلی موجِ ہوا میں آج نیٹ پیچ و تاب ہے
- 1504/6 کیا دل مجھے بہشت میں لے جائے گا بھلا جس کے سبب یہ جان پہ میری عذاب ہے
- 1504/7 سن کان کھول کر کہ تنک جلد آنکھ کھول غافل! یہ زندگانی فسانہ ہے ، خواب ہے
- 1504/8 رہ آشنائے لطفِ حقیقت کے بحر کا ہے رشکِ زلف و چشم جو موجِ حباب ہے
- 1504/9 آتش ہے سوزِ سینہ ہمارا مگر کہ میر
- نامے سے عاشقوں کے کبوتر کباب ہے

۱۔ نسخہ آسی میں یہ صراحت خمِ ادھر درج کیا ہے جب کہ یہاں بھی محلِ ادھر کا ہے۔ اس نوع کی اغلاط بھی آسی کے یہاں بہت ہیں۔ ہر جگہ نشانِ دی ممکن نہیں تاہم درستگی کر دی گئی ہے۔

۲۔ نسخہ آسی اور مجلس میں شعر پانچ سے قطعہ کا آغاز بتایا جو درست ہے، ہماری ترتیب میں شعر چار کو قطعہ کا دوسرا شعر قرار دیا، حالانکہ یہ شعر اس قطعہ حصہ (معنوی طور پر) ہے ہی نہیں۔ اس لیے ترتیب بدل کر شعر چار کو قطعے سے پہلے درج کر دیا ہے۔ قطعہ دو شعروں پانچ اور چھ پر مشتمل ہے۔

﴿1505﴾

- 1505/1 کیا کیا بیٹھے بگڑ بگڑ تم ، پر ہم تم سے بنائے گئے
چپکے باتیں اٹھائے گئے ، سر گاڑے دوں ہی آئے گئے
- 1505/2 اٹھے نقاب جہان سے یا رب جس سے تکلف بچ میں ہے
جب نکلے اُس راہ سے ہو کر منہ تم ہم سے چھپائے گئے
- 1505/3 کب کب تم نے سچ نہیں مانیں جھوٹی باتیں غیروں کی
تم ہم کو یوں ہی جلائے گئے دے تم کو دوں ہی لگائے گئے
- 1505/4 صبح وہ آفت اٹھ بیٹھا تھا ، تم نے یہ دیکھا صد افسوس
کیا کیا فتنے سر جوڑے پلکوں کے سائے سائے گئے
- 1505/5 اللہ رے یہ دیدہ درائیؔ ، ہوں نہ مکدر کیوں کے ہم
آنکھیں ہم سے ملائے گئے ، پھر خاک میں ہم کو ملائے گئے
- 1505/6 آگ میں غم کی ہو کے گدازاں جسم ہوا سب پانی سا
یعنی بن اُن شعلہ رخوں کے خوب ہی ہم بھی تائے گئے
- 1505/7 ٹکڑے ٹکڑے کرنے کی بھی حد اک آخر ہوئی ہے
کشتے اُس کی تیغ ستم کے گور تیں کب لائے گئے
- 1505/8 خضر جو مل جاتا ہے گا ہے آپ کو بھولا خوب نہیں
کھوئے گئے اُس راہ کے ورنہ کا ہے کو پھر پائے گئے
- 1505/9 مرنے سے کیا تیر جی صاحب ہم کو ہوش تھے کیا کرے
جی سے ہاتھ اٹھائے گئے پر اُس سے دل نہ اٹھائے گئے

﴿1506﴾

- 1506/1 ادھر سے ابر اٹھ کر جو گیا ہے ہماری خاک پر بھی رو گیا ہے
- 1506/2 مصائب اور تھے پر دل کا جانا عجب اک سانحہ سا ہو گیا ہے
- 1506/3 مقامر خانہ آفاق وہ ہے کہ جو آیا ہے یاں کچھ کھو گیا ہے
- 1506/4 کچھ آؤ زلف کے کوچے میں درپیش مزاج اپنا ادھر اب تو گیا ہے
- 1506/5 سرہانے تیر کے کوئی نہ بولو
ابھی ٹک روتے روتے سو گیا ہے

۱۔ یہاں پھر نہ مجلس کے فاضل مرتب فائق صاحب نے دیدہ درائی کو دیدہ درائی درج فرمایا ہے۔ دسیوں مقام پر اس خطی کو سہو کتابت قرار دیا جاسکتا۔

۲۔ میر کے اس شاید سب سے مشہور شعر کا متن مروجہ صورت میں آہستہ بولو کے ساتھ ہے۔ کوئی نہ بولو اگر درست بھی ہے (جیسا کہ سبجی درج کرتے ہیں) تو بھی واقعہ یہ کہ مقبول عام متن (آہستہ) سے ہی مرتبہ شعر قائم اور بلند ہوتا ہے، موجودہ مذکور متن سے نہیں۔

﴿1507﴾

- 1507/1 عمر بھر ہم رہے شرابی سے دل پُر خوں کی اک گلابی سے
 1507/2 جی ڈبا جائے ہے سحر سے آہ رات گزرے گی کس خرابی سے
 1507/3 کھلنا کم کم کلی نے سیکھا ہے اُس کی آنکھوں کی نیم خوابی سے
 1507/4 برق اُٹھتے ہی چاند سا نکلا داغ ہوں اُس کی بے حجابی سے
 1507/5 کام تھے عشق میں بہت پر میر
 ہم ہی فارغ ہوئے شتابی سے

﴿1508﴾

- 1508/1 دن دوری چن میں جو ہم شام کریں گے تا صبح دو صد نالہ سر انجام کریں گے
 1508/2 ہوگا ستم و جور سے تیرے ہی کنایہ دو شخص جہاں شکوۂ ایام کریں گے
 1508/3 آمیزش بے جا ہے تجھے جن سے ہمیشہ دے لوگ ہی آخر تجھے بدنام کریں گے
 1508/4 نالوں سے مرے رات کے غافل نہ رہا کر اک روز یہی دل میں ترے کام کریں گے
 1508/5 گر دل ہے یہی مضطرب الحال تو اے میر
 ہم زیر زمیں بھی بہت آرام کریں گے

ردیف کی ہے۔ دیوان دوم

﴿1509﴾

- 1509/1 ہم سے دیکھا کہ محبت نے ادا کیا کیا کی ایک دل قطرہ خوں، تس پہ جفا کیا کیا کی
 1509/2 کس کو لاگی کہ نہ لوہو میں ڈبایا اس کو اُس کی شمشیر کی جدول بھی بہا کیا کیا کی
 1509/3 جان کے ساتھ ہی آخر مرض عشق گیا جی بھلا نک نہ ہوا، ہم نے دوا کیا کیا کی
 1509/4 اُن نے چھوڑی نہ طرح بے جور و جفا کی ہرگز ہم نے یوں اپنی طرف سے تو وفا کیا کیا کی
 1509/5 سجدہ اک صبح ترے در کا کرد اس خاطر میں نے محراب میں راتوں کو دعا کیا کیا کی
 1509/6 آگ سی پھلکتی ہی دن رات رہا کی تن میں جان غم ناک ترے غم میں جلا کیا کیا کی
 1509/7 میر نے ہونٹوں سے اُس کے نہ اُٹھایا جی کو
 خلق اُن سے کے تئیں یہ سن کے کہا کیا کیا کی

۱۔ نسخہ کالج میں 'اُن' ہے، آسی و دیگر نول کشوری نسخوں میں 'اُس' 'طرف' کا یہ محل نہیں۔ طبع سوم کی سند پر 'طرح' جو یہاں ضروری ہے، درج کیا جاتا ہے۔
 ۲۔ صرف نسخہ آسی و مجلس میں 'اُس' ہے ورنہ نسخہ کالج اور نول کشور دوم، سوم میں 'اُن' ہے۔

﴿1510﴾

کچھ کرو فکر مجھ دوانے کی	1510/1
دل کا اُس کنج لب سے دے ہیں نشان	1510/2
وہ جو پھرتا ہے مجھ سے دور ہی دور	1510/3
تیز یوں ہی نہ تھی شب آتش شوق	1510/4
خضر اُس خط سبز پر تو مَوا	1510/5
دل صد چاک باب زلف ہے لیک	1510/6
کسو کم ظرف نے لگائی آہ (قطعہ)	1510/7-8
ورنہ اے شیخ شہر واجب تھی	
جام داری شراب خانے کی	
جو ہے سو پائمال غم ہے میر	1510/9
چال بے ڈول ہے زمانے کی	

﴿1511﴾

میر دریا ہے سنے شعر زبانی اُس کی	1511/1
خاطرِ بادیہ سے دیر میں جاوے گی کہیں	1511/2
ایک ہے عہد میں اپنے وہ پراگندہ مزاج	1511/3
مینہ تو بوچھار کا دیکھا ہے برستے تم نے	1511/4
بات کی طرز کو دیکھو تو کوئی جادو تھا	1511/5
کر کے تعویذ رکھیں اُس کو بہت بھاتی ہے	1511/6
اُس کا وہ عجز، تمہارا یہ غرور خوبی	1511/7
کچھ لکھا ہے تجھے ہر برگ پہ اے رشکِ بہار	1511/8
سرگزشتِ اپنی کس اندوہ سے شب کہتا تھا	1511/9
مرثیے دل کے کئی کہہ کے دیے لوگوں کو	1511/10
میان سے نکلے ہی پڑتی تھی تمہاری تلوار	1511/11
آبلے کی سی طرح ٹیس لگے، پھوٹ بھی	1511/12
اب گئے اُس کے جزا فوس نہیں کچھ حاصل	1511/13
حیف صد حیف کہ کچھ قدر نہ جانی اُس کی	

﴿1512﴾

کی سیر ہم نے سینہ یکسر فگار کی	1512/1
دریائے حسنِ یارِ تلامم کرے کہیں	1512/2

۱۔ مرتبہ مجلس نے رقعہ دار کو رقعہ دار سمجھا اور درج کیا، یہ درست نہیں۔ اصل لفظ جو یہاں مطلوب ہے رقعہ دار ہی ہے اور اسی کے درست درج ہوا ہے۔

- اپنا بھی جی اسیر تھا ، آوازِ عندلیب 1512/3
 آنکھیں غبارِ لائیں مری انتظار میں 1512/4
 مقدور تک تو ضبط کروں ہوں ، پہ کیا کروں 1512/5
 اے لہرِ سر پھروں ترے ، ہوں میں فقیرِ محض 1512/6
 کیا صید کی تڑپ کو اٹھائے دماغِ یار 1512/7
 رکھتا نہیں طریقِ وفا میں کبھو قدم 1512/8
 کیا جانوں چشمِ تر سے ادھر دل پہ کیا ہوا 1512/9
 کس کو خبر ہے میرِ سمندر کے پار کی

﴿1513﴾

- پتے بازی سے چرخِ گرداں کی 1513/1
 جی گیا اُس کے تیر کے ہمراہ 1513/2
 ہیں لیے آبروتِ خنجر و تیغ 1513/3
 پھوڑ ڈالیں گے سر ہی اُس در پر 1513/4
 سرِ دامن سے کُٹتو کرے 1513/5
 اُس بتِ شوخ کی ہے طینت میں 1513/6
 آدمی سے ملک کو کیا نسبت 1513/7
 شانِ ارفع ہے میر ! انساں کی

﴿1514﴾

- رکھا گنہِ وفا کا ، تفصیر کیا نکالی 1514/1
 رہتی ہے چت چڑھی ہی دن رات تیری صورت 1514/2
 چپ بھی مری جتائی اُس سے مخالفوں نے 1514/3
 بس تھی ہمیں تو تیری ابرو کی ایک جنبش 1514/4
 کی اُس طیبِ جاں نے تجویزِ مرگِ عاشق 1514/5
 دل بند ہے ہمارا موجِ ہوائے گل سے 1514/6
 نامے پہ لوہو رو رو خط کھینچ ڈالے سارے 1514/7
 یہ میر بیٹھے بیٹھے تحریر کیا نکالی

﴿1515﴾

- جی رشک سے گئے جو ادھر کو صبا چلی 1515/1
 کیا ہے جو اُس چمن میں ہے ایسی چلا چلی

۱۔ نسخہ کالج اور نول کشور دوم، سوم میں اسے ہے پھر نہ جانے نسخہ آسی میں اب کا ماخذ کیا ہے۔
 ۲۔ نول کشور دوم، سوم میں مصرع یوں ہے 'ہیں یہ مژگان و ابرو و خنجر و تیغ' آسی کے یہاں متن درست لگتا ہے۔

- تو دو قدم جو راہ چلا گرم اے نگار 1515/3
 مہندی کفک کی آگ دلوں میں لگا چلی
 فتنہ ہے اُس سے شہر میں برپا ہزار جا 1515/4
 تلوار اس کی چال پہ کیا ایک جا چلی
 یہ جور و جور کش تھے کہاں آگے عشق میں 1515/5
 تجھ سے جفا و میر سے رسم وفا چلی

﴿1516﴾

- آج کچھ بے حجاب ہے وہ بھی 1516/1
 کیا ہی مست شراب ہے وہ بھی
 میں ہی جلتا نہیں جدا دل سے 1516/2
 دور مجھ سے کباب ہے وہ بھی
 سائل بوسہ سب گئے محروم 1516/3
 ایک حاضر جواب ہے وہ بھی
 وہم جس کو محیط سمجھا ہے 1516/4
 دیکھیے تو سراب ہے وہ بھی
 کم نہیں کچھ صبا سے اشک گرم 1516/5
 قاصد پر شتاب ہے وہ بھی
 حسن سے دور دل نہیں خالی 1516/6
 زلف پر بیچ و تاب ہے وہ بھی
 خانہ آباد کعبے میں تھا میر 1516/7
 کیا خدائی خراب ہے وہ بھی

﴿1517﴾

- دزدیدہ نگہ کرنا ، پھر آنکھ ملانا بھی 1517/1
 اس لوٹے دامن کو پاس آ کے اٹھانا بھی
 پایلی عاشق کو منظور رکھے جانا 1517/2
 پھر چال کڈھب چلنا ، ٹھوکر نہ لگانا بھی
 برقع کو اٹھا دینا ، پر آدھے ہی چہرے سے 1517/3
 کیا منہ کو چھپانا بھی ، کچھ جھمکی دکھانا بھی
 دیکھ آنکھیں مری بچی ، اک مارنا پتھر بھی 1517/4
 ظاہر میں ستانا بھی ، پردے میں جتنا بھی
 صحبت ہے یہ ویسی ہی اے جان کی آسائش 1517/5
 ساتھ آن کے سونا بھی ، پھر منہ کو چھپانا بھی

﴿1518﴾

- یار دین تلخ زندگانی تھی 1518/1
 دوستی مدعی جانی تھی
 سر سے اُس کے ہوا گئی نہ کبھو 1518/2
 عمر برباد یوں ہی جانی تھی
 لطف پر اُس کے ہم نشین مت جا 1518/3
 کبھو ہم پر بھی مہربانی تھی
 ہاتھ آتا جو تُو تو کیا ہوتا 1518/4
 برسوں تک ہم نے خاک چھانی تھی
 شیب میں فائدہ تامل کا 1518/5
 سوچنا تب تھا جب جوانی تھی
 میرے قصے سے سب کی گئیں نیندیں 1518/6
 کچھ عجب طور کی کہانی تھی
 عاشق جی ہی لے گئی آخر 1518/7
 بلا کوئی ناگہانی تھی
 اُس رخ آتشیں کی شرم سے رات 1518/8
 مجمع مجلس میں پانی پانی تھی
 پھر خن نشوی ہے ویسی ہی 1518/9
 رات اک آدھ بات مانی تھی
 کوئے قاتل سے بچ کے نکلا خضر 1518/10
 اسی میں اُس کی زندگانی تھی

فقر پر بھی تھا میر کے اک رنگ
کفنی پہنی ، سو زعفرانی تھی

1518/11

﴿1519﴾

وہ رابطہ نہیں ، وہ محبت نہیں رہی
دیکھا تو مثل اشک نظر سے گرا دیا
زندہ سے جی کے کس کو رہا ہے دماغ حرف
تھی تاب جی میں جب تئیں رنج و تعب کھینچے
منعم اہل کا طول یہ کس جینے کے لیے
دیوانگی سے اپنی ہے اب سارنی بات خط
اُس بے وفا کو ہم سے کچھ اُلفت نہیں رہی
اب میری ، اُس کی آنکھ میں عزت نہیں رہی
دم لینے کی بھی ہم کو تو فرصت نہیں رہی
وہ جسم اب نہیں ہے ، وہ قدرت نہیں رہی
جتنی گئی اب اتنی تو مدت نہیں رہی
افراطِ اشتیاق سے وہ مت نہیں رہی
پیدا کہاں ہیں ایسے پراگندہ طبع لوگ
افسوس تم کو میر سے صحبت نہیں رہی

1519/1

1519/2

1519/3

1519/4

1519/5

1519/6

1519/7

﴿1520﴾

عشق میں ذلت ہوئی ، خفت ہوئی ، تہمت ہوئی
عکس اُس بے دید کا تو متصل پڑتا تھا صبح
لوحِ سینہ پر مرے سو نیزہ خطی لگے
کھولتے ہی آنکھیں پھریاں موندنی ہم کو پڑیں
پاؤں میرا کلبہِ احزاں میں اب رہتا نہیں
مر گیا آوارہ ہو کر میں تو جیسے گردباد
شاد و خوش طالع کوئی ہوگا کسو کو چاہ کر
دل کا جانا آج کل تازہ ہوا ہو تو کہوں!
شوقِ دل ہم ناتوانوں کا لکھا جاتا ہے کب
کیا کتبِ دست ایک میداں تھا بیاباں عشق کا
یوں تو ہم عاجز ترین خلقِ عالم ہیں ولے
گوش زد چٹ پٹ ہی مرنا عشق میں اپنا ہوا
بے زباں جو کہتے ہیں مجھ کو سوچ رہ جائیں گے
ہم نہ کہتے تھے کہ نقش اس کا نہیں نقشِ سہل
اس غزل پر شام سے تو صوفیوں کو وجد تھا
کم کسو کو میر کی میت کی ہاتھ آئی نماز
نغش پر اس بے سرو پا کی بلا کثرت ہوئی

1520/1

1520/2

1520/3

1520/4

1520/5

1520/6

1520/7

1520/8

1520/9

1520/10

1520/11

1520/12

1520/13

1520/14

1520/15

1520/16

﴿1521﴾

- اب کے جو آئے سفر سے ، خوب مہمانی ہوئی 1521/1
 عقل کی باتیں کیاں ، کیا ہم سے نادانی ہوئی 1521/2
 یعنی دل لوہو ہوا سب ، چشم سب پانی ہوئی 1521/3
 رقعہ وار اب اشکِ خونیں سے تو افشانی ہوئی 1521/4
 اک نگہ میں سیکڑوں کی خانہ دیرانی ہوئی 1521/5
 فہم سودائی ہوا ، یاں عقل دیوانی ہوئی 1521/6
 دوستی اُس کی ہماری دشمنی جانی ہوئی 1521/7
 تو عبث اے بے حقیقت غنچہ پیشانی ہوئی 1521/8
 یہ صنم گوئی ہماری کیا خدا خوانی ہوئی 1521/9
 توڑنے کو توڑی توبہ ، اب پشیمانی ہوئی 1521/10
 اب ہوئی خطرے کی جاگہ کشتی طوفانی ہوئی 1521/11
 بارے اپنی ایسی مشکل کی بھی آسانی ہوئی 1521/12
 قوت کو پیرانہ سر دلی میں حیرانی ہوئی 1521/13
 باولے سے جب تلک بکتے تھے ، سب کرتے تھے پیار 1521/4
 لوہو پانی ایک دونوں نے کیا میرا نداں 1521/5
 کیا چھپا کچھ رہ گیا ہے مدعائے خطِ شوق 1521/6
 آنکھ اٹھا کر ٹک جو دیکھا گھر کے گھر بٹھلا دیے 1521/7
 مرتبہ واجب کا سمجھے آدمی ، ممکن نہیں 1521/8
 چاہ کر اُس بے وفا کو آخر اپنی جان دی 1521/9
 بلبل اس خوبی سے گل ہے سیما سیما یار 1521/10
 شیخ مت یادِ ہتاں کو رات کا سا ذکر جان 1521/11
 غنچہ گل ہے گلابی ، پھول ہے جامِ شراب 1521/12
 چشم ہوتے ہوتے تر کچھ سب بھری رہنے لگی 1521/13
 دل تڑپتا تھا نہایت ، جان دے تسکین کی 1521/14
 جب سے دیکھا اُس کو ہم نے ، جی ڈھا جاتا ہے میر 1521/15
 اس خرابی کی یہ چشمِ زدو سیہ بانی ہوئی 1521/16

﴿1522﴾

- بتوں سے آنکھ کیوں میں نے لڑائی 1522/1
 نرا دھوکا ہی ہے دریائے ہستی 1522/2
 بگڑتی ہی گئی صورت ہماری 1522/3
 نہ اٹکا ایک شب اس راہ وہ ماہ 1522/4
 کہا تھا میں نہ دیکھو غیر کی اور 1522/5
 نہ ملیے خاک میں کہہ کیونکہ پیارے 1522/6
 جفا اُس کی نہ پہنچی انتہا کو 1522/7
 گلے اُس مہ نے لگ کر ایک دو رات 1522/8
 نہ تھا جب درمیاں آئینہ تب تک 1522/9
 نظر اُس کی پڑی چہرے پر اپنے 1522/10
 طرف ہے مجھ سے اب ساری خدائی 1522/11
 نہیں کچھ نہ سے تجھ کو آشنائی 1522/12
 گئے پر دل کے ، پھر کچھ بن نہ آئی 1522/13
 بہت کی ہم نے طالع آزمائی 1522/14
 سو تم نے آنکھ مجھ سے ہے چھپائی 1522/15
 گزرتی ہے کڑی تیری جدائی 1522/16
 درینا! عمر نے کی بے وفائی 1522/17
 مہینوں تک مری چھاتی جلائی 1522/18
 تھی اک صورت کہ ہو جائے صفائی 1522/19
 نمد پوشوں سے آنکھ اب کب ملائی 1522/20
 بڑھائی کس قدر بات اُس کے قد کی 1522/21
 قیامت میر صاحب ہیں جوانی 1522/22

﴿1523﴾

مطرب سے غزل میر کی کل میں نے پڑھائی (قطعہ)	1523/1-2
اس مطلع جاں سوز نے آس کے لبوں پر	1523/3
خاطر کے علاقے کے سبب جان کھپائی	1523/4
گو آس رخ مہتابی سے داں چاندنی چھٹکی	1523/5
ہر بحر میں اشعار کہے، عمر کو کھویا	1523/6
بھیڑیں ٹلیں آس ابروئے خم دار کے ہلتے	1523/7
دل اور جگر جل کے مرے دونوں ہوئے خاک	1523/8
قاصد کے تصنع نے کیا دل بے تئیں داغ	1523/9
چپکی ہے مری آنکھ لب لعلِ بتاں سے	1523/10
میں دیر پہنچ کے نہ کیا قصدِ حرم پھر	1523/11
فریاد انہی رنگوں ہے گلزار میں ہر صبح	1523/12
مجلس میں مرے ہوتے رہا کرتے ہو چپکے	1523/13
گردش میں جو ہیں میر مہ و مہر، ستارے	
دن رات ہمیں رہتی ہے یہ چشمِ نمائی	

﴿1524﴾

تجھ کئے بیٹھے گھٹا جاتا ہے جی	1524/1
یوں تو مردے سے پڑے رہتے ہیں ہم	1524/2
ہائے اس کے شربی لب سے جدا	1524/3
اب کے آس کی راہ میں جو ہو سو ہو	1524/4
کیا کہیں تم سے کہ آس شعلے بغیر	1524/5
عشق آدم میں نہیں کچھ چھوڑتا	1524/6
اٹھ چلے پر آس کے غش کرتے ہیں ہم	1524/7
آ نہیں پھرتا وہ مرتے وقت بھی	1524/8
رکھتے تھے کیا کیا بنائیں پیشتر	1524/9
آسمان شاید ورے کچھ آ گیا	1524/10
کاش کے برقع رہے آس رخ پہ میر	1524/11
منہ کھلے آس کے چھپا جاتا ہے جی	

۱۔ نسخہ کالج اور نول کشور طبع دوم، سوم میں چپکی ہے جب کہ آس کے یہاں چھپکی درج ہوا، قدیم متن کو ترجیح دی ہے۔
 ۲۔ نسخہ آس میں آتا ہے مجلس کے متن میں آتے ہیں اختلاف متن مذکور نہیں۔

﴿1525﴾

کوئی دن ہی میں خاک سی سب آزادی	متاع دل اس عشق نے سب جلا دی	1525/1
نہ خضر و بلدیاں ، نہ رہبر نہ ہادی	دلیل اس بیاباں میں دل ہی ہے اپنا	1525/2
نہ مرنے کا غم ہے ، نہ جینے کی شادی	مزا جوں میں یاس آگئی ہے ہمارے	1525/3
عجب آگ دل میں ، جگر میں لگا دی	نہ پوچھو کہ چھاتی کے جلنے نے آخر	1525/4
یہ رسم کہن آہ تم نے اٹھا دی	وفا لوگ آپس میں کرتے تھے آگے	1525/5
پھرے ہم بگولے سے وادی بہ وادی	جدا ان غزالان شہری سے ہو کر	1525/6
ہوا یہ سب اپنے مرنے کا بادی	صبا اس طرف کو چلی ، جل گئے ہم	1525/7
طیب محبت نے کیسی دوا دی	وہ نسخہ جو دیکھا ، بڑھا روگ دل کا	1525/8
ہمیں زیر دیوار سے خانہ جا دی	ملے قصر جنت میں پیر مغاں کو	1525/9
نہ ہو عشق کا شور تا میر ہرگز		1525/10
چلے بس تو شہروں میں کرے منادی		

﴿1526﴾

صبح ہے ، کوئی آہ کر لیجے	آسماں کو سیاہ کر لیجے	1526/1
چشم گل باغ میں مُندی جا ہے	جو بنے اک نگاہ کر لیجے	1526/2
ابرِ رحمت ہے جوش میں سے دے	یعنی ساقی گناہ کر لیجے	1526/3

﴿1527﴾

یک مژہ اے دم آخر مجھے فرصت دیجے	چشم بیمار کے دیکھ آنے کی رخصت دیجے	1527/1
نو گرفتار ہوں اس باغ کا ، رحم اے صیاد	موسم گل رہے جب تک ، مجھے مہلت دیجے	1527/2
اپنے ہی دل کا گنہ ہے جو جلاتا ہے مجھے	کس کو لے مرے میاں اور کسے تہمت دیجے	1527/3
چھوٹے ہیں قیدِ نفس سے تو چمن تک پہنچیں	اتنی اے ضعفِ محبت ہمیں طاقت دیجے	1527/4
	مر گیا میر ، نہ آیا ترے جی میں اے شوخ	1527/5
	اپنے محنت زدہ کو بھی کبھی راحت دیجے	

﴿1528﴾

گر ناز سے وہ سر پر لے تیغ آنہ پہنچے	منزل کو عاشق اپنے مقصد کی جا نہ پہنچے	1528/1
جیتے رہیں گے کیونکر ہم اے طیب ناداں	بیمار ایسے ، تس پر مطلق دوا نہ پہنچے	1528/2
لائق ترے نہیں ہے خصمی غیر ، لیکن	وہ باز کیونکر آوے جب تک سزا نہ پہنچے	1528/3

۱۔ نسخہ آسی میں یہ درست ہے، مجلس میں یہ سہو کتابت ہے، اختلاف بھی درج نہیں۔
۲۔ نسخہ آسی میں پہنچے ہے جو درست نہیں، نسخہ کالج اور طبع دوم، سوم میں پہنچیں درست ہے۔

- 1528/4 ہر چند بہرِ خواہاں سرِ مسجدوں میں مارے
1528/5 بن آہ دل کا رکنا بے جا نہیں ہمارا
1528/6 اپنے سخن کی اُس سے کس طورِ راہ نکلے!
1528/7 وہ میر شاہِ خوبی، پھر قدرِ دور اُس کی
درویش بے نوا کی اُس تک صدا نہ پہنچے

﴿1529﴾

- 1529/1 اک شور ہو رہا ہے خوں ریزی میں ہمارے
1529/2 زخم اُس کے ہاتھ کے جو سینے پہ ہیں نمایاں
1529/3 ہیں بد مزاجِ خواہاں، پر کس قدر ہیں دل کش
1529/4 بیٹھیں ہیں رونے کو تو دریا ہی زوا اٹھیں ہیں
1529/5 لاتے نہیں ہو مطلق سر تم فرو خدا سے
1529/6 کوئی تو ماہ پارہ اس بھی رواق میں ہے
1529/7 لگ کر گلے نہ سوئے، اس منہ پہ منہ نہ رکھا
1529/8 بے تاباں ہے دنوں سکو، بے خوابی ہے شبوں کو
1529/9 آفاق میں جو ہوتے اہلِ کرم تو سنتے
1529/10 جل بجھیے اب تو بہتر مانندِ برقِ حافظ
1529/11 ہم نے تو عاشقی میں کھویا ہے جان کو بھی
صدقے ہیں میر جی کے دے ڈھونڈتے ہیں دارے

﴿1530﴾

- 1530/1 میر ایک دم نہ اُس دن تو جیا پیارے
1530/2 رنگین ہم تو تجھ کو ایسا نہ جانتے تھے
1530/3 دل کے تو زخم کا کچھ ہوتا نہیں تدارک
1530/4 اُس دام گاہ میں ہم جوں صیدِ نیم بکل
1530/5 ہو داغِ میر تجھ بن مر بھی گیا، ولے تو
آیا نہ گور پر ٹک لے کر دیا پیارے

۱۔ نسخہ مجلس جلد دوم ص ۲۹۳ پر آ سی کے نسخے کی ایک غلطی کی نشان دہی کی۔ دوسرے مصرع میں آ سی کے یہاں 'کیا نہ پہنچے' ہے جب کہ اصل متن برعکاس نسخہ کالج، نول کشور دوم، سوم قاصد گیا نہ پہنچے ہے۔ اس درستگی سے پہلے مصرع اول میں نسخہ مجلس نے 'کس طور راہ نکلا' کو 'کس طور راہ نہ نکلا' میں نہ اضافی درج کر دی ہے۔

۲۔ نسخہ آ سی ص ۳۳۲ بے تاباں ہے دلوں کو درست نہیں۔ مصرع کے دوسرے حصے میں 'شبوں' کے حوالے سے یہاں دنوں کا کمال ہے۔ نسخہ کالج اور نول کشور دوم، سوم میں درست متن درج ہے۔

﴿1531﴾

سیر کی ہم نے ہر کہیں پیارے	1531/1
خٹک سال وفا میں اک مدت	1531/2
یک نظر دیکھنے کی حسرت میں	1531/3
پہنچی ہے ضعف سے یہ اب حالت	1531/4
تجھ گلی میں رہے ہے میر مگر	1531/5
دیکھیں ہیں جب نہ تب نہیں پیارے	

﴿1532﴾

اسیر زلف کرے ، قیدی کند کرے	1532/1
ہمیشہ چشم ہے نمناک ، ہاتھ دل پر ہے	1532/2
بڑوں بڑوں کو جھکاتے ہی سر بنے اُس دم	1532/3
بیان دل کے بھی جلنے کو کرے مجلس میں	1532/4
نہ مجھ کو راہ سے لے جائے مگر دنیا کا	1532/5
سوائے اس کے بڑی داڑھی میں ہے کیا اسے شیخ	1532/6
دکھاوے آنکھ کبھو ، زلف کھولے منہ پہ کبھو	1532/7
اگرچہ سادہ ہے ، لیکن ربودن دل کو	1532/8
خن نہیں ہے جو کہتے ہیں شعر میر ہے سحر	1532/9
زبان خلق کو کس طور کوئی بند کرے	

﴿1533﴾

آہ روکوں جانے والے کس طرح گھر کے ترے	1533/1
لالہ و گل کیوں نہ پھیکے اپنی آنکھوں میں لگیں	1533/2
بے پردہ بانی سے اب کے گو کہ بلبل تو ہے چپ	1533/3
آج کا آیا تجھے کیا پاوے ، ہم حیران ہیں	1533/4
دیکھ اس کو حیف کھا کر سب مجھے کہنے لگے	1533/5
تازہ تر ہوتے ہیں نوگل سے بھی اے نازک نہال	1533/6
مشک ، عنبر طبلہ طبلہ کیوں نہ ہو کیا کام ہے	1533/7
جی میں وہ طاقت کہاں جو ہجر میں سنبھلے رہیں	1533/8
داغ پیے سے جو ہیں بلبل کے دل پر کس کے ہیں	1533/9
کوئی آب زندگی پیتا ہے یہ زہراب جھوڑ	1533/10

۱۔ نسخہ آسی میں پاؤں تک سر کے ہے جب کہ نسخہ کالج طبع دوم، سوم میں 'تک' ہے جو درست ہے۔ مصرع اول میں 'جو' کی جگہ مجلس کے نسخہ سہو کتابت ہے۔

۲۔ نول کشور طبع سوم میں در درست نہیں ہے، نسخہ کالج اور طبع دوم میں زریٰ مطلوب مفہوم شعر ہے۔

نوح کا طوفان ہماری کب نظر پڑتا ہے میر
جوش ہم دیکھے ہیں کیا کیا دیدہ تر کے ترے

1533/11

﴿1534﴾

مت سہل سمجھو ایسے ہیں ہم کیا درے دھرے
سختی بہت ہے پاس و مراعاتِ محشق میں
خالی کروں ہوں رو رو کے راتوں کو دل کے تئیں
زندہ ہونے جی کے خاک میں ہم کو ملا دیا
داڑھی کو تیری دیکھ کے ہنستے ہیں لڑکے شیخ
جل تھل فقط نہیں مرے رونے سے بھر گئے
جی کو بچا رکھیں گے تو جانیں گے عشق میں
ہر چند میر صاحبِ قبلہ ہیں مگرے

1534/1

1534/2

1534/3

1534/4

1534/5

1534/6

1534/7

﴿1535﴾

بو کیے کھلائے جاتے ہو، نزاکت ہائے رے
یار بے پروا و مفتر اور میں بے اختیار
سختی کھینچی کوہ کن نے، قیس نے رنج و لقب
شور اٹھتا ہے، جو ہوتے جلوہ گر ہو، ناز سے
خانقہ والے ہی کچھ تنہا نہیں الفت میں خوار
عشق میں افسوس سا افسوس اپنا کر چکے
رتکھنے ہی کے ہے قابل یار کی ترکیب میر
واہ دارے چشتم و ابرو، قد و قامت ہائے رے

1535/1

1535/2

1535/3

1535/4

1535/5

1535/6

1535/7

﴿1536﴾

وہی سوزشِ سموئے پر بھی ہے اب تک ساتھ یاں میرے
عزیزاں! غم میں اپنے یوسفِ گم گشتہ کے ہر دم
تمہاری دشمنی، ہم دوستوں سے لاناہایت ہے
لب و لہجہ غزل خوانی کا کس کو آج کل ایسا
نظر مت بے پری پر کر کہ آں سوئے جہاں پھر ہوں
کہاں تک سر کو دیواروں سے یوں مارا کرے کوئی

1536/1

1536/2

1536/3

1536/4

1536/5

1536/6

۱۔ نسخہ آسی اور مجلس میں 'پینا'، نول کشور دوم، سوم میں 'ہینا'، نسخہ کالج میں 'ہینا'، غلط محض ہے، دوسرے لفظ کے معنی لغات میں دستیاب نہیں، مزید تحقیق تک 'کھینچنا' کو ہی شامل متن شعر کرنا ہوگا جو نسخہ آسی کے حاشیے پر درج ہے۔

۲۔ نسخہ آسی کی 'ری' کو 'رے' تصور کرنا ہوگا کہ چشتم و ابرو کے لیے 'رے' ہی مناسب ہے۔

۳۔ نسخہ کالج کے علاوہ نول کشور دوم، سوم میں بھی 'سوزش' ہے، اس شعر کے مضمون کے مطابق یہی لفظ بہتر ہے۔ آسی اور مجلس میں 'سوزش' بالعموم درست ہوتی ہے لیکن یہاں اس مرتبہ ان کا قیاس درست نہیں ہے۔

- مجھے پامال کر یکساں کیا ہے خاک سے تو بھی 1536/7
خزاں کی باؤ سے حضرت میں گلشن کے تظاول تھا 1536/8
کہا میں شوق میں طفلانِ تہ بازار کے کیا کیا 1536/9
زمیں سر پہ اٹھالی کبک نے رفتارِ رنگیں سے 1536/10
سخن کیا میر کرے حسرت و اندوہ و حرماں سے 1536/11
بیاں حاجت نہیں، حالات ہیں سارے عیاں میرے

﴿1537﴾

- بہار آئی ہے، غنچے گل کے نکلے ہیں گلابی سے 1537/1
گروں ہوں ہر قدم پر میں، ڈھا جاتا ہے جی ہر دم 1537/2
نہ ٹھہری ایک بھی چشمکِ بسانِ برق آنکھوں میں 1537/3
نکل آتے ہو گھر سے چاند سے، یہ کیا طرح پکڑی 1537/4
یہ جھگڑا، تنگ آ کر، میں رکھا روزِ شمار اوپر 1537/5
بہت رویا نوشتے پر میں اپنے، دیکھ قاصد کو 1537/6
مبادا کارواں جاتا رہے، تو صبح سوتا ہے 1537/7
بہت ڈرتا ہوں میں اے میر تیری دیرِ خوابی سے

﴿1538﴾

- کعبے میں جاں بہ لب تھے ہم دوریِ بتاں سے 1538/1
تصویر کے سے طائرِ خاموش رہتے ہیں ہم 1538/2
جب کوندتی ہے بجلی، تب جانبِ گلستاں 1538/3
کیا خوبی اُس کے منہ کی اے غنچہ نقل کرے 1538/4
آنکھوں ہی میں رہے ہو، دل سے نہیں گئے ہو 1538/5
سبز ان باغِ سارے دیکھے ہوئے ہیں اپنے 1538/6
کی کشت و شوبدن کی جس دن بہت سی اُن نے 1538/7
خاموشی ہی میں ہم نے دیکھی ہے مصلحت اب 1538/8
اتنی بھی بد مزاجی ہر لحظہ میر تم کو 1538/9
الجھاؤ ہے زمیں سے، جھگڑا ہے آسماں سے

﴿1539﴾

- کرتا ہے کب سلوک وہ اہلِ نیاز سے 1539/1
یوں کب ہمارے آنسو چھیں ہیں کہ تو نے شوخ 1539/2

۱۔ نسخہ آسی میں اوپر کی جگہ صرف پُر درج ہے، جس سے مصرع ساقط الوزن ہو جاتا ہے۔ طبع دوم، سوم میں اوپر درست ہے۔
۲۔ دوسرے مصرع میں نسخہ آسی دیگر میں 'حرفِ شتابی' ہے لیکن نسخہ کالج میں 'حرفِ حسابی' ہے جو شمار کی مناسبت سے بہت اہم ہو جاتا ہے۔

- 1539/3 خاموش رہ سکے نہ تو بڑھ کر بھی کچھ نہ کہہ
سر شمع کا کٹے ہے زبانِ دراز سے
- 1539/4 اب جا کسو درخت کے سائے میں بیٹھیے
اس طور پھرے کب تیں بے برگ و ساز سے
- 1539/5 یہ کیا کہ دشمنوں میں مجھے سامنے لگے
کرتے کسو کو ذبح بھی تو امتیاز سے
- 1539/6 مانند شمع ٹپکے ہی پڑتے ہیں اب تو اشک
کچھ جلتے جلتے ہو گئے ہیں ہم گداز سے
- 1539/7 شاید کہ آج رات کو تھے میکدے میں میر
کھیلے تھا ایک منہ پچہ منبر نماز سے

﴿1540﴾

- 1540/1 تابوت مرا دیر اٹھا اُس کی گلی سے
اثبات ہوا جرمِ محبت کا اسی سے
- 1540/2 تم چھیڑتے ہو بزم میں مجھ کو تو ہنسی سے
پر مجھ پہ جو ہو جائے ہے پوچھو مرے جی سے
- 1540/3 آتش بہ جگر اُس درِ نایاب سے سب ہیں
دریا بھی نظر آئے اُسی خشک لبی سے
- 1540/4 گر ٹھہرے ملک آگے انہوں کے تو عجب ہے
پھرتے ہیں پڑے دلی کے لونڈے جو پری سے
- 1540/5 نکلا جو کوئی واں سے تو پھر مر ہی کے نکلا
اُس کو بچے سے جاتے ہوئے دیکھا کسے جی سے
- 1540/6 ہمسائے مجھے رات کو رو دیا ہی کرے ہیں
سوتے نہیں بے چارے مری نالہ کشی سے
- 1540/7 تم نے تو ادھر دیکھنے کی کھائی ہے سو گند
اب ہم بھی لڑا بیٹھتے ہیں آنکھ کسی سے
- 1540/8 چھاتی کہیں پھٹ جائے کہ ٹک دل بھی ہوا کھائے
اب دم تو لگے رکنے ہماری خفگی سے
- 1540/9 اُس شوخ کا تمکین سے آنا ہے قیامت
اکتانے لگے ہم نفساں تم تو ابھی سے
- 1540/10 نالاں مجھے دیکھے ہیں بتاں تس پہ ہیں خاموش
فریاد ہے اس قوم کی فریاد رسی سے
- 1540/11 تالو سے زباں رات کو مطلق نہیں لگتی
عالم ہے سیہ خانہ، مری نوحہ گری سے
- 1540/12 بے رحم وہ تجھ پاس لگا بیٹھنے جب دیر
ہم میر سے دل اپنے اٹھائے تھے بھی سے

﴿1541﴾

- 1541/1 کیا نور ہو طرف یار کے روشن گہری سے (کی)
مانا ہے حضور اس کے، چراغِ سحری سے
- 1541/2 سبزان چمن ہو ویں برابر ترے کیوں کر
لگتا ہے ترے سائے کو بھی جنگ پری سے
- 1541/3 ہشیار کہ ہے راہِ محبت کی خطرناک
مارے گئے ہیں لوگ بہت بے خبری سے
- 1541/4 اک آن میں رعنائیاں تیری تو ہیں سو سو
کب عہدہ بر آئی ہوئی اس عشوہ گری سے
- 1541/5 زنجیر تو پاؤں میں لگی رہنے ہمارے
کیا اور ہو رسوا کوئی آشفقہ سری سے
- 1541/6 جب لب ترے یاد آتے ہیں، آنکھوں سے ہماری
تب کلڑے نکلتے ہیں عقیقِ جگری سے
- 1541/7 عشق آنکھوں کے نیچے کیے، کیا میر چھپے ہے
پیدا ہے محبت تری مرگاں کی تری سے

﴿1542﴾

- 1542/1 برسوں ہوئے گئے ہوئے اس مہ کو بام سے
کاهش مجھے جو ہے وہی ہوتی ہے شام سے

- 1542/2 ترپے اسیر ہوتے جو ہم ، اک اٹھا غبار
1542/3 دہاں ہر نگاہ ہے صد کاروان اشک
1542/4 محو اس دہان تنگ کے ہیں کوئی کچھ کہو
1542/5 یوسف کے پیچھے خوار زلیخا عبث ہوئی
1542/6 لڑکے ہزار جھولی میں پتھر لیے ہیں ساتھ
1542/7 وہ ناز سے چلا کہیں تو حشر ہو چکے
1542/8 جھک جھک سلام کرنے سے سرکش ہوا وہ اور
1542/9 دے دن گئے کہ رات کو یک جا معاش تھی
1542/10 سرگرم جلوہ بدر ہو ہر چند شب کو ، لیک
1542/11 دل اور عرش دونوں پہ گویا ہے اُن کی سیر
کرتے ہیں باتیں میر جی کس کس مقام سے

﴿1543﴾

- 1543/1 وہ کہاں دھوم جو دیکھی گئی چشم تر سے
1543/2 ہو برافروختہ وہ بت جو ہے اترت
1543/3 ڈھب کچھ اچھا نہیں برہم زدن مرگاں کا
1543/4 تھا نوشتے میں کہ یوں سوکھ کے مرے اُس بن
1543/5 یوں تو دس گز کی زباں ہم بھی بتاں رکھتے ہیں
1543/6 سیر کرنے جو چلے ہے کبھو وہ فتنہ خرام
1543/7 عشق کے کوچے میں پھر پاؤں نہیں رکھنے کے ہم
1543/8 مہر کی اُس سے توقع غلطی اپنی تھی
1543/9 کوچہ یار ہے کیا طرفہ بلاخیز مقام
1543/10 ساتھ سونا جو گیا اس کا ، بہت دل تڑپا
برسوں پھر میر یہ پہلو نہ لگے بستر سے

﴿1544﴾

- 1544/1 فراموش آپ کو کرنا محبت میں ہے یاد اس سے
1544/2 اٹھے فتنے ہزار اس سے، ہوئے لاکھوں فساد اس سے
1544/3 اگرچہ تلخیشہ جاں ہے، پہ بہتر ہے جماد اس سے
1544/4 جو ایسے سخت عقدوں کی طلب کرے کشاد اس سے
مراد دل پیر مرشد ہے، مجھے ہے اعتقاد اس سے
بلا انداز ہے اُس کا، قیامت ناز ہے اُس کا
نزاکت جیسی ہے ویسا ہی دل بھی سخت ہے اُس کا
کسے تلہیں بند اُن نے کیسے کس درویش سے ملیے

۱۔ نسخہ آ سی ص ۳۰ پر انا کل ول ہے۔ کلول میں تلفظ کا التباس ہے اس لیے یہی املا اپنایا ہے جو بہ اعتبار وزن بھی درست ہے۔
۲۔ نسخہ آ سی اگر یہ ہے، طبع دوم، سوم میں صرف اگر درج ہو سکے، نسخہ کاج میں اگرچہ یہی بہتر ہے اس لیے شامل متن کیا جا رہا ہے۔
۳۔ نسخہ آ سی میں 'کے' ہے جب کہ نول کشور دوم، سوم میں 'کسے'، دوسرے مصرع میں آ سی کے یہاں 'تو شاد' بھی درست نہیں، یہ اصل میں 'کشاد' ہے۔

- 1544/5 بھلا یوں گھٹ کے مرے کب تلک، دل خوں ہوا سارا
1544/6 لگے ہی ایک دو رستے ہیں، مہلت بات کی کیسی
1544/7 پہنچ کر تہ کو ہم تو شخص محرومی ہی پاتے ہیں
1544/8 لیے ہی میان سے رہتا ہے، کوئی یہ نہیں کہتا
1544/9 ادھر توبہ کرے ہے میر، ادھر لگتا ہے سے پینے
کہاں تک، اب تو اپنا اٹھ گیا ہے اعتماد اس سے

﴿1545﴾

- 1545/1 برا کیا مایے اب چھیڑ سے یا اس کی گالی سے
1545/2 کلی بے رنگ مرجھاتی نظر آتی ہے، ظاہر ہے
1545/3 بھری آنکھیں کسو کی پونچھتے جو آستیں رکھتے
1545/4 جو مر رہے بھی تنگ آ کر تو پروا کچھ نہ ہو اس کو
1545/5 جہاں رونے لگے تک، بے دماغی وہ لگا کرنے
1545/6 دماغ حرف لعل ناب و برگ گل سے ہے تم کو
1545/7 ریاضاتِ محبت نے رکھا ہے ہم میں کیا باقی
1545/8 ہم اس راہِ حوادث میں بساں سبزہ واقع ہیں
1545/9 سرہانے رکھ کے پھر خاک پر ہم بے نوا سوئے
1545/10 کبھو میں عین رونے میں جگر سے آہ کرتا ہوں
1545/11 گے غم اس دہن کا ہے، گے فکر اس کمر کی ہے
کہے سو کیا کوئی، ہیں میر صاحب کچھ خیالی سے

﴿1546﴾

- 1546/1 کھینچے جہاں تو تیغِ جلالت کے واسطے
1546/2 سجدہ کوئی کرے تو درِ یار پر کرے
1546/3 آئے نہ تم تو درپس دیوار مجھ تلک
1546/4 خوش طالعی صبح تو اُس منہ پہ ہے سفید
1546/5 داں میں بھی ہوں مدام شہادت کے واسطے
ہے جائے پاک شرطِ عبادت کے واسطے
کھینچیں ہیں لوگ رنجِ عیادت کے واسطے
پھرتا ہے مہ بھی اس ہی سعادت کے واسطے
ہے میر پیر، لیک سوئے سے کدہ مدام
جاتا ہے مغ بچوں کی ارادت کے واسطے

﴿1547﴾

- 1547/1 دیوانگی میں گاہ بنے، گاہ رو چکے
1547/2 افراطِ اشتیاق میں سمجھ نہ اپنا حال
دشت بہت تھی، طاقتِ دل ہائے کھو چکے
دیکھے ہیں سوچ کر کے تواب ہم بھی ہو چکے

۱۔ نسخہ آسی میں ادھر فتح ہے۔ طبع دوم، سوم میں دھر غلط ہے۔ اس اطلاع کے باوجود نسخہ مجلس نے خود جلد چہارم ص ۳۰۹ پر دھر ہی درج کیا ہے۔
۲۔ نسخہ کالج اور طبع دوم، سوم میں مصرع یوں ہے یہی غم اُس دہن کا ہے کہ فکر اس کی کر کی ہے۔ کلیات میر مرتبہ آسی کا مصرع بہتر ہے۔

کہتا ہے میر سانجھ ہی سے آج دردِ دل
ایسی کہانی گرچہ نندھی ہے تو سو چکے

1547/3

﴿1548﴾

بے خودی جو یہ ہے تو ہم آپ میں اب آچکے
تم یہی کہتے رہے یہ اور گل تازہ کھلا
کیا تہی یاں سے چلے جاتے ہو، ہم بھی جا چکے
زخم بھی ہم نے اٹھائے، داغ بھی ہم کھا چکے
اب تو تک بولو، جزا ہم اس عمل کی پا چکے
ایک بوسہ دے نہ منہ برسوں لگایا، واہ وا!
یاں تلک آنے میں جتنا ملکت کرتے ہو کرو
اب چمن میں جا نکلتے ہیں تو جی لگتا نہیں
پھول گل سے میر اس دن دل بہت بہلا چکے

1548/1

1548/2

1548/3

1548/4

1548/5

﴿1549﴾

خوبی کی اپنی جنت کیسی ہی ڈینگیں ہانکے
اک ایک بات اوپر ہیں پیچ و تاب سو سو
اُس کی گلی کا ساکن ہرگز ادھر نہ جھانکے
رہتے نہیں ہیں سیدھے یہ لونڈے ٹیڑھے بانکے
اٹھیے جو اُس کے در سے، تو ہو جیے کہاں کے
اٹھیے جو اُس کے ہیں لچھن سارے اس آسماں کے
جانبہ اس طرف سے نکلے تب منہ کو اپنے ڈھانکے
جب اس طرف سے نکلے تب منہ کو اپنے ڈھانکے
اس خاک داں میں رہ کر کیا کوئی خاک پھانکے
کچھ سرو میں جو پائے انداز اس جواں کے
رفتہ ہیں لوگ سارے ان پاؤں کے نشان کے
خمایاں کش رہے ہے اے میر شوق سے تو
سننے کے زخم کے کہہ کیونکر رہیں گے ٹانکے

1549/1

1549/2

1549/3

1549/4

1549/5

1549/6

1549/7

1549/8

1549/9

﴿1550﴾

دل خوں ہوا ہمارا، گلڑے ہوئے جگر کے
چشمے کہیں ہیں جوشاں، جونیں کہیں ہیں جاری
دیکھا نہ تم نے ایدھر، صرف سے اک نظر کے
آثار اب تلک ہیں یاروں کی چشم تر کے
اٹھیے جو اُس کے در سے تو ہو جیے کدھر کے
محو خیال شاعر یوں ہی ہیں اس کمر کے
یہ رہروان ہستی عازم ہیں سب سفر کے
کیا ہے جو بوالہوس نے دوچار کھائے چر کے
ہم بے خبر ہوئے ہیں پہنچے کسو خبر کے
کیا کہیے آہ غم سے، گھر کے ہوئے نہ در کے
اُس آستیاں کی دوری، اس دل کی ناصبوری

1550/1

1550/2

1550/3

1550/4

1550/5

1550/6

1550/7

1550/8

۱۔ نول کشور دوم، سوم میں 'بندھی' ہے۔ آسی کے یہاں 'نندھی' ہے، یہی بہتر ہے۔

۲۔ نسخہ آسی میں 'یک ایک' ہے جب کہ مجلس کی اشاعت میں 'اک ایک' بہتر ہے۔

۳۔ نسخہ آسی ص ۳۳۹ اپنا درست نہیں، نول کشور دوم، سوم میں اپنے 'پیچ' ہے۔

خاک ایسی عاشقی میں ٹھکرائے بھی گئے کل
پاؤں کئے سے اُس کے پر تیر جی نہ سر کے

1550/9

﴿1551﴾

کتنے روزوں سے نہ سونے کے ہیں نے کھانے کے 1551/1
ہائے کس خوبی سے آوارہ رہا ہے مجنوں 1551/2
عزم ہے جزم کہ اب کے حرکت شہر سے کر 1551/3
آہ کیا سہل گزر جاتے ہیں جی سے عاشق 1551/4
جمع کرتے ہو جو گیسوئے پریشاں کو، مگر 1551/5
کاہے کو آنکھ چھپاتے ہو، یہی ہے گر چال 1551/6
ہاتھ چڑھ جائیو اے شیخ کسو کے نہ کبھو 1551/7
خاک تے چرخ تلک اب تو رکا جاتا ہے 1551/8
لے بھی اے غیرت خورشید تمہیں منہ پہ نقاب 1551/9
لالہ دُگل ہی کے مصروف رہو تم شب و روز 1551/10
تم مگر میر جی سید ہو گلستانے کے

﴿1552﴾

اس باغ بے ثبات میں کیا دل صبا لگے 1552/1
حرص و ہوس سے باز رہے دل تو خوب ہے 1552/2
تلخ اب تو اپنے جی کو بھی لگتی ہے بات دوں 1552/3
کس کو خبر ہے کشتی تباہوں کے حال کی 1552/4
ایسے لگے پھرے ہیں بہت سائے کی روش 1552/5
وہ بھی چمن فروز، تو بلبل ہے سامنے 1552/6
پس جائیں یار آنکھ تری سرگیں پڑے 1552/7
دن ہڈیوں ہماری ہما کچھ نہ کھائے گا 1552/8
خط مت رکھو کہ اس میں بہت ہیں قباحتیں 1552/9
مقصود کے خیال میں بہتوں نے چھانی خاک 1552/10
سب چاہتے ہیں دیر رہے میر دل زدہ 1552/11
یا رب کسو تو دوست کی اُس کو دعا لگے

۱۔ آسی، عبادت اور مجلس میں بات دوں کی بجائے نسخہ کالج، نول کشور دوم، سوم میں اس غلط درج ہے۔ دونوں سے شعر بمعنی ہے اور اختلاف بھی بہت بڑا، لہذا اسی بات دوں کو برقرار رکھا جاتا ہے۔

۲۔ نسخہ آسی میں سرمہ پر غلط ہے، نول کشور دوم، سوم میں سرگیں درست ہے۔

۳۔ نسخہ آسی میں پھر کر درج ہوا، جس کے بارے میں فائق صاحب کا خیال ہے کہ یہ غلط ہے۔ جلد دوم ص ۳۱۶ اور یہ کہ پھر کر نول کشور دوم سوم میں درست ہے حالانکہ یہ غلط ہے اور آسی کا متن پھر کر (بمعنی دوبارہ) سب سے بہتر ہے۔ نسخہ کالج میں پھر کر ہے یہ بھی بمعنی ہے۔

﴿1553﴾

- غیر کو دیکھے ہے گرمی سے نہ کچھ لاگ لگے 1553/1
 آنکھ ہر ایک کی دوڑے ہے کفک پر تیرے 1553/2
 ہو نہ دیوانہ جو اُس گوہر خوش آب کا تو 1553/3
 اب تو اُن کیسوؤں کی یاد میں میں محو ہوا 1553/4
 لڑکے دلی کے ترے ہاتھ میں کب آئے میر 1553/5
 پیچھے ایک ایک کے سو سو پھریں ہیں ڈاگ لگے

﴿1554﴾

- کب تک احوال یہ، جب کوئی تیرا نام لے 1554/1
 ناتوانی سے اگر مجھ میں نہیں ہے جی تو کیا 1554/2
 پہلوئے عاشق نہ بستر سے لگے تو ہے بجا 1554/3
 اب دلِ نالاں پھر اس زلفِ سیہ میں جا چکا 1554/4
 شاخ گل تیری طرف جھکتی جو ہے اے بہت ناز 1554/5
 دل کی آسائش نہیں امکانِ زلفِ یار میں 1554/6
 عزت اے پیرِ مغاں کچھ حاجیوں کی ہے ضرور 1554/7
 کیا بلا مفتی کا لوٹا سر چڑھا ہے ان دنوں 1554/8
 ہم نشیں کہہ مت بتوں کی میر کو تسلیج ہے 1554/9
 کام کیا اس ذکر سے ان کو، خدا کا نام لے

﴿1555﴾

- سختیاں کھینچیں سو کھینچیں پھر بھی جو اٹھ کر چلے 1555/1
 مارگیری سے زمانے کی نہ دل کو جمع رکھ 1555/2
 کیونکہ اُن کا کوئی وارفتہ بھلا ٹھہرا رہے 1555/3
 اب جو وہ سرمایہ جاں یاں تلک آیا تو کیا 1555/4
 میں نہ کہتا تھا دمِ بسمل مرے مت آئیو 1555/5
 چھوڑ جانا جاں بہ لب ہم کو کہاں کا ہے سلوک 1555/6
 صاف سارا شہر اُس انبوہ خط میں لٹ گیا 1555/7
 پاؤں میں مارا ہے تیشہ میں نے راہِ عشق میں 1555/8
 لائے تھے جا کر ابھی تو اُس گلی میں سے پکار 1555/9
 چپکے چپکے میر جی تم اٹھ کے پھر کیدھر چلے

نسخہ مجلس کے فاضل مرتب کا خیال ہے کہ تینوں نسخوں میں دیکھ رہے ہیں۔ اگر دیکھ رہا ہے، ہوتا تو فاعل اور فعل کی مطابقت ہو جاتی یا پھر حالات کہ یہی متن درست ہے کہ یہاں دیکھ رہے ہیں۔ دیکھتا ہے غزل کے شعر کی تفہیم کے لیے لہجہ شناسی شاید سب سے اہم۔ نسخہ مجلس میں اپنی ہے، اسی کے یہاں یا اے معروف و مجہول کا فیصلہ انداز سے ہوتا ہے، اس لیے دامن کی رعایت سے اپنے زیادہ بہتر

﴿1556﴾

یا اب کی وے ادا میں، جو دل سے آہ نکلے	یا پہلی وے نگاہیں، جن سے کہ چاہ نکلے	1556/1
کہیے تھا جو اُس سے باتوں کی راہ نکلے	کیونکر نہ چپکے چپکے یوں جان سے گزریے	1556/2
خوش طالعی سے میرے کیا کیا گواہ نکلے	زردی رنگ و رونا دونوں دلیل کشتن	1556/3
مر جائیے تو منہ سے تیرے نہ آہ نکلے	اے کام جاں ہے تو بھی کیا رنجھلا کا بچاؤ	1556/4
تیرے مقابلے کو کس منہ سے ماہ نکلے	خوبی و دل کشی میں صد چند ہے تو اُس سے	1556/5
پھر نکلے بھی تو میرے یہ ہی گناہ نکلے	یاں مہر تھی وفا تھی، واں جور تھے ستم تھے	1556/6
اے یار کب کے تیرے یہ خیر خواہ نکلے	غیروں سے تو کہے ہے اچھی بری سب اپنی	1556/7
جب خاک منہ پہ مل کر یہ رو سیاہ نکلے	رکھتے تو ہو مکدر پر اُس گھڑی سے ڈریو	1556/8
اک خلق میر کے اب ہوتی ہے آستان پہ		1556/9
درویش نکلے ہے کیوں جو بادشاہ نکلے		

﴿1557﴾

عمید سی ہو جائے اپنے ہاں، لگے جو تو گلے	جیسے اندوہ محرم عشق کب تک دل ملے	1557/1
یہ ادھر سجدہ کریں، ابرو جدھر اُس کے ہلے	دین و مذہب عاشقوں کا قابل پریش نہیں	1557/2
آنکھیں ہو جاتی ہیں ٹھنڈی اُس کے تلووں سے ملے	یہ نہیں میں جانتا نسبت ہے کیا آپس میں، لیک	1557/3
خوش رہو اے ساکنانِ باغ، اب تو ہم چلے	ہائے کس حسرت سے شبنم نے سحر رو کر کہا	1557/4
ایسی جنسِ ناروا کو مفت کوئی واں نہ لے	مردمانِ شہر خوبی پر کریں کیا دل کو عرض	1557/5
خوب روئے ہر نہالِ سبز کے سائے تلے	کل جو ہم کو یاد آیا باغ میں قد یار کا	1557/6
جی بچا تب جائیے، جب سر سے یہ کھول ملے	جمع کر خاطر مری جینے سے مجھ کو خوب ہے	1557/7
طے بہت دشوار کی یہ رہ گزر ہم نے ولے	گرچہ سب ہیں گے مہتائے طریقِ نیستی (قطعہ)	1557/8-10
لمحہ لمحہ آگے تھے کیا کیا قیامت مر طے	ہر قدم پر جی سے جانا، ہر دم اوپر بے دی	
جلنے کو جلتے ہیں سب کے اندرون، لیک میر		
جب کسو کی اس و تیرے سے کہیں چھالی جٹے		

﴿1558﴾

الفت سے، محبت سے مل بیٹھنا کیا جانے	بے مہر و وفا ہے وہ، کیا رسم وفا جانے	1558/1
اس راہ میں پیش آوے کیا ہم کو خدا جانے	دل دھڑکے ہے جاتے کچھ بت خانے سے کعبے کو	1558/2
صورت ہے جو کچھ دل کی سو تیری بلا جانے	ہے جو رخ اپنا تو آئینے میں ہر ساعت	1558/3
جو زخمِ جگر اپنے جوں غنچہ چھپا جانے	کچھ اُس کی بندھی مٹھی اس باغ میں گزرے ہے	1558/4
جب آگ کوئی گھر کو اس طور لگا جانے	کیا سینے کے جلنے کو ہنس ہنس کے اڑاتا ہوں	1558/5
اس دردِ محبت کی جو کوئی دوا جانے	میں مٹی بھی لے جاؤں دروازے کی اُس کے تو	1558/6
کیا جانے ہوں پیشہ، چکھے تو مزا جانے	اپنے تئیں بھی کھانا خالی نہیں لذت سے	1558/7

۱۔ آسی اور مجلس و عبادت کے نسخوں میں ریچھ کا بچاؤ درج ہے، قیاس سے کام لے کر ہم نے اسے 'ریچھ' کر دیا ہے۔

- یوں شہر میں بہترے آزار دہندے ہیں 1558/8
 کیا جانوں! رکھو روزے، یا دارو پیو شب کو 1558/9
 تب جائے جب کوئی اس ڈھب سے ستا جانے
 کردار وہی اچھا تو جس کو بھلا جانے
 آگاہ نہیں انسان اے میر نوشتے سے 1558/10
 کیا چاہیے ہے پھر جو طالع کا لکھا جانے

﴿1559﴾

- الہی! کہاں منہ چھپایا ہے تو نے 1559/1
 جو خواہش نہ ہوتی تو کاش نہ ہوتی 1559/2
 نہ بھائیں تجھے میری باتیں، وگرنہ 1559/3
 رقیبوں سے سر جوڑ بیٹھے ہو کیوں کر 1559/4
 پھر اُس سال سے پھول سونگھا نہ میں نے 1559/5
 مداوا نہ کرنا تھا مشفق ہمارا 1559/6
 کڑھایا کسو کو، کھپایا کسو کو 1559/7
 وہ کسریٰ کہ ہے شور جس کا جہاں میں 1559/8
 تری چال ٹیڑھی، تری بات روکھی 1559/9
 تجھے میر سمجھا ہے یاں کم کسو نے

﴿1560﴾

- ویسا ہے یہ جو یوسف شب تیرے ہوتے آوے 1560/1
 کیا رنگی سے میری تم گفتگو کرو ہو 1560/2
 چھاتی کے داغ یکسر آنکھوں سے کھل رہے ہیں 1560/3
 ہیں پاؤں اُس کے نازک گل برگ سے، بجا ہے 1560/4
 یوں خاک منہ پل کر کب تک پھرا کروں میں 1560/5
 اے کاش قصہ میرا ہر فرد کو سناویں 1560/6
 ترک بتاں کا مجھ سے لیتے ہیں قول، یوں ہی 1560/7
 عاشق کو مر گئے ہی بنتی ہے عاشقی میں 1560/8
 جی میں بگڑ رہا ہے، تب میر چپ ہے بیٹھا 1560/9
 چھپو ابھی تو کیا کیا باتیں بنا کے لاوے

﴿1561﴾

- یا بادۂ گل گوں کی خاطر سے ہوس جاوے 1561/1
 شورش کدۂ عالم کہنے ہی کی جاگہ تھی 1561/2
 یا ابر کوئی آوے اور آ کے برس جاوے
 دل کیا کرے جو ایسے ہنگامے میں پھنس جاوے

۱۔ نسخہ آسی اور مجلس میں 'جانو' ہے جب کہ نسخہ کالج اور نول کشور دوم، سوم میں 'جانوں' ہے جو بہتر ہے۔
 ۲۔ نسخہ آسی میں، نول کشور طبع سوم کے تتبع میں 'جان' نہ جاوے ہے، نسخہ کالج اور طبع دوم میں 'جان' جاوے ہے جو درست ہے۔

- 1561/3 دل تو ہے لعبت نالاں یارانِ گزشتہ بن
1561/4 اُس زلف سے لگ چلنا اک سانپ کھلانا ہے
1561/5 ے خانے میں آوے تو معلوم ہو کیفیت
1561/6 چولی جہاں سے مسکی پھر آنکھیں وہیں چپکیں
1561/7 ہے میر عجب کوئی درویش برشتہ دل
بات اُس کی سنو تم تو چھاتی بھی بھلس جاوے

﴿1562﴾

- 1562/1 درونے کو کوئی آہوں سے یوں کب تک ہوا دیوے
1562/2 کہاں تک یوں پڑے بستر پہ رہے دور جاناں سے
1562/3 ہوئے برسوں کہ وہ ظالم رہے ہے مجھ پہ کچھ ٹیڑھا
1562/4 وفا کی مُزد ہیں ہم پر جفا و جور کیا کہیے
1562/5 کہیں کچھ تو بُرا مانو بھلا انصاف تو کریے
1562/6 صنوبر آدمی ہو تو سراپا بار دل لاوے
1562/7 بہت گم راہ ہے وہ شوخ لگتا ہے کہ کس کے
1562/8 جگر سب جل گیا لیکن زباں ہلتی نہیں اپنی
1562/9 کوئی بھی تیر سے دل ریش سے یوں دور پھرتا ہے
تک اس درویش سے مل جل کہ تجھ کو کچھ دُعا دیوے

﴿1563﴾

- 1563/1 اُس شوخ ستم گر کو کیا کوئی بھلا چاہے
1563/2 کعبے گئے کیا کوئی مقصد کو پہنچتا ہے
1563/3 سورنگ کی جب خوبی پاتے ہوں اُسی گل میں
1563/4 ہم عجز سے پہنچے ہیں مقصود کی منزل کو
1563/5 ہو سکتی ہیں سد رہ پلکیں کہیں رونے کی
1563/6 جب تو نے زباں چھوڑی تب کا ہے کا صرفہ ہے
1563/7 دل جاوے ہے جوں رو کے شبنم نے کہا گل سے
1563/8 خط رسم زمانہ تھی ہم نے بھی لکھا اُس کو
1563/9 رنگ گل و بوئے گل ہوتے ہیں ہوا دونوں
1563/10 ہم میر ترا مرنا کیا چاہتے تھے لیکن
رہتا ہے ہوئے بن کب جو کچھ کہ ہوا چاہے

۱۔ نئے مجلس میں دل ہے تو عبث جب کہ اسی کے نسخے میں دل تو ہے عبث درج ہوا ہے۔ مجلس کے مرتب نے اختلاف درج نہیں کیا۔

۲۔ نسخہ اسی میں ہو زیادہ بہتر نہیں، نول کشور دوم، سوم اور نسخہ کالج میں ہوں بہتر ہے۔

۳۔ تمام نسخوں میں الما 'کعبہ' ہے جو وزن کے اعتبار سے درست بھی ہے، ہم نے اگرچہ کوہ درج متن کر لیا ہے تاہم اسے بروزن 'کعبہ' ہی پڑھنا ہوگا۔

﴿1564﴾

دوری میں اُس کی گور کنارے ہم آ رہے	1564/1
اُس آفتاب حسن کے ہم داغ شرم ہیں	1564/2
اب جس کے حسن خلق پہ بھولے پھریں ہیں لوگ	1564/3
مجروح ہم ہوئے تو نمک پاشیاں رہیں	1564/4
مرغانِ باغ سے نہ ہوئی میری دم کشی	1564/5
چھاتی رکی رہے ہے جو کرتے نہیں ہیں آہ	1564/6
گشتے ہیں ہم تو ذوق شہیدانِ عشق کے	1564/7
گا ہے کراہتا ہے، گے چپ ہے، گاہ ست	1564/8
آئے کھو جواں سے تو یاں رہتے تھے اُداس	1564/9
آخر کو میر اُس کی گلی ہی میں جا رہے	

﴿1565﴾

یک عمر دیدہ ہائے ستم دیدہ، تر رہے	1565/1
ہم نے بھی نذر کی ہے پھریں گے چمن کے گرد	1565/2
کیا کہیے تیرے واسطے اے مایہ حیات	1565/3
مرتے بھی اپنے ہائے وہ حاضر نہ ہو سکا	1565/4
مرغانِ باغ رہتے ہیں اب گھیرے یوں مجھے	1565/5
آغوش اُس سے خالی رہی شب تو تا سحر	1565/6
نقش قدم کے طور ترے ہم ہیں پائمال	1565/7
اب صبر و ہوش و عقل کی میرے یہ ہے معاش	1565/8
لاکھوں ہمارے دیکھتے گھر بار سے گئے	1565/9
آتا کھو تو ناز سے دکھلائی دے بھی جا	1565/10
رکھنا تمہارے پاؤں کا کھوتا ہے سر سے ہوش	1565/11
کیا بد بلا ہے لاگ بھی دل کی کہ میر جی	1565/12
دامن سوار لڑکوں کے ہو کر نفر رہے	

﴿1566﴾

یاں ہم برائے بیت جو بے خانماں رہے	1566/1
تھا ملک جن کے زیرِ نگیں، صاف مٹ گئے	1566/2
آنسو چلے ہی آنے لگے منہ پہ متصل	1566/3
ہم جب نظر پڑیں تو وہ ابرو کو خم کرے	1566/4
کوئی بھی اپنے سر کو کٹاتا ہے یوں، ولے	1566/5

سو یوں رہے کہ جیسے کوئی میہماں رہے
تم اس خیال میں ہو کہ نام و نشان رہے
کیا کچھ اب کہ رازِ محبت نہاں رہے
تیغ اپنے اُس کے کب تئیں یوں درمیاں رہے
جوں سچ کیا کروں جو نہ میری زباں رہے

یہ دونوں چشمے خاک سے بھر دوں تو خوب ہے	1566/6
دیکھیں تو مصر حسن میں کیا خواریاں کھینچیں	1566/7
مقصود گم کیا ہے، تب ایسا ہے اضطراب	1566/8
کیا اپنی اُن کی تم سے بیاں کیجیے معاش	1566/9
گہ شام اُس کے مو سے ہے، گہ رُوسے اس کے صبح	1566/10
کیا نذر تیغ عشق کو سرسبز میں کیا	1566/11
اس تنگ نائے دہر میں تنگی نفس نے کی	1566/12
اک قافلے سے گرد ہماری نہ ٹک اٹھی	1566/13
حیرت ہے میر اپنے تئیں ہم کہاں رہے	

﴿1567﴾

ایک سے تم ہم فقرا سے اکثر صحبت رکھتے تھے	1567/1
آگے لفظ سے دماغ تمہارا عرش پہ تھا سووے ہی تم	1567/2
اب تو ہم ہو چکے ہیں، ٹک تیرے ابرو خم ہوتے	1567/3
چاہ کے سارے دیوانے، پر آپ سے اکثر بیگانے	1567/4
ہم تو سزائے تیغ ہی تھے پر ظلم بے حد کیا معنی	1567/5
آج غزال اک رہبر ہو کر لایا تربتِ مجنوں پر	1567/6
کس دن ہم نے سر نہ چڑھا کر ساغرے کو نوش کیا	1567/7
کوہ کن و مجنون و واق کس کس کے لیس نام غرض	1567/8
چشم جہاں تک جاتی تھی، گل دیکھتے تھے ہم سرخ و زرد	1567/9
کام کرے کیا سعی و کوشش مطاب یاں ناپیدا تھا	1567/10
پتوں کے کب ڈھب تھے ایسے، چشمک کے تھے کب یہ ڈول	1567/11
لعل سے جب دل تھے یہ ہمارے، مر جاں سے تھے اشک چشم	1567/12
کل کہتے ہیں اس بستی میں تیر جی مشا قانہ موئے	1567/13
تجھ سے کیا ہی جان کے دشمن وے بھی محبت رکھتے تھے	

﴿1568﴾

مجنون و کوہ کن کو آزار ایسے ہی تھے	1568/1
شمس و قمر کے دیکھے جی اُس میں جا رہے ہیں	1568/2
دامن کے پاٹ سارے تختے ہوئے چمن کے	1568/3
لوہو نہ کیوں رُلانے اُن کا گداز ہونا	1568/4

۱۔ نسخہ آسی میں 'خون' بجائے 'خاک'، نول کشور طبع سوم کے تصحیح میں ہے اور غلط ہے۔ طبع دوم اور نسخہ کالج میں 'خاک' ہے جو درست ہے۔

۲۔ نسخہ آسی میں آگے درست تصحیح ہے ورنہ نول کشور دوم، سوم میں آئے سے مفہوم شعر ضبط ہو جاتا ہے۔

۳۔ نسخہ آسی ص ۳۴ پر نے پیدا درست نہیں، نسخہ کالج اور طبع دوم، سوم میں واضح طور پر 'نپیدا' درج ہے۔

یہ دیدہ نہیں کیا خوں بار ایسے ہی تھے	ہر دم جراحت آسا کب رہتے تھے ٹپکتے	1568/5
اگلے زمانے میں بھی کیا یار ایسے ہی تھے	آزار دہ دلوں کا جیسا کہ تُو ہے ظالم	1568/6
ہم بے حقیقتوں کے کردار ایسے ہی تھے	ہو جائے کیوں نہ دوزخ باغ زمانہ ہم پر	1568/7
کچھ اس ستم زدہ کے آثار ایسے ہی تھے	دیوار سے پٹک سر، میں جو مَوا تو بولا	1568/8
	اک حرف کا بھی اُن کو دفتر ہے کر دکھانا	1568/9
	کیا کہیے میر جی کے بُتار ایسے ہی تھے	

﴿1569﴾

اُس نغمہ جاں کے در پر تکیہ بنا کے بیٹھے	اب ہم فقیر جی سے دل کو اٹھا کے بیٹھے	1569/1
وقتِ اخیر اچھا منہ کو چھپا کے بیٹھے	مرتے ہوئے بھی ہم کو صورت نہ آ دکھائی	1569/2
یعنی کہ عاشقی میں ہم گھر جلا کے بیٹھے	عزالت نشیں ہوئے جب، دل داغ ہو گیا تب	1569/3
مسجد کے آگے آخر قشقہ لگا کے بیٹھے	جو کفر جانتے تھے عشق بتاں کو، وہ ہی	1569/4
بازاری سب دکائیں اپنی بڑھا کے بیٹھے	شورِ متاعِ خوبی اُس شوخ کا بکلا تھا	1569/5
مجلس سے اٹھ گیا وہ ملک ہم جو آ کے بیٹھے	کیا اپنی اور اس کی اب نقل کرے صحبت	1569/6
یوں چاہیے کہ سر کو ہر دم جھکا کے بیٹھے	کیا جانے تیغ اُس کی کب ہو بلند، عاشق	1569/7
مسند پہ ناز کی جو تیوری چڑھا کے بیٹھے	پھولوں کی تیج پر سے جو بے دماغ اٹھے	1569/8-9
خار و خشک ہی کیوں نہ برسوں بچھا کے بیٹھے	کیا غم اُسے زمین پر بے برگ و ساز کوئی	
	وادیِ قیس سے پھر آئے نہ میر صاحب	1569/10
	مرشد کے ڈھیر پر وے شاید کہ جا کے بیٹھے	

﴿1570﴾

جو چاہیں سو یوں کہہ لیں لوگ اپنی جگہ بیٹھے	ہے جنبش لب مشکل جب آن کے وہ بیٹھے	1570/1
دے جوش کہاں اب ہم مدت ہوئی دہ بیٹھے	جی تے ڈوب گئے اپنے اندوہ کے دریا میں	1570/2
پیراہن اگر پہنے تو اس پہ بھی تہ بیٹھے	کیا رنگ میں شوخی ہے اُس کے تن نازک کی	1570/3
کیا ناز سے یاں کوئی کج کر کے کلمہ بیٹھے	سر گل نے اٹھایا تھا اس باغ میں سو دیکھا	1570/4
بے حوصلہ تھے ہم جو اس راز کو کہہ بیٹھے	مرتے سہمئے، پر چاہت ظاہر نہ کی اگلوں کی	1570/5
پامال ہوئے ہم تو اُس سے سر رہ بیٹھے	کیا جانے کہ ایدھر کا کب قصد کرے گا وہ	1570/6
	جو ہاتھ چڑھا اُس کے دل خوں ہی کیا اُس کا	1570/7
	اُس پنجہ زکلیں کی اے میر نہ گہ بیٹھے	

نسخہ آسی میں 'برگ ساز' ہے جب کہ 'برگ و ساز' مجلس میں بہتر ہے، تاہم مرتبہ نسخہ مجلس نے اختلاف درج نہیں کیا۔

اس شعر میں غلطی نسخہ مجلس نے کی مقطع کے مصرع ثانی 'بجا کے بیٹھے' میں 'کے' درج ہی نہیں کیا، جس سے مصرع غیر موزوں ہو جاتا ہے۔

نول کشور دوم، سوم میں جی اپنے ڈوب غلط ہے کہ مصرع وزن میں نہیں رہتا، نسخہ کالج اور آسی کے نسخوں میں اپنے نہیں اور یہی درست متن اور وزن

نسخہ آسی اور مجلس نے 'مرنے' موزے لکھا، جب کہ درست متن نول کشور دوم، سوم اور نسخہ کالج میں ہے یعنی 'مرتے' ہوئے۔

﴿1571﴾

اب سمجھ آئی ، مرتبا سمجھے	گم کیا خود کے تئیں ، خدا سمجھے	1571/1
اس قدر جی میں ہے دعا اُس کے	کہ دعا کرے ، تو دعا سمجھے	1571/2
کچھ سمجھتے نہیں ہمارا حال	تم سے بھی اے بتاں ! خدا سمجھے	1571/3
غلط اپنا کے اُس جفا بُو کو	سادگی سے ہم آشنا سمجھے	1571/4
نکتہ داں بھی خدا نے تم کو کیا	پر ہمارا نہ مدعا سمجھے	1571/5
لکھے دفتر ، کتابیں کیں تصنیف	پر نہ طالع کا ہم لکھا سمجھے	1571/6
میر صاحب کا ہر سخن ہے رمز		1571/7
بے حقیقت ہے شیخ ، کیا سمجھے		

﴿1572﴾

اب اپنے قدِ راست کو خم دیکھتے ہیں ہائے	ہستی کے تئیں ہوتے عدم دیکھتے ہیں ہائے	1572/1
سنے تھے کہ جاتی ہے ترے دیکھنے سے جاں	اب جان چلی جاتی ہے ، ہم دیکھتے ہیں ہائے	1572/2
کیا روتے ہیں یارانِ گزشتہ کے لیے ہم	جب راہ میں کچھ نقش قدم دیکھتے ہیں ہائے	1572/3
کچھ عشق کی آتش کی لپٹ پٹپٹی ہمیں زور	سب تن بدن اپنے کو جسم دیکھتے ہیں ہائے	1572/4
دل چاک ہے ، جاں داغ ، جگر خوں ہے ہمارا	ان آنکھوں سے انواع ستم دیکھتے ہیں ہائے	1572/5
	مایوس نہ کس طور جہاں سے رہیں ہم میر	1572/6
	اب تاب بہت جان میں کم دیکھتے ہیں ہائے	

﴿1573﴾

جاگنا تھا ہم کو ، سو بیدار ہوتے رہ گئے	کارواں جانا رہا ، ہم ہائے سوتے رہ گئے	1573/1
بوئے گل پیش از سحر گلزار سے رخصت ہوئی	ہم ستم کش روبرو اُس کے تو سوتے رہ گئے	1573/2
	جی دیے دن وہ دُرِ مقصود کب پایا گیا	1573/3
	بے جگر تھے میر صاحب جان کھوتے رہ گئے	

﴿1574﴾

گل گئے ، بوٹے گئے ، گلشن ہوئے برہم گئے	کیسے کیسے ہائے اپنے دیکھتے موسم گئے	1574/1
ہنستے رہتے تھے جو اس گلزار میں شام و سحر	دیدہ تر ساتھ لے وے لوگ جوں شبنم گئے	1574/2
گر ہوا اس باغ کی ہے یہ ، تو اے بلبل نہ پھول	کوئی دن میں دیکھو واں وے گئے ، یاں ہم گئے	1574/3
کیا کم اُس خورشید رو کی جستجو یاروں نے کی	لو ہو روتے جوں شفق پورب گئے ، پچھتم گئے	1574/4
جی گیا یاں بے دماغی سے انہوں کی اور واں	نے جیوں سے چیس گئی ، نے ابروؤں سے خم گئے	1574/5
شاید اب ٹکڑوں نے دل کے قصد آنکھوں کا کیا	کچھ سبب تو ہے جو آنسو آتے آتے تھم گئے	1574/6
گرچہ ہستی سے عدم تک اک مسافت تھی بعید	پر اٹھے جو ہم یہاں سے ، واں تلک یک دم گئے	1574/7
کیا معاش اس غم کدے میں ہم نے دس دن کی بہم	اٹھ کے جس کے ہاں گئے ، دل کا لیے ماتم گئے	1574/8

- 1574/9 سبزہ و گل خوش نشینی اس چمن کی جن کو تھی سو بھی تو دیکھا گریباں چاک و مرگاں نم گئے
- 1574/10 مردم دنیا بھی ہوتے ہیں سمجھ کس مرتبہ آن بیٹھے ناؤں کو تو یاں نکلیں سے جم گئے
- 1574/11 ربط صاحب خانہ سے مطلق ہم پہنچا نہ میر مدتوں سے ہم حرم میں تھے یہ نا حرم گئے

﴿1575﴾

- 1575/1 ہم نہ کہتے تھے رہے گا ہم میں کیا یاں سے گئے سو ہی بات آئی، اٹھے اُس پاس سے، جاں سے گئے
- 1575/2 کیا بخود رہنا ہمارا کچھ رکھے ہے اعتبار آپ میں آئے کھواب ہم تو مہماں سے گئے
- 1575/3 جب تلک رہنا بنا دل تنگ غنچے سے رہے دیکھیے کیا گل کھلے گا اب گلستاں سے گئے
- 1575/4 کیا غزالوں ہی کو ہم بن وحشت بسیار ہے کوہ بھی نالاں رہے جب ہم بیاباں سے گئے
- 1575/5 لائی آفت خانقاہ و مسجد اوپر وہ نگاہ صوفیاں دیں سے گئے، سب شیخ ایماں سے گئے
- 1575/6 دور کر خط کو کیا چہرہ کتابی اُن نے صاف اب قیامت ہے کہ سارے حرف قرآن سے گئے
- 1575/7 جی تو اُس کی زلف میں، دل کا کل پیچاں میں تیر جا بھی نکلے اس کنے تو ہم پریشاں سے گئے

﴿1576﴾

- 1576/1 دل شتاب اس لبزم عشرت سے اٹھایا چاہیے ایک دن نہ کر بساط ناز، جایا چاہیے
- 1576/2 یہ قیامت اور جی پر کل گئی پائیز میں دل خس و خاشاک گلشن سے لگایا چاہیے
- 1576/3 خانہ ساز دیں جو ہے واعظ سو یہ خانہ خراب اینٹ کی خاطر جسے مسجد کو ڈھایا چاہیے
- 1576/4 کام کیا بال ہما سے، چتر شہ سے کیا غرض سر پر اک دیوار ہی کا اُس کی سایا چاہیے
- 1576/5 اتقا پر خانقہ والے بہت مغرور ہیں مست ناز ایدھر اُسے یک بار لایا چاہیے
- 1576/6 کیاریوں ہی میں پڑے رہے گاسایے کی روش اپنے ہوتے اب کے موسم گل کا آیا چاہیے
- 1576/7 یہ ستم تازہ کہ اپنی ناکسی پر کر نظر جن سے بگڑا چاہیے، اُن سے بنایا چاہیے
- 1576/8 جی نہیں رہتا ہے ٹک ناچار ہم کو اس کی اور گرتے پڑتے ضعف میں بھی روز جایا چاہیے
- 1576/9 گاہ برقع پوش ہو، گہ مو پراگندہ کرو تم کو ہم سے منہ بہر صورت چھپایا چاہیے
- 1576/10 وہ بھی تو ٹک دست و تیغ اپنے کی جانے قدر میر زخم سارے ایک دن اس کو دکھانا چاہیے

﴿1577﴾

- 1577/1 آنکھریوں کو اُس کی خاطر خواہ کیونکر دیکھیے سو طرف جب دیکھ لیجے تب ٹک اودھر سے دیکھیے
- 1577/2 گرچہ زردی رنگ کی بھی ہجر ہی سے ہے دلے منہ مرا دیکھو ہو کیا، یہ کوفت جی پر دیکھیے

۱۔ نول کشور دوم، سوم اور آسی کے یہاں کیا گل کہے گا ہے جب کہ نوح کالج کا متن بہتر تھا جو متن میں اختیار کیا ہے۔

۲۔ آسی کے متن میں اُس بزم عشرت بالصراحت ضم ہے جب کہ یہاں کل اُس کا ہے۔

۳۔ نول کشور دوم، سوم میں اودھر آسی کے متن ایدھر سے بہتر ہے اس لیے اختیار کیا ہے۔

- 1577/3 اب کے گل ہم بے پروں کی اور چشمک زن ہے زور
1577/4 آتے ہو جب، جانیاں آنکھوں میں آرہتی ہے آہ
1577/5 اشک پر سرخی ابھی سے ہے تو آگے ہم نشیں
1577/6 دیر و کعبے سے بھی ٹک جھپکی نہ چشمِ شوخ یار
1577/7 مر رہے یوں صید گہ کی کنج میں تو حسن کیا
1577/8 برسوں گزرے خاک ملتے منہ پر آئینے کے طور
1577/9 دیدنی ہے وجد کرنا میر کا بازار میں
یاں تماشا بھی کسو دن تو مقرر دیکھیے

﴿1578﴾

- 1578/1 گرداب دار یار ترے صدقے جائے
1578/2 سر مار مار بیٹھے تلف ہو جے کب تک
1578/3 سو شکل سے ہم آئے گئے تیری بزم میں
1578/4 آئے ہیں نگ جان سے قید حیات میں
1578/5 کہنے لگا کہ ٹیڑھے بہت ہو رہے ہو تم
1578/6 ہے غزم جزم ترک و تجرد کا، گر بنے (قطرہ)
1578/7 تاثیر ہے دعا کو فقیروں کی میر جی
نک آپ بھی ہمارے لیے ہاتھ اٹھائیے

﴿1579﴾

- 1579/1 ٹک ٹھہرنے دے تجھے شوخی تو کچھ ٹھہرائیے
1579/2 ساکن دیر و حرم دونوں تلاشی ہیں ترے
1579/3 دور ہی سے ہوش کھودیتی ہے اس کی بوئے خوش
1579/4 ان دنوں رنگ اور کچھ ہے اس دل پر خون کا
1579/5 جی ہی کھپ جاتا ہے طنز آمیز ایسے لطف سے
1579/6 دل کے ویراں کرنے میں بیداد کی ہے تو نے ہائے
1579/7 رات دن رخسار اُس کے چپت چڑھے رہتے ہیں میر
آفتاب و ماہ سے دل کب تک بہلائیے

﴿1580﴾

- 1580/1 پر نہیں جو اڑ کے اُس در جائیے
1580/2 کچھ نہیں تو شعر ہی کی فکر کر
1580/3 قصد ہے کعبے کا لیکن سوچ ہے
زندگانی حیف ہے مر جائیے
آئے ہیں جو یاں، تو کچھ کر جائیے
کیا ہے منہ جو اُس کے در پر جائیے

خانماں آباد جو ہے سو خراب کس کے اٹھ کر شہر میں گھر جائے
بیم مردن اس قدر یہ کیا ہے میر
عشق کرے اور پھر ڈر جائے

1580/4

1580/5

﴿1581﴾

ان دلبروں کو دیکھ لیا، بے وفا ہیں بے دید و بے مروت و نا آشنا ہیں بے
حال آنکہ خصم جان ہیں، پر دیکھیے جو خوب ہیں آرزو دلوں کی بھی یہ، مدعا ہیں بے
اب حوصلہ کرے ہے ہمارا بھی تنگیاں! جانے بھی دو بتوں کے تئیں، کیا خدا ہیں بے
گل پھول اس چمن کے چلو صبح دیکھ لیں شبنم کے رنگ پھر کوئی دم میں ہوا ہیں بے
کس دل میں خوب رویوں کی خالی نہیں جگہ مغرور اپنی خوبی کے اوپر بجا ہیں بے
ہر چند اُن سے برسوں چھپا ہم ملا کیے ظاہر دے نہ ہم پہ ہوا یہ کہ کیا ہیں بے
کیا جانو میر صاحب و قبلہ کے ڈھب کو تم
خوبی مسلم اُن کی، دے بد بلا ہیں بے

1581/1

1581/2

1581/3

1581/4

1581/5

1581/6

1581/7

﴿1582﴾

شوق ہم کو کھپائے جاتا ہے جان کو کوئی کھائے جاتا ہے
ہر کوئی اس مقام میں دس روز اپنی نوبت بجائے جاتا ہے
کھل گئی بات تھی سو اک اک پر تو وہی منہ چھپائے جاتا ہے
یاں پلٹھن نکل گیا، واں غیر اپنی نکلی لگائے جاتا ہے
روئے کیا دل و جگر کے تئیں جی بھی یاں پر تو ہائے جاتا ہے
کیا کیا ہے فلک کا میں کہ مجھے خاک ہی میں ملائے جاتا ہے
تہ جنہیں کچھ ہے اُن کے تئیں ہر گام عرق شرم آئے جاتا ہے
جائے عبرت ہے خاکدان جہاں (قطعہ) تو کہاں منہ اٹھائے جاتا ہے
دیکھ سیلاب اس بیاباں کا کیا سر کو جھکائے جاتا ہے
وہ تو بگڑے ہے میر سے ہر دم
اپنی سی یہ بنائے جاتا ہے

1582/1

1582/2

1582/3

1582/4

1582/5

1582/6

1582/7

1582/8-9

1582/10

﴿1583﴾

کبھو میر اس طرف آ کر جو چھاتی کوٹ جاتا ہے خدا شاہد ہے اپنا تو کلیجا ٹوٹ جاتا ہے
خرابی دل کی کیا انبوہ درد و غم سے پوچھو وہی حالت ہے جیسے شہر لشکر لوٹ جاتا ہے

1583/1

1583/2

۱۔ 'تنگیاں' میر نے 'تنگی' کی جمع کے طور پر کہا ہے، اسی کے متن میں 'تنگ' یاں 'الگ الگ' درج ہونے کی بنا پر متن مختلف ہو گیا ہے۔ مجلس درست، لیکن اختلاف مذکور نہیں ہے۔
۲۔ میر کے انتہائی معروف اشعار میں سے ایک ہے، اسے ہر جگہ جائے عبرت ہی پڑھا گیا ہے، لیکن اسی اور مجلس کے یہاں 'جائے غیرت' ہے اور اختلاف نسخ کا بھی کوئی حوالہ موجود نہیں۔

- 1583/3 شکست اس رنگ آئی بے خودی عشق میں دل پر نشے میں مست سے جیسے کہ شیشہ پھوٹ جاتا ہے
- 1583/4 نہ یوں ہووے کہ اٹھ جاؤں کہ ہے افسوس کی جاگہ جب ایسا طائر خوش لہجہ پھنس کر چھوٹ جاتا ہے
- 1583/5 نہیں کچھ عقل میں آتا کہ دیوانہ سا میر ایدھر کبھو آتا جو ہے، کیدھر کو مارے روٹ جاتا ہے

﴿1584﴾

- 1584/1 چمن کو یاد کر مرغِ قفس فریاد کرتا ہے کوئی ایسا ستم دنیا میں اے صیاد کرتا ہے
- 1584/2 ہوا خانہ خراب آنکھوں کا اشکوں سے تو بر جا ہے رہ سیلاب میں کوئی بھی گھر بنیاد کرتا ہے
- 1584/3 ابھر اے نقشِ شیریں بے ستوں اور تماشا کر کہ کارستانیاں تیرے لیے فرہاد کرتا ہے

﴿1585﴾

- 1585/1 جب نسیمِ سحر اُدھر جا ہے ایک ستا ہٹا گزر جا ہے
- 1585/2 کیا اُس آئینہ رو سے کہیے ہائے وہ زباں کر کے پھر مکر جا ہے
- 1585/3 جب سے سمجھا کہ ہم چلاؤ ہیں حال پُرسی تک آ کے کر جا ہے
- 1585/4 وہ کھلے بالِ سودے ہے شاید رات کو جی مرا بکھر جا ہے
- 1585/5 دُور اگر چہ گیا ہوں میں جی سے کب وطن میرے یہ خبر جا ہے
- 1585/6 وہ اگر چت چڑھا رہا ایسا آج کل جی سے مہ اُتر جا ہے
- 1585/7 جی نہیں میر میں، نہ بولو تند بات کہتے ابھی وہ مر جا ہے

﴿1586﴾

- 1586/1 کچھ بات ہے کہ گل ترے رنگیں دہاں سا ہے یا رنگِ لالہ شوخ ترے رنگِ پاں سا ہے
- 1586/2 آیا ہے زیرِ زلف جو رخسار کا وہ سطح یاں سانجھ کے تئیں بھی سحر کا سماں سا ہے
- 1586/3 ہے جی کی لاگ اور کچھ اے فاختہ ولے دیکھے نہ کوئی سرد چمن اُس جواں سا ہے
- 1586/4 کیا جانے کہ چھاتی جلے ہے کہ داغِ دل اک آگ سی لگی ہے کہیں کچھ دھواں سا ہے
- 1586/5 اُس کی گلی کی اور تو ہم تیر سے گئے گو قامتِ خمیدہ ہمارا کماں سا ہے
- 1586/6 جو ہے سو اپنے فکرِ خروار میں ہے یاں سارا جہان راہ میں اک کارواں سا ہے
- 1586/7 کہیے کی یہ بزرگی، شرف سب بجا ہے لیک دل کش جو پوچھیے تو کب اُس آستاں سا ہے
- 1586/8 عاشق کی گور پر بھی کبھو تو چلا کرو کیا خاکِ داں رہا ہے، یہی کچھ نشاں سا ہے
- 1586/9 زورِ طبیعت اس کا سنیں اشتیاق تھا آیا نظر جو میر تو کچھ ناتواں سا ہے

﴿1587﴾

- 1587/1 تپش سے رات کی جوں توں کی جی سنبھالا ہے نہیں ہے دل، کوئی دشمنِ بغل میں پالا ہے

- 1587/2 حنا سے یار کا پنچہ نہیں ہے گل کے رنگ
1587/3 گیا ہے پیش لے اعجازِ عشق سے فرہاد
1587/4 سنا ہے گریہِ خونیں ، پہ یہ نہیں دیکھا
1587/5 رہے خیال نہ کیوں ایسے ماہ طلعت کا
1587/6 دلوں کو کہتے ہیں ہوتی ہے راہ آپس میں
1587/7 ہزار بار گھڑی بھر میں میر مرتے ہیں
انہوں نے زندگی کا ڈھب نیا نکالا ہے

﴿1588﴾

- 1588/1 اک آگ سی رہے ہے ، کیا جانے کہ کیا ہے
1588/2 پیشہ ترا جفا ہے ، شیوہ مرا وفا ہے
1588/3 سب متفق ہیں اس پر ہر ایک کا خدا ہے
1588/4 دل کا الم جدا ہے ، غم جان کا جدا ہے
1588/5 اس مرتبے سے آگے کوئی چلے تو کیا ہے
1588/6 ہے مید ایک دن تو دس روز یاں دبا ہے
1588/7 ہر لمحہ بے ادائی ، یہ بھی تو اک ادا ہے
1588/8 ہر رنج کو شفا ہے ، ہر درد کو دوا ہے
1588/9 جی ڈوبتا ہے اُس کا جوتہ سے آشنا ہے
1588/10 جس سے ملا ہے اُس کا اُستاد ہو ملا ہے
1588/11-12 مشفق ملاذ و قبلہ ، کعبہ ، خدا ، پیمبر (قطعہ) جس خط میں شوق سے میں کیا کیا اسے لکھا ہے
تاثیرِ عشق دیکھو وہ نامہ واں پہنچ کر
1588/13 پھرتے ہو میر صاحب سب سے جدے جدے تم
شاید کہیں تمہارا دل ان دنوں لگا ہے

﴿1589﴾

- 1589/1 دل بے تاب آفت ہے ، بلا ہے
1589/2 جگر سب کھا گیا ، اب کیا رہا ہے
1589/3 خدا جانے ترا کیا مدعا ہے
محبت کشتہ ہیں ہم ، یاں کو پاس

۱۔ نثر مجلس کا پروف جس بری طرح دیکھا گیا اُس کی ایک مثال یہ بھی ہے۔ اس مصرع میں گھڑی گھڑی دو مرتبہ درج ہے جب کہ ظاہر ہے
۲۔ ایک گھڑی فالٹو ہے جب کہ آ سی کے یہاں متن درست ہے۔
۳۔ نثر آ سی میں اک آگ سی رہے ہے کی جگہ اک آگ لگ رہی ہے تجویز فرمایا گیا۔ واضح ہے کہ متن میر ہی بہتر ہے۔
۴۔ آ سی اور مجلس کی خرابی ہائے تدوین کلام میر کی ایک اور مثال۔ اُن نسخوں میں شعر نمبر دس ، گیارہ اور بارہ نمبر کے درمیان درج ہوا حالانکہ
شعر مل کر بات مکمل کرتے ہیں لیکن انہیں کسی نے بھی قطعہ درج نہیں کیا۔

حرم سے دیر اٹھ جانا نہیں عیب	1589/1
نہیں ملتا خن اپنا کسو سے	1589/2
کوئی ہے دل کھینچے جاتے ہیں اودھر	1589/3
مروں میں اس میں یارہ جاؤں جیتا	1589/4
مبا اودھر، کل اودھر، سرد اودھر	1589/5
تماشا کردنی ہے داغ سینہ	1589/6
ہزاروں اُن نے ایسی کیں ادائیں	1589/7
جگہ افسوس کی ہے بعد چندے	1589/8
جو چپکے ہوں کہے چپکے ہو کیوں تم	1589/9
خن کرے تو ہووے حرف زن یوں	1589/10
کب اُس بیگانہ خو کو سمجھے عالم	1589/11
نہ عالم میں ہے، نے عالم سے باہر	1589/12-13
لگا میں گرد سر پھرنے تو بولا	1589/14-15
تمہارا تیر صاحب سر پھرا ہے	1589/16

﴿1590﴾

دُخل عقل اُس مقام میں کیا ہے	1590/1
مجھ کو یک سر ہزار سودا ہے	1590/2
وہ بھی آنکھ تو تماشا ہے	1590/3
دل صفوف مژہ میں تنہا ہے	1590/4
آج تک فتنہ ایک برپا ہے	1590/5
سارے عالم کی وہ تمنا ہے	1590/6
پاٹ دامن کا اپنے دریا ہے	1590/7
دل بھی دامن وسیع صحرا ہے	1590/8
سرد بھی یوں جوان رعنا ہے	1590/9
دست و پا کم کیے ہیں تو نے تیر	1590/10
تیری بے طاقتی سے پیدا ہے	

﴿1591﴾

تب دل کے تئیں خوگر اندوہ کیا ہے	1591/1
سیلاب نے اس کوچے میں گھر مول لیا ہے	1591/2
اس راہ میں سریاروں نے ہر گام دیا ہے	1591/3
بیمار بھلا ایسا کوئی آگے گیا ہے	1591/4
کئی برسوں جگر کا ہی لہو اپنا پیا ہے	
ڈر کیوں نہ محلے میں رہے رونے سے میرے	
افسوس ہے نشمرہ قدم تم جو رکھو یاں	
کاہش ہے عبث تم کو مرے جینے کی خاطر	

پلکوں سے رفو اُن نے کیا چاکِ دلِ میر
کس زخم کو کس نازکی کے ساتھ سیا ہے

1591/5

﴿1592﴾

کس غم میں مجھ کو یا رب یہ بتلا کیا ہے
ان چار دن سے ہوں میں افسردہ کچھ وگرنہ
اُس گل کی اور اپنا تب منہ کیا ہے میں نے
دل داغ کب نہ دیکھا، جی بار کب نہ پایا
تڑپا ہے ایسا ایسا جو غش رہا ہے مجھ کو
کیا خاک میں ہمیں کو اُن نے نیا ملایا
چلتا نہیں ہے دل پر کچھ اس کے بس وگرنہ
ہم گو نہ ہوں جہاں میں، آخر جہاں تو ہوگا
دل ساری رات جیسے کوئی ملا کیا ہے
پھوڑا سا دل بغل میں برسوں جلا کیا ہے
جب آشنا لبوں سے صلّٰی علا کیا ہے
کیا کیا نہال خواہش پھولا پھلا کیا ہے
دل اک بغل میں جی کا دشمن پلا کیا ہے
میزھی ہی چال گردوں اکثر چلا کیا ہے
عرش آہ عاجزاں سے اکثر ہلا کیا ہے
تو نے بدی تو کی ہے ظالم بھلا کیا ہے
ہے مہہ پہ میر کے کیا گردِ ملال تازہ
یہ خاک میں ہمیشہ یوں ہی رلا کیا ہے

1592/1

1592/2

1592/3

1592/4

1592/5

1592/6

1592/7

1592/8

1592/9

﴿1593﴾

باریک وہ کمر ہے ایسی کہ بال کیا ہے
جو بے کلی ہے ایسی چاہت گلوں کی اتنی
پہنچا بہم علاقہ اے عزلیتِ کسو سے
آغاز تو یہ ہے کچھ روتے ہیں خونِ ہر دم
پامالِ راہ اس کے کیا کیا عزیز دیکھے
وہ سیم تن ہو ننگ تو لطفِ تن پر اُس کے
سرگرم جلوہ اُس کو دیکھے کوئی سو جانے
میں بے نوا اڑا تھا بوسے کو اُن لبوں کے
پر چپ ہی لگ گئی جب اُن نے کہا کہ کوئی
کہ آپ میں نہیں ہو، کہ منتظر کہیں ہو
کچھ میر جی تمہارا ان روزوں حال کیا ہے

1593/1

1593/2

1593/3

1593/4

1593/5

1593/6

1593/7

1593/8-9

1593/10

﴿1594﴾

دل مرا مضطرب نہایت ہے
منہ ادھر کر کبھو نہ وہ سویا
رخ و حراماں کی یہ ہدایت ہے
کیا دعا شب کی بے سرایت ہے
چند در چند یہ حکایت ہے
شکر تیرا، تری شکایت ہے
اب وہ مہ اور ایک مہ سے ملا
ہر طرف بحث تجھ سے ہے اے عشق

1594/1

1594/2

1594/3

1594/4

آسی اور مجلس کے نسخوں میں 'لواب کے سال' ہے جب کہ نسخہ کالج اور طبع دوم، سوم میں 'تواب کے سال' ہے، مفہوم واضح نہیں ہوتا۔

ایسے رنج و غنا میں اودھر سے	1594/5
دہر کا گلہ کہ شکوہ چرخ	1594/6
مت مراعات غیر رکھ منظور	1594/7
عاشق اب بڑھ کئے ہمیں چھانٹو	1594/8
کب ملے میر ملک داروں سے	1594/9
وہ گدائے شہِ ولایت ہے	

﴿1595﴾

گرمی سے میری ابر کا ہنگامہ سرد ہے	1595/1
مجنوں کو مجھ سے کیا ہے جنوں میں مناسبت	1595/2
کیا جانے کہ عشق میں خوں ہو گیا کہ داغ	1595/3
واصل بحق ہوئے نہ جو ہم جان سے گئے	1595/4
ممکن نہیں کہ وصف علی کوئی کر سکے	1595/5
ٹھہرے نہ چرخ نیلی پہ انجم کی چشمِ شوخ	1595/6
کس سے جدا ہوئے ہیں کہ ایسے ہیں دردمند	1595/7
منہ میر جی کا آج نہایت ہی زرد ہے	

﴿1596﴾

جانے میں قتل گہ سے ترا اختیار ہے	1596/1
ہم آپ سے گئے سو الہی کہاں گئے	1596/2
بس وعدہ وصال ت کم دے مجھے فریب	1596/3
سرتابی اُس سے طائرِ قدسی نہ کر سکے	1596/4
مانل نہیں ہے سرو ہی تنہا تری طرف	1596/5
پیوند میں زمیں کا ہوا اُس گلی میں لیک	1596/6
کل سرو ناز باغ میں آیا نظر مجھے	1596/7
اب دیکھ کر قرار کیا گر وصال کا	1596/8
سب فکرِ خانہ سازی میں منعم ہلاک ہیں	1596/9
کب تک ستم، کبھو تو دلاسا بھی دیجیے	1596/10
بالفرض میر ایسا ہی تفصیر دار ہے	

- ۱۔ اس مصرع میں نول کشور دوم، سوم کی طباعتوں میں لفظ 'میری' درج نہیں، مصرع ناموزوں ہے، آسی نے 'میری' کی کمی اپنے طور پر 'اگر' سے پوری کی ہے اور یہ لکھا ہے 'گرمی سے ابر کا اگر ہنگامہ سرد ہے'، نسخہ کالج میں متن درست ہے، جو درج کیا گیا۔
- ۲۔ متن بمطابق نسخہ کالج ہے، ورنہ طبع دوم، سوم میں 'جانے' گئے بجائے 'جان' سے گئے کے سبب مصرع ساقط الوزن ہے۔ 'جانے' مر گئے، نسخہ آسی میں ہے اور توجہ طلب ہے۔ یہ امر دشوار ہے کہ کالج اور آسی کے متن میں سے کون سا بہتر ہے، قدامت کی بنا پر اولیت نسخہ کالج کو دی گئی ہے۔

﴿1597﴾

جنوں کا عبث میرے مذکور ہے	1597/1
کہو چشم خوں بار کو چشمِ غم	1597/2
فلک پر جو مہ ہے تو روشن ہے یہ	1597/3
گدا، شاہ دونوں ہیں دل باختہ	1597/4
قیامت ہے ہوگا جو رفعِ حجاب	1597/5
ہم اب ناتوانوں کو مرنا ہے صرف	1597/6
ستم میں ہمارے، قسم ہے تمہیں	1597/7
نیاز اپنا جس مرتبے میں ہے یاں	1597/8
ہوا حال بندے کا گو کچھ خراب	1597/9
گیا شاید اُس شمعِ رو کا خیال	1597/10
کہ اب میر کے منہ پہ کچھ نور ہے	

﴿1598﴾

زلف ہی درہم نہیں، ابرو بھی پر خم اور ہے	1598/1
پیٹ لینا سر، لیے دل کے، شروعِ عشق تھا	1598/2
جوں کفِ دریا کو دریا سے ہے نسبتِ دور کی	1598/3
رہتے رہتے منتظر، آنکھوں میں جی آیا ندان	1598/4
جی تو جانے کا ہمیں اندوہ ہی ہے ایک تیر	1598/5
حشر کو اٹھنا پڑے گا، پھر یہ اک غم اور ہے	

﴿1599﴾

رشتہ کیا ٹھہرے گا یہ، جیسے کہ مونا زک ہے	1599/1
شاخِ گل کا ہے کو اس لطف سے لچکے ہے کہیں	1599/2
چشمِ انصاف سے برقع کو اٹھا دیکھو اُسے	1599/3
لطف کیا دیوے تمہیں نقشِ صیرِ درویش	1599/4
بیڑے کھاتا ہے تو آتا ہے نظرِ پان کا رنگ	1599/5
گل سمجھ کر نہ کہیں بے کلی کرنے لگیو	1599/6
رکھے تاجِند خیال اس سر پر شور کا تیر	1599/7
دل تو کانپا ہی کرے ہے کہ سب مونا زک ہے	

﴿1600﴾

- مستی میں جاو بے جا مد نظر کہاں ہے 1600/1
شب چند روز سے میں دیکھا نہیں وہ چہرہ 1600/2
سیمیں تنوں کا ملنا چاہے ہے کچھ تمول 1600/3
جوں آری کرے ہے منہ دیکھنے کی باتیں 1600/4
پانی ہو بہہ گئے سب اجزا بدن کے، لیکن 1600/5
خضر و مستح سب کو جیتے ہی موت آئی 1600/6
لے اس سرے سے یار و اجڑی ہے اس سرے تک 1600/7
اٹھنے کی اک ہوس ہے ہم کو قفس سے ورنہ 1600/8
بیرانہ سر چلے ہیں اٹھ کر گلی سے اس کی 1600/9
جاتا نہیں اگر وہ مسجد سے مے کدے کو 1600/10
پھر میر جمے کی شب دو دو پہر کہاں ہے

﴿1601﴾

- اس میں بھی جو سوچے سخن ہے 1601/1
یہ شاخچہ بندی چمن ہے 1601/2
اس سنگ سے ہے کہ دل شکن ہے 1601/3
تھفہ ہم لوگوں کا چلن ہے 1601/4
کیا جانے جان ہے کہ تن ہے 1601/5
صد چاک گلوں کا پیرہن ہے 1601/6
اپنا تو یہی دوانہ پن ہے 1601/7
میدان کی خاک ہی کفن ہے 1601/8
کر تیر کے حال پر ترم 1601/9
وہ شہر غریب و بے وطن ہے

﴿1602﴾

- ہم مست بھی ہوئے دیکھا، آخر مزا نہیں ہے 1602/1
شوق وصال ہی میں جی کھپ گیا ہمارا 1602/2

۱۔ نول کشور دوم، سوم اور نختہ کالج میں 'اُن کو خبر' ہے جب کہ آسی کے یہاں متن 'اُس کو خبر' زیادہ مطابق مصرع اول ہے۔
۲۔ نختہ مجلس میں وہ شہر غریب اضافت کے ساتھ درج ہے، جلد دوم، ص ۳۶۳۔ حالانکہ یہاں اضافت سے مفہوم خط ہوتا ہے۔ شہر غریب (بمعنی شہر بھر کا غریب یا غریب شہر) ترکیب مقلوبی کے طور درست ہے۔
۳۔ 'شعر شورا انگیز' میں 'ہم مست' ہو بھی دیکھا درج ہوا ہے، جلد چہارم، ص ۵۱۲۔

تیرے سوائے میرا کچھ مدعا نہیں ہے
اس بے فضا قفس میں مطلق ہوا نہیں ہے
اب چاہ کا کسو کی پردہ رہا نہیں ہے
اس درد عاشقی کی آیا دوا نہیں ہے
اب آشنا ہوئے پر آنکھ آشنا نہیں ہے
عاشق کی گفتگو کو کچھ انتہا نہیں ہے
اتنا بھی منہ چھپانا کچھ خوش نما نہیں ہے

ہر صبح اٹھ کے تجھ سے مانگوں ہوں میں تجھی کو
زیر فلک رکا ہے اب جی بہت ہمارا
آنکھیں ہماری دیکھیں لوگوں نے اشک افشاں
منہ جن نے میرا دیکھا اک آہ دل سے کھینچی
تھیں پیش از آشنائی کیا آشنا نگاہیں
کریے جو ابتدا تو تا حشر حال کہیے
پردہ ہی ہم نے دیکھا چہرے پہ گاہ دے گے

1602/3

1602/4

1602/5

1602/6

1602/7

1602/8

1602/9

1602/10

میں روؤں تم ہنسو ہو، کیا جانو میر صاحب
دل آپ کا کسو سے شاید لگا نہیں ہے

﴿1603﴾

کیا بدن کا رنگ ہے تہ جس کی پیراہن پہ ہے
وحشیان دشت کی آنکھ اس شکار آگن پہ ہے
اب شرف دل کو ہمارے پارہ آہن پہ ہے
خوں سے گل کاری عجب اک زین کے دامن پہ ہے
ہر دم اک تیغ جفائے تازہ یاں گردن پہ ہے
شیون اب موقوف یاروں کا مرے شیون پہ ہے
نالہ شب سے قیامت روز مرد و زن پہ ہے
لوہو رونے سے ہمارے رنگ اک گلشن پہ ہے
اب لڑائی ہند میں سب اس سیہ پلٹن پہ ہے

کیا تن نازک ہے جاں کو بھی حسد جس تن پہ ہے
گرد جب اٹھتی ہے اک حسرت سے رہ جاتے ہیں دیکھ
کثرت پیکاں سے تیرے ہو گئی ہیئت ہی اور
کون یوں اے ترک رعنا زینت فتراک تھا
سر اٹھانے کی نہیں ہے ہم کو فرصت عشق میں
نوحہ گر کر مجھ کو دکھلایا غم دل نے ندان
ہو چکا رہنا مرا بستی میں، آخر کب تلک
خرمن گل سے لگیں ہیں دور سے کوڑوں کے ڈھیر
وے پھری پلکیں الٹ دیتی ہیں صف اک آن میں

1603/1

1603/2

1603/3

1603/4

1603/5

1603/6

1603/7

1603/8

1603/9

1603/10

تو تو کہتا ہے کہ میں نے اس طرف دیکھا نہیں
خون ناحق میر کا یہ کس کی پھر چتون پہ ہے

﴿1604﴾

کہ شکل صبح مری سب کو بھول جاتی ہے
وگر نہ تیغ تری کب گلے لگاتی ہے
چمن کی یاد میں جب بے کلی زلاتی ہے

یہ رات ہجر کی یاں تک تو دکھ دکھاتی ہے
پیش کے دم ہی تیں مجھ سے ہے یہ خوں گرمی
ہنسے ہے چاک قفس کھلکھلا کے مجھ اوپر

1604/1

1604/2

1604/3

ہوا ہے میر سے روشن کہ گل جی ہے شمع
زباں ہلانے میں پردانے کو جلاتی ہے

1604/4

﴿1605﴾

سپاس ایزد کے کر جن نے کہ یہ ڈالی نوا دی ہے
مروت رسم تھی مدت کی، سو تم نے اٹھا دی ہے

نہ گلشن میں چمن پر ان نے بلبل تجھ کو بجا دی ہے
نہیں تک بیٹھنے دیتے تم اپنی بزم میں ہم کو

1605/1

1605/2

۱۔ نسخہ آسی میں 'گل جی' (کالی زبان) کا قدیم املا بھی درج ہے، ص ۳۶۱۔

مری یہ بند چڑیا کی سی مولیٰ نے چھڑا دی ہے
کہیں کیا اور بھی دل کے لگانے کی منادی ہے
دیا ہے دل الہی ہم کو یا کوئی بلا دی ہے
اڑا لیتی ہے مٹی بھی، صبا اک چور بادی ہے
قیامت کی ہے جن نے آری تجھ کو دکھا دی ہے
خدا نے دیکھنے کی لت سی آنکھوں کو لگا دی ہے
سلیم الطبع کو تو پاؤں کا ہر نقش ہادی ہے
غرض چھاتی مری داغ جدائی نے جلا دی ہے
ہزار افسوس کیا بستی محبت نے لٹا دی ہے
ہمیں جب اُن نے گالی دی ہے تب ہم نے دعا دی ہے

ہوئی ہے دل کی محویت سے یکساں یاں غم و فرحت
نہ ماتم مرنے کا ہے تیر، نے جینے کی شادی ہے

1605/3 رہائی چنگل باز فلک سے مجھ کو مشکل تھی
1605/4 گلی میں اپنی قدغن کو رکھو، آنے نہ پاؤں میں
1605/5 تپش سے رنگ اڑا جاوے، قلق سے جان گھبراوے
1605/6 در گلزار پیش از صبح دا اے باغبان مت کر
1605/7 کوئی صورت نہیں اس گھر سے اب تیرے نکلنے کی
1605/8 مجھے منظور کیا ہے زلف و خال و خطِ خوباں سے
1605/9 کجی ذہن اس وادی میں گمراہی کی ہے باعث
1605/10 لگا رہتا ہے سینے ہی سے، بیٹھا ہوں کہ سوتا ہوں
1605/11 نہ چھوٹا دل میں کچھ اس کے گئے پر غارتِ غم سے
1605/12 نہ کشتی تک نہ ہوتی گر فقیری ساتھ اُلفت کے
1605/13

﴿1606﴾

وہ طبع تو نازک ہے، کہانی یہ بڑی ہے
یہ گاڑی مری راہ میں بے ڈول اڑی ہے
دیکھو تو مری آنکھ کہاں جا کے لڑی ہے
ہم جانتے ہیں ہم یہ جو یہ باڑھ جھڑی ہے
اب یاں ہمیں مہلت کوئی پل، کوئی گھڑی ہے
اک خواہش دل ساتھ مرے جیتی گڑی ہے
لیلا کی بھی تصویر تو حیران کھڑی ہے
ہر تار نگہ آنکھوں میں موتی کی لڑی ہے
یہ ست کماں ہاتھ پر اب کتنی کڑی ہے
اب ہاتھ مرا دیکھو تو پھولوں کی چھڑی ہے

وہ زلف نہیں منعکس دیدہ تر تیر
اس بحر میں اشعار سے زنجیر پڑی ہے

1606/1 کیا حال بیاں کریے، عجب طرح بڑی ہے
1606/2 کیا فکر کروں میں کہ ٹلے آگے سے گردوں
1606/3 ہے چشمکِ انجم طرف اُس مہ کے اشارہ
1606/4 کیا اپنی شرر ریزی کہیں پلکوں کی صف کی
1606/5 وے دن گئے جو پہروں لگی رہتی تھیں آنکھیں
1606/6 ایسا نہ ہوا ہوگا کوئی واقعہ آگے
1606/7 کیا نقش میں مجنوں ہی کے تھی رنگی عشق
1606/8 جاتے ہیں چلے متصل آنسو جو ہمارے
1606/9 کھینچتا ہی نہیں ہم سے قدم خم شدہ ہرگز
1606/10 گل کھائے ہیں افراط سے میں عشق میں اُس کے
1606/11

﴿1607﴾

ہر شاخ گل چمن میں بھیچک ہوئی کھڑی ہے
کیا جانے کہ جی میں یہ کیسی گل جھڑی ہے
کس فتنہ زماں سے آنکھ اپنی جالڑی ہے
اب نام یار اپنے لب پر گھڑی گھڑی ہے
دل میں عجب طرح کی چنگاری آپڑی ہے

1607/1 کس فتنہ قد کے ایسی دھوم آنے کی پڑی ہے
1607/2 واشد ہوئی نہ بلبل اپنی بہار میں بھی
1607/3 نادیدنی دکھاوے کیونکر نہ عشق ہم کو
1607/4 وے دن گئے کہ پہروں کرتے نہ ذکر اُس کا
1607/5 آتش سی پھک رہی ہے سارے بدن میں میرے

کیا کچھ ہمیں کو اس کی تلوار کھا گئی ہے
ایسی ہی اک جڑی ہے اُن نے جہاں جڑی ہے
کیا میر سر جھکاویں ہر کم بغل کے آگے
نامِ خدا اُنہوں کی عزت بہت بڑی ہے

1607/6

1607/7

﴿1608﴾

آنکھیں نہیں پاں کھلتیں ایدھر کو نظر بھی ہے
سداہ اپنی نہیں ہم کو، کچھ تم کو خبر بھی ہے
کو شکل ہوائی کی سر چرخ تیں کھینچا
اے آہ شر افشاں کچھ تجھ میں اثر بھی ہے
اس منزل دکش کو منزل نہ سمجھیے گا
خاطر میں رہے یاں سے درپیش سفر بھی ہے
مجھ حال شکستہ کی تاچند یہ بے وقری
کچھ کسر میں اب میرے اے شوخ کسر بھی ہے
یہ کیا ہے کہ منہ نوچے، نے چاک کرے سینہ
کر عرض جو کچھ تجھ میں اے میر ہنر بھی ہے

1608/1

1608/2

1608/3

1608/4

1608/5

﴿1609﴾

کوفت سے جان لب پہ آئی ہے
ہم نے کیا چوٹ دل پہ کھائی ہے
لکھتے رقعہ، لکھے گئے دفتر
شوق نے بات کیا بڑھائی ہے
آرزو اُس بلند و بالا کی
کیا بلا میرے سر پہ لائی ہے
دیدنی ہے شکستگی دل کی
کیا عمارت غموں نے ڈھائی ہے
ہے تصنع کہ لعل ہیں وے لب
یعنی اک بات سی بنائی ہے
دل سے نزدیک اور اتنا دور
کس سے اُس کو کچھ آشنائی ہے
بے ستوں کیا ہے، کوہ کن کیسا
عشق کی زور آزمائی ہے
جس مرض میں کہ جان جاتی ہے
دلبروں ہی کی وہ جدائی ہے
یاں ہوئے خاک سے برابر ہم
واں وہی نازِ خود نمائی ہے
ایسا موتی ہے زندہ جاوید
رفقہ یار تھا جب آئی ہے
مرگ مجنوں سے عقل گم ہے میر
کیا دوانے نے موت پائی ہے

1609/1

1609/2

1609/3

1609/4

1609/5

1609/6

1609/7

1609/8

1609/9

1609/10

1609/11

﴿1610﴾

اُس شوخ سے ہمیں بھی اب یاری ہو گئی ہے
شرم آنکھریوں میں جس کی عیاری ہو گئی ہے
روتا پھرا ہوں برسوں لوہو چمن چمن میں
کوچے میں اُس کے یکسر گل کاری ہو گئی ہے
یک جا اٹک کے رہنا ہے ناتمامی ورنہ
سب میں وہی حقیقت یاں ساری ہو گئی ہے
جب خاک کے برابر ہم کو کیا فلک نے
طبعِ خشن میں تب کچھ ہمواری ہو گئی ہے
مطلق اثر نہ دیکھا مدت کی آہ و زاری
اب نالہ و فغاں سے بیزاری ہو گئی ہے
اُس سے دوچار ہونا آتا نہیں میسر
مرنے میں اس سے ہم کو ناچاری ہو گئی ہے
ہر بار ذکرِ محشر کیا یار کے در اوپر
ایسی تو یاں قیامت سو باری ہو گئی ہے
اندازِ شوخی اُس کے آتے نہیں سمجھ میں
کچھ اپنی بھی طبیعت یاں عاری ہو گئی ہے

1610/1

1610/2

1610/3

1610/4

1610/5

1610/6

1610/7

1610/8

لے کئے کالج اور نول کشور دوم، سوم میں اُن ہے جو میر کا محبوب اسلوب ہے۔ اس لیے آئی اور مجلس کے اُس پر ترجیح دی ہے۔

شاہی سے کم نہیں ہے درویشی اپنے ہاں تو اب عیب کچھ جہاں میں ناداری ہو گئی ہے 1610/9
ہم کو تو دردِ دل ہے، تم زرد کیوں ہو ایسے 1610/10
کیا میر جی تمہیں کچھ بیماری ہو گئی ہے

﴿1611﴾

کہاں یار و اقیس اب جو دنیا کرے ہے 1611/1
یہ طفلانِ بازار جی کے ہیں گاہک 1611/2
چھپائیں ہوں آنکھیں ہی اُن نے تو کہیے 1611/3
جو رونا ہے راتوں کو اپنا یہی تو 1611/4
ٹھسک اُس کے جلنے کی دیکھو تو جانو 1611/5
میں شوقِ پروانہ گلشن میں کیوں نہ 1611/6
بنی صورتیں کیسی کیسی بگاڑیں 1611/7
خط افشاں کیا خونِ دل سے تو بولا 1611/8
ہلاک آپ کو میر مت کر، دوانے! 1611/9
کوئی ذی شعور آہ ایسا کرے ہے

﴿1612﴾

کیا پوچھتے ہو عاشقِ راتوں کو کیا کرے ہے 1612/1
دانستہ اپنے جی پر کیوں تو جفا کرے ہے 1612/2
فتنہ سپہر کیا کیا برپا کیا کرے ہے 1612/3
کس ایسے سادہ زو کا حیرانِ حسن سے یہ 1612/4
ہم طورِ عشق سے تو واقف نہیں ہیں لیکن 1612/5
کیا کہیے داغِ دل ہے، ٹکڑے جگر ہے سارا 1612/6
اُس بت کی کیا شکایت راہِ درویش کی کرے 1612/7
گرم آ کر ایک دن وہ سینے سے لگ گیا تھا 1612/8
کیا چال یہ نکالی ہو کر جوانِ تم نے 1612/9
دشمن ہو یا رجبیساؔ درپے ہے خوں کے میرے 1612/10
سمجھا ہے یہ کہ مجھ کو خواہش ہے زندگی کی 1612/11
حالت میں غش کی کس کو خط لکھنے کی ہے فرصت 1612/12
سرکا ہے جب وہ برقعِ تب آپ سے گئے ہیں 1612/13
بیٹھے ہے یار آ کر جس جا پہ ایک ساعت 1612/14
سوراخِ سینہ میرے رکھ ہاتھ بند مت کر 1612/15
گا ہے بگا کرے ہے، گا ہے دعا کرے ہے
اتنا بھی میرے پیارے کوئی کڑھا کرے ہے
سو خواب میں کبھو تو مجھ سے ملا کرے ہے
مرآتِ گاہ و بے گہ بھیچک رہا کرے ہے
سینے میں جیسے کوئی دل کو ملا کرے ہے
جانے وہی جو کوئی ظالم وفا کرے ہے
پردے میں بدسلوکی ہم سے خدا کرے ہے
تب سے ہماری چھاتی ہر شب جلا کرے ہے
اب جب چلو ہو، دل کو ٹھوکر لگا کرے ہے
ہے دوستی جہاں واں یوں ہی ہوا کرے ہے
کس ناز سے معانجِ میری دوا کرے ہے
اب جب نہ تب اُدھر کو جی ہی چلا کرے ہے
منہ کھولنے سے اُس کے اب جی چھپا کرے ہے
ہنگامہٗ قیامت واں سے اٹھا کرے ہے
ان روزنوں سے دل ٹک سے کسب ہوا کرے ہے

۱۔ نسخہ آ سی میں یار و اقیس کا ج اور طبع دوم، سوم میں یار و درج ہے۔

۲۔ نول کشور دوم، سوم میں نیچے ہے جب کہ نسخہ کا ج اور آ سی کے یہاں جیسا بہتر ہے۔

۳۔ نول کشور دوم، سوم میں ٹک درست ہے جب کہ آ سی نے ٹک ہی لکھا ہے۔ سو کتابت ہی ہے۔

- کیا جانے کیا تمنا رکھتے ہیں یار سے ہم 1612/16
 اندوہ ایک جی کو اکثر رہا کرے ہے
 گل ہی کی اور ہم بھی آنکھیں لگا رکھیں گے 1612/17
 ایک آدھ دن جو موسم اب کے وفا کرے ہے
 گہ سرگزشت اُن نے فرہاد کی نکالی (قطعہ) مجنوں کا گاہے قصہ بیٹھا کہا کرے ہے 1612/18
 ایک آفتِ زماں ہے یہ میرِ عشق پیشہ 1612/19
 پردے میں سارے مطلب اپنے ادا کرے ہے

﴿1613﴾

- کیا کہوں میں آہ مجھ کو کام کس پتھر سے ہے 1613/1
 دیر ہو یا کعبہ، مطلب مجھ کو تیرے در سے ہے
 کس کو کہتے ہیں نہیں میں جانتا اسلام و کفر 1613/2
 اصل زلفوں کی تری گیسوئے پیغمبر سے ہے
 کیوں نہ اے سید پر دل کھینچے یہ موئے دراز 1613/3
 وہ بھی تو جانے کہ یاں آشوبِ چشم تر سے ہے
 کاغذِ ابری پہ دردِ دل اُسے لکھ بھیجئے 1613/4
 کام ہم بے طاقتوں کو عشقِ زور آور سے ہے
 کیا کہیں دل کچھ کھینچے جاتے ہیں اودھر ہر گھڑی 1613/5
 تجھ سے کیا، کل گفتگو یہ داورِ محشر سے ہے
 رحم بھی دینا تھا تھوڑا ہائے اس خوبی کے ساتھ 1613/6
 لطفِ گل گشت اے نسیم صبحِ بالِ دپر سے ہے
 کیا کروں گا اب کے مٹیں بے پر ہوس گلزار کی 1613/7
 رشک اُس پر ہے کہ جس کی موت اُس خنجر سے ہے
 مرنے کے اسباب پڑتے ہیں بہت عالم میں لیک 1613/8
 کچھ کسو بھی طور کی رنجش بھلا ایدھر سے ہے
 ناز و چشم و بے دماغی اُس طرف سب ہیں ولے 1613/9
 اس سے پیدا ہے کہ عزت اس چمن میں زر سے ہے
 دیکھ گل کو تک کہ ہر یک سر چڑھا لیتا ہے یاں 1613/10
 قشعر یہ کیا مجھے تلوار کے کچھ ڈر سے ہے
 کانپتا ہوں میں تو تیرے ابروؤں کے خم ہوئے 1613/11
 ہر نگہ کا تار مانا رشتہ گوہر سے ہے
 اشک پے در پے چلے آتے تھے چشمِ زار سے 1613/12

بادیے ہی میں پڑا پاتے ہیں جب تب تجھ کو میر

کیا خفا اے خانماں برباد کچھ تو گھر سے ہے

﴿1614﴾

- کاہش اک روز مجھ کو شام سے ہے 1614/1
 شہر پُر شور اس غلام سے ہے
 تم نہیں فتنہ ساز، سچ صاحب! 1614/2
 کچھ کہو، کام اپنے کام سے ہے
 بوسہ لے کر سرک گیا کل میں 1614/3
 مدعا ہم کو انتقام سے ہے
 کوئی تجھ سا بھی کاش تجھ کو ملے 1614/4
 جنگ جس کو ہمارے نام سے ہے
 کب وہ مغرور ہم سے مل بیٹھا 1614/5
 اقتدا اولیں امام سے ہے
 خوش سر انجام وے ہی ہیں، جن کو 1614/6
 پر مجھے گفتگو عوام سے ہے
 شعر میرے ہیں سب سے خواص پسند 1614/7
 اُس کی پیدائش احتلام سے ہے
 شیطنیت سے نہیں ہے خالی شیخ 1614/8
 کیا نہیں چو مرے سلام سے ہے
 سر جھکاؤں تو اور ٹیڑھے ہو 1614/9

۱۔ اس غزل کے یہ آخری دونوں شعر قطعہ ہیں، مجلس کے مرتب نے قطعہ درج کیا ہے، جب کہ آسی کے یہاں یہ دونوں الگ الگ شعر شاعر اور انگیز کے مصنف نے بھی صرف مقطع کو شامل انتخاب کر کے گویا ان دو اشعار کو قطعہ بند تصور نہیں کیا۔

۲۔ شعر شور انگیز جلد چہارم ص ۵۴۵ شعر میرے ہیں گو خواص پسند، سب نسخہ آسی و مجلس میں ہے۔

سہل ہے میر کا سمجھنا کیا
ہر سخن اُس کا اک مقام سے ہے

1614/10

﴿1615﴾

جیسے لوں، جلتی لہرے منہ سے ہوا نکلے ہے
کیا کہوں میں کہ مری آنکھوں سے کیا نکلے ہے
آنسو ہر میری نگہ ساتھ گتھا نکلے ہے
جو وہ اس راہ کبھو مستی میں آ نکلے ہے
کب چھپا رہتا ہے، ہر چند چھپا نکلے ہے
سیکڑوں میں سے وہ تلوار چلا نکلے ہے
جی سمجھتا ہے جو اُس بت میں ادا نکلے ہے
شور و ہنگامے کا اک طور نیا نکلے ہے
دے ہے جو سر کوئی کچھ یاں سے بھی پا نکلے ہے
ناز کرتی ہوئی اس راہ صبا نکلے ہے
منہ سے ہر ایک کے سو بار دعا نکلے ہے
داغ جو نکلے ہے چھاتی ت لگا نکلے ہے
دل کی بیماری کی کس پاس دوا نکلے ہے
اور گفتار سے کچھ پیار جدا نکلے ہے

جل گیا دل مگر ایسی جو بلا نکلے ہے
لختِ دل، قطرہِ خوں، ٹکڑے جگر ہو کر
میں جو ہر سولگوں ہوں دیکھنے ہوئے مضطر
پارسائی دھری رہ جائے گی مسجد میں شیخ
گو کہ پردہ کرے جوں ماہ شب ابروہ شوخ
بھیڑیں تل جاتی ہیں آگے سے اُس ابرو کے ہلے
بنتی ہے سامنے اس کے کیے سجدہ ہی ولے
بد کہیں نالہ کشاں ہم ہیں کہ ہم سے ہر روز
اجر سے خالی نہیں عشق میں مارے جانا
لگ چلی ہے مگر اس گیسوئے عنبر بو سے
کیا ہے اقبال کہ اُس دشمن جاں کے آتے
سوز سینے کا بھی دلچسپ بلا ہے اپنا
سارے دیکھے ہوئے ہیں دلی کے عطار و طبیب
کیا فریبندہ ہے، رفتار ہے کینے کی جدا

1615/1

1615/2

1615/3

1615/4

1615/5

1615/6

1615/7

1615/8

1615/9

1615/10

1615/11

1615/12

1615/13

1615/14

دیا بے جا نہیں دل میر کا جو رہ نہ سکے
چلتا پھرتا کبھو اُس پاس بھی جا نکلے ہے

1615/15

﴿1616﴾

پردے میں جسم ڈھے کر دیوار و در بنے ہے
ہوتے ہیں ملتفت تو پھر خاک زر بنے ہے
ہر زخمِ سینہ اُس دم یک چشم تر بنے ہے
چہرہ ہی واں انہوں کا دودھ پہر بنے ہے
پانی گرہ جو ہووے تو پھر گھر بنے ہے
زاہد انہوں میں لے جا کر آدم سے خر بنے ہے
عالم میں کام کس کا بے درد سر بنے ہے
صحبت ہماری اُس کی ٹک بھی اگر بنے ہے
بنتی ہے جس کسو کی یک طور پر بنے ہے
تب کوئی ہم سا صاحب! صاحب نظر بنے ہے

عبرت سے دیکھ جس جایاں کوئی گھر بنے ہے
ہیں دل گداز جن کے، کچھ چیز مال وے ہیں
شب جوشِ غم سے جس دم لگتا ہے دل تڑپنے
یاں ہر گھڑی ہماری صورت بگڑتی ہے گی
ٹک ٹک کے صاف طینت نکلے ہے اور کچھ ہو
سے شعبدے کے فن میں کیا دست میکشوں کا
نکلے سے صبح بھی یاں صندل ملے جہیں کو
سارے دکھوں کی اے دل ہو جائے گی تلانی
ہر اک سے ڈھب جدا ہے سارے زمانے کا بھی
برسوں لگی رہی ہیں جب مہر و مہ کی آنکھیں

1616/1

1616/2

1616/3

1616/4

1616/5

1616/6

1616/7

1616/8

1616/9

1616/10

یارانِ دیر و کعبہ دونوں بلا رہے ہیں
اب دیکھیں میر اپنا جانا کدھر بنے ہے

1616/11

۱۔ نسخہ آسی مجلس میں جلتی ہے جب کہ نسخہ کاج اور طبع دوم، سوم میں جلتی درج ہے۔

۲۔ نسخہ آسی ص ۳۶۸ پر زاہد انہوں کا جب کہ نول کشور دوم، سوم میں زاہد انہوں میں ہے جو درست ہے۔

رویفی کے دیوان سوم

﴿1617﴾

- جنگل میں لٹکل آئے کچھ واں بھی نہ بن آئی
تدبیر غم دل کی بستی میں نہ ٹھہرائی
میں نے تو اسی دل سے تصدیق بہت پائی
خواہش ہو جسے دل کی دل دوں اُسے اور کس بھی
عاشق کشی ہے جب سے، ہے عشق کی رسوائی
بے پردہ نہ ہونا تھا اسرارِ محبت کو
عالم کو تمام اس میں کس طرح ہے گنجائی
گھر دل کا بہت چھوٹا، پر جائے تعجب ہے
مفلوک ہوئے اب ہم کر خرچ یہ بالائی
وہ زلف بنی دیکھی، سب بن گئے سودائی
گھر بار لٹایا جب، تب تے وہ سہی قد آیا
ہر لحظہ ہے خود رائی، ہر آن ہے رعنائی
خوبی سے نداں اُس کی سب صورتیں یاں بگڑیں
کیا عہدہ بر آئی ہو اُس گل کی دورنگی سے
جیتا نہ رہا اب تک مجنوں ہی کو موت آئی
عاشق کی جسے ہو دے کچھ قدر، نہیں پیدا
آزار بہت کھینچے اب میر توکل ہے
کھینچی نہ گئی ہم سے ہر ایک کی مرزائی

﴿1618﴾

- شور کیا جو اُس کی گلی میں، رات کو ہیں سب جان گئے
آہ و فغاں کے طور سے میرے لوگ مجھے پہچان گئے
عہد میں اُس کی یاری کے، خوں دل میں ہوئے ہیں کیا کیا چاؤ
خاک میں آخر ساتھ ہی میرے سب میرے ارمان گئے
موت جو آئے سر پر، انساں دست و پا گم کرتا ہے
دیکھتے ہی شمشیر بکف کچھ آج اُسے اوسان گئے
مہلتِ عمر دو روزہ کتنی، کرپے فضولی کا ہے
آئے جو ہیں دنیا میں ہم تو جیسے کہیں مہمان گئے
باتھ لگا وہ گوہر مقصد جیسا ہے معلوم ہمیں
محو طلب ہو اہل طلب سب خاک بھی یاں کی چھان گئے
کہیے سلوک انہوں کے کیا کیا، چھیڑ تجاہل کی ہے نئی
نکلے تھے اس رستے سو دے جان کے بھی انجان گئے
میر نظر کی دل کی طرف، کی تے عرش کی جانب فکر بہت
تھی جو طلب مطلوب کی ہم کو کیدھر کیدھر دھیان گئے

۱۔ نسخہ مجلس جلد سوم ص ۱۹۱، جنگ سے نکل بجائے جنگل میں نکل درج ہے، بغیر اختلاف مذکور کیے، اسی کے مطابق میں بہتر ہے۔
۲۔ متن نسخہ کالج ص ۱۵۱۲ اور طبع دوم، سوم ص ۳۱۲ کے مطابق ہے۔ اسی اور مجلس میں دل دوں اور اُسے سر بھی درست نہیں۔
۳۔ نسخہ آسی ص ۱۲۳۵ اور نول کشور دوم ص ۳۱۲، تب درج ہے اور درست بھی، پھر بھی نسخہ مجلس کے مرتب نے تب درج فرمایا ہے۔
۴۔ حاشیہ نسخہ مجلس میں بتایا گیا کہ نسخہ کالج اور طبع دوم، سوم میں 'کو' بجائے 'کی' ہے اور وہ بہتر ہے۔ جب کہ 'کو' کے بعد مصرع اول کے دوسرے مفہوم متاثر ہوتا ہے۔ اس کی کاتعلق اسی دوسرے حصہ کے ساتھ ہے۔

﴿1619﴾

- 1619/1 سوزِ دروں سے آگ لگی ہے سارے بدن میں تب سی ہے
طاقتِ دل کی تمام ہوئی ہے جی لہ کی چال کڈھب سی ہے
- 1619/2 سینے کے زخم نمایاں رہتے چاک کیے سو پردہ در
مدت سے یہ رخنے پڑے تھے چھاتی پھٹی میں اب سی ہے
- 1619/3 پرسشِ حال کبھو کرتے ہیں ناز و چشم اشارت سے
اُن کی عنایت حال پہ میرے کیا پوچھو ہو غضب سی ہے
- 1619/4 گود میں میرے رکھ دیتا ہے پاؤں حنائی دبنے کو
یوں پامال جو میں ہوتا ہوں مجھ کو بھی تو دب سی ہے
- 1619/5 لطف کہاں وہ بات کیے پر پھول سے جھڑنے لگ جاویں
سرخ کلی بھی گل کی اگرچہ یار کے لعل لب سی ہے
- 1619/6 خانہ خراب ہوں خواہشِ دل کا، آہ نہایت اُس کو نہیں
جان لبوں پر آئی ہے پر، تو بھی گرم طلب سی ہے
- 1619/7 تم کہتے ہو بوسہ طلب تھے، شاید شوخی کرتے ہوں
میر تو چپ تصویر سے تھے یہ بات اُنہوں سے عجب سی ہے

﴿1620﴾

- 1620/1 کیسے شخص دنوں میں یارب میں نے اس سے محبت کی
میں تو سرو و شاخِ گل کی قطع ہی کا دیوانہ تھا
- 1620/2 قسمت میں جو کچھ کہہ دیا ہو، دیتے ہیں وہی انساں کو
خلوتِ یار ہے عالمِ عالم، ایک نہیں ہے ہم کو بار
- 1620/3 اک گردن سے سوتق باندھے کیا کیا کرتے تھیں جو ادا
شبیوہ اُس کا مہر و غضب ہے ناز و چشم و شتم دے سب
- 1620/4 بے پروائی درویشی کی تھوڑی تھوڑی تب آئی
ناز و چشم کا رتبہ کیسا ہٹ کس اعلیٰ درجے میں
- 1620/5 دکھن پورب بچھتم سے لوگ آکر مجھ کو دیکھیں ہیں
دوستی یاری اُلفت باہم عہد میں اس کے رسم نہیں
- 1620/6 دھوم رہی ہے سر پر میرے رنج و عتاب و کلفت کی
یار نے قد قامت دکھلا کر سر پر میرے قیامت کی
- 1620/7 غم غصہ ہی ہم کو ملا ہے، خوبی اپنی قسمت کی
در پر جا کے سہ پھر آتے ہیں خوب ہماری عزت کی
- 1620/8 مدت اس پر ایک نفس جوں صبح ہماری فرصت کی
کوئی نگاہ لطف اگر کی، اُن نے ہم سے مردت کی
- 1620/9 جب کہ فقیری کے اوپر میں خرچ بڑی سی دولت کی
بات ہماری ایک نہ مانی برسوں ہم نے منت کی
- 1620/10 حیف کہ پروا تم کو نہیں ہے مطلق میری صحبت کی
یہ جانے ہیں مہر و وفا اک بات ہے گویا مدت کی

۱۔ نسخہ کالج، ص ۵۱۵، طبع دوم، سوم، ص ۳۱۳، پر جی درست ہے، آ سی کے متن میں جس سہو کتابت ہے۔

۲۔ نسخہ آ سی میں غم و غصہ، طبع دوم میں غم و غصے اور ہی درج ہی نہیں، نسخہ کالج کا متن غم غصہ ہی ان میں سب سے بہتر ہے۔

۳۔ نسخہ آ سی میں جا کر ہے۔ نسخہ کالج ص اور طبع دوم ص ۳۱۳ پر جا کے زیادہ بہتر ہے۔

۴۔ نسخہ کالج، طبع دوم، سوم میں کرتے سہو ہے، آ سی مجلس میں کرے درست ہے، مجلس کے نسخے میں کرے (ی کے نقطے نہیں) مندرج ہے۔

آبِ حسرت آنکھوں میں اُس کی نومیدانہ پھرتا تھا
میر نے شاید خواہشِ دل کی آج کوئی پھر رخصت کی

1620/11

﴿1621﴾

کیسے ناز و تبختر سے ہم اپنے یار کو دیکھا ہے 1621/1
چالِ زمانے کی ہے نظر میں، شام و سحر کس کو ہے قیام 1621/2
ایک نہ آید میں اپنے دل کشِ دل چسپ اس کے رنگ 1621/3
قدرِ کفرِ اسلام سے زائد جانی سبھ فروشی سے 1621/4
قلب و دماغ و جگر کے گئے پر ضعف ہے جی کے غارت میں 1621/5
باؤ سے بھی گر پتا کھڑ کے چوٹ چلے ہے ظالم کی 1621/6
جمع کرو دل میر سے تم بھی، بے تاب تھی دل کو بہت 1621/7
اچھے کچھ آثار نہ تھے میں اُس بیمار کو دیکھا ہے

﴿1622﴾

ناز و ادا کے ساتھ وہ دلبرِ ثکیل ہے 1622/1
ہم خاکِ منہ کو مل کے نہ جوں آرہی پھرے 1622/2
جنگل میں خضر و کعبہ کا ہونا مری طرح 1622/3
آگے جنوں سے چھاؤں میں تھے سروِ گلِ تنگی ہم 1622/4
کچھ چیز و مال ہو تو خریدار ہو کوئی 1622/5
کیا روؤں اشک آتے ہیں آنکھوں سے سیل سیل 1622/6
آتے نہیں نظر میں مری ہاتھی کے سوار 1622/7
ہو صبر اس جو یوسفِ ثانی کے بے جمال 1622/8
شکر و گلہ سے عشق کے لبریز ہے جہاں 1622/9
ہم دیر سے ہیں منظرِ قد کشی یار 1622/10
جب دیکھتے ہیں میر تمہیں بے دماغ ہو 1622/11
کاہے کو نازِ عشق میں صاحبِ ذلیل ہے

۱۔ کہہ 'نسخہ' کالج اور طبع دوم کے مطابق ہے، اسی کے متن میں 'گہ' ہے، یہ بھی با معنی ہے۔
۲۔ متن میں درست لفظ 'قلچی' درج کرنے پر فائق صاحب نے حاشیے میں لکھا کہ یہ غلط ہے اور درست لفظ 'قلچی' ہے اور 'قلچی' کتابت کی غلطی
حالات کہ 'قلچی' درست ہے، مراد ایسا ملازم (سپاہی) جو براہِ راست بادشاہ کا ملازم نہ ہو، کسی سردار وغیرہ کا ملازم ہو اور وفاداریاں (سردار)
بھی کر سکتا ہو۔ علاوہ ازیں مجلس نے بالصراحت ضم 'ان' نے لکھا جب کہ 'کل' 'ان' نے 'کا' ہے۔
۳۔ نسخہ کالج، طبع دوم، سوم میں 'قرطابی' درج ہے اور چونکہ یہ لفظ یہاں با معنی ہے اس لیے اسی کے یہاں درج 'قطرہ' است سے بہتر سمجھ کر درج
رہا ہے۔ مجلس کے نسخے میں جلد سوم ص ۱۹۶ پر اس لفظ کے غیر ضروری لغات درج کیے ہیں، جب کہ یہاں یہ لفظ گھونٹ اور جرہ کے معنی میں
۴۔ نسخہ آسی میں 'سروگل' ہے جب کہ نسخہ کالج اور طبع دوم، سوم میں 'داؤ عطف' کے ساتھ 'سروگل' درج ہے۔

﴿1623﴾

دور سے دیکھ لیا اس کو تو جی مار رہے	برسوں گزرے ہیں ملے، کب تئیں یوں پیار رہے	1623/1
چار دن کہنے کو اُس شوخ سے ہم یار رہے	وہ موڈت کہ جو قلبی ہو اُسے، سو معلوم	1623/2
جان بے تاب رہے، دل کو اک آزار رہے	مرگ کے حال جدائی میں جنیں یوں کب تک	1623/3
ہم جو صورت سے تھے آئینے کی بیزار رہے	وجہ یہ تھی کہ ترے ساتھ لڑی آنکھ اس کی	1623/4
دین و دنیا کا زیاں کار کہو ہم کو میر		1623/5
دو جہاں داؤ نختیں ہی میں ہم ہار رہے		

﴿1624﴾

سب لوگوں میں ہیں لاگیاں یاں محض فقیری ہے	اب تک تو نہ بھی اچھی، اب دیکھیے پیری ہے	1624/1
نکلے تو کہیں لڑکے، دھیری ہے یہ دھیری ہے	کیا دھیر بندھے اس کی جو عشق کا رسوا ہو	1624/2
اک بوند تھی لوہو کی اب چھالی جو چیری ہے	خون عشق کی گرمی سے سوکھا جگر و دل میں	1624/3
گل گشت گلستاں کا ہے شوق و اسیری ہے	ہم طائر بے پر ہیں دے جن کو بہاراں میں	1624/4
نے رحم ہے خاطر میں، نے عذر پذیری ہے	اس دلیر بدن سے خوش گزرے ہے عاشق کی	1624/5
اب کرے تخلص تو شائستہ ضمیری ہے	ہم مرثیہ دل ہی کا اکثر کہا کرتے ہیں	1624/6
کیا اہلِ دول سے ہے اے میر مجھے نسبت		1624/7
یاں عجز و فقیری ہے، داں نازِ امیری ہے		

﴿1625﴾

ٹھنڈا دل اب ہے ایسا جیسے بجھا دیا ہے	سوزِ دروں نے آخر جی ہی کھپا دیا ہے	1625/1
دل ہے جدھر وہ پہاؤ سارا جلا دیا ہے	اب نیند کیوں کے آوے گرمی نے عاشقی کی	1625/2
جو صاف یوں قضا نے ہم کو مٹا دیا ہے	حرفِ غلط تھے کیا ہم صفحے پہ زندگی کے	1625/3
کیا روگ دوستی نے جی کو لگا دیا ہے	کڑھتے ہمیشہ رہنا ہم کو بغیر اس کے	1625/4
کتنوں کا ورنہ خوں کر ان نے دبا دیا ہے	اچرج ہے یہ کہ ہے وہ میرا چراغِ تربت	1625/5
پردہ جو رہ گیا تھا وہ بھی اٹھا دیا ہے	آنکھوں کی کچھ حیا تھی سو مند لیس ادھر سے	1625/6
ان شکریں لبوں نے ہم کو رجھا دیا ہے	ہم دل زدہ رہے ہیں انواعِ تلخ سنتے	1625/7
جوں کاغذِ ہوائی اُن نے اڑا دیا ہے	جب طول میں دیا ہے نامے کو شوق کے تب	1625/8
داں تیغ اٹھائی اُن نے، یاں سر جھکا دیا ہے	مرنے ہی کا مہیا اپنے رہا کیا ہوں	1625/9
رہ رہ کے ہم جلے تو ہم کو مزا دیا ہے	کیا بے نمک ہوا ہے پروانہ راکھ جل کر	1625/10
بارے فقیری نے تو آرام سا دیا ہے	تھے جوں چراغِ مفلس مضطر نہ ترک تھا جب	1625/11
ہم وحشیوں کے قابل رہنے کے بادیا ہے	شہروں کے تنگ کوچے کا ہے کوگوں ہیں اپنے	1625/12
دل ہم کو بھی خدا نے درد آشنا دیا ہے	نادر و مند بلبلِ نالاں ہے بے نہی سے	1625/13

کیا نامہ بر ہمارا ہے صاف بے مروت خط نانوشتہ ہم کو اودھر سے لا دیا ہے 1625/14
عالم شکار ہے وہ اس سن میں میر اس کو 1625/15
ڈھب جانے مارنے کا رکن نے بتا دیا ہے

﴿1626﴾

ہم چمن میں گئے تھے وا نہ ہوئے نکہت گل سے آشنا نہ ہوئے 1626/1
سر کسو سے فرو نہیں آتا حیف بندے ہوئے، خدا نہ ہوئے 1626/2
خوار و زار و ذلیل و بے رویت عاشق اس کے ہوئے سو کیا نہ ہوئے 1626/3
کیسا کیسا قفس سے سر مارا موسم گل میں ہم رہا نہ ہوئے 1626/4
میں نہ گردن کٹائی جب تک میر 1626/5
عشق کے مجھ سے حق ادا نہ ہوئے

﴿1627﴾

دیکھیے کیا ہو سانجھ تک، احوال ہمارا ابتر ہے 1627/1
خاطر اپنی اتنی پریشاں، آنکھیں پھریں ہیں اس بن حیراں 1627/2
میں جو لگا دیوانگی کرنے، عالم عالم شور اٹھاتا 1627/3
تاب و تواں کا حال وہی ہے آج تک ہم جیتے ہیں 1627/4
اس بے مہر صنم کی خاطر سختی سی سختی کھینچے ہم 1627/5
سر نہ بڑے کے چڑھے اس میں ہرگز زیاں ہے سر ہی کا 1627/6
جب سے ملا اس آئندہ رو سے خو کی ان نے مند پوشی 1627/7
پانی بھی دے ہے پھینک شبوں کو، میر فقیر قلندر ہے

﴿1628﴾

آشوب چشم چشمہ زا اب کوہ و صحرا پر بھی ہے 1628/1
گو چشم بندی شیخ کی ہو آخرت کے واسطے 1628/2
نے دست مزد بندگی، نے قدر سر افکندگی 1628/3
تنگ آن کر گم ہو گئے مقصود جو مقصود تھا 1628/4
ہیں خوبیاں ہی خوبیاں وحشی طبیعت میر میں 1628/5
پر انس کم ہم سے دلیل اب کے یہ سودا پر بھی ہے

۱۔ نسخہ کالج، طبع دوم، سوم نول کشور میں 'جان' سے آئی کا متن 'جانے' بہتر ہے۔

۲۔ نسخہ آئی اور مجلس میں بے رویت سے نسخہ کالج، دوم اور سوم کا متن 'بے رویت' مطابق مضمون شعر ہے۔

۳۔ اس نزل کا یہ شعر نسخہ آئی میں درج نہیں ہو سکا، تاہم نسخہ کالج اور نول کشور دوم، سوم میں ملتا ہے۔

۴۔ نول کشور طبع دوم، سوم میں ان کے تحت 'تنگ' کو متن میں جگہ دی ہے کہ اس طرح شعر کے معنی واضح ہوتے ہیں۔ آئی و مجلس میں 'تنگ' درج۔

۵۔ نسخہ آئی میں اور تتبع میں نسخہ مجلس میں 'شبوں' کو کی بجائے 'سبھوں' کو درج ہے جس سے کچھ معنی متباد نہیں ہوتے، نسخہ کالج اور طبع دوم۔

انتخاب فاروقی صاحب کے متن میں بھی یہی 'شبوں' درج ہوا ہے۔

﴿1629﴾

- آنکھوں سے راہِ عشق کی ہم جوں نگہ گئے 1629/1
آخر کو روتے روتے پریشاں ہو بہہ گئے
اس عرصے سے گیا ہو کہیں کوئی تو کہیں 1629/2
چل پھر کے لوگ یاں کے یہیں سارے رہ گئے
کیا کیا ہوئے ہیں اہل زماں ڈھیر خاک کے 1629/3
کیا کیا مکان دیکھتے ناگاہ ڈھبہ گئے
ان دلبروں سے کیا کہیں مظلوم عشق ہم 1629/4
ناچار ظلم و جور دستم ان کے سہہ گئے
تسبیحیں ٹوٹیں، خرقے مصلے پھٹے جلے 1629/5
کیا جانے خانقاہ میں کیا میر کہہ گئے

﴿1630﴾

- میر کیوں رہتے ہیں اکثر اُن مے 1630/1
کرے نہیں بنتی کسو سے جو بنے
خون ہو کر بہہ گیا مدت ہوئی 1630/2
دل کو جو ڈھونڈ سو کیسا کس کنے
ہے توکل جی سے ہم درویش ہیں 1630/3
کر ہی چکتے ہیں جو کچھ دل میں ٹھنے
عالمِ خاکی بھی بے لگاہ ہے 1630/4
ہو رہے ہیں ڈھیر یاں سو سو بنے
اُس شکارِ افکن کے ہم بھی سید ہیں 1630/5
خاک و خون میں لوٹتے چھالی چھنے

﴿1631﴾

- ہم پہ رہتے ہو کیا کر کتے 1631/1
اچھے ہوتے نہیں جگر نصتے
بہتے کھینچا نہ کیجیے تلوار 1631/2
ہم نہ مر جائیں ہستے ہی ہستے
شوق لکھتے قلم جو ہاتھ آتی ہے 1631/3
لکھتے کاغذ کے دستے کے دستے
سیر قابل ہیں تنگ پوش اب کے 1631/4
کہنیاں پھنستی چولیاں چستے
رنگ لیتی ہے سب ہوا اس کا 1631/5
اس سے باغ و بہار ہیں رستے
اک نگہ کر کے ان نے مول لیا 1631/6
بک گئے آہ ہم بھی کیا ستے
میر جنگل پڑے ہیں آج جہاں 1631/7
لوگ کیا کیا یہیں تھے کل بستے

﴿1632﴾

- سب شرمِ جبینِ یار سے پانی ہے 1632/1
ہر چند کہ گل شگفتہ پیشانی ہے
سمجھے نہ کہ بازیچہٴ اطفال ہوئے 1632/2
لڑکوں سے ملاقات ہی نادانی ہے

۱۔ نسخہ مجلس میں راہِ عشق با اضافت ہے جب کہ یہاں اضافت سے شعر کے معنی (جس میں لفظی تنقید بھی ہے) سمجھنا محال ہے۔ ایسی غلطیاں اس نسخہ میں بہت عام ہیں، درست کردی ہیں لیکن نشانِ دی ہر جگہ ضروری نہیں سمجھی گئی۔

۲۔ نسخہ کالج ص ۵۱۹، نول کشور دوم، سوم ص ۳۱۵ میں 'لڑے' اس سے معنی برآمد کرنے میں تکلف کرنا پڑتا ہے، 'کر بندھنا' یا 'کر بننا' محاورہ ہے، اسی نے 'کر درج' کیا ہے، اسی کو اپنایا ہے۔

۳۔ نول کشور دوم، سوم کے ملاوۃ نسخہ کالج میں مصرع یوں ہے 'شوق لکھنے قلم جو ہاتھ آئی'، اسی کا متن مذکور ہے جو بہتر ہے۔

- خوبی سے ترے چہرے کی حیرانی ہے جوں آئینہ سامنے کھڑا ہوں ، یعنی 1632/3
 کاغذ جو لکھے ہیں اب سوافشانی ہے خط لکھتے جو خوں فشاں تھے ہم ان نے کہا 1632/4
 دل سوختگی ، عذاب روحانی ہے دوزخ میں ہوں جلتی جو رہے ہے چھاتی 1632/5
 سو برسوں میں اک بات مری مانی ہے منت کی بہت تو ان نے دو حرف کہے 1632/6
 کل سیل سا جوشاں جو ادھر آیا میر 1632/7
 سب بولے کہ یہ فقیر سیلانی ہے

﴿1633﴾

- جی کے لگنے کی میر کچھ کہہ بھی 1633/1
 حسن اے رشکِ مہ نہیں رہتا 1633/2
 شور شیریں تو ہے جہاں میں ولے 1633/3
 اس کے نیچے سے دل نکل نہ سکا 1633/4
 اُس زمیں گرد میرے مہ سانہیں 1633/5
 کیا کہوں اس کی زلف بن رو رو 1633/6
 مضطرب ہو جو ہم رہی کی میر 1633/7
 پھر کے بولا کہ بس کہیں رہ بھی

﴿1634﴾

- کہیں آگ آہ سوزندہ نہ چھاتی میں لگا دیوے 1634/1
 بہت روئے ہمارے دیدہ تر اب نہیں چلتے 1634/2
 تمہارے پاؤں گھر جانے کو عاشق کے نہیں اُٹھتے 1634/3
 دلیلِ گم رہی ہے خضر جو ملتا ہے جنگل میں 1634/4
 گئے ہی جی کے فیصل ہو نیاز و نیاز کا جھگڑا 1634/5
 لڑائی ہی رہی روزوں میں باہم بے دماغی سے 1634/6
 ہوا میں میر جو اس بت سے سائل بوسہ لب کا 1634/7
 لگا کہنے ظرافت سے کہ شہ صاحبِ خدا دیوے

﴿1635﴾

- تیر جوڑے وہ ماہ آتا ہے 1635/1
 گل کو سر پر رکھیں سبھی لیکن 1635/2
 اپنا اپنا ہے ذائقہ ہم کو 1635/3
 آتشِ عشق جس کے دل کو لگی 1635/4
 ہم کو یہ تیر ماہ جاتا ہے
 اب دماغ اپنا کب اُٹھاتا ہے
 بوسہ کنج لب ہی بھاتا ہے
 شمع ساں آپ ہی کو کھاتا ہے

۱۔ نسخہ آسی، ص ۴۴۲، نسخہ مجلس، جلد سوم، ص ۲۰۵، ہم رہی کے میر درج ہے، جس کے بعد دوسرے مصرع کے کوئی معنی نہیں نکلتے، یہ شعر بھی ان نسخوں میں، یا نئے معروف و مجہول کے اشتباہ کی نظر ہو کر بے معنی قرار پایا ہے۔ 'کی درج کرنے کے بعد شعر سیدھا اور صاف ہو جاتا ہے۔

- دیکھنا ہے تو ہے بہم پردہ ۱۶۳۵/۵
ہم سے آنکھوں کو کب ملاتا ہے
میری تو ہے پلک سے چھوٹی نگاہ ۱۶۳۵/۶
اور وہ اس پہ منہ چھپاتا ہے
میر صناع ہے ملو، اس سے ۱۶۳۵/۷
دیکھو باتیں تو کیا بناتا ہے

1636

- شانس غم و ستم یار ہم ہوئے ۱۶۳۶/۱
عاشق کہاں ہوئے کہ گنہگار ہم ہوئے
کی عرض جو متاع امانت ازل کے بیچ ۱۶۳۶/۲
جب لے سکے نہ، خریدار ہم ہوئے
جی کھینچ گیا اسیر نفس کی فغاں کی اور ۱۶۳۶/۳
تھمی چوٹ اپنے دل کو گرفتار ہم ہوئے
پامال یوں کیا کہ برابر ہیں خاک کے ۱۶۳۶/۴
کیا ظلم ہو گیا جو طلب گار ہم ہوئے
ہوتا نہیں ہے بے خبری کا مال خوب ۱۶۳۶/۵
افسوس ہے کہ دیر خبردار ہم ہوئے
وصل اس طبیب زادے کا جی چاہتا رہا ۱۶۳۶/۶
آخر اس آرزو ہی میں بیمار ہم ہوئے
پھل ہے یہ میر عشق کا اس نو بہار کے ۱۶۳۶/۷
آخر جو کشت و خون کے سزاوار ہم ہوئے

1637

- کبھی میں ان لبوں کی جاں فزائی ۱۶۳۷/۱
یہ بات اک بے خودی میں منہ پہ آئی
تعارف کیا رہا اہل چمن سے ۱۶۳۷/۲
ہوئی اک عمر میں اپنی رہائی
کہاں کا پیستوں، فرہاد کیسا ۱۶۳۷/۳
یہ تھی سب عشق کی زور آزمائی
جفا آٹھتی، وفا جو عمر کرتی ۱۶۳۷/۴
سو کی اس رفتی نے بے وفائی
کہیں سو کیا کہیں سر پر ہمارے ۱۶۳۷/۵
قیامت شامت اعمال لائی
کیا اس ترک کی آمد کو سن جی ۱۶۳۷/۶
تھی ہم سے نہ اک دم بھی ادائی
موافق نک ہو تو، تو پھر جہاں میں تے ۱۶۳۷/۷
مثل ہو میری تیری آشنائی
بغیر از چہرہ مہتابی یار ۱۶۳۷/۸
ہوئی صد چند اس کی خود نمائی
گئی ٹکڑے ہو دل کی آرسی تو ۱۶۳۷/۹
کہ جان و تن کی مشکل ہے جدائی
فراق یار کو آساں نہ سمجھو ۱۶۳۷/۱۰
اب اس کے گھر کی ہم نے راہ پائی
پھر آنا کعبے سے اپنا نہ ہوگا ۱۶۳۷/۱۱
ہوئے ہیں دو دل سے میر کے تنگ ۱۶۳۷/۱۲
پھر اس جوگی نے یاں دھونی لگائی

۱۔ نسخہ مجلس کے مرتب نے پردہ کو پردہ سمجھا اور مصرع یوں درج کیا 'دیکھنا ہے تو ہے بہم، پردہ۔ ان معنی کو اگر اہمیت دیں تو پھر مصرع میں ایب' ہے زائد قرار پاتا ہے۔ آسی کا مصرع درست ہے۔
۲۔ نسخہ کالج اور نول کشور دوم، سوم میں سب اور ابھی درست ہے، آسی مجلس میں جب اور سراج الفہم ہے۔
۳۔ نسخہ مجلس میں جہاں میں کو سو کتابت کے سبب جہاں میں درج کیا ہے۔

﴿1638﴾

ہوں خاک پا جو اس کی ہر کوئی سر چڑھاوے	1638/1
ان دو ہی صورتوں میں شکل اب نباہ کی ہے	1638/2
اُس مہ بغیر عالم آنکھوں میں سب یہ ہے	1638/3
کچھ زخم کھل چلے ہیں، کچھ داغ کھل رہے ہیں	1638/4
جوں لیلیٰ اور مجنوں تا نقش کچھ رہے یاں	1638/5
یہ طرح دار لڑکے دیں بیٹھنے تب اس کو	1638/6
ہم جس زمیں پہ آئے واں آسماں یہی تھا	1638/7
شب سن کے حال میرا لیتا ہے موند آنکھیں	1638/8
طاعت کا محنت ہے جب ڈھب نہیں بتوں سے	1638/9
چھوڑے نماز واجب گر میر وقت پاوے	

﴿1639﴾

مرا دامن بنے تو باندھ دو گل کے گریباں سے	1639/1
رہے دس دن جو اپنی عمر کے یاں ہم سو مہماں سے	1639/2
شرارے تب تو نکلے ہیں ہماری چشم گریباں سے	1639/3
نہ دل جمعی ہے اس کے خط سے، نے زلف پریشاں سے	1639/4
جنوں اس دشت میں ہم نے کیا ہے کیسے ساماں سے	1639/5
رہی شرمندگی ہی عمر بھر مجھ کو دل و جاں سے	1639/6
خدا جانے کہ دل کس خانہ آباداں کو دے بیٹھے	1639/7
کھڑے تھے میر صاحب گھر کے دروازے پہ حیراں سے	

﴿1640﴾

برسوں تک جی کو مار مار رہے	1640/1
موسم گل تلک رہے گا کون	1640/2
وصل یا ہجر کچھ ٹھہر جاوے	1640/3
خوش نوا کیسے کیسے طائرِ قدس	1640/4
اُس کی آنکھوں کی مستی سے عاشق	1640/5
دل لگے، پر رہا نہیں جاتا	1640/6
کم ہے کیا لذت ہم آغوشی	1640/7
سب مزے میر درکنار رہے	

۱۔ نسخہ آسی اور مجلس میں رہے درست نہیں، نسخہ کالج طبع دوم، سوم میں رہے درست بھی ہے اور متفق علیہ بھی۔

﴿1641﴾

- یوں جنوں کرتے جو ہم یاں سے گئے 1641/1
تو میاں مجنوں بیاباں سے گئے
مر گئے ، دم کپ تک رکتے رہیں 1641/2
بارے جی کے ساتھ سب سانے گئے
کیا بدن دیکھا چسی چولی سے ہائے
جانب مسجد تھی وہ کافر نگاہ 1641/3
شیخ صاحب دین و ایماں سے گئے
چچ میں آئے کسو کی زلف کے 1641/4
میر اس رستے پریشاں سے گئے 1641/5

﴿1642﴾

- اے نوخط! ایک دن ہے جھگڑا ہمارے تیرے 1642/1
سبزی بہت لگی ہے منہ سے پیارت تیرے
حیران حال عاشق ہوگی اجل پہنچ کر 1642/2
کیا حال یاں رہا ہے ظلموں کے مارے تیرے
ہر بار دیکھے ہے تو ایدھر ہی ، آہ شب نے
باغ و بہار و نکبت ، گل پھول سب ہی تو ہے 1642/3
یاروں کی ہیں نظر میں یہ رنگ سارے تیرے
الماس میر تجھ کو کیا عشق نے دیا ہے 1642/4
لخت جگر گرے ہیں جوں لعل پارے تیرے 1642/5

﴿1643﴾

- دو دیدہ تر اپنے جو یار کو ہیں تکتے 1643/1
اک ایک کو نہیں پھر غیرت سے دیکھ سکتے
حرکت دلوں کی اپنے مذبوحی سی رہے ہے 1643/2
اب وہ نہیں کہ دھڑ دھڑ رہتے ہیں دل دھڑکتے
پلکوں کی اس کی جنبش جاتی نہیں نظر سے 1643/3
کائنات سے اپنے دل میں رہتے ہیں کچھ کھلتے
ہوتا تھا گاہ گاہ محسوس درد آگے 1643/4
اب دل جگر ہمارے پھوڑے سے ہیں لپکتے
پڑتی ہیں ایدھر اودھر دے شوخ آنکھیں ایسی 1643/5
دو ترک مست جیسے ہوں راہ میں بہکتے
شعلوں کے لٹوا تک گویا لعلوں تلے دھرے ہیں 1643/6
چہروں کے رنگ ہم نے دیکھے ہیں کیا جھمکتے
یوں بات راہ کی تو سنتا نہیں ہے کوئی 1643/7
جاتے ہیں ہم جرس سے ، اس قافلے میں بگتے
جاگہ سے لے گئے ہیں ، نازاں جب آگئے ہیں 1643/8
نوباہگانِ خوبی جوں شاخ گل لچکتے
اس حسن سے کہاں ہے غلطانی موتیوں کی 1643/9
جس خوب صورتی سے میر اشک ہیں ڈھلکتے

﴿1644﴾

- غم مرگ سے دل جگر ریش ہے 1644/1
عجب مرحلہ ہم کو درپیش ہے
بلا ہے اُسے شوقِ تیر و کماں 1644/2
یہیں سے ہے پیدا ستم کیش ہے

۱۔ نسخہ آسی اور تنج میں مجلس کے نسخے میں بھی بہکتے لکھا ہے جب کہ نسخہ کالج ۵۱۴ میں بہکتے زیادہ حسب مضمون شعر ہے۔

۲۔ نسخہ آسی میں شعلوں کی ڈانک جب کہ مجلس کے نسخے میں شعلوں کے ڈانک ہے لیکن اختلاف مذکور نہیں۔

۳۔ نسخہ آسی و مجلس میں یہ نسخہ کالج میں ہے، بہتر یہی ہے۔

دلا! اُس کے ظاہر پہ مت جانیو وہ خوش زد تو ہے پر بداندیش ہے
بہت خوب ہے لعلِ نوشین یار لیکن خطِ پشت لبِ نیش ہے
ہمیں کیا جو ہے میر بے ہوش سا
خدا جانے یہ کیا ہیلا درویش ہے

1644/3

1644/4

1644/5

﴿1645﴾

گوش ہر اک کا اُسی کی اور ہے کیا قیامت کا قیامت شور ہے
پوچھنا اُس ناتواں کا خوب تھا پر نہ پوچھا اُن نے، وہ بھی زور ہے
صندل درو سر مہر و وفا عاقبت دیکھا تو خاکِ گور ہے
رشتہ الفت تو نازک ہے بہت کیا سمجھ کر خلق اس پر زور ہے
ناکسی سے تیر اُس کوچے کے بچ
اس طرح نکلے ہے جیسے چور ہے

1645/1

1645/2

1645/3

1645/4

1645/5

﴿1646﴾

شب اگر دل خواہ اپنے بے قراری کیجیے لے زمیں سے تا فلک فریاد و زاری کیجیے
ایک دن ہو تو کریں احوال گیری دل کی آہ مر گئے ہم، کب تلک تیار داری کیجیے
نوپے ناخن سے منہ یا چاک کرے سب جگر جی میں ہے آگے ترے کچھ دستکاری کیجیے
جائیے اس شہر ہی سے اب گریباں بھاڑ کر کیجیے کیا غم سے یوں ماتم گزاری کیجیے
یوں ہے کب تک کہ لعل لب اس سے ہر گھڑی چشمہ چشمہ خونِ دل آنکھوں سے جاری کیجیے
کنج لب اس شوخ کا بھی رتبہ کی جائے ہے صرف کچھ عمر تو اس جائے ساری کیجیے
کوہ غم سر پر اٹھا لیجے نہ کہیے منہ سے کچھ عشق میں جوں کوہ کن کچھ بردباری کیجیے
گرچہ جی کب چاہتا ہے آپ کا آنے کو یاں پر کبھو تو آئیے خاطر ہماری کیجیے
آشنا ہو اس سے ہم مر مر گئے آئندہ تیر جیتے رہیے تو کسو سے اب نہ یاری کیجیے

1646/1

1646/2

1646/3

1646/4

1646/5

1646/6

1646/7

1646/8

1646/9

﴿1647﴾

صد گونہ عاشقی میں ہم نے جفا سہی ہے بر یہ کہا نہ ظالم اس کی نہیں سہی ہے
کرتی پھری ہے رسوا سارے چمن میں مجھ کو گر کوئی بات دل کی بلبل سے میں کہی ہے
ہے صبح کا ساعرہ پیری کا اس میں کیا ہوٹا باقی ہے وقت کتنا فرصت کہاں رہی ہے
درویش جب ہوئے ہم تب ہے ہمیں برابر کشکولِ بازگوں ہے یا افسرِ شہی ہے
جیتے رہے بہت ہم جو یہ ستم اٹھائے عمرِ دراز کی سب تقصیر و کوتاہی ہے
رونے میں متصل ہے ہونٹوں پہ آہ میری جاتا نہیں ہے سمجھا یہ باؤ کیا بھی ہے

1647/1

1647/2

1647/3

1647/4

1647/5

1647/6

آسی کے یہاں ہے تے کالج کے فئے اور دوم، سوم نول کشور کا متن ہی درست ہے۔
نسخہ آسی میں کیا ہے نسخہ کالج اور دوم، سوم کا کیا ہو درست اور بہتر ہے۔

آزارِ عاشقی میں کاہے کی پھر توقع ہو جائے یاس جس سے سو رنج یہ وہی ہے 1647/1
 روتا ہمیں نظر کر رہنا کیسے کنارا چڑھنا ہمارے منہ پہ دریا کی بے تہی ہے 1647/8
 چلا ہٹ اس طرح کی جزیر کس سے ہووے 1647/9
 باور نہ ہو تو دیکھو، یہ ہو نہ ہو وہی ہے

﴿1648﴾

کل جوشِ غم میں آنسو ٹپکے نہ چشمِ تر سے 1648/1
 کیا ہے نمودِ مردم جو کیسے دیکھو تم 1648/2
 ہم سا شکستہ خاطر اس بستی میں نہ ہوگا 1648/3
 معلوم اگلی سی تو جرأتِ الم کشی میں 1648/4
 آئینہ دار اسی کے پاتے ہیں شش جہت کو 1648/5
 مت رنج کھینچ مل کر ہشیار مردماں سے 1648/6
 جب گوش زد ہو اس کے تب بے دماغ ہو وہ 1648/7
 اے رشک مہ کبھو تو آچاند سا نکل کر 1648/8
 چاہت بُری بلا ہے کل میرِ نالہ کش بھی 1648/9
 ہمراہ نے سواراں دوڑے پھرے نفر سے

﴿1649﴾

برق و شرار و شعلہ و پروانہ سب ہیں یے 1649/1
 لے موئے سر سے ناخنِ پائیک بھری ہے آگ 1649/2
 ہوتا ہے دل کا حال عجب غم سے اُس گھڑی 1649/3
 آتی ہے گرم بادِ صبا اس کی اور سے 1649/4
 غربت پہ مہرباں ہوئے میری سو یہ کہا 1649/5
 فرہاد و قیس کے گئے کہتے ہیں اب یہ لوگ 1649/6
 سید ہیں میر صاحب و درویش و دردمند 1649/7
 سر رکھے ان کے پاؤں پہ، جائے ادب ہیں یے

﴿1650﴾

خوش طرح مکاں دل کے، ڈھانے میں شتابی کی 1650/1
 سکے ہے دل ایدھر کو، بہتا ہے جگر اودھر 1650/2
 وہ نرگسِ مستانہ باتیں کرے ہے درہم 1650/3
 بے سدھ ہوئے ہم آئی اک بو جو گلستاں سے 1650/4
 اس عشق و محبت نے کیا خانہ خرابی کی
 چھاتی ہوئی ہے میری دوکانِ کبابی کی
 تم دیکھو نہ کچھ بولو، کیا بات شرابی کی
 پر زور تھی سے کتنی غنچوں کی گلابی کی

۱۔ نسخہ آسی مجلس میں بارے ہے نسخہ کالج اور نول کشور دوم، سوم میں بادی درج ہوا ہے۔
 ۲۔ نسخہ آسی میں لے گئے غلط ہے، نسخہ کالج اور طبع دوم، سوم میں لے گئے درست ہے۔

رونے سے دل شب کے تر میر کے کپڑے ہیں
پر قدر نہیں اُس کو اس جامہ آبی کی

1650/5

﴿1651﴾

کوئی ساحر اُس کو کچھ جادو کرے
دور سے تک ملتفت ہوتے رہو
جب تک دوری سے کوئی خو کرے
اک اگر عاشق قلندر ہو کرے
کاش انصاف اپنے دل میں تو کرے
بے دماغ عشق گل کیا بو کرے
پانی کر دے چشم، دل لوہو کرے
لوہو پانی ایک کر دیتا ہے عشق
اب بنوں میں میر سوائے دشت جائے
کارِ وحشت کے تیں یک سو کرے

1651/1

1651/2

1651/3

1651/4

1651/5

1651/6

1651/7

﴿1652﴾

کبھو کے دن ہیں بڑے یاں، کبھو کی رات بڑی
کبھو جو گالی ہمیں دیتے ہو، کرد موقوف
تمہاری بس ہے یہی ہم پہ التفات بڑی
ذیل ذات نہیں عشق میں کہ میر کو دیکھ
ذلیل کیسے ہیں، اُن کی ہے گو کہ ذات بڑی

1652/1

1652/2

1652/3

﴿1653﴾

یعنی خط تو خوب ہے، صورت بھی ہے
کچھ کہیں گے بارے اب رخصت بھی ہے
مارے، گالی ہے، پھر منت بھی ہے
خوش نصیبی ہے تو پر قسمت بھی ہے
تجھ کو اے مرغِ چمن غیرت بھی ہے
اُس کے در سے جانے کی حسرت بھی ہے
ہے تماشا حسن و خط حیرت بھی ہے
تا دم آخر نہیں بولے ہیں ہم
ہے وہ فتنہ، ہم حریف و ہم ظریف
تیغ نے اُس کی ہمیں قسمت کیا
دا نسیم صبح سے ہوتا ہے گل
جی ہی دینے کا نہیں کڑھنا فقط
دور سے باتیں کرے ہے یوں ہی یار
میر صاحب سے انہیں صحبت بھی ہے

1653/1

1653/2

1653/3

1653/4

1653/5

1653/6

1653/7

﴿1654﴾

فقیروں کی اللہ اللہ ہے
کہ یاں جیسا سر دیا سرواہ ہے
اگرچہ صبا بھی ہوا خواہ ہے
چلے ہم اگر تم کو اکراہ ہے
نہ افسر ہے نے دردِ سر نے کلہ
جہاں لگ چلی گل سے ہم داغ ہیں

1654/1

1654/2

1654/3

۱۔ نسخہ کالج میں اُس کے جب کہ نول کشوری تیوں نسخوں میں اُن کے ہے۔

۲۔ آسی دجل میں ہیں درج ہے جب کہ مفہوم کا تقاضا ہے کا ہے۔

جہاں دل لگا کڑھنا جانگاہ ہے	غم عشق ہے ناگہانی بلا	1654/1
گلستاں کسو کی قدم گاہ ہے	چراغان گل سے ہے کیا روشنی	1654/5
کنوئیں میں بھی گرنا یہی چاہ ہے	محبت ہے دریا میں جا ڈوبنا	1654/6
نہیں معتبر کچھ یہ افواہ ہے	کلی سا ہے کہتے ہیں منہ یار کا	1654/7
خدا اس عقیدے سے آگاہ ہے	نہ کی کوتاہی بت پرستی میں کچھ	1654/8
گیا میر کے جی کی سن کر وہ شوخ		1654/9
لگا کہنے سب کو یہی راہ ہے		

﴿1655﴾

کتنا جی عاشق بے تاب کا مر جاتا ہے	یار کا جور و ستم کام ہی کر جاتا ہے	1655/1
شوق کیا جانے لیے مجھ کو کدھر جاتا ہے	جیسے گرداب ہے گردش مری ہر چار طرف	1655/2
اب کوئی پل میں یہ سیلاب اتر جاتا ہے	جوشش اشک میں تک ٹھہرے رہو پیش نظر	1655/3
آگے سے آنکھوں کے وہ باغ نظر جاتا ہے	زرد رخسار پہ کیوں اشک نہ آوے گل رنگ	1655/4
سارا زنجیرۂ دامن بھی تو بھر جاتا ہے	زہ گریباں کی ہی خوناں سے تر ہوتی نہیں	1655/5
تک ہوا لگتی ہے اُس کو تو ابھر جاتا ہے	واعظ شہر تک آب ہے مانند حباب	1655/6
نامہ بر مجھ سے کبوتر بھی چہر جاتا ہے	کیا لکھوں بخت کی برکشتگی نالوں سے مرے	1655/7
عاشق اک آن ہی میں جی سے گزر جاتا ہے	آن اُس دلیر شیریں کی چھری شہد کی ہے	1655/8
ہر سحر پیچھے اُس ادبаш کے خورشید اے میر		1655/9
ڈھال ، تلوار لیے جیسے نفر جاتا ہے		

﴿1656﴾

یہ چوٹ ہی رہی ہے اس روسیہ کو بھی	ٹھوکر لگا کے چلنا اس رشک ماہ کو بھی	1656/1
غمرے نے ورغلا یا شاید سپاہ کو بھی	اُس شاہ حسن کی کچھ مڑگاں پھری ہوئی ہیں	1656/2
منزل نہ پہنچے ہم تو طے کر کے راہ کو بھی	کی عمر صرف ساری ، پرگم ہے مطلب اپنا	1656/3
تک دیکھو اس شکست طرف کلاہ کو بھی	سر پھوڑنا ہمارا اُس لڑکے پر نہ دیکھو	1656/4
کاوش رہے ہے جی سے اُس کی نگاہ کو بھی	کرتی نہیں خلش ہے مڑگان یار دل میں	1656/5
پہلے تو پوچھتے ہیں ظالم ! گناہ کو بھی	خوں ریزی کے تو لاگو ہوتے نہیں یکا یک	1656/6
پامال یوں نہ ہوتے دیکھا گیاہ کو بھی	جوں خاک سے ہے یکساں میرا نہال قامت	1656/7
منظور رکھے کچھ تو بارے نباہ کو بھی	ہر لحظہ پھیر لینا آنکھوں کا ہم سے کیا ہے	1656/8
خواہش بہت جو ہو تو کاہش ہے جان و دل کی		1656/9
کچھ کم کر ان دنوں میں اے میر چاہ کو بھی		

﴿1657﴾

سنا جاتا ہے اے گھیتے ترے مجلس نشینوں سے	1657/1
گئی گرم اختلاطی کب کی ان سحر آفرینوں سے	1657/2
گلے لگ کر نہ یک شب کاش وہ نہ سو گیا ہوتا	1657/3
خدا جانے ہے، اپنا تو جگر کانپا نہی کرتا ہے	1657/4
بہت کوتاہ دامن خرقے شیخوں کے پھٹے پائے	1657/5
رہے بخو خیال اُس کے تو یک دقت سے ہاتھ آئے	1657/6
بہ رنگِ برگِ گل ساتھ ایک شادابی کے ہوتا ہے	1657/7
بہت میں تختِ دل رویا، مجھے اک خلق نے جانا	1657/8
غزل ہی کی ردیف و قافیہ کا رفتہ رہتا ہے	1657/9
نکلنا میر اب مشکل ہے میرا ان زمینوں سے	

﴿1658﴾

بے تابي جو دل ہر گھڑی اظہار کرے ہے	1658/1
کچھ میں بھی عجب جنس ہوں بازارِ جہاں میں	1658/2
ہے اشک سے بلبَل کے، بھرا چونچوں میں پانی	1658/3
اس چاہ نے دل ہی کی، تو بیمار کیے ہیں	1658/4
آگے تو جو کچھ ہم نے کہا مان لیا، اب	1658/5
زنہار نہ جا پرورشِ دورِ زماں پر	1658/6
کیا عشق میں ہم اُس کے ہوئے خاکِ برابر	1658/7
تصویر سے دروازے پہ ہم اُس کے کھڑے ہیں	1658/8
کیونکر نہ ہو تم میر کے آزار کے درپے	1658/9
یہ جرم ہے اُس کا کہ تمہیں پیار کرے ہے	

﴿1659﴾

یہ بھی کوئی لطفِ بے ہنگام ہے	1659/1
حسن کا بھی شہرہ جوشِ شام ہے	1659/2
سر کا جانا جس میں ہر اک گام ہے	1659/3
تو یہ کہتا ہے کہ مجھ کو کام ہے	1659/4
دشمنوں کے روبرو دشنام ہے	
محوِ زلفِ یار ہے عالمِ تمام	
عشق کی ہے راہ کیا مشکل گزر	
گر کہا ناکام ملنے کو کبھی	

۱۔ نسخہ آسی اور مجلس دونوں میں 'پوچھے' جب کہ مصرع سے واضح ہے کہ 'پوچھے' کا ہے۔
 ۲۔ نسخہ آسی، نول کشور دوم، سوم اور نسخہ کالج ص ۵۳۰ میں 'کو درج' ہے، جس سے مصرع بے معنی رہتا ہے، فائق صاحب کی اس قیاسی تصحیح کو اس کی سے مفہوم بن جاتا ہے، درج متعین کیا ہے۔
 ۳۔ نسخہ مجلس جلد سوم ص ۲۲۶ کے حاشیے پر فائق صاحب کا خیال ہے کہ 'نا کام' گو تمام نسخوں میں ہے لیکن یہاں بے معنی ہے، 'نا شام' یا 'میں' معنی پیدا ہو جاتے ہیں۔ یہ بظاہر درست بات ہے لیکن اسے قبول نہ کرنے میں مصرع ثانی میں 'کام' کے لفظ کی موجودگی ہی کافی ہے۔ وی مانا عشق کی یا میر کی کسی نوع کی ملاقات بھی ہو سکتی ہے۔ 'نا' الگ کر کے 'کام ملنا' پر بھی غور ہو سکتا ہے۔

روز و شب پھرتا ہوں اُس کو بچے کے گرد 1659/5
چین دن کو ہے نہ شب کو خواب لٹک 1659/6

بزم میں پوچھا تو یوں انجام ہو 1659/7

میر ان لوگوں میں کس کا نام ہے

﴿1660﴾

دل عجب نسخہ تصوف ہے ہم نہ سمجھے بڑا تاتف ہے 1660/1

آپ ہی صرف عشق ہو جانا یہ بھی درویش کا تصرف ہے 1660/2

منہ ادھر کر کے وہ نہیں سوتا خواب میں آوے تو تلطف ہے 1660/3

یاں تو تکلیف سی کھنچی تکلیف واں وہی اب تلک تکلف ہے 1660/4

چھیڑ اُس شوخ نے رکھی ہم سے عہد پر عہد ہے ، تخلف ہے 1660/5

مرگ کیا منزل مراد ہے میر 1660/6

یہ بھی اک راہ کا توقف ہے

﴿1661﴾

تسکین درد مندوں کو یارب ! شباب دے دل کو ہارے چین دے، آنکھوں کو خواب دے 1661/1

اُس کا غضب سے نامہ نہ لکھنا تو سہل ہے لوگوں کے پوچھنے کا کوئی کیا جواب دے 1661/2

گل ہے بہار تب ہی جو آنکھوں میں ہونشہ جاتی ہے فصل گل کہیں ، ساقی شراب دے 1661/3

وہ تیغ میری تشنہ خوں ہو گئی ہے کند کر رحم مجھ پہ ، کاش کے بار اُس کو آب دے 1661/4

دو چار الم جو ہوویں تو ہیں بابت بتاں کیا درد بے شمار کا کوئی حساب دے 1661/5

تارنگہ کا سوت نہیں بندھتا ضعف سے پیچاں تر ہے یہ رشتہ ، دلا اس کو تاب دے 1661/6

مرگان تر کو یار کے چہرے پہ کھول میر 1661/7

اس آب خستہ سبزے کو ٹک آفتاب دے

﴿1662﴾

نہ جرات ہے، نہ جذبہ ہے، نہ یاری بخت بد سے ہے یہی بے طاقتی خوں گشتہ دل کو میرے کد سے ہے 1662/1

جہاں شطرنج ، بازندہ فلک ، ہم تم ہیں سب مہرے باسان شاطر نو ، ذوق اُسے مہروں کی زد سے ہے 1662/2

تخن کرنے میں نستعلیق گوئی ہی نہیں کرتا پڑھے ہیں شعر کوئی ہم سو وہ بھی شد و مد سے ہے 1662/3

ہوا سر سبز آگے یار کے سرو گلستاں کب کہ نسبت دور کی طوبی کو اُس کے نخل قد سے ہے 1662/4

لکھا کب تک کریں اس سرزمین سے آپ بھی اب جاویں 1662/5

ہمیں ملنے کا شوق اس کے زیاد اے میر حد سے ہے

۱۔ نسخہ کالج ۵۳۱، نول کشور دوم، سوم ص ۳۲۲ خواب ہے، صرف آسی کے یہاں نمیند ہے ص ۳۵۰۔

۲۔ نسخہ مجلس میں کہیں کے بعد وقفہ (،) درج کیا ہے۔ اس طرح کے وقفے درج کرنے سے شعر کے معانی کم، زیادہ یا مختلف ہو سکتے ہیں، یہاں یہ

وقفہ غیر ضروری ہی نہیں غلط بھی ہے کہ کہیں کا معنوی تعلق ساقی کے شراب دینے (نہ دینے) سے ہے، فصل گل کے کہیں جانے سے نہیں، اگر وقفہ

ترسیل مفہوم شعر میں مدد کے لیے درج کیا بھی جائے گا تو اس مصرع کی حد تک فصل گل کے بعد درج ہوگا۔

۳۔ نسخہ آسی میں رہے دیگر نسخوں میں ہے سے بہتر ہے۔ وہاں شاید زہسوارہ گئی ہے۔

﴿1663﴾

- کٹ کر گریں گے راہ میں مشتاق، علف سے 1663/1
 جاتا ہے کوئی دشتِ عرب کو جو بگولا 1663/2
 دریا تھا مگر آگ کا دریائے غمِ عشق 1663/3
 دل اور جگر یہ تو جلے آتشِ غم میں 1663/4
 شب اُس کے سب گونے ہمیں پاس بٹھایا 1663/5
 چھاتی میں بھری آگ ہے کیا جس سے شبِ دروز 1663/6
 اے میر! گدائی کروں دروازے کی اُس کے 1663/7
 مانگوں ہوں یہی آٹھ پہر شاہِ نجف سے 1663/8

﴿1664﴾

- خبر کیوں پوچھتے ہیں مجھ سے لڑکے اُس دوانے کی 1664/1
 نہ کی کچھ قدر اُس نے حیف اس آئینہ خانے کی 1664/2
 وفا و مہر ہے سو وہ نہیں بابت دکھانے کی 1664/3
 ہماری جان میں طاقت نہیں باتیں اٹھانے کی 1664/4
 کہ پھر پائی نہ ہم نے راہ اپنے آشیانے کی 1664/5
 سمجھ میں چال کچھ آتی نہیں اپنے زمانے کی 1664/6
 غیر اپنے کفن کی خاک ہو اُس آستانے کی 1664/7
 غزل اک اور بھی اس گل زمیں میں قصد ہے کہیے 1664/8
 ہوئی ہے اب تو خو آخر ہمیں باتیں بنانے کی

﴿1665﴾

- طرح آتی ہے اس قد کو قیامت سر پہ لانے کی 1665/1
 نئی یہ رسم ہم جاتے ہیں چھوڑے دل لگانے کی 1665/2
 ادا کرتے ہو تم کیا خوب ہم سے منہ چھپانے کی 1665/3
 مسیح و خضر کو پہنچی بشارت زہر کھانے کی 1665/4
 یہی اجرت ملی ہے کیا ہمارے خاک چھانے کی 1665/5
 رکھی برسوں تلک منت کبھو کی بات مانے کی 1665/6

۱۔ نسخہ آسی میں 'طاق' بجائے 'طلق' سہو کتابت ہے۔ نسخہ کالج اور نول کشور دوم، سوم میں 'طلق' درست ہے، تاہم مصرع میں 'کان' 'طلق' اضافہ کے ساتھ با معنی ہے، مجلس کے نسخے میں اضافت درج نہیں۔

۲۔ نسخہ آسی اور نول کشور سوم میں 'فتنے کو' نسخہ کالج اور طبع دوم میں 'کے' اس متن کو ہی درج کیا جا رہا ہے، تاہم مصرع کا مفہوم لفظ 'خود' وغیرہ شامل کچھ بن نہیں رہا۔

۳۔ نسخہ آسی میں 'ہدایت' (ص ۴۵۲) ظاہر ہے کہ کتابت ہے۔

- 1665/7 بگولا کوئی اٹھتا ہے کہ آندھی کوئی آتی ہے نشانِ یادگاری ہے ہماری خاک اڑانے کی
1665/8 کرے ہے داغ اُس کا عید کو سب سے گلے ملنا اکت لی ہے نئی یہ میری چھاتی کے جلانے کی
1665/9 لڑا کر آنکھیں اُس ادبаш سے اک پل میں مر گزرا حکایت بوالعجب ہے میر جی کے مارے جانے کی

﴿1666﴾

- 1666/1 کر یہ اشکل ہیئت آن کر ایسی نہیں دیکھی کہ صورت آسمان کی دیکھ کر میں نے زمیں دیکھی
1666/2 کبھو دیکھو گے تم جو وہ طرح دار اس طرف آیا طرح ترکیب ایسی ہم نے اب تک تو نہیں دیکھی
1666/3 مہ یک ہفتہ دلکش اس قدر کا ہے کو ہوتا ہے کروں ہوں شکر کے جدے کہ میں نے وہ جیس دیکھی
1666/4 کہاں وہ طرز کیس اُس کی کہاں چین جیس اُس کی لگا کر بارہا اس شوخ سے تصویر چیس دیکھی
1666/5 گریباں پھاڑ ڈالیں دیکھ کر دامن کشاں اس کو پھٹے خرقے بہت جو چاک کی وہ آستیں دیکھی
1666/6 ترے بیمار کے بالیں پہ جا کر ہم بہت روئے بلا حسرت کے ساتھ اُس کی نگاہ واپس دیکھی
1666/7 نظر اُس کی حیا سے میر پشت پا پر اکثر ہے کہوں نے کا ہے کو اُس کی سی چشم شرمیں دیکھی

﴿1667﴾

- 1667/1 دن فصل گل کے اب کے بھی جاتے ہیں باؤ سے دل داغ ہو رہا ہے چمن کے سبھاؤ سے
1667/2 بچنی نہ پاس گل کی ہمارے مشام میں یاں کھل رہے ہیں دیدہ خوں بارگھاؤ سے
1667/3 نامہ مرے عمل کا بھی اے کاش ساتھ جائے جب آسمان لپٹیں گے کاغذ کے تاؤ سے
1667/4 وارفنگانِ عشق بھی کیا طرفہ لوگ ہیں دل کے گئے پہ دیتے ہیں جی کیسے چاؤ سے
1667/5 کہتے تو کہیے بات کوئی دل کی میر سے کہتے تو کہیے بات کوئی دل کی میر سے
پر جی بہت ڈرے ہے انہوں کے جواؤ سے

﴿1668﴾

- 1668/1 کیا چال نکالی ہے کہ جو دیکھے سو مر جائے بھیجک کوئی رہ جائے، کوئی جی سے گزر جائے
1668/2 تاچند یہ خمیازہ کشی، تنگ ہوں یا رب! آغوش مری ایک شب اُس شوخ سے بھر جائے
1668/3 بے طاقتی دل سے مری جان ہے لب پر تم ٹھہرو کوئی دم تو مرا جی بھی ٹھہر جائے
1668/4 پڑتے نگہ یار، مرا حال ہے ویسا بجلی کے تڑپنے سے کوئی جیسے کہ ڈر جائے
1668/5 اس آئینہ رو شوخ مفتن سے کہیں کیا عاشق کو برا کہہ کے منہ ہی منہ میں مکر جائے
1668/6 ناکس کی تلافی ستم کون کرے ہے ڈرتا ہوں کہ وہ اور بھی آزرده نہ کر جائے
1668/7 جاتا ہے جدھر منزل مقصود نہیں وہ آوارہ جو ہو عشق کا، بے چارہ کدھر جائے
1668/8 رونے میں مرے سر نہ چڑھو، صبر کرو تک یہ سیل جو اک زور سے آتا ہے، اتر جائے
1668/9 کیا ذکر مرا، میں تو کہیں اُس سے ملوں ہوں اُن خانہ خرابوں کی کہو جن کے وہ گھر جائے
1668/10 اُس زلف کا ہر بال رگ جان ہے اپنی یاں جی ہی بکھرتا ہے صبا وہ جو بکھر جائے

گردش میں جووے آنکھ نشے کی بھری دیکھیں 1668/11
ہشیار سروں کے تیں سدھ اپنی بسر جائے
آنکھیں ہی لگی جاتی ہیں اس جاذبہ کو میر 1668/12
آتی ہے بہت دیر جو اُس منہ پہ نظر جائے

﴿1669﴾

بتوں کے جرمِ اُلفت پر ہمیں زجر و ملامت ہے 1669/1
مسلموں بھی خدا لگتی نہیں کہتے، قیامت ہے
کھڑا ہوتا نہیں وہ رہزنِ دل، پاس عاشق کے 1669/2
موافق رسم کے اک دور کی صاحبِ سلامت ہے
جھکی ہے شاخِ پر گل ناز سے کیا فصیحِ گلشن میں 1669/3
نہالِ قد کی اُس کے مدعی تھی، سوندامت ہے
نکلتا ہے سحر خورشید ہر روز اس کے گھر پر ہے 1669/4
مقابل ہو گیا اس سے تو اس سادہ کی شامت ہے
پے دارو پڑے پھرتے تھے کل تک میر کو چوں میں 1669/5
انہی کو مسجد جامع کی دیکھی آج امامت ہے

﴿1670﴾

خدا کرے مرے دل کو تک اک قرار آوے 1670/1
کہ زندگی تو کروں جب تک کہ یار آوے
کمانیں اُس کی بھوؤں کی چڑھی ہی رہتی ہیں 1670/2
نہ جب تک سر تیر ستم شکار آوے
ہمیں تو ایک گھڑی گل بغیر دو بھر ہے 1670/3
خدا ہی جانے کہ اب کب تک بہار آوے
اُٹھی بھی گردِ رہ اُس کی کہیں تو لطف ہے کیا 1670/4
جب انتظار میں آنکھوں ہی پر غبار آوے
ہر ایک شے کا ہے موسم، نہ جانے تھا منصور 1670/5
کہ نخلِ دار میں حلقِ بریدہ بار آوے
تمہارے جو روں سے اب حال جائے عبرت ہے 1670/6
کسو سے کہیے تو اُس کو نہ اعتبار آوے
نہیں ہے چاہ بھلی اتنی بھی، دعا کر میر 1670/7
کہ اب جو دیکھوں اُسے میں، بہت نہ پیار آوے

﴿1671﴾

نکلے ہے جی کا رستہ، آواز کے رکن سے 1671/1
آزردہ ہو نہ بلبل! جاتے ہیں ہم چمن سے
جی غش کرے ہے اب تو، رفتار دیکھ اُس کی 1671/2
دیکھیں نیچے ہے اپنی کس طور اس چلن سے
گرتے اُس کی اور کوئی گرمی سے دیکھتا ہے 1671/3
اک آگ لگ اٹھے ہے اپنے تو تن بدن سے
رنگیں خرابی کیا کیا لیتی ہے کھینچ دل کو 1671/4
کیا نقشِ پا کو اُس کے نسبت گل و سمن سے
دن رات گاہ و بے گاہ جب دیکھو ہیں سفر میں 1671/5
ہم کس گھڑی وداعی یارب ہوئے وطن سے
دل سوختہ ہوں، مجھ کو تکلیفِ حرف مت کر 1671/6
اک آگ کی لپٹ سی نکلے ہے ہر سخن سے
دل کا اسیر ہونا جی میر جانتا ہے 1671/7
کیا بیچ پانچ دیکھے اُس زلفِ پر شکن سے

۱۔ نسخہ مجلس میں کتابت اور پروف نہ پڑھنے کی غلطی کے سبب اس شعر کی ردیف ہی غلط درج کر دی ہے۔ 'جائے' کی جگہ 'آئے' ہے جو مفہوم

متضاد ہے۔

۲۔ نسخہ کالج ص ۵۳۵ اور طبع دوم ص ۳۲۵ میں جرمِ اُلفت درست ہے، نسخہ آ سی اور طبع سوم میں جرمِ اُلفت غلطی ہے۔

۳۔ نسخہ آ سی میں 'گرد' سہو کتابت ہے۔ نسخہ کالج، طبع دوم، سوم میں 'گرد' بالکل درست درج ہے۔

﴿1672﴾

- کعبے کے در پہ تھے ہم یا دیر میں در آئے 1672/1
دیوانگی ہے میری اب کے کوئی تماشا 1672/2
پاک اب ہوئی ہے کشتی ہم کو جو عشق سے تھی 1672/3
وسعت بیاں کروں کیا دامن چشم تر کی 1672/4
رونے سے میرے کیا کیا ابر سیہ تر آئے 1672/5
آہم فٹیں! بنے تو آج اُن کئے بھی چلیے
کہتے ہیں میر صاحب مدت میں کل گھر آئے

﴿1673﴾

- قصر و مکان و منزل ایکوں کو سب جگہ ہے 1673/1
اُس کے بدن میں ہر جاد کس ہے یوں، لیکن 1673/2
پست و بلند یاں ہیں ارض و سما سے ظاہر 1673/3
دروازے سے لگے ہم تصویر سے کھڑے ہیں 1673/4
بارے ادھر کیا ہے منہ اُن نے میر اپنا 1673/5
ہو حرف زن، سخن کی تیری بھی اب جگہ ہے

﴿1674﴾

- دل کی بیماری سے طاقت طاق ہے 1674/1
دم شماری سی ہے رنجِ قلب سے 1674/2
اپنی عزلت رکھتی ہے عالم ہی اور 1674/3
فرطِ خجلت سے گرا جاتا ہے سرو 1674/4
دل زدہ کو اُس کے دیکھا نزع میں 1674/5
رنگ میں اُس کے جھمکے ہے برق کی 1674/6
گو خط اُس کے پشت لب کا زہر ہو 1674/7
خشک کر دیتی ہے گرہی عشق کی 1674/8
میت پڑا رہ دیر کے ٹکڑوں پہ میر 1674/9
اٹھ کے کعبے چل، خدا رزاق ہے

﴿1675﴾

- بات کیا آدمی کی بن آئی 1675/1
چرخ زن اُس کے واسطے ہے مدام 1675/2
آسمان سے زمین نیوالیؔ
ہو گیا دن تمام، رات آئیؔ

۱۔ نسخہ مجلس میں 'کنج' بجائے 'کنج'، سو کتابت کے سرکاری انداز میں سے ہے۔
۲۔ یہ پوری غزل قطعہ بند ہے، عظمت و تکریم انسان اور انسان کے تکبر کا مضمون مسلسل بیان ہوا ہے۔
۳۔ نسخہ کالج میں 'نیوالی' بھی درست ہے۔

ماہ و خورشید دابر و باد بھی	1675/3
کیسے کیسے کیے تردد جب	1675/4
اس کو ترجیح سب کے اوپر دے	1675/5
حیرت آتی ہے اُس کی باتیں دیکھ	1675/6
شکر کے سجدوں میں یہ واجب تھا	1675/7
سو تو اُس کی طبیعت سرکش	1675/8
میر ناچیز مشت خاک اللہ	1675/9
اُن نے یہ کبریا کہاں پائی	

﴿1676﴾

دست بستہ کام ناخن کر گئے	1676/1
بت کدے سے تو چلے کعبے، ولے	1676/2
کیا جو اڑتی سی سنی آئے ہیں گل	1676/3
مجلسوں کی مجلسیں برہم ہوئیں	1676/4
تھے لب جو پر جو گرم دید یار	1676/5
خانوادے ہو گئے کیا کیا خراب	1676/6
دست افشاں پائے کو باں شوق میں	1676/7
صومے سے میر بھی باہر گئے	

ردیفی ے۔ دیوان چہارم

﴿1677﴾

میں تو تنگ صبری سے اپنی رہ نہیں سکتا اک دم بھی	1677/1
جامنہ احرام آخر تہہ کر، دل کی اور توجہ کی	1677/2
دیکھ ہوا کو، طائر گلشن کس حسرت سے کہتے تھے	1677/3
کیا کیا میں بیتاب رہا ہوں رنج و الم سے محبت کے	1677/4
پنبہ و داغ کیا ہے کیا کیا، اچھے ہونے والے نہ تھے	1677/5
گرم ہوا ہی ہوگا جو ہر سیر چمن کی کر لیجے	1677/6
نعل جڑے سینے کو کوٹا، چہرے نچے پر خاک ملی	1677/7
میر کیا ہے میں نے نہایت دل جانے کا ماتم بھی	

﴿1678﴾

- 1678/1 نقد دل غفلات سے کھویا، راہ کھوٹی کر گئے کارواں جاتا رہا، ہم خواب ہی میں مر گئے
1678/2 کیا کہیں اُن نے جو پھیرا اپنے در پر سے ہمیں مر گئے غیرت سے ہم بھی، پر نہ اُس کے گھر گئے
1678/3 واعظِ ناکس کی باتوں پر کوئی جاتا ہے میر آوے خانے چلو، تم کس کے کہنے پر گئے

﴿1679﴾

- 1679/1 اے کاش کوئی جا کر کہہ آوے یار سے بھی یاں کام جا چکا ہے، اب اختیار سے بھی
1679/2 تاچند بے دماغی، کب تک سخنِ سخن ہو کوئی تو بات کرے اخلاص و پیار سے بھی
1679/3 یک معنیِ شکفتہ، سو رنگ بندھ گئے ہیں الوان گل ہیں ہر سواب کے بہار سے بھی
1679/4 کیا جیب و آستیں ہی سیلاب خیز ہے یاں دریا بہا کریں ہیں میرے کنار سے بھی
1679/5 باغِ وفا سے ہم نے پایا سو پھل میر پایا سینے میں چاک تر ہے اب دل اتار سے بھی
1679/6 راہ اُس کی برسوں دیکھی آنکھیں غبار لائیں نکلا نہ کام اپنا اس انتظار سے بھی
1679/7 جان و جہاں سے گزرا میں میر جن کی خاطر بچ کر نکلتے ہیں وے میرے مزار سے بھی

﴿1680﴾

- 1680/1 خوار پھرایا گلیوں گلیوں، سر مارے دیواروں سے کیا کیا اُن نے سلوک کیے ہیں شہر کے عزت داروں سے
1680/2 دور اُس سے تو اپنے بھائیں آگ لگی ہے گلستاں میں آنکھیں نہیں پڑتی ہیں گل پر سینکتے ہیں انگاروں سے
1680/3 شور کیا جو میں نے شباں گہ بیتابی سے دل کی بہت کہنے لگا جی تنگ آیا ان مہر و وفا کے ماروں سے
1680/4 وہ جو ماہِ زمیں گرد اپنا دوپہری ہے ان روزوں شوق میں ہر شب حرف و سخن ہے ہم کو فلک کے تاروں سے
1680/5 حرف شنو ساتھ اپنے نہیں ہیں، ورنہ درائے سلفاں ساں راہ میں باتیں کس کس ڈھب کی کرتے ہیں ہم یاروں سے
1680/6 خستہ ہوا اپنا کیسا ہی کوئی پھر بھی گلے سے لگاتے ہیں وحشت ایک تمہیں کو دیکھی اپنے سینہ فگاروں سے
1680/7 داغ جگر داری ہیں اپنی کشتے ثابتِ دل کی میں ہم نہ گئے جاگہ سے ہرگز قیمہ ہوئے تلواروں سے
1680/8 حرف کی پہچان اُس کو نہ تھی تو سادہ ہی کچھ اچھا تھا بات اگر مانے ہے کوئی سو سواب تکراروں سے
1680/9 کوہ کن و مجنوں یہ سہو دنوں دشت و کوہ میں سر ماریں شوق نہیں ملنے کا ہم کو میر ایسے آواروں سے

﴿1681﴾

- 1681/1 زور کش ہیں گے عشق کے ہم بھی ہم نے کھینچی کمانِ رستم بھی

۱۔ نسخہ کالج میں متن درست ہے، اسی کے نسخے میں در آتے نول کشور دوم در آئے ہے۔
۲۔ نسخہ مجلس نے نسخہ کالج کا متن اختیار کیا وہاں مصرع کی صورت یہ ہے داغ جگر داری ہیں اپنے کشتے ثابت دل کے ہیں۔ اس سے بہتر متن نسخہ آسی اور طبع دوم میں ہے جو ہم نے درج متن کیا ہے۔ گو یہاں بھی صورت اطمینان بخش نہیں تاہم مجلس کی نسبت بات سمجھ آتی ہے۔
۳۔ نسخہ مجلس میں نے (کذا) درج ہے، اسی کے یہاں یہ ہے، یہی بہتر ہے۔

ایسا ہوتا نہیں ہے اودھم بھی	ہے بلا دھوم دل تڑپنے کی	1681/2
خواب کا سا ہے یاں کا عالم بھی	کچھ نہیں اور دیکھیں ہیں کیا کیا	1681/3
ورنہ غم کرتے لیتے ماتم بھی	حیف دل جاتے پڑ گئی جی کی	1681/4
نہ ملا واں کا ایک محرم بھی	حرم کعبہ کا نہ پایا بھید	1681/5
یوں تو یار اُس کو دیتے تھے دم بھی	خشک نئے سا تھا شیخ ، حیف موا	1681/6
کھپ ہی جاتا ہے آدمی اے میر		1681/7
آفتِ جاں ہے عشق کا غم بھی		

﴿1682﴾

لطف ہے کیا ، انواعِ ستم جو اُس کے کوئی بیان کرے	1682/1
گوشِ زرداکِ دن ہوویں کہیں تو بے لطفی سے زبان کرے	
ہم تو چاہ کر اُس پتھر کو سخت ندامت کھینچی ہے	1682/2
چاہ کرے اب وہ کوئی جو چاہت کا ارمان کرے	
سودے میں دل کے نفع جو چاہے ، خام طمع سودائی ہے	1682/3
دارا سارا لے عشق میں کیا ، جی کا بھی نقصان کرے	
حشر کے ہنگامے میں چاہیں دادِ عشق تو حسن نہیں	1682/4
کاشکے یاں وہ ظالم اپنے دل ہی میں دیوان کرے	
آتشِ خو مغرور سے ویسے عہدہ برا کیا عاشق ہو	1682/5
دل کو جلاوے ، منت رکھے ، جی مارے ، احسان کرے	
یمنِ عشقِ غم افزا سے ، کام نہایت مشکل ہے	1682/6
اب بھی نہیں نومیدی دل کو ، شاید عشق آسان کرے	
کہنے میں یہ بات آتی نہیں ، ہو سیر خدا کی قدرت کی	1682/7
موند کر آنکھیں میر اگر تو دل کی طرف ٹک دھیان کرے	

﴿1683﴾

بے دل ہوئے ، بے دیں ہوئے ، بے وقار ہم ات گت ہوئے	1683/1
بے کس ہوئے ، بے بس ہوئے ، بے کل ہوئے ، بے گت ہوئے	
ہم عشق میں کیا کیا ہوئے ، اب آخر آخر ہو چکے	1683/2
بے مت ہوئے ، بے ست ہوئے ، بے خود ہوئے ، میت ہوئے	

دارا سارا کی بجائے مرتب نسخہ مجلس کی رائے ہے کہ دارا نیارا۔ شعر میں 'سودے' نفع، نقصان کے الفاظ کی موجودگی پر بھی اُن کا دھیان نہ ہو اس سے پہلے والے شعر پر یہ حاشیہ درج ہے کہ 'مومن' کا یہ شعر میر سے متاورد ہے اور شعر مومن وہی ایک ہم ہیں کہ۔۔۔ اس نوع کی شعر روایت غزل شناسی کسی مرتب کے بارے میں بہت سے شکوک پیدا کرنے کا ذریعہ بنتی ہے۔ مضمون آفرینی کو تو اورد قرار دینا درست نہیں، یہ میر کو بھی اپنے بہت سے مضامین پر بیسویں، چپاسویں بار ہوتا ہے۔

- 1683/3 الفت جو کی ، کہتا ہے جی ، حالت نہیں ، عزت نہیں
ہم بابتِ ذلت ہوئے ، شائستہ کلفت ہوئے
1683/4 گر کوہِ غم ایسا گراں ہم سے اٹھے ، پس دوستاں!
سوکھے سے ہمِ ذنیت ہوئے ، تنکے سے ہم پر بت ہوئے
1683/5 کیا رویئے قیدی ہیں اب ، رویت بھی بن گل کچھ نہیں
بے پر ہوئے ، بے گھر ہوئے ، بے زر ہوئے ، بے پت ہوئے
1683/6 آنکھیں بھر آئیں جی زندہا ، کہیے سو کیا ، چپکے سے تھے
جی چاہتا مطلق نہ تھا ، ناچار ہم رخصت ہوئے
1683/7 یا مست درگاہوں میں شب ، کرتے تھے شاہد بازیاں
تیج لے کر ہاتھ میں یا تیر اب حضرت ہوئے

﴿1684﴾

- 1684/1 باغ میں سیر کھو ، ہم بھی کیا کرتے تھے
1684/2 غیرتِ عشق کو وقت بلا تھی ہم کو
1684/3 دل کی بیماری سے خاطر تو ہماری تھی جمع
1684/4 جب تلک شرم رہی مانعِ شوخی اُس کی
1684/5 مانلِ کفرِ جوانی میں بہت تھے ہم لوگ
1684/6 آتشِ عشق جہاں سوز کی لپٹیں تھیں قہر
1684/7 اب تو بیتابی دل نے ہمیں بھلا ہی دیا
1684/8 اٹھ گئے پر مرے بچے کو کہیں گے یاں تیر
دردِ دل بیٹھے کہانی سی کہا کرتے تھے

﴿1685﴾

- 1685/1 حال نہیں ہے دل میں مطلق ، شور و فغاں رسوائی ہے
1685/2 آنکھیں مل کر کھولیں اُن نے عالم میں آشوب اٹھا
1685/3 ڈول بیاں کیا کوئی کرے اس وعدہ خلاف کی دیہی کا
1685/4 نسبت کیا اُن لوگوں سے ہم کو شہری ہیں دیوانے ہم
1685/5 ہے پھر سا چھاتی میں میری ، کثرتِ غم کی حیرت سے
1685/6 باغ میں جا کر ہم جو رہے ، سو اور دماغِ آشفہ ہوا
1685/7 کیسا کیسا عجز ہے اپنا کیسے خاک میں ملتے ہیں
1685/8 قصہ ہم غربت زدگاں کا ، کہنے کے شائستہ نہیں
1685/9 چشمک ، چتون ، نیچی نگاہیں چاہ کی تیری مشعر ہیں
میرِ عبث بگڑے ہے ہم سے ، آنکھ کہیں تو لگائی ہے

﴿1686﴾

دنیا کی قدر کیا جو طلب گار ہو کوئی	1686/1
کیا ابر رحمت اب کے برستا ہے لطف سے	1686/2
کیا ضعف تن میں ہے جگر و دل، دماغ و بن	1686/3
ہم عاشقان زرد و زبون و نزار سے	1686/4
چپکے ہیں ہم تو حیرتِ حالاتِ عشق سے	1686/5
کیساں ہوئے ہیں خاک سے پاہل ہو کے ہم	1686/6
وہ رہ سکے ہے دل زدہ کچھ منتظر کھڑا	1686/7
یک نسخہ عجیب ہے لڑکا طبیب کا	1686/8
کیا اضطرابِ دل سے کہے میر سرِ عشق	1686/9
یہ حال سمجھے وہ جو گرفتار ہو کوئی	

﴿1687﴾

ان حنائی دست و پا سے دل لگی سی ہے ابھی	1687/1
ہاتھ دل پر زور سے اپنے نہ رکھا جاپے	1687/2
ایک دم دکھائی دیتا بھی تو مرتے آگہیں	1687/3
دیکھیں اک دودم میں کیونکر تیغ اس کی ہو بلند	1687/4
کس طرح ہوں معتقد ہم اتھائے شیخ کے	1687/5
آگے کب کب اٹھتے تھے سناٹے سے باغ میں	1687/6
زیرِ دیوار اُس کے کس اُمید پر تو میر ہے	1687/7
ایک دو نے جان اس دروازے پر دی ہے ابھی	

﴿1688﴾

دیر سے ہم کو بھول گئے ہو، یاد کرو تو بہتر ہے	1688/1
پہنچا ہوں میں دوری سے مرنے کے نزدیک آخر تو	1688/2
جو کرے گا حق میں میرے، خوبی ہے میری اُس ہی میں	1688/3
زخمِ دامنِ دارِ جگر سے جامہ گزاری ہو نہ گئی	1688/4
عشق میں دم مارا نہ کبھو، تم چپکے چپکے میر کچے	1688/5
لو ہو منہ سے مل کر اب فریاد کرو تو بہتر ہے	

﴿1689﴾

مل اہل بصیرت سے کچھ دے ہی دکھادیں گے	1689/1
پانی کی سی بوندیں تھیں سب اشک، نہ میں جانا	1689/2
سرگشتہ سا پھرتا ہے، کہتے ہیں بیاباں میں	1689/3
لے خاک کی کوئی چٹکی، اکسیر بنا دیں گے	
کپڑوں پہ گریں گے تو وے آگ جلا دیں گے	
گر خضر ملے گا تو ہم راہ بتا دیں گے	

- اے کاش قیامت میں دیویں اُسے عاشق کو 1689/4
حاصل کڑے ہونے کا ابرو کی کمان اُس کی 1689/5
ایدھر نہیں آتا وہ ، آوے تو تصدق کر 1689/6
معشوقوں کی گرمی بھی اے میر قیامت ہے 1689/7
چھاتی میں گلے لگ کر تک آگ لگا دیں گے

﴿1690﴾

- جنگل میں چشم کس سے بستی کی رہبری کی 1690/1
شب سن کے شور میرا کچھ کی نہ بے دماغی 1690/2
کرتے نہیں ہیں دل خوں اس رنگ سے کسوکا 1690/3
اللہ رے کیا نمک ہے آدم کے حسن میں بھی 1690/4
ہے اپنی مہر ورزی جاں کاہ و دل گدازاں 1690/5
رفتارِ ناز کا ہے پامال ایک عالم 1690/6
اے کاش اب نہ چھوڑے صیاد قیدیوں کو 1690/7
اس رشکِ مہ سے ہر شب ہے غیر سے لڑائی 1690/8
کھٹ پچریاں ہی کی ہیں صراف کے نے ہم سے 1690/9
گزرے بسانِ مصر عالم تے بے تامل 1690/10
افسوس میر تم نے کیا سیرِ سرسری کی

﴿1691﴾

- اکثر کی بے دماغی ، ہر دم کی سرگرانی 1691/1
تم دل کو دیتے ہو تو بے دل سمجھ کے ہو جو 1691/2
عہدِ شباب کی تو فرصت تھی ایک چشمک 1691/3
حسرت سے دیکھ رہیو اے نامہ بر منہ اس کا 1691/4
اس غیرتِ قمر کی تجلت سے تاب رخ کی 1691/5
مرزائی فقر میں بھی دل سے گئی نہ میرے 1691/6
یوں میر تو غم اپنا برسوں کہا کریں گے 1691/7
اب رات کم ہے ، سوؤ ، بس ہو چکی کہانی

۱۔ نسخہ آسی اور مجلس میں 'ہماری' سے نسخہ کالج کا 'ہمارے' بہتر ہے۔
۲۔ اس شعر کے متن میں اختلاف بھی بہت سے ہیں، لیکن مفہوم واضح نہیں، 'پھیرے گئے' آسی مجلس 'پھر لے گئے' نسخہ کالج 'پھر لے گئی' نسخہ طبع دوم وضاحت شعر تک ان متون میں سے کسی کو بہتر قرار نہیں دیا جاسکتا۔

﴿1692﴾

- 1692/1 چلو چمن میں جو دل کھلے ٹک ، بہم غم دل کہا کریں گے
 1692/2 طیور ہی سے بکا کریں گے ، گلوں کے آگے بکا کریں گے
 1692/3 قرار دل سے کیا ہے اب کے ، کہ رک کے گھر میں نہ مرے گا یوں
 1692/4 بہار آئی جو اپنے جیتے تو سیر کرنے چلا کریں گے
 1692/5 ہلاک ہونا مقرری ہے مرض سے دل کے ، پہ تم کڑھو ہو
 1692/6 مزاج صاحب اگر ادھر ہے ، تو ہم بھی اپنی دوا کریں گے
 1692/7 برا ہے دل کا ہمارے لگنا لگانا غصے سے عاشقی کے
 1692/8 نچی جبین سے گلی میں اُس کی ، خراب و خستہ پھرا کریں گے
 1692/9 وصالِ خواہاں نہ کر تمنا کہ زہر شیریں لبی ہے اُن کی
 1692/10 خراب و رسوا جدا کریں گے ، ہلاک مل کر جدا کریں گے
 1692/11 اگر وہ رشکِ بہار سمجھے کہ رنگ اپنا بھی ہے اب ایسا
 1692/12 ورقِ خزاں میں جو زرد ہوں گے ، غمِ دل اُس پر لکھا کریں گے
 1692/13 غمِ محبت میں میرِ ہم کو ہمیشہ جلنا ، ہمیشہ مرنا
 1692/14 صعوبت ایسی ، دماغِ رفتہ ، کہاں تلک ہم وفا کریں گے

﴿1693﴾

- 1693/1 سنو سرگزشت اب ہماری زبانی
 1693/2 بہت نذریں مانیں کہ مانے گا کہنا
 1693/3 بہت مو پریشاں کھینچے اُس کے غم میں
 1693/4 گیا بھول جی شیبِ مین جو ہمارا
 1693/5 توقع نہیں یاں تک آنے کی اُن سے
 1693/6 کریں ضبطِ گریہ سے دل کی عمارت
 1693/7 ملا دیتی ہے خاک میں آدمی کو
 1693/8 گرامی گھر میرِ جی تھا ہمارا
 1693/9 و لے عشق میں قدر ہم نے نہ جانی

﴿1694﴾

- 1694/1 چلتے ہو تو چمن کو چلیے ، کہتے ہیں کہ بہاراں ہے
 1694/2 رنگ ہوا سے یوں ٹپکے ہے جیسے شراب چواتے ہیں
 1694/3 پات پرے ہیں ، پھول کھلے ہیں ، کم کم بادِ باراں ہے
 1694/4 آگے ہوئے خانے کے نکلو ، عہدِ بادہ گساراں ہے

۱۔ تمام نسخوں میں 'قرار دل سے گیا' ہی درج ہے، سرسری خواندگی میں یہ غلط نہیں لگتا، حالانکہ غلط ہے۔ اس لیے ہم نے فاروقی صاحب کی 'کیا' کو اختیار کیا ہے، شعر شور انگیز جلد چہارم، ص ۴۶۲۔
 ۲۔ ہمارے نزدیک 'لگنا لگانا' کے درمیان وقفہ (،) درج کرنا درست نہیں، نہ مجلس میں یہی کیا گیا ہے۔

- 1694/3 عشق کے میدان داروں میں بھی مرنے کا ہے وصف بہت
یعنی مصیبت ایسی اٹھانا کارِ کار گزاراں ہے
- 1694/4 دل ہے داغ، جگر ہے ٹکڑے، آنسو سارے خون ہوئے
لوہو پانی ایک کرے، یہ عشقِ لالہ عذراں ہے
- 1694/5 کوہ کن و مجنوں کی خاطر دشت و کوہ میں ہم نہ گئے
عشق میں ہم کو تیر نہایت پاسِ عزت داراں ہے

﴿1695﴾

- 1695/1 ہم اس مرتبہ پھر بھی لشکر گئے
تعب ایسی گزری کہ مر مر گئے
- 1695/2 نظر اک سپاہی پر سے لڑی
قریب اُس کے تلوار کر کر گئے
- 1695/3 بہم مہر درزی کے سرگرم تھے
خدا جانے وہ لوگ کیدھر گئے
- 1695/4 لہو میری آنکھوں میں آتا نہیں
جگر کے مگر زخم سب بھر گئے
- 1695/5 رباط کہن میں نہیں میر جی
ہوا جو لگی، دے بھی باہر گئے

﴿1696﴾

- 1696/1 کب وعدے کی رات وہ آئی، جو آپس لیں نہ لڑائی ہوئی
آخر اُس اوباش نے مارا، رہتی نہیں تے آئی ہوئی
- 1696/2 چاہ میں اُس بے اُلفت کی کھراہٹ دل ہی کو تو نہیں
سارے حواسوں میں ہے تشنّت، جان بھی ہے کھرائی ہوئی
- 1696/3 گرچہ نظر ہے پشتِ پا پر، لیکن قہر قیامت ہے
گڑ جاتی ہے دل میں ہمارے، آنکھ اُس کی شرمائی ہوئی
- 1696/4 جنگل جنگل شوق کے مارے، ناقہ سوار پھرا کی ہے
مجنوں جو صحرائی ہوا، تو لیلیٰ بھی سودائی ہوئی
- 1696/5 دودِ دل، سوزانِ محبت، محو جو ہو تو عرش پہ ہو
یعنی دور بچھے گی جا کر، عشق کی آگ لگائی ہوئی
- 1696/6 چنوں کے انداز سے ظالم ترکِ مرّوت پیدا ہے
اہلِ نظر سے چھپتی نہیں ہے آنکھ کسو کی چھپائی ہوئی
- 1696/7 میر کا حال نہ پوچھو کچھ تم، کہنہ رباط سے پیری میں
رقص کناں بازار تک آئے، عالم میں رسوائی ہوئی

﴿1697﴾

- 1697/1 موسم ہے، نکلے شاخوں سے پتے ہرے ہرے
پودے چمن میں پھولوں سے دیکھے بھرے بھرے
- 1697/2 آگے کسو کے کیا کریں دستِ طمع دراز
وہ ہاتھ سو گیا ہے سرہانے دھرے دھرے
- 1697/3 کیا سمجھے اُس کے رتبہ عالی کو اہلِ خاک
پھرتے ہیں جوں سپہر بہت ہم درے درے
- 1697/4 مرتا تھا میں تو، باز رکھا مرنے سے مجھے
یہ کہہ کے، کوئی ایسا کرے ہے ارے ارے
- 1697/5 گلشن میں آگ لگ رہی تھی رنگِ گل سے میر
بلبلِ پکاری دیکھ کے، صاحب پرے پرے

۱۔ نسخہ آسی و عبادت مجلس میں اُس درج ہے، شعر کے مفہوم کے مطابق بھی اور یہ کہ نسخہ کالج اور طبع دوم میں آپس درج ہے، یہی اختیار کیا ہے۔

۲۔ آسی کے یہاں چنوں کی آغاز درست نہیں، یہی غلطی طبع دوم میں بھی ہے، نسخہ کالج کا متن درست ہے۔

﴿1698﴾

- ہماری تیری موڈت ہے ، دوست داری ہے 1698/1
گئی وہ نوبت مجنوں کہ نام بابجے تھا 1698/2
کریں تو جا کے گدایانہ اس طرف آواز 1698/3
مسافران رہ عشق ہیں شکیب سے چپ 1698/4
خرابی حال کی دل خواہ جو تمہارے تھی 1698/5
ہمیں ہی عشق میں جینے کا کچھ خیال نہیں 1698/6
نگاہ غور سے کر میر سارے عالم میں 1698/7
کہ ہووے عین حقیقت وہی تو ساری ہے

﴿1699﴾

- نہ خاطر پر الم تیرے ، نہ دل پر کچھ ستم تیرے 1699/1
جو تک بھی سایہ گستر ہوگا تو اس خشک مزرع پر 1699/2
انہی کی طبع جاں اے میر مائل ہوگی سنبل کی 1699/3
نہیں دیکھے جنہوں نے گیسوئے پُر پیچ و خم تیرے

﴿1700﴾

- عشق میں کھوئے جاؤ گے ، تو بات کی تہہ بھی پاؤ گے 1700/1
صبر کہاں بے تاب دل سے ، چین کہاں بے خوابی سے 1700/2
شوق کمال کو پہنچا تو نہیں خط و کتابت ، حرف و سخن 1700/3
صنعت گریاں صاحب بندہ دل کی لگی کب پیش گئیں 1700/4
چاہ کیے درویش ہوئے تو آب و خورش کی فکر نہیں 1700/5
رنگ محبت کے ہیں کتنے ، کوئی تمہیں خوش آوے گا 1700/6
رہتے ہیں مبہوت اُلفت ، ہیں گم گشتہ کلفت میں 1700/7
اشک تو پانی ہے ہیں لیکن جلتے جلتے آویں گے 1700/8
چاہت میر سبھی کرتے ہیں ، رنج و تعب میں رہتے ہیں 1700/9
تم جو ابھی تلے بے تاب ہو ایسے ، جی سے ہاتھ اٹھاؤ گے

﴿1701﴾

- اب کے سفر کو ہم سے وہ مہ جدا گیا ہے 1701/1
فرہاد و قیس گزرے ، اب شور ہے ہمارا 1701/2

۱۔ نسخہ کالج اور طبع دوم میں 'جلاؤ گے' جب کہ آسی اور مجلس میں 'چلاؤ گے' لکھا ہے۔

۲۔ نول کشور طبع دوم میں 'ہو'، آسی کے متن میں 'ہیں' اور نسخہ کالج میں 'ہوں' ہے، یہی درکار، مطابق مفہوم شعر ہے۔

۳۔ یہاں آسی کا متن 'ابھی' بہتر ہے، کالج کے نسخے اور طبع دوم میں 'ابھی' سہو کتابت لگتا ہے۔

- 1701/3 ضعفِ دماغ سے میں پھر کر نظر نہ دیکھا کیا دیر میں پلک سے میری اٹھا گیا ہے
 1701/4 بے جا ہوئے بہت دل، رفتار دیکھ اُس کی عزلت گزینوں سے بھی کم ہی رہا گیا ہے
 1701/5 رسوا، خراب و غم کش، دل باختہ! محبت عاشق کو تیرے غم میں کیا کیا کہا گیا ہے
 1701/6-7 اے میر شعر کہنا کیا ہے کمالِ انساں (قطعہ) یہ بھی خیال سا کچھ، خاطر میں آ گیا ہے
 شاعر نہیں جو دیکھا تو ٹوٹے ہے کوئی ساحر
 دو چار شعر پڑھ کر سب کو رچھا گیا ہے

﴿1702﴾

- 1702/1 کہو سو کرے فراق اُس کا، تو جی کو میرے کھپا گیا ہے
 دروں میں آگ اک لگا گیا ہے، بروں کو یک سر جلا گیا ہے
 1702/2 اگرچہ سارا بگڑ کے مجھ کو، ولیک لطف و کرم سے پھر بھی
 نشان میرے مزار کا وہ سر رہ اپنی بنا گیا ہے
 1702/3 خرامِ شوخی کے ہم رہ اُس کے، ہزار جانیں چلی گئی ہیں
 رکھا ہے رہ میں قدم جو اُن نے تو میر کس سے رہا گیا ہے

﴿1703﴾

- 1703/1 صبر کر رہ جو وہ عتاب کرے ورنہ کیا جانے کیا خطاب کرے
 1703/2 عشق میں دل بہت ہے بے آرام چین دیوے تو کوئی خواب کرے
 1703/3 وقت یاں کم ہے، چاہیے آدم کرنا جو کچھ ہو سوشتاب کرے
 1703/4 پھاڑ کر خط کو اُن نے پھینک دیا نامہ بر اس کا کیا جواب کرے
 1703/5 ہے تے برا فروختہ جو خشم سے وہ آتشِ شعلہ زن کو آب کرے
 1703/6 ہے تو یک قطرہ خون ہی لیکن قہر ہے دل جو اضطراب کرے
 1703/7 میر اٹھ بت کدے سے کبے گیا
 کیا کرے جو خدا خراب کرے

﴿1704﴾

- 1704/1 افسانہ خواں کا لڑکا کیا کہیے دیدنی ہے قصہ ہمارا اُس کا یارو شنیدنی ہے
 1704/2 اپنا تو دستِ کوتاہ تک بھی ٹک نہ پہنچا نقاش سے کہیں وہ دامن کشیدنی ہے
 1704/3 پروانہ مر مٹا ہے جل کر نہ کچھ کہا تو اے شمع یہ زباں تو ظالم بریدنی ہے
 1704/4 حسرت سے عاشقی کی پیری میں کیا کہیں ہم دندان نہیں ہیں منہ میں وہ لب گزیدنی ہے

۱۔ نسخہ آ ۵۲۳: دل باختہ کو دل خستہ سے بدلنے کی قیاس آرائی حاشیہ میں ہے، صاف ظاہر ہے کہ میر کا متن 'دل باختہ' ہی ہے اور بہت بہتر ہے۔
 ۲۔ نسخہ مجلس نے 'تو تو' لکھا ہے، ایسے الفاظ کو بغیر اعراب رکھنا ہی بہتر جن کی قرات دو یا زیادہ طرح ممکن ہو، مثلاً یہاں 'تو تو' بھی درست ہے اور 'تو تو' بھی یکساں درست ہے۔ اس لیے جو دیکھا کے بعد وقفہ (،) بھی درج نہیں کیا جا رہا۔
 ۳۔ اگرچہ دستیاب تمام نسخوں میں ہے ہی درج ہوا تاہم ہوا اگر ہو تو بہتر ہے۔

ہے راست میر صاحب کس کس کا حیف کرے
سر ہے گندنی ہے ، قد ہے خیدنی ہے

1704/5

﴿1705﴾

1705/1 حال رہا ہو ہم میں کچھ تو حال کسو سے کہا جاوے
1705/2 اُس کی گلی وہ ظلم کدہ ہے ، آنکھوں کی خوں نابہ فشانی دیکھیں میر کہاں تک یہ
1705/3 زرد ہمارے رخساروں پر ہر دم خون بہا جاوے

﴿1706﴾

1706/1 عشق چھپا کر پچھتائے ہم ، سوکھ گئے ، رنجور ہوئے
1706/2 ہم جو گئے سرمست محبت اُس اوباش کے کوچے میں
1706/3 کوئی نہ ہم کو جانے تھا ، ہم ایسے تھے گم نام آگے
1706/4 کیا باطل ناچیز یہ لوٹے قدر پر اپنی نازاں ہیں
1706/5 سر عاشق کا کاٹ کے اُن کو سر بہ گریباں رہنا تھا
1706/6 زرد وزبون و زار ہوئے ہیں ، لطف ہے کیا اس جینے کا
1706/7 یاس ہی رہنا اکثر اس کے میر سبب تھا جینے کا
پنچ گئے مرنے کے نزدیک اُس سے جو تک دور ہوئے

﴿1707﴾

1707/1 جو بحث جی سے وفا میں ہے سو تو حاضر ہے
1707/2 وصال ہووے تو قدرت نما ہے قدرت کی
1707/3 مسافرانہ ملے تو کہا شرارت سے
1707/4 کسو سیاق سے تحریر طول شوق نہ ہو
1707/5 بہم رکھا کرو شطرنج ہی کی تے بازی کاش
نہ میر بار ہے خاطر کا ، یار شاطر ہے

﴿1708﴾

1708/1-2 ہوتی نہیں تسلی دل گلستاں سے بھی (قطعہ) تے تسکیں نہیں ہے جان کو آب رواں سے بھی
1708/3 آئے ہیں اس کی غنچگی میں تنگ جاں سے بھی
مشکل ہے ، اب برا لگے کہنے زباں سے بھی

۱۔ نسخہ آسی اور مجلس میں 'آن رہی ہے' ہے۔ نول کشور دوم میں 'آن رہی ہیں' ان میں سب سے بہتر نسخہ کالج کا متن ہے جو مذکور شعر ہے۔
۲۔ نسخہ آسی اور مجلس کے نسخوں میں 'کو بھی یہ نادر ہے' جب کہ نسخہ کالج اور طبع دوم میں 'کو، یہ بھی نادر ہے' بہتر متن ہے۔
۳۔ یہاں بھی اتباع نسخہ کالج و طبع دوم ہے درندہ آسی مجلس کے نسخوں میں 'کی ہی درج ملتا ہے'۔ یہاں وجہ ترجیح روانی مصرعہ ہے۔
۴۔ اس غزل کے پہلے دونوں شعر باہم مربوط اور مسلسل سلسلہ کلام ہے لیکن کسی نسخے نے انہیں قطعہ بند درج نہیں کیا۔

- 1708/4 ہر چند دستِ بیخِ جواناں ہوں میں ، ولے
1708/5 جھنجھلاہٹ اور غصے میں بھرانِ یار کے
1708/6 دنیا سے درگزر کہ گزر گہ عجب ہے یہ
1708/7 لشکر میں ہے نقیب اسی بات کے لیے
کہتے ہیں لوگ کوچ ہے کل صبح یاں سے بھی

﴿1709﴾

- 1709/1 عشق کیا ہے جب سے ہم نے ، دل کو کوئی ملتا ہے
1709/2 روزِ وداع لگا چھاتی تے ، وہ جو خوش پرکار گیا
1709/3 گور بنیر آرام گہ اُس کو دنیا میں پھر کوئی نہیں
1709/4 ضعفِ دماغی جس کو ہووے عشق کے رنج و محنت سے
1709/5 شورِ جرس شب گیر کا ، غافل تیاری کا تکیہ ہے
1709/6 بال نہیں عاشق کے بدن پر ، ہر بن مو سے نکلا دور
1709/7 میر ستم کشتہ کی سماجت ہے مشہور زمانے کی
جان دیے بن آگے تے اُس کے کب وہ ظالم ملتا ہے

﴿1710﴾

- 1710/1 جب سے ستارہ صبح کا نکلا ، تب سے آنسو جھمکا ہے
1710/2 آمد و رفتِ دم کے اوپر ہم نے پنائے زیست رکھی
1710/3 کہہ صوفی چلے خانے میں ، لطف نہیں اب مسجد میں
1710/4 کیا امید رہائی رکھے ، ہم سا رفتہ وارفتہ
1710/5 دل کی نہیں بیماری ایسی جس میں ہو امید بھی
کیا سنبھلے گا میر ستم کش ، وہ تو مارا غم کا ہے

﴿1711﴾

- 1711/1 خواہشِ دل کی کس سے کہیے ، محرم تو ناپیدا ہے
1711/2 ہیں متوقع پرشِ اُس کے ہم جو گرے ہیں بستر پر
1711/3 میر جی کی بیماریِ دل کو کب سے ہم سب سنتے ہیں
پوچھے کوئی مزاج کو اس کے ، ان روزوں میں سیکسا ہے

۱۔ اس شعر میں نسخہ کالج کا متن درست نہیں، رنج و محنت کی جگہ رنج و محبت درج ہے، آسی اور طبع دوم میں 'محنت' درست ہے۔
۲۔ نسخہ کالج اور طبع دوم میں 'دل تڑپا اُس' میں 'جو' مندرج نہیں۔ فائق صاحب کا خیال ہے کہ یوں مصرع ناموزوں سا ہو جاتا ہے۔ البتہ اس متن میں ترسیل معنی سہل اور سرج ہیں اور مصرع زیادہ رواں ہے۔
۳۔ نسخہ کالج اور طبع دوم میں 'میں' کے بعد 'اب' بھی درج ہے لیکن آسی کا متن بہتر ہے، یوں مصرع زیادہ رواں اور موزوں ہے۔

﴿1712﴾

- 1712/1 صبر کیا جاتا نہیں ہم سے، ضعف بھی ہے، بیتابی ہے
1712/2 آگے ایسا نکھرا نکھرا، کاہے کو میں پھرتا تھا
1712/3 کس سے سبب میں پوچھوں یارب اپنی سوزش سیزد کا
1712/4 رنج و محن نے عشق کے مجھ کو راحت سے مایوس کیا
1712/5 ابر کوئی رویا ہے شاید برسوں وادی لیلیٰ میں
1712/6 شہر حسن عجب بستی ہے، ڈھونڈے پیدا مہر نہیں
1712/7 در بہ در و رسوا و عاشق، شاعر، شاعر، کامل میر
گہ گنجے میں، دیر میں گاہے، کیا کافر ہر بابی ہے

﴿1713﴾

- 1713/1 دل کی بات کہی نہیں جاتی، چپکے رہنا ٹھانا ہے
1713/2 اُس کی نگاہ تیز ہے میرے دوش و بر پران روزوں
1713/3 دل جو رہے تو پاؤں کو بھی دامن میں ہم کھینچ رکھیں
1713/4 سرخ کبھو آنسو ہیں ہوتے، زرد کبھو ہے منہ میرا
1713/5 اس نومیدی بے غایت پر، کس مقدار کڑھا کرے
1713/6 فرصت ہے یاں کم رہنے کی بات نہیں کچھ کہنے کی
1713/7 فائدہ ہوگا کیا مترتب، ناصح ہرزہ درانی سے
1713/8 تیغ تلے ہی اُس کے کیوں نہ گردن ڈال کے جا بیٹھیں
1713/9 آنکھوں کی یہ مردم داری دل کو کسو دلبر سے ہے
طرز نگہ طزاری ساری تیر تمہیں پہچانا ہے

﴿1714﴾

- 1714/1 کلید بچ اگر رقعہ یار کا آوے تو دل کہ قفل سابستہ ہے، کیسا کھل جاوے
1714/2 ہماری جان لبوں پر سے سوئے گوش گئی کہ اُس کے آنے کی سن گن کچھ اب بھی یاں پاوے
1714/3 بہار لوٹیں تے ہیں تیر اب کے طاہر آزاد
نسیم کیا ہے دو گل برگ اگر ادھر لاوے

﴿1715﴾

- 1715/1 میں اُس کی جدائی میں تصدیج بہت پائی درویشی و کم پائی، بے صبری و تنہائی

۱۔ نسخہ کالج اور طبع دوم میں ہر بابی جب کہ اسی کے نسخے میں 'حربابی' املا درج ہوا ہے۔

۲۔ متن برطانیہ نسخہ آسے ہے نسخہ کالج میں 'جانا آنا' درج ہوا ہے۔

۳۔ آسے کے نسخے میں 'لوٹے' ہیں، مجلس کے یہاں 'لوٹیں' ہیں اختلاف مذکور نہیں۔

- 1715/2 اس رفتہ کی جاں بخشی تک آتے ہوئی اُس کے
1715/3 تھا صبر و سکوں جب تک رہتا تھا مجھے غش سا
1715/4 اس میری جراحت پر کل داویر محشر بھی
1715/5 اے میر کسے دیں ہیں جب تک نہ نصیباً ہو
کر شکر ملی ہے جو اس در کی جبین سائی

﴿1716﴾

- 1716/1 کیا کیا ہم نے رنج اٹھائے، کیا کیا ہم بھی شکایت تھے
1716/2 عشق کیا سو باتیں بنائیں، یعنی شعر شعار ہوا
1716/3 کیا گیزی کو پھیر کے رکھتے، کیا سر پیچے نہ ہوتا تھا
1716/4 اب کے وصال قرار دیا ہے، ہجر ہی کی سی حالت ہے
1716/5 کیا ہوتا جو پاس اپنے اے میر کبھو وے آ جاتے
عاشق تھے، درویش تھے آخر، بے کس بھی تھے، تنہا تھے

﴿1717﴾

- 1717/1 رنج کی اُس کے جو خبر گزرے رفتہ وارفتہ اُس کا مر گزرے
1717/2 ایک پل بھی نہ اُس سے آنسو پچھے روتے مجھ کو پہر پہر گزرے
1717/3 جوئے خوں آنکھوں سے بھی شاید خون سے میرے وے بھی گور گزرے
1717/4 راہ جاناں سے ہے گزر مشکل جان ہی سے کوئی مگر گزرے
1717/5 مارے غیروں کو یا مرے عاشق کچھ نہ کچھ چاہیے کہ کر گزرے
1717/6 غنچہ ہو شرم سے ان آنکھوں کے گل زگس اگر نظر گزرے
1717/7 سر کا جانا ہی ہر قدم ہے میر کیا کوئی اُس کی راہ پر گزرے

﴿1718﴾

- 1718/1 جب تے آنکھیں کھلی ہیں اپنی درد و رنج و غم دیکھے ان ہی دیدہ نم دیدوں سے کیا کیا ہم نے ستم دیکھے
1718/2 سر جانے کی اور اپنے زہار نگاہ نہ کی ہم نے اٹھ کے اندھا دھند آئے چلے ہی اس ظالم کے قدم دیکھے
1718/3 عالم بیستِ مجموعی سے ایک عجیب مرقع ہے ہر صفحے میں ورق ہیں اس کے دیکھے تو عالم دیکھے
1718/4 زخم نہ ہو ویں کیونکر غائر چھاتی میں دل خستوں کی تیر نگاہ یار جگر پر لگتے ہوئے پیہم دیکھے

۱۔ نسخہ آسی اور مجلس میں: 'ہوئے درج ہے' مصرع ناقابل فہم رہتا ہے۔ البتہ 'ہوئی' کے بعد معنی سمجھ آتے ہیں۔ اس لیے اسے بھی یائے معروف کی جگہ بھی یائے مجهول درج کرنے کی غلطی شمار کیا جائے گا۔

۲۔ نسخہ آسی میں حالت میں درج ہے جب کہ نسخہ کالج میں حالت ہے بہتر ہے یہی متن طبع دوم اور شعر شورا انگیز میں بھی ہے۔

۳۔ نول کشور دوم اور آسی کے یہاں 'آنسو پوچھے درست نہیں' نسخہ کالج میں 'پچھے' ہے، یہی یہاں درکار ہے۔

۴۔ آسی کے نسخے میں خون سے میرے بھی وے در گزرے درج ہے، متن بوطائق نسخہ کالج اور طبع دوم ہے۔

یار کے در پر ذکر ہے کیا ہنگامہ روزِ محشر کا
اس کوچے میں قیامت سے تو میر بہت اودھم دیکھے

1718/5

﴿1719﴾

خواہشِ دل سے جی کی تاب گئی
آنکھیں اس سے لگیں سو خواب گئی
پھول سے بھی تھی خوب دستِ تاک
مخ بچوں میں رہی خراب گئی
گر کر اُس کی گلی کی لُخاک میں مفت
اشک کی موتی کی سی آب گئی
بوئے گل یا نوائے بلبل تھی
عمر افسوس کیا شتاب گئی
نمکِ حسن سبز سے اے میر
ساری کیفیتِ شراب گئی

1719/1

1719/2

1719/3

1719/4

1719/5

﴿1720﴾

یا رب اُس کا ستم سہا بھی جائے
چنہ خورشید کا گہا بھی جائے
دیکھ ریہے خرامِ ناز اس کا
پر کسو پا سے گر رہا بھی جائے
دردِ دل طول سے کہے عاشق
رو برو اس کے جو کہا بھی جائے
حیرتِ گل سے آب جو ٹھٹھکا
ہے بہتیرا پر بہا بھی جائے
کیا کوئی اُس گلی میں آوے میر
آوے تو لوہو میں نہا بھی جائے

1720/1

1720/2

1720/3

1720/4

1720/5

﴿1721﴾

اب ترک کر لباس توکل ہی کر رہے
جب سے کلاہ سر پہ رکھی، در بہ در رہے
اس دشت سے غبارِ ہمارا نہ نک اٹھا
ہم خانماں خراب نہ جانا کدھر رہے
آئے سے اُس طرف کے ترے میں نے غش کیا
شکوہ بھی اس سے کیجیے جس کو خبر رہے
دونوں طرف سے دیدہ درائی نہیں ہے خوب
اس چاہ کا ہے لطف جو آپس میں ڈر رہے
جب تک ہو خونِ دل میں، جگر میں، مژدہ ہوں ستم
تہہ کچھ بھی جو نہ ہووے تو کیا چشم تر رہے
رہنا گلی میں اُس کی نہ جیتے جی ہو سکا
ناچار ہو کے واں جو گئے اب، سومر رہے
عاشقِ خراب حال ترے ہیں گرے پڑے
جوں لشکرِ شکستہ پریشاں اترے رہے
عیبِ آدمی کا ہے جو رہے اُس دیار میں
مطلق جہاں نہ میرِ رواجِ ہنر رہے

1721/1

1721/2

1721/3

1721/4

1721/5

1721/6

1721/7

1721/8

۱۔ نسخہ مجلس جلد سوم ص ۳۸۸، گلی میں کاک، سہو ہے، آ سی کے یہاں گلی کی خاک درست ہے۔
۲۔ یہاں پھر فائق صاحب نے دیدہ درائی، کو دیدہ درائی درج کیا، تمام کلیات میر میں یہ غلطی انہوں نے نہایت مستقل مزاجی سے کی ہے۔
۳۔ نسخہ مجلس میں مژدہ ہوں، جب کہ آ سی کے یہاں ہوں ہے، یہ بہتر ہے۔
۴۔ نسخہ آ سی ص ۵۲۹ پر پریشاں اثر ہے، غلطی ہے، مجلس کے نسخے میں متن درست ہے لیکن اختلاف نسخہ مذکور نہیں۔

﴿1722﴾

- 1722/1 پھر اب چلو چمن میں، کھلے غنچے رک گئے شاخوں سمیت پھول نہالوں کے جھک گئے
1722/2 چندیں ہزار دیدہ گل رہ گئے کھلے افسوس ہے چمن کی طرف تم نہ ٹک گئے
1722/3 بھڑکی تھی بس کہ آتش گل پھول پڑ گیا
بال و پر طیور چمن، میر پھک گئے

﴿1723﴾

- 1723/1 آج ہمیں بے تابی سی ہے صبر کی دل سے رخصت تھی چاروں اور نگہ کرنے میں عالم عالم حسرت تھی
1723/2 کس محنت سے محبت کی تھی، کس خواری سے پاری کی رنج ہی ساری عمر اٹھایا، کلفت تھی یا الفت تھی
1723/3 بدنامی کیا عشق کی کہیے، رسوائی سی رسوائی ہے صحرا صحرا وحشت بھی تھی، دنیا دنیا تہمت تھی
1723/4 راہ کی کوئی سنتا نہ تھا یاں رستے میں مانند جرس شور سا کرتے جاتے تھے ہم، بات کی کس کو طاقت تھی
1723/5 عہد ہمارا تیرا ہے یہ جس میں گم ہے مہر و وفا اگلے زمانے میں تو یہی لوگوں کی رسم و عادت تھی
1723/6 خالی ہاتھ، سیہ رو ایسے کا ہے کو تھے گریہ کنال جن روزوں درویش ہوئے تھے، پاس ہمارے دولت تھی
1723/7 جو اٹھتا ہے یاں سے بگولا، ہم سا ہے آوارہ کوئی اس وادی میں میر مگر سرگشتہ کسو کی تربت تھی

ردیفی ہے۔ دیوان پنجم

﴿1724﴾

- 1724/1 رات کو تھا کعبے میں نہیں بھی شیخ حرم سے لڑائی ہوئی سخت کدورت بیچ میں آئی، صبح تلک نہ صفائی ہوئی
1724/2 تہمت رکھ مستی کی مجھ پر شیخ شہر کئے لایا وہ بھی بگڑا حد سے زیادہ سن کر بات بنائی ہوئی
1724/3 شیشہ اُن نے گلے میں ڈلوا شہر میں سب تشہیر کیا ہائے سیہ رو عاشق کی عالم میں کیا رسوائی ہوئی
1724/4 کیسی ہی شکلیں سامنے آویں مڑگاں والا دھرنہ کروں حور و پری پر آنکھ نہیں پڑتی ہے کسو سے تل لگائی ہوئی
1724/5 حوصلہ داری کیا ہے اتنی قدرت کچھ ہے خدا ہی کی عالم عالم، جہاں جہاں جو غم کی ہم میں سمائی ہوئی
1724/6 دیکھ کے دست و پائے نگاریں چپکے سے رہ جاویں نہ کیوں منہ بولے ہے یارو گویا مہندی اس کی رچائی ہوئی
1724/7 دل میں درد، جگر میں تپیدن، سر میں شور، آشفقہ دماغ کیا کیا رنج اٹھائے گئے ہیں جب سے اس سے جدائی ہوئی

۱۔ نسخہ آسی میں 'جب کہ' ہے، نسخہ کالج اور طبع دوم میں 'بس کہ' بہتر متن ہے۔

۲۔ نسخہ آسی میں 'آج ہمیں بے تابی سے ہی۔۔۔ درخت نہیں' نسخہ کالج میں 'سی ہے درست ہے، فائق صاحب کے خیال میں 'سی تھی' ہوتا تو معنی بالکل واضح ہو جاتے۔ حالانکہ یہ صرف وضاحت نہ ہوتی، میر کے لفظ اور معنی بدلنا ہوتا۔ صبر کے رخصت ہونے پر بے تابی ہے، اس لیے 'تھی' کی قطعی کوئی ضرورت یاں نہیں ہے۔

۳۔ نسخہ آسی و مجلس میں اس شعر کے متن میں نسخہ کالج اور طبع دوم سے تین اختلاف ہیں، 'کیسی شکلیں' بجائے 'کیسی ہی شکلیں'، 'حور پری' بجائے 'حورو پری' اور 'کسو کی' بجائے 'کسو سے' ہم نے قدیم متن کو ترجیح دی ہے۔

- 1724/8 ہفتم چرخ سے اودھر ہو کر، عرش کو پہنچی میری دعا
1724/9 دودِ دل سوزاںِ محبت محو جو ہو تو عرش پہ ہو
1724/10 یہ یہ بلائیں سر پر ہیں تو آج موئے کل دوسرا دن
1724/11 اتنی لگو ہیں چٹم کسو کی قہر قیامت آفت ہے
1724/12 جب موسم تھا دا ہونے کا تب تو شگفتہ تک نہ ہوا
1724/13 اس کی طرف جولی ہم نے ہے اپنی طرف سے پھر عالم
1724/14 ہم قیدی بھی موسم گل کی کب سے توقع رکھتے تھے
1724/15 کہنا جو کچھ جس سے ہوگا سامنے میر کہا ہوگا
بات نہ دل میں پھر گئی ہوگی منہ پر میرے آئی ہوئی

﴿1725﴾

- 1725/1 مجھ کو مارا بھلا کیا تو نے
1725/2 حسرتیں اس کی سر پہکتی ہیں
1725/3 وہ جو کہتا تھا تو ہی کر یو قتل
میر کا سو کہا کیا تو نے

﴿1726﴾

- 1726/1 آنکھوں کی طرف گوش کی در پردہ نظر ہے
1726/2 یہ راہ و روش سرو گلستاں میں نہ ہوگی
1726/3 یہ بادیہ عشق ہے البتہ ادھر سے
1726/4 وہ نادکِ دل دوز ہے لاگو مرے جی کا
1726/5 کیا پھیل پڑی مدت ہجراں کہ نہ پوچھو
1726/6 کیا جان کہ جس کے لیے منہ موڑتے تم سے
1726/7 تجھ سا تو سوار ایک بھی محبوب نہ نکلا
1726/8 شب شور و فغاں کرتے گئی مجھ کو تو اب تو
1726/9 سوچے تھے کہ سودائے محبت میں ہے کچھ سود
1726/10 شانے پہ رکھا ہار جو پھولوں کا تو چکی
1726/11 کر کام کسو دل میں گئی عرش پہ تو کیا
1726/12 پیغام بھی کیا کرے کہ اوباش ہے ظالم

- ۱۔ نول کشور دوم اور بیرونی میں نسخہ آسی اور مجلس میں نہایت غلط متن درج ہوا، اتنے لوگوں میں نسخہ کالج میں اتنی لگو ہیں درست لگتا ہے۔ کم۔
معنی نہیں ہیں۔ تاہم میں اور ہے کی مطابقت نہیں ہوئی۔
۲۔ نسخہ آسی اور تتبع میں مجلس کی اشاعت میں 'پیل' درج ہے، شاید 'شیر' کی رعایت ملحوظ رکھی گئی ہے، نسخہ کالج اور طبع دوم کے متن 'سیل' کو اختیار
دکھائی دیا ہے، 'پیل' (ہاتھی) آخر کسے قرار دیا جائے گا؟ سیل تو گریہ عاشق کا بہایا ہوا، بادیہ، گھڑی، ہم کو پہر ہے۔
۳۔ یہ مصرع نسخہ کالج اور طبع دوم کے مطابق ہے، آسی، مبادت اور مجلس میں متن یوں ہے: سال ہوا ایک، گھڑی، ہم کو پہر ہے۔

ہر بہت میں کیا میر تری باتیں گتھی ہیں
کچھ اور سخن کر کہ غزل سلکِ گہر ہے

1726/13

﴿1727﴾

کیا خانہ خرابی کا ہمیں خوف و خطر ہے
میلان نہ آئینے کا اُس کو ہے نہ گل کا
اے شمع اقامت کدہ اس بزم کو مت جان
اس عاشق دیوانہ کی مت پوچھ معیشت
کیا آگ کی چنگاریاں سینے میں بھری ہیں
ڈر جان کا جس جا ہے وہیں گھر بھی ہے اپنا
کیا پرسش احوال کیا کرتے ہو اکثر
رہتی ہیں الم ناک ہی دے آنکھیں جو اچھی
دیدار کے مشتاق ہیں سب جس کے اب اس کی
سب چاہتے ہیں رشد مرا یوں تو پر اے میر
شاید یہی اک غیب ہے مانع کہ ہنر ہے

1727/1

1727/2

1727/3

1727/4

1727/5

1727/6

1727/7

1727/8

1727/9

1727/10

﴿1728﴾

کیا کہیے کچھ بن نہیں آتی، جنگل جنگل ہو آئے
دل کی تلاش میں اٹھ کے گئے تھے شاید یاں پیدا ہو سو
آہوئے عرفاں صید انہوں کا گر نہ ہوا نقصان کیا
کچھ کہنے کا مقام نہ تھا وہ وا ہوتا تو کہتے کچھ
سب کہتے تھے چین کرے گا کچھ بھی نہ دیکھا جز سختی
کیا ہی دامن گیر تھی یا رب خاکِ بسمل گاہ وفا
سر دینا ٹھہرا کر ہم نے پاؤں کو باہر رکھا تھا
ہر سو ہو دشوار ہے پھرنا میر ادھر اب تو آئے

1728/1

1728/2

1728/3

1728/4

1728/5

1728/6

1728/7

﴿1729﴾

جوں ابر بے کسانہ روتے اٹھے ہیں گھر سے
جمہور راہ اُس کی دیکھا کرے ہے اکثر
وحش اور طیر آنکھیں ہر سو لگا رہے ہیں
شاید کہ وصل اس کا ہووے تو جی بھی ٹھہرے

1729/1

1729/2

1729/3

1729/4

۱۔ یہ مصرع نسخہ آسی کے مطابق ہے، نسخہ کالج اور طبع دوم میں بھی یہی متن ہے، مجلس کے مرتب نے جو مصرع درج کیا وہ صرف نسخہ مجلس ہی میں درج ہوا، جلد چہارم ص ۱۳۵، گھر ہے کہ سوگوشتے میں مڑے کا سا گھر ہے۔

۲۔ مرتب نسخہ مجلس نے بتایا کہ نسخہ کالج میں 'بولوں' درست ہے، نول کشور دوم اور نسخہ آسی میں 'پھولوں' غلط ہے اور خود بھی یہی غلط متن (حسب معمول) درج کیا، ہم نے پھولوں کی چھان کو بولوں کی 'چھانو' سے بہتر سمجھا ہے، تمام نسخوں میں 'چھانو' کا قدیم الما 'چھانہ' ہی درج ہوا ہے۔

وہ روئے خوب ہرگز جاتا نہیں نظر سے	مدت سے چشم بستہ بیٹھا رہا ہوں لیکن	1729/5
ہے لاگ میرے جی کو اس شوخ کی کمر سے	گو ہاتھ وہ نہ آوے دل غم سے خون کرنا	1729/6
کوئی کلی نہ نکلی مرغ چمن کے پر سے	نہ گل نیا کھلا ہے بے بال تو قفس میں	1729/7
سیراب ابر ہوتے دیکھے ہیں چشم تر سے	دیکھو نہ چشم کم سے یہ آنکھ ڈبڈبائی	1729/8
کیا طائر گلستاں ہیں نالہ کش اثر سے	گلشن سے لے قفس تک آواز ایک سی ہے	1729/9
رجھواٹل ہو تو پوچھے کوئی ہمیں ہنر سے	ہر اک خراش ناخن جیسے سے صدر تک ہے	1729/10
یہ عاشقی ہے کیسی ایسے جیو گے کب تک		1729/11
ترک وفا کرو ہو مرنے کے میر ڈر سے		

﴿1730﴾

ہووے پیوند زمیں یہ رفتی	بس کہ ہے گردوں دوں پرور دنی	1730/1
شع کے منہ پر پھری ہے مردنی	بزم میں تے اب تو چل اے رشک صبح	1730/2
مجھ سے اک دم کے لیے کیا دشمنی	میں چراغ صبح گاہی ہوں نسیم!	1730/3
ہر زماں کرتا رہا ہوں جاں کنی	مجھ سا محنت کش محبت میں نہیں	1730/4
کچھ گدا شاعر نہیں ہوں میر میں		1730/5
تھا مرا سر مشق دیوان غنی		

﴿1731﴾

ولے دل شرط ہے جو تاب لاوے	بسان برق وہ جھمکے دکھاوے	1731/1
مبادا مجھ کو بھی گڈا بناوے	اڑاتا گڈی وہ باہر نہ آوے	1731/2
ہوا کھاوے کہا آنے نہ پاوے	صبا سے میں جو لگ چل کر گیا واں	1731/3
رکھے پگڑی پہ گل، تیوری چڑھاوے	نراکت سے بہت ہے کم دماغی	1731/4
وہی جاوے جو لوہو میں نہاوے	بزن گاہ اس کشندے کی گلی ہے	1731/5
جو اہل دل ہو تو آنکھیں بچھاوے	نہ پوچھو فرش رہ کیا ہووے اس کا	1731/6
بہت منت کرو تو جی جلاوے	بلا مغرور ہے وہ آتشیں خو	1731/7
عجب کیا ہے جو پاس اپنے بلاوے	پڑا تڑپا کیا میں دور پہروں سے	1731/8
بتان دیر سے ایسی نہیں لاگ		1731/9
خدا ہی ہو تو کعبے میر جاوے		

- ۱۔ نسخہ آسی اور نول کشور دوم میں رجھواڑے نسخہ کالج کا رجھواڑا بہتر ہے۔
- ۲۔ نول کشور دوم اور آسی کے نسخوں میں شے کے اوپر درج ہے جب کہ نسخہ کالج میں منہ پر ہے، رو پر اگر ہوتا تو سب سے بہتر تھا، غالباً رو پر کو کاتب نے اوپر بنادیا ہے۔
- ۳۔ نسخہ کالج میں پگڑی پہ درست نہیں، نہیں معلوم مرتب نسخہ مجلس (ص ۱۳۹، جلد چہارم) نے اسے صحیح کیوں درج کیا (اور پھر شامل متن بھی نہیں طبع دوم میں پگڑی ہے لیکن پہ نہیں، آسی صاحب نے وزن پورا کرنے کے لیے پگڑی تو لکھ کر وزن تو پورا کر دیا لیکن مصرع بے مفہوم اصل میں یہ پگڑی پہ ہے نسخہ کالج میں سہواپ کے نقطہ درج نہ ہوئے اس لیے ب پڑھا جاتا ہے۔
- ۴۔ نسخہ کالج میں دور پہروں میر کا متن لگتا ہے، آسی اور مجلس میں دو پہروں سے بہت بہتر ہے۔

﴿1732﴾

- کیا خط لکھوں میں رونے سے فرصت نہیں رہی! 1732/1
لکھتا ہوں تو پھر ہے کتابت بھی یہی
میدانِ غم میں قتل ہوئی آرزوئے وصل 1732/2
تھی اپنے خاندانِ تمنا میں اک یہی
اپنا لکھا ہے یاد مجھے میری بات بھول 1732/3
قاصد نے جا کے یار سے کچھ اور ہی کہی
شب شور کرنے میں جو سماجت کی، تنگ ہو 1732/4
کہنے لگا کہ مارو اسے، یہ تو ہے وہی
مت بہ نمک حرام تو داغوں سے ساز کر 1732/5
اے زخمِ کہنہ میر کی خاطر ہی یوں سہی

﴿1733﴾

- نہ بک شیخ اتنا بھی دانی نہ تھی 1733/1
کہاں رحمتِ حق، کہاں بے گناہی
ملوں کیونکہ ہم رنگ ہو تجھ سے اے گلِ تہ 1733/2
ترا رنگ شعلہ، مرا رنگ کاہی
مجھے میر تاگور کا ندھا دیا تھا 1733/3
تمنائے دل نے تو یاں تک نہ تھی

﴿1734﴾

- ادھر مطرب کا دعویٰ رنگ کب طناز آتا ہے 1734/1
عجب ہیں لوگ جو کہتے ہیں وہ ناساز آتا ہے
خبر ہے شرط اتنا مت برس اے ابر بارندہ 1734/2
ہمیں بھی آج رونا دردِ دل پرداز آتا ہے
اٹھے ہے گردِ معشوقانہ اس تربت سے عاشق کی
عجب رنگ حنا طائر ہے دست آموزِ خواں کا 1734/4
وہی نازاں خراماں کبک سا آیا مری جانب 1734/5
کوئی مغرور وہ شوخی سے اپنی باز آتا ہے
رہائی اپنی ہے دشوار کب صیاد چھوڑے ہے 1734/6
اسیر دام ہو طائر جو خوش آواز آتا ہے
اگر مسجد سے آؤں میر تو بھی لوگ کہتے ہیں 1734/7
کہ مے خانے سے پھر دیکھو وہ شاہد باز آتا ہے

﴿1735﴾

- اُس کے رنگ چمن میں شاید اور کھلا ہے پھول کوئی 1735/1
شورِ طیور اُٹھتا ہے ایسا جیسے اُٹھے ہے بول کوئی
یوں پھرتا ہوں دشتِ دور میں دور اس سے میں سرگشتہ 1735/2
غم کا مارا آوارہ جوں راہ گیا ہو بھول کوئی
ایک کہیں سرکھینچے ہے ایسا جس کی کریں سب پابوسی 1735/3
ہو ہر اک کو قبولِ دلہا یہ نہ کرے گا قبول کوئی
کس اُمید کا تجھ کو اے دل چاہ میں اُس کی حصول ہوا 1735/4
شوخی و شلاکس خوش رویاں سے رہتا ہے مامول کوئی

۱۔ یہ مطلع 'نکات الشعرا' میں درج ہوا ہے، یوں کہا جاسکتا ہے کہ یہ غزل ۱۷۵۲ء تک کہی جا چکی تھی نہ جانے کیوں میر نے اسے دیوانِ اول میں شامل نہ کیا؟

۲۔ نسخہ آسی مجلس میں 'خاندانِ تمنا' ہے، طبع دوم اور نسخہ کالج میں 'خاندانِ تمنا' ملتا ہے۔
۳۔ اس غزل کے تین شعروں میں سے یہ شعر نکات الشعرا میں شامل ہے، گویا یہ غزل بھی ۱۷۵۲ء سے قبل کی ہے، تعجب ہے کہ دیوانِ پنجم میں ہی شامل ہوئی۔

- 1735/5 لمبے اُس کے بالوں کا میں وصف لکھا ہے دُور تک طرف لے مار تو طولانی تھا پھر بھی دے ہے طول کوئی
 1735/6 مستی، حسن پرستی، رندی یہی عمل ہے مدت سے ہیر کبیر ہوئے تو کیا ہے چھوٹے ہے معمول کوئی؟
 1735/7 حرف و حکایت شکر و شکایت تھی تو اک وضع و تیرہ لپیر میر کو جا کر دیکھا ہم نے ہے مرد معقول کوئی

﴿1736﴾

- 1736/1 پتا پتا، بوٹا بوٹا حال ہمارا جانے ہے جانے نہ جانے گل ہی نہ جانے، باغ تو سارا جانے ہے
 1736/2 لگنے نہ دے بس ہو تو اُس کے گوہر گوش کو بالے تک اُس کو فلک چشم مہ و خور کی پتلی کا تارا جانے ہے
 1736/3 آگے اُس متکبر کے ہم خدا خدا کیا کرتے ہیں کب موجود خدا کو وہ مغرور خود آرا جانے ہے
 1736/4 عاشق سا تو سادہ کوئی اور نہ ہوگا دنیا میں جی کے زیاں کو عشق میں اس کے اپنا دارا جانے ہے
 1736/5 چارہ گری بیماری دل کی رسم شہر حسن نہیں ورنہ دلبر ناداں بھی اس درد کا چارا جانے ہے
 1736/6 کیا ہی شکار فریبی پر مغرور ہے وہ صیاد بچہ طائر اڑتے ہوا میں سارے اپنی اسارا جانے ہے
 1736/7 مہر و وفا و لطف و عنایت ایک سے واقف ان میں نہیں اور تو سب کچھ طنز و کنایہ، رمز و اشارا جانے ہے
 1736/8 عاشق تو مردہ ہے ہمیشہ، جی اٹھتا ہے دیکھے اُسے یار کے آ جانے کو یکا یک عمر دوبارا جانے ہے
 1736/9 کیا کیا فتنے سر پر اس کے لاتا ہے معشوق اپنا جس بے دل، بے تاب و توان کو عشق کا مارا جانے ہے
 1736/10 رخنوں سے دیوارِ جن کے منہ کو لے ہے چھپا لینی ان سوراخوں کے تک رہنے کو سو کا نظارا جانے ہے
 1736/11 تشنہ خوں ہے اپنا کتنا میر بھی ناداں ملنی کش دم دار آپ شیخ کو اس کی آب گوارا جانے ہے

﴿1737﴾

- 1737/1 جب چل گئے تب ان نے کینے کی ادا کی ہے چال ایسی چلا جس پر تلوار چلا کی ہے
 1737/2 خلقت مگر الفت سے ہے شورشِ سینہ کی چسپاں مری چھاتی سے دن رات رہا کی ہے
 1737/3 ہم لوگوں کے لوہو میں ڈوبی ہی رہی اکثر اس تیغ کی جدول بھی کیا تیز بہا کی ہے
 1737/4 عشاق موئے پر بھی ہجراں میں معذب ہیں مدفن میں مرے ہر دم اک آگ لگا کی ہے
 1737/5 صدرنگ بہاراں میں اب کے جو کھلے ہیں گل یہ لطف نہ ہو ایسی رنگینی ہوا کی ہے
 1737/6 مرنے کو رہے حاضر سو مارے گئے آخر گوان نے جفا کی ہے، ہم نے تو وفا کی ہے
 1737/7 مایوس ہی رہتے ہیں بیمارِ محبت کے اس درد کی مدت تک ہم نے بھی دوا کی ہے
 1737/8 آنا ادھر اُس بت کا کیا میری کشش سے ہے ہو موم جو پتھر تو تائیدِ خدا کی ہے
 1737/10 دامانِ دراز اس کا جوں صبح نہیں کھینچنا اے میر یہ کوتاہی شب سے دستِ دعا کی ہے

۱۔ نسخہ کالج میں 'حرف' جب کہ نول کشور دوم اور آسی کے یہاں 'طرف' درج ہے۔

۲۔ نسخہ مجلس میں سہو کتابت کی ایک اور مثال وضع و تیرہ کو وضع و تیرہ درج ہوا ہے، جلد چہارم ص ۱۴۲۔

۳۔ مرتب نسخہ مجلس نے 'شب' کی جگہ 'سب' کی قیاسی تجویز دی ہے، ص ۱۴۴، مصرع اول میں 'صبح' کے بعد یہاں 'شب' ہی مناسب اور بہتر ہے

﴿1738﴾

ملو ان دنوں ہم سے اک رات جانی	1738/1
کہاں ہم، کہاں تم، کہاں پھر جوانی	
شکایت کروں ہوں تو سونے لگے ہے	1738/2
مری سرگزشت اب ہوئی ہے کہانی	
ادا کھینچ سکتا ہے بہزاد اس کی	1738/3
کھنچے صورت ایسی تو یہ ہم نے مانی	
ملاقات ہوتی ہے تو کش مکش سے	1738/4
یہی ہم سے ہے جب نہ تب استیلا تانی	
بسنتی قبا پر تری مر گیا ہے	1738/5
کفن میر کو دیجیے زعفرانی	

﴿1739﴾

بے اس کے تیرے حق میں کوئی کیا دعا کرے	1739/1
عاشق کہیں شباب تو ہووے خدا کرے	
اے سرد مہر کوئی مرے، رہ تو گرم ناز	1739/2
پرسش کسو کے، حال کی تیری بلا کرے	
دامن بہت وسیع ہے آنکھوں کا اے حجاب	1739/3
لازم ہے تجھ کو ان ہی کا پانی بھرا کرے	
آکر بکھیرے پھول مری مشیت خاک پر	1739/4
مرغ چمن اگر حق صحبت ادا کرے	
پتھر کی چھاتی چاہیے ہے میر عشق میں	1739/5
جی جانتا ہے اُس کا جو کوئی وفا کرے	

﴿1740﴾

عالم عالم عشق و جنوں ہے، دنیا دنیا تہمت ہے	1740/1
دریا دریا روتا ہوں میں، صحرا صحرا وحشت ہے	
ہم تو عشق میں ناکس ٹھہرے کوئی نہ ایدھر دیکھے گا	1740/2
آنکھ اٹھا کر وہ دیکھے تو یہ بھی اُس کی مروت ہے	
ہائے غیوری جس کو دیکھے جی ہی ٹکاتا ہے اپنا	1740/3
دیکھے اس کی اور نہیں، پھر عشق کی یہ بھی غیرت ہے	
کوئی دم رونق مجلس کی اور بھی ہے اس دم کے ساتھ	1740/4
یعنی چراغ صبح سے ہیں ہم، دم بھی اپنا غنیمت ہے	
خط آئے ظاہر ہے ہم پر بگڑی بھی اچھی صورت تھی	1740/5
بارے کہونا کام ہی ہو یا کام کی بھی کچھ صورت ہے	
ایک ورق پر تصویریں میں دیکھی ہیں لیلیٰ مجنوں کی	1740/6
ایسی صورت حال کی اپنے، اُن دونوں کو حیرت ہے	
خاک کو آدم کر کے اٹھایا، جس کو دوستِ قدرت نے	1740/7
قد نہیں کچھ اس بندے کی یہ بھی خدا کی قدرت ہے	
صبح سے آنسو نو میدانہ جیسے وداعی آتا تھا	1740/8
آج کسو خواہش کی شاید دل سے ہمارے رخصت ہے	
کیا دلکش ہے بزم جہاں کی جاتے یاں سے جسے دیکھو	1740/9
وہ غم دیدہ، رنج کشیدہ، آہ سراپا حسرت ہے	
جب کچھ اپنے کئے رکھتے تھے تب بھی صرف تھالوں کا	1740/10
اب جو فقیر ہوئے پھرتے ہیں میر انہی کی دولت ہے	

﴿1741﴾

عشق کیا، سو جان چلی ہے، الفت تھی یا کلفت تھی	1741/1
کوٹے گئے ہیں سب اعضا یہ محبت تھی یا محنت تھی	
اب تو نڈھال پڑے رہتے ہیں، ضعف ہی اکثر رہتا ہے	1741/2
آئے گئے اس کے کوچے میں جب تک جی میں طاقت تھی	

- آبِ حیات وہی نا جس پر خضر و سکندر مرتے رہے 1741/3
 خاک سے ہم نے بھرا وہ چشمہ یہ بھی ہماری ہمت تھی
 آنسو ہو کر خون جگر کا بے تابانہ آیا تھا 1741/4
 شاید رات ٹھیکائی کی جلد بہت کچھ رخصت تھی
 جب سے عشق کیا ہے میں نے سر پر میرے قیامت ہے 1741/5
 ساعت دل لگنے کی شاید خمس ترین ساعت تھی

﴿1742﴾

- یاری کرے جو چاہے کسو سے غم ہی غم یاری میں ہے 1742/1
 بے موقع یاں آہ و فغاں ہے بے اثری زاری میں ہے
 ہاتھ لیے آئینہ تجھ کو حیرت ہے رعنائی کی 1742/2
 ہے بھی زمانہ ہی ایسا، ہر کوئی گرفتاری میں ہے
 باغ میں شب جو روتا پھرتا ہوں اُس بن میں صبح تلک 1742/3
 دانہ اشک روشِ شبنم کے گل پر ہر کیاری میں ہے
 صورتیں بگڑیں کتنی کیوں نہ اُس کو توجہ کب ہے وہ 1742/4
 سامنے رکھے آئینہ مصروف طرح داری میں ہے
 میر کوئی اس صورت میں اُمید بھی کی کیا رکھے 1742/5
 ایک جراحت سینے کی میرے ہر زخمِ کاری میں ہے

﴿1743﴾

- دل بھی بھرا رہتا ہے میرا، جی بھی رندھا کچھ جاتا ہے 1743/1
 کیا جانوں میں روؤں گا کیسا، دریا چڑھتا آتا ہے
 سچ ہے وہ جو کہا کرتا ہے، کون ہے تو کیا سمجھے ہمیں 1743/2
 بیگانے تو ہیں ہم ہی وے، نانو کا چاہ کا ناتا ہے
 تو بلبل آزرده نہ ہو گل پھول سے باغِ بہاراں میں 1743/3
 رنجِ کشِ اُلفت ہے عاشق جی اپنا بہلاتا ہے
 عشق و محبت کیا جانوں میں لیکن اتنا جانوں ہوں 1743/4
 اندر ہی اندر سینے میں مرے دل کو کوئی کھاتا ہے
 عاشق اپنا جان لیا ہے اُن نے شاید میر ہمیں 1743/5
 دیکھ بھری مجلس میں اپنی، ہم ہی سے شرماتا ہے

﴿1744﴾

- اُس مغرور کو کیا ہوتا ہے حال شکستہ دکھائے سے 1744/1
 جس کو شبہ ہووے نہ ہرگز جی کے ہمارے جائے سے
 کیا کیسا ہو کے جدا پہلو سے اس بن تڑپا ہے 1744/2
 کیا پوچھو ہو، آئی قیامت سر پر دل کے لگائے سے
 یمنِ تجرد سے میں اپنے روز جہاں سے گزرتا ہوں 1744/3
 وحشت ہے خورشیدِ نمط اپنے بھی مجھ کو سائے سے
 ہر کوئے و ہر برزن میں یا پہر پہر وہ جو یاں تھا 1744/4
 یا اب ننگ اُسے آتا ہے پاس ہمارے آئے سے
 ایک جراحت کیا تسکین دے، موت کے بھوکے صید کے تیں 1744/5
 شاید دل ہو تسلی اُس کا زخمِ دگر کے کھائے سے
 رنج و عنایہ پر، درد و بلا پر صبر کیے ہم بیٹھے ہیں 1744/6
 کلفت، اُلفت جاتی رہی کیا جو رستم کے اٹھائے سے
 اول تو آتے ہی نہیں ہو اور کبھو جو آتے ہو 1744/7
 نیچی آنکھیں کیے پھرتے ہو مجلس میں شرمائے سے
 جھگڑانا ز و نیاز کا سن کر بے مزہ ہم سے تم تو ہوئے 1744/8
 میر سخن کو طول نہ دو بس بات بڑھے ہے بڑھائے سے

﴿1745﴾

- گردشِ دنوں کی کم نہ ہوئی کچھ کڑے ہوئے 1745/1
 روزے رکھے غریبوں نے تو دن بڑے ہوئے

۱۔ نول کشور دوم اور آسی و عبادت کے یہاں دنوں درج ہے، جس کا یہاں کچھ مفہوم نہیں۔ لیکن کالج اور مجلس میں دنوں درست ہے۔

- نرمی سے کوئے یار میں جاوے تو جاسیم 1745/2
 آہن دلوں نے مارا ہے جی، غم میں ان کے ہم 1745/3
 آئے ہو بعدِ صلح کبھو ناز سے تو یاں 1745/4
 بیمار امیدوار سے بستر پہ اپنے ہم 1745/5
 بار اس کی بزم میں نہیں ناچار در پہ ہم 1745/6
 ہم زیر تیغ بیٹھے تھے پر وقتِ قتل میر 1745/7
 دے تک ہمارے پاس نہ آکر کھڑے ہوئے

﴿1746﴾

- عہد جنوں ہے موسم گل کا اور شگوفہ لایا ہے 1746/1
 سن کر میرے شور شب کو جھنجھلا کر وہ کہنے لگا 1746/2
 دکھن، اتر، پورب، پنجتم ہنگامہ ہے سب جاگہ 1746/3
 بے چشم و رو ہو بیٹھے ہو، وجہ نہیں ہے ظاہر کچھ 1746/4
 ظلم و ستم سب سہل ہیں اُس کے ہم سے اُٹھتے ہیں کہ نہیں 1746/5
 ہو کے فقیر تو واں بیٹھے ہیں، رہتے ہیں اشراف جہاں 1746/6
 برسوں ہم درویش رہے تلبیں پر دے میں دنیا داری کے 1746/7
 ڈھونڈ نکالا تھا جو اسے، سو آپ کو بھی ہم کھو بیٹھے 1746/8
 میر غریب سے کیا ہو ستمعارض گوشے میں اس وادی کے 1746/9
 ایک دیا سا بجھتا ان نے داغِ جگر پہ جلایا ہے

﴿1747﴾

- دل کی لاگ بری ہوتی ہے رہ نہ سکے تک جائے بھی 1747/1
 آنکھ نہ ٹک میلی ہوئی اپنی مطلق دل بے جا نہ ہوا 1747/2
 ٹھنڈے ہوتے نہ دیکھے ہرگز ویسے ہی جلتے رہتے ہیں 1747/3
 رنگ نہیں ہے منہ پہ کسی کے بادخزاں سے گلستاں میں 1747/4
 نفع کبھو دیکھا نہیں ہم نے ایسے خرچ اٹھانے پر 1747/5
 عشق میں اس کے جان مری مشتاق پھرے گی بھلکی ہوئی 1747/6
 آئے، بیٹھے، اُٹھ بھی گئے، بے تاب ہوئے، پھر آئے بھی
 دل کی مصیبت کیسی کیسی، کیا کیا رنج اٹھائے بھی
 تلوے حنائی اُس کے ہم نے ستم نگہوں سے سہلائے بھی
 برگ و بار گرے بکھرے ہیں، گل غنچے مرجھائے بھی
 دل کے گداز سے لوہو روئے، داغِ جگر پہ جلائے بھی
 شوق اگر ہے ایسا ہی تو چین کہاں، مر جائے بھی

- ۱۔ نول کشور دوم اور نسخہ آسی ص ۶۱۰، پر وقتِ قتل کی جگہ بروقت قتل درج ہے، نسخہ کالج میں 'پر درج ہے جو درست بھی ہے۔
 ۲۔ آسی اور مجلس کے نسخوں میں نہیں مذکور متن نہیں جب کہ نسخہ کالج اور نول کشور دوم، سوم میں ہیں 'مندرج ہے۔
 ۳۔ نول کشور دوم اور آسی کے یہاں ہے 'درج ہوا نسخہ کالج میں 'ہو بہتر ہے۔
 ۴۔ نسخہ آسی اور مجلس کے متن میں 'ہم نے اُس کے ہے، نسخہ کالج اور نول کشور دوم کا متن درج شعر کیا ہے۔
 ۵۔ آسی و مجلس کے یاں ایسے خرچ اٹھانے پر ہے، طبع دوم اور نسخہ کالج میں ایسے خرچ کے اٹھانے پر ہے، اس طرح مصرع بے وزن ہو گیا ہے۔

تاجر، ترک، فقیر ہوئے اب شاعر، عالم، کامل ہیں
پیش گئی کچھ میر نہ اپنی سوانگ بہت سے لائے بھی

1717/7

﴿1748﴾

کوئی نام اس کا نہ لو جبر ہے کہ بے تاب دل کی بنا صبر ہے
نہ سوزِ جگر خاک میں بھی گڑا موئے پر پُر آتش مری قبر ہے
گلستاں کے ہیں دونوں پلے بھرے بہار اس طرف، اُس طرف ابر ہے
جو درویش پہنے ہے بہری لباس تو پھر عینہ شیر ہے، ببر ہے
درِ کعبہ پر کفر بکتا ہے میر
مسلمان نہیں وہ کہن گبر ہے

1748/1

1748/2

1748/3

1748/4

1748/5

﴿1749﴾

ظلم ہے ہیں داغ ہوئے ہیں، رنج اٹھے ہیں درد کھنچے اب وہ دل میں تاب نہیں جوں تک آہ سرد کھنچے
جیتے جی میت کے رنگوں عشق میں اس کے ہو بیٹھا بعد مرے نقاش سے شاید صورت میری زرد کھنچے
خاک ہوئی تھی سرکشی اپنی جوں کی توں ہی لطیعت میں
میر عجب کیا ہے اس کا تا گردوں جو یہ گرد کھنچے

1749/1

1749/2

1749/3

﴿1750﴾

عشق اگر ہے مرد میدان مرد کوئی عرصے میں لائے یکسر ان نامردوں کو جو ایک ہی تک تک پامیں اٹھائے
کارِ عدالت شہر کا ہم کو اک دن دو دن ہووے تو پھر چاروں اور منادی کرے کوئی کسی دے دل نہ لگائے
پر کے اسیر دام ہوئے تھے پکے ٹوٹی شکن کی راہ اب کے دیکھیں موسم گل کا کیسے کیسے شگوفے لائے
بھوکے مرتے مرتے منہ میں نخی صفا پھیل گئی بے ذوقی میں ذوق کہاں جو کھانا پینا مجھ کو بھائے
گھرتے نکل کر کھڑے کھڑے پھر جاتا ہوں میں یعنی میر
عشق و جنوں کا آوارہ حیران و پریشاں کیدھر جائے

1750/1

1750/2

1750/3

1750/4

1750/5

﴿1751﴾

ہم یہ خشم و خطاب ہے سو ہے وہ ہی ناز و عتاب ہے سو ہے
گرچہ گھبرا کے لب پہ آئی دلی جان کو اضطراب ہے سو ہے
بس چمکی جاں خراب مدت کی حال اپنا خراب ہے سو ہے
خشکی لب کی ہے تری کیسی چشم لیکن پُر آب ہے سو ہے
خاک جل کر بدن ہوا ہے سب دل جلا سا کباب ہے سو ہے
کر گئے کاروانیاں شب گیر وہ گراں مجھ کو خواب ہے سو ہے
یاں تو رسوا ہیں کیسا پردہ شرم اُس کو ہم سے حجاب ہے سو ہے

1751/1

1751/2

1751/3

1751/4

1751/5

1751/6

1751/7

۱۔ نسخہ آسی میں جوں کی توں اپنی طبیعت درست نہیں، نسخہ کالج میں ہی درست ہے، وہی درج کیا ہے۔

- دوستی کا حساب ہے سو ہے دشمن جاں تو ہے دلوں میں بہم 1751/8
ہم کو بھی پیچ و تاب ہے سو ہے زلفیں اس کی ہوا کریں برہم 1751/9
ان کی عالی جناب ہے سو ہے خاک میں مل کے پست ہیں ہم تو 1751/10
شہر میں در بہ در پھرے ہیں عزیز 1751/11
میر ذلت مآب ہے سو ہے

﴿1752﴾

- اس قافلے میں ہم بھی تھے افسوس رہ گئے چلتے ہوئے تسلی کو کچھ یار کہہ گئے 1752/1
وہ اٹھ گیا تو یہ بھی گرے، بیٹھے، ڈھ گئے کیا کیا مکان شاہ نشیں تھے وزیر کے 1752/2
بے طور ہم بھی جا کے ملے، بے جگہ گئے اس کج روش سے ملنا خرابات میں نہ تھا 1752/3
جب آئی موج حادثہ تنکے سے بہہ گئے وے زورور جواں جنہیں کہیے پہاڑ تھے 1752/4
وہ یار تو نہ تھا تہ دل سے کسو کا میر 1752/5
ناچار اس کے جور و ستم ہم بھی سہہ گئے

﴿1753﴾

- بوسہ کنج لب سے پھر بھی ذائقے اپنے بناتے تھے ہائے جوانی وصل میں اس کے کیا کیا لذت پاتے تھے 1753/1
ٹپڑھی کر کے کلاہ آتے تھے، مے ناخوردہ ماتے تھے کیا کیا تم نے فریب کیے ہیں سادگی میں دل لینے کو 1753/2
وے دن یاد آتے ہیں اب جب ان کے آتے جاتے تھے ہائے جدائی ایک ہی جاگہ مار کے ہم کو توڑ رکھا 1753/3
وے تو تم کو لگا جاتے تھے، تم آہو کو جلاتے تھے غیروں کی تم سنتے رہے، سو غیریت ہم سنہتے رہے 1753/4
حوصلہ کتنا اپنا جس میں یہ آزار سماتے تھے رنج و الم غم عشق ہی کے اعجاز سے کھینچتے تھے ورنہ 1753/5
آنکھوں سے ہم سہلا سہلا تلوے اُس کو جگاتے تھے وے دن کیسے سالتے ہیں جو آکر سوتے پاتے کھو 1753/6
چاہت روگ برا ہے جی کا میر اس سے پرہیز بھلا 1753/7
اگلے لوگ سنا ہے ہم نے، دل نہ کسو سے لگاتے تھے

﴿1754﴾

- دشت پر جب آتا ہے تو جیسے بگولا جاتا ہے بات ہماری یاد رہے ہے جی بھولا بھولا جاتا ہے 1754/1
کہتے ہیں بے تہ مجھ کو، کیا ابھرا پھولا جاتا ہے تھوڑے سے پانی میں میں نے، سر پہی کی ہے جیسے حباب 1754/2
گام کی صورت کیا ہے اس کی راہ چلے ہے میر اگر 1754/3
دیکھنے والے کہتے ہیں یہ کوئی ہیولا جاتا ہے

﴿1755﴾

- عاشق اُس کی قامت کے بالا بالا مارے گئے اس تک کوشش سے بھی نہ پہنچے، جان سے آخر سارے گئے 1755/1
جیسے یکا یک سطح ہوا پر، بدلی آئی، تارے گئے اُس کے روئے خو کردہ پر نقاب لیے وہ صورت ہے 1755/2
رفیقہ شاہد بازی اس کے جی بھی اپنے ہارے گئے ایسے تماری سے دل کو لگا کر چیتے رہنا ہو نہ سکا 1755/3
یار بے بستے تھے جویاں، وے لوگ کہاں بے چارے گئے چارہ گر اس شہر کے ہوں تو فکر کریں آبادی کا 1755/4

مشکل میر نظر آتا تھا اٹھنا بار امانت کا
آئے ہم تو سہولت سے وہ بوجھ اٹھا کر بارے گئے

1755/5

﴿1756﴾

میدیں آئیں بارہا لیکن نہ دے آکر ملے
اس زمانے کی تری سے لہر بحر اگلی کہاں
غنجگی میں دیکھے ہیں صد رنگ جو آسماں
سارے عالم کے حواسِ خسہ میں ہے انتشار
رہے ہیں اُن کے گلے لگنے کے برسوں سے گلے
بے تہی کرنے لگے دریا دلوں کے حوصلے
اب جو گل سا بکھرا ہوں، دیکھوں کہ کیسا گل کھلے
ایک ہم تم ہی نہیں معلوم ہوتے وہ دلے
میر طے ہوگا بیابانِ محبت کس طرح
راہ ہے پُر خار، میرے پاؤں میں ہیں آبلے

1756/1

1756/2

1756/3

1756/4

1756/5

﴿1757﴾

کیسی سعی و کوشش کوشش سے کعبے گئے بت خانے سے
دامن پر فانوس کے تھا کچھ یوں ہی نشاں خاکسٹر کا
ننگے سامنے آتے تھے تو کیا کیا زجر اٹھاتے تھے
پاس غیرت تم کو نہیں کچھ دریا پر سن غیر کو تم
تم نے کہا مر رہ بھی جا کر بندہ جا کر مر ہی رہا
سوکھ کے ہوں لکڑی سے کیوں نہ زرد دوزیوں ہم عاشق زار
جب دیکھو تب تہمت عاشق بھکڑ سے ہے تزلزل میں
برسوں میں پہچان ہوئی تھی سو تم صورت بھول گئے
سنی سنائی بات سے دال کی کب جیتے ہیں ہم غافل
میر کی تیزی کیا سلجھے گی حرفِ دخن میں گھٹک ہے
کوئی بھی عاقل الجھ پڑے ہے ناصح ایسے دیوانے سے

1757/1

1757/2

1757/3

1757/4

1757/5

1757/6

1757/7

1757/8

1757/9

1757/10

﴿1758﴾

گئے روزے اب دید وادید ہے
گریزاں ہوں سائے سے خورشید ساس
خدا رس کہیں ہیں یہ توحید ہے
خدا کی طرف ہی کی تائید ہے

1758/1

1758/2

1758/3

1758/4

- ۱۔ نسخہ کالج اور نول کشور دوم میں بھی درج نہیں ہوا، متن مطابق آ سی مجلس ہے۔
- ۲۔ نسخہ کالج اور نول کشور دوم میں عدول حکم ہے۔ آ سی نے حکم خارج کر کے مصرع ساقط الوزن ہونے سے بچایا ہے۔ متن آ سی درج کیا جا رہا
- ۳۔ نسخہ آ سی میں گویاں اور طبع دوم میں گویا دونوں غلط ہیں نسخہ کالج میں گویاں درست ہے۔
- ۴۔ نسخہ کالج اور نول کشور دوم میں کئی روزے آ سی کا متن بہتر ہے۔
- ۵۔ نسخہ کالج اور طبع دوم میں تصرف غلط ہے، آ سی کے متن میں کتابت مشکوک ہے، تاہم پڑھا جاسکتا ہے۔

لیٹا ہے میں بوریائے نماز
یہی میر جانے کی تمہید ہے

1758/5

﴿1759﴾

ہجر میں خوں ہوا تھا سب غم سے دل نے پہلو تہی کیا ہم سے
عالم حسن ہے عجب عالم چاہیے عشق اس بھی عالم سے
طرح چہریوں کی پلکوں سے ڈالی نگلی تلوار ابرو کے خم سے
نسبت اُن بالوں کی درست ہوئی دیر میں میرے حال درہم سے

1759/1

1759/2

1759/3

1759/4

درپے خون میر کے نہ رہو

1759/5

ہو بھی جاتا ہے جرم آدم سے

﴿1760﴾

اٹکھیلیوں سے چلتے طفلی میں جان مارے نام خدا ہوا ہے اب وہ جوان بارے
اپنی نیاز تم سے اب تک بتاں وہی ہے تم ہو خدائے باطل ہم بندے ہیں تمہارے
تھہرے ہیں ہم تو مجرم، تک پیار کر کے تم کو تم سے بھی کوئی پوچھے تم کیوں ہوئے پیارے
کل میں جو سیر میں تھا کیا پھول پھول بیٹھے بلبلی لیے ہیں گویا گلزار سب اجارے
کرتا ہے ابر نیساں پر دُر دہن صدف کا منہ جو کوئی پیارے، ایسے کئے پیارے
اے کاش غور سے وہ دیکھے کبھو تک آ کر سینے کے زخم اب تو غائر ہوئے ہیں سارے
چپکا چلا گیا میں آزرده دل چمن سے کس کو دماغ اتنا بلبلی کو جو پکارے
میدانِ عشق میں سے چڑھ گھوڑے کون سے نکلا مارے گئے سپاہی جتنے ہوئے اتارے
جو مر رہے ہیں اُس پر، اُن کا نہیں ٹھکانا کیا جانے کہاں وے پھرتے ہیں مارے مارے
کیا بر چھیاں چلائیں آہوں نے نیم شب کی رخنے ہیں آسمان میں سارے، نہیں ستارے

1760/1

1760/2

1760/3

1760/4

1760/5

1760/6

1760/7

1760/8

1760/9

1760/10

ہوتی ہے صبح جو یاں ہے شام سے بھی بدتر

1760/11

کیا کہیے میر خوبی ایام کی ہمارے

﴿1761﴾

کیا کہیے ویسی صورت گا ہے نظر نہ آئی ایسے گئے کہ اُن کی پھر کچھ خبر نہ آئی
روٹھے جو تھے سو ہم سے، روٹھے ہوئے دواغی کیا رویے ہمیں تو منت بھی کر نہ آئی
طالع کا مکٹ دیکھو آئی صبا جو واں سے چاروں طرف پھر آئی لیکن ادھر نہ آئی
جی میں جو کچھ کسو کے آوے سو باندھ جاوے اپنے خیال میں تو اس کی کمر نہ آئی

1761/1

1761/2

1761/3

1761/4

کیارات دن کئے ہیں ہجراں کے بے خودی میں

1761/5

سدھ اپنی میر اُس بن دو دو پہر نہ آئی

۱۔ نسخہ مجلس میں درج درج ہے جو غلط ہے، نسخہ آسی میں درج درست ہے۔
۲۔ نسخہ کالج میں بلبلی کو مونٹ درج کیا ہے، پھول پھول بیٹھی کتب ہوا ہے، اس شعر کا دوسرا مصرع نول کشور دوم اور نسخہ کالج میں کچھ مختلف ہے، بلبلی نے لی ہے گویا گلزار سب اجارے۔
۳۔ نسخہ کالج اور طبع دوم میں کونہ نکلا درج ہے۔

﴿1762﴾

دا د فریاد جا بہ جا کرے	1762/1
اب سلگنے لگی ہے چھاتی بھی	1762/2
چشم و دل ، جان مانلِ خوباں	1762/3
دیکھیں کب تک رہے ہے یہ صحبت	1762/4
کچھ کہیں گر تو وہ کہے نہ کہو	1762/5
اتفاق ان کا مارے ڈالے ہے	1762/6
عید ہی کاش کے رہے ہر روز	1762/7
راہ تیکنے کو بھی نہایت ہے	1762/8
ہستی موہوم و یک سر و گردن	1762/9
وہ نہیں سرگزشت سنتا میر (قطعہ) یوں کہانی سی کیا کہا کرے	1762/10-12
مترتب ہو نفع جو کچھ بھی	
دل کی بیماری کی دوا کرے	
سو تو ہر روز ہے برا احوال	
متحیر ہیں آہ کیا کرے	

﴿1763﴾

دو چار روز آگے چھاتی گئی تھی کوئی	1763/1
کلیاں جھڑی ہیں کچی بکھرے ہیں پھول سارے	1763/2
سیر چمن میں کچھ تو جی سے ہوس نکلتی	1763/3
موسم میں گل کے بلبل ، افسوس ہے ، نہ چھوٹی	

﴿1764﴾

کیا کہیے اپنے عہد میں جتنے امیر تھے	1764/1
دل میں گرہ ہوس رہی پروازِ باغ کی	1764/2
برنائی ہی میں تم سے شرارت نہیں ہوئی	1764/3
آرائشِ بدن نہ ہوئی فقر میں بھی کم	1764/4

۱۔ نسخہ آسی نے ان شعروں کو قطعہ درج نہیں کیا جب کہ مجلس کے مرتب نے انہیں قطعہ لکھا ہے (اختلاف درج نہیں)۔ دسویں شعر میں محکمہ بارویں شعر کا آغاز 'سو تو' سے ہونا، ایسے شواہد ہیں کہ ان تینوں شعروں کو قطعہ قرار دیا جانا چاہیے۔

۲۔ نسخہ آسی میں یہ مصرع غلط درج ہوا یا نیزی چمن میں کیا کیا بہار ٹوٹی، متن نسخہ کالج اور نول کشور دوم کے مطابق ہے۔
 ۳۔ اس غزل سے قبل آسی، عبادت اور مجلس کے نسخوں میں سات اشعار کی ایک غزل درج ہے، یہی غزل ان تینوں نسخوں کے دیوان چہارم شامل ہے۔ غزل کا مطلع ہے 'کب وعدے کی رات یہ آئی جو اُس میں نہ لڑائی ہوئی، آسی کے یہاں دیوان چہارم ص ۵۲۱ اور پھر پنجم ص ۱ عبادت کے یہاں پہلے ص ۷۶، پھر ۸۲۸ پر مجلس کی اشاعت میں جلد سوم ص ۳۷۳ (اشاعت دوم) غزل نمبر ۱۹۵ اور پھر جلد چہارم ص ۶۲ نمبر ۲۴۰ کے تحت یہی غزل دو مرتبہ درج کی ہے، یہ اپنی نوعیت کی واحد غلطی نہیں، اس نوع کی اتنی اغلاط سے یہی ثابت ہے کہ ان نسخوں کے تدوین کے بعد اپنے نسخوں کو بار بار نہیں دیکھا، ہمارے نسخے میں یہ غزل نمبر ۱۶۹۶ء ہے۔

آنکھوں میں ہم کو کی نہ آئے جہاں میں
از بس کہ میر عشق سے خشک و حقیر تھے

1764/5

﴿1765﴾

جو کوئی خستہ جگر، عشق کا آزاری ہے
کارداں گاہ جہاں میں نہیں رہتا کوئی
چیز و ناجیز کا آگاہ کو رہتا ہے لحاظ
آنسو روہرو رکھنے کو بھی اب جائے نہیں
مر گئے عشق میں نازک بدنوں کے آخر
پلکیں وے اُس کی پھری جی میں کبھی جاتی ہیں
بے قراری میں نہ دلبر سے اٹھا ہرگز ہاتھ
ولے وہ طائر بے بال، ہوس ناک جسے
جرم بے جرم کہتی رہتی ہے جس کی شمشیر
آنکھ مستی میں کو پر نہیں پڑتی اُس کی

1765/1

1765/2

1765/3

1765/4

1765/5

1765/6

1765/7

1765/8

1765/9

1765/10

واں سے جو ناز و تنہا نہیں کچھ، یاں سے میر

1765/11

غز ہے، دوستی ہے، عشق ہے، غم خواری ہے

﴿1766﴾

یہ صعوبت کب تلک کوئی اٹھائے
دل فروشی کوئی مجھ سے سیکھ جائے
دیکھیں ہیں لیکن خدا جو کچھ دکھائے
برگ گل یاں بھی صبا کوئی تو لائے
تا کمر پیچ اس کا اپنے ہاتھ آئے
بگڑی صحبت ایسی کیا کوئی بنائے
خط پیشانی کوئی کیونکر مٹائے
دل نہ ہو جلتا جو اُس کا گل نہ کھائے
ہو کوئی رجھوار تو اس کو رجھائے

1766/1

1766/2

1766/3

1766/4

1766/5

1766/6

1766/7

1766/8

1766/9

میر اکثر عمر کے افسوس میں

1766/10

زیر لب، بالائے لب ہے ہائے دائے

۱۔ اس مصرع کا متن نسخہ کالج اور نول کشور دوم کے مطابق ہے ورنہ آسی کے یہاں یہ مصرع نہایت غلط درج ہوا ہے، ظلم بے کھینچے نہیں رہتی ہے جس کی شمشیر۔

﴿1767﴾

- نہ نوشتہ نامہ آیا ، یہ کچھ ہمیں لکھا ہے 1767/1
کافر کا بھی لہ رویہ ہوتا نہیں ہے ایسا 1767/2
دنیا میں دیر رہنا ہوتا نہیں کسو کا 1767/3
بندے کا دل بہ جا ہے جاتا ہوں شاد ہر جا 1767/4
پائے ثبات کس کا ٹھہرا ہے اُس کے دیکھے 1767/5
ہر جا بدن میں اُس کی افراط سے ہے دل کش 1767/6
مرنا تو ایک دم ہے عاشق مرے ہے ہر دم 1767/7
خط اُس کو لکھ کے غم سے بے خود ہوا ہوں یعنی 1767/8
شونی سے اُس کی درہم برہم جہاں ہے سارا 1767/9
عمر عزیز گزری سب سے برائی کرتے 1767/10
جو ہے سو میر اُس کو میرا خدا کہے ہے 1767/11
کیا خاص نسبت اُس سے ہر فرد کو جدا ہے

﴿1768﴾

- دل پہلو میں ناتواں بہت ہے 1768/1
ہر آن شکیب میں کئی ہے 1768/2
مقصود کو دیکھیں پہنچے کب تک 1768/3
جی کو نہیں لاگ لا مکاں سے 1768/4
گو خاک سے گور ہووے یکساں 1768/5
جاں بخشی غیر ہی کیا کر 1768/6
اکثر پوچھے ہے جیتے ہیں میر 1768/7
اب تو کچھ مہرباں بہت ہے

﴿1769﴾

- صاحب ہو تم ہمارے بندے ہیں ہم تمہارے 1769/1
ہو ملتفت کہ ہم بھی جیتوں میں آویں چندے 1769/2
آشوب بحر ہستی کیا جانے ہے کب سے 1769/3
کوئی تو تھا طرف پر آواز دی نہ ہم کو 1769/4
بے طاقتی سے کیوں کر سرمارتے رہیں نہ 1769/5
موقوف رحم پر ہیں دشوار کام سارے
یہ عشق بے محابا ، تا چند جان مارے
موج و حباب اٹھ کر لگ جاتے ہیں کنارے
ہم بے قرار ہو کر چاروں طرف پکارے
صبر و قرار دونوں یک بارگی سدھارے

۱۔ نسخہ آسی میں 'بھی' ہے جس کا یہاں محل بھی ہے مجلس کی اشاعت میں اختلاف درج کیے بغیر نہ دیکھا ہے۔

۲۔ نسخہ کالج میں 'اُس کی' ہے یہی بہتر ہے، آسی اور مجلس میں 'اُس کے' ہے۔

۳۔ تمام نسخوں میں 'پاس دل وفا درج ہے'، 'پاس دم وفا' یا 'پاس دل وفا' ہوتو بات اور مصرع روشن ہوتے ہیں، شعر کا متن تحقیق طلب ہے۔

کوئی تو ماہ پارہ اس بھی رواق میں ہے چشمک کریں ہیں ہر شب اس کی طرف ستارے
دنیا میں میر آ کر کھولا ہے بار ہم نے
اس رہ گزر میں دیکھیں کیا پیش آوے بارے

1769/6

1769/7

﴿1770﴾

عشق ہمارا درپے جاں ہے کیسی خصومت کرتا ہے
شاید لمبے بال اُس مہ کے بکھر گئے تھے باؤ چلے
صورت اس کی دیدہ تر میں پھرتی ہے ہر روز و شب
کیا دشوار گزر ہے طریق عشق مسافر کش یارو
حال کسو بے تہ کا یاں مانا ہے حباب دریا سے
یاد خدا کو کر کے کہو تک پاس ہمارے ہو جاوے
دامن دیدہ ترکی وسعت دیکھے ہی بن آوے گی
دل کی لاگ نہیں چھیتی ہے کوئی چھپاوے بہتیرا
چھینچھن کے تیغ اپنا ہر دم کیا لوگوں کو ڈراتے ہو
میر جگر دار آدمی ہے وہ کب مرنے سے ڈرتا ہے

1770/1

1770/2

1770/3

1770/4

1770/5

1770/6

1770/7

1770/8

1770/9

﴿1771﴾

نالہ جب گرم کار ہوتا ہے
مار رہتا ہے اُس کو آخر کار
سب مزے درکنار عالم کے
دام گہ کا ہے اس کے غلام اور
بے قراری ہو کیوں نہ چاہت میں
جبر ہے قہر ہے قیامت ہے
راہ تلنتے ہی بنشیں ہیں آنکھیں
شاخ گل لچکے ہے تو جانوں ہوں
کس کو پوچھے ہے کوئی دنیا میں
دل ، کلیجے کے پار ہوتا ہے
عشق کو جس سے پیار ہوتا ہے
یار جب ہم گنار ہوتا ہے
ایک عالم شکار ہوتا ہے
ہم دگر کچھ قرار ہوتا ہے
دل جو بے اختیار ہوتا ہے
اس کا جب انتظار ہوتا ہے
جلوہ گریوں ہی یار ہوتا ہے
دیر یاں اعتبار ہوتا ہے
آہ کس جائے بار کھولا میر
یاں تو جینا بھی بار ہوتا ہے

1771/1

1771/2

1771/3

1771/4

1771/5

1771/6

1771/7

1771/8

1771/9

1771/10

﴿1772﴾

سخت بے رحم آہ قاتل ہے
میری خوں ریزی ہی کا مائل ہے
دور مجنوں کا ہو گیا آخر
یاں جنوں کا ابھی اوائل ہے

1772/1

1772/2

۱۔ نسخہ مجلس میں 'یہ رنگ' کی بجائے 'بے رنگ' طبع ہوا، اسی کے یہاں 'یہ رنگ' بہتر ہے مجلس کے مرتب نے اختلاف درج نہیں کیا۔

۲۔ نسخہ آسی ص ۶۱۹ (آخری شعر) دام گہ کو دوا بگہ درج کیا ہے۔ مجلس میں متن درست لیکن اختلاف مذکور نہیں۔

نکلے اس راہ کس طرح وہ ماہ	1772/3
مثل صورت ہیں جلوے کے حیراں	1772/4
ہاتھ رکھ لیوے تو کہے کہ بس اب	1772/5
حق میں اس بت کے کیا کہیں کیونکہ	1772/6
سچ ہے راحت تو بعد مرنے کی	1772/7
تیغ اگر درمیاں رہے تو رہے	1772/8
رو نہیں چشم تر سے اب رکھیے	1772/9
حال ہم ڈوبتوں کا کیا جانے	1772/10
میر کب تک بہ حال مرگ جائیں	1772/11
کچھ بھی اس زندگی کا حاصل ہے	

﴿1773﴾

باز خواہ خوں نہ تھا مارے گئے ، مارے گئے	1773/1
گرتے پڑتے ہم بھی عاجز آج واں بارے گئے	1773/2
استخواں اب اُس کے اشک گرم سے دھارے گئے	1773/3
صبح تک ہم رات دیواروں سے سر مارے گئے	1773/4
میر! قیس و کوہکن ناچار گزرے جان سے	1773/5
دو جہاں حسرت لیے ہمراہ بے چارے گئے	

﴿1774﴾

بے یار ہوں ، بے کس ہوں ، آگاہ نہیں کوئی	1774/1
کیا تنگ مخوف ہے اس نیستی کا رستہ	1774/2
موہوم ہے ہستی تو کیا معتبری اس کی	1774/3
فرہاد کو مجنوں کو موت آگئی ہے آگے	1774/4
میر اتنی سماجت جو بندوں سے تو کرتا ہے	1774/5
دنیا میں مگر تیرا اللہ نہیں کوئی	

﴿1775﴾

دیدہ گریاں ہمارا نہر ہے	1775/1
آندھی آئی ، ہو گیا عالم سیاہ	1775/2
دل جو لگتا ہے تڑپتے ہر زماں	1775/3
بہ نہیں ہوتا ہے زخم اس کا لگا	1775/4
دل خرابہ جیسے دلی شہر ہے	
شور نالوں کا بلوائے دہر ہے	
اک قیامت ہے ، غضب ہے ، قہر ہے	
آب تیغ یار یک سر زہر ہے	

۱۔ نسخہ آسی، عبادت اور مجلس کے متن میں کافی مغالطہ انگیزی ہے۔ نسخہ کاج ص ۷۰۲ میں متن بالکل درست بخت جاگے ہی نہ نک درج تھا، لیکن نقطہ طبع نہ ہوا، جس کے سبب نسخہ نول کشور دوم کے کاتب نے بخت کو سخت لکھا، آسی صاحب نے 'جاگے' کو ہٹا کر 'جانی' کر دیا یوں بات اس سے کافی دُور جا پڑی۔

یاد زلف یار جی مارے ہے میر
سانپ کے کاٹے کی سی یہ لہر ہے

1775/5

﴿1776﴾

- عشق بلا انگیز، مفتن، یہ تو کوئی قیامت ہے 1776/1
موسم گل میں توبہ کی بھی واعظ کے میں کہنے سے 1776/2
شیخ کی ادنیٰ حرکت بھی میں خرق عادت جانوں ہوں 1776/3
ایک طرف میں عشق کیا تھا رسوئی یہ کہاں سے ہوئی 1776/4
تو ہی کر انصاف صبا تک باغوں باغوں پھرے ہے تو 1776/5
صبح کو خورشید اُس کے گھر پر طالع ہو کر آتا ہے 1776/6
چھوڑو اُس ادبش کا ملنا ورنہ سر کٹاؤ گے 1776/7
چاہ رہو گے بہتیروں کو، سر جو میر سلامت ہے

﴿1777﴾

- شے پریشاں ربط دیکھیں کب تلک یہ دور ہے 1777/1
بال بل کھائے ہوئے پیچوں سے پگڑی کے گتھے 1777/2
ہم سے یہ اندازِ ادب شانہ کرنا کیا ضرور 1777/3
طبع درہم، وضع برہم، زخم غائر، چشم تر 1777/4
کیا شکایت کریے اس خورشید چہرہ یار کی 1777/5
وصل کی دولت گئی، ہوں تنگ فقر ہجر میں 1777/6
اُس کے دیوانے کے سر پر داغ سودا ہے جو میر 1777/7
وہ مخبط عاشقوں کا اس سبب سر مور ہے

﴿1778﴾

- گردن کش زمانہ تو تیرا اسیر ہے 1778/1
چشمک کرے ہے میری طرف کو لہ نگاہ کر 1778/2
تنکا سا ہو رہا ہے تن آگے ہی سوکھ کر 1778/3
جھڑ باندھ دے ہے رونے جو لگتا ہوں صبح کو 1778/4
اک دو اجل رسیدہ جو صید آئے کب کھنچا 1778/5
جوں جوں بڑھایا آتا ہے جاتے ہیں اٹھتے 1778/6
اس خوب صورتی سے نہ صورت نظر بڑی 1778/7
پُر جوہر اُس کی تیج ہے نامہ برائے قتل 1778/8

۱۔ آسی اور مجلس کے متن میں میری طرف کو نگاہ کر درج ہے۔ نسخہ کالج اور طبع دوم میں کو ہے یہ بہتر ہے۔

۲۔ نول کشور دوم اور آسی کے یہاں ہے درج ہوا جب کہ نسخہ کالج میں ہوں سے مصرع زیادہ بہتر ہوتا ہے۔

- پوچھو اسی سے مضطرب الحال دل کی کچھ وہ لے آفتاب چہرہ روشن ضمیر ہے 1778/9
جوں طفل شوخ و شنگ و جوان بلند طبع شائستہ فلک ہے اگر چرخ پیر ہے 1778/10
فریاد شب کی سن کے کہا بے دماغ ہو 1778/11
دیکھو تو اس بلا کو یہ شاید کہ میر ہے

﴿1779﴾

- ان بلاؤں سے کب رہائی ہے عشق ہے، فقر ہے، جدائی ہے 1779/1
دیکھیے رفتہ رفتہ کیا ہووے ہم بھی چلنے کو ہیں کہ آئی ہے 1779/2
استخواں کانپ کانپ جلتے ہیں عشق نے آگ یہ لگائی ہے 1779/3
دل کو کھینچے ہے چشمک انجم آنکھ ہم نے کہاں لڑائی ہے 1779/4
اس صنائع کا، اس بدائع کا کچھ تعجب نہیں خدائی ہے 1779/5
نہ تو جذب رسا، نہ بخت رسا کیونکہ کہیے کہ واں رسائی ہے 1779/6
ہے تصنع کہ اس کے لب ہیں لعل سب نے اک بات یہ بنائی ہے 1779/7
کیا کہوں شہم عشق سے جو مجھے کبھو جھجھلاہٹ آہ آئی ہے 1779/8
ایسا چہرے پہ ہے نہوں کا خراش جیسے تلوار منہ پہ کھائی ہے 1779/9
میں نہ آتا تھا باغ میں اُس بن مجھ کو بلبل پکار آئی ہے 1779/10
آئی اُس جنگ جو کی گرشت وصل شام سے صبح تک لڑائی ہے 1779/11
اور کچھ مشغلہ نہیں ہے ہمیں گاہ و بے گاہ غزل سرائی ہے 1779/12
توڑ کر آئینہ نہ جانا یہ 1779/13
کہ ہمیں صورت آشنائی ہے

﴿1780﴾

- گل قفس تک نسیم لائی ہے بو کہ پھر کر بہار آئی ہے 1780/1
عشق دریا ہے ایک لنگر دار تہ کسو نے نہ اس کی پائی ہے 1780/2
وہ نہ شرمائے کب تلک آخر دوستی، یاری، آشنائی ہے 1780/3
وے نہیں تو اُنہوں کا بھائی اور عشق کرنے کی کیا منائی ہے 1780/4
بے ستوں کو بہن نے کیا توڑا عشق کی زور آزمائی ہے 1780/5
بھیڑیں ٹلتی ہیں اُس کے ابرو ہلے چلی تلوار تو صفائی ہے 1780/6
لڑکا عطار کا ہے کیا معجون ہم کو ترکیب اُس کی بھائی ہے 1780/7
کج روی یار کی نہیں جاتی یہی بے طور، بے ادائی ہے 1780/8

۱۔ متن نسخہ کالج کے مطابق ہے، آسی اور مجلس کے متن میں آہ آفتاب چہرہ روشن ضمیر ہے درج ہے، نسخہ فورٹ ولیم کالج کا متن بہت بہتر، صاف و سلیقہ افہم ہے۔

۲۔ نسخہ آسی اور عبادت میں یہ غزل اور غزل نمبر ۱۷۷۹ ایک ہی غزل کے طور پر درج ہیں جب کہ مجلس میں اس مطلع ثانی سے الگ غزل ہے (۲۵۷) کے طور پر درج ہے، جلد چہارم، ص ۱۷۷۔

آنے کہتا ہے ، پھر نہیں آتا یہی بد عہدی ، بے وفائی ہے
 کر چلو نیکی اب تو جس تس سے شاید اس ہی میں کچھ بھلائی ہے
 برسوں میں میر سے ملے تو کہا
 اس سے پوچھو کہ یہ کجائی ہے

1780/9

1780/10

1780/11

﴿1781﴾

یارب کوئی دیوانہ بے ڈھنگ سا آ جاوے اغلال و سلاسل تک اپنی بھی ہلا جاوے
 خاموش رہیں کب تک زندان جہاں میں ہم ہنگامہ قیامت کا شورش سے اٹھا جاوے
 کب عشق کی وادی ہے سرکھینچنے کی جاگہ ہو سیل بھلا سا تو منہ توڑ چلا جاوے
 عاشق میں ہے اور اُس میں نسبت سگ و آہو کی جوں جوں ہو رمیدہ وہ، توں توں یہ لگا جاوے
 افسوس کی جاگہ ہے یاں باز پسیں دم میں ہو روبرو آئینہ وہ منہ کو چھپا جاوے
 ان نوخطوں سے میری قسمت میں توھی خواری کس طرح لکھا میرا کوئی آ کے مٹا جاوے
 دیکھ اُس کو ٹھہر رہتا ثابت قدموں سے ہو اس راہ سے آوے تو ہم سے نہ رہا جاوے
 کہیے جہاں کرتا ہو تاثیر سخن کچھ بھی وہ بات نہیں سنتا کیا اُس سے کہا جاوے
 یہ رنگ رہے دیکھیں تا چند کہ وہ گھر سے کھاتا ہوا پان آ کر باتوں کو چبا جاوے
 ہم دیر کے جنگل میں بھولے پڑے ہیں کب کے کعبے کا ہمیں رستا خضر آ کے بتا جاوے
 ہاتھوں گئی خواہاں کے کچھ شے نہیں پھر ملتی کیوں کر کوئی اب اُن سے دل میرا دلا جاوے
 یہ ذہن و ذکا اُس کا تائید ادھر کی ہے تک ہونٹھ ملے تو وہ تہہ بات کی پا جاوے
 یوں خط کی سیاہی ہے گرد اُس رخ روشن کے ہر چار طرف گاہے جوں بدر گھرا جاوے
 کیا اُس کی گلی میں ہے عاشق کسو کی رویت آلودہ خاک آوے لوہو میں نہا جاوے
 ہے حوصلہ تیرا ہی جو تنگ نہیں آتا
 کس سے یہ ستم ورنہ اے میر سہا جاوے

1781/1

1781/2

1781/3

1781/4

1781/5

1781/6

1781/7

1781/8

1781/9

1781/10

1781/11

1781/12

1781/13

1781/14

1781/15

﴿1782﴾

ترے بندے ہم ہیں خدا جانتا ہے خدا جانے تو ہم کو کیا جانتا ہے
 نہیں عشق کا درد لذت سے خالی جسے ذوق ہے وہ مزا جانتا ہے
 ہمیشہ دل اپنا جو بے جا ہے اس بن مرے قتل کو وہ بجا جانتا ہے
 گہے زیرِ برقع ، گہے گیسوؤں میں غرض خوب وہ منہ چھپا جانتا ہے
 مجھے جانے ہے آپ سا ہی فریبی دعا کو بھی میری دغا جانتا ہے
 جفا اُس پہ کرتا ہے حد سے زیادہ جنہیں یار اہل وفا جانتا ہے

1782/1

1782/2

1782/3

1782/4

1782/5

1782/6

- ۱۔ شعر شورا انگیز جلد چہارم، ص ۷۲۱، اس شعر کو انتخاب میں شامل کر کے مطالب شعر پر بہت طویل بحث کی ہے، لیکن متن میں مصرع ثانی میں دونوں جگہ 'وہ' ہی درج ہے، 'توں' توں وہ لگا جاوے' آسی اور مجلس میں 'یہ لگا جاوے' بہتر ہے، اس میں کتنا یہ متکلم کی طرف بھی ہو جاتا ہے۔
 ۲۔ نسخہ مجلس میں 'ہو کتابت اور پروف نہ پڑھنے کے سبب' جوں بدر گھرا آ جاوے' درج ہوا اس میں 'آزاد' ہے۔
 ۳۔ نسخہ آسی ص ۶۲۲ پر اس مقطع کو اس سے اگلی غزل کے مطلع کے طور پر درج کر دیا ہے۔

لگا لے ہے جھمکے دکھا کر اُسی کو	جسے مغ بچہ پارسا جانتا ہے	1782/7
اُسے جب نہ تب ہم نے بگڑا ہی پایا	یہی اچھے منہ کو بنا جانتا ہے	1782/8
بلا شور انگیز ہے چال اُسی کی	اسی طرز کو خوش نما جانتا ہے	1782/9
نہ گرمی جلاتی تھی ایسی نہ سردی	مجھے یار جیسا جلا جانتا ہے	1782/10
یہی ہے سزا چاہنے کی ہمارے	ہمیں کشتہ خوں کی سزا جانتا ہے	1782/11
مرے دل میں رہتا ہے تو ہی تبھی تو	جو کچھ دل کا ہے مدعا جانتا ہے	1782/12
پری اُس کے سائے کو بھی لگ سکے نہ	وہ اس جنس کو کیا بلا جانتا ہے	1782/13
جہاں میر عاشق ہوا ، خوار ہی تھا	یہ سودائی کب دل لگا جانتا ہے	1782/14

﴿1783﴾

یہی عشق ہی جی کھپا جانتا ہے	کہ جاناں سے جی بھی ملا جانتا ہے	1783/1
بدی میں بھی کچھ خوبی ہو دے گی تب تو	برا کرنے کو وہ بھلا جانتا ہے	1783/2
مرا شعر اچھا بھی دانستہ ضد ہے	کسو اور ہی کا کہا جانتا ہے	1783/3
زمانے کے اکثر ستم گار دیکھے	وہی خوب طرز جفا جانتا ہے	1783/4
نہیں جانتا حرف خط کیا ہیں لکھے	لکھے کو ہمارے مٹا جانتا ہے	1783/5
نہ جانے جو بیگانہ تو بات پوچھے	سو مغرور کب آشنا جانتا ہے	1783/6
نہیں اتحاد تن و جاں سے واقف	ہمیں یار سے جو جدا جانتا ہے	1783/7

ردیفی ے۔ دیوان ششم

﴿1784﴾

کہتے ہیں مرنے والے یاں سے گئے	سب یہیں رہ گئے ، کہاں سے گئے	1784/1
دم میں دم جب تلک تھا سوچ رہا	سانس کے ساتھ سارے سانے گئے	1784/2
آنکھ کھلتے ہی گھر گئے دے تو	ہم ستم دیدہ ، خانماں سے گئے	1784/3
واں گئے کرتے دے خرام ناز	یاں جواں کیسے کیسے جاں سے گئے	1784/4
اُس گلی سے جو اٹھ گئے بے صبر	میر گویا کہ دے جہاں سے گئے	1784/5

۱۔ نسخہ مجلس جلد چہارم ص ۱۸۰ پر پایا ہے درج ہے، اس نے کی یاں ضرورت نہیں۔
 ۲۔ نسخہ آسی میں 'تو ہی تھی تو' کی بجائے یہ متن ہے تو ہی تو ہی تو اس متن کے ذریعے مفہوم کا حصول کافی مشکل ہے، یوں بھی نسخہ کالج اور طبع
 قسیمی تو درست اور بہت بہتر ہے۔

﴿1785﴾

- کچھ نہ کی اُن نے جس کو چاہا ہے جوں توں اپنا کیا نباہا ہے 1785/1
سدا، خبر اپنے غم زدے کی لے صبح تک رات کو کراہا ہے 1785/2
یا علی ہے گا میر پیر فقیر 1785/3
اب سزاوار لطف شاہا ہے

﴿1786﴾

- عشق میں ہم نے جاں کنی کی ہے کیا محبت نے دشمنی کی ہے 1786/1
کیسی سرخ و سفید نکلی تھی ے، مگر دختر ارمنی کی ہے 1786/2
بید سا کیوں نہ سوکھ جاؤں میں دیر مجنوں سے ہم سنی کی ہے 1786/3
اُس پریشان کوٹ نشانہ کر یار نے جمع افگنی کی ہے 1786/4
کر دیا خاک آسمان نے ہمیں یہ بھی ہمت اُسی دنی کی ہے 1786/5
تکیہ ویراں فقیر کا بھی نہ ہو یاں خرابی بہت غنی کی ہے 1786/6
قافلہ لٹ گیا جو آنسو کا 1786/7
عشق نے میر رہزنی کی ہے

﴿1787﴾

- میں ہوں، تُو ہے، درمیاں شمشیر ہے سفک دم میں میرے اب کیا دیر ہے 1787/1
خضر و شبت عشق میں مت جا کہ واں ہر قدم مخدوم، خوف شیر ہے 1787/2
راہ تک تک کر ہوئے ہیں جاں بہ لب پر وہی اب تک بھی یاں اسویر ہے 1787/3
جو گرسنہ دل تھا اس دیدار کا اپنے جینے ہی سے وہ اب سیر ہے 1787/4
کچھ نہیں جان اُن کے پیش تارِ مو گھر میں شمعِ رنگوں کے اندھیر ہے 1787/5
پاک ہی ہوتی رہی کشتی خلق ہر زبردست اُس جواں کا زیر ہے 1787/6
طاروں نے گل فشاں کی میری گور سامنے پھولوں کا گویا ڈھیر ہے 1787/7
آشنا ڈوبے بہت اس دور میں گرچہ جامہ یار کا کم گھیر ہے 1787/8
آنچل اُس دامن کا ہاتھ آتا نہیں 1787/9
میر دریا کا سا اُس کا پھیر ہے

﴿1788﴾

- جو جنون و عشق کی تدبیر ہے سو نہ یاں شمشیر، نے زنجیر ہے 1788/1
وصف اُس کا باغ میں کرنا نہ تھا گل ہمارا اب گریباں گیر ہے 1788/2

۱۔ نسخہ مجلس ص ۲۶۵ جوں جوں سے نسخہ کالج اور نول کشور دوم میں جوں توں بہتر ہے، تاہم مصرع اولیٰ کا مفہوم واضح نہیں ہے۔
۲۔ نسخہ آسی ص ۲۶۳ پر نشانہ نہ کر درج ہے، جو غلط ہے، نسخہ کالج اور طبع دوم میں نشانہ نہ کر درست ہے۔

دیکھ رہتا ہے جو دیکھے ہے اُسے	1788/3
پائے گیر اُس کے نہ ہوں کیوں درد مند	1788/4
سید کے تن پر ہیں سب گلہائے زخم	1788/5
مدت ہجراں نے کی ہے کچھ کمی	1788/6
خط نہ لکھتے تھے سوتا ب دل گئی	1788/7
رکھ نظر میں بھی خراب آبادیاں	1788/8
سخت کافر ہیں برہمن زادگاں	1788/9
گفتگو میں رہتے تھے آگے خموش	1788/10
نظم محسن کی رہی سر مشق دیر	1788/11
مر گئے پر بھی نہ رسوائی گئی	1788/12
کیا ستم ہے یہ کہ ہوتے تیغ و طشت	1788/13
میر کو ہے کیا جوانی میں صلاح	1788/14
تب تو سارے مے کدے کا پیر ہے	

﴿1789﴾

دل غم سے خوں ہوا تو بس اب زندگی ہوئی	1789/1
خدمت میں اس صنم کے کئی عمر پر ہمیں	1789/2
گریے کا میرے جوش جو دیکھا تو شرم سے	1789/3
تھا دو دلا وصال میں بھی میں کہ ہجر میں	1789/4
اب صبر میر ہو نہیں سکتا فراق میں	1789/5
یک عمر جان و دل کی فریبندگی ہوئی	

﴿1790﴾

یار نے ہم سے بے ادائی کی	1790/1
بال و پر بھی گئے بہار کے ساتھ	1790/2
کلفت رنج عشق کم نہ ہوئی	1790/3
طرفہ رفتار کے ہیں رفتہ سب	1790/4
خندہ یار سے طرف ہو کر	1790/5
کچھ طراوت نہ تھی ان آنکھوں میں	1790/6
وصل کے دن کو کار جاں نہ کھنچا	1790/7
منہ لگایا نہ دختر رز کو	1790/8
جور اُس سنگ دل کے سب نہ کھنچے	1790/9

عشق نے زور آزمائی کی	کوہکن کیا پہاڑ توڑے گا	1790/10
دیر داں ہم نے بے نوائی کی	چپکے اُس کی گلی میں پھرتے رہے	1790/11
ساحری کی کہ درباہی کی	اک نگہ میں ہزار دل مارے	1790/12
برسوں تک ہم نے جہہ سائی کی	نسبت اُس آستان سے کچھ نہ ہوئی	1790/13
میر کی بندگی میں جا بارے		1790/14
سیر سی ہو گئی خدائی کی		

﴿1791﴾

تب آنا فانا سماں اور ہے	زمیں اور ہے ، آسماں اور ہے	1791/1
جہاں وہ نہیں یہ جہاں اور ہے	نہ وے لوگ ہیں اب نہ اجماع وہ	1791/2
یہ خلق اور ان کی زباں اور ہے	نہ ان لوگوں کی بات سمجھی گئی	1791/3
مری اور اک مہرباں اور ہے	تجھے گو کہ صد رنگ ہو مجھ سے کیس	1791/4
ہوا رنگ بدلے ہے ہر آن میر		1791/5
زمین و زماں ہر زماں اور ہے		

﴿1792﴾

کہ دیکھا جب تجھے تب جی کو مار مار رہے	کہو تو کب تیں یوں ساتھ تیرے پیار رہے	1792/1
کہ میرے پاس تمہارا بھی یادگار رہے	ادا و ناز سے دل لے چلا تو ہنس کے کہا	1792/2
الہی اپنا ہمیں کب تک انتظار رہے	ہم آپ سے جو گئے ہیں، گئے ہیں مدت کے	1792/3
کوئی دن اور اگر موسم بہار رہے	ہوس اسیروں کے ٹک دل کی نکلے کچھ شاید	1792/4
ہزار مرغ گلستاں مجھے پکار رہے	اٹھا جو باغ سے میں بے دماغ تو نہ پھرا	1792/5
جو ہم ستم زدوں سے یار کچھ بھی یاد رہے	لیا تو جاوے بھلا نام منہ سے یاری کا	1792/6
جو بے قرار مرے دل کو بھی قرار رہے	وصال ، ہجر ٹھہر جاوے کچھ نہ کچھ آخر	1792/7
جو گل کے سینے میں ایسا ہی خار رہے	کریں گے چھاتی کو گلزار ہم جلا کر داغ	1792/8
نہ کیونکہ دونوں مری آنکھوں میں غبار رہے	تکوں ہوں ایک سا میں گردِ راہ کو اُس کی	1792/9
نہ کرے گریہ بے اختیار ہرگز میر		1792/10
جو عشق کرنے میں دل پر کچھ اختیار رہے		

﴿1793﴾

سو کوئی دن جو ہے تو پھر سالہا نہیں ہے	بے لطف یار ہم کو کچھ آسرا نہیں ہے	1793/1
جاں کاہ اس مرض کی شاید دوا نہیں ہے	سن عشق جو اطمینا کرتے ہیں چشم پوشی	1793/2
اُس آنکھ کو جو دیکھو اب آشنا نہیں ہے	جس آنکھ سے دیا تھا اُن نے فریب دل کو	1793/3

- جب دیکھو آئے کو تب رو برو ہے اُس کے 1793/4
میں برگ بند اگرچہ زیر شجر رہا ہوں 1793/5
شیریں نمک لبوں میں اُس کے نہیں حلاوت 1793/6
اعضا گداز ہو کر سب بہہ گئے ہیں میرے 1793/7
سُن سناحت عشقی ہنس کیوں نہ دو پیارے 1793/8
دل خوں، جگر کے ٹکڑے جب میر دیکھتا ہوں 1793/9
اب تک زباں سے اپنی میں کچھ کہا نہیں ہے

﴿1794﴾

- لاکھوں فلک کی آنکھیں سب مند گئیں ادھر سے 1794/1
بر سے ہے عشق یاں تو دیوار اور در سے 1794/2
جو لوگ چلتے پھرتے یاں چھوڑ کر گئے تھے 1794/3
قاصد کسو نے مارا، خط راہ میں سے پایا 1794/4
سو پار ہم تو تم بن گھر چھوڑ چھوڑ نکلے 1794/5
چھائی کے جلنے سے ہی شاید کہ آگ سلگی 1794/6
نکلا ہے سو جلا ہے نومید ہی چلا ہے 1794/7
جھڑ باندھنے کا ہم بھی دیں گے دکھا تماشا 1794/8
سو نامہ بر کبوتر، کر ذبح اُن نے کھائے 1794/9
آخر گرسنہ چشمِ نظارہ ہو گئے ہم 1794/10
اپنا وصولِ مطلب اور ہی کسو سے ہوگا 1794/11
سر دے دے مارتے ہیں ہجراں میں میر صاحب 1794/12
یا رب چھڑا تو ان کو چاہت کے دردِ سر سے

﴿1795﴾

- کافر بتوں سے مل کے مسلمان کیا رہے 1795/1
شمشیر اُس کی حصہ برابر کرے ہے دو 1795/2
ہے سر کے ساتھ مال و منال آدمی کا سب 1795/3
ویرانی بدن سے مرا جی بھی ہے اداس 1795/4
اہلِ چمن میں میں نے نہ جانا کسو کے تئیں 1795/5
حالِ خرابِ جسم ہے جی جانے کی دلیل 1795/6
جب سے جہاں ہے تب سے خرابی یہی ہے تیر 1795/7
تم دیکھ کر زمانے کو حیران کیا رہے

۱۔ نول کشور دوم ص ۴۵۳ پر بے چشم و روا اُس سے کچھ اُس کی غیر موزونیت کو اسی صاحب نے بے چشم و روا ہے اُس سے لکھ کر ذکر کیا جب کہ سب بہتر متن نسخہ کالج کا 'بے چشم و روا سے کچھ' ہے۔

﴿1796﴾

- وہ اب ہوا ہے اتنا کہ جور و جفا کرے 1796/1
ہجران یار ایک مصیبت ہے ہم نشیں 1796/2
صورت ہو ایسی کوئی تو کچھ میری قدر ہو 1796/3
مرنا قبول ہے ، نہیں زہار یہ قبول 1796/4
مستی شراب کی ہی سی ہے آمد شباب 1796/5
یا رب نسیم لطف ہے تیری کہیں کھلے 1796/6
میں نے کہا کہ آتشِ غم میں جلے ہے دل 1796/7
رکنے سے میرے رات کے سارا جہاں رکا 1796/8
برسوں کیا کرے مری تربت کو گلِ نشان 1796/9
عارف ہے میر، اُس سے ملا پیش تر کرو 1796/10
شاید کہ وقتِ خاص میں تم کو دعا کرے

﴿1797﴾

- مدت سے تو دلوں کی ملاقات بھی گئی 1797/1
کتنے دنوں میں آئی تھی اُس کی شبِ وصال 1797/2
کچھ کہتے آگے ہم تو سنا کرتے وے خموش 1797/3
نکلی جو تھی تو بنتِ غنم عاصمہ ہی تھی 1797/4
عمامہ ، جا نماز گئے لے کے مخ نیچے 1797/5
پھرتے ہیں میرِ خوار کوئی پوچھتا نہیں 1797/6
اس عاشقی میں عزتِ سادات بھی گئی

﴿1798﴾

- گل نے بہت کہا کہ چمن سے نہ جائیے (قطعہ) 1798/1
میں بے دماغ کر کے تغافل چلا گیا 1798/2
صحبتِ غیب طرح کی پڑی اتفاق ہائے 1798/3
رنجیدگی ہماری تو پر سہل ہے ولے 1798/4
خاطر ہی کے علاقے کی سب ہیں خرابیاں 1798/5
اے ہم دم ابتدا سے ہے آدم گشی میں عشق 1798/6
اتنی بھی کیا ہے دیدہ درائی کہ غیر سے 1798/7

- ۱۔ نسخہ آ سی میں رہا کرے کا الما کچھ ایسا ہے کہ سہا کرے پڑھا جاتا ہے۔
۲۔ تمام نسخوں میں آ کے ہی درج ہے، گو یہاں محل آ گئے کا ہے، اس لیے آ کے کو سہو کتابت سمجھا جاسکتا ہے۔
۳۔ آ سی کے یہاں لباسِ کرامات زیادہ مناسب ہے، ورنہ نسخہ کا کالج اور طبع دوم میں لباسِ کرامات درج ہے۔
۴۔ ایک اور قطعہ نو در یافت، آ سی، عبادت، مجلس کسی نے ان دونوں مسلسل شعروں کو قطعہ قرار نہیں دیا۔
۵۔ میر نے غزلیات میں چھٹی مرتبہ دیدہ ورائی یا دیدہ ورا استعمال کیا، اتنی ہی مرتبہ نسخہ مجلس کے مرتب نے اسے دیدہ ورائی اور دیدہ ورا درج کیا ہے۔ تمام دوادین میں اس کا مشاہدہ کیا جاسکتا ہے۔

مچلا ہے وہ تو دیکھ کے لیتا ہے آنکھیں موند
سوتا پڑا ہو کوئی تو اس کو جگائیے
جان غیور پر ہے ستم سا ستم کہ میر
بگڑا جنہوں سے چاہیے اُن سے بنائیے

1798/8

1798/9

﴿1799﴾

لے عشق میں گئے دل پر اپنی جان سے
دل میں مسودے تھے بہت، پر حضور یار
نکلا نہ ایک حرف بھی میری زبان سے
تک دل سے آؤ آنکھوں میں ہے دید کی جگہ
بہتر نہیں مکان کوئی، اس مکان سے
اول زمینوں میں ہو مائل مری طرف
جو حادثہ نزول کرے آسمان سے
یہ وہم ہے کہ آنکھیں مری لگ گئیں کہیں
تم مار ڈالیو نہ مجھے اس گمان سے
تھل جاویں گی تب آنکھیں جو مر جاوے گا کوئی
تم باز نہیں ہو آتے، مرے امتحان سے
اب لگ چلیں گے اور کسی مہربان سے
نامہربانی نے تو تمہاری کیا ہلاک
وے ہم تلک نہ آئے کبھو کسر شان سے
زنبر خانہ چھاتی غم دوری سے ہوئی
تاثیر کیا کرے سخن میر یار میں
جب دیکھو لگ رہا ہے کوئی اُس کے کان سے

1799/1

1799/2

1799/3

1799/4

1799/5

1799/6

1799/7

1799/8

1799/9

﴿1800﴾

کہو سو کرے علاج اپنا، تپیدن دل بلائے جاں ہے
نہ شب کو مہلت، نہ دن کو فرصت، داماد آنکھوں سے خوں رواں ہے
تلاش دل کو جو دلبری سے ہمارے پاس آتمہیں رہے ہے
ستم رسیدہ، شکستہ وہ دل، گیا بھی خوں ہو کے یاں کہاں ہے
کڑھا کریں ہیں، ہوا ہے مورد، جہان اجسام جب سے اپنا
غم جدائی جہان جاں کا، ہمارے دل میں جہاں جہاں ہے
نہیں جو دیکھا ہے ہم نے اُس کو، ہوا ہے نقصان جان اپنا
ادھر نہ دیکھے ہے وہ کبھو تو نگہ کا اس کی مگر زیاں ہے
بجا بھی ہے جو نہ ہووے مائل، نگار سیر چمن کا ہرگز
گلوں میں ہم دم ہو کوئی اس کا، سوکس کا ایالاب و دہاں ہے
کسے ہے رنج و غم و الم سے، دماغ سر کے اٹھانے کا اب
مصیبت اس کے زمانے میں تو ہمارے اوپر زماں زماں ہے
نہیں ہے اب میر پیر اتنا جو ذکر حق سے تو منہ چھپاوے
پگاہ نعرہ زنی کیا کر، ابھی تو نام خدا جواں ہے

1800/1

1800/2

1800/3

1800/4

1800/5

1800/6

1800/7

﴿1801﴾

سر راہ چند انتظاری رہے
بھلا کب تلک بے قراری رہے

1801/1

کہاں تک ستارہ شماری رہے
کہ میری بھی یہ یادگاری رہے
لہو منہ پہ تاپند جاری رہے
جو ایسی ہی تن کی نزاری رہے
ہمیں سال ہا ہم کناری رہے
فقیروں کی کرگوش داری رہے
کہ لڑتے ہی دے رات ساری رہے
بلا شور و فریاد و زاری رہے
کہاں تک یہ بے اعتباری رہے

رہا ہی کیے آنسو پلکوں پہ شب
کہا بوسہ دے کر، سفر جب چلا
کہیں خشک ہو چشمہ چشم بھی
بس اب رہ چکی جان غم ناک بھی
تسلی نہ ہو دل اگر یار سے
ترے ہیں دعا گو سنا خوب ہی
شب وصل تھی یا شب تنہا تھی
کریں خواب ہمسائے کیونکر کہ یاں
پھرا کرتے ہیں خوار گلیوں میں ہم

1801/2

1801/3

1801/4

1801/5

1801/6

1801/7

1801/8

1801/9

1801/10

1801/11

کج ابرو ان اطفال میں ہے، عجب
جو میر آبرو بھی تمہاری رہے

﴿1802﴾

پھولا پھرے ہے مرغ چمن، باغ باغ ہے
جی تن میں اپنے بجھتا سا کوئی چراغ ہے
خوبی سے اس کی لالہ صد برگ داغ ہے
سوڑ دروں سے ہائے بدن داغ داغ ہے
کڑھنے سے رات دن کے ہمیں کب فراغ ہے
پردے میں کوئی ہے کہ یہ اس کا سراغ ہے
اب چشم شیر، گور کا میری چراغ ہے
آنے میں باد صبح کو یاں اک دماغ ہے

کیا منہ لگے گلوں کے، شگفتہ دماغ ہے
وہ دل نہیں رہا ہے، نہ اب وہ دماغ ہے
قامت سے اس کی سرنگوں رہتے ہیں سرو و گل
یا رب رکھیں گے پنبہ و مرہم کہاں کہاں
مدت ہوئی کہ زانو سے اٹھتا نہیں ہے سر
گھر گھر پھرے ہے جھانکتی ہر صبح جو نسیم
صولت فقیری کی نہ گئی مر گئے پہ بھی
لگ نکلی ہے کسو کی مگر بکھری زلف سے

1802/1

1802/2

1802/3

1802/4

1802/5

1802/6

1802/7

1802/8

1802/9

نا نجر دی سے مرغ دل ناتواں پہ میر
اُس شوخ لڑکے سے مجھے باہم جناغ ہے

﴿1803﴾

کہ ساری رات وحشت ہی رہا کی
بہار اب ہے جنوں کی ابتدا کی
ہمیں گلزار میں مدت سنا کی
نہیں تقصیر اس ناس آشنا کی

طبیعت نے عجب کل یہ ادا کی
نمائش داغ سودا کی ہے سر سے
نہ ہو گلشن ہمارا کیوں کہ بلبل
مجھی کو ملنے کا ڈھب کچھ نہ آیا

1803/1

1803/2

1803/3

1803/4

۱۔ نسخہ مجلس کرگوش داری جب کہ آسی کے متن میں کرگوش داری، فائق صاحب نے اختلاف درج نہیں کیا، کر درست ہے۔
۲۔ اس مصرع کا متن نسخہ کا لُح ص ۷۸ اور نول کشور دوم ص ۳۵۵ کے مطابق ہے، نسخہ آسی ص ۶۶۹ پر یہ مصرع بالکل مختلف متن کا حامل ہے، گھر گھر پھرے ہیں جھانکتے ہم صبح جوں نسیم، فائق صاحب کا یہ کہنا، بالکل غلط ہے کہ یہ مصرع بے معنی ہے۔ گو ہم نے ترجیح قدیم نسخوں کے متن کو دی ہے۔
۳۔ یہ مصرع باہموم اسی طرح معروف ہے، نہیں تقصیر اس دیر آشنا کی۔

رہی تھی جان سو برسوں جلا کی	گئے جل حِ عشقی سے جگر دل	1803/5
بہت ہم نے تو آنکھوں کی حیا کی	انہی نے پردے میں کی شوخ چشتی	1803/6
تردد کیا ہے ہستی میں خدا کی	ہوا طالع جہاں خورشید ، دن ہے	1803/7
نہ خوش آئی میاں گیری صبا کی	پیام اس گل کو پہنچا پھر نہ آئی (قطعہ)	1803/8-9
سبک پاواں یہ اب تک کیا کیا کی	سبب حیرت کا ہے اس کا توقف	
سوا ب بارے ہمیں سے یہ جفا کی	جفائی سپیے گا کہتے تھے اکثر (قطعہ)	1803/10-11
صد ا ہے دل خراش اُس ہی گدا کی	گیا تھارات دروازے پہ اس کے (قطعہ)	1803/12-13
رہا تھا دیکھ پہلے جو نگہ کر (قطعہ)	لگا کہنے کہ یہ تو ہم نشیناں	1803/14-15
ملا اب تو نہ وہ ملنا تھا اس کا	نہ ہم سے دیر آنکھ اس کی ملا کی	

﴿1804﴾

جی میں ہے کہوں تے حال غریبانہ کہیں گے	ہم رو رو کے دردِ دل دیوانہ کہیں گے	1804/1
اب لوگ ہمیں عشق میں کیا کیا نہ کہیں گے	سودائی و رسوا و شکستہ دل و خستہ	1804/2
کہتے ہیں بجا لوگ بھی، بے جا نہیں کہیں گے	دیکھے سو کہے کوئی نہیں جرمِ کسو کا	1804/3
اس طور سے کیونکر مجھے رسوا نہ کہیں گے	ہوں در بدر و خاک بسر، چاک گریباں	1804/4
اجڑی ہوئی آبادی کو ویرانہ کہیں گے	ویرانے کو مدت کے کوئی کیا کرے تعمیر	1804/5
من بعد مرے تیکے کو غم خانہ کہیں گے	میں رویا کڑھا کرتا ہوں دن رات جو درویش	1804/6
موقوف غم میر کہ شب ہو چکی ہم دم	کل رات کو پھر باقی یہ افسانہ کہیں گے	1804/7

﴿1805﴾

برسوں ہوئے ہیں گھر سے نکلے، عشق نے خانہ خرابی کی	مدت پائے چنار تے رہے ہیں، مدت گلشنِ تابلی کی	1805/1
نقل کروں میں خوبی خط کیا اُس کے چہرے کتابی کی	مشقِ نوشتن جن کی رسا ہے دے بھی چپ ہیں حیرت سے	1805/2
گنتی میں کچھ ہوں تو میری، قدر ہو حرفِ حسابی کی	وہ نہیں سنتا سچی بھی میری، تین میں میں ہوں شہ تیرہ میں	1805/3
عمر نے میری گزر جانے میں ہائے دروغِ شتابی کی	دیر جوانی کچھ رہتی تو اس کی جفا کا اٹھتا مزا	1805/4

- ۱۔ شعر دس اور گیارہ بھی مسلسل ہیں، انہیں قطعہ نہ آئی صاحب نے درج کیا ہے اور نہ عبادت اور فائق صاحب نے۔
- ۲۔ ایک ہی غزل میں دوسری بڑی غلطی، شعر چودہ اور پندرہ کو بھی قطعہ درج نہیں کیا جب کہ مضمون مسلسل ہے۔
- ۳۔ نسخہ آ سی میں کہو ہے جب کہ نسخہ کالج اور نول کشور دوم میں کہوں ہے، مجلس کے مرتب نے بھی کہوں درج کیا ہے۔
- ۴۔ نسخہ کالج میں متن درست ہے، نول کشور دوم میں مدت پائے پارا اور نسخہ آ سی میں مدت سے پائے چنار درج ہوئے جو درست نہیں ہیں۔
- ۵۔ متن بر طابق نسخہ کالج و نول کشور دوم ہے، آ سی کے متن میں ایک میں کم ہے۔

- جام گلوں کے خزاں میں گلوں ہیں نکھت خوش بھی چمن سے گئی 1805/5
 جیتے جاگتے اب تک تو ہیں لیکن جیسے مردہ ہیں 1805/6
 اچھی ہی ہے یہ جنس و فایاں لیک نہ پائی ہم نے کہیں 1805/7
 حبیب و دامن تر رہتے ہیں آٹھ پہر کے رونے ت 1805/8
 تنگِ خلق کیا ہے ہم کو آخر دستِ خالی نے 1805/9
 عشقِ میر کسو سے اتنا اب تک ظاہر ہم پہ نہ تھا 1805/10
 حرفِ یار جو منہ سے نکلا اُن نے بلا بے تابی کی

﴿1806﴾

- خم ہوا قد کماں سا ، پیر ہوئے 1806/1
 اب نہ حسرت رہے گی مرنے تک 1806/2
 میں ہی درویشِ خوار و زار نہیں 1806/3
 ہے شرارت کا وقت عہدِ شباب 1806/4
 گھر کو اُس کے خراب ہی دیکھا 1806/5
 شور جن کے سروں میں عشق کا تھا 1806/6
 یاں کی خلقت کی ہے زباں اُلٹی 1806/7
 نہ ہوئے ہم نظیری سے یوں تو 1806/8
 بات کا ہم سے اُن کو کب ہے دماغ 1806/9
 میر درویشی میں امیر ہوئے

﴿1807﴾

- آؤ کبھو تو پاس ہمارے بھی ناز سے 1807/1
 پھرتے ہو کیا درختوں کے سائے میں دور دور 1807/2
 ہجران میں اُس کے زندگی کرنا بھلا نہ تھا 1807/3
 مانندِ سبہ عقدے نہ دل کے کبھو کھلے 1807/4
 کرتا ہے چھید چھید ہمارا جگر تمام 1807/5
 دل پر ہو اختیار تو ہرگز نہ کرے عشق 1807/6
 آگے بچھا کے نفع کو لاتے تھے تیغ و طشت 1807/7
 مانع ہوں کیوں کے گریہِ خونیں کے عشق میں 1807/8
 شاید شراب خانے میں شب کو رہے تھے میر 1807/9
 کھیلے تھا ایک مغِ بچہ مہرِ نماز سے

﴿1808﴾

- رشبکِ شمشیرِ ابرو کا خم ہے 1808/1
 تیر و نشتر سے کیا پلک کم ہے

تم کرو شاد زندگی کہ مجھے	دل کے خوں ہونے کا بہت غم ہے	1808/2
جب سے عالم میں جلوہ گر ہے تو	مہلکے میں تمام عالم ہے	1808/3
جس دم پر نہ جانیو اُن کے	شیخ صاحب کا یہ بھی اک دم ہے	1808/4
زال دنیا کو جس نے چھوڑ دیا	وہی نزدیک اپنے رستم ہے	1808/5
سرو و طوبیٰ کا ناز ہے بے جا	اُس کے قد کا سا کب خم و چم ہے	1808/6
کچھ تو نسبت ہے اُس کے بالوں سے		1808/7
یوں ہی کیا حالِ تیر درہم ہے		

﴿1809﴾

جو لوگ آسماں نے یاں خاک کر اُڑائے	بے عبرتوں نے لے کر خاک اُن کی، گھر بنائے	1809/1
رہنے کی کوئی جاگہ شاید نہ تھی اُنہوں کی	جو یاں سے اُٹھ گئے ہیں دے پھر کبھو نہ آئے	1809/2
لڑکے برہمنوں کے صندل بھری جبینیں	ہندوستان میں دیکھے سو اُن سے دل لگائے	1809/3
ہر اک صنم کدے کی کافر جگہ ہے ہم نے	قشقے بھی یاں کھنچائے، زنار بھی بندھائے	1809/4
پامال لوگ کیا کیا آگے ہوئے ہیں تم سے	اس پر بھی تم جو آئے یاں تم نے سر اٹھائے	1809/5
کیا گھورتے ہو ہر دم ڈرتے نہیں ہیں کچھ ہم	جن آنکھوں پر ہیں عاشق اُن آنکھوں کے دکھائے	1809/6
آہ شرر فشاں جو نکلے ہے منہ سے ہر دم		1809/7
روشن ہے میر غم نے قلب و کبد جلانے		

﴿1810﴾

ہم کبھو غم سے آہ کرتے تھے	آسماں تک سیاہ کرتے تھے	1810/1
اے خوشا حال اس کا جس کا دے	حالِ عدا تباہ کرتے تھے	1810/2
برسوں رہتے تھے راہ میں اُس کی	تب کچھ اک اس سے راہ کرتے تھے	1810/3
پہنچی آنکھیں ہم اُس کو دیکھا کیے	کبھو ادبھی نگاہ کرتے تھے	1810/4
ہے جوانی کہ موسمِ گل میں	جائے طاعت گناہ کرتے تھے	1810/5
کیا زمانہ تھا وہ جو گزرا میر		1810/6
ہم دگر لوگ چاہ کرتے تھے		

﴿1811﴾

وے سیہ موئی و گرفتاری (قطعہ) دزد غمزوں کی دیسی عیاری		1811/1-2
اچھا ہونا نہیں مریضِ عشق	ساتھ جی کے ہے دل کی بیماری	
کیوں نہ ابر بہار پر ہو رنگ	برسوں دیکھی ہے میری خوں باری	1811/3
شور و فریاد و زاری شب سے	شہریوں کو ہے مجھ سے بیزاری	1811/4
چلے جاتے ہیں رات دن آنسو	دیدہ تر کی خیر ہے جاری	1811/5

۱۔ یہ دونوں شعر مسلسل ہیں اور ایک بات ہے جو چار مصرعوں میں مکمل ہوئی ہے لیکن اسی یا مجلس میں سے کسی نے انہیں قطعہ درج نہیں کیا۔

- 1811/6 مر رہیں اس میں یا رہیں جیتے شیوہ اپنا تو ہے وفاداری
1811/7 کیونکہ راہ فنا میں بیٹھے گا جرم بے حد سے ہے گراں باری
1811/8 داں سے خشم و خطاب و ناز و عتاب! یاں سے اخلاص و دوستی، یاری
1811/9 میر چلنے سے کیوں ہو غافل تم
سب کے ہاں ہو رہی ہے تیاری

﴿1812﴾

- 1812/1 جمع افگنی سے اُن نے ترکش کیے ہیں خالی کس مرتبے میں ہوگی سینوں کی خستہ حالی
1812/2 درگیر کیونکہ ہوگی اس سفلہ خو سے صحبت دیوانگی یہ اتنی، وہ اتنا لا اُبالی
1812/3 بے اختیار شاید آہ اُس سے کھنچ گئی ہو جب صورت ایسی تیری نقاش نے نکالی
1812/4 اتنی سڈول دیہی دیکھی نہ ہم سنی ہے ترکیب اُس کی گویا سانچے میں گئی ہے ڈھالی
1812/5 وصل و فراق دونوں بے حالی ہی میں گزرے اب تک مزاج کی میں پاتا نہیں بحالی
1812/6 میں خاکسار، اُن تک پہنچی دعا نہ میری دے ہفتم آسماں پر، اُن کا دماغ عالی
1812/7 آنکھیں فلک کی لاکھوں تب جھپٹیاں ہی دیکھیں مانند برقی خاطر تیغ اُن نے جب نکالی
1812/8 کل فتنہ زیر سر تھے جو لوگ کٹ گئے سب پھر بھی زمین سر پر یاروں نے آج اُٹھالی
1812/9 طفلی میں میزھی سیدھی ٹوپی کا ہوشن کب تھا پگڑی ہی پھیر رکھی اُن نے جو سدھ سنبھالی
1812/10 معقول اگر سمجھتے تو میر بھی نہ کرتے
لڑکوں سے عشق بازی، ہنگام کہنہ سالی

﴿1813﴾

- 1813/1 دوستی نے تو ہماری جاں گدازی خوب کی آہ اُس دشمن نے یہ عاشق نوازی خوب کی
1813/2 گور پر آیا سمند ناز کو جولاں کیے اس سپاہی زادے نے کیا ترک نوازی خوب کی
1813/3 عاشقوں کی حسنگی، بدحالی کی پروا نہیں اے سراپا ناز تو نے بے نیازی خوب کی
1813/4 تنگ چولی نے تو مارا تنگ ورزی سے ہمیں خاک بھی برباد کی، دامن درازی خوب کی
1813/5 سان مارا اور کشتوں میں مرے کشتے کو بھی اس کشندے لڑکے نے بے امتیازی خوب کی
1813/6 چھوڑ کر معمورہ دنیا کو جنگل جا بے ہم جہان آب و گل میں خانہ سازی خوب کی
1813/7 کھیل لڑکوں کا سمجھ کر چاہ کو آخر گئے
میر پیری میں تو تم نے عشق بازی خوب کی

﴿1814﴾

- 1814/1 اے عشق بے محابا تو نے تو جان مارے ملک حسن کی طرف ہو کیا کیا جوان مارے
1814/2 طائرِ فریب کتنا ہے وہ شکار پیشہ
مرغانِ باغ سارے گویا ہیں اُس کے مارے

﴿1815﴾

- اُس سخن رس سے اگر شب کی ملاقات رہے 1815/1
فخر سے ہم تو کلمہ اپنی فلک پر پھینکیں 1815/2
مخ بچے لے گئے سجادہ و عمامہ اُچک 1815/3
دھجیاں جاے کی کردوں گا جنوں میں اب کے 1815/4
خاک کا پتلا ہے آدم جو کوئی اچھی کہے 1815/5
بات واعظ کی موثر ہو دلوں میں کیوں کر 1815/6
تنگ ہوں میر جی بے طاقتی دل سے بہت 1815/7
کیوں کے یہ ہاتھ تلے قبلہ حاجات رہے

﴿1816﴾

- میدیاں بزن گہوں کے کشتوں سے بھر رہا ہے 1816/1
مہتابی ہی رخ اُس کا پیش نظر رہا ہے 1816/2
کیا مارتا ہے اس کو یہ آپھی مر رہا ہے 1816/3
تو بھی جدا کسو سے اے گل مگر رہا ہے 1816/4
دریا ہمیشہ میرے گریے سے تر رہا ہے 1816/5
اُلفت رہی ہے جس سے اس ہی کا ڈر رہا ہے 1816/6
دل اب تڑپ تڑپ کر اک ظلم کر رہا ہے 1816/7
ہر صبح یاں سے ہم کو عزم سفر رہا ہے 1816/8
روزوں کا چاند پیدا سب بے خبر رہا ہے 1816/9
کیا پھر نظر چڑھا ہے اے میر کوئی خوش رو 1816/10
یہ زرد زرد چہرہ تیرا اتر رہا ہے

﴿1817﴾

- کیا طرح ہے، یاں جو آئے ہو تو شرمائے ہوئے 1817/1
اس مرے نوبادہ گلزار خوبی کے حضور 1817/2
چھپ کے دیکھا ہر ماں نے اس کو سوغش آگیا 1817/3
ہر زماں لے لے اٹھو ہو تیغ بے جا مجھ کو دیکھ 1817/4
گھر میں جی لگتا نہیں اُس بن تو ہم ہو کر اُداس 1817/5
ایک دن موئے دراز اُس کے کہیں دیکھے تھے میں 1817/6
دشمنی سے سایہ عاشق کو جو مارے ہے تیر 1817/7
اُس کمان ابرو کے جا کر تیر ہمسائے ہوئے

﴿1818﴾

- چرخ پر اپنا مدار ، دیکھیے کب تک رہے 1818/1
 سہرے کہاں تک پڑیں آنسوؤں کے چہرے پر 1818/2
 ضعف سے آنکھیں مندی کھل نہ گئیں پھر شتاب 1818/3
 لب پہ مرے آن کر بارہا پھر پھر گئی 1818/4
 اُس سے تو عہد و قرار کچھ بھی نہیں درمیان 1818/5
 اس سرے سے اُس سرے داغ ہی ہیں صدر میں 1818/6
 آنکھیں تو پتھرا گئیں تکتے ہوئے اُس کی راہ 1818/7
 آنکھ ملانا نہیں ان دنوں وہ شوخ ٹک 1818/8
 روئے سخن سب کا ہے میری غزل کی طرف 1818/9
 گیسو و رخسارِ یار آنکھوں ہی میں پھرتے ہیں 1818/10
 میر یہ لیل و نہار دیکھیے کب تک رہے

﴿1819﴾

- فلک گرنے کے قابل آسمان ہے 1819/1
 گئے ان قافلوں سے بھی اٹھی گرد 1819/2
 بہت نامہرباں رہتا ہے یعنی 1819/3
 ہمیں جس جائے کل غش آ گیا تھا 1819/4
 مژہ ہر اک ہے اس کی تیر ، ناوک 1819/5
 اُسے جب تک ہے تیر اندازی کا شوق 1819/6
 چلی جاتی ہے دھڑکوں ہی میں جاں بھی 1819/7
 اُسی کا دم بھرا کرتے رہیں گے 1819/8
 پڑا ہے پھول گھر میں کا ہے کو میر 1819/9
 جھمک ہے گل کی برقی آشیاں ہے

﴿1820﴾

- ہم رہیں بادہ جامہٴ احرام کر چکے 1820/1
 جامہ ہی وجہِ مے میں ہمارا نہیں گیا 1820/2
 زناں پہنا سب کے رشتے کے تار توڑ 1820/3
 جپ کرنے بیٹھے مالا لیے پیش روئے بت 1820/4
 مستی کی کڑ دیر میں قسم اقسام کر چکے
 دستار و رخت سب گرو جام کر چکے
 ترک نماز و روزہ و اسلام کر چکے
 کفر اختیار کرنے میں ابرام کر چکے

۱۔ نسخہ مجلس میں شعر ہی میرا شعار جب کہ اسی کے یہاں شعر ہے میرا شعار مصرع اسی متن کے ساتھ معروف بھی ہے اور فائق صاحب نے اختلاف نسخ بھی درج نہیں کیا، اس لیے درج کی ہے۔
 ۲۔ نسخہ کالج اور نول کشور دوم میں مستی کے جب کہ اسی مجلس میں مستی کی یہی بہتر ہے۔

سندل کے تشقے دیکھ برہمن بچوں کے صبح 1820/5
عاشق ہوئے سو آپ کو بدنام کر چکے
واسوختہ ہو دیر سے کعبے کو پھر گئے 1820/6
شکر و گلہ صنم کدے کا حرف حرف میر
کعبے کے رہنے والوں کو ارقام کر چکے 1820/7

﴿1821﴾

عشق کیا کوئی اختیار کرے 1821/1
وہی جی مارے جس کو پیار کرے
غنجہ ہے سر پہ داغ سودا کا 1821/2
دیکھیں کب تک یہ گل بہار کرے
آنکھیں پتھرائیں، چھائی پتھر ہے 1821/3
وہ ہی جانے جو انتظار کرے
سہل وہ آشنا نہیں ہوتا 1821/4
دیر میں اُس کو کوئی یار کرے
کنج میں دام گہ کے ہوں شاید 1821/5
صید لاغر کو بھی شکار کرے
کبھو سچے بھی ہو، کوئی کب تک 1821/6
جھوٹے وعدوں پہ اعتبار کرے
پھول کیا میر جس نے کو وہ محبوب 1821/7
سر چڑھاوے، گلے کا ہار کرے

﴿1822﴾

سب کام سوچ اُس کو جو کچھ کام بھی چلے 1822/1
جب نام اُس کا صبح کو، تا نام بھی چلے
گل بکھرے لال میرے قفس پر خزاں کے بعد 1822/2
شاید کہ اب بہار کے ایام بھی چلے
خط نکلے پر بھی یار نہ لکھتا تھا کوئی حرف 1822/3
سو اس کو اب تو لوگوں کے پیغام بھی چلے
سایہ سی اُس کے پیچھے لگی پھرتی ہے پری 1822/4
وہ کیا جو آگے یار کے دو گام بھی چلے
پھر صعوہ کے خرام کی بے لطفی دیکھو 1822/5
جب راہ دو قدم وہ گل اندام بھی چلے
اب وہ نہیں کہ تھامے تھے اشرار سے 1822/6
اک عمر ہم تو ہاتھ سے دل تھام بھی چلے
یہ راہ دور عشق نہیں ہوتی میر طے 1822/7
ہم صبح بھی چلے گئے ہیں، شام بھی چلے

﴿1823﴾

اب دشت عشق میں ہیں بہ ننگ لائے جان سے 1823/1
آنکھیں ہماری لگ رہی ہیں آسمان سے
پڑتا ہے پھول برق سے گلزار کی طرف 1823/2
دھڑکے ہے جی قفس میں غم آشیان سے

- ۱۔ نسخہ آسی میں برہمن بچوں کے سچے درج ہے نسخہ کالج اور طبع دوم کے مطابق 'صبح' ہے جو بہتر ہے۔
- ۲۔ نسخہ آسی میں 'جھوٹے وعدوں کو اعتبار کرنے' مجلس کا مصرع ہم نے درج کیا، مرتبہ مجلس نے اختلاف کی نشان دہی نہیں کی۔
- ۳۔ نسخہ کالج اور نول کشور دوم میں 'جی کو' سے مفہوم برآمد نہیں، آسی کے یہاں 'جس کو' درست ہے۔
- ۴۔ نسخہ کالج اور طبع دوم میں 'سائے سی درج ہے، آسی کا املا 'سایہ سی' یہاں روزمرہ کے مطابق ہے۔
- ۵۔ نسخہ کالج میں املا 'تھامے' آسی اور مجلس (جدید املا کے ادعا کے ساتھ) کے نسخوں میں 'تھانے' ہمارے نزدیک ہمارے دور کا املا 'تھانے'۔
- یہاں بالکل مناسب بھی ہے۔
- ۶۔ نسخہ آسی اور مجلس میں 'ننگ' سے کالج کے نسخے کا 'بہ ننگ' بہتر ہے۔

- میں ہر طرف گیا ہوں جدا کاروان سے
اب ہم ملیں گے اور کسو مہربان سے
اغماض ہم کو اپنے ہے جی کے زیاں سے
قامت خمیدہ اُن کے اگر ہیں کمان سے
صورت گئی نہ اُس کی ہمارے دھیان سے
تو مار ڈالیو نہ مجھے اس گمان سے
جاتا ہے کوئی دید کے ایسے مکان سے
دیں گالیاں انہیں نے وہی بے دماغ ہیں
میں میر کچھ کہا نہیں اپنی زبان سے
- 1823/3
1823/4
1823/5
1823/6
1823/7
1823/8
1823/9
1823/10

﴿1824﴾

- گل برگ سی زباں سے بلبل نے کیا فغاں کی
مطلوب گم کیا ہے تب اور بھی پھرے ہے
ماںل ستم کے ہونا جور و جفا ہی کرنا
ہے سبزہ لب جو اس لطف سے چمن میں
میں گھر جہاں میں اپنے لڑکوں کے سے بنائے
صوم و سلوٰۃ یک سو، میخانے میں جو تھے ہم
جب سامنے گئے ہم، ہم نے اُسے دعا دی
دیکھیں تو میر کیونکر ہجراں میں ہم جیے ہیں
ہے اضطراب دل کا بے طاقتی ہے جاں کی
- 1824/1
1824/2
1824/3
1824/4
1824/5
1824/6
1824/7
1824/8

۱۔ نسخہ آسی مجلس میں بھی نامناسب سا ہے، نسخہ کالج اور طبع دوم میں ہی مطابق اسلوب شعر درست ہے۔
۲۔ آسی کے نسخے ص ۶۷۸ پر ہیں درج ہے، مجلس نے بھی اسی کا اتباع کیا ہے، جب کہ قدیم نسخوں، نسخہ کالج اور نول کشور دوم میں 'میں' ہے، فاروقی صاحب نے بھی اپنے انتخاب کے آخری شعر میں 'میں' ہی کو ترجیح دی ہے۔ دونوں لفظوں سے شعر بمعنی رہتا ہے، گو مضمون شعر میں کافی تبدیلی آتی ہے۔ 'میں' کی صورت میں انسانی زندگی اور اعمال و افعال کی غیر موثری اور ناپائیداری مضمون بنتی ہے جب کہ 'ہیں' کی صورت میں کائنات کی ناپائیداری اور عدم سنجیدگی خالق کا تاثر جنم لیتا ہے۔

فردیات ۱

- 1 کیا کہیے عشق حسن کے آٹھ بھی طرف ہوا
دل نام قطرہ خون یہ ناحق تلف ہوا
- 2 مئے گلگوں کی بو سے بس کہ مے خانہ مہکتا تھا
لب ساغر پہ منہ رکھ رکھ کے ہر شیشہ لہکتا تھا
- 3 جب کہ تابوت مرا جائے شہادت سے اٹھا
شعلہ آہ ، دل گرم محبت سے اٹھا
- 4 گرچہ امید اسیری پہ یہ ناشاد آیا
رام صیاد کا ہوتے ہی خدا یاد آیا
- 5 یک پارہ جیب کا بھی بجا میں نہیں سیا
وحشت میں جو سیا سو کہیں کا کہیں سیا
- 6 اٹھوں نہ خاک سے کشتہ میں کم نگاہی کا
دماغ کس کو ہے محشر کی دادخواہی کا
- 7 دل گیا ، رسوا ہوئے ، آخر کو سودا ہو گیا
اس دوروزہ زیت میں ہم پر بھی کیا کیا ہو گیا
- 8 ہے لب نمکیں علاج میرا
پر بے مزہ ہے مزاج میرا
- 9 کس طور تو نے باغ میں آنکھوں کے تیں ملا
زگس کا جس سے رنگ شکستہ بھی اڑ چلا
- 10 آنے کے وقت تم تو کہیں کے کہیں رہے
اب آئے تم تو فائدہ ، ہم ہی نہیں رہے
- 11 ناچار ہم تو تجھ بن جی مار کر رہیں گے
پر اس روش کو تیری یے لوگ کیا کہیں گے
- 12 وعدے ہر روز رہے اور تم آتے ہی رہے
ہم کو دیکھو کہ لگے چلنے تو جاتے ہی رہے
- 13 مہیا جس کنے اسباب ملکی اور مالی تھے
وہ اسکندر گیلیاں سے تو دونوں ہاتھ خالی تھے
- 14 کلاہ کج ہے ہر غنچے کی پیدا ہے گلستاں میں
کہ کیا کیا اس چمن میں دلبروں کی لا ابالی تھی

۱ نسخہ کان مطبوع ۱۸۱۱ء ۶۹ پر بم اللہ الرحمن الرحیم کے تحت فردیات کا عنوان ہے۔ نسخہ آسی نے بھی دیوان ششم کے آخر میں فردیات درج کی ہیں اور فردیاں درج نہیں، جیسا کہ نسخہ کالج میں ہے، جس کا اتباع مجلس کے نسخے میں بھی ہوا ہے، فردیات کی ترتیب نسخہ کالج و مجلس مطابق ہے اور ان کی تعداد کا سی (۸۱) ہے۔

۲ نسخہ مجلس میں حسن کی ہے جب کہ آسی کے نسخے میں بڑی بی کو بھی چھوٹی کی طرح لکھا جاتا ہے، اس لیے حسن کے سمجھنا چاہیے۔ مجلس مرتب نے عشق کے بعد وقفہ (،) درج کیا جو درست نہیں۔

۳ نسخہ آسی میں لہکتا درج ہوا ہے، مجلس کے متن لہکتا کو برقرار رکھا ہے، مرتب نے اختلاف درج نہیں کیا۔

۴ نسخہ آسی میں تھے جب کہ نسخہ کالج میں تھی ہے، قاضی عبدالغفار صاحب کے نزدیک دلبر لا ابالی تھے درست ہے۔

- 15 کھا کے دانہ یہ دام بکھوایا ہوئے آدم کو بھی بہشت نصیب
- 16 تری زلفِ سیہ کی یاد میں آنسو جھمکتے ہیں اندھیری رات ہے، برسات ہے، جگنو چمکتے ہیں
- 17 جیسے نسیم ہر سحر، تیری کروں ہوں جستجو خانہ بہ خانہ در بہ در، شہر بہ شہر کو بہ کو
- 18 نورِ نظر کو کھو کے میں سوؤں گا دیکھو دل بھر رہا ہے خوب ہی روؤں گا دیکھو
- 19 نہ رہ دنیا میں دل جمعی سے جو انسان جانتا ہے سفر کا بھی رہے خطرہ کہ اس منزل سے جانا ہے
- 20 مدت ہوئی کہ تاب دتواں جی چھا گئے بے تاب کر کے خاک میں ہم کو ملا گئے
- 21 دے دن گئے کہ آٹھ پہر اُس کے پاس تھے اب آ گئے تو دور سے کچھ غم سنا گئے
- 22 صبح سے بن علاجِ دو خوش ہے (وہ) تیرا بیمار آج تو خوش ہے
- 23 کیا کہوں کچھ بھی اُس سے چھوٹا ہے ملکِ دل اُن نے صاف لوٹا ہے
- 24 خاک تے میر کیوں نہ یکساں ہوں مجھ پہ تو آسمان لوٹا ہے
- 25 سوائے سنگِ دلی اور کچھ ہنر بھی ہے بتاؤ! دلوں میں تمہارے خدا کا ڈر بھی ہے
- 26 ترے فراق میں کچھ کھا کے سو رہوں گا میں تو کس خیال میں ہے، تجھ کو کچھ خبر بھی ہے
- 27 ہنس دے ہے دیکھتے ہی کیا خوب آدمی ہے؟ معشوق بھی ہمارا، کیا خوب آدمی ہے
- 28 انسان ہو جو کچھ ہے ادراکِ سرِ لولاک ناداں نہیں، زماں سے مطلوب آدمی ہے
- 29 وصل کی جب سے گئی ہے چھوڑ دلداری مجھے ہجر کی کرنی پڑی ہے ناز برداری مجھے
- 30 میں گریباں پھاڑتا ہوں وہ سلا دیتا ہے میر خوش نہیں آتی نصیحت گو کی غم خواری مجھے
- 31 حیران اس بھھو کے کے سب، دوش ہو گئے شمع و چراغ بزم میں خاموش ہو گئے
- 32 عمر گزری کہ ترے کوچے کے آنے سے گئے دور سے ایک نظر دیکھ کے جانے سے گئے

۱۔ آسی نے اس مطلع میں ایٹائے جلی کی نشان دہی کی ہے جس کی تاویل فائق صاحب نے یہ کی کہ مصرع اول میں 'جانا' جانا (دائستہ یادداشت سے) ہے، مزید انہوں نے 'دانا' کی تصحیح قیاسی بھی تجویز کی۔

۲۔ یہ دونوں شعر ایک ہی زمین کے ہیں، آسی نے انہیں یک جا اور مجلس کے مرتب نے الگ الگ درج کیا ہے۔

۳۔ آسی کے یہاں اُس سے کچھ بھی ہے، متن نسخہ کالج اور مجلس کے مطابق ہے۔

۴۔ اس مطلع کے قوافی میں بھی ایٹائے جلی ہے، تمام نسخوں میں اسی طرح ہے۔

۵۔ نسخہ مجلس میں شمع و چراغ میں سبھی۔۔۔ جب کہ آسی کے یہاں کا متن بہتر ہے، وہی درج کیا ہے۔

- 33 کیوں گردنِ ہلال ابھی سے ڈھلک چلی
34 ہمت دے بادِ تند کو ایسی کہ بعدِ مرگ
- 35 یک دم میں لُخون سوکھا، مژگاں پہ ہو کے جاری
36 شوخ، عاشقِ قد کو تیرے سرو یا طوبی کہے
- 37 مرے رنگِ شکستہ پر ہنسے ہیں مردماں سارے
38 عرق کرتا ہے تیری زلف سے جو دل سہتا ہے
- 39 جو سیلِ سرشک کا چلے ہے
40 نظر کر کے وہ سلکِ دندانِ یار
- 41 اس ستم دیدہ کی صحبت سے جگر لوہو ہے
42 ابر جب مجھ خاک پر سے ہو گیا
- 43 کیا کہوں میں میر اپنی سرگزشت
44 فردوس سے کچھ اُس کی گلی میں کمی نہیں
- 45 تو گلِ باغ پر نہ بلبلِ پھول
46 نسبتِ مہ ہے دور اُس گل سے
- 47 کس رو سے اس کے ہوگا تو نقطے سے مقابل
48 مصرعِ زلف کا نہ پایا چیچ
- 49 کوچہٴ یار سے نہ جاویں گے
50 ترے لعلِ جاں بخش کو ہم نے بتلا
- 51 ایک عالم ہے کشتہ اس لب کا
52 دل سمجھتا نہیں ہمارا آہ
- ابرو تو یک طرف، پلک اُس کی نہیں ہلی
مشتِ غبار میرا نجف پہنچے یا علی
- کر اے تپشِ جگر کی اب تو ہی آبیاری
کچھ ٹھہرتا ہی نہیں، کوئی کہے تو کیا کہے
- ہوا ہوں زعفرانِ کاکھیت تیرے عشق میں پیارے
کہ شبِ تاریک ہے پھر ٹوٹتے ہیں دم بہ دم تارے
- دریا کے بھی ہونٹھ جا ملے ہے
ہوئے پانی پانی دُرِ شاہوار
- آب ہو جائے کہ یہ دل خلہ سٹے پہلو ہے
ایک دو دم زار باراں رو گیا
- ابتدا ہی قصے میں وہ سو گیا
پر ساکنوں میں واں کے کوئی آدمی نہیں
- وہ بھی ہے گا، گلاب کا سا پھول
وہ شگفتہ ہے یہ گرفتہ ہے
- اے آفتاب تیرا منہ تو طباق سا ہے
شاعروں نے بھی فکر کر دیکھے
- کیسے ہی ہوں گے ہم گئے گزرے
کیا آبِ حیاں کو پانی سا پتلا
- الغرض اس پہ دانت ہے سب کا
زلف اس کی ہے ایک مارِ سیاہ

۱۔ نسخہ کالج 'یک دم میں' اسی کے نسخے میں 'یک دم تو' ہے۔
۲۔ نسخہ آس میں 'خلش' متن ہے جب کہ نول کشور دوم میں 'خانہ درست نہیں' جب کہ نسخہ کالج میں 'خلہ' ہے اور یہی درست بھی ہے۔

- 53 پیر کنعاں سے گیا کب درِ عشق
گو مثل ہو آنکھ پھوٹی پیر گئی
- 51 وابستہ دلبروں کے خاموش ہیں ہمیشہ
ان ساحروں نے ایسے منہ عاشقوں کے باندھے
- 55 نہ سنے گا مری نغاں پھر تو
میں ترے کان کھول رکھتا ہوں
- 56 آری، آری، وہ ہے وہ ہے
یہ نہ منہ دیکھے کی سی میں نے کہی
- 57 بخت دشمن بلند تھے ورنہ
کوہ کن نے بھی سر کو پھوڑا تھا
- 58 جو ترے لب سے کام دکتے ہیں
یہی کو دے نام رکھتے ہیں
- 59 دل تاب نکلتے جو لاتا تو کہنے میں کچھ آتا
اُس تشنہ کام نے تو پانی بھی پھر نہ مانگا
- 60 لائق نہیں تمہارے مرگانِ خوش نگاہاں
مجرور دل کو میرے کانٹوں میں مت گھسیٹو
- 61 غم میں دل، صبر و ہوش اے پیارے
ہاتھ کانوں پہ رکھ گئے سارے
- 62 لٹ گئی اس کو دیکھ گل کی فصل
سارے گلبن تھے تو کہے بے اصل
- 63 کر نظر اک دور سے مجھ داغ میں
آنکھیں نیچی کر گیا گل باغ میں
- 64 اُن نے دیکھا جو اٹھ کے سوتے سے
اڑ گئے آسنے کے توتے سے
- 65 کیسہ پُر زر ہو تو جفا جویاں
تم سے کتنے ہماری جیب میں ہیں
- 66 دیکھتا ہوں تو کام میرا میر
اولِ عشق ہی میں آخر ہے
- 67 پائے پُر آبلہ سے مجھ کو بنی گئی ہے
صحرا میں رفتہ رفتہ کانٹوں نے سر اٹھایا
- 68 بس نہ لگ چل نسیم مجھ سے کہ میں
رہ گیا ہوں چراغ سا بجھ کر
- 69 چشم ہر گل پہ اُس کی جا دیکھی
اُسی کی باغ میں ہوا دیکھی
- 70 عشق میں مرگ ابتدا لے تو
جو نہ مانو تو انتہا لے تو

۱۔ نسخہ آسی میں جب نسخہ کالج میں کب درج ہوا ہے۔

۲۔ نسخہ آسی میں وہ ہے، وہ ہے جب کہ مجلس کے مرتب نے وہ ہے، وہ ہی درج کیا، اختلاف نسخہ مذکور نہیں۔

۳۔ نسخہ آسی میں جو کی جگہ بھی درج ہے۔ مجلس کے مرتب نے اختلاف نسخہ کا ذکر نہیں کیا۔

۴۔ نسخہ آسی میں یہ ہے مجلس کے نسخے میں نسخہ کالج کی سند سے میں لکھا ہے اور حاشیے میں آسی کا متن پڑھایا جب کہ وہ پڑ ہے۔

- 71 تری ہم چشم ز گس کیا صنم ہے لکھا ہے گر کہیں سہو القلم ہے
- 72 تجھ بن چمن میں جو تھا دل کو ٹٹولتا تھا گل منہ نہ کھولتا تھا ، بلبلی نہ بولتا تھا
- 73 نقدِ دل چھوڑتے نہیں خواہاں اس پہ گویا کہ قرض کھایا ہے
- 74 مایوسِ وصل اُس کا ، چتون میں مت کہو تم جو ہوشیار دم میں ، اس کی امید کیا ہے
- 75 خضر! رہ عشق میں نہ ڈھونڈھ کہ یاں راہ کی باٹ کھوئے دیتی ہے
- 76 غالب ہے کوئی دن کو ڈھونڈھو تو پھر نہ پاؤ دل رفتہ رفتہ غم میں آدھا نہیں رہا ہے
- 77 فاتحہ کو نہ آیا بعد از مرگ میر کے یار کی طرح دیکھو
- 78 کر صرف دید عمر، پھرے ہے تو یاں کہاں ہے سیر مفت میر تجھے پھر جہاں کہاں
- 79 راہ آنسو کی کب تلک تکیے خونِ دل ہی کا اب مزہ چکھیے
- 80 بید سا کانپتا تھا مرتے وقت میر کو رکھیو! مجنوں کے تکیے
- 81 چلی جاتی ہے جاں ہی اب بھلا تدبیر کیا کرے تدای سے مرض گزرا، کہو اب میر کیا کرے

۱۔ آسی کے یہاں رکھیو اور مجلس کے متن میں رکھیے ہے، آسی کا متن ترسیل معنی میں مد ہے۔ نیز آسی کے یہاں درست طور پر شعر اُناسی اور شعر اُ ایک ساتھ (کہ ایک ہی زمین کے ہیں) درج ہیں، مجلس کے نسخے میں الگ الگ درج ہوئے ہیں۔

غزلیات _____ مشمولہ مثنویات

ان اوراق میں میر کی وہ غزلیات درج کی ہیں جو ان کی مختلف منظومات (مثنویات، ساقی نامہ، شکارنامے) میں دستیاب ہوتی ہیں، انہیں مختلف دوادین کے تحت بھی درج کیا جاسکتا تھا، تاہم یہ مناسب سمجھا گیا کہ انہیں الگ سے اُسی ترتیب میں شامل نسخہ کیا جائے جو ترتیب ان منظومات کی ہے جن سے یہ غزلیں الگ کی گئی ہیں۔ ان غزلیات کی کل تعداد 24 ہے۔ تسامحات سے بچنے کی خاطر ان غزلوں کو دیوان ششم کی آخری غزل نمبر 1824 کے بعد 1825 سے شمار کیا گیا ہے۔ ہر غزل کے حاشیے میں متعلقہ مثنوی کا حوالہ بھی درج کیا گیا ہے۔

﴿1825﴾

شب وہ جو پیے شراب نکلا	جانا یہ کہ آفتاب نکلا	1825/1
قربانِ پیالہ مئے ناب	جس سے کہ ترا حجاب نکلا	1825/2
تجھ بن جو پیا تھا قرط مے کا	آنکھوں سے ہو خونِ ناب نکلا	1825/3
مستی میں شراب کی جو دیکھا	عالم یہ تمام خواب نکلا	1825/4
شیخ آنے کو لے کدے میں آیا	پر ہو کے بہت خراب نکلا	1825/5
یک جرعه شراب ہی میں واعظ	ہر مسخرگی کا باب نکلا	1825/6
تھا غیرتِ بادہ عکس گل سے	جس جوئے چمن سے آب نکلا	1825/7

﴿1826﴾

موسمِ ابر ہو ، سبو بھی ہو	گل ہو گلشن ہو اور تو بھی ہو	1826/1
کب تک آئینے کا یہ حسن قبول	منہ ترا اس طرف کبھو بھی ہو	1826/2
ہو جو تیرا سا رنگ گل گاہے	رنگھیں ہم تب جب ایسی بو بھی ہوئے	1826/3
ہے غرض عشق صرف ہے لیکن	شرط یہ کہ جستجو بھی ہو	1826/4
سرکشی گل کی خوش نہیں آتی	ناز کرنے کو دیا رو بھی ہو	1826/5
کس کو بلبل ہے دم کشی کا دماغ	ہو تو گل ہی کی گفتگو بھی ہو	1826/6

۱۔ یہ غزل مثنوی ساقی نامہ سے ہے جو آسی کے کلیات میر میں ص ۸۸۵ پر اور مجلس کی جلد ششم ص ۱۵۲ پر درج ہے۔
۲۔ نسخہ آسی میں آئے تو نسخہ کالج میں آتے تو اور نول کشور دوم میں آئے کو بی بی بہتر ہے۔

۳۔ سات اشعار کی یہ غزل مثنوی در بیان کد فدائی نواب آصف الدولہ بہادر میں نسخہ آسی ص ۸۷۲ اور مجلس ص ۲۶۶ پر درج ہے۔ دراصل یہ غزل نوا اشعار کی حامل ہے اور رعبہ نادر گل کے بیٹے بشن سنگھ کی شادی پر کہی گئی مثنوی میں شامل ہے۔ میر نے اس غزل کے سات اشعار آصف الدولہ کی کتھرائی کی مثنوی میں بھی شامل کر دیئے، دو شعر البتہ یہاں درج نہیں ہوئے، ہم ان دو اشعار کو اسی غزل میں شعر نمبر آٹھ اور نو کے تحت درج کر رہے ہیں۔
۴۔ نسخہ مجلس میں ہو ردیف کی غزل میں بو بھی ہے درج ہے، سہو کتابت کی نہیں کی گئی۔

- دل تمنا کدہ تو ہے پر میر 1826/7
 پا سکے اُس کمر کو دستِ شوق 1826/8
 روکشِ میر ہوتے نا شاعر 1826/9
 جب انہیں ویسی آبرو بھی ہو

﴿1827﴾

- اب کی بہار کیا کیا دریا پہ رنگ لائی 1827/1
 کی فکر مالِ تاریخ آوازِ غیب آئی 1827/2
 آنکھوں کی روشنی بھی اپنی ہوئی دوچنداں 1827/3
 ہو باؤ جس طرف کی آنکھیں ادھر ہیں اُس کی 1827/4
 بے گل رہے نہ یک دم بلبل کے آہ و نالے 1827/5
 گل تک ہنسا نہ مجھ سے بلبل نہ بولی ہرگز 1827/6
 ہم بھی رہے ہوا وہ جب تک جوان جاہل 1827/7
 اخواں زمانے کو تو کیا جانیں ڈل گئی کو 1827/8
 ہے دام گاہ دنیا ہر جا فریب اس میں 1827/9
 گزری جو کچھ سو گزری یاری میں دلبروں کی 1827/10
 میر اب کسو سے تم تو کریو نہ آشنائی

﴿1828﴾

- لالہ کنارِ دریا نکلا ہے کیا زمیں سے 1828/1
 بالیدگی سے پہنچے گل آدمی کے سر تک 1828/2
 خوش رنگ تر ہے ہر گل رخسار سے پری کے 1828/3
 منہ پر غیر عاشقِ اصرار سے ملے ہیں 1828/4
 صندل بھری جبین سے کیا صبح چہرہ ہووے 1828/5
 یک سو گلال منہ پر خوباں کے مل رہے ہیں 1828/6
 جب میر جان دینا بوسے کے بدلے ٹھہرا 1828/7
 تب خوف کیجیے کیا پیشانیوں کی چیں سے

۱۔ یہ غزل 'مثنوی درجشن ہولی وکندرائی' کے عنوان سے آسی کے ص ۷۸۷ اور مجلس کی جلد ششم ص ۲۷۹ پر درج ہوئی، یہ مثنوی نواب وزیر علی خان شادی پر ہے جو ۱۲۰۸ھ مطابق ۱۷۹۴ء منعقد ہوئی۔

۲۔ نیز آسی اور شمع میں مجلس کی اشاعت میں تھی درج ہے جب کہ اخبار الصنادید میں بھی درج ہے۔

۳۔ یہ غزل 'مثنوی در بیان ہولی' میں سے لی گئی ہے، نیز آسی میں یہ غزل ص ۹۱ پر اور نسخہ مجلس جلد ششم ص ۲۸۷ پر مندرج ہے۔

﴿1829﴾

رنج کی اُس کے جو خبر گزرے	1829/1
رفتہ دارفتہ اس کا مر گزرے	
ایک پل بھی نہ اس سے آنسو کچھ	1829/2
روتے مجھ کو پہر پہر گزرے	
جوئے خوں آنکھوں سے بہے شاید	1829/3
خون سے میرے وہ بھی در گزرے	
مارے غیروں کو یا مرے عاشق	1829/4
کچھ نہ کچھ چاہیے کہ کر گزرے	
راہ جاناں سے ہے گزر مشکل	1829/5
جان ہی سے کوئی مگر گزرے	
غنیچہ ہو شرم سے اُن آنکھوں کی	1829/6
گل نرگس اگر نذر گزرے	
سر کا جانا ہی ہر قدم ہے میر	1829/7
کیا کوئی اس کی راہ پر گزرے	

﴿1830﴾

ہم دھیوں پہ کچھ ہو، کاہے کو یار ہے تو	1830/1
اے ترک صید پیشہ، کس کا شکار ہے تو	
پہنچی قریب شاید نہ نچیر گاہ اُس کی	1830/2
جوں صید خوں گرفتہ، دل بے قرار ہے تو	
دل تجھ تلک رسائی مشکل ہے چشم تر سے	1830/3
عسر العبور کیسے دریا کے پار ہے تو	
شہری ہیں اس کی آنکھیں کیا تجھ کو اُن سے نسبت	1830/4
اے آہوئے بیاباں اچھا گنوار ہے تو	
کیا صبح جلوہ گر ہو خوبی کے آگے تیری	1830/5
اے گل دم تبسم، باغ و بہار ہے تو	
یاں دو قدم بھی چلنا بن سر دیے نہ ہووے	1830/6
اے راہ عشق کتنی مشکل گزار ہے تو	
لیتا ہے تجھ سے عبرت جو کوئی دیکھتا ہے	1830/7
کیا میر اس گلی میں بے اعتبار ہے تو	

﴿1831﴾

کیا کشت و خوں پہ ان دنوں میلان یار ہے	1831/1
بر جائے پوچھتا ہے کہ یاں کچھ شکار ہے	
جاتا ہے اس کشندے کی جانب چلا ہوا	1831/2
صید اجلؔ رسیدہ ہے دل بے قرار ہے	
آنکھیں جو میری باز ہیں جوں صید بسملی	1831/3
اس ترک صید بند کا یہ انتظار ہے	
عزت جو اُس گلی میں ہے اپنی نہ پوچھیے	1831/4
جب جائے تو خشم ہے گالی ہے مار ہے	
جانیں چلی گئیں ہیں بہت قلب گاہ سے	1831/5
تو رہ کے جا کہ راہ ابھی پُر غبار ہے	

- ۱۔ یہ غزل 'جنگ نامہ' کا حصہ ہے، آسی نے کلیات کے آغاز میں ص ۶۴ پر 'جنگ نامہ' درج کیا ہے لیکن اُسی میں یہ غزل شامل نہیں، نسخہ مجلس نے اس غزل کو دومرتبہ درج کیا ہے۔ پہلی مرتبہ جلد چہارم دیوان ششم کے آخر میں جوتین غزلیں درج کی ہیں اُن میں سے تیسری یہی غزل ہے ص ۳۱۸، دوسری مرتبہ یہ غزل جلد ششم ص ۳۰۵ پر درج ہوئی۔ نسخہ آسی میں یہ غزل شامل نہیں۔
- ۲۔ آصف الدولہ کی سرکار میں میر نے دو شکار نامے بھی، سیر و سفر اور تخلیق کیے تھے، ان میں سے پہلے شکار نامے میں کل سات غزلیں ہیں (آخری دو غزل کو بھی ہم نے الگ الگ شمار کیا ہے) لہذا غزل نمبر ۱۸۳۰ سے ۱۸۳۶ تک غزلیات 'شکار نامہ اول' سے ہیں۔
- ۳۔ مجلس اور آسی دونوں نے 'شاہد' درج کیا جب کہ 'شاہد' کا ہے۔
- ۴۔ نسخہ مجلس جلد ششم ص ۳۲۷ پر 'صید ازل' رسیدہ درج ہے، آسی کے نسخے میں 'اجل' رسیدہ درست ہے۔

﴿1829﴾

رنج کی اُس کے جو خبر گزرے	1829/1
رفتہ دارفتہ اس کا مر گزرے	
ایک پل بھی نہ اس سے آنسو کچھے	1829/2
روتے مجھ کو پہر پہر گزرے	
جوئے خوں آنکھوں سے بنے شاید	1829/3
خون سے میرے وہ بھی در گزرے	
مارے غیروں کو یا مرے عاشق	1829/4
کچھ نہ کچھ چاہیے کہ کر گزرے	
راہ جاناں سے ہے گزر مشکل	1829/5
جان ہی سے کوئی مگر گزرے	
غنجے ہو شرم سے اُن آنکھوں کی	1829/6
گل زریں اگر نذر گزرے	
سر کا جانا ہی ہر قدم ہے میر	1829/7
کیا کوئی اس کی راہ پر گزرے	

﴿1830﴾

ہم وحشیوں پہ کچھ ہو، کاہے کو یار ہے تو	1830/1
اے ترک صید پیشہ، کس کا شکار ہے تو	
پہنچی قریب شاید نچیر گاہ اُس کی	1830/2
جوں صید خوں گرفتہ، دل بے قرار ہے تو	
دل تجھ تک رسائی مشکل ہے چشم تر سے	1830/3
عمر العبور کیسے دریا کے پار ہے تو	
شہری ہیں اس کی آنکھیں کیا تجھ کو اُن سے نسبت	1830/4
اے آہوئے بیاباں اچھا گنوار ہے تو	
کیا صبح جلوہ گر ہو خوبی کے آگے تیری	1830/5
اے گل دم تبسم، باغ و بہار ہے تو	
یاں دو قدم بھی چلنا بن سر دیے نہ ہووے	1830/6
اے راہ عشق کتنی مشکل گزار ہے تو	
لیتا ہے تجھ سے عبرت جو کوئی دیکھتا ہے	1830/7
کیا میر اس گلی میں بے اعتبار ہے تو	

﴿1831﴾

کیا کشت و خوں پہ ان دنوں میلان یار ہے	1831/1
بر جائے پوچھتا ہے کہ یاں کچھ شکار ہے	
جاتا ہے اس کشندے کی جانب چلا ہوا	1831/2
صید اجلؔ رسیدہ ہے دل بے قرار ہے	
آنکھیں جو میری باز ہیں جوں صید بسملی	1831/3
اس ترک صید بند کا یہ انتظار ہے	
عزت جو اُس گلی میں ہے اپنی نہ پوچھیے	1831/4
جب جائے تو حشمت ہے گالی ہے مار ہے	
جانیں چلی گئیں ہیں بہت قلب گاہ سے	1831/5
تو رہ کے جا کہ راہ ابھی پُر غبار ہے	

۱۔ یہ غزل 'جنگ نامہ' کا حصہ ہے، اسی نے کلیات کے آغاز میں ص ۶۴ پر 'جنگ نامہ' درج کیا ہے لیکن اُسی میں یہ غزل شامل نہیں، نسخہ مجلس نے اس غزل کو دو مرتبہ درج کیا ہے۔ پہلی مرتبہ جلد چہارم دیوان ششم کے آخر میں جو تین غزلیں درج کی ہیں اُن میں سے تیسری یہی غزل ہے ص ۳۱۸، دوسری مرتبہ یہ غزل جلد ششم ص ۳۰۵ پر درج ہوئی۔ نسخہ آسی میں یہ غزل شامل نہیں۔

۲۔ آصف الدولہ کی سرکار میں میر نے دو شکار نامے بھی، سیر و سفر اور تخلیق کیے تھے، ان میں سے پہلے شکار نامے میں کل سات غزلیں ہیں (آخری دو غزل کو بھی ہم نے الگ الگ شمار کیا ہے) لہذا غزل نمبر ۱۸۳۰ سے ۱۸۳۶ تک غزلیات شکار نامہ اول سے ہیں۔

۳۔ مجلس اور آسی دونوں نے 'شاہد' درج کیا جب کہ 'کل' شاید کا ہے۔

۴۔ نسخہ مجلس جلد ششم ص ۳۲۷ پر 'صید ازل' رسیدہ درج ہے، آسی کے نسخے میں 'اجل' رسیدہ درست ہے۔

- یہ وجہ ہے کہ شعر مرا پیچ دار ہے 1831/6
 کس کشتہ وفا سے بہت اس کو پیار ہے 1831/7
 گل گل شگفتگی ہے ترے چہرے سے عیاں 1831/8
 کیا میر تم کو گریہ شب سے ہے گفتگو 1831/9
 طوفان میری پلکوں کا سر در کنار ہے

﴿1832﴾

- وہ دل شکار آن جو نکلا شکار کو 1832/1
 چلنا پڑے ہے رکھ کے قدم تیغ تیز پر 1832/2
 اڑنے لگے ہے باد میں تو جاں گزا ہے پھر 1832/3
 سو بار منہ چڑھاتے ہو کچھ بولتے نہیں 1832/4
 آتا نہیں نظر کہ حصولِ امید ہو 1832/5
 جیتے رہے تو اس سے ہم آغوش ہوں گے ہم 1832/6
 کیا سمجھ خوبی میری خراش جبین کی تو 1832/7
 ایسے ستم کیے کہ گیا جی سے میں ندان 1832/8
 بولا کہ مجھ کو کرتی ہے بدنام گور میر 1832/9
 ہے خوب اگر مٹاؤے کوئی اس مزار کو

﴿1833﴾

- حیف اس شکار پیشہ کو ہم سے خبر نہیں 1833/1
 ہم خاک منہ سے مل کے پھرے جیسے آرسی 1833/2
 آنکھیں نکال اُس کے قدم کے تلے رکھیں 1833/3
 کیا کبھی جو نہ کیجیے اندازِ دام کا 1833/4
 نکلی پڑے ہے میان سے کاہے کو ہر گھڑی 1833/5
 سر رکھ کے اُس کی تیغ تلے مر چکو شتاب 1833/6
 آنکھیں ہیں اُس کی راہ پہ جوں نقش پا ہزار 1833/7
 ہم ہیں شکارِ خستہ ہمارے جگر نہیں
 افسوس ہے کہ روئے دل یارِ ادھر نہیں
 تو بھی ہمارے حال پر اُس کو نظر نہیں
 گلزار کے تو قابلِ پرواز پر نہیں
 لاگ اُس کی تیغ تیز کو ہم سے اگر نہیں
 یاں پاؤں پیٹ پیٹ کے مرنا ہنر نہیں
 آنکھیں ہیں اُس کی راہ پہ جوں نقش پا ہزار
 پر میر اُس کو کچھ سر سیر و سفر نہیں

﴿1834﴾

- وہ کہاں ابرو اگر درپے ہوا ہے میر کے 1834/1
 یوں تو کہتا ہے گلے کا تو مرے تعویذ ہے 1834/2
 میں بھی زنجیری رہا ہوں دیر گلشن کے قریب 1834/3
 خون ہی دستِ حنائی سے کیا کرتے ہو تم 1834/4
 بندہ و صاحب میں نسبت ہے ولے نازک بہت 1834/5
 ترکش ان پلکوں کا ہے بالائے ترکش تیر کے
 پر نہیں آثارِ ظاہر یار کی تسخیر کے
 پہنچے ہوں گے دور تک نالے مری زنجیر کے
 لو گھوٹک ہاتھ میں دل کو کسو دلی گیر کے
 معترف رہتے ہیں عاشق اپنی ہی تقصیر کے

- اور بھی وہ رشکِ خور کچھ اب خنک ملنے لگا 1834/6
معتقد ہم کیا ہوں آہ صبح کی تاثیر کے
روئے دل کش وہ خدا جانے کہ کس سے کھنچ گیا 1834/7
میر ہم عاشق رہے ہیں ایسی ہی تصویر کے

﴿1835﴾

- نہیں خوں بستگی سے چشمِ تر بند 1835/1
جراحت نے کیے ہیں چشمِ پر بند
گیا ہے وہ سو دل کھلتا نہیں ہے 1835/2
پڑا ہے ایک مدت سے یہ گھر بند
کریں ہیں شوقِ گلِ خوں دل میں ناچار 1835/3
اسیرانِ شکستہ بال و پر بند
گئے دنِ تنگی کے باندھنے کے 1835/4
اب آنکھیں رہتی ہیں دو دو پہر بند
بہت ہے یار کا کم بولنا بھی 1835/5
نہیں چنداں ہم ان باتوں کے در بند
سمھوں سے آرسی کے مثلِ وا ہو 1835/6
کسو کے منہ پہ دروازہ نہ کر بند
ہمارے ہاتھ خنجر سے کرو قطع 1835/7
نہ کھلویا کبھو اُس کا کمر بند
رکے ہے یار آنکھیں ہی دکھا کر 1835/8
ہم اُس کے ان دنوں میں ہیں نظر بند
نہ خط آتا ہے اودھر سے نہ قاصد 1835/9
غزل کا قافیہ تغیر کر میر 1835/10
ہنر کچھ اس زمیں میں میر کر بند

﴿1836﴾

- جگر خوں کن ہیں خوبانِ حنا بند 1836/1
دل اُن کے دستِ رنگیں کا ہے پابند
گرہ بندِ قبا میں دے ہمیں دیکھ 1836/2
ہوا کی آہ بارغِ دل کشا بند
رکھ آہِ سرد ہی سے گرم جوشی 1836/3
رکے ہے دل جو ہوتی ہے ہوا بند
ہمیں سے کیا وہ جادوگر نہ بولے 1836/4
کسو دشمن نے اس کا منہ کیا بند
نہیں تھمتا ہے اب پلکوں سے رونا 1836/5
بہت خاشاک سے دریا رہا بند
ہمیں منظور ہر صورت میں ہے دید 1836/6
کھلی ہو چشمِ جوں آئینہ یا بند
نہیں کام آتی اتنی تیز گامی 1836/7
سمندِ عمر ہوتا کاش جا بند
زبردستوں کی کشتی ہو گئی پاک 1836/8
نکالا عشقِ زور آور نے کیا بند
یہی انداز باندھے ہیں یہی ناز 1836/9
قیامت میر صاحب ہیں ادا بند

﴿1837﴾

- سبزہ ہے آب جو ہے، فصلِ بہار بھی ہے 1837/1
سرگرم جلوہ دیکھو پہلو میں یار بھی ہے
یہ تو نہیں کہ ہم پر ہر دم ہے بے دماغی 1837/2
آنکھیں دکھاتے ہیں تو چتون میں پیار بھی ہے
گلِ ہم کنار ہوگا ہنس کر کبھو چمن میں 1837/3
پر کم بغل ہے بلبل اس کو قرار بھی ہے

کچھ اضطراب بھی ہے، کچھ انتظار بھی ہے	ہوں وعدہ گاہ میں تو پر میں ہی جانتا ہوں	1837/4
دریا کی سیر بھی ہے، بوس و کنار بھی ہے	جوں موج ہم بغل ہوں نایاب اس گہر سے	1837/5
کہنے کو کہتے ہیں تو، کچھ اختیار بھی ہے	ہم جبریوں سے کیا ہو بے دست و پا و عاجز	1837/6
شمع و چراغ و شعلہ برق و شرار بھی ہے	کون اُس بھبھو کے سا ہے، دیکھو نہ ٹک بھی تو وہ	1837/7
مشکل گزر ہے رستہ گرد و غبار بھی ہے	جانا مسلم آیا اس خاک داں سے گو پھر	1837/8
دل تنگ میر کیوں ہے ہمرہ وزیر کے تو		1837/9
دریا فضا ہوا ہے، سیر و شکار بھی ہے		

﴿1838﴾

پر کیجیے کیا گل کی صبا بھی ہے ہوادار	تھی باد بھی آنے کی چمن میں نہ روادار	1838/1
وہ صاحب ناخواہ ہے بندہ ہے وفادار	شانستہ دیدن ہے مرے یار کی صحبت	1838/2
اس عرصے میں آئینے کو دیکھا ہے ہوادار	کیا خوب ہو کیا زشت ہو رودیوے ہے سب کو	1838/3
ہے گل کئے زر، بلبل بے برگ ہے نادار	کس طور سے یک رنگ ہوں یہ عاشق و معشوق	1838/4
کیا بے کسی سے میر نے رحلت کی جہاں سے		1838/5
رویہ نہ کوئی اُس پہ، نہ کوئی ہے عزادار		

﴿1839﴾

کیا کہہ گئی کہ ہم کو سنتے ہی غش سا آیا	بلبل کے بولنے سے آزار دل نے پایا	1839/1
ہم کو تو شوقِ مفرط واں کا لگا کے لایا	نخچیر گہ میں اُس کے جاتا نہیں ہے کوئی	1839/2
پر ہجر کے الم نے چنگا بہت بنایا	انواع رنج ہم نے کھینچے تھے عاشقی میں	1839/3
مستی نے اس نگہ کی مجلس کے تئیں چھکایا	صوفی صاف مشرف بے ہوش و بے خرد ہیں	1839/4
رحمت خدا کی تم نے اس رحم کو اٹھایا	مہر و وفا و اُلفت کرتے تھے لوگ باہم	1839/5
کس ناز سے زمیں پر پڑتا ہے اُس کا سایا	سرمارے تو پری کو ایسی روش نہ آئے	1839/6
یوسف کے طور میں بھی سستا بہت بکایا	یہ جانتا تو ہرگز بازار میں نہ جاتا	1839/7
وہ خود بخود ہی آوے کاش اس طرف خدایا	غیرت سے عاشقی کی جاتا نہیں ہوں میں تو	1839/8
معشوق تو ہے پر وہ ادبаш کج روش ہے		1839/9
کیا کہیے میر جی سے دل کو کہاں لگایا		

﴿1840﴾

کس اُس کے تیغ کش پہ ملک کو حسد نہیں	ذوقِ شکار اُس کو ہے اتنا کہ حد نہیں	1840/1
رہنے دو وحش و طیر کو اب دام و دد نہیں	خالی پڑے ہیں صید سے وادی و کوہسار	1840/2
تم کد سے دیکھو ہو کہ ہمیں اُس کی کد نہیں	بے جد و کد جو اس سے ملاقات ہو تو ہو	1840/3
ہر چند گل بھی تازہ کھلا اتنا بد نہیں	کچھ اور شے ہے خوب جو دیکھو رنج نگار	1840/4

اس بے کسی سے کون جہاں میں موا کہ میں
کیا سرو گل سے ہووے تسلی کہ اہل شوق
بے سوز دل کنہوں نے کہا ریختہ تو کیا
سو بار مست کعبے میں پکڑے گئے ہیں ہم
جز داغ سینہ آج چراغ لحد نہیں
گل منہ نہیں ہے یار کا سرو اس کا قد نہیں
گفتار خام پیش عزیزاں سند نہیں
رسوائی کے طریق کے کچھ نابلد نہیں
لطف سخن بھی پیری میں رہتا نہیں ہے میر
اب شعر ہم پڑھیں ہیں تو وہ شد و مد نہیں

1840/5
1840/6
1840/7
1840/8
1840/9

﴿1841﴾

جو جو ظلم کیے ہیں تم نے سو سو ہم نے اٹھائے ہیں
تیغ دریغ نہیں ہے اس کی بھل گہ میں کسو سے بھی
ٹل کر سامنے یوں بھی اب جو تیر ترازو ہو اس کا
خیم سے لگی مے خانے کے دیوار بھی اپنے گھر کی ہے
شوق ہے غم میں بے صبری ہے آہ کسو کو کیا کہیے
محو سخن ہم فکر سخن میں رفتہ ہی بیٹھے رہتے ہیں
دیکھیں طرف ہے کون سی جس سے تیغ ناز بلند کرے
تب تھے سپاہی اب ہیں جوگی آہ جوانی یوں کاٹی
کس کو ایسی بے خبری تھی جس کے بولے تو چونکا
کون وہ ایسا ظالم تھا استاد فن عیاری کا
میر مقدس آدمی ہیں تھے سب سے کف مے خانے میں
صبح جو ہم بھی جا نکلے تو دیکھ کے کیا شرمائے ہیں

1841/1
1841/2
1841/3
1841/4
1841/5
1841/6
1841/7
1841/8
1841/9
1841/10
1841/11

﴿1842﴾

اک دُرج موتیوں کے عوض ہاتھ آ گیا
جانا نہ تھا سر ہانے سے مجھ مختصر کے ہائے
آشفق سر ہیں سرو و گریباں دریدہ گل
گل برگ سے بھرے تھے کہے تو کنار و جیب
خط بھیج کے بھی شوق کی باتیں چلی گئیں
روتا ہوں یوں کہ بر سے ہے شدت سے جیسے مینہ
جو نقش روزگار کے صفحے سے محو ہو
ہستی مری کہ بچ تھی میں منفعل رہا
یوسف ہزار حیف کہ سستا بکا گیا
کیا وقت رہ گیا تھا کہ وہ منہ چھپا گیا
بیٹھا کہاں چمن میں کہ فتنہ اٹھا گیا
کیا کیا سمیں نہ گریہ خونیں دکھا گیا
قاصد کے پیچھے دُور تلک میں لگا گیا
جوں ابر میرے دل پہ غم عشق چھا گیا
صورت پذیر پھر نہیں ہوتا مٹا گیا
اس شرم سے ندان زمیں میں سما گیا
داغ دل خراب شبوں کو چلے ہے میر
عشق اس خرابے میں بھی چراغ اک جلا گیا

1842/1
1842/2
1842/3
1842/4
1842/5
1842/6
1842/7
1842/8
1842/9

﴿1843﴾

- 1843/1 کر لطف، عارض مت چھپا عاشق سے اے یار اس قدر
1843/2 جو کچھ ہے سو دل کے سبب غم غصہ و رنج و تعب
1843/3 ہر دم جو اس کے ابروؤں جنبش میں ہیں کانپے ہے جاں
1843/4 شب نالہ و زاری رہے دن خشکی خواری رہے
1843/5 وے دل زدے ہیں خستہ جاں، مرجاتے ہیں جونا گہاں
1843/6 طرے سے طراری کرے، مستی میں ہشیاری کرے
1843/7 اُلفت کہاں کلفت ہے یاں یہ بھی عجب صحبت میاں
1843/8 تم آگے کب تھے بدگماں سب حجت و یکسر زباں
1843/9 آنکھیں کھلی ہیں میر کی جب دیکھو تب آئینہ ساں
آدم نہیں ہوتے کہیں مشتاق دیدار اس قدر

﴿1844﴾

- 1844/1 نہ دماغ ہے کہ کسو سے ہم کریں گفتگو غم یار میں
1844/2 نہ فراغ ہے کہ فقروں سے ملیں جا کے دلی دیار میں
1844/3 نہ چن میں جاتے رہا ہے دل نہ بنوں میں پھرنے لگا ہے دل
1844/4 وہی بے کلی رہی جان کو رہے سیر میں نہ شکار میں
1844/5 کہے کون صیدِ رمیدہ سے کہ ادھر بھی پھر کے نظر کرے
1844/6 کہ نقاب اُلٹے سوار ہے ترے پیچھے کوئی غبار میں
1844/7 ترے شام خط کے قریب کی جو صفا میں دیکھی ہیں خوبیاں
1844/8 نہ سمیں پہ گل میں نظر پڑے نہ یہ رنگ صبح بہار میں
1844/9 کوئی شعلہ ہے کہ شرارہ ہے، کہ ہوا ہے یہ کہ ستارا ہے
1844/10 یہی دل جو لے کے گڑیں گے ہم تو لگے گی آگ مزار میں
1844/11 جھکی کچھ کہ جی میں چھپی سبھی، ہلی تک کہ دل میں کبھی کبھی
1844/12 یہ جو لاگ پلوں میں اُس کے ہے نہ چھری میں ہے نہ کٹار میں
1844/13 مرے ایک دل میں جو غم یہ ہے سو فزوں ہے میرے شمار سے
1844/14 نہ تو دس میں یہ نہ پچاس میں، نہ تو سو میں یہ نہ ہزار میں

﴿1845﴾

- 1845/1 بیٹھے نہیں بنتی میاں کچھ تو کیا چاہیے
1845/2 گر یہ و شور و فغاں کچھ تو کیا چاہیے
1845/3 چلنے کو ہے کارواں کچھ تو کیا چاہیے
1845/4 ہے گی طلب شرط یاں کچھ تو کیا چاہیے
1845/5 عشق میں اے ہم رہاں کچھ تو کیا چاہیے
1845/6 ہاتھ رکھے ہاتھ پر بیٹھے ہو کیا بے خبر

وہ بھی لگا کہنے ہاں کچھ تو کیا چاہیے
 لطف و غضب مہرباں کچھ تو کیا چاہیے
 کیا کریں ہم ناتواں کچھ تو کیا چاہیے
 چلتی ہے اب تک زباں کچھ تو کیا چاہیے
 وقت گیا پھر کہاں کچھ تو کیا چاہیے
 نفع ہو پھر یا زیاں کچھ تو کیا چاہیے
 کچھ نہ کیا ہائے میاں کچھ تو کیا چاہیے
 پاس دل دوستاں کچھ تو کیا چاہیے
 میری بھی خاطر نشاں کچھ تو کیا چاہیے

میر نہیں پیر تم کاہل اللہ رے
 نام خدا ہو جواں کچھ تو کیا چاہیے

میں جو کہا تنگ ہوں مار مروں کیا کروں
 سون کھینچے رہنے کی کس نے بدی ہے بھلا
 کام اب اپنا ہے یاں کندہ جاں ہر زماں
 کیا کروں دل خوں کروں شعر ہی موزوں کروں
 ہو نہ سکے گر نماز، دل کی طرف کر نیاز
 چاہوں کسو سے دعا، دل کی کروں اب دوا
 عمر گئی لغو سب وقت بہت کم ہے اب
 یہ تو نہیں دوستی ہم سے جو تم کو رہی
 تو نے کہاں کی ہے زہ، پرہوں نہ یوں صید میں

1845/4
1845/5
1845/6
1845/7
1845/8
1845/9
1845/10
1845/11
1845/12
1845/13

﴿1846﴾

ہمارے تو سر پر ابھی ہے قیامت
 کہ تھوڑا بہت یاں ہے وقتِ اقامت
 نہیں اب تو بندے سے صاحب سلامت
 کھلے رکھ گلستاں میں بند قیامت
 غزالِ حرم نے اٹھائی ملامت
 کسو بے وفا سے دل اپنا لگا مت
 رہے گی ہمیں دیر اس کی ندامت
 کہ چہرے کی زردی بڑی ہے علامت
 گئی سو گئی پیشتر تھی جوانی
 رہ عشق میں میر آئندہ جا مت

کب آوے گا کیا جانے وہ سروقامت
 نماز سفر ہے اشارت اسی سے
 رہا رابطہ غارت دل تلک بس
 گریباں کو گل چاک کرنے لگیں گے
 اٹھا کر نہ یک زخم شمشیر اُس کا
 بگڑتی ہے صورت علاقے سے دل کے
 کوئی فصل گل میں بھی توبہ کرے ہے
 کہیں دل کی لاگیں لگی جھپٹیاں ہیں
 گئی سو گئی پیشتر تھی جوانی
 رہ عشق میں میر آئندہ جا مت

1846/1
1846/2
1846/3
1846/4
1846/5
1846/6
1846/7
1846/8
1846/9

﴿1847﴾

کرو تاہل کہ حال ہم میں رہا نہیں ہے غموں کے مارے
 جو کچھ بھروسہ جنہوں پہ تھا سو شکیب و تاب و تواں سدھارے
 ہوئے ہیں غائر قیامت اب تو، گئے جگر تک، گئے ہیں دل تک
 جو تک بھی دیکھے وہ غور سے تو، جراحت اُس کو دکھائیں سارے
 ہماری آنکھیں بہیں ہیں اتنی کہ اب ہے دریا محیط عالم
 کہیں کہیں جو رہیں ہیں مردم سو بیٹھے ہیں وے کے کنارے

1847/1
1847/2
1847/3

- کریں تحمل سو کا ہے پر ہم مدام بے خود ہمیشہ غش ہے 1847/4
 گئی ہے طاقت دلوں سے شاید نہیں ہے آیا جگر ہمارے
 کبھو سروں پر ہے تیغ نالہ ، کبھو سنانِ فغاں جگر پر 1847/6
 کسوے کہنے کا کچھ بھی حاصل ، گئے ہیں جوں توں کے وقت بارے
 بھری تھی آتش کہاں کی یا رب دل و جگر میں کہ نصف شب کو 1847/7
 لگا جو رونے تو جائے آنسو مری مژہ سے گرے شرارے
 قبول عشق و محبت اتنا ہوا ہے اے میر سیر قابل 1847/8
 مدام جاتے دکھائی دوں ہوں کبھو نہ اُن نے کہا کہ آوے

﴿1848﴾

- ساقیا موسمِ جوانی ہے 1848/1
 دے پیالہ کہ نقلِ مجلسِ عیش 1848/2
 لاؤ آبِ کشادہ دل کو کھول 1848/3
 روئے خوباں سے بزم کا ہے فروغ 1848/4
 رشک گلزار ہے یہ صحبتِ عیش 1848/5
 شش جہت جوشِ گلِ فشانہ ہے

۱۔ نسخہ آسی ص ۸۸۳ پر سیر قابل درج ہے، نول کشور دوم کی سند پر سیر قابل شامل متن کیا ہے۔
 ۲۔ یہ غزل میر کی 'مثنوی کہ فدائی' بخش نگلہ سے منقول ہے، 'بخش نگلہ راجہ ناگل کے بیٹے تھے، ان کی شادی ۱۱۷۴ھ تا ۱۱۸۳ھ میں کسی وقت بھرت کے علاقے ممبیر میں ہوئی ہوگی۔ نسخہ فورٹ ولیم کالج ۱۸۱۱ھ اور نول کشوری اشاعتوں بشمول آسی یہ مثنوی شامل نہیں۔ دیوان اول کے زمانے یادگار سمجھنا چاہیے۔